سلسلہ 10 اشاعت حدیث

مشکوٰۃ المصابیح

للشیخ الامام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِیثًا فَحَفِظَہُ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ غَیْرَہُ

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش وخرم رکھے جس نے ہم سے حدیث سنی، پھر اسے یاد کر کے دوسروں تک پہنچایا“

(جامع الترمذی، حدیث: 2656)

ترجمہ وفوائد الحدیث

مولانا سید محمد عبدالاول الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ

حکم الحدیث

الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ



مکتبہ محمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

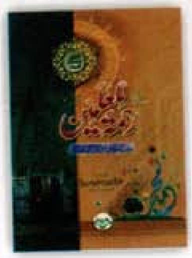
☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یامادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یادیگرمادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com



رحمة للعلمين ﷺ

تالیف لطیف:

قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری رحمہ اللہ

(۱۸۶۷ء - ۳۰ مئی ۱۹۳۰ء)

سیرۃ النبی ﷺ ایک سدا بہار موضوع ہے۔ قرآن مجید نے "ورفعنا لك ذكرك" کی جو صدا بلند کی اُس کا فیضان ہر اعتبار سے قیامت تک جاری رہے گا۔ آیات قرآنیہ میں آپ ﷺ کی سیرت کے متنوع پہلوؤں کو آشکارا کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ زندگیاں بھی آپ ﷺ کی سیرت کا انعکاس ہیں۔ اس طرح کائنات میں یہ واحد سیرت ہے کہ جس کا تسلسل ایک معجزہ نما اثر رکھتا ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت کے موضوعات کا تنوع بھی سیرت کا ایک روشن باب ہے۔

قاضی محمد سلیمان سلمان منصورپوری رحمہ اللہ ریاست پٹیالہ کے ایک قصبہ منصورپور میں پیدا ہوئے آپ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیتوں کے باعث اس ریاست میں جج اور قاضی کے منصب پر فائز ہوئے۔ وسعت مطالعہ اور تقویٰ وطہارت نے ان کی شخصیت کو ایک عجیب جاذبیت عطا کی تھی۔ ان کی یہ علمی تمنا تھی کہ وہ سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر مختصر، متوسط اور مطول تین کتب تحریر کریں۔ ان کی مختصر سیرت کا نمونہ "مہر نبوت" ہے جس میں آپ ﷺ کی نبوی زندگی کی تفصیلات کو اجمالاً پیش کیا گیا ہے۔ متوسط کتاب سیرت "رحمۃ للعالمین ﷺ" کی صورت میں سامنے آئی جو برصغیر میں گلستان سیرت کا گل سرسبد ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۱۲ء میں دوسری ۱۹۲۱ء میں اور تیسری مصنف کی وفات کے بعد ۱۹۳۳ء میں شائع ہوئی، جس کا دیباچہ ان کے ہم نام سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ کے قلم سے لکھا گیا۔

"رحمۃ للعالمین ﷺ" ایک طرف مستند معلومات سیرت کا انسائیکلوپیڈیا ہے تو دوسری طرف تقابل ادیان کا مطالعہ ہے، جس سے صراط مستقیم کا تعین ہوتا ہے۔ عقیدہ وعمل کی درستی اور اسوۂ حسنہ ﷺ کا حقیقی شعور حاصل کرنے کے لیے اس کتاب سیرت سے نمایاں مدد ملتی ہے۔ اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ برصغیر پاک وہند کے متعدد ناشرین نے اس کی طباعت کی سعادت حاصل کی ہے۔

اس عظیم شاہکار کی ایک اور مستند اشاعت "مکتبہ محمدیہ لاہور" نے شائع کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ناشر کی اس کوشش کو مقبول اور قارئین کے لیے نافع بنائے، آمین یارب العالمین۔

پروفیسر عبد الجبار شاکر رحمہ اللہ

ڈائریکٹر دعوۃ اکیڈمی، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح

مشکوٰۃ المصابیح

للشیخ الامام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ

جلد اول

ترجمہ و فوائد الحدیث

مولانا سید محمد عبدالاول الغزنوی رحمۃ اللہ علیہ

مع حکم الحدیث
الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

تخریج الحدیث
الشیخ جمال عیتانی حفظہ اللہ

تسہیل ترجمہ و حواشی

حافظ عبدالخبیر اویسی حفظہ اللہ

پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ
قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور
الفضل مارکیٹ 0300-4826023

نام کتاب

مترجم مشکوٰۃ المصابیح

طابع	--------------	عبدالرحمان عابد
طبع اول	--------------	اپریل 2009ء
طبع دوم	--------------	فروری 2011ء
طبع سوم	--------------	اپریل 2012ء
تعداد	--------------	1100

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہلِ حدیث امین پور بازار فیصل آباد
Ph: 041-2629292,2624007

اسلامی کتب خانہ ڈاکخانہ بازار، چیچہ وطنی ضلع ساہیوال
0346-7467125,0301-4085081

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023
E-mail:maktabah_muhammadia@yahoo.com & maktabah_m@hotmail.com

فہرست مضامین ﴿جلد اول﴾

کِتَابُ الْاِیْمَانِ

کتاب العلم

کتاب الطہارۃ

کتاب الصلوۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلاۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و الہ و اصحابہ اجمعین ۔

اما بعد! رب کریم کا فرمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو کچھ تمھیں دیں اس کو پکڑ لو یعنی اپنا لو اور جس چیز سے تمھیں روک دیں اس سے رک جاؤ۔ (القرآن)

- اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کریم کے ساتھ انسان کا تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ قرآن کریم کی تشریح و تفسیر رسول اکرم ﷺ کی سنت‘ حدیث یعنی آپ کے طریقہ سے نہ ہو‘ اور آپ ﷺ کے طریقہ کے ساتھ وابستہ ہونا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس علم پر عمل نہ کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے مشکوٰۃ نبوت سے ظاہر ہوا۔
- زیر نظر کتاب احادیث نبوی کا ایک اہم ذخیرہ ہے جو ''مشکوٰۃ المصابیح'' کے نام سے پہچانا جاتا ہے‘ یہ مجموعہ جہاں دینی مدارس کے نصاب میں شامل ہے تو وہیں یہ عام پڑھے لکھے افراد کے لئے بھی روشنی کا مینارہ ہے۔ اصولی طور پر اگر اس کی اہمیت کو دیکھا جائے تو احادیث کا یہ ایسا ذخیرہ ہے کہ جو ہر ایک مسلمان گھرانے کی اہم ضرورت ہے کیونکہ اس میں دین اسلام کے تقریباً ہر قسم کے مسائل درج ہیں کہ جن کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔
- حدیث کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا‘ صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ اسلام سے دامن چھڑانا ہے۔
- مشکوٰۃ المصابیح کے کافی تراجم مارکیٹ میں موجود ہیں اور ہر ادارہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اس کی طباعت میں کوشاں و رواں دواں ہے۔
- الحمدللہ ہم نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس میں اپنا حصہ ڈالنے کی سعی کی ہے تاکہ رب کریم رسول اکرم ﷺ کے فدائین میں ہمارا نام بھی شامل فرمادے‘ اس کتاب کے ترجمہ کا مصدر شیخنا محترم و مکرم مولانا سید محمد عبدالاول غزنوی رحمہ اللہ ہیں جو کہ شیخنا محترم مولانا سید محمد عبداللہ الغزنوی رحمہ اللہ کے فرزند جلیل ہیں۔
- شیخ رحمہ اللہ کے ترجمہ و حواشی چونکہ پرانی اردو میں تھے جسے آج کل کے دور میں سمجھنے میں دقت کا سامنا ہے‘ اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اس کے پرانے الفاظ کو نئے الفاظ سے بدل کر‘ کوشش کی ہے کہ اسے آسان اور عام فہم بنایا جا سکے تاکہ اس سے استفادہ کرنے والا کسی پریشانی کا شکار نہ ہو۔
- کتاب میں مزید آسانی پیدا کرنے کے لئے لفظی ترجمہ کو آگے پیچھے کر کے جملوں کو عام فہم بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مدارس کے طلباء کے علاوہ عام پڑھے لکھے لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں۔
- احادیث کا ترجمہ لفظی ہونے کی وجہ سے بعض احادیث کا ترجمہ عام آدمی کے لئے بہت مشکل نظر آیا لہٰذا ان احادیث کا ترجمہ از سر نو کر دیا گیا ہے اور کوشش کی گئی ہے کہ بات نفس حدیث سے باہر نہ نکلے۔

- کتاب کی خوبصورتی اور حدیث کی معاً تفہیم کے لئے ہر حدیث کے ساتھ فوائد الحدیث کے نام سے حواشی لگا دیئے ہیں۔
- احادیث پر صحت وضعف کا حکم بھی لگا دیا گیا ہے تاکہ حدیث کی اہمیت واضح ہو جائے۔
- احادیث کی تخریج بھی کر دی گئی ہے' اگر کوئی صاحب ذوق حدیث کی دوسری کتب سے استفادہ کرنا چاہے تو اسے دقت پیش نہ آئے۔
- تقریباً سات صدی پہلے عربی میں ترتیب دیا جانے والا احادیث کا یہ ذخیرہ جو آج تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے اور تقریباً تمام دینی مدارس وغیرہ میں شامل نصاب ہے۔

اس کتاب کی کمپوزنگ کے دوران ضرورت کے پیش نظر درج ذیل کچھ ترامیم کی گئی ہیں۔

- ......لفظ "خدا" جو کہ فارسی' اردو کا کثیر المعنی لفظ ہے اس کو ترک کر کے "اللہ تعالیٰ" درج کیا گیا ہے جو کہ رب کریم کا ذاتی نام مع الصفۃ ہے۔
- ......انبیائے کرام علیہم السلام کے نام سے "" حذف کر کے ناموں کی مناسبت سے (علیہ السلام) کو اپنایا ہے۔
- ......نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ "" اور صلعم کی بجائے پورا درود' یعنی (صلی اللہ علیہ وسلم) درج کر دیا گیا ہے۔
- ......نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے نام کے ساتھ سیدہ' ام المؤمنین یا امہات المؤمنین اور "" کی بجائے رضی اللہ عنہا یا رضوان اللہ علیھن کو شامل کیا گیا ہے۔
- ......صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام کے ساتھ حضرت کے بجائے سیدنا اور "" کی بجائے رضی اللہ عنہ اور زیادہ کے لیے رضوان اللہ علیہم لکھا گیا ہے۔
- ......اسی طرح صحابیات کے نام کے ساتھ "سیدہ" درج کیا ہے اور "" کی بجائے رضی اللہ عنہا یا رضوان اللہ علیھن تحریر کیا گیا ہے۔

یہ چند ایک ضروری باتیں صرف نیک خواہشات کے تحت کی گئی ہیں۔ کیوں کہ "-" - "-" -صلعم- وغیرہ سے اصل مقصد حاصل نہیں ہوتا بلکہ پڑھنے والا یہاں سے خاموشی سے گذر جاتا ہے' صرف چند ہی لوگ ہوں گے جو دوران مطالعہ ایسے مقامات سے گذرتے ہوئے درود اور دعا سے کام لیتے ہوں۔ امید ہے کہ ان چیزوں سے کتاب کی خوب صورتی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے کو نیکیوں کا وافر ذخیرہ بھی حاصل ہو گا' ان شاء اللہ العزیز۔

آخری دردمندانہ بات: بحیثیت مسلمان ہمیں چاہیے تو یہ تھا کہ ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کرنے والے بنتے ہوئے احادیث رسول کو اولیت کی حیثیت دیتے۔ لیکن نظر ایسا آتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ایک ثانوی سی حیثیت دے رکھی ہے اور احادیث رسول کی جس قدر بھی اشاعت کی جا رہی ہے اس میں اکثریت کا سوائے کاروبار کے اور کوئی بھی واسطہ نظر نہیں آتا کیونکہ اعمال' اقوال اور افعال یہ تمام چیزیں اس بات کی غماض ہیں کہ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو احادیث رسول پر امت کے لوگوں کے اقوال و آراء کو ترجیح دیتے ہیں۔

جبکہ بعض لوگوں نے تو کاروبار کے ساتھ ساتھ احادیث کے ساتھ زور آزمائی کو بھی اپنا شیوہ بنا لیا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کی

شیطنت اور ایسے لوگوں کے شر سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔
تو برادران محترم اس کو اطاعت رسول اور سنت کی اتباع نہیں کہا جا سکتا' بلکہ ایسی حرکت کرنے والے کو اہل سنت نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ایسا کرنے والوں کو اہل سنت کہلانا زیب دیتا ہے۔
قارئین کرام سے انتہائی مؤدبانہ گذارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی غلطی رہ گئی ہو تو میرے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مجھے اس سے ضرور آگاہ کیجئے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو درست کر دیا جائے۔
سب سے پہلے میں اللہ رب العزت کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے حقیر آدمی کو اس کام کی توفیق عطا فرمائی اور اپنی مہربانی اور فضل و کرم سے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ هذا من فضل ربي۔
اس کتاب کی تیاری میں میرے عزیز دوست و مشفق و مہربان محترم حافظ عبدالخبیر اویسی حفید (مولانا عبدالتواب محدث ملتانی رحمہ اللہ) آف ملتان ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کی تسہیل و تزئین میں اپنی سی محنت کر کے بعض مقامات پر تحریر کو آسان بنانے اور الفاظ کی حیثیت برقرار رکھتے ہوئے الفاظ کو آگے پیچھے کر کے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ عام پڑھا لکھا آدمی بھی اس سے بآسانی استفادہ کر سکے۔ میرے دوسرے دوست محترم پروفیسر ابوانس محمد سرور گوہر صاحب ہیں کہ جن کا بہت سا تعاون مجھے ملا۔ اسی طرح محترم حافظ ابوبکر ظفر صاحب نے اس کتاب کے حکم الحدیث میں حتی الوسع محنت کر کے اس کام کو پایا تکمیل تک پہنچایا۔ جبکہ حافظ سجاد صاحب نے مراجعت کے کام کو بخوبی سرانجام دیا' امید ہے کہ دوستوں کے اس کام کو سراہا جائے گا۔
کسی کے احسان کا بدلہ چکانا بہت مشکل کام ہے اور پھر میرے جیسا ضعیف و ناتواں' اپنے دوستوں کا کس طرح احسان چکا سکتا ہے' میں ان کے خلوص بھرے تعاون پر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے لیے دست بدعا ہوں کہ
اے میرے پروردگار! اس کتاب کی تیاری میں ان دوستوں کے علاوہ جن دوستوں نے مجھ سے جس قسم کا بھی تعاون کیا ہے تو ان پر اپنے فضل و کرم' احسانات' بخششوں اور رحمتوں کے دروازے کھول دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی بھی ان چیزوں کا مالک نہیں۔
اے میرے پروردگار تیرے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں اور تجھ سے ہٹ کر کوئی دعاؤں کا قبول کرنے والا نہیں۔
اے منعم حقیقی تو میری اس کاوش کو اپنے دربار میں درجہ قبولیت سے نوازتے ہوئے مجھے' میرے والدین اور ان دوستوں کو صحیح معنوں میں محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنا۔
اے غافر الذنب و قابل التوب ہم تمام کی غلطیوں اور لغزشوں پر پردہ پوشی فرما کر ہمیں جنت الفردوس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب نصیب فرما' کہ تیرے خزانہ میں کمی نہیں' تو ہر چیز پر قادر ہے' تو علیم بذات الصدور ہے اور تو ہی غفور الرحیم اور رؤوف بالعباد ہے۔
یا رحیم و کریم مولانا سید محمد عبدالاول غزنوی رحمہ اللہ کو بھی بہشت جاوید میں اعلیٰ درجات نصیب فرما۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

اللهم ات محمدن الوسيلة و الفضيلة و ابعثه مقاما محمود ن الذى وعدته۔ اله الحق امين يا رب العالمين۔

عبدالرحمان عابد
۰۹-۰۴-۲۳

طائمہ محدثین کے مختصر حالات زندگی

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۴ھ ۲۵۶ھ

نام ونسب اور ابتدائی حالات:

سلسلۂ نسب یہ ہے' محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ' آپ کا اصلی نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ کے جداعلیٰ بردزبہ فارس کے رہنے والے اور مذہباً مجوسی تھے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے جدامجد مغیرہ پہلے شخص ہیں' جو اس خاندان میں مشرف بہ اسلام ہوئے' اس دور کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ لوگ جس شخص کے ہاتھ پر اسلام لاتے تو اسی کی نسبت سے نومسلم مشہور ہو جاتے تھے "مغیرہ" چونکہ امیر نجار "یمان جعفی" کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے' اس لئے جعفی مشہور ہو گئے اور یہ لقب نسلاً بعد نسلٍ منتقل ہوتا ہوا امام صاحب رحمہ اللہ تک پہنچا اور اس بنا پر امام صاحب رحمہ اللہ جعفی کے لقب سے بھی مشہور ہیں۔ ❶

امام صاحب رحمہ اللہ کے دادا ابراہیم کا حال کچھ نہیں معلوم ہو سکا لیکن آپ کے والد اسماعیل رحمہ اللہ چوتھے طبقہ کے معتبر محدثین میں شمار کئے جاتے ہیں' اسماعیل رحمہ اللہ کی ثقاہت اور مرتبہ کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ امام مالک اور حماد رحمہما اللہ جیسے محدثین کی انہوں نے شاگردی کی اور ابن مبارک رحمہ اللہ جیسے شیوخ کی صحبت میں مدتوں رہے' اہل عراق نے اکثر احادیث ان سے روایت کی ہیں' خود امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ کبیر میں ان کے حالات لکھے ہیں اور اپنے بزرگ والد رحمہ اللہ کے فضل وکمال پر فخر کیا ہے۔ ❷

امام صاحب رحمہ اللہ کے نام سے زیادہ ان کی وطنیت مشہور ہے' اس لئے اتنی بات ہر شخص جانتا ہے کہ ان کا اصلی وطن بخارا ہے' بخارا قدیم جغرافیہ میں اقلیم پنجم کے صوبہ ماوراء النہر کا ایک جلیل القدر شہر سمجھا جاتا تھا' ❸ لیکن جدید جغرافیہ کے رو سے یہ شہر ایشیائی ترکستان میں واقع ہے۔ اس کی پشت پر سمرقند' دائیں طرف تاش قند' بائیں طرف صحرائے کراکورم اور سامنے صحرائے قزل خورم ہے' دوسری صدی کے اواخر میں (جب بخارا کو امام صاحب کی پیدائش کا شرف حاصل ہوا) یہ شہر خلفائے عباسیہ کے زیر حکومت تھا' اور مقامی انتظام کے لئے دربار خلافت کی طرف سے ایک گورنر وہاں متعین تھا۔

شوال کی تیرہ تاریخ اور جمعہ کا دن تھا' جب ۱۹۴ ہجری میں امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ پیدا ہوئے' ابھی آپ کے کھیل کود کے دن ختم نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے والد اسماعیل رحمہ اللہ آپ کو یتیمی کا داغ دے کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپ کی والدہ محترمہ جن کی تنہا سرپرستی اور توجہ پر آپ کی آئندہ ترقی کا دارومدار تھا وہ آپ کو اور آپ کے بڑے بھائی احمد کو لے کر بخارا سے مکہ معظمہ چلی آئیں' امام صاحب رحمہ اللہ نے وہیں نشوونما پائی اور ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی۔ ❹

امام صاحب رحمہ اللہ کی تحصیل علم کا زمانہ بچپن ہی سے شروع ہوتا ہے' ابتدائی تعلیم میں علم فقہ پر توجہ کی اور امام وکیع اور امام ابن

❶ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۸ وکتاب الانساب ورق ۱۳۲۔ ❷ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۸۔
❸ معجم البلدان' ج ۲ ص ۸۱' ۸۲ وتاریخ ابن خلکان ج ۳ ص ۳۳۲۔ ❹ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۸۔

مبارک رحمہم اللہ جیسے اساتذہ فن کی تصانیف کا مطالعہ کیا۔ پندرہ برس کی عمر میں فقہ کی تعلیم سے فارغ ہو گئے تو اس مقدس فن کی جانب متوجہ ہوئے۔ ❶ جس کی پریشان اور پراگندہ حالت ان کی آئندہ توجہ اور سرپرستی کا انتظار کر رہی تھی اگرچہ اس تفصیل کا حال نہیں معلوم ہوتا کہ امام صاحب رحمہ اللہ نے کن مشائخ سے فن حدیث کو حاصل کیا' لیکن اس قدر مسلم ہے کہ ان کا فضل و کمال اسحٰق بن راہویہ اور علی بن المدینی رحمہما اللہ کے فیضان تعلیم کا زیادہ ممنون ہے۔

ان بزرگوں کے علاوہ اور جن مشائخ کا کتب تاریخ میں پتہ چلتا ہے' ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے شیوخ میں مختلف درجہ اور مختلف طبقہ کی جماعتیں شامل تھیں' مثلاً

(۱) تبع تابعین' جیسے محمد بن عبداللہ انصاری' ابو عاصم النبیل رحمہما اللہ۔

(۲) تبع تابعین کے معاصر' مگر کسی ثقہ تابعی سے انہوں نے حدیث کی روایت نہیں کی' جیسے آدم ابن ایاس۔

(۳) تبع تابعین سے جن لوگوں کو اخذ حدیث کا موقع ملا ان میں سے قتیبہ بن سعید' احمد بن حنبل' اسحٰق بن راہویہ' علی بن مدینی' یحییٰ بن معین رحمہم اللہ۔ ❷

(۴) ہم درس طلبہ (کلاس فیلو) جیسے محمد بن یحییٰ ذہلی' ابو حاتم رازی' محمد بن عبدالرحیم صاعقہ رحمہم اللہ۔

(۵) امام صاحب رحمہ اللہ کے معاصرین جیسے عبداللہ بن حماد آملی' عبداللہ بن ابی العاص خوارزمی رحمہما اللہ۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے شوق علم کا یہ حال تھا کہ بغداد' بصرہ' خراسان' کوفہ' خوارزم' حجاز اور شام میں اس وقت کوئی محدث ایسا نہ تھا' جس سے امام صاحب رحمہ اللہ نے کچھ نہ کچھ اخذ نہ کیا ہو' ❹ آپ کے تمام شیوخ کی مجموعی تعداد ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) ہے' جس میں پہلے قسم کے محدثین کا حصہ زیادہ ہے۔ ❺

امام صاحب رحمہ اللہ فطرۃً نہایت قوی الحافظہ تھے۔ فطرت کی اسی فیاضی سے انہوں نے فن حدیث کی تحصیل میں بہت فائدہ اٹھایا' استاد سے جو حدیث سنتے فوراً زبانی یاد کر لیتے' آپ ابتدا میں کتابت حدیث کے سخت خلاف تھے' اور اس بارہ میں آپ کا قول تھا کہ:

''کتابت سے انسان کی فطری قابلیت کم ہو جاتی ہے اور وہ صرف کتب پر اعتماد کرنے کا عادی ہو جاتا ہے۔'' ❻

لیکن آگے چل کر جب ضروریات زمانہ متقاضی ہوئے تو آپ کو اپنی رائے بدلنا پڑی۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت:

امام صاحب رحمہ اللہ کے فضل و کمال کی شہرت' اس سے پہلے کہ وہ فارغ التحصیل ہوں دور دور تک پہنچ چکی تھی' حفظ حدیث میں آپ کا پایہ اس قدر بلند تھا کہ بڑے بڑے محدثین آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے' اس لئے آپ کے ذہن کی تیزی ذہن اور قوت حافظہ کا عام طور پر اعتراف کیا جاتا تھا' آپ کے دور کے وہ علماء جن کے گرد و پیش شاگردوں کی ایک بڑی جماعت رہتی تھی اور جو فضل و کمال کے

---

❶ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۹ وطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۴' ۵ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۳۴۔

❷ امام مسلم نیشاپوری نے بھی ان لوگوں سے روایت کی ہے۔ ❸ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۹' ۴۸۰۔

❹ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۳۴ وطبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۳۔ ❺ مقدمہ فتح الباری ص ۴۷۹۔

❻ مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۷۔

لحاظ سے خود امام فن کی حیثیت رکھتے تھے' ان کے کسی مجموعہ حدیث کو امام صاحب صحیح تسلیم کرتے' تو وہ علماء فخریہ لہجہ میں کہتے کہ:

''ہماری ان احادیث کو محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح تسلیم کیا۔'' ❶

یعنی ان احادیث کی صحت میں اب کس کو کلام ہو سکتا ہے' جن کو امام بخاری رحمہ اللہ جیسے نقاد نے صحیح قرار دیا ہو۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد اس شہرت نے وہ ترقی کی کہ دور دور سے لوگ حدیث کے سننے کی غرض سے حاضر ہونے لگے' ائمہ حدیث درس دیتے ہوئے امام صاحب رحمہ اللہ کو اپنی مسند خاص پر جگہ دیتے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ جیسے بزرگ کہتے ہیں کہ ''خراسان کی سرزمین نے محمد بن اسماعیل جیسا شخص پیدا نہیں کیا۔'' ❷

یوسف بن موسیٰ مروزی رحمہ اللہ نے بصرہ میں امام صاحب کی وسعت علم اور شہرت کا پراثر منظر دیکھا تھا۔

ان کا بیان ہے کہ ایک دن کسی شخص کو گلیوں میں پکارتے ہوئے سنا کہ ''اے قدر دانان علم' ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل آج کل بصرہ میں تشریف فرما ہیں' جو شخص ان کی زیارت کا مشتاق ہو تو وہ جامع مسجد میں حاضر ہو۔'' یہ آواز سنتے ہی میں جامع مسجد میں حاضر ہوا' مسجد میں اس وقت بہت سے علماء جمع تھے' ایک ادھیڑ عمر کا شخص ستون کی آڑ میں نماز پڑھ رہا تھا' معلوم ہوا کہ محمد بن اسماعیل بخاری یہی ہیں' نماز سے فارغ ہو کر وہ علماء کی طرف متوجہ ہوئے' حاضرین نے درخواست کی کہ آج حدیث کے متعلق خطبہ دیں' جسے امام صاحب رحمہ اللہ نے منظور فرمالیا' چنانچہ شہر میں اعلان کر دیا گیا کہ فلاں وقت امام صاحب رحمہ اللہ بیان فرمائیں گے' یہ اعلان سن کر لوگ جوق در جوق مسجد میں جمع ہونے لگے۔ جب حاضرین کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی تو امام صاحب رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اس طرح اپنا خطاب شروع کیا کہ اے علمائے بصرہ! آج میں تمہارے سامنے وہ احادیث پیش کروں گا' جن کے راوی تمہارے شہر بصرہ کے رہنے والے ہیں مگر تم کو ان کی خبر نہیں' اس کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ نے جتنی بھی احادیث بیان کیں تو ان تمام کے رواۃ اہل بصرہ ہی تھے۔ ❸

امام صاحب رحمہ اللہ کی اس وسعت معلومات اور معرفت حدیث کو دیکھ کر اکثر علماء کہا کرتے تھے کہ:

انما هو اية من ايات الله تمشي على وجه الارض۔ ما خلق الا للحديث۔ ❹

''امام بخاری رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے' جو زمین پر چلتی پھرتی نظر آتی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کو صرف حدیث ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔''

حصول علم کے لئے مختلف مقامات کا سفر:

امام صاحب رحمہ اللہ نے حصول علم اور علماء کی زیارت کے لئے کئی دور دراز مقامات کے سفر کئے' مصر و شام میں استفادہ حدیث کی غرض سے دو مرتبہ تشریف لے گئے' حجاز میں متواتر چھ سال تک قیام کیا' کوفہ و بغداد میں جو علماء کا مسکن تھا وہاں آپ کئی مرتبہ تشریف لے گئے۔ بصرہ میں آپ چار مرتبہ گئے اور بعض مرتبہ پانچ پانچ برس تک بھی وہاں قیام کیا' امام صاحب رحمہ اللہ ایام حج میں مکہ معظمہ چلے جاتے اور فراغت کے بعد پھر بصرہ چلے آتے' ❺ ان تمام اسفار میں نیشاپور کا سفر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

❶ مقدمہ فتح الباری۔ ص ۴۸۳'۴۸۴۔ ❷ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۱۔

❸ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۵'۱۶۔ ❹ مقدمہ فتح الباری ص ۴۸۵ والبدایہ ج ۱۱ ص ۲۶ و تاریخ بغداد ج ۲ ص ۲۵۔

❺ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۷۹ و تاریخ بغداد ج ۲ ص ۴'۵۔

نیشاپور کا سفر:

نیشاپور اس دور میں علم حدیث کا مرکز تھا' مسلم بن حجاج رحمہ اللہ صاحب صحیح مسلم اور ان کے استاذ امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ جیسے محدث اسی کی خاک سے اٹھے تھے' اور ان کے علم و فضل نے نیشاپور کو دور دور تک مشہور کر دیا تھا' ایسی حالت میں امام صاحب رحمہ اللہ کا نیشاپور جانا اور بڑے بڑے اساتذہ کی موجودگی میں اپنے فضل و کمال کا سکہ بٹھانا ایک غیر معمولی واقعہ ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کس شان سے نیشاپور میں داخل ہوئے اور کس جوش سے آپ کا خیر مقدم کیا گیا' اس کی تصویر خود امام مسلم رحمہ اللہ نے ان مختصر الفاظ میں کھینچی ہے۔

''امام بخاری رحمہ اللہ جب نیشاپور تشریف لائے تو اس دھوم دھام سے آپ کا استقبال کیا گیا' کہ والیان ملک اور سلاطین کو بھی نصیب نہ ہوا ہوگا۔'' ❶

امام صاحب رحمہ اللہ نیشاپور پہنچ کر درس و تدریس حدیث میں مگن ہو گئے' علمائے شہر اکثر اوقات حاضر ہوا کرتے اور امام صاحب رحمہ اللہ کی معلومات حدیث سے مستفیض ہوتے' خود امام مسلم رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی روزانہ کی مجلس کبھی ان سے خالی نہیں ہوتی تھی' ایک دن امام مسلم رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کی جامعیت اور تبحر علمی سے اس قدر متاثر ہوئے کہ بے اختیار امام بخاری رحمہ اللہ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور جوش میں آ کر کہا کہ:

دعنی اقبل رجلیك یا امیر المومنین فی الحدیث۔

''اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں قدم بوسی کا شرف حاصل کروں۔''

امام محمد بن یحییٰ ذہلی رحمہ اللہ اس پایہ کے شخص تھے کہ امام مسلم کے استاد اور نیشاپور کے مسلم محدث تھے' انہوں نے اپنے تمام شاگردوں کو حکم دے دیا تھا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوا کریں اور خود امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت اور فضل و کمال نے اس طرح لوگوں کو اپنا گرویدہ کر لیا کہ امام ذہلی رحمہ اللہ جیسے بزرگوں کی مجالس بے رونق ہوگئیں۔ ❷

ایک دن امام ذہلی رحمہ اللہ نے اپنی مجلس میں فرمایا کہ ''میں کل محمد بن اسماعیل بخاری کی ملاقات کو جاؤں گا' جس شخص کا جی چاہے وہ میرے ساتھ چلے'' ساتھ ہی امام ذہلی رحمہ اللہ کو یہ خیال ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی بدولت میری درس گاہ میں جو بے رونقی چھا گئی ہے' اس کا اثر میرے طلبہ پر بھی پڑا ہے' اس لئے میرے ساتھیوں میں سے کوئی طالب علم ایسی بات نہ پوچھ بیٹھے' جس کی بدولت مجھ میں اور محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ میں رنجش ہو جائے اور غیر اقوام کو اہل سنت کے اختلاف پر ہنسی اڑانے کا موقع ہاتھ آ جائے۔'' اس لئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو تاکید کر دی کہ امام بخاری رحمہ اللہ سے اختلافی مسائل کے متعلق کوئی سوال نہ کیا جائے۔ ❸

دوسرے دن امام ذہلی رحمہ اللہ اپنی جماعت کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ کے یہاں پہنچے' اتفاقاً وہی صورت پیش آ گئی جس کا انہیں خوف تھا' ایک شخص نے اٹھ کر امام صاحب رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ ''یا اباعبداللہ'' قرآن کے جو الفاظ ہماری زبان سے نکلتے ہیں' کیا وہ مخلوق ہیں' اس کے اصلی الفاظ یہ تھے ''لفظی بالقران مخلوق'' امام صاحب رحمہ اللہ ساکت رہے' پھر اس شخص نے دوبارہ سوال کیا'

---

❶ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۹۱۔ ❷ ایضاً و تاریخ بغداد' ج ۲ ص ۳۰ و طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۱۱۔

❸ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۹۱۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ:

القران كلام الله غير مخلوق۔ و لفظي بالقران الفاظنا و الفاظنا من افعالنا و افعالنا مخلوقة۔ ❶

''قرآن کلام الٰہی اور غیر مخلوق ہے اور جو الفاظ ہماری زبانوں سے نکلتے ہیں وہ ہمارے الفاظ ہیں اور ہمارے الفاظ ہماری زبان کی ایک حرکت ہے اس لئے ہمارا ایک فعل ہے اور ہمارے افعال مخلوق ہیں۔''

امام صاحب رحمہ اللہ نے ان مختصر الفاظ میں درحقیقت اس بحث کا فیصلہ کر دیا تھا' ظاہر ہے کہ اگر قرآن کا مفہوم نفس کلام سے ہے تو کلام اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت مخلوق کس طرح ہو سکتی ہے؟ اگر وہ الفاظ مراد ہیں جو ہماری حادث زبانوں سے نکلتے ہیں تو چونکہ وہ مخلوق کا ایک فعل ہے' لہٰذا ان کے مخلوق ہونے میں کلام نہیں۔

لیکن اس دقیق جواب کو عوام نہ سمجھ سکے اس لئے اس واقعہ کو اس قدر بڑھایا اور شہرت دی کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی عام ہر دلعزیزی میں فرق آ گیا' مگر جو لوگ دقیقہ رس اور نکتہ سنج تھے' وہ اس جواب کی تہہ کو پہنچ گئے اور پہلے سے بھی زیادہ آپ کی وقعت و قدر کرنے لگے' انہی لوگوں میں ایک شخص امام مسلم رحمہ اللہ بھی تھے' ان کو جب معلوم ہوا کہ امام ذہلی رحمہ اللہ بھی اس جواب کی بدولت امام صاحب رحمہ اللہ کے مخالف ہو گئے اور انہوں نے اپنی مجلس میں منادی کرا دی کہ جو شخص **لفظي بالقران مخلوق** کا قائل ہو وہ ہماری مجلس میں شریک نہ ہو۔'' تو امام مسلم رحمہ اللہ سخت برآشفتہ ہوئے اور انہوں نے تمام نوشتے اونٹوں پر لدوا کر واپس کر دیئے جن میں امام ذہلی کی تقاریر قلمبند کی تھیں۔ ❷

جب یہ اختلاف ایک نازک حد تک پہنچ گیا' تو امام صاحب رحمہ اللہ نیشاپور کو خیر باد کہہ کر اپنے وطن مالوف بخارا کو روانہ ہوئے' اہل بخارا کو جب اطلاع ہوئی کہ ان کا ہم وطن کمال اور شہرت کے خلعت سے آراستہ ہو کر پھر اپنے وطن مالوف کی طرف واپس آ رہا ہے' تو وہ لوگ جوش مسرت میں استقبال کے لئے بڑھے' شہر سے دو کوس کے فاصلہ پر امرائے شہر نے خیر مقدم کیا اور درہم و دینار نچھاور کرتے ہوئے آپ کو شہر میں لائے۔ ❸ اللہ اکبر ایک وہ دور تھا جب بے باپ کا ایک یتیم بچہ حسرت و یاس کی گود میں بخارا سے نکلا تھا اور ایک یہ دور ہے کہ وہی یتیم بچہ امام حدیث ہو کر امرائے شہر کے غول میں خراماں اسی بخارا میں داخل ہو رہا ہے۔

جلا وطنی اور انتقال:

بخارا میں امام صاحب رحمہ اللہ نے ایک مدت تک آرام و راحت سے زندگی بسر کی لیکن آخر میں اپنی غیور اور خود دار طبیعت کی بدولت مصیبت میں مبتلا ہو گئے' شاہ بخارا نے حکم دیا کہ آپ بخارا سے فوراً نکل جائیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے بعض رشتہ دار سمرقند کے ایک چھوٹے سے قریہ فرتنگ میں رہتے تھے' امام صاحب رحمہ اللہ بخارا سے نکل کر وہیں چلے آئے اور آخر عمر تک وہیں رہے' جلا وطنی کا انہیں سخت افسوس تھا۔ وفور غم میں بے اختیارانہ زبان سے نکل جاتا کہ الٰہی! باوجود وسعت کے زمین میرے لئے تنگ ہو گئی ہے اس لئے اب مجھ کو اٹھا لے۔ ❹

عجیب اتفاق ہے کہ یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ تھوڑے ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے دنیا سے اٹھا لیا' ❺ ۲۵۶ ہجری میں شب کو نماز

---

❶ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۹۱۔ ❷ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۹۱' ۴۹۲ ❸ ایضاً ص ۴۹۴۔

❹ تاریخ بغداد ج ۲ ص ۳۴ و مقدمہ فتح الباری ص ۴۹۴ و تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۵۲۔ ❺ ایضاً

کے بعد انتقال ہوا' آپ ماہ شوال کی تیرہ (۱۳ تاریخ کو پیدا ہوئے اور ماہ شوال ہی کی چاندرات میں دوشنبہ کو وفات پائی اور عید کے دن ظہر کی نماز کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین ہوئی۔

دوسرے دن جب یہ خبر مشہور ہوئی' تو سمرقند میں ایک تہلکہ مچ گیا اور اس دھوم سے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا کہ سارا سمرقند مشایعت میں ساتھ ساتھ تھا اور بڑے بڑے علماء اور امراء باچشم پرنم نماز جنازہ میں شریک تھے' نماز ظہر کے بعد آپ کا جسد خاکی دفن کیا گیا۔ اور آسمان حدیث کا یہ منور آفتاب سرزمین سمرقند میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ایک شاعر نے اختصار کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ کا سال ولادت' سال وفات' اور سن عمر کو ذیل کے دو اشعار میں اس طرح نظم کیا ہے' جو بہت دلچسپ ہے:

كان البخاری حافظا ومحدثا جمع الصحيح مكمل التحرير

ميلاده صدق ومدة عمره فيها حميد وانقضى في نور ❶

''امام صاحب رحمہ اللہ کا حلیہ یہ تھا' جسم دبلا' پتلا' قد میانہ اور رنگ گندمی۔'' ❷

عام اخلاق وعادات' ذریعہ معاش اور تصانیف

خودداری:

امام صاحب رحمہ اللہ کی مقدس زندگی میں بعض ایسی شائستہ خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں' جن سے بڑے بڑے نامور لوگوں کا اخلاقی دامن خالی ہے' آپ کی طبعیت سخت درجہ غیور خوددار اور بے تکلف تھی' پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ امیر بخارا نے آپ کو جلا وطن کر دیا تھا مگر کس لئے؟ صرف اور صرف اس لئے کہ آپ نے علم کی عظمت کے آگے ایک اور دنیادار کی عزت کا لحاظ نہیں کیا' امیر بخارا کی خواہش تھی کہ امام صاحب اس کے دربار میں حاضر ہو کر صحیح بخاری اور تاریخ کبیر سنائیں' امام صاحب رحمہ اللہ نے امیر بخارا کی اس خواہش کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ میں علم کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا کہ سلاطین کے آستانوں پر لے جا کر پیش کش کر دوں اگر امیر کو سچا شوق ہے' تو وہ میری مجلس میں آ کر شریک ہو جائے' امیر بخارا کی درخواست تھی کہ آپ قصر شاہی میں آ کر شہزادوں کو تعلیم دیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں امیر کے لڑکوں کو کوئی خصوصیت نہیں دے سکتا' میری مجلس عام ہے' جس کا جی چاہے آ کر شریک ہو سکتا ہے' امیر بخارا کو آپ کا یہ استغناء ناگوار گذرا' اس لئے اس نے امام صاحب رحمہ اللہ کو حکم دیا کہ تم ہمارے شہر سے نکل جاؤ' امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے وطن سے نکلنا منظور کر لیا مگر علم کی ذلت گوارا نہ کی' ❸ آپ کو اپنی خودداری کا کس قدر خیال تھا اس کا اندازہ آپ کے اس قول سے لگایا جا سکتا ہے' آپ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے اپنے استاد علی بن مدینی رحمہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کے مقابلہ میں خود کو چھوٹا نہیں سمجھا۔'' ❹

❶ بستان المحدثین ص ۱۱۳۔

❷ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۳۵ و تہذیب ج ۹ ص ۴۸۔

❸ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۹۴۔

❹ مقدمہ فتح الباری' ص ۴۸۴ و تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۵۰۔

سادگی وقناعت:

امام صاحب رحمہ اللہ نے عمر بھر کبھی اس امر کی کوشش نہیں کی کہ عام علماء کی طرح کسی امیر یا بادشاہ کی فیاضی سے فائدہ اٹھائیں، کئی مرتبہ اس قسم کے مواقع بھی ہاتھ آئے مگر آپ نے وظیفہ قبول نہیں کیا اور اپنے والد بزرگوار رحمہ اللہ کی میراث میں جو کچھ ملا اس پر آپ نے آخری عمر تک قناعت کی، اس دور میں تجارت کی اس خاص صورت کو کہ ایک شخص اپنا روپیہ صرف کرے اور دوسرا اپنی محنت اور اس کو مشترکہ تجارت سمجھا جائے، مضاربت کہتے تھے، امام صاحب رحمہ اللہ اسی طریقہ کی تجارت میں اپنی رقم لگا دیتے اور اسی کی قلیل آمدنی سے ضروریاتِ زندگی پوری کرتے۔ ❶

انکساری:

بہت کم لوگ ہوں گے، جن کو زندگی میں ایسی لاانتہا شہرت نصیب ہوئی ہوگی، جس کو خود ان کی آنکھوں نے دیکھا تھا، باوجود اس کے آپ معمولی سے معمولی شخص سے بھی کسی نامعلوم امر کو دریافت کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے آپ کے اساتذہ کی طول طویل فہرست میں بعض ان لوگوں کے نام نظر آتے ہیں، جو آپ کے ہم عمر یا ہم سبق تھے۔ ❷

رواداری و بے تعصبی:

امام صاحب رحمہ اللہ کا ایک بے نظیر وصف آپ کی بے تعصبی ہے، جب ہم آپ کے مجموعہ احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں، تو بہت سی ایسی احادیث پاتے ہیں، جن کے راوی مذہب اہل سنت کے خلاف تھے، امام صاحب رحمہ اللہ نے ان سے روایت کرنے میں کچھ تامل نہیں کیا، اگرچہ خود ان کے مذہب سے اختلاف رکھتے تھے۔

ورزش:

امام صاحب رحمہ اللہ کو جسمانی ورزش کا بہت شوق تھا، سواری اور تیر اندازی میں اس درجہ مہارت تھی کہ آپ کا نشانہ بہت کم غلط ہوتا تھا۔ ❸

صفائی:

امام صاحب رحمہ اللہ کوئی دنیادار آدمی نہیں تھے، آپ کی زندگی بالکل سیدھی سادھی اور خالص علمی تھی، لیکن اس کے ساتھ ہی آپ کو صفائی کا اس درجہ خیال رہتا تھا کہ فرش پر ایک تنکے کا پڑا رہنا بھی گوارا نہیں کرتے تھے، اثنائے درس میں ایک شخص نے اپنی ڈاڑھی سے ایک تنکا نکال کر فرش پر ڈال دیا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی جب نظر پڑی تو خاموشی سے اٹھے اور تنکے کو اٹھا کر باہر صحن میں ڈال دیا۔ ❹

امام صاحب رحمہ اللہ کا حلقۂ درس نہایت وسیع تھا، اسلامی دنیا کے ہر حصہ سے طلبہ کی جماعت جوق در جوق آکر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتی اور بڑے بڑے پایہ کے اشخاص آپ کے حلقۂ تلامذہ میں شامل ہوتے، آپ کی مجلس درس کبھی مسجد میں اور کبھی آپ کے خاص مکان پر منعقد ہوتی تھی، آپ کے شاگردوں میں حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی اور ابوعبدالرحمٰن نسائی، مسلم بن

---

❶ مقدمہ فتح الباری، ص ۴۸۰۔ ❷ مقدمہ فتح الباری، ص ۴۸۰ وتہذیب التہذیب ج ۹ ص ۴۷۔
❸ مقدمہ فتح الباری، ص ۴۸۱۔ ❹ مقدمہ فتح الباری، ص ۴۸۲۔

حجاج رحمہ اللہ جیسے جید محدثین نظر آتے تھے' جو حدیث کے ارکان ستہ کے تین جلیل القدر رکن ہیں۔ ابن خزیمہ' محمد بن نصر مروزی اور صالح بن محمد رحمہ اللہ جو آگے چل کر خود بڑے پایہ کے مصنف ہوئے' امام صاحب رحمہ اللہ کے عام شاگردوں میں داخل ہیں۔ ❶

امام صاحب رحمہ اللہ کو زمانہ طالب علمی میں ہی تصنیف و تالیف کا شوق پیدا ہو چکا تھا اور یہ شوق آخر عمر تک قائم رہا' ابھی آپ کی اٹھارہ برس عمر تھی کہ جب آپ نے ایک کتاب "قضایائے صحابہ و تابعین" لکھی۔ ❷ اس کتاب نے بڑے بڑے سن رسیدہ مشائخ کو متحیر کر دیا۔ تاریخ کبیر مدینہ منورہ کی چاندنی راتوں میں لکھی جب آسمان کی منور اور قدرتی قندیل نے مصنوعی چراغوں سے مستغنی کر دیا تھا۔ ❸ آپ کی تصانیف میں صحیح بخاری اور اس کے علاوہ دیگر تصانیف کی مجمل فہرست یہ ہے:

(۱) تاریخ کبیر۔ (۲) تاریخ اوسط۔ (۳) تاریخ صغیر۔ (۴) خلق افعال العباد۔ (۵) رسالہ رفع الیدین۔ (۶) قراءت فاتحہ خلف الامام۔ (۷) الادب المفرد۔ (۸) سیر الوالدین۔ (۹) کتاب الضعفاء۔ (۱۰) الجامع الکبیر۔ (۱۱) التفسیر الکبیر۔ (۱۲) کتاب الاشربہ۔ (۱۳) کتاب الہبہ۔ (۱۴) کتاب المبسوط۔ (۱۵) کتاب الکنیٰ۔ (۱۶) کتاب العلل۔ (۱۷) کتاب الفوائد۔ (۱۸) کتاب المناقب۔ (۱۹) اسامی الصحابہ۔ (۲۰) کتاب الوحدان۔ اور قضایا الصحابہ والتابعین۔

امام بخاری رحمہ اللہ اور ان کی جامع صحیح بخاری کے متعلق مزید تفصیل کے لئے۔ سیرت البخاری رحمہ اللہ کا مطالعہ کیجئے۔

امام مسلم بن حجاج القشیری رحمہ اللہ

۲۰۶.........۲۶۱ ہجری

نام و نسب اور ابتدائی حالات:

سلسلۂ نسب یہ ہے' مسلم بن حجاج بن مسلم بن ورد بن کوشاذ آپ کا اصلی نام مسلم' ابوالحسین کنیت اور عساکر الدین لقب ہے۔ ❹ مولد و مسکن کے لحاظ سے اگرچہ آپ کے مایۂ خمیر میں عجم کی خاک کا عنصر بھی شامل ہے لیکن دراصل آپ کا سلسلۂ نسب عرب کے مشہور قبیلہ بنی قشیر سے ملتا ہے' اسی بناء پر آپ کو قشیری بھی کہتے ہیں۔ ❺

امام مسلم تیسری صدی کے اوائل یعنی ۲۰۶ ہجری میں خراسان کے مشہور شہر نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ ❻ یہ وہ مبارک دور تھا' جس میں علم حدیث نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے مقدس سینوں سے نکل کر مستقل فن کا قالب اختیار کر لیا تھا' اور ہزاروں مجتہد اور امام پیدا ہو گئے تھے' اس لئے عام طور پر علم حدیث کا غلغلہ بلند تھا اور اس مقدس فن کی طرف ایسے مناسب وقت میں توجہ کی' جو ہر قسم کے علمی نشو و نما کا اصلی دور تھا۔ چنانچہ اگر ❼ سال ولادت کے متعلق عام روایات کا اعتبار کیا جائے' تو آپ نے بارہ برس کی عمر میں حدیث کی

---

❶ مقدمہ فتح الباری' ص۴۹۳۔ ❷ تاریخ بغداد' ج۲ص۳۔ ❸ ایضاً ❹ بستان المحدثین' ص۱۰۴۔

❺ کتاب الانساب ص۴۵۴' ۴۵۳۔ ❻ تاریخ ابن خلکان' ج۲ص۲۵۷ و تہذیب الاسماء واللغات' ص۹۲ جلد دوم قسم اول۔

❼ امام صاحب رحمہ اللہ کے سال ولادت کے متعلق اگرچہ عام تذکرے متفق اللفظ ہیں' تاہم علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کا سال ولادت ۲۰۴ ہجری بتایا ہے اور آپ کے سماعت حدیث کی ابتدا ۲۱۸ ہجری میں قرار دی ہے' اس لحاظ سے آپ کی سماعت کا دور ۱۴ برس کی عمر سے شروع ہوتا ہے' اس سے اگرچہ ہمارے قیاس کی اور زیادہ تائید ہوتی ہے لیکن ہم نے سال ولادت کے متعلق ابن خلکان کا زیادہ اعتبار کیا ہے کیونکہ انہوں نے بطور خود زیادہ تحقیق سے کام لیا ہے' اس کے علاوہ ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ بھی ضعف پر دلالت کرتے ہیں' حافظ ابن حجر' علامہ ابن کثیر اور بعض مورخین رحمہم اللہ نے بھی ۲۰۴ ہجری کی روایت کی ہے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں کے علاوہ ۲۰۲ ہجری کی بھی روایت کی ہے ص۱۰۶۔

سماعت شروع کر دی تھی محدثین کے گروہ میں اگرچہ بہت سے ایسے بزرگ بھی ہیں کہ جنہوں نے پانچ سات برس کی عمر میں ہی حدیث کی سماعت شروع کر دی تھی اور یہ واقعہ ان کے کارناموں میں غیر معمولی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' خود امام بخاری رحمہ اللہ کی سماعت کا ابتدائی دور ۲۰۵ ہجری سے شروع ہوتا ہے۔ ❶ جس میں آپ کی عمر دس برس سے زائد نہ تھی' لیکن درحقیقت یہ فخر و مباہات کا ذریعہ نہیں ہوسکتا' کیونکہ بالکل کم سنی کے دور میں کوئی شخص ایسے عظیم الشان فن کا پورے طور پر متحمل نہیں ہوسکتا۔

امام صاحب رحمہ اللہ کو بھی اس دور کی حالت اور نیشاپور کی علمی وسعت کے لحاظ سے اس قسم کے مواقع حاصل تھے' تاہم آپ نے علم حدیث کی سماعت کو اس دور پر موقوف رکھا' جو ہر قسم کی اہلیت کا دور ہوتا ہے' اس سے قیاس ہوتا ہے کہ آپ نے اس فن کے نشیب و فراز اور اس نکتہ کو پیش نظر رکھ کر اس میدان میں قدم رکھا۔

لیکن افسوس ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ کی طالب علمی کے حالات اس قدر کم معلوم ہیں کہ آپ کے حالات کے بارہ میں اس بات کا پتہ بھی نہیں چل سکتا کہ آپ نے سب سے پہلے کس کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ ہاں البتہ آپ نے جس سرگرمی کے ساتھ اس مقدس فن کی طرف توجہ کی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس دور میں اگرچہ خود خراسان اور نیشاپور میں' اسحٰق بن راہویہ اور امام ذہلی رحمہم اللہ جیسے اساتذہ فن موجود تھے۔ تاہم امام صاحب رحمہ اللہ نے ان بزرگوں کو چھوڑ کر ان تمام مقامات کی خاک چھانی' جہاں جہاں علم حدیث کا جلوہ نظر آتا تھا' رے کے محدثین میں سے محمد بن مہران حمال اور ابوغسان وغیرہ رحمہم اللہ سے سماعت کی' عراق میں امام احمد بن حنبل اور ابوعبداللہ بن مسلمہ قعنبی رحمہما اللہ سے فائدہ اٹھایا' حجاز میں سعید بن منصور اور ابومصعب سے روایات حاصل کیں۔ مصر میں عمرو بن سواد اور حرملہ بن یحییٰ جو امام شافعی رحمہ اللہ کے ممتاز شاگرد تھے۔ کے خرمن فیض کی خوشہ چینی کی' ❷ اور بغداد میں آپ آخر عمر تک سفر کا سلسلہ قائم رکھا۔ چنانچہ ۲۵۹ ہجری میں بغداد کا سفر' امام صاحب رحمہ اللہ کا آخری سفر تھا' ❸ کیونکہ اس کے بعد موت نے دو برس سے زیادہ زندہ رہنے کا آپ کو موقع نہیں دیا' بغداد میں یحییٰ بن صاعد اور محمد بن مخلد سے استفادہ کیا' احمد بن سلمہ کی رفاقت میں بصرہ اور بلخ کا بھی سفر کیا' ❹ امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی ان کے نیشاپور کے سفر میں بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ ❺ ان بزرگوں کے علاوہ احمد بن یونس یربوعی اسماعیل بن ابی اویس' عون بن سلام' اسحٰق بن راہویہ' یحییٰ بن یحییٰ نیشاپوری' قتیبہ بن سعید' علی بن جعد' محمد بن رمح ابراہیم بن منذر' ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ رحمہم اللہ سے بھی استفادہ کیا۔ ❻

امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت:

امام صاحب رحمہ اللہ کے دور میں علم حدیث کے عام مذاق اور مذہبی احساس کے باہمی اختلاط نے اگرچہ سینکڑوں' ہزاروں ائمہ فن پیدا کر دیئے تھے' جن کی شہرت اور فضیلت کا عموماً اعتراف کیا جاتا تھا اور جن میں اکثر بزرگوں کو امام صاحب رحمہ اللہ کی استادی کا بھی

❶ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۱۳۴۔ ❷ مقدمہ صحیح مسلم للنووی۔

❸ ابن خلکان نے اس سفر کا ذکر آپ کے اساتذہ اور تحصیل علم کے ضمن میں کیا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بغداد کا سفر بھی اسی غرض سے کیا تھا۔ اگرچہ اس کی خود تصریح نہیں کی' خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بھی سفر بغداد کا اسی طور پر ذکر کیا ہے مگر ان کے یہاں یہ لفظ بھی ملتا ہے وحدث بھا (ج ۱۳' ص ۱۰۱) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ سے بغداد کے لوگوں نے بھی کسب فیض کیا تھا۔

❹ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۲۱۰ تذکرۂ احمد بن سلمہ۔ ❺ تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۱۰۳ و تاریخ ابن خلکان ج ۲ص ۵۳۷۔

❻ تہذیب الاسماء واللغات ج ۲ قسم اول ص ۹۱۔

شرف حاصل تھا' تاہم امام صاحب رحمہ اللہ کی فطری قابلیت اور قوت حافظہ نے ان تمام بزرگوں کو اپنے فضل وکمال کا معترف بنا لیا' یہاں تک کہ وہ محدثین رحمہم اللہ بھی جو امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم درجہ اور فن حدیث کے امام تھے' ان سے روایت کرنے میں مطلق دریغ نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ابوحاتم رازی موسیٰ بن ہارون' احمد بن سلمہ' ابوعیسیٰ ترمذی' یحییٰ بن صاعد' ابوعوانہ اسفرائنی رحمہم اللہ اسی قسم کے بزرگ ہیں' ان بزرگوں میں احمد بن سلمہ رحمہ اللہ وہ بزرگ ہیں' جو بصرہ اور بلخ کے سفر میں امام صاحب رحمہ اللہ کے رفیق اور ۱۵ برس تک صحیح مسلم کی ترتیب میں شریک رہ چکے ہیں' امام صاحب رحمہ اللہ کی طباعی اور ذہانت نے خود آپ کے اساتذہ کو اس قدر گرویدہ بنا لیا تھا کہ اسحٰق بن راہویہ رحمہ اللہ جیسے امام فن ان مختصر الفاظ میں آپ کے فضل وکمال کی نسبت پیشینگوئی کرتے تھے۔

ای رجل یکون هذا؟

''اللہ تعالیٰ ہی جانے یہ کس بلا کا شخص ہوگا۔''

امام صاحب رحمہ اللہ کی تنقید اور حقیقت شناسی کا اس قدر شہرہ تھا کہ ابوزرعہ اور ابوحاتم رحمہما اللہ ادا شناس بزرگ ان کو معرفت حدیث میں اس دور کے تمام مشائخ پر ترجیح دیتے تھے۔ ❶ اسحٰق کوسج خود امام صاحب سے خطاب کر کے فرماتے تھے:

لن نعدم الخير ما ابقاك الله للمسلمين۔ ❷

''جب تک اللہ تعالیٰ آپ کو مسلمانوں کے لئے زندہ رکھے گا' بھلائی ہمارے ہاتھ سے نہ جانے پائے گی۔''

ابوقریش نے آپ کو دنیا بھر کے حفاظ اربعہ میں شمار کیا ہے۔ ❸

غرض کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی مقبولیت اور شہرت اس درجہ کو پہنچ گئی کہ اہل مغرب نے ان کے نام کو امام بخاری جیسے مسلم امام کے نام سے بھی اونچا اچھالا۔

وفات:

امام صاحب رحمہ اللہ کے واقعات زندگی میں آپ کی وفات کا واقعہ جس قدر افسوس ناک ہے' اس سے زیادہ وہ حیرت انگیز اور قابل لحاظ بھی ہے کیونکہ اس سے امام صاحب کی علمی شیفتگی کا پتہ چلتا ہے۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ عین مجلس حدیث میں لوگوں نے امام صاحب رحمہ اللہ سے ایک حدیث پوچھی' سوءاتفاق کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو وہ حدیث یاد نہ تھی' اس لئے مکان پر آ کر اپنے مجموعہ احادیث میں اس کی جستجو شروع کی۔ اس چھان بین میں اس قدر محو ہوئے کہ سامنے خرما کا ایک ڈھیر رکھا ہوا تھا' اس سے نکال نکال کر کھاتے جاتے تھے لیکن حدیث کی فکر میں اس کی مطلق آپ کو خبر نہیں ہوئی کہ اس بے خودی کی حالت میں کتنے خرمے کھا گئے اور یہی واقعہ آپ کی موت کا سبب ہوا۔ ❹ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عام طور پر تذکرہ نویسوں نے اگرچہ اس واقعہ سے نفیاً یا اثباتاً کچھ تعرض نہیں کیا' لیکن اس قسم کے واقعات عقلاً ممکن بلکہ واقع ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے اس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں' بہرحال امام بخاری رحمہ اللہ نے ۲۵ رجب ۲۶۱ ہجری کو یک شنبہ کے دن

❶ ایضاً و بستان المحدثین ص ۱۰۴ و تہذیب الاسماء قسم اول جز ۲ ص ۹۱' تاریخ بغداد ج ۱۳ و مقدمہ ص ۱۰۔

❷ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۶۵ و تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۲۷۔

❸ تذکرہ ذہبی ج ۲ ص ۱۶۶ و تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۲۸۔

❹ تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۱۰۳ و تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۱۲۷۔

نیشاپور میں بوقت شام ۵۵ برس کی عمر ❶ میں وفات پائی۔ دوشنبہ کے دن آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور نیشاپور کے باہر ایک مقام مصر آباد میں سپرد خاک کر دیئے گئے۔ ❷

اخلاق و عادات:

امام صاحب رحمہ اللہ نہایت پاکیزہ خو اور انصاف پسند تھے' اس دور میں اگرچہ عام طور پر مسلمانوں کی اخلاقی حالت نہایت مہذب اور شائستہ تھی' تاہم جس طرح آج ہمارے دور کے اہل کمال میں باہم ان بن رہتی ہے' اسی طرح اس دور کے مقدس اصحاب بھی اس سے خالی نہ تھے' اسی بناء پر رجال کی کتب میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ باہم معاصرین کی جرح وقدح قابل قبول نہیں کیونکہ وہ لوگ ایک دوسرے کی نسبت رشک وحسد سے بہت کچھ برا بھلا کہہ دیا کرتے تھے۔ یہ محض معمولی درجہ کے لوگوں کا شیوہ نہ تھا بلکہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جیسے مقدس اصحاب بھی اس زمرہ میں شامل ہیں مگر امام صاحب رحمہ اللہ کا دامن ہمیشہ اس قسم کے دھبوں سے پاک رہا اور آپ نے ہمیشہ نہایت فیاضی سے اس کا عملی ثبوت دیا' نیشاپور کے سفر میں امام بخاری کی مجلس میں ضرور آتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ان کے تبحر علمی سے متاثر ہو کر نہایت بے خودی کی حالت میں پکار اٹھے:

دعني اقبل رجليك يا امير المومنين في الحديث۔ ❸

''یعنی اے ملک حدیث کے بادشاہ! مجھ کو قدم بوسی کی اجازت دیجئے۔''

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مسلم کو خود ابوزرعہ رازی کی خدمت میں پیش کیا' وہ جن احادیث کو صحیح بتاتے تھے آپ ان کو بعینہٖ قائم رکھتے تھے اور جن احادیث پر وہ نکتہ چینی کرتے تو ان کو بے تکلف چھوڑتے جاتے لیکن آپ کا حقیقی وصف آپ کی آزادی اور حق گوئی ہے اور اس کی وقعت اس وقت اور بھی بڑھ جاتی ہے' جب مسلمانوں کی عام حالت کا اندازہ کیا جائے' آج تو مسلمانوں کا ذرہ ذرہ تقلید کے شکنجہ میں جکڑا ہوا ہے لیکن اس دور میں بھی قرون اولیٰ کے بعد ہی سے بیجا طرف داری اور ناجائز رعایت کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اور وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ روز بروز اس کو ترقی ہوتی جاتی تھی لیکن امام صاحب رحمہ اللہ پر اس کا بالکل اثر نہ پڑ سکا' آپ اس قدر حق پرست تھے کہ اس کے مقابلہ میں اپنے اساتذہ کا بھی خیال نہیں کرتے تھے' چنانچہ جب امام بخاری رحمہ اللہ نے نیشاپور کا سفر کیا اور سوء اتفاق سے ایک جزئی سوال یعنی مسئلہ خلق قرآن کے متعلق عوام اور عوام کے ساتھ امام ذہلی رحمہ اللہ جیسے نکتہ سنج محدث بھی امام صاحب رحمہ اللہ کے مخالف ہو گئے اور اس مخالفت کا یہ اثر ہوا کہ امام ذہلی نے اپنی مجلس حدیث میں عام اعلان کر دیا:

الا من قال باللفظ فلا يحل له ان يحضر مجلسنا۔ ❹

''خبردار جو شخص قرآن مجید کے الفاظ کو مخلوق کہے اس کو ہماری مجلس میں آنا حرام ہے۔''

اس موقع پر امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنی اس حق پرستی سے کام لیا' آپ امام بخاری رحمہ اللہ کی رائے کو صحیح سمجھتے تھے' اس لئے ایک حق بات پر امام ذہلی کے شاگردانہ تعلق کو بالکل بھلا دیا اور سر مجلس اپنی چادر تان کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی مجلس کو ہمیشہ کے لئے خیر باد

❶ صحیح روایت کے مطابق امام صاحب کی عمر انتقال کے وقت ۵۵ سال تھی مگر بعض مؤرخین نے جن میں ابن کثیر بھی شامل ہیں ۵۷ سال عمر بتائی ہے۔ ❷ تاریخ ابن خلکان ج ۲ص ۱۲۷۔

❸ خطیب اور ابن کثیر کے الفاظ یہ ہیں: دعني حتى اقبل رجليك يا استاذ الاستاذين وسيد المحدثين وطبيب الحديث في علله دیکھو تاریخ بغداد ج ۱۳ص ۱۰۲ و البدایہ ج ۱۱ص ۳۴۔ ❹ مقدمہ مسلم نووی ج ۱ ص ۲۶۔

کہا اور گھر پر جا کر ان کی تقاریر کے تمام نوشتے اونٹوں پر لدوا کر بھجوا دیئے۔ ❶

امام بخاری رحمہ اللہ کی یہ تائید اور حمایت بھی' ایک خاص مسئلہ میں تھی' ورنہ عام طور پر وہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بھی ہم زبان نہیں۔ چنانچہ معنعن روایات میں امام بخاری رحمہ اللہ ہمعصری کے ساتھ راوی اور مروی عنہ میں ملاقات کی جو ایک ضروری شرط قرار دیتے ہیں' امام مسلم رحمہ اللہ اس کے سخت مخالف ہیں۔ چنانچہ اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں جہاں اس مسئلہ کی بحث کی ہے' اس کو پڑھ کر سخت حیرت ہوتی ہے یا تو یہ حال تھا کہ ایک جزئی مسئلہ پر امام ذہلی رحمہ اللہ کے قدیم شاگردانہ تعلق کو چھوڑ کر امام بخاری رحمہ اللہ کے ہم خیال بن گئے اور اپنی عمر کی کمائی (یعنی امام ذہلی کے مجموعہ حدیث) کی بھی کچھ پرواہ نہ کی یہ حال ہے کہ آپ امام بخاری رحمہ اللہ کی تردید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وقد تكلم بعض منتحلي الحديث من اهل عصرنا في تصحيح الاسانيد و سقمها بقول لو ضربنا عن حكايته و ذكر فساده لكان رايا متينا و مذهبا صحيحا اذ الاعراض عن القول المطرح احرى۔ ❷

''یعنی ہمارے دور کے بعض مدعیان حدیث اسانید کی صحت اور سقم کے متعلق ایک ایسے قول کے قائل ہوئے ہیں کہ اگر ہم اس کے ذکر اور اس کی تردید سے اعراض کرتے تو اچھا ہوتا کیونکہ مردود اقوال سے اعراض کرنا ہی مناسب ہے۔''

کہاں یہ خوش اعتقادی کہ ان کے فضل وکمال سے متاثر ہو کر نہایت جوش کے ساتھ فرماتے تھے:

دعني اقبل رجليك يا امير المومنين في الحديث۔

''یعنی اے علم حدیث کے بادشاہ! مجھ کو قدم بوسی کی اجازت دیجئے۔''

اور کہاں یہ کیفیت کہ انہی کا ذکر اس بے پروائی کے ساتھ کرتے ہیں:

زعم القائل الذي افتتحنا الكلام على الحكاية عن قوله و الاخبار عن سوء رويته۔ ❸

''ہم نے جس قائل کے قول اور اس کی غلط فہمی کا ذکر کیا ہے وہ گمان کرتا ہے۔''

الغرض آپ کی حق پسند روش آپ کو تقلید' تعصب اور بے جا طرفداری کا مطلق خوگر نہیں ہونے دیتی تھی اس لئے آپ اسی شاہراہ پر چلتے تھے' جس کی طرف ان کا حق پرست دل رہنمائی کرتا تھا۔ ❹

---

❶ تاریخ بغداد' ج ۱۳ص ۱۰۳ و تاریخ ابن خلکان' ج ۲' ص ۵۲۰۔

❷ مقدمہ مسلم مصر' ص ۱۲۷' ۱۲۸۔

❸ مقدمہ صحیح مسلم' ص ۱۲۹۔

❹ اس موقع پر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عموماً محدثین کا گروہ اگرچہ کسی امام کا مقلد نہ تھا اور نہ اس کو ہونا چاہیے تھا تاہم جب ان میں کسی بزرگ کا مذہب کسی خاص امام سے زیادہ ملتا جلتا ہوتا تو ان کو تقلید پرست لوگ اس امام کی طرف منسوب کر دیتے تھے' چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں:

وكان صاحب الحديث ايضا قد ينسب الى احد لمذاهب لكثرة موافقته به كالنسائي و البيهقي ينسبان الى الشافعي۔

غالباً اسی بناء پر یا اور کسی وجہ سے صاحب کشف الظنون نے امام صاحب رحمہ اللہ کو ایک ضمنی تذکرہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بجائے خود ایک مستقل امام تھے اور ہر مسئلہ کے متعلق اپنی آزادانہ رائے رکھتے تھے' اس لئے ان کو کسی مجتہد کی طرف منسوب کرنا ان کی تحقیر ہے۔

تصانیف وتالیف:

امام صاحب رحمہ اللہ کو تصنیف وتالیف کا فطری شوق تھا' صحیح مسلم کو جس تحقیق اور جامعیت کے ساتھ لکھا' وہ تمام علمائے اسلام کے سامنے ہے لیکن اس کے علاوہ کئی اور بھی کتب آپ نے تصنیف فرمائیں۔

جن کے موضوع اور اجمالی حالت کا اندازہ خود ان کے نام کی فہرست سے ہوتا ہے۔

(۱) مسند کبیر۔ (۲) الاسماء والکنی۔ (۳) جامع کبیر۔ (۴) کتاب العلل۔ (۵) کتاب التمیز۔ (۶) کتاب الوحدان۔ (۷) کتاب الافراد۔ (۸) کتاب الاقران۔ (۹) کتاب سوالاتہ الاحمد بن حنبل۔ (۱۰) کتاب حدیث عمرو بن شعیب۔ (۱۱) کتاب الانتفاع باہاب السباع۔ (۱۲) کتاب مشائخ مالک۔ (۹۱۳ کتاب مشائخ ثوری۔ (۱۴) کتاب مشائخ شعبہ۔ (۱۵) کتاب لیس لہ الا راوواحد۔ (۱۶) کتاب المخضر مین۔ (۱۷) کتاب اولاد الصحابہ۔ (۱۸) کتاب اوہام المحدثین۔ (۱۹) کتاب الطبقات اور کتاب افراد الشامیین۔

امام ابوداؤد سجستانی رحمہ اللہ

۲۰۲ھ ۲۷۵ھ

نام ونسب:

نام سلیمان' کنیت ابوداؤد اور نسب نامہ یہ ہے:

سلیمان بن اشعث بن اسحٰق بن بشیر بن شداد بن عمرو بن عمران۔ ❶

بعض مؤرخین سے نسب نامہ میں معمولی اختلاف بھی منقول ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے جد اعلیٰ عمران رحمہ اللہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جنگ صفین میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی میں ان کی شہادت ہوئی۔ ❷

ولادت وخاندان:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے کہ وہ ۲۰۲ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ ❸ اور مشہور قبیلہ ازد سے میرا نسبی تعلق تھا' اس لئے وہ ازدی کہلاتے تھے۔

وطن:

خراسان کے مشہور علاقہ سجستان (سیستان) کو امام صاحب رحمہ اللہ کے وطن ہونے کا شرف حاصل ہے لیکن بعض لوگوں نے بصرہ کے ایک گاؤں سجستان یا سجستانہ کو آپ کا وطن بتایا ہے' جو صحیح نہیں' محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''محمد بن نصر نے نقل ہو اللہ خاں سے سنا کہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا وطن بصرہ کا ایک گاؤں سجستان ہے جو خراسان کے سجستان

---

❶ تاریخ بغداد' ج ۹ ص ۵۵ کتاب الانساب' ج ا ص ۲۹۲ وتاریخ ابن خلکان' ج ا ص ۲۸۱۔

❷ کتاب الانساب' ص ۲۹۲ وتہذیب التہذیب' ج ۳ ص ۱۶۹۔ ❸ تاریخ بغداد ج ۹ ص ۵۶۔

سے الگ ہے۔''

اساتذہ وشیوخ:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کے اساتذہ کی تعداد تین سو کے قریب ہے' ان میں امام احمد بن حنبل' اسحٰق بن راہویہ اور ابوثور رحمہم اللہ جیسے بلند پایہ فقہائے محدثین اور یحییٰ بن معین ہشام بن عبدالملک طیالسی' ابوبکر بن ابی شیبہ اور عثمان بن ابی شیبہ رحمہم اللہ جیسے نامور ناقدین فن اور آئمہ محدثین شامل ہیں۔

تلامذہ:

امام صاحب رحمہ اللہ کے تلامذہ کا حلقہ بھی بڑا وسیع ہے' سنن کے رواۃ میں ابوعمر واحمد بن علی بن حسن بصری' ابوعلی محمد بن احمد بن عمرو لولوی' ابوالطیب احمد بن ابراہیم اشنائی' ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد اعرابی' ابوبکر محمد بن عبدالرزاق بن واسہ' ابوالحسن علی بن حسن بن عبد انصاری' ابوعیسیٰ اسحٰق بن موسیٰ بن سید رملی اور ابواسامہ محمد بن عبدالملک بن یزید رواس رحمہم اللہ شامل ہیں۔

صحاح ستہ کے مصنفین میں امام ترمذی اور امام نسائی رحمہما اللہ کو بھی آپ سے تلمذ حاصل ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے بھی جوان کے اساتذہ میں تھے' ان سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ ❶ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے تلامذہ میں چار اشخاص زیادہ مشہور وممتاز ہیں شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وچہارکس از جملہ شاگردان او خیلے سرآمد محدثین شدند اول پسرش۔

''اول ابوبکر بن ابی داؤد دوم لولوی' سوم ابن الاعرابی چہارم ابن واسہ۔'' ❷

سماع حدیث کے لئے سفر:

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے دور کے دستور کے مطابق حصول حدیث کے لئے' مختلف مقامات کا سفر کیا' وہ بجستان میں پیدا ہوئے لیکن بصرہ کو انہوں نے اپنا مسکن بنایا' جو اس دور میں علم وفن اور محدثین وفقہاء کا بہت بڑا مرکز تھا' آپ کئی مرتبہ بغداد تشریف لے گئے اور حجاز' عراق' خراسان' مصر' شام' جزیرہ نیشاپور' مرو اور اصبہان وغیرہ کے محدثین کی خدمت میں بھی حاضر ہو کر ان سے استفادہ کیا۔ ❸

حفظ وضبط:

امام صاحب رحمہ اللہ کا حافظہ نہایت قوی اور ذہن بڑا رسا تھا' محمد بن یٰسین ہروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''حفاظ حدیث میں ابوداؤد رحمہ اللہ بھی ایک مشہور حافظ ہیں' ابوحاتم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''وہ حفظ کے اعتبار سے دنیا کے ائمہ میں سے ایک امام تھے۔'' محمد بن مخلد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوداؤد رحمہ اللہ ہزارہا احادیث کا مذاکرہ کرتے تھے اور جب آپ نے سنن مرتب کی تو تمام اہل زمانہ ان کے حفظ وتقدم کے معترف ہو گئے' امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جمہور علمائے اسلام کو ان کے کمال حفظ کا اعتراف ہے۔ ❹

---

❶ تہذیب التہذیب' ج ۴ص ۱۷۲'۱۶۹ ومقدمہ غایۃ المقصود ص ۶۵۔

❷ بستان المحدثین ص ۱۰۷۔

❸ تاریخ بغداد' ج ۹ ص ۵۶ والبدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۵۴'۵۸۔

❹ تہذیب' ج ۴ ص ۱۷۲ وتہذیب الاسماء واللغات' ج ۲ ص ۲۲۴۔

جرح وتعدیل:

حفظ وضبط اور ثقاہت وعدالت کی طرح' جرح وتعدیل میں بھی ان کا پایہ نہایت بلند تھا اور صحیح وسقیم' قوی وضعیف' مشہور ومنکر اور حسن وشاذ ہر قسم کی روایات کے پرکھنے میں ان کو پورا ملکہ حاصل تھا ان کی قوت تمیز' نقد ونظر اور ثقاہت وعدالت پر اساطین فن کا اتفاق ہے' محمد بن یٰسین ہروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "وہ احادیث نبوی کے حافظ وواقف کار بھی تھے اور ان کی اسناد وعلل کے ماہر بھی" ابوعبداللہ بن مندہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "احادیث کی تخریج' معلول وثابت اور غلط وصحیح میں تمیز کرنے والے چار آدمی ہیں' امام بخاری اور امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ" حافظ ابن جوزی رحمہ اللہ جیسے سخت گیر کو بھی علل حدیث میں ان کی معرفت کا اعتراف ہے۔" ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "وہ احادیث میں نہایت معتبر ومتقن اور امام تھے۔" ❶

حدیث میں کمال:

امام صاحب رحمہ اللہ اس دور میں پیدا ہوئے کہ جب دنیائے اسلام نامور محدثین سے معمور تھی۔ اس دور میں آپ نے اس فن میں اتنا کمال پیدا کیا کہ ائمہ حدیث اور اساطین فن میں آپ کو امتیازی درجہ حاصل ہو گیا اور سب نے آپ کی جلالت قدر کا اعتراف کیا۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ "فن حدیث ان کے لئے اس طرح آسان ہو گیا تھا' جس طرح جناب داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم اور موم بن گیا تھا۔" ❷

موسیٰ بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "وہ دنیا میں تحصیل حدیث اور عقبی میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے تھے' میں نے ان سے زیادہ افضل وبرتر کوئی آدمی نہیں دیکھا۔" احمد بن محمد بن یٰسین ہروی رحمہ اللہ نے ان کو "فرسان حدیث میں شمار کیا ہے' حاکم صاحب مستدرک رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ "وہ اپنے دور میں امام المحدثین تھے۔" امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "علماء اسلام ابوداؤد رحمہ اللہ کی مدح وتوصیف ان کے وفور علم' حدیث میں فہم صائب اور ذہن رسا پر متفق ہیں۔" محمد بن مخلد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابوداؤد رحمہ اللہ کے معاصرین اور اہل زمانہ ان کی امامت فن کے معترف تھے۔" ❸

فقہ واجتہاد:

اگرچہ امام صاحب رحمہ اللہ کی شہرت محدث کی حیثیت سے زیادہ ہے لیکن فقہ واجتہاد میں بھی ان کو بڑی بصیرت حاصل تھی اور حدیث کی طرح فقہ میں بھی ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ ابوحاتم رحمہ اللہ آپ کو امام فقہ قرار دیتے ہیں' صاحب شذرات اور یافعی رحمہما اللہ نے لکھا ہے کہ "وہ حدیث اور فقہ دونوں میں ممتاز اور بلند حیثیت رکھتے تھے۔" بعض علماء کا بیان ہے کہ اصحاب صحاح میں امام بخاری رحمہ اللہ کے بعد اجتہاد وتفقہ کے لحاظ سے امام ابوداؤد رحمہ اللہ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔" آپ پر فقہی ذوق اتنا غالب تھا کہ تمام ارباب صحاح ستہ میں سے صرف آپ ہی کو ابواسحٰق شیرازی رحمہ اللہ نے طبقات الفقہاء میں شامل کیا ہے اور اسی فقہی ذوق کا نتیجہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب میں صرف احکام ومسائل کے متعلق احادیث درج کی ہیں۔

---

❶ تہذیب' ج ۴ص ۱۷۲ وتہذیب الاسماء واللغات' ج ۲ص ۲۴۲۔

❷ تہذیب التہذیب ج ۴ص ۱۷۰' ۱۷۲ والمنتظم ج ۵ص ۵۷۔

❸ تاریخ بغداد ج ۹ص ۵۸ ابن خلکان ج ۱ص ۳۸۲' تذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۱۶۹ وتہذیب الاسماء واللغات ج ۲ص ۲۴۴۔

تفسیر و دیگر علوم:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ تفسیر کے بھی عالم تھے اور اس موضوع پر آپ نے ایک کتاب بھی لکھی تھی' حدیث' فقہ و تفسیر کے علاوہ دوسرے علوم سے بھی آپ کو پوری واقفیت تھی۔ ابوبکر خلال رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''امام ابوداؤد رحمہ اللہ اپنے دور کے صاحب فضیلت اور پیش رو امام تھے' علوم کی تخریج و معرفت اور ان کے مواقع و مقامات کی واقفیت و آگاہی میں آپ کا کوئی ہمسر نہ تھا۔''

زہد و تقویٰ:

امام ابوداؤد رحمہ اللہ علم و فن کی طرح زہد و تقویٰ کے بھی امام تھے' ابوحاتم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ وہ فقہ و علم' حفظ و ضبط اور عبادت و تقویٰ ہر اعتبار سے دنیا کے اماموں میں سے ایک امام تھے' یلیین ہروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وہ بے مثال عالم و حافظ ہونے کے علاوہ عبادت و ریاضت' عفت و پاکدامنی خیر و صلاح اور ورع و تقویٰ میں بھی منفرد و خصوصیات کے مالک تھے۔'' ❶ آداب شریعت کی پابندی اور سنت نبویہ کے اتباع کا آپ کو خاص اہتمام تھا' شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''در حفظ حدیث و اتقان روایت و عبادت و تقویٰ و صلاح و احتیاط درجہ عالی داشت۔''

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا بیان ہے:

وکان فی اعلٰی درجة النسك والعفاف والصلاح ❷ والورع۔

دنیوی جاہ و حشمت سے بیزاری:

امام صاحب رحمہ اللہ کو دنیا اور اس کے لذائذ و مرغوبات سے کوئی دلچسپی نہ تھی' امراء و سلاطین کے دربار سے آپ ہمیشہ کنارہ کش رہے اور دنیاوی جاہ و حشمت اور اعزاز و اکرام کی کبھی طلب نہیں کی خلفاء کی وجاہت کا بھی آپ پر کوئی اثر نہیں تھا' اور آپ ان کو عام لوگوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے تھے اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی امتیاز کا طریقہ اپناتے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کے خادم ابوبکر بن جابر کا بیان ہے کہ ''میں امام صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بغداد میں مقیم تھا' ایک دن جب آپ مغرب کی نماز پڑھ کر گھر میں داخل ہوئے تو کچھ دیر کے بعد دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنائی دی' میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا کہ امیر ابواحمد موفق امام صاحب سے ملنے کے خواہشمند ہیں۔ میں نے اطلاع کی آپ نے ان کو اندر بلوا لیا اور پوچھا کہ کیسے زحمت فرمائی؟ انہوں نے کہا کہ میں تین درخواستیں لے کر حاضر ہوا ہوں' ایک تو یہ کہ آپ بصرہ میں مستقل قیام فرمائیں تاکہ مختلف مقامات کے طالبان حدیث آپ سے استفادہ کر سکیں' دوسرا میرے بچوں کو سنن کی تعلیم دیں' تیسرا روایت اور درس حدیث کے حلقہ میں میرے بچوں کے لئے مخصوص نشست کا انتظام فرما دیں' امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی دونوں باتیں مناسب ہیں۔ لیکن تیسری بات ناممکن ہے علم کے معاملہ میں شریف و وضیع' اعلیٰ و ادنیٰ سب برابر ہیں۔ اس لئے کوئی امتیاز نہیں کیا جا سکتا' چنانچہ امیر کے لڑکے بھی عام لوگوں کی طرح حلقۂ درس میں شریک ہو کر حدیث کا سماع کرتے۔ ❸

---

❶ تہذیب التہذیب' ج ۴ ص ۱۷۲۔

❷ بستان المحدثین' ص ۱۰۸ و البدایہ والنہایہ ج ۱۱۔ ص ۵۵۔

❸ درایة غایة المقصود۔

وفات واولاد:

امام صاحب رحمہ اللہ نے بہتر سال کی عمر میں بروز جمعہ ۱۶ شوال ۲۷۵ ہجری کو عالم آخرت کا سفر اختیار کیا۔ عباس بن عبدالواحد رحمہ اللہ نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ ❶ آپ کی اولاد میں ایک صاحبزادہ ابوبکر عبداللہ کا ذکر ملتا ہے جو آپ کے شاگرد اور نامور محدث تھے۔

تصنیفات:

امام صاحب رحمہ اللہ کی جن تصنیفات کے نام معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:

(۱) کتاب الرد علی اہل القدر' اس کے راوی ابوعبداللہ بصری ہیں۔ (۲) کتاب الناسخ والمنسوخ' ابوبکر نجار اس کے راوی ہیں۔ (۳) کتاب المسائل' ابوعبید آجری نے اس کی روایت کی ہے اور اس میں ان کے وہ سوالات درج ہیں۔ جو انہوں نے اپنے استاذ امام احمد رحمہ اللہ سے کئے تھے۔ ❷ (۴) مسند مالک' اسماعیل بن محمد صفار اس کے راوی ہیں۔ (۵) کتاب المراسیل' یہ رسالہ ۱۳۱۰ ہجری میں مطبع علمی سے شائع ہوا ہے اور ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ ❸ (۶'۷) کتاب المصابیح و کتاب المصاحف' صاحب کشف الظنون نے ان دونوں کو امام صاحب رحمہ اللہ کے صاحبزادہ ابوبکر عبداللہ رحمہ اللہ کی تصنیف بتایا ہے لیکن ابن ندیم نے اس کو امام صاحب رحمہ اللہ کی تصنیفات میں ان کو شمار کیا ہے۔ ❹ (۸) کتاب البعث والنشور۔ (۹) کتاب التفسیر۔ (۱۰) کتاب نظم القرآن۔ (۱۱) کتاب فضائل القرآن (۱۲) کتاب شریعۃ التفسیر (۱۳) کتاب شریعۃ المقاری (۱۴) سنن ابی داوٗد۔ یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی سب سے مشہور و مقبول اور فن حدیث کی بڑی اہم اور مستند کتاب ہے' اس کا مفصل تعارف درج ذیل ہے۔

سنن ابی داوٗد:

یہ چار ہزار آٹھ سو منتخب احادیث پر مشتمل ہے' امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کی ترتیب و تالیف کا کام ۲۴۱ ہجری سے پہلے بغداد میں انجام ❺ دیا۔ سنن ابی داوٗد سے پہلے حدیث کی جو کتب لکھی گئیں ان کا تعلق جوامع اور مسانید سے ہے۔ یعنی ان میں سنن' احکام' تفاسیر' قصص' اخبار' مواعظ و آداب اور ہر قسم کی روایات ہیں لیکن امام ابوداوٗد رحمہ اللہ نے اپنی راہ سب سے الگ نکالی' تمام محدثین میں سے آپ کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ نے صرف سنن و احکام کی روایات اپنے مجموعہ میں درج کی ہیں' اہل مکہ کے نام اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں' میں نے سنن میں صرف احکامی روایات جمع کی ہیں' زہد اور فضائل اعمال وغیرہ کی احادیث اس میں شامل نہیں ہیں۔ اس کی جملہ چار ہزار احادیث احکام و مسائل سے متعلق ہیں۔ ❻

---

❶ اتحاف النبلاء۔ ص ۲۵۷

❷ کشف الظنون' ج ۲ ص ۲۹۹

❸ معجم المطبوعات کالم ۳۱۰۔

❹ کشف الظنون' ج ۲ ص ۳۰۱ و ۴۴۵ والفہرست ص ۳۲۴۔

❺ معالم السنن' ج ۱ ص ۵ و طبقات الشافعیہ ج ۲ ص ۴۸ و تاریخ بغداد ص ۵۶

❻ رسالۃ ابی داوٗد الی اہل مکہ ص ۸

امام ابوعبدالرحمٰن نسائی رحمہ اللہ

۲۱۴......۳۰۳ ہجری

نام ونسب:

نام احمد اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی' سلسلۂ نسب یہ ہے: احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحیر ابن دینار۔ ❶

پیدائش:

عام مؤرخین کے بیان کے مطابق امام نسائی ۲۱۴ ہجری یا ۲۱۵ ہجری میں پیدا ہوئے لیکن بعض نے سن پیدائش ۲۲۵ ہجری بھی لکھا ہے ❷ جو کہ صحیح نہیں ہے۔

وطن:

امام نسائی رحمہ اللہ نے بعد میں مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی لیکن آپ کی پیدائش اور نشو ونما خراسان کے مشہور شہر نساء میں ہوئی۔ ❸ قدیم زمانہ میں نساء علم وفن اور ارباب کمال کا مرکز رہ چکا ہے' اور اس کی خاک سے بہت نامور علماء وفضلاء پیدا ہوئے۔ اسی کی نسبت سے وہ نسائی کہلاتے ہیں' نسوی سے بھی اسی کی جانب نسبت ہے مگر وہ زیادہ مشہور نہیں' نساء خراسان میں ہے' اس لئے امام صاحب رحمہ اللہ کو خراسانی بھی کہا جاتا ہے۔ ❹

تعلیم وتحصیل حدیث کے لئے سفر:

امام نسائی رحمہ اللہ کی ابتدائی تعلیم کے حالات نہیں ملے مگر صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ اس دور کے دستور کے مطابق آپ نے مختلف ملکوں اور شہروں کا سفر کیا تھا۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "دور دراز شہروں میں جا کر سماع حدیث میں مصروف رہے۔ اور ان ائمہ فن اور مشائخ کبار سے ملے' جن سے بالمشافہ آپ نے روایت کی ہے۔" علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "رحال فی البلاد" یعنی مختلف ممالک کا سفر کیا' تذکرہ وطبقات کی کتب میں ان کے حجاز' عراق' مصر' شام' جزائر اور خراسان جانے اور وہاں کے ائمہ کمال سے استفادہ کرنے کی تصریح ملتی ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا خود بیان ہے کہ "وہ پندرہ سال کی عمر میں امام قتیبہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حدیث سیکھنے کی غرض سے بغداد چلے گئے اور ایک سال دو ماہ تک وہاں قیام کیا۔" ❺

علم حدیث میں امتیاز:

علم حدیث کی تاریخ میں تیسری صدی ہجری کا دور بڑی اہمیت اور خاص امتیاز رکھتا ہے اس دور میں ہر گھر میں علم حدیث کا چرچا تھا۔ اور اسلامی ممالک کا ہر بڑا شہر اس کا مرکز تھا' اس دور سے زیادہ بڑے محدثین اور کسی دور میں بھی نہیں پیدا ہوئے۔ امام نسائی رحمہ اللہ

---

❶ تذکرۃ الحفاظ' ج ۲ ص ۲۲۲ وتہذیب التہذیب' ج ا ص ۲۶ وطبقات الشافعیہ سبکی' ج ۲ ص ۸۳۔

❷ حسن المحاضرہ سیوطی' ج ا ص ۱۴۷ وشذرات الذہب ج ۲ ص ۲۴۔ ❸ کتاب الانساب ص ۵۵۹۔

❹ ایضاً و وفیات الاعیان' ج ا ص ۳۶ وتذکرۃ الحفاظ' ج ۲ ص ۲۲۶۔

❺ تہذیب ج ا ص ۳۷ وطبقات الشافعیہ' ج ۲ ص ۸۴ والبدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۱۲۳ وحسن المحاضرہ' ج ا ص ۱۴۷۔

بھی اس دور کمال میں پیدا ہوئے تھے اس لئے قدرتی طور پر ان کی توجہ کا مرکز علم حدیث ہی قرار پایا اور اس میں آپ کو جو تبحر اور کمال حاصل ہوا وہ آپ کے دوسرے معاصرین کے حصہ میں نہیں آیا' امام دارقطنی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''امام نسائی رحمہ اللہ اپنے دور کے تمام علمائے حدیث میں یکتا اور سب سے زیادہ افضل و برتر تھے۔''

حفظ و ثقاہت:

اللہ تعالیٰ نے امام صاحب رحمہ اللہ کو حفظ کی غیر معمولی قوت عطا فرمائی تھی' ابن یونس صاحب تاریخ مصر کا بیان ہے کہ وہ احادیث کے ایک نامور حافظ تھے' علامہ ابن سبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''میں نے اپنے استاذ علامہ ذہبی رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ حافظہ کے لحاظ سے امام مسلم اور امام نسائی رحمہما اللہ میں سے کون بڑھا ہوا تھا' تو انہوں نے نسائی رحمہ اللہ کا نام لیا۔ میں نے اپنے والد سے اس کو بیان کیا تو انہوں نے بھی اس کی تائید کی' امام سیوطی رحمہ اللہ نے الحافظ' احد الحفاظ المتقین کے القاب سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی ثقاہت و اتقان پر بھی اتفاق ہے' ابن یونس کہتے ہیں کہ ''وہ نہایت ثقہ و ثابت تھے۔'' ❶

جرح و تعدیل:

امام نسائی رحمہ اللہ فن جرح و تعدیل کے بھی ماہر تھے' آپ کا شمار مشہور نقادان حدیث میں ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بعض محدثین نے آپ کو امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ سے بھی فائق قرار دیا ہے' حافظ حدیث ابوعلی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''رجال کے باب میں امام نسائی رحمہ اللہ کے شرائط امام مسلم رحمہ اللہ سے بھی زیادہ سخت تھے۔'' ابن طاہر مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے سعد بن علی زنجانی رحمہ اللہ سے ایک شخص کے متعلق استفسار کیا' تو انہوں نے اس کی توثیق کی' میں نے کہا امام نسائی رحمہ اللہ تضعیف کرتے ہیں؟ یہ سن کر انہوں نے کہا: ''اے صاحبزادے! ابوعبدالرحمٰن کی رجال کے بارہ میں امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ سے بھی زیادہ سخت شرائط ہیں۔

احادیث کے سقم و صحت میں آپ کی بصیرت و معرفت کے بارہ میں دارقطنی اور حاکم رحمہما اللہ کی رائے یہ ہے کہ ''وہ اپنے معاصرین میں صحیح و سقیم روایات و آثار اور رجال کی معرفت و تمیز میں سب سے زیادہ واقف کار تھے۔'' ابوبکر خلال رحمہ اللہ کثیر الحدیث ہونے کے باوجود امام نسائی رحمہ اللہ کے علاوہ اور کسی سے روایت نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجت ہیں' مامون مصری کا بیان ہے کہ ''جب ہم طرطوس آئے اور حفاظ حدیث کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہمیں معلوم ہوا کہ ان سب نے امام نسائی رحمہ اللہ کے انتخاب کے مطابق احادیث لکھی ہیں۔'' ❷

فقہ و تفسیر:

امام نسائی رحمہ اللہ کا اصلی فن علم حدیث ہے۔ لیکن دوسرے علوم دینیہ میں بھی آپ کو بہت درک تھا' قراءت و تفسیر میں آپ کو پوری دستگاہ حاصل تھی' اور فقہ و فقہی احکام کے استنباط میں بھی آپ کا پایہ نہایت بلند تھا' امام دارقطنی اور حاکم رحمہما اللہ صاحب مستدرک کا بیان ہے کہ وہ اپنے دور میں مصر کے سب سے بڑے فقیہہ تھے۔'' ابن یونس اور دوسرے علماء رحمہم اللہ نے بھی آپ کے فقیہہ و مجتہد ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی سنن سے بھی آپ کے اس کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔

❶ تہذیب ج ا ص ۳۷ و طبقات الشافعیۃ' ج ۲ ص ۸۴ والبدایۃ والنہایۃ ج ۱۱ ص ۱۲۳ و حسن المحاضرۃ' ج ا ص ۱۴۷۔

❷ تذکرۃ ج ۲' ص ۲۶۸ والبدایۃ ج ۱۱ ص ۱۲۳ و طبقات الشافعیۃ' ج ۲ ص ۸۴۔

عہدۂ قضاء:

فقہ واجتہاد میں آپ کے کمال کی بناء پر حمص کے قضاء وولایت کا منصب آپ کو تفویض کیا گیا تھا۔ ❶

زہد وتقویٰ اور عبادت:

امام نسائی رحمہ اللہ کی عملی زندگی بھی نہایت پاکیزہ تھی' آپ کا دل خشیت الٰہی سے لبریز' قلب ذکر الٰہی سے معمور اور دماغ فکر عقبیٰ میں مصروف رہتا تھا' آپ بڑے عبادت گذار' متبع سنت اور صاحب ورع وتقویٰ تھے۔ رد بدعات واحیاء سنت آپ کا خاص مشن اور نصب العین تھا۔ رات ودن کا بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر وفکر میں گذرتا تھا' آپ تہجد کے پابند تھے اور صوم داؤدی کے مطابق ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے' حج بھی اکثر کرتے تھے' جہاد کا ولولہ بھی تھا' ایک مرتبہ امیر مصر کے ساتھ جہاد میں نکلے تو اتنی شجاعت وبہادری دکھائی کہ لوگوں کو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہوگئی۔ ❷

اخلاقی کمالات:

امام نسائی رحمہ اللہ صبر ورضا' ضبط وتحمل' شجاعت وبہادری اور عزم واستقلال وغیرہ جیسے اخلاقی فضائل سے بھی آراستہ تھے' آپ کی طبیعت میں بڑا استغناء اور بے نیازی تھی' کبھی عزت نفس کا سودا نہیں کیا' امیر مصر کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے' لیکن اس کی مجلس اور ہم نشینی سے ہمیشہ دور رہے' ایک مرتبہ اہل شام نے آپ سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرنے کا مطالبہ کیا' آپ نے انکار کردیا' تو آپ کے انکار پر آپ کو نہایت بے دردی کے ساتھ پیٹا گیا' جسے آپ نے خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا' مگر آپ کے استقلال میں کوئی فرق نہ آیا۔ احمد بن نصر رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''امام نسائی رحمہ اللہ کی طرح کون صبر کرسکتا ہے۔ حالانکہ آپ کے پاس سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ابن لہیعہ کی حدیث موجود تھی' لیکن آپ نے اس کو بیان نہیں کیا' کیونکہ آپ ابن لہیعہ کو ضعیف سمجھتے تھے۔ ❸

امامت وتقدم:

امام نسائی رحمہ اللہ انہی کمالات کی بنا پر' دوسرے اصحاب علم وکمال آپ کو مسلمانوں کا امام ومقتدا مانتے تھے' ابن عدی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ میں نے منصور فقیہ اور احمد بن محمد طحاوی کی زبانی سنا کہ ''وہ مسلمانوں کے امام میں سے ایک ہیں۔'' حافظ ابوالحسین محمد بن مظفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے کانوں نے اپنے مصری اساتذہ کی زبان سے امام نسائی رحمہ اللہ کے فضل ومرتبت اور امامت وتقدم کا اعتراف کرتے ہوئے سنا'' محمد بن سعد باوردی فرماتے ہیں کہ ''آپ مسلمانوں کے ائمہ میں سے تھے' میں نے چار ائمہ حدیث دیکھے ان میں سے ایک مصر کے امام نسائی رحمہ اللہ بھی تھے۔'' ❹

غذا اور لباس:

امام نسائی رحمہ اللہ بڑے خوش خوراک وخوش لباس تھے' رنگین اور قیمتی کپڑے پہنتے تھے اور کھانا نہایت پرتکلف کھاتے تھے' مرغ خرید

---

❶ بستان المحدثین' ص ۱۱۱ والحطہ ص ۱۲۷۔

❷' ❸' ❹ تہذیب التہذیب' ج ۱ص ۳۸ وتذکرۃ الحفاظ' ج ۲ص ۲۶۸ والبدایہ' ج ۱۱ص ۱۲۳۔

کر پالتے تھے اور جب وہ خوب فربہ ہو جاتے تو ذبح کرواتے اور روزانہ کھانے کے بعد نبیذ حلال پیتے تھے۔ ❶ آپ کا رہن سہن نہایت اعلیٰ اور معاشرتی زندگی بڑی پر شکوہ تھی۔

خاندانی وجاہت:

امام صاحب رحمہ اللہ کی معاشرت اور رکھ رکھاؤ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ایک معزز اور صاحب حیثیت گھرانہ کے چشم و چراغ تھے ابن عماد کا بیان ہے کہ "وہ نہایت نجیب و شریف، رئیس، خوش وضع اور عظیم المرتبت تھے۔" ❷

وفات:

امام نسائی رحمہ اللہ کو شامیوں کی مار پیٹ سے اتنا صدمہ پہنچا کہ اسی کے اثر سے ۳۰۳ ہجری میں اٹھاسی سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ جب آپ کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو آپ نے اپنے اصحاب و رفقاء سے خواہش ظاہر کی کہ انہیں مکہ لے چلیں، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ راستہ میں مرو کے مقام میں آپ کی وفات ہوگئی اور آپ وہیں دفن کئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون.

جبکہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ وفات مکہ میں ہوئی اور آپ صفا مروہ کے درمیان دفن کئے گئے۔ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ایک قول یہ بھی نقل کیا ہے کہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے، مہینہ کی تعیین میں اختلاف ہے، بعض نے شعبان اور بعض نے صفر کا مہینہ لکھا ہے۔ ❸

ازواج واولاد:

امام نسائی رحمہ اللہ کی چار بیویاں اور دو لونڈیاں تھیں۔ ❹ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے تلامذہ کے تذکرہ میں ایک صاحب زادہ عبدالکریم کا نام بھی تحریر کیا ہے۔

حلیہ:

امام صاحب رحمہ اللہ بڑے وجیہہ و شکیل تھے، چہرہ نہایت شاداب اور شمع کی طرح پرنور تھا، بڑھاپہ میں بھی جسم اور چہرہ کی تروتازگی میں کوئی فرق نہیں آیا تھا۔ ❺

تصنیفات:

امام نسائی رحمہ اللہ کی جن تصنیفات کا علم ہو سکا وہ حسب ذیل ہیں:

خصائص سیدنا علی رضی اللہ عنہ۔ اس رسالہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بیان کئے گئے ہیں، اس کی تالیف کا مقصد امام صاحب رحمہ اللہ نے خود بیان کیا ہے کہ "میں جب دمشق آیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو بیزار پایا، اس لئے یہ رسالہ تالیف کیا تاکہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت سے سرفراز کرے۔ ❻ مگر لوگوں نے بدبختی سے اس کو سخت ناپسند کیا اور امام صاحب رحمہ اللہ کو زودکوب کر کے مسجد سے نکال دیا۔

---

❶ تذکرۃ الحفاظ، ج۲ص۲۶۷ والبدایہ والنہایہ ج۱۱ص۱۲۴۔ ❷ شذرات الذہب، ج۲ص۲۳۹۔
❸ تاریخ ابن خلکان، ج۱ص۳۶ و تذکرہ، ج۲ص۲۶۹ والبدایہ، ج۱۱ص۱۲۴۔ ❹، ❺ ایضاً ❻ بستان المحدثین، ص۱۱۱۔

مسند علی، مسند مالک، کتاب الضعفاء والمتروکین۔ اس میں ضعیف ومتروک الحدیث رواۃ کا حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔

یہ رسالہ امام بخاری رحمہ اللہ کی التاریخ الصغیر اور کتاب الضعفاء الصغیر کے ساتھ مطبع انوار احمدی الٰہ آبادی سے ۱۳۲۵ ہجری میں شائع ہو چکا ہے۔

کتاب الجمعۃ، کتاب التمییز، کتاب المدلسین، فضائل الصحابہ رضی اللہ عنہم۔

السنن۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے سنن میں دو کتب لکھی تھیں، سنن کبریٰ اور سنن صغریٰ، آخر الذکر کتاب زیادہ مشہور اور صحاح ستہ میں شامل ہے اور یہ امام صاحب رحمہ اللہ کی سب سے زیادہ مشہور تصنیف ہے اور یہ آپ کا سب سے بڑا اور اہم علمی و دینی کارنامہ ہے، اس لئے اس کا مفصل ذکر کیا جاتا ہے۔

سنن صغریٰ کے دوسرے نام المجتبیٰ اور المجتنیٰ بھی ہیں کیونکہ امام صاحب رحمہ اللہ جب سنن کبریٰ کی تالیف کا کام انجام دے چکے تو امیر رملہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ کی یہ پوری کتاب صحیح احادیث پر مشتمل ہے؟ تو آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ امیر نے درخواست کی کہ آپ میرے لئے اس میں سے اعلیٰ درجہ کی احادیث الگ کر دیجئے اس درخواست پر امام صاحب رحمہ اللہ نے یہ دوسری کتاب لکھی جس کا نام مجتبیٰ رکھا اور اب یہی سنن نسائی کے نام سے مشہور ہے۔ ❶

سنن کبریٰ کے راوی ابن الاحمر ابوبکر محمد بن معاویہ رحمہ اللہ متوفی ۳۵۸ ہجری اور سنن صغریٰ کے راوی ابن السنی ابوبکر احمد بن محمد رحمہ اللہ ۳۶۴ ہجری ہیں، علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے مجتبیٰ کو امام صاحب کے شاگرد ابن السنی ہی کا اختصار بتایا ہے جبکہ خود امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کی تردید کی ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ

۲۰۹.........۲۷۹ ہجری

نام ونسب:

امام ترمذی رحمہ اللہ نسباً قبیلہ بنی سلیم سے تعلق رکھتے تھے، آپ کا نام محمد کنیت ابوعیسیٰ ہے اور نسب نامہ یہ ہے:

محمد بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی ترمذی بوغی ہے۔ جبکہ علامہ سمعانی رحمہ اللہ نے ضحاک کے بجائے شداد لکھا ہے۔ ❷

وطن:

خراسان اور ماوراء النہر کا خطہ ہمیشہ سے علم وفن اور ارباب کمال کا مرکز رہا ہے، تاریخ اسلام کے بہت سے نامور علماء اسی خاک سے اٹھے امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ بھی اسی مردم خیز سرزمین کے ایک فرزند تھے۔ صنانیان کے مشہور شہر ترمذ کو آپ کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے، ترمذ کا لفظ تِرمذ، تَرمذ، تُرمذ، تینوں طریقوں سے ہے لیکن عام طور پر ترمذی مشہور ہے، یاقوت نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے، ❸ یہ شہر دریائے جیحون کے مشرقی کنارے پر بلخ کے محاذ میں کسی دور میں بڑا آباد اور بارونق شہر تھا۔ یہاں بڑے بڑے ارباب

---

❶ بستان المحدثین، ص ۱۱۱۔ ❷ دیکھو کتاب الانساب نسبت ترمذی ص ۱۰۶۔ ❸ معجم البلدان ج ۲ ص ۳۸۲ ذکر ترمذ۔

کمال پیدا ہوئے' سمعانی اور یاقوت نے بعض کے مختصر حالات لکھے ہیں۔ بوغ ایک قریہ بوغ کی جانب نسبت ہے' جو ترمذ سے چھ فرسخ کی مسافت پر ہے' بعض روایات کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ اسی میں آسودۂ خواب ہیں۔ ❶

پیدائش:

امام ترمذی رحمہ اللہ ۲۰۹ ہجری میں ترمذ میں پیدا ہوئے' اس بات کی تفصیل نہیں ملتی کہ آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی لیکن اس دور میں خراسان اور ماوراء النہر کا علاقہ علم وفن کا مرکز بن چکا تھا اور امام بخاری رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر محدث کی مسند علم بچھ چکی تھی' اور دور دور سے تشنگان علم یہاں کھنچ کھنچ کر آتے تھے اس سے قیاس یہی ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابتدائی تعلیم یہیں حاصل کی ہوگی۔

سماع حدیث کے لئے سفر:

اسلام کی تعلیمات اور علم دین کی بنیاد کتاب اللہ کے بعد حدیث نبوی پر ہے۔ اس کے بغیر دین کا صحیح اور پورا علم نہیں ہوسکتا' اس لئے اس دور میں مسلمانوں نے اس کی جانب بڑا اعتناء کیا خصوصاً ابتدائی چند صدیوں میں اس کی اشاعت وحفاظت کا اتنا اہتمام کیا جس کی مثال دنیا کی کوئی قوم بھی پیش نہیں کرسکتی' نفس حدیث کے متعلق بہت سے علوم ایجاد ہوگئے' حجاز' عراق' خراسان' ماوراء النہر' شام ومصر ومغرب وغیرہ دنیائے اسلام کے گوشہ گوشہ میں مرکز حدیث قائم ہوگئے تھے۔ حجاز کے بعد عراق وخراسان کو اس باب میں ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے' اکثر بڑے بڑے محدثین یہیں پیدا ہوئے۔ اس لئے ان مقامات میں حدیث کا ذوق وشوق عام تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے علم وشہرت نے اس شوق کو اور بڑھایا' اسی ماحول میں امام ترمذی رحمہ اللہ کی نشو ونما ہوئی اور خود ان کے وطن میں امام بخاری رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر محدث پیدا ہو چکے تھے' اس لئے امام ترمذی رحمہ اللہ کو بھی حدیث نبوی کا شوق دامن گیر ہوا' چنانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر کے علاوہ سماعِ حدیث کے لئے دنیائے اسلام کے مختلف حصوں کا سفر کیا' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

طاف البلاد وسمع خلقا من الخراسانيين والعراقيين والحجاز۔ ❷

''یعنی انہوں نے متعدد شہروں کا سفر کیا اور خراسان وعراق وحجاز کے ارباب کمال سے سماع کیا۔''

حافظہ:

امام ترمذی رحمہ اللہ کے لئے قدرت کی جانب سے حفظ حدیث کے تمام سامان فراہم ہوگئے تھے' ایک طرف شیوخ میں ایسے اکابر محدثین سے استفادہ کا موقع ملا اور دوسری طرف آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا' اس کا ایک حیرت انگیز واقعہ رجال کی تقریباً تمام کتب میں موجود ہے' کہ انہوں نے ایک شیخ سے ایک جزو کے بقدر احادیث قلم بند کیں' اتفاق سے تھوڑے ہی دنوں کے بعد آپ کو پھر ان سے ملاقات کا اتفاق ہوا' تو آپ نے شیخ مذکور سے دوبارہ سماع حدیث کی درخواست کی' شیخ نے سنانا شروع کی' امام ترمذی کے ہاتھ میں ایک سادہ بیاض تھی' شیخ کو شبہ ہوا کہ اس میں وہ احادیث لکھی ہوئی ہیں' اور ابوعیسیٰ امتحاناً ایسا کر رہے ہیں' اس لئے یہ بات شیخ کو ناگوار ہوئی ابوعیسیٰ رحمہ اللہ نے یہ غلط فہمی دور کر کے کہا کہ مجھے آپ کی احادیث حفظ ہیں اور اسی وقت آپ نے تمام احادیث سنا دیں شیخ نے کہا معلوم ہوتا ہے تم نے میرے پاس آنے سے پہلے ان کو حفظ کر لیا تھا۔ ابوعیسیٰ نے کہا نہیں اگر آپ کو شبہ ہو تو دوسری احادیث سنا کر امتحان کر لیجئے' شیخ نے امتحاناً چالیس غریب احادیث اور سنائیں' ابوعیسیٰ رحمہ اللہ نے صرف ایک ہی مرتبہ سن کر اسی وقت چالیس کی

---

❶ ابن خلکان ج ۲ ص ۳۸۳ ❷ تہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۳۸۷

چالیس احادیث دہرادیں' یہ غیر معمولی حافظہ دیکھ کر شیخ کو بھی آپ کے حافظہ کا اعتراف کرنا پڑا۔ ❶

تفسیر:

حدیث' امام ترمذی رحمہ اللہ کا خاص فن تھا۔ اس کے علاوہ تفسیر میں پورا درک اور فقہ میں کمال رکھتے تھے' آپ نے اپنی کتاب میں ابواب تفسیر کے تحت میں آیات قرآنی کے متعلق جو احادیث نبوی اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم جمع کئے ہیں ان سے تفسیر کے متعلق آپ کے علم ونظر کا اندازہ ہوتا ہے۔

فقہ:

حفظ حدیث کے ساتھ ساتھ آپ مجتہد اور فقیہ بھی تھے اور آپ کے تفقہ پر جامع ترمذی شاہد ہے' ترمذی کا خاص امتیاز یہی ہے کہ وہ محض احادیث کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ فقہی اجتہاد کی کتاب بھی ہے' اس میں امام ترمذی رحمہ اللہ نے مختلف ائمہ رحمہم اللہ کے فقہی مذاہب' ان کے استنباطات اور دلائل کو جمع کر دیا ہے اور جابجا اس پر تنقید بھی کرتے گئے ہیں۔

عملی زندگی:

امام ترمذی رحمہ اللہ میں جس درجہ کا علم تھا' اسی درجہ کا عمل اور زہد وتقویٰ بھی تھا' وہ زہد وورع میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ کے جانشین تھے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مات البخاری ولم یخلف بخراسان مثل ابی عیسی فی العلم والحفظ والورع والزهد۔ ❷

خشیت الٰہی:

امام رحمہ اللہ کا دل خشیت الٰہی سے اتنا لبریز تھا کہ آپ ہر وقت رویا کرتے تھے اور اسی کثرت بکا کی وجہ سے ہی آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی' ❸ لیکن دل کی آنکھیں روشن ہوگئی تھیں' بعض روایات میں ہے کہ آپ پیدائشی نابینا تھے' لیکن یہ بات صحیح روایات کے خلاف ہے اور ویسے بھی خلاف قیاس ہے' اس لئے کہ ایک نابینا کا ایسے دور میں جب کہ سفر کی سہولتیں نہ ہوں' ساری دنیائے اسلام کی خاک چھاننا عقل سے بعید ہے اور جبکہ طلب حدیث کے لئے امام ترمذی رحمہ اللہ کی سیاحت مسلم ہے۔

امام ترمذی کا مذہب:

امام ترمذی رحمہ اللہ کا دور ائمہ اربعہ کے بعد ہے' لیکن وہ ان میں سے کسی کے مقلد نہ تھے' بلکہ خود مجتہد تھے' بعض مسائل میں امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رحمہما اللہ کی تائید سے بعض لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ آپ شافعی یا حنبلی تھے لیکن اس سے آپ کی تقلید کا نتیجہ نکالنا صحیح نہیں ہے' اور آپ نے بعض مسائل میں ان کی مخالفت بھی کی ہے مثلاً گرمی کی شدت میں نماز ظہر کی تاخیر کے مسئلہ میں آپ کی رائے امام شافعی رحمہ اللہ کے خلاف ہے' وہ اپنی تحقیق سے جو رائے دیتے تھے وہ کبھی کسی کے موافق ہو جاتی اور کبھی مخالف' اس لئے کسی امام کی تائید کی وجہ سے آپ کو اس کا مقلد سمجھنا صحیح نہیں ہے۔

---

❶ بستان' ص ۱۲۱۔

❷ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۸۔

❸ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۰۸۔

ایک التباس کا ازالہ:

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ کے علاوہ دو اور محدثین بھی ترمذی کی نسبت سے مشہور ہیں' ایک ابوعبداللہ محمد بن علی رحمہ اللہ المعروف بحکیم الترمذی' دوسرے ابوالحسن احمد بن حسن ترمذی رحمہ اللہ ' یہ دونوں صاحب تصنیف ہیں' حدیث میں حکیم ترمذی کی نوادرالاصول مشہور کتاب ہے لیکن یہ بہت غیر معتبر ہے' اس لئے نام سے دھوکا نہ کھانا چاہیے' شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حکیم ترمذی' ابوعیسیٰ رحمہ اللہ کے علاوہ دوسرے شخص ہیں' حکیم ترمذی کی نوادرالاصول کی اکثر احادیث غیر معتبر ہیں' ناواقف لوگ حکیم ترمذی کو ابوعیسیٰ ترمذی سمجھ کر' ان کی غیر معتبر احادیث امام ترمذی رحمہ اللہ کی جانب منسوب کر دیتے ہیں' لہٰذا ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ ❶ ابوالحسن ترمذی رحمہ اللہ البتہ بڑے پایہ کے محدث ہیں' یہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے اصحاب میں سے تھے اور بخاری' ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ نے ان سے روایات لیں۔ انہوں نے ۲۴۰ ہجری میں وفات پائی۔'' ❷

وفات:

مشہور روایت کے مطابق امام ترمذی رحمہ اللہ نے ۲۷۹ ہجری میں وفات پائی۔ ❸

تصانیف:

مؤرخین کے اجمالی بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف تھیں' لیکن آپ کی تین تصانیف کا علم ہے' جامع یا سنن ترمذی' شمائل ترمذی اور کتاب العلل' ابن ندیم نے تین کتب کا تذکرہ کیا ہے' ان میں دو کتب کا نام تو ترمذی اور کتاب العلل ہیں' لیکن تیسری کا نام اس نے کتاب التاریخ لکھا ہے۔ ❹

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ

۲۰۹..........۲۷۳ ہجری

نام ونسب:

نام محمد کنیت ابوعبداللہ لقب ابن ماجہ اور سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن یزید بن عبداللہ۔

ماجہ کو بعض لوگوں نے آپ کے دادا اور بعض نے آپ کی ماں کا نام بتایا ہے لیکن علماء محققین کے نزدیک یہ آپ کے والد کا لقب تھا' شاہ عبدالعزیز صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ماجہ لقب پدر ابوعبداللہ است نہ لقب جد ونہ نام مادر اوٗ''

قزوین کے مشہور مؤرخ خلیلی کا بیان ہے کہ ''ماجہ یزید کا عرف تھا'' اور محدث رافعی لکھتے ہیں ''ان کا نام محمد بن یزید ہے اور ماجہ یزید کا لقب اور ان کا شجرۂ نسب اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے ''محمد بن یزید بن ماجہ'' مگر پہلی بات زیادہ ثابت ہے۔'' ❺

---

❶ بستان المحدثین ص ۶۸۔ ❷ تذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۱۱۷۔

❸ اتحاف النبلاء ص ۴۸۷۔ ❹ فہرست ابن ندیم ص ۳۲۵۔

❺ عجالہ نافعہ معہ فوائد جامعہ ص ۲۳ والبدایہ والنہایہ ج ۱۱ ص ۵۲ وتہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۵۳۲۔

ولادت:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کا اپنا بیان ہے کہ میں ۲۰۹ ہجری میں پیدا ہوا۔ ❶

خاندان ووطن:

ماجہ سے جو دراصل ماہ یا ماہچہ کا معرب ہے' ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ عجمی نژاد تھے' لیکن عرب کے مشہور قبیلہ ربیعہ سے آپ کا رشتہ موالات تھا' اس لئے ربعی اور مولیٰ ربیعہ کہلاتے ہیں' عراق عجم وایران کے مشہور اور مردم خیز شہر قزوین کو آپ کے وطن ہونے کا فخر حاصل ہے' اس نسبت سے آپ قزوینی کہے جاتے ہیں۔ ❷

رحلت وسفر:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے دور میں محدثین اطراف عالم میں پھیلے ہوئے تھے' اس لئے آپ نے حصول حدیث کے لئے مختلف ممالک کا سفر کیا' خراسان' عراق' حجاز' مصر' شام' بصرہ' کوفہ' مکہ رے اور بغداد وغیرہ کی تصریح کتب میں موجود ہے۔ شروع میں اکیس بائیس سال کی عمر تک آپ اپنے وطن قزوین ہی میں جو خود علم وفن کا گہوارہ اور علماء ومحدثین کا بڑا مرکز تھا' حدیث اور دوسرے علوم کی تکمیل فرماتے رہے' اور ۲۳۰ ہجری میں علم کی تلاش وجستجو میں اپنے وطن سے باہر نکلے۔ ❸

حدیث میں امتیاز:

آپ نے جب آنکھیں کھولیں تو اس وقت ہر طرف حدیث کے درس وتدریس اور اس کی کتابت وتحریر کا کام سرگرمی سے جاری تھا اور اس کی طلب اور تکمیل کو فضیلت وکمال کا اصلی معیار خیال کیا جاتا تھا' اس لئے آپ کی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بھی یہی فن بنا اور اکابر حفاظ ومحدثین کی کثرت کے باوجود آپ نے اس میں اتنا امتیاز وکمال اور ایسی شہرت حاصل کی کہ آپ کی علمی جلالت کا سکہ بیٹھ گیا اور بڑے بڑے ائمہ فن بھی ان کی عظمت وبرتری کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے' اس کا اندازہ درج ذیل اقوال سے ہوتا ہے۔

اعتراف کمال:

حافظ ابویعلی خلیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''کہ آپ ایک بلند پایہ' معتبر اور لائق حجت محدث تھے' آپ کی عظمت وثقاہت پر اتفاق ہے' آپ کو فن حدیث سے پوری واقفیت تھی اور اس کے جلیل القدر حافظ تھے۔'' ابوالقاسم رافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ائمہ مسلمین میں سے ابن ماجہ رحمہ اللہ بھی ایک بڑے معتبر امام ہیں اور ان کی قبولیت پر سب کا اتفاق ہے۔'' علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''آپ حدیث وتاریخ اور تفسیر کے ممتاز ماہر تھے۔'' علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''آپ فن حدیث کے امام اور اس کے متعلقات پر بڑا عبور رکھتے تھے۔'' علامہ ذہبی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ''ابن ماجہ رحمہ اللہ عظیم الشان حافظ وضابط' صادق القول اور وسیع العلم تھے' علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ''آپ ذی عقل صاحب علم اور امام حدیث تھے۔'' جمال الدین تضری بروی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''ابن ماجہ رحمہ اللہ امام' حافظ' حجت اور ناقد حدیث تھے۔ آپ کو متعدد فنون میں مہارت حاصل تھی۔'' ابن ناصر الدین رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''مشہور

❶ وفیات الاعیان ابن خلکان' ج ۲ ص ۲۸۴ وشروط الائمۃ الستہ ص ۹۔ ❷ وفیات الاعیان' ج ۲ ص ۲۸۴ والمنتظم ابن جوزی' ج ۵ ص ۹۰۔

❸ تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۲۸۴ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲ ص ۲۱۰ وتہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۵۳۱ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ص ۳۴۔

علمائے اسلام میں ایک ابن ماجہ رحمہ اللہ بھی ہیں' آپ احادیث کے حافظ اور اس میں نہایت معتبر اور بلند پایہ شخص تھے۔'' حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ صاحب سنن' حافظ حدیث اور امام فن تھے۔'' ❶

ان اقوال سے آپ کے محدثانہ کمال وعظمت کا پورا اندازہ ہو جاتا ہے۔

فقہی مسلک:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے فقہی مسلک کے بارہ میں یقینی طور سے کوئی بات نہیں کہی جاسکتی' غالب گمان یہ ہے کہ وہ بھی عام محدثین کی طرح کسی خاص مذہب فقہ سے وابستہ نہ رہے ہوں گے' البتہ اہل عراق کے مقابلہ میں آپ کا رجحان اہل حجاز کی طرف زیادہ تھا' اس کا اندازہ آپ کی سنن سے بھی ہوتا ہے' اسی بنا پر بعض علماء ان کو حنبلی اور شافعی کہہ دیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے اور علامہ ابن طاہر جزائری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ابن ماجہ رحمہ اللہ وغیرہ علمائے حدیث ائمہ مجتہدین میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے البتہ فقہائے محدثین' امام شافعی' احمد اور اسحٰق بن راہویہ وغیرہ رحمہم اللہ کے اقوال کی طرف میلان رکھتے تھے۔ ❷

اعمال واخلاق:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے حالات زندگی پردۂ خفاء میں ہیں۔ اس لئے آپ کے اعمال واخلاق کے بارہ میں کوئی تفصیل نہیں بیان کی جاسکتی' حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے صرف اس قدر لکھا ہے کہ ''آپ علم وفضل کی طرح تدوین وتقویٰ اور زہد وصلاح کے بھی جامع تھے' احکام شریعت کی شدت سے پابندی کرتے تھے اور اصول وفروع میں پورے طور پر متبع سنت تھے' اس پر خود ان کی سنن شاہد ہے۔ ❸

متعلقین اور اہل خاندان:

آپ کے خاندانی حالات اور ازواج واولاد کی بھی تفصیل نہیں ملتی' صرف آپ کے ایک صاحبزادے عبداللہ اور دو بھائیوں ابوبکر اور ابوعبداللہ کا محمد بن طاہر نے ان کی وفات اور تجہیز وتکفین کے سلسلہ میں ذکر کیا ہے۔ ❹

وفات:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے دوشنبہ ۲۲ رمضان المبارک ۲۷۳ھ ۶۴ سال کی عمر میں وفات پائی۔ انا للہ و انا الیه راجعون.

آپ کے سانحہ وفات پر بعض شعراء نے نہایت پر درد مرثیے کہے' محمد بن اسود قزوینی کے مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے:

لقد اوهى دعائم عرش علم وضعضع رکنه فقد ابن ماجه ❺

''ابن ماجہ رحمہ اللہ کی وفات سے علم کے پایہ تخت کے ستون گر گئے۔''

یحییٰ بن زکریا طائفی کہتا ہے:

ایا قبر بن ماجة غثت قطرا ملغا بالغداة و بالعشی ❻

''اے ابن ماجہ کی قبر تو صبح وشام باران رحمت سے سیراب ہو۔''

---

❶ وفیات الاعیان ابن خلکان' ج ۲ ص ۲۸۴ تہذیب التہذیب' ج ۹ ص ۵۳۱' المنتظم فی اخبار الملوک والامم' ج ۵ ص ۹۰ کامل ابن اثیر مطبوعہ لندن' ج ۷ ص ۲۹۸ وشذرات الذہب' ج ۲ ص ۱۶۴ وغیرہ۔ ❷ توجیہ النظر' ص ۱۸۵۔ ❸ البدایہ والنہایہ' ج ۱۱ ص ۵۲۔

❹ شروط الائمۃ الستہ ص ۹ ❺ ایضاً۔ ❻ تہذیب ج ۹ ص ۵۳۱۔

تصنیفات:

ابن ماجہ رحمہ اللہ کی علمی و تصنیفی یادگاروں میں تین اہم اور مشہور تصنیفات ہیں۔

تفسیر:

اس کی اہمیت کا اندازہ علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کے اس بیان سے ہوتا ہے:

ولا بن ماجه تفسير حافل۔ ''یعنی ابن ماجہ کی ایک ضخیم و جامع تفسیر ہے۔''

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے دور صحابہ و تابعین کے بعد کی تفاسیر کا تذکرہ کرنے کے بعد تفسیر ابن جریر کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک اہم ماثوری و منقولی تفسیر اور ابن جریر کی طرح اس میں بھی احادیث و آثار صحابہ و تابعین کو بالاسناد نقل کیا گیا تھا۔

تاریخ:

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کو تاریخ میں بھی درک تھا اور تاریخ میں بھی کوئی کتاب لکھی تھی' ابن خلکان رحمہ اللہ نے تاریخ ملیح اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''تاریخ کامل'' کے وصف سے اس کا ذکر کیا ہے' حافظ ابوزرعہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری نظر سے قزوین میں ابن ماجہ رحمہ اللہ کی تاریخ گذری تھی' یہ دراصل عہد صحابہ سے لے کر مصنف کے دور تک کی تاریخ اور بلاد اسلامیہ اور راویان حدیث کے حالات پر مشتمل ہے۔ ❶ اس سے اس تاریخ کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ دستبرد ادوار سے معدوم ہوگئی۔

سنن:

ابن ماجہ کا سب سے بڑا علمی و تصنیفی اور دینی کارنامہ آپ کی ممتاز اور شہرۂ آفاق تصنیف سنن ہے' اس کی بدولت آپ کو بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ موجودہ کتب حدیث یہ ایک اہم اور متداول کتاب خیال کی جاتی ہے اور اکثر مدارس کے نصاب میں بھی شامل ہے۔

ترتیب و تعداد احادیث: عام کتب سنن کی طرح اس میں بھی ایمانیات سے وصایا تک کے جملہ ابواب فقہی ترتیب کے مطابق درج ہیں اور یہ ۳۲ کتب' ۱۵۰۰ ابواب اور چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ ❷

رواۃ:

رافعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابن ماجہ رحمہ اللہ سے ان کے جن تلامذہ نے سنن کی روایت کی ہے' ان میں چار اشخاص زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) ابوالحسن قطان۔ (۲) سلیمان بن یزید۔ (۳) ابوجعفر محمد بن عیسیٰ (۴) ابوبکر حامد ابہری رحمہم اللہ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس فہرست میں دو ناموں کا اور اضافہ کیا ہے۔ سعدون' ابراہیم بن دینار ❸ ان تمام رواۃ میں حافظ ابوالحسن قطان کی روایت کو زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

ابوالحسن قطان کہ صاحب روایت سنن او راز جملہ شاگردان رشید است۔ ❹

سنن کا جو نسخہ ابوالحسن سے مروی ہے اس کی بہت سی روایات خود ان کی سند سے بھی منقول ہیں۔

---

❶ تاریخ ابن خلکان' ج ۲ص ۲۸۴ والبدایہ والنہایہ' ج ۱۱ص ۵۲ وشروط الائمۃ الستہ ص ۹۔

❷ تذکرۃ الحفاظ' ج ۲ص ۲۱۰ وبستان المحدثین' ص ۱۱۲ والبدایہ والنہایہ ج ۱۱ص ۵۲۔

❸ تہذیب التہذیب' ج ۹ص ۵۳۲۔ ❹ بستان المحدثین' ص ۱۱۲۔

امام ابو محمد عبداللہ دارمی رحمہ اللہ

نام ونسب:

نام عبداللہ' کنیت ابو محمد' سلسلہ نسب عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن فضل بن بہرام بن عبدالصمد ہے جبکہ خزرجی نے بہرام کے بجائے مہران لکھا ہے۔ ❶

ولادت' خاندان' وطن:

امام دارمی رحمہ اللہ ۱۸۱ ہجری میں خراسان کے مشہور شہر سمرقند میں پیدا ہوئے۔ قبیلہ تمیم کی ایک شاخ دارم سے آپ کا نسبی تعلق تھا' اس کی نسبت سے سمرقندی' تمیمی اور دارمی کہلائے آخری نسبت سے جو دارم بن مالک کی جانب ہے' زیادہ مشہور ہوئے۔ ❷

طلب حدیث کے لئے سفر:

امام دارمی رحمہ اللہ نے اس دور کے دستور کے مطابق حدیث کی طلب وتکمیل کے لئے شام' بغداد' مصر' عراق' خراسان اور مکہ ومدینہ کا سفر کیا' خطیب اور دوسرے مؤرخین نے آپ کے سفر ورحلت کی کثرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو حدیث کے لئے بہت زیادہ سفر کیا کرتے تھے' بعض علمائے رجال نے لکھا ہے کہ رحل و طاف یعنی طلب حدیث کے لئے سفر کیا اور مختلف ممالک کی خاک چھانی' شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''صاحب رحلت واسفار است اکثر بلاد اسلام راگشتہ وعلم حدیث رااز بلدان بعیدہ جمع کردہ۔'' ❸

حفظ وضبط:

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حفظ وضبط کا غیر معمولی ملکہ عطا کیا تھا' اس سلسلہ میں ائمہ فن کے اعترافات ملاحظہ ہوں۔

عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ جیسے بلند پایہ محدث کا بیان ہے کہ ''دارمی رحمہ اللہ حافظہ کے لحاظ سے ہم پر فوقیت رکھتے تھے۔ رجاء بن جابر مرجی کا بیان ہے کہ میں نے احمد بن حنبل' اسحٰق بن راہویہ' علی بن مدینی اور شاذکونی وغیرہ رحمہم اللہ ائمہ حدیث میں سے کسی کو عبداللہ رحمہ اللہ سے بڑا حافظ نہیں پایا۔ امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے فرزند عبداللہ رحمہ اللہ نے حفاظ حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے چند نوجوانان خراسان کا جن میں دارمی کا نام بھی تھا' ذکر کیا۔ عبداللہ رحمہ اللہ اپنے والد سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حفظ جن چار آدمیوں پر تمام ہوگیا' ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''آپ کے حفظ وضبط کے متعلق جو کچھ بیان کیا جاتا ہے آپ اس سے کہیں زیادہ فائق تھے۔'' محمد بن ابراہیم شیرازی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ دارمی کا حافظہ ضرب المثل ہے۔'' ابو عبداللہ حکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''وہ مشہور وبرگزیدہ حفاظ حدیث میں تھے ابن حبان رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''آپ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے احادیث حفظ وجمع کیں۔'' امام نووی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''دارمی اپنے زمانہ کے ان مشہور حفاظ میں سے تھے جن کے بہت کم لوگ فضل وکمال اور حفظ وضبط میں ہمسر تھے' خطیب بغدادی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ ان علمائے اسلام اور حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں جو

---

❶ تاریخ بغداد' ج ۱ ص ۲۹ وتہذیب' ج ۵ ص ۲۹۴ وخلاصۃ تذہیب' ص ۲۰۴۔ ❷ ایضاً وکتاب الانساب ص ۲۱۸۔

❸ البرج ۲ ص ۸ مرآۃ الجنان' ج ۲ ص ۱۶۱' شذرات الذہب' ج ۲ ص ۱۳۰ البستان المحدثین۔

احادیث کے حفظ وجمع کے لئے مشہور ہیں۔" بندار رحمہ اللہ فرماتے ہیں "حفاظِ دنیا چار ہیں اور ان میں سمرقند کے امام دارمی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں۔" ❶

ثقاہت:

امام دارمی رحمہ اللہ کی ثقاہت وعدالت کے بھی علمائے فن اور ارباب کمال معترف ہیں' ابوحاتم رازی کا بیان ہے کہ "آپ سب سے زیادہ ثقہ وثابت تھے۔" ابن حبان رحمہ اللہ نے آپ کو حفاظ متقنین میں اور ابوحاتم رحمہ اللہ نے ثقہ وصدوق لوگوں میں شامل کیا ہے۔ ❷

معرفت ودرایت:

امام دارمی رحمہ اللہ احادیث کی معرفت وتمیز کے لئے مشہور تھے اور روایت کی طرح درایت میں بھی آپ کا مقام نہایت بلند تھا۔ رجاء بن جابر مرجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "میں نے ان سے بڑا کسی کو حدیث سے واقفیت رکھنے والا نہیں دیکھا۔ احمد بن سیار رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حدیث میں آپ کی واقفیت غیر معمولی اور نظر بڑی وسیع اور گہری تھی۔" عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ آپ کے حافظہ کی طرح آپ کی معرفت وبصیرت کے بھی معترف تھے' ابومنصور شیرانی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "آپ کی درایت ضرب المثل تھی۔"

علم حدیث میں آپ کی واقفیت اور تمیز کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے امام احمد رحمہ اللہ کے سامنے ابن المنذر رحمہ اللہ کی تعریف کی' تو انہوں نے فرمایا کہ میری ان سے کوئی واقفیت نہیں' مگر حیرت ہے کہ تم لوگوں کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کا علم نہیں' پھر تین مرتبہ تاکید کے ساتھ فرمایا کہ علیك بذاك السيد یعنی تم کو اس سردار کے حلقہ فیض سے وابستہ رہنا ضروری ہے اور لازم ہے' ایک اور شخص نے امام احمد رحمہ اللہ سے حمانی کے بارہ میں دریافت کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ دارمی رحمہ اللہ کے قول کی بناء پر ہم ان کو متروک الحدیث سمجھتے ہیں۔" عبداللہ بن مبارک مخرمی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "اے اہل خراسان جب تک یہ تمہارے درمیان موجود ہیں' تم کو کسی اور سے اشتغال رکھنے کی ضرورت نہیں۔ ❸

فقہ وتفسیر:

امام دارمی رحمہ اللہ کو دوسرے اسلامی علوم وفنون میں بھی دستگاہ حاصل تھی' فقہ وتفسیر سے آپ کی مناسبت اور تعلق کا اکثر علمائے رجال نے ذکر کیا ہے' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان کو باکمال مفسر اور صاحب علم فقیہ قرار دیتے ہیں۔ ❹ ان فنون میں انہوں نے کتب بھی لکھی تھیں اور فقہ میں ان کے مجتہدانہ کمالات کا ثبوت آپ کی سنن سے بھی ملتا ہے۔

عقل ودانش:

اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت ودانائی اور عقل وفراست سے بھی خاص طور پر بہرہ ور کیا تھا خطیب اور دوسرے مؤرخین کا بیان ہے کہ:

وكان على غاية العقل ونهاية الفضل۔

"یعنی وہ نہایت عاقل وفاضل شخص تھے۔"

---

❶ تاریخ بغداد ج ۱ص ۲۹ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۱۱۶ وتہذیب التہذیب' ج ۵ص ۲۹۵' ۲۹۶ وتدریب الراوی ص ۲۷۶' ۲۷۷ ومقدمہ مسند دارمی ص ۷۔ ❷ تاریخ بغداد' ج ۱۰ص ۳۰ وتہذیب التہذیب' ج ۵ص ۲۹۶۔

❸ تاریخ بغداد' ج ۱۰ص ۳۱' ۳۲ وتہذیب التہذیب' ج ۵ص ۲۹۵۔ ❹ تہذیب التہذیب' ج ۵ص ۲۹۵۔

بعض علمائے رجال لکھتے ہیں کہ "آپ اپنی متانت اور دانش مندی کی وجہ مشہور تھے۔ ❶

عبادت وتقویٰ:

امام دارمی رحمہ اللہ علم وعمل دونوں کے جامع تھے اور زہد وتقویٰ کے لحاظ سے بھی آپ کا مرتبہ نہایت بلند تھا اور آپ کو عبادت واطاعت الٰہی میں بڑا انہماک تھا' عبداللہ بن نمیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ 'امام دارمی رحمہ اللہ ورع وتقویٰ کے اعتبار سے ہم سب پر فوقیت رکھتے تھے۔" خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "آپ زہد واتقاء سے متصف تھے۔" ابومنصور شیرازی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ آپ کی ذات زہد وتقویٰ اور دیانت وعبادت کے لئے ضرب المثل تھی۔ عثمان بن ابی شیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لوگوں نے آپ کی عصمت اور پاکیزگی نفس کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے آپ اس سے کہیں زیادہ عظیم اور برتر تھے۔" ❷

جاہ ومنصب اور دنیا طلبی سے پرہیز:

امام دارمی رحمہ اللہ دنیاوی عیش وتنعم سے کوئی سروکار نہیں رکھتے تھے' قناعت اور سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے' امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "میرے سامنے کفر پیش کیا گیا میں نے اس کو ٹھکرا دیا اور دارمی رحمہ اللہ کے سامنے دنیا پیش کی گئی تو آپ اس کی جانب مائل اور متوجہ نہ ہوئے۔" امام دارمی رحمہ اللہ کا دنیوی جاہ ومنصب سے بے نیازی کا یہ حال تھا کہ آپ کو سمرقند کا محکمہ قضا پیش کیا گیا تو آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر سلطان کے اصرار پر چند دنوں کے لئے قبول کر لیا مگر بہت جلد اس سے سبکدوش ہو گئے۔ ❸

سنت وحدیث کی مدافعت:

امام دارمی رحمہ اللہ نے حدیث کی خدمت واشاعت اور اس کی حمایت ومدافعت بھی کی اور مخالفین حدیث کا مقابلہ کر کے ان کا زور توڑ دیا' احادیث کے متعلق شکوک واعتراضات کا جواب اور کذب ودروغ کی آمیزشوں سے ان کو پاک کر کے عوام وخواص سب کے دلوں میں ان کی اہمیت وعظمت اور رسول کی محبت بٹھا دی اور اس طرح مختلف حیثیتوں سے انہوں نے علم حدیث وآثار کو فروغ بخشا۔ علمائے رجال لکھتے ہیں کہ امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنے وطن سمرقند میں حدیث وسنت کا بول بالا کر کے لوگوں کو اس کی جانب مائل اور مخالفین حدیث کا قلع قمع کر دیا۔ ❹

فضل وامامت:

ان گوناگوں کمالات نے آپ کی ذات کو مرجع خلائق بنا دیا تھا اور آپ ائمہ مسلمین میں شمار کئے جاتے ہیں' معاصرین علماء نے بھی آپ کی اس حیثیت کو تسلیم کیا ہے' امام احمد رحمہ اللہ ان کو امام وسید کے لقب سے موسوم کرتے تھے' ابوسعید اشج رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ "وہ ہمارے امام ہیں۔" ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "دارمی رحمہ اللہ اپنے دور کے ائمہ میں تھے۔" ابوحامد بن شرقی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ "خراسان میں ۱۵ ائمہ حدیث پیدا ہوئے' ان میں سے ایک امام دارمی رحمہ اللہ بھی تھے۔" ❺

---

❶ تاریخ بغداد' ج ۱ص ۲۹ وتذکرۃ الحفاظ' ج ۲ص ۱۱۶۔

❷ تاریخ بغداد' ج ۱۰ص ۲۹ وتذکرۃ الحفاظ' ج ۲ص ۱۱۶ وتہذیب التہذیب' ج ۵ص ۲۹۵۔

❸ تاریخ بغداد' ج ۱۰ص ۳۱ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۱۱۶۔ ❹ خلاصۃ تذہیب وتہذیب الکمال ص ۲۰۴۔

❺ خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال ص ۲۰۴ وتاریخ بغداد ج ۱۰ص ۳۱ وتذکرۃ الحفاظ ج ۲ص ۱۱۶ وتہذیب التہذیب ج ۵ص ۳۹۵۔

وفات:

مشہور روایت کے مطابق تقریباً ۷۵ سال کی عمر میں اپنے وطن سمرقند میں امام دارمی رحمہ اللہ نے ۸ ذی الحجہ ۲۵۵ ہجری پنج شنبہ کے دن بعد نماز عصر انتقال کیا اور عرفہ کے دن جمعہ کو تجہیز و تکفین ہوئی' انا للہ و انا الیہ راجعون۔

لیکن بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ انتقال عرفہ کے دن اور تجہیز و تکفین نحر کے دن انجام پائی' امام بخاری رحمہ اللہ کو جب وفات کی خبر ہوئی تو انہوں نے فرط غم سے سر جھکا کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا' ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور انہوں نے یہ شعر پڑھا:

ان تبق تضجع بالاحبة کلھم   فنـاء نفسك لا ابالك افجع

''اگر تو زندہ ہوتا تو احباب کی مفارقت کے صدمات برداشت کرتا' تیرا صفحۂ ہستی سے معدوم ہونا سب سے زیادہ دردناک سانحہ ہے۔''

تصنیفات:

امام دارمی رحمہ اللہ کی جانب حسب ذیل تصنیفات منسوب ہیں۔

(۱) کتاب التفسیر۔ (۲) الجامع یا کتاب الجامع۔ خیر الدین زرکلی رحمہ اللہ نے اس کا نام الجامع الصحیح لکھا ہے اور اس کو مطبوعہ بتایا ہے' ❶ غالب گمان ہے کہ یہ فقہ واحکام کی کتاب ہے۔

مولانا سید ابوالوزیر احمد حسن رحمہ اللہ نے حاشیہ مشکوۃ میں امام دارمی رحمہ اللہ کی رد جہمیت میں بھی کچھ کتب بتائی ہیں۔ ❷ لیکن ان کے نام تحریر نہیں کیے ہیں۔

اسی طرح علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ 'علمائے سیر نے ان کی تصنیفات میں جامع' مسند تفسیر اور ان کے علاوہ چند کتب کا بھی ذکر کیا ہے' مگر غالباً موجود صرف دو کتب ہی ہیں۔ ❸

(۳) سنن دارمی۔ امام دارمی رحمہ اللہ کی یہ سب سے مشہور اور اہم کتاب ہے' صحاح ستہ کے بعد حدیث کی جو کتب زیادہ اہم اور مستند سمجھی جاتی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں'' کتاب اواز احسن کتب حدیث است۔'' ❹

اس کی اہمیت کی بناء پر محدثین اور علمائے فن نے اس کی احادیث کو قابل احتجاج اور لائق استدلال خیال کیا ہے۔ مشکوۃ میں جو منتخب کتب کی احادیث کا منتخب مجموعہ ہے' ان میں صحاح اور دوسری معتبر کتابوں کی طرح اس کی احادیث بھی شامل ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے کتب حدیث کے تیسرے طبقہ میں اس کا ذکر کیا ہے' اس کی صحت واسناد کی بناء پر اس کو صحاح ستہ میں بھی شامل کیا گیا ہے' حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

کتب وابواب کی تعداد:

سنن دارمی ۳۵ فصول اور کتب ۱۴۰۸ ابواب پر مشتمل ہے۔

---

❶ اعلام' ج ۲ ص ۵۶۳۔ ❷ حاشیہ تنقیح الرواۃ دیباچہ مشکوۃ' ص ۶۔

❸ تدریب الراوی' ص ۵۷۔ ❹ الاکمال شرح مشکوۃ ص ۱۲۔

امام دارالہجرہ مالک بن انس رحمہ اللہ

ولادت ۹۳ھ .... وفات ۱۷۹ھ

نام ونسب:

نام مالک، کنیت ابوعبداللہ، لقب امام دارالہجرۃ ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث بن غیان بن جیشل بن عمرو بن حارث ذی اصبح۔ ❶

امام مالک رحمہ اللہ خالص عرب خاندان سے تھے، جو جاہلیت اور اسلام دونوں میں معزز تھے۔

آپ کے خاندان کا اصل وطن یمن تھا، آپ نے اسلام کے بعد مدینۃ الرسول میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ آپ نسباً یمن کے آخری خاندان شاہی یعنی حمیر کی شاخ "اصبح" سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے جداعلیٰ حارث اس خاندان کے شیخ تھے۔ اسی لئے آپ ذی اصبح کے لقب سے مشہور ہوئے۔

امام مالک رحمہ اللہ کے خاندان میں سب سے پہلے آپ کے پردادا ابوعامر رضی اللہ عنہ عہد نبوی میں مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ کے دادا مالک بن ابی عامر جلیل القدر تابعی اور صحاح کے راویوں میں داخل ہیں۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ انتہائی عقیدت تھی۔ چنانچہ جن سربکف جوانمردوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ کی لاش کو دشمنوں کے نرغہ سے اٹھا کر دفن کرنے کی خطرناک خدمت انجام دی تھی، ان میں ایک یہ بھی تھے۔ فن روایت وحدیث میں ان کو سیدنا عمر، عثمان، طلحہ، عقیل بن ابی طالب، ابوہریرہ، ام المومنین سیدہ عائشہ ودیگر صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے شرف تلمذ حاصل تھا۔

مدینہ کے مشہور فقیہ سلیمان بن یسار اور خود مالک کے بیٹوں نے دوسروں نے بھی امام مالک رحمہ اللہ سے حدیث بیان کی ہے، مؤطا میں بھی ان کی روایات ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کی توثیق کی ہے۔

۱۰۴ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔ امام مالک رحمہ اللہ کی صحیح تاریخ ولادت ۹۳ ہجری ہے۔ کیونکہ یہ تاریخ امام کے شاگرد خاص یحییٰ بن بکیر سے (جو امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک لمبی مدت تک رہے ہیں) سنداً مروی ہے۔

تعلیم وتربیت:

امام مالک رحمہ اللہ نے جب ہوش سنبھالا تو خود کو علم کی آغوش میں پایا۔ خود ان کا گھر اور گھر سے باہر پورا شہر علماء وفضلاء کا مخزن تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم دور دراز مقامات کی طرف منتقل ہو گئے تھے۔ لیکن معدن سونا کے بعد بھی معدن ہی رہتی ہے۔ تمام اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم جو علوم شریعت کے امین اور قرآن وسنت کے خزینہ دار تھے اسی مقدس شہر میں سکونت پذیر تھے۔ عہد نبوی اور اس کے بعد ۲۴، ۲۵ برس تک پوری حکومت اسلامیہ کا یہ مرکز تھا، یہیں سے احکام وفتاویٰ فقہائے صحابہ کی مجلس میں طے ہو کر تمام دنیائے اسلام میں پھیلتے تھے۔

---

❶ کتاب الانساب للسمعانی ص ۱۴۱-۱۲

تحصیل علم:

امام مالک رحمہ اللہ نے غالباً لڑکپن سے ہی طلب علم شروع کیا تھا۔خود ان کی زبانی منقول ہے کہ جب میں امام نافع رحمہ اللہ کے پاس آتا تھا تو اس وقت میں کم سن لڑکا تھا' میرے ساتھ ایک غلام بھی ہوتا تھا۔امام نافع رحمہ اللہ اتر کر آتے تھے تو مجھ سے حدیث بیان کرتے تھے۔ ❶

اس وقت تک تعلیم کا نصاب نہایت سادہ تھا۔یعنی قرآن مجید حدیث اور فقہ۔امام مالک رحمہ اللہ نے قرآن مجید کی قراءت اور سند مدینہ کے امام القراء ابورویم نافع بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ متوفی ۱۶۹ھ سے حاصل کی۔ ❷ جن کی قراءت پر آج تمام دنیائے اسلام کی قراءت کا مدار ہے۔

علم حدیث:

امام مالک رحمہ اللہ کی علم حدیث کی تعلیم بھی بچپن ہی سے شروع ہوئی جیسا کہ مذکورہ روایت سے ثابت ہوتا ہے۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام رحمہ اللہ کے سب سے پہلے شیخ الحدیث امام نافع رحمہ اللہ ہیں۔

علم فقہ:

امام مالک رحمہ اللہ نے فقہ کی تعلیم امام نافع رحمہ اللہ وغیرہ شیوخ رحمہم اللہ سے بھی حاصل کی۔لیکن ابوعثمان ربیعۃ الرائی رحمہ اللہ سے خاص طور سے اس کی تحصیل کی۔امام ربیعہ رحمہ اللہ مدینہ کے کبار تابعین میں سے تھے۔اور انہوں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دامن تربیت میں تعلیم پائی تھی۔امام مالک رحمہ اللہ 'یحییٰ انصاری' شعبہ' اوزاعی' حسن بصری' لیث مصری وغیرہم رحمہم اللہ جو اس طبقہ کے اکابر رجال واعیان علم ہیں ان کے شاگرد ہیں۔امام ربیعہ رحمہ اللہ کے ساتھ امام مالک رحمہ اللہ کا اختصاص اس درجہ تھا کہ تاریخ و رجال میں ''شیخ مالک'' ان کے نام کا جزو ہو گیا ہے۔امام ربیعہ رحمہ اللہ اجتہاد و استنباط و تفریع و رائے میں اس قدر معروف تھے کہ رائی ان کا لقب ہو گیا۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ان کو ثقہ کہتے ہیں۔یعقوب ابن شیبہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہ ثقہ ثبت اور مدینہ کے مفتیوں میں سے ایک تھے۔خطیب رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ فقیہ عالم فقہ اور حدیث دونوں کے حافظ تھے۔

امام ربیعہ رائی رحمہ اللہ خاص مسجد نبوی میں درس دیتے تھے۔قرن اول کا مدینہ جو سینکڑوں محدثین وفقہاء کا مخزن تھا' اس میں فتویٰ دینا ایک خاص لیاقت و قابلیت کا کام تھا۔امام ربیعہ رائی رحمہ اللہ اس وصف سے متصف اور ان اکابر فقہاء محدثین میں سے تھے کہ جن کو مدینۃ الرسول کے مفتی ہونے کی سعادت حاصل تھی۔دولت عباسیہ کے پہلے فرماں روا اسفاح نے قاضی دارالخلافہ کا عہدہ ان کے سپرد کیا۔حکومت عباسیہ کا پہلا پایہ تخت انبار تھا۔یہیں ۱۳۶ ہجری میں انہوں نے وفات پائی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

امام ربیعہ رائی کی زندگی کا ایک عجیب واقعہ ہے۔یہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہی تھے کہ ان کے باپ فرخ' خراسان کی جنگ میں سپاہی بن کر گئے۔اور بیوی کو ۳۰ ہزار دینار سپرد کر گئے۔وہاں سے ۲۷ برس کے بعد ان کو لوٹنا نصیب ہوا اس اثناء میں ربیعہ جوان ہو کر صاحب کمال ہو چکے تھے۔مسجد نبوی میں ان کی مجلس درس منعقد ہوتی تھی۔ماں نے تمام دولت بیٹے کی تعلیم پر صرف کر دی تھی۔

---

❶ تذکرۃ الحفاظ ترجمہ نافع۔۱۲

❷ ابن خلکان' ج ۲ ص ۲۰۰ و ج ۳ ص ۵۱۔

فرخ رحمہ اللہ گھر پہنچے تو اپنا گھر سمجھ کر بلا تردد گھر کے اندر قدم رکھا۔ امام ربیعہ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ ایک غیر شخص اس بے باکی سے اندر گھسا چلا آتا ہے انہوں نے ڈانٹا کہ خبردار جو اندر قدم رکھا۔ ادھر فرخ رحمہ اللہ نے جب ایک اجنبی مرد کو گھر کے اندر پایا تو وہ غصہ سے بے تاب ہو گئے۔ باپ بیٹے دونوں نے آستینیں چڑھا لیں۔ محلّہ والوں میں شور ہو گیا۔ امام مالک رحمہ اللہ کو خبر ہوئی تو وہ دوڑے آئے۔ لوگوں نے امام مالک رحمہ اللہ کو دیکھا تو خاموش ہو گئے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: بڑے میاں! اور بھی مکانات ہیں وہاں چل کر ٹھہرو' فرخ رحمہ اللہ نے کہا یہ میرا مکان ہے اور میرا نام فرخ ہے۔ بیوی نے نام سنا تو آواز پہنچانی باہر نکل آئی اور باپ بیٹے دونوں کو گلے ملایا۔ جب سکون ہوا تو فرخ نے بیوی سے روپیہ کا حساب پوچھا۔ بیوی نے جواب دیا کہ بحفاظت دفن کر دیا ہے۔ فرخ رحمہ اللہ جب مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو بیٹے کو فضل و کمال کی مسند پر متمکن دیکھا۔ شادان و فرحان گھر آئے۔ اور بیوی سے ذکر کیا۔ بیوی نے کہا کہ تم کو اپنے بیٹے کی یہ جاہ و منزلت عزیز ہے یا وہ ۳۰ ہزار دینار تو فرخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اپنے بیٹے کی یہ جاہ و منزلت عزیز ہے بیوی نے جواب دیا کہ اسی خاک میں میں نے وہ خزانہ دفن کر دیا ہے۔ ❶

اساتذہ آپ کے معترف تھے:

امام مالک رحمہ اللہ فطرۃً قوی الحافظہ تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ کوئی چیز میرے خزانہ دماغ میں آکر پھر نہیں نکلتی اور اس کا دوسروں کو بھی اعتراف تھا۔ ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: **كان مالك احفظ اهل زمانه.**

ایک بار استاد ربیعہ رحمہ اللہ کی معیت میں امام زہری رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ امام زہری رحمہ اللہ نے اس دن چالیس سے زیادہ احادیث کا املاء کرایا۔ دوسرے دن پھر مجلس منعقد ہوئی تو امام مالک اپنے استاد رحمہ اللہ کے ساتھ پھر حاضر ہوئے۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا کتاب لاؤ میں اس سے حدیث بیان کروں۔ کل جو میں نے بیان کیا تھا اس سے تم کو کیا فائدہ ہوا۔ ربیعہ نے کہا۔ اس مجلس میں ایک شخص ہے جو کل املاء کرائی گئی تمام احادیث زبانی سنا دے گا' امام زہری رحمہ اللہ نے پوچھا وہ کون ہے؟ استاد ربیعہ رحمہ اللہ نے کہا ابن ابی عامر رحمہ اللہ امام زہری رحمہ اللہ نے سنانے کا اشارہ کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے چالس کی چالیس احادیث من وعن سنا دیں۔ امام زہری رحمہ اللہ نے تعجب سے کہا میرا خیال تھا کہ یہ احادیث میرے علاوہ کسی کو یاد نہیں ہیں۔

مجلس کی تہذیب:

امام صاحب رحمہ اللہ کی مجلس درس ہمیشہ پر تکلف فرش اور بیش قیمت قالینوں سے آراستہ رہتی تھی' جا بجا شرکائے مجلس کے لئے پنکھے پڑے رہتے تھے اور جب حدیث کا درس ہوتا تو انگیٹھی میں عود اور لوبان جلائی جاتی۔ صفائی و نزاہت کا یہ عالم تھا کہ فرش پر ایک تنکا بھی بار خاطر ہوتا تھا۔ جب حدیث نبوی کے املاء کا وقت آتا تو آپ پہلے وضو یا غسل کر کے عمدہ اور بیش قیمت پوشاک زیب تن فرماتے' بالوں میں کنگھی کرتے' خوشبو لگاتے' اس اہتمام کے بعد مجلس علمی کی صدارت کے لئے باہر تشریف لاتے۔

سب لوگ سرنگوں خاموش مؤدب بیٹھتے تھے۔ یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس درس میں آکر شریک ہوتے تو وہ بھی اسی طرح مؤدب ہو کر بیٹھتے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ کتاب کے ورق بھی اس ڈر سے نہیں الٹتے تھے کہ کھڑکھڑاہٹ کی آواز نہ ہو۔ امام

---

❶ ابن خلکان و اسعاف المبطا ترجمہ ربیعہ۔۱۲

مالک رحمہ اللہ کے جاہ وجلال اور شان وشکوہ سے کاشانۂ امامت پر بارگاہِ شاہی کا دھوکہ ہوتا تھا۔ طلبہ کا ہجوم فتویٰ لینے والوں کا ازدحام، امراء کا ورود علماء کی تشریف آوری، سیاحوں کا گذر، حاضرین کی مؤدب نشست۔ اور مکان کے پھاٹک پر سواریوں کا انبوہ دیکھنے والوں پر رعب طاری کر دیتا تھا۔ اسی موقع پر ایک شاعر کا گذر ہوا تو بے اختیار اس کی زبان سے یہ دو اشعار نکل گئے۔

یدع الجواب فما یراجع ھیبة — والسائلون نواکس الاذقان

''اگر امام جواب نہیں دیتے تو ہیبت سے پھر پوچھا نہیں جا سکتا، پوچھنے والے سر نیچے کئے رہتے ہیں۔''

ادب الوقار وعز سلطان التقی — فحو المھاب ولیس ذا سلطان

''وقار کا ادب اور سلطان تقویٰ کا جاہ وجلال ہے، لوگ اس سے ڈرتے ہیں حالانکہ یہ صاحب حکومت نہیں ہے۔''

امام مالک رحمہ اللہ صاحبِ حکومت نہ تھے لیکن صاحبِ حکومت اس آستانہ پر آ کر جھکتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی تعلیم کے لئے والی مدینہ کو بغرضِ سفارش جب درِ امامت پر لانا چاہا تو اس نے کہا: ''میرا کہاں وہاں گذر۔''

حدیث کا املاء مسجد نبوی یا مجلس درس سے باہر نہیں کرتے تھے۔ خلیفہ مہدی اور ہارون دونوں نے خیمۂ خلافت میں املاء کی خواہش کی۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ نے انکار کر دیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ جلدی میں یا کسی کام کی مصروفیت میں یا راہ چلتے ہوئے حدیث نہیں بیان فرماتے تھے کہ یہ خلاف ادب ہے۔

درحقیقت سماع وفہم حدیث کے لئے اطمینان اور حضور قلب چاہیے۔ جو ان مواقع پر عموماً مفقود ہوتے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ کی مجلس میں زور زور سے بولنا بھی خلاف ادب تھا۔

ایک مرتبہ خلیفہ منصور، امام صاحب سے مسجد میں مناظرہ کر رہا تھا اور اس کی آواز نہایت بلند ہو رہی تھی۔ امام نے ڈانٹ کر یہ آیت پڑھی **لا ترفعوا اصواتکم فوق لصوت النبی** (حجرات:۲) نبی علیہ السلام کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو۔''

مجلس درس کی شہرت:

ایک تو مدینہ خود اسلام کا گہوارہ اور نسل در نسل علم دین کا مرکز تھا دوسرے امام والا شان کا خاندان ابتداء سے علم کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا تھا۔ ان اضافی اوصاف کے ساتھ خود ذاتی جوہر نے وہ پر وبال نکالے کہ پوری دنیائے اسلام مشرق سے مغرب تک امام صاحب رحمہ اللہ کے آوازۂ شہرت سے معمور ہوگئی۔ اور امام کی دروس گاہ مرز وبوم کے اختلاف و بوقلمونی کا مظہر بن گئی۔ ایک طرف سیستان دوسری صدی کی مملکت اسلام کا مشرقی گوشہ اور دوسری طرف قرطبہ دنیائے اسلام کا مغربی گوشہ دونوں کے ڈانڈے مدینۃ الرسول میں آ کر مل گئے۔ ممالک عرب ممالک شام ممالک عراق ممالک عجم ممالک ترکستان، ممالک مصر، ممالک افریقہ، ممالک اندلس وایشائے کوچک، الغرض ایشیا، افریقہ اور یورپ تینوں براعظموں سے طالبان علم کے قافلے مسلسل مدینہ کا رخ کرنے لگے۔ اس طرح نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشینگوئی پوری ہوئی۔

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل فلا یجدون احدا اعلم من عالم المدینة رواہ الترمذی فی ابواب العلم باب ماجاء فی عالم المدینة۔

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب لوگ طلب علم کے لئے اونٹ

ہنکائیں گے لیکن مدینہ کے عالم سے زیادہ بڑا عالم وہ کسی کو نہ پائیں گے۔"

وفات:

امام مالک رحمہ اللہ آخر عمر میں اتنے ضعیف وناتواں ہوگئے تھے کہ مسجد نبوی کی حاضری جماعت میں شرکت اور غم وشادی کی تقریبات میں آنا جانا بند ہوگیا تھا۔ لوگ اعتراض کرتے تو فرماتے کہ "ہر شخص اپنا عذر نہیں بیان کرسکتا۔" معن بن عیسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ ہجری) جو امام رحمہ اللہ کے عزیز ترین شاگرد اور خادم تھے' امام صاحب رحمہ اللہ انہی کے سہارے چلتے تھے لیکن اس ضعف وناتوانی کے عالم میں بھی درس وافتاء کی خدمت جاری تھی' یحییٰ بن یحییٰ اندلسی مصمودی امام اندلس رحمہ اللہ جب دوسری مرتبہ مصر سے لوٹ کر مدونہ کی سند لینے کے لئے آئے تو امام صاحب رحمہ اللہ بستر مرض الموت پر تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ اتوار کے روز بیمار ہوئے اور تقریباً تین ہفتہ بیمار رہے۔ مرض کی شدت میں کوئی تخفیف نہ ہوئی۔ لوگوں کو یقین ہوگیا کہ اب وقت آخر ہے' مدینہ کے تمام علماء وامراء آخری دیدار کے لئے جمع ہوگئے۔ یحییٰ اندلسی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے تو اپنی محرومی کا رونا تھا ہی' وہ لوگ بھی جو مدتوں امام صاحب رحمہ اللہ کی ملازمت کا شرف حاصل کرچکے تھے۔ وہ بھی روتے تھے۔ تلامذہ کے علاوہ حدیث وفقہ کے ایک سو ساٹھ علماء مؤدب اور آنسو بہاتی آنکھوں سے آپ کے آس پاس بیٹھے تھے۔

نبض کی حرکت آہستہ آہستہ کم ہورہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ قعنبی رحمہ اللہ جو امام صاحب رحمہ اللہ کے خاص الخاص میں سے تھے' وہ اس وقت حاضر ہوئے انہوں نے گریہ کا سبب دریافت کیا۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ "قعنبی! میں نہ روؤں تو کون روئے اے کاش! مجھ کو میرے ہر قیاسی فتویٰ کے بدلہ ایک کوڑا مارا جاتا اور میں فتویٰ نہ دیتا۔" گریہ جاری تھا اور اب متحرک تھے کہ روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

امام صاحب رحمہ اللہ صاحب بروایت صحیحہ ۹۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۱ ربیع الاول ۱۷۹ ہجری کو انتقال فرمایا۔ ۸۶ برس کی عمر پائی۔ ۱۱۷ ہجری میں مسند درس پر قدم رکھا اور ۶۲ برس تک علم ودین کی خدمت میں مصروف رہے۔

جنازہ میں ایک خلقت کا ہجوم تھا۔ والی مدینہ عبداللہ بن محمد ہاشمی خود پیادہ پا شریک اور نعش اٹھانے والوں میں داخل تھا بقیع الغرقد (جنت البقیع) جس کی کاک میں اسلام کے ارکان عظام واعلام کرام مدفون ہیں۔ امام مدینہ مالک رحمہ اللہ کا جسد مبارک بھی اسی خاک کو سپرد ہوا۔ ❶

دور دراز شہروں اور ممالک کے علماء کو جب امام مالک رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو ہر جگہ ماتم کیا گیا۔ کوفہ میں سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کو جب معلوم ہوا تو ان پر سکوت طاری ہوگیا اور جب بولے تو یہ بولے کہ "روئے زمین پر مالک رحمہ اللہ نے اپنی مثال نہیں چھوڑی۔"

حماد بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا: "اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے' مذہب میں ان کا بڑا مقام تھا۔"

امام صاحب رحمہ اللہ کی تاریخ پیدائش ووفات پر ایک بزرگ نے یہ قطعہ کہا ہے۔

فخر الائمة مالك   نعم الامام لسالك

"مالک اماموں کے فخر ہیں۔ پیرو کے لئے بہترین پیشوا ہیں۔"

❶ ان بیانات کے لئے ملاحظہ ہو ابن خلکان ج ۲ ص ۲۰۱' تزیین الممالک ص ۴۱۔

مــولــده نـجـم هــدى وفــاتـــه فــاز مــالك

''ان کی تاریخ پیدائش ہدایت کا ستارہ ہے۔اوران کی تاریخ وفات یہ ہے کہ مالک کامیاب ہے۔'' ❶

سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ

۱۵۰ھ

نام ونسب وولادت:

نام محمد' کنیت ابوعبداللہ' ناصر الحدیث لقب ہے اور شافعی ان کے جداعلیٰ شافع بن سائب کی طرف نسبت ہے۔

سلسلہ نسب اس طرح ہے۔محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان ❷ بن شافع بن السایٔب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن المطلب بن عبد مناف ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ سلسلہ نسب عبد مناف میں جا کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔اور نسب کے لحاظ سے جو بڑی سے بڑی بزرگی اور شرافت حاصل ہوسکتی تھی وہ امام صاحب رحمہ اللہ کو بوجہ قریشی ہونے کے پورے طور پر حاصل تھی۔آپ کی والدہ قبیلہ ازد سے تھیں جو یمن میں ایک نہایت معزز قبیلہ ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ کی والدہ نہایت فہیم اور ذکی الطبع تھیں۔ان کی ذکاوت طبع اور خوبی فہم کی متعدد مثالیں مشہور ہیں۔امام شافعی رحمہ اللہ اپنے باپ کے انتقال سے چند روز بعد ۱۵۰ ہجری میں یعنی اسی سال جس میں امام ابوحنیفہ نے وفات پائی۔موضع غزہ مضافات عسقلان میں پیدا ہوئے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے والدِ ماجد ادریس اصل میں تبالہ کے باشندے تھے۔جو حجاز میں ایک چھوٹی سی بستی ہے مگر انہوں نے اپنی اوائل عمر میں ہی تبالہ چھوڑ کر مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی چونکہ مدینہ میں ان کی گذراوقات نہایت تنگی سے ہوتی تھی' اس لئے مجبوراً وہ مدینہ سے شام چلے گئے اور غزہ مضافات عسقلان میں سکونت اختیار کی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ❸

ایام طفولیت وتحصیل علم:

جب امام شافعی رحمہ اللہ کی عمر دو برس کی ہوئی اوران کی مدت رضاع (دودھ پینے کی مدت) ختم ہوگئی تو ان کی والدہ ان کو عسقلان سے حجاز لے گئیں اور اپنے قبیلہ ازد میں سکونت اختیار کی۔دس سال کی عمر تک امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ننہال میں نشو ونما پائی اور وہیں تحصیل علم شروع کی۔گو کسی تاریخ سے اس امر کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے کس عمر میں تحصیل علم شروع کی لیکن اتنا یقینی طور پر ثابت ہے کہ آپ نے سات برس کی عمر میں قرآن مجید اور دس برس کی عمر میں موطا امام مالک رحمہ اللہ کی کتاب کو حفظ کر لیا تھا۔

اقسام علوم امام شافعی رحمہ اللہ:

ویسے تو امام شافعی رحمہ اللہ نے بہت سے علوم میں اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل کیا تھا مگر علم قرأت' علم تفسیر' علم حدیث' علم فقہ' علم کلام'

❶ خلافت ابوالعباس سفاح تک زندہ رہے۔۱۲ ❷ انہوں نے صغرسنی میں نبی ﷺ کا جمال با کمال دیکھا ہے' ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔

❸ بنی ہاشم بردار تھے' بدر کی لڑائی میں مسلمانوں نے ان کو گرفتار کر لیا تھا مگر فدیہ دے کر چھوٹ گئے اور اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا۔۱۲

علم لغت، علم طب، علم تاریخ، علم انساب، علم مناظرہ، علم ادب، علم نحو، علم عروض، اور علم فراست میں تو انہوں نے خصوصیت کے ساتھ شہرت و ناموری حاصل کی تھی۔ قرأت قرآن میں جو خوبی اور کمال امام شافعی رحمہ اللہ نے پیدا کیا تھا، ایسا بہت کم لوگوں کو حاصل ہوا ہوگا۔ خاص فن قرأت کے علاوہ قدرت نے امام شافعی رحمہ اللہ کو ایسا مؤثر لہجہ اور دل کش آواز بخشی تھی کہ جب آپ قرآن مجید کی تلاوت شروع کرتے تو لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہو جاتی تھی، بعض کی توہچکی بندھ جاتی اور بہت سے لوگ تو بے خود ہو کر ان کے آگے گر پڑتے اور نوبت یہاں تک پہنچتی کہ لوگوں کی بے ہوشی اور کثرت بکا کے باعث آپ کو اپنی قرأت بند کرنا پڑتی۔

غرض امام شافعی رحمہ اللہ کے فضائل و کمالات اس قدر ہیں یہاں ان کا بیان ناممکن ہے۔ مزید تفصیل کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمایئے۔ سیرت امام شافعی از امام رازی، توالی التاسیس از امام ابن حجر، اتحاف النبلاء از نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم، سیرۃ امام شافعی اردو از مولانا نجم الدین صاحب مرحوم سیوہاروی، تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی، صفۃ الصفوۃ از امام ابن جوزی اور تہذیب التہذیب وغیرہ۔

وفات:

امام صاحب رحمہ اللہ کی موت کا سبب عام طور پر اس طرح مشہور ہے کہ ان کے اور فتیان بن ابی السمح مالکی مصری کے درمیان کسی مسئلہ میں مناظرہ ہوا۔ اس میں فتیان سے کچھ زیادتی ہوئی اور جھگڑے نے طول کھینچا۔ بالآخر مقدمہ امیر مصر کی عدالت میں گیا۔ جہاں سے فتیان سزایاب ہوا۔ اس لئے اس کو امام صاحب سے عداوت ہوگئی اور اس نے ایک رات موقع پر کر امام صاحب کے سر پر ایسا پتھر مارا جس سے آپ کے سر پر ضرب شدید پہنچی اور یہی ضرب آخر کار ان کی موت کا سبب ثابت ہوئی۔

ازواج واولاد:

امام شافعی رحمہ اللہ کی ازواج واولاد کے متعلق صرف اسی قدر معلوم ہوا ہے کہ ان کی بیوی کا نام حمدہ تھا اور وہ نہایت نیک بخت اور صالحہ بی بی تھیں۔ ان کا سلسلہ نسب سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ نسب یہ ہے حمدہ بنت نافع بن عیینہ بن عمر بن عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ)۔ اس سے امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ بڑے لڑکے کا نام ابو عثمان محمد تھا جو عرصہ تک حلب میں قاضی رہا۔ (رحمہ اللہ) چھوٹے لڑکے کا نام ابوالحسن محمد تھا، جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ لڑکیوں کا نام فاطمہ اور زینب تھا۔ اس کے علاوہ امام شافعی رحمہ اللہ کی اولاد کا مزید کوئی حال معلوم نہیں ہو سکا۔ واللہ اعلم

شیخ الاسلام امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

ربیع الاول ۱۶۴ھ.........۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ

نام احمد، کنیت ابوعبداللہ، شیخ الاسلام اور امام السنہ القاب، شیبانی، ذہلی، بصری اور بغدادی یہ تمام آپ کی نسبتیں ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس بن عوف بن قاسط بن مازن بن شیبان۔

ولادت:

امام احمد رحمہ اللہ ۱۶۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ بعض مؤرخین نے تصریح کی ہے کہ ربیع الاول کا مہینہ تھا۔

وفات:

امام احمد رحمہ اللہ کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ ہجری ہے' اس وقت ستتر (۷۷) سال کی تھی' ابن خلکان رحمہ اللہ نے ۱۷ ربیع الاول اور بعض مؤرخین نے رجب اور ربیع الآخر کا مہینہ بھی لکھا ہے۔ وفات کی خبر مشہور ہوتے ہی صف ماتم بچھ گئی۔ گلیوں اور سڑکوں پر صرف آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے جو درد وغم کی تصویر بنے ہوئے تھے۔ جنازہ پر تقریباً آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتیں تھیں' اور اس دن بیس ہزار یہود اور نصاریٰ مسلمان ہوئے تھے۔

امام احمد رحمہ اللہ حدیث فقہ' زہد اور ورع میں لوگوں کے امام اور مقتدا تھے۔ ان کی جلالت شان کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ سیدنا امام بخاری' امام مسلم' امام ابوزرعہ اور امام ابوداؤد سجستانی وغیرہم جیسے بلند پایہ محدثین رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں' آپ کی کتاب جس کا نام مسند احمد ہے۔ اور یہ کتاب محدثین کے درمیان مشہور ہے۔ اس میں ۳۰ ہزار سے زیادہ احادیث ہیں۔

امام ابوالحسن علی دارقطنی رحمہ اللہ

۳۰۶ھ ۳۸۵ھ

نام علی اور کنیت ابوالحسن ہے۔ بغداد کے ایک بڑے محلّہ دارِقطن کی طرف منسوب ہونے کی ہے۔ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن لقمان بن دینار بن عبداللہ۔

تحصیل علم واساتذہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے وقت کے بڑے بڑے علماء حدیث سے' حدیث کی سماعت کی ہے۔ مثلاً ابوالقاسم بغوی' ابوبکر بن ابی داؤد بن صاعد' حسین بن محاملی وغیرہم (رحمہم اللہ) اور بغداد کے علاوہ آپ نے کوفہ' بصرہ' شام' واسط' مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی طرف حصول علم کے لئے سیر وسیاحت کی۔

تلامذہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مشہور تلامذہ میں سے بلند پایہ محدثین جیسے امام عبدالغنی منذری صاحب ترغیب وترہیب' امام رازی صاحب فوائد مشہورہ' ابونعیم اصفہانی مصنف حلیۃ الاولیاء وغیرہم رحمہم اللہ سرفہرست ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ علم حدیث کے علاوہ علم نحو وفن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ فن معرفت' علل حدیث واسماء الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت کے یگانہ روزگار تھے۔ نیز مذاہب فقہاء سے بھی آپ پوری خبر رکھتے تھے۔

آپ علم ادب وشعر سے بھی خوب دلچسپی رکھتے تھے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ آپ کو بہت سے شعراء کے دیوان از بریاد تھے۔

قوت حافظہ:

امام علی دارقطنی رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے عقل وفہم کے ساتھ ساتھ نعمت حافظہ سے بھی مالا مال کیا ہوا تھا۔ آپ کی جوانی کے دنوں میں امام اسماعیل صفار رحمہ اللہ کے ہاں نشست رہا کرتی تھی۔ ایک دفن صفار نے احادیث املاء کرائیں اور جب ایک جزو کے قریب املاء کروا چکے تو صفار نے کہا تمہارا سماع صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ تم لکھنے میں ایسے مشغول رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا کیا آپ کو یاد ہے کہ اس وقت تک مجھے کتنی احادیث املاء کرائی ہیں۔ صفار نے کہا مجھے تو یاد نہیں۔ امام رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ اس وقت تک آپ نے اٹھارہ احادیث لکھوائی ہیں۔ اول حدیث فلاں از فلاں تا آخر سند' علی ہذا القیاس دوسری حدیث از فلاں از فلاں الخ غرض آپ نے تمام احادیث اور اسناد کے راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث انہیں زبانی پڑھ کر سنا دیں تو تمام اہل مجلس ان کی قوت حافظہ پر حیران اور ششدر ہو کر رہ گئے۔

وفات:

امام دارقطنی رحمہ اللہ ذوالقعدہ کی آٹھویں تاریخ ۳۸۵ ہجری میں جمعرات کے روز فوت ہوئے۔ حافظ ابونصر بن ماکولا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں فرشتوں سے دارقطنی رحمہ اللہ کا حال پوچھا کہ آخرت میں دارقطنی رحمہ اللہ کے ساتھ کیا معاملہ گذرا تو فرشتوں نے کہا کہ وہ جنت میں ہے اور ان کا لقب وہاں امام ہے۔ (رحمہ اللہ)

امام احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ

شعبان ۳۸۴ھ .... جمادی الاولیٰ ۴۵۸ھ

نام اور نسب:

امام بیہقی کا نام احمد بن حسین' کنیت ابوبکر آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے۔ احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ' بیہقی کی نسبت بیہق کی طرف ہے۔ بیہق چند بستیوں کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ ان میں سب سے بڑی بستی خسروجرد ❶ ہے۔

امام موصوف ماہ شعبان ۳۸۴ ہجری میں پیدا ہوئے۔ امام حاکم' ابوطاہر' ابن فورک متکلم اصولی' ابوعلی رودباری صوفی اور عبدالرحمٰن سلمی صوفی سے تحصیل علم کی ہے۔

آپ نے بغداد' خراسان' کوفہ' حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں طلب علم کے لئے سیر وسیاحت کی۔

وفات:

۱۰ (دس) جمادی الاولیٰ ۴۵۸ ہجری کو شہر نیشاپور میں امام بیہقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا' آپ کو تابوت میں رکھ کر بیہق لایا گیا اور بستی خسروجرد میں دفن کیا گیا۔

کبھی کبھار شعر واشعار کی طرف بھی آپ کی طبع میلان ہو جایا کرتا تھا۔ چنانچہ یہ بیت بھی آپ ہی کے ہیں۔

❶ جر بکسر الجیم۔۱۲

من اعتز بالمولیٰ فذاك جليل ومن رام عزا عن سواه ذليل

''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے عزت دی تو وہی دراصل بزرگ ہے' اور جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہوا تو وہ ذلیل ہے۔''

ولو ان نفسي مذبرأها مليكها مضىٰ عمرها في سجدة لقليل

''میرے نفس کی جب سے اس کو اس کے مالک نے پیدا کیا ہے' اگر تمام عمر عبادت میں گذر جائے تو نہایت قلیل ہے۔''

احب مناجاة الحبيب باوجه ولكن لسان المذنبين كليل

''میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریق سے پسند کرتا ہوں' لیکن گنہگاروں کی زبان گونگی ہے۔''

امام بیہقی رحمہ اللہ بہت بڑے کثیر التصانیف تھے۔مشہور ہے کہ آپ کی تصانیف سات ہزار جزء تک پہنچ گئی ہیں۔واللہ اعلم

امام ابوالحسن رزین بن معاویہ رحمہ اللہ

نام رزین' کنیت ابوالحسن' باپ کا نام معاویہ ہے اور عبدری' قبیلہ عبدالدار کی طرف نسبت ہے جو قریش کا ایک مشہور قبیلہ ہے۔۵۲۰ ہجری میں وفات پائی۔

امام ابومحمد حسین بغوی رحمہ اللہ

نام ونسبت: نام حسین' کنیت ابومحمد' لقب محی السنہ' رکن الدین' الفراء یا ابن الفراء عرف تھا۔سلسلہ نسب اس طرح ہے۔حسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی۔

۴۳۶ ہجری میں بغا کے اندر جو ہرات اور مرو کے درمیان خراسان کی ایک بستی ہے پیدا ہوئے۔آپ نے ارباب کمال سے علوم دینیہ کی تحصیل کی۔حدیث' فقہ اور تفسیر میں کمال حاصل کیا' پھر درس وتدریس نیز تصنیف وتالیف کا شغل اختیار کیا۔آپ کا شمار حفاظ حدیث میں ہوتا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ میں موصوف رحمہ اللہ کو ان الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا ہے۔

''بغوی کی نیک نیت کی بناء پر ان کی تصانیف میں بڑی برکت ہوئی' کیونکہ آپ علماء ربانیین میں سے تھے' بڑے صابر' شاکر' عابد اور زاہد تھے' ایک ٹکڑا روٹی کا کھاتے تھے اور جب لوگوں نے بہت کچھ کہا سنا تو اس ٹکڑے کو زیتون کے تیل سے کھانا شروع کر دیا تھا۔آپ کے والد پوستین بناتے اور انہیں فروخت کیا کرتے تھے۔

غالباً امام بغوی اسی (۸۰) سال کی عمر کو پہنچے تھے لوگ آپ کو رکن الدین کے لقب سے یاد کرتے تھے' آپ کا آخری شاگرد جس کو آپ سے روایت کی اجازت ملی ہے وہ ابوالمکارم فضل اللہ بن محمد توقانی رحمہ اللہ تھا جو چھٹی صدی ہجری تک طالقان میں زندہ رہا تھا۔اس سے ہمارے شیخ فخر الدین علی مقدسی رحمہ اللہ کو اجازت حاصل تھی۔

وفات:

امام بغوی رحمہ اللہ نے شوال ۵۱۶ ہجری میں مرو الروذ میں وفات پائی اور اپنے شیخ قاضی حسین کے پاس طالقان میں دفن ہوئے۔

امام ابوعبداللہ محمد تبریزی، صاحب مشکوٰۃ

نام محمد، کنیت ابوعبداللہ، ولی الدین لقب تھا اور خطیب تبریزی سے شہرت ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی ہے۔ آپ تبریز میں پیدا ہوئے، آپ نے وقت کے نامور علماء سے علوم کی تحصیل کی اور پھر علم کی خدمت کی۔ آپ علم کے ساتھ ساتھ عمل اور اخلاص کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ ان کے علم و معرفت کا صحیح اندازہ ان الفاظ سے ہو سکتا ہے جو علماء نے آپ کے متعلق لکھے ہیں۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر "بقیۃ الاولیاء، قطب الصلحاء" کے الفاظ سے کیا ہے۔ امام ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی مرقاۃ المفاتیح میں بہت عمدہ الفاظ سے ان کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

امام تبریزی رحمہ اللہ کی تاریخ وفات کا صحیح علم نہیں، لیکن اتنی بات یقینی ہے کہ ۷۳۷ ہجری کے بعد آپ کا انتقال ہوا ہے کیونکہ مشکوٰۃ کی تکمیل اسی سال ہوئی تھی۔ آپ کی تالیفات میں مشکوٰۃ المصابیح اور الاکمال فی اسماء الرجال بہت مشہور ہیں اور برصغیر کے تمام مدارس میں پڑھائی جاتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصطلاحات المحدثین

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سلطان محمود محدث رحمہ اللہ جلال پور پیر والہ۔

الحدیث والخبر والاثر والسنۃ محدثین کی اصطلاح میں:

الحدیث: جو چیز نبی ﷺ سے منقول ہو۔

الخبر: جمہور محدثین کے نزدیک حدیث کا ہم معنی ہے بعض کے نزدیک وہ تاریخی واقعات جو نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور سے منقول ہوں بعض کے نزدیک حدیث نبوی اور تاریخی واقعات دونوں پر بولا جاتا ہے۔

الاثر: وہ چیز جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمہم اللہ سے منقول ہو وہ حدیث کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

السنۃ: کبھی حدیث کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور کبھی طریقہ مسلوکہ فی الدین کے معنی میں۔

السند والاسناد والمتن:

السند: حدیث تک پہنچنے کا طریق۔

الاسناد: سند بیان کرنا، کبھی سند کو بھی اسناد کہہ دیتے ہیں۔

المتن: کلام کا وہ حصہ جو اسناد کے ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔

احادیث کی اقسام قلت وکثرت طرق کے اعتبار سے:

المتواتر: جس حدیث کے بیان کرنے والے ایسی بڑی جماعت ہو جس کا جھوٹ پر اتفاق کر لینا یا اتفاقی طور پر جھوٹ پر مجتمع (اکٹھا) ہو جانا عادتاً محال ہو اور یہی کثرت ابتدا سے انتہاء تک جمیع (تمام) طبقات میں موجود ہو یعنی کسی جگہ کمی واقع نہ ہو اور اس خبر کا تعلق مشاہدہ (دیکھنے) یا سماع (سننے) سے ہو اور یہ خبر مفید علم بھی ہو۔

المشہور: جس حدیث کی سندیں دو سے زائد ہوں لیکن تواتر کی شرائط اس میں جمع نہ ہو سکیں۔

المستفیض: فقہاء کی اصطلاح میں مشہور کو کہتے ہیں، بعض کے نزدیک وہ حدیث ہے جس کے رواۃ کی تعداد ابتداء سے انتہاء تک ہر طبقہ میں برابر ہو۔

العزیز: جس حدیث کے رواۃ تمام طبقات میں دو دو ہوں یا کسی ایک طبقہ میں دو رہ جائیں، خواہ باقی طبقات میں دو سے زائد ہوں یعنی کسی طبقہ میں دو سے کم نہ ہوں۔

الغریب: جس حدیث کی سند کے کسی طبقہ میں صرف ایک راوی ہو۔ اس کی دو اقسام ہیں۔

(۱) **غریب مطلق**: جس کی اصل سند میں تفرد ہو اسے فرد مطلق بھی کہتے ہیں۔

(۲) **غریب نسبی**: جس کی اصل سند میں تو تفرد نہ ہو لیکن کسی ایک راوی کی نسبت تفرد ہو۔

حدیث کی اقسام منسوب الیہ کے اعتبار سے:

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

(۱) **قولی**: جو رسول اللہ ﷺ کا قول ہو۔

فعلی: جو رسول اللہ ﷺ کا فعل ہو۔

تقریری: وہ قول جو آپ ﷺ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آپ ﷺ سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔ پھر ان تینوں میں سے ہر ایک کی دو اقسام ہیں: صریح، حکمی۔

قولی صریح: جس کے بیان کرنے میں یہ کہا جائے کہ نبی ﷺ نے اس طرح فرمایا۔

قولی حکمی: کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسا قول جو استنباط اور قیاس کی بنا پر نہ کہا جا سکے اور اہل کتاب سے ماخوذ ہونے کا متحمل بھی نہ ہو جیسا کہ تقدیرات شرعیہ۔

فعلی صریح: جس میں نبی ﷺ کا فعل نقل کیا گیا ہو۔

فعلی حکمی: کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسا عمل جو قیاس اور اجتہاد کی بنا پر نہ کیا جا سکتا ہو۔

تقریری صریح: جس میں بیان کیا گیا ہو کہ یہ بات نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں کہی گئی یا یہ کام آپ ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا اور آپ ﷺ سے اس پر انکار بھی منقول نہ ہو۔

تقریری حکمی: کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا قول کہ ہم نبی ﷺ کے دور میں ایسا کرتے تھے یا ایسا کہا کرتے تھے اور نبی ﷺ سے اس کا خلاف بھی منقول نہ ہو۔

الموقوف: جو اثر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہو اور صحابی وہ شخص ہے جس نے بحالت اسلام رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر وفات پائی ہو۔ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم ائمہ سنت رحمہم اللہ کے نزدیک صاحب عدالت ہیں۔

المقطوع: جو اثر تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب ہو اور تابعی وہ شخص ہے جس نے بحالت اسلام کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور (وہ شخص) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا متبع بالاحسان ہو اور اسلام پر ہی وفات پائے اور اسی طرح تبع تابعی وہ شخص ہے جس نے بحالت اسلام کسی تابعی سے ملاقات کی ہو اور انہی کے طریقہ مسلوکہ کا متبع ہو اور اسلام پر ہی وفات پائی ہو۔

المسند: جس مرفوع حدیث کی سند ظاہراً متصل ہو، بعض محدثین مطلق مرفوع کو بھی کہتے ہیں اور بعض محدثین صرف متصل کو کہتے ہیں، خواہ مرفوع ہو یا مقطوع اور (خواہ) موقوف (ہو)۔

حدیث کی تقسیم مقبول اور غیر مقبول یا المردود کے اعتبار سے:

المقبول: جس حدیث پر آئمہ سنت کے نزدیک عمل واجب ہو۔

غیر مقبول یا المردود: جس حدیث کے بیان کرنے والے کا صدق راجح نہ ہو۔

مقبول کی اقسام:

المقبول کی چار اقسام ہیں۔ الصحیح لذاتہ، الحسن لذاتہ، الصحیح لغیرہ، الحسن لغیرہ۔

الصحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام رواۃ صاحب عدالت اور تام الضبط ہوں۔ (اس حدیث کی) سند متصل ہو، معلول اور شاذ بھی نہ ہو۔

الصحیح لذاتہ کی ضمنی ابحاث اور اس کی متفرق اصطلاحات:

العدالة: وہ ملکہ جو انسان کو تقویٰ (محارم سے اجتناب) اور مروت (رذائل سے اجتناب) کی ملازمت کا شوق دلائے۔

الضبط: دو قسم پر ہے۔

ضبط الکتاب: کتاب سے احادیث بیان کرے تو کتاب لکھنے اور شیخ کے اصل سے مقابلہ اور تصحیح کر لینے کے بعد اپنے پاس محفوظ رکھے اور اسے ہر قسم کے تغیر سے بچائے (رکھے)۔

ضبط الصدر: جو کچھ سنے اسے سینہ میں محفوظ رکھے اور ہر وقت اس کے استحضار پر قادر ہو۔

مراتب الصحیح: کتب احادیث کے لحاظ سے صحیح کے سات مراتب ہیں۔

① **متفق علیہ:** وہ حدیث جسے امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ دونوں نے اپنی اپنی صحیح میں درج کیا ہو۔ (خواہ) دوسرے محدثین اس حدیث کی روایت میں ان کے شریک ہوں یا نہ (ہوں)۔

② **افراد بخاری:** وہ احادیث جنہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہو اور امام مسلم رحمہ اللہ ان کی روایت میں امام بخاری رحمہ اللہ کے شریک نہ ہوں۔

③ **افراد مسلم:** وہ احادیث جنہیں امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہو اور امام بخاری رحمہ اللہ ان کی روایت میں امام مسلم رحمہ اللہ کے شریک نہ ہوں۔

(۴) وہ احادیث جو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ کی متفقہ شروط سے متصف ہوں۔

(۵) وہ احادیث جن میں امام بخاری رحمہ اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔

(۶) وہ احادیث جن میں امام مسلم رحمہ اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔

(۷) وہ احادیث جن میں دوسرے محدثین رحمہم اللہ کی شروط صحت پائی جائیں۔

نوٹ: کسی امام کی شروط صحت سے مراد یہ ہے کہ اس حدیث کی سند کے رواۃ وہی ہوں جن سے اس نے اپنی کتاب میں بطور احتجاج روایات اخذ کی ہوں اور ساتھ ہی جس قدر دوسری شرائط صحت حدیث کے لئے ملحوظ رکھی ہوں وہ بھی اس حدیث میں پائی جائیں۔

اصح الاسانید: جس سند کو کسی ایک محدث نے یا کئی محدثین نے تمام اسانید کی نسبت زیادہ صحیح کہا ہو جیسا کہ **مالک عن ابن شھاب عن سالم عن ابن عمر** جمہور محدثین کے نزدیک کسی ایک سند کے متعلق ایسا حکم لگانا مناسب نہیں ہے، البتہ جن اسانید کے متعلق ایسا کہا گیا ہے، (تو) وہ مجموعی طور پر دوسری اسانید سے اصح سمجھی جائیں گی۔

المحتف بالقرائن: جس حدیث میں صحت سند کے ساتھ مزید خارجی قرائن پائے جائیں جو اس حدیث کی صحت پر مزید اطمینان کا باعث ہوں، جیسے حدیث مسلسل بالائمہ یا منقول باصح الاسانید جب کہ اسے تعدد طرق حاصل ہو۔

الحسن لذاتہ: جس حدیث میں صحیح کی تمام شرائط موجود ہوں صرف اس کے راوی کا ضبط خفیف ہو۔

الصحیح لغیرہ: وہ حسن لذاتہ حدیث جسے کثرت طرق حاصل ہو۔

الحسن لغیرہ: جو حدیث' صفاتِ ردّ و قبول کے متعارض ہونے کے باعث واجب التوقف تھی' لیکن کسی خاص قسم کے خارجی قرینہ نے اس کی جانب قبول کو ترجیح دے دی۔

غیر مقبول یا مردود کی اقسام:

حدیث کے غیر مقبول یا مردود ہونے کا سبب یا احادیث کا آپس میں تعارض ہوگا یا نقل کی خرابی۔

التعارض: دو احادیث کا مفہوم کے اعتبار سے ایک دوسرے کے منافی ہونا اور ان کی آپس کی منافات کے رفع کے لئے کوئی وجہ نہ مل سکنا۔

ایسی دو احادیث کے متعلق محدثین کا طرز عمل جو سرسری نظر میں متعارض معلوم ہوں:

جمع بین الاحادیث: ان دونوں احادیث سے ایسا مفہوم مراد لینا جس سے وہ ایک دوسرے کے مخالف نہ رہیں۔ اس صورت میں دونوں احادیث کو مختلف الحدیث کہتے ہیں۔

النسخ: نص نبوی یا تصریح صحابی یا تاریخ کے ذریعہ معلوم کرنا کہ ان میں سے کونسی حدیث پہلے کی ہے اور کون سی بعد کی۔ متقدم کو منسوخ اور متاخر کو ناسخ کہتے ہیں۔

الترجیح: وجوہات ترجیحات کے ذریعہ راجح اور مرجوع معلوم کرنا۔

ان تینوں صورتوں میں سے کوئی بھی ممکن نہ رہے تو پھر تعارض ہوگا اور اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک حقیقت حال منکشف نہ ہو جائے (اس پر) عمل سے توقف کریں گے۔

المحکم: جس حدیث کے معارض کوئی دوسری حدیث نہ ہو' یعنی تعارض کا مقابل نوع۔

نقل کی خرابی: اگر عدم قبول کا سبب نقل کی خرابی ہو تو اسے ''الضعیف'' کہتے ہیں۔

الضعیف: جس حدیث میں نہ تو صحیح کے شرائط جمع ہو سکیں اور نہ ہی حسن کے' حدیث اگر عدم اتصال سند کے باعث ضعیف ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں۔ ظاہری انقطاع' مخفی انقطاع۔

ضعیف کی اقسام ظاہری انقطاع کی رو سے:

المعلق: جس حدیث میں انقطاع شروع سند میں ہو اور مؤلف کے تصرف کی بنا پر ہو' خواہ جملہ رواۃ محذوف ہوں یا بعض رواۃ۔

المرسل: جس حدیث میں انقطاع سند کے آخر میں ہو۔

المعضل: جس حدیث کی سند کے وسط میں دو یا دو سے زیادہ راوی ایک ہی جگہ سے محذوف ہوں۔

المنقطع: جس حدیث کی سند میں ایک راوی محذوف ہو یا ایک سے زیادہ راوی محذوف ہوں لیکن مختلف مقامات سے بعض اوقات مرسل اور معضل کو بھی منقطع کہہ دیتے ہیں اور کبھی منقطع کو بھی مرسل کہہ دیا جاتا ہے۔

ضعیف کی اقسام مخفی انقطاع کی رو سے:

المدلّس: جس حدیث کا راوی مدلّس ہو۔

التدلیس: کسی راوی کا اپنے کسی ایسے معاصر سے روایت کرنا جس سے اس کا لقاء (ملنا) یا سماع (سننا) معروف ہو لیکن روایت مذکورہ اس سے نہ سن سکا اور روایت بھی ایسے الفاظ سے کرے جو موہم سماع ہو' جیسے عن' قال' ذکر وغیرہ اور ایسے راوی کو مدلّس کہتے ہیں۔ تدلیس کی دو اقسام ہیں۔

عام تدلیس: راوی کا اپنے شیخ کے معاملہ میں یہ طریق اختیار کرنا' ایسے راوی کا اپنے شیخ سے عنعنہ مقبول نہیں ہے۔

تدلیس التسویہ: راوی کا صرف اپنے شیخ ہی کے بارہ میں تدلیس نہ کرنا بلکہ سند کے کسی بھی حصہ میں دو راویوں کے درمیان تدلیس کر دینا (تو) ایسے راوی کی بیان کردہ سند کے کسی بھی حصہ کا عنعنہ مقبول نہیں ہے۔

المرسل الخفی: جس حدیث کا راوی اپنے کسی ایسے معاصر سے روایت کرے جس سے اس کا لقاء یا عدم لقاء دونوں معلوم نہ ہوں۔ مذکورہ بالا اقسام اس وقت تک غیر مقبول میں شامل ہیں' جب تک کہ انقطاع یا شبہ انقطاع باقی ہے۔ بصورت ثبوت اتصال مقبول ہوں گی۔

ضعیف کی اقسام نقصان عدالت کی رو سے:

الموضوع: جس حدیث کا راوی کذاب ہو اور کذاب اس راوی کو کہتے ہیں جس سے حدیث نبوی میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو۔

المتروک: جس حدیث کا راوی متہم بالکذب ہو اور متہم بالکذب اسے کہتے ہیں جس سے حدیث نبوی میں تو جھوٹ بولنا ثابت نہ ہو لیکن عام گفتگو میں جھوٹ بولنا ثابت ہو چکا ہو یا ایسی حدیث کو وہی اکیلا بیان کرے جو اصول دین کے خلاف ہو۔

ضعیف کی اقسام عدم ضبط یا اوہام یا مخالفت رواۃ کی رو سے:

الشاذ: جس حدیث کا راوی خود تو ثقہ ہے لیکن کسی روایت میں اپنے سے اوثق یا اکثر رواۃ کی اس طرح مخالفت کرتا ہے کہ ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو' تو ایسے راوی کے مخالف کی روایت کو "المحفوظ" کہتے ہیں اور اس کی مخالفت کو "مخالفة الثقات" کہتے ہیں۔

المنکر: جس حدیث کا راوی ضعیف ہو اور ثقات کے خلاف روایت کرے' ایسے راوی کے مقابل کی روایت کو المعروف کہتے ہیں اور کبھی فاحش الغلط اور کثیر الغفلت راوی کی روایت کو بھی منکر کہہ دیتے ہیں۔

المعلول: جس حدیث کی سند ظاہراً صحیح اور متصل معلوم ہو لیکن اس میں کچھ مخفی امور اوہام واختلاف رواۃ قسم کے آجائیں جن کی بناپر حدیث صحیح نہ رہے ایسے امور میں محدثین میں سے ماہر فن ہی گفتگو کر سکتے ہیں جیسے امام بخاری' امام مسلم' امام ابو حاتم' امام ابوداؤد' امام احمد وغیرہم رحمہم اللہ۔

علل خفیہ: وہ امور خفیہ جو حدیث کے ضعف کا سبب بنیں۔

المدرج: وہ لفظ جو ظاہراً حدیث مرفوع کا حصہ معلوم ہو اور درحقیقت کلام نبوت سے نہ ہو۔

المضطرب: جس حدیث کے رواۃ اس کی اسناد یا سیاق متن میں ایک دوسرے کی مخالفت کریں اور وہ طرق مختلفہ صحت میں بھی برابر

ہوں اوران کے درمیان جمع بھی ممکن نہ ہو تو پہلی کو مضطرب السند اور دوسری کو مضطرب المتن کہتے ہیں۔

المقلوب: جس حدیث کی تمام سند کسی دوسری حدیث کی سند سے یا مکمل متن کسی دوسری حدیث کے متن سے یا کوئی ایک لفظ خواہ سند کا ہو یا متن کا کسی دوسرے لفظ سے بدل جائے۔

المصحف: جس حدیث کا کوئی لفظ خواہ متن کا ہو یا سند کا کسی ایسے لفظ سے بدل جائے جو صورت خطی میں تو پہلے لفظ سے ملتا جلتا ہو لیکن تلفظ میں اس سے مختلف ہو جیسے شریح، سریج۔

المحرف: جس حدیث کا کوئی لفظ کسی ایسے لفظ سے بدل جائے جس کی عام طور پر شکل وصورت پہلے لفظ سے ملتی جلتی ہو لیکن ایک یا دو حروف کا اختلاف ہو جیسے حفص جعف اور جعفر، سعید اور شعبہ۔

اسباب الطعن:

وہ اسباب جن کی بنا پر کسی راوی کی حدیث ضعیف بن جاتی ہے وہ دس ہیں۔

الکذب تہمۃ الکذب، فحش الغلط، شدۃ الغفلۃ، الفسق، الوہم، مخالفۃ الثقات، الجہالۃ، البدعۃ، سوء الحفظ۔

الکذب: اس کی تعریف موضوع کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

تھمة الكذب: اس کی تعریف متروک کے ضمن میں گذر چکی ہے۔

فحش الغلط: راوی کی غلطیوں کا اصابت سے زیادہ ہونا۔

شدة الغفلة: روایت کے سننے اور سنانے میں غفلت سے کام لینا۔

الفسق: فسق خواہ قولی ہو یا فعلی۔

الوھم: روایت بیان کرتے وقت اوہام میں مبتلا ہونا۔

مخالفة الثقات: جب کسی حدیث کے بیان کرنے میں ثقات کا شریک ہو تو عام طور پر ان کا موافق نہ رہ سکے۔

الجھالة: کسی راوی کی ذات یا اس کے حالات متعلقہ جرح وتعدیل کا معلوم نہ ہونا۔ صاحب جہالۃ کی تین اقسام ہیں۔

المبھم: جس راوی کا نام ونسب ذکر نہ کیا گیا ہو جیسے اخبرنی الثقة۔

مجھول العین: جس سے روایت لینے والا صرف ایک ہی شخص ہو۔

مجھول الحال: جس سے روایت لینے والے تو کئی ہوں مگر اس کے بارہ میں جرح وتعدیل معلوم نہ ہو اسے مستور بھی کہتے ہیں۔

البدعة: روای کا اس چیز کے خلاف اعتقاد رکھنا جو نبی اکرم ﷺ سے ثابت اور متوارث ہو اور یہ مخالفت بطریق عناد بھی نہ ہو، مبتدع راوی کی روایت جمہور محدثین حسب ذیل شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں (۱) مذکور راوی میں اس بدعت کے علاوہ اور کوئی صفت موجب رد نہ ہو (۲) بدعت کا داعی نہ ہو (۳) جس روایت کے بیان کرنے میں وہ متفرد ہے اس کے بدعی عقیدہ کی مؤید نہ ہو۔

سوء الحفظ: راوی کی قوت حافظہ کا خراب ہونا، اس کی دو اقسام ہیں۔

سوء الحفظ اصلی: جو فطری ہو تو ایسے راوی کی کوئی بھی روایت جس کے بیان کرنے میں وہ منفرد ہو مقبول نہیں۔

سوء الحفظ طاری: جو کسی حادثہ یا بڑھاپہ کے سبب سے عارض ہو اسے اختلاط کہتے ہیں اور ایسے راوی کو مختلط اور ایسے راوی

کی وہ روایت جو اختلاط کے بعد کی ہو وہ غیر مقبول ہے یا جس روایت کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکے کہ (وہ روایت) اختلاط سے پہلے کی ہے یا بعد کی۔

الجرح والتعدیل: الجرح: کسی راوی کی وہ کمزوریاں بیان کرنا جو اس کی روایت کے رد کا موجب ہو سکیں۔ جرح قبول کرنے کے لئے دو شرائط ہیں۔ (۱) جرح کرنے والا جرح کے اسباب کا عالم' دیانتدار اور منصف ہو۔ (۲) جرح مفسر ہو یعنی جرح کا سبب واضح کیا گیا ہو جیسے کاذب سئی الحفظ وغیرہ اور جس جرح میں سبب نہ بیان کیا جائے اسے جرح مبہم کہتے ہیں اگر یہ دونوں شرائط یا ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جائے تو وہ جرح مردود ہے مگر جس شخص کے بارہ میں کسی قسم کی تعدیل نہ مل سکے' تو اس کے حق میں ایسی جرح کے اہمال سے عمال بہتر ہے' ورنہ ایسا راوی ویسے ہی جہالت کی وجہ سے مردود الروایۃ ہے۔

التعدیل: کسی راوی کی وہ صفات بیان کرنا جن کی بنا پر اس کی روایت مقبول بن سکے' اسے التوثیق بھی کہتے ہیں۔ تعدیل کے قابل قبول ہونے کے لئے معدل کا اسباب' جرح و تعدیل کا عالم دیانتدار اور منصف ہونا شرط ہے۔

جب جرح مقبول اور تعدیل مقبول متعارض ہو جائیں تو اکثر ائمہ کے نزدیک جرح مقدم ہے۔

مراتب الجرح: شدت اور نرمی کے اعتبار سے جرح کے کئی مراتب ہیں' سب سے سخت جرح وہ ہے جو اسم تفضیل کے صیغہ یا ایسے لفظ سے آئے جو اسم تفضیل کا معنی ادا کر سکے' جیسے اکذب الناس الیہ المنتھی فی الوضع' ھو رکن الکذب وغیرہ پھر وہ جرح جو مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو جیسے دَجَّالٌ' وضّاعٌ' کذّابٌ وغیرہ اور سب سے کم درجہ کی جرح وہ ہے جو ایسے الفاظ سے ہو' جن سے معمولی کمزوری کا اظہار ہو جیسے لین سئی الحفظ فیہ ادنٰی مقالٌ اور ان مراتب کے درمیان کئی مراتب ہیں' جن کی تفصیل مطولات میں ہے۔

مراتب التعدیل: تعدیل کا سب سے اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو اسم تفضیل اور مبالغہ کے صیغوں کے ساتھ ہو جیسے او ثق الناس اثبت الناس' الیہ المنتھی فی التثبت وغیرہ پھر وہ جس میں صفات قبول کو مقرر کیا گیا ہو' جیسے ثقۃ ثقۃ۔ ثبت ثبت۔ ثقۃ حافظ وغیرہ اور سب سے کمزور تعدیل وہ ہے جو ادنیٰ مراتب جرح کے قریب ہو' جیسے شیخ' یروی حدیثہ یعتبر بہ وغیرہ اور اس میں بھی کئی درمیانی مراتب ہیں۔

التابع والشاھد والاعتبار: التابع: وہ راوی جو کسی راوی کے موافق روایت کرے جس کے متعلق تفرد کا گمان کیا گیا تھا۔ بشرطیکہ ان دونوں کی روایت ایک ہی صحابی سے ہو۔ اور اس موافقت کو مطابقت کہتے ہیں۔ متابعت کی دو اقسام ہیں۔

متابعت تامہ: موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ سے روایت کرے۔

متابعت قاصرہ: موافقت کرنے والا دوسرے راوی کے شیخ سے نہیں بلکہ اوپر کے کسی راوی سے روایت کرے۔

الشاھد: اگر کسی حدیث پر غرابت کا گمان کیا گیا ہو اور کسی دوسرے صحابی سے اس کے موافق روایت مل جائے تو اس دوسری روایت کو شاہد کہتے ہیں۔

بعض علماء' متابعت کا اطلاق موافقت لفظی پر کرتے ہیں' خواہ وہ دوسرے صحابی سے ہی کیوں نہ ہو اور شاہد کا اطلاق موافقت معنوی پر کرتے ہیں خواہ وہ ایک ہی صحابی سے کیوں نہ ہو۔

الاعتبار: کسی حدیث کے لئے کتب حدیث سے متابعت اور شاہد تلاش کرنا۔

العالی والنازل:

اگر حدیث کی دو سندوں میں سے ایک سند کے واسطے دوسری سند کی نسبت کم ہوں تو کم واسطوں والی سند کو العالی اور زیادہ واسطوں والی کو النازل کہتے ہیں۔

اگر یہ کمی بیشی نبی ﷺ کی نسبت سے ہو تو اسے علو ونزول مطلق کہتے ہیں اور اگر کسی صاحب تصنیف یا صاحب صفات علیہ امام کی نسبت سے ہو تو اسے علو ونزول نسبی کہتے ہیں۔

علو کی ضمنی اصطلاحات:

الموافقة: کسی مصنف کی روایت کو اس کے شیخ سے مصنف کے واسطہ سے نہیں بلکہ دوسرے طریق سے لینا۔

البدل: مصنف کی کسی روایت کو اس کے استاد کے شیخ سے لینا۔

المساواة: کسی مصنف کی بیان کردہ روایت کو دوسری ایسی سند سے روایت کرنا جس کے واسطوں کی گنتی مصنف کی سند کے برابر ہو۔

المصافحة: کسی مصنف کی بیان کردہ روایت کو دوسری سند سے بیان کرنا جن کے واسطوں کی گنتی مصنف کی سند کے برابر ہو۔

اقسام تحمل الحدیث:

السماع من لفظ شیخ: حدیث استاد کے مونہہ سے سننا۔

القراءة علی الشیخ: شاگرد کا استاد کے سامنے حدیث پڑھنا۔

الاجازة: شیخ کا اپنے شاگرد کو اپنی کل یا بعض مرویات روایت کرنے کی اجازت دینا۔

المکاتبة: شیخ کا اپنے شاگرد کی طرف حدیث لکھ کر بھیجنا۔

المناولة: شیخ کا اپنے شاگرد کو کتاب دینا۔

الوجادة: شیخ کے خط سے لکھی ہوئی حدیث دیکھنا۔

الاعلام: محدث کا کسی کو بتانا کہ فلاں کتاب یا فلاں روایت میری مرویات میں سے ہے۔

الوصیة بالکتاب: محدث کا بوقت موت یا سفر اپنی کتب کے متعلق کسی شخص کے لئے وصیت کر جانا۔

آخری چاروں صورتوں میں روایت کے لئے شرط اجازت ہے۔

الاجـــازة العامة: محدث کا مجازلہ کی تعیین کے بغیر حدیث کی اجازت دینا' مثلاً کہہ دے کہ میں نے ان تمام لوگوں کو روایت کی اجازت دی جو میری زندگی میں پیدا ہوئے یا میں نے فلاں ملک کے لوگوں کو روایت کی اجازت دی یا میں نے ان تمام لوگوں کو اجازت دی جو فلاں شخص کی نسل سے پیدا ہوں گے وغیرہ' جمہور محدثین اس کو توسیع غیر مرضی سمجھتے ہیں۔

صیغ الاداء:

حدیث روایت کرنے کے آٹھ مراتب ہیں۔

(۱) **سمعت** اور **حدثنی** (۲) **اخبرنی** اور **قراءت علیه** (۳) **قرئ علیه وانا اسمع** (۴) **انبانی** (۵) **ناولنی** (۶) **شافهنی یعنی بالاجازة** (۷) **کتب الی بالاجازة** (۸) **عن** اور ایسے تمام صیغے جو سماع اور عدم سماع دونوں کے محتمل ہیں۔

اصطلاحات متفرقہ:

من حدث ونسی: محدث کسی وقت ایک حدیث بیان کرتا ہے' پھر وہ روایت اور اس روایت کا بیان کرنا اس کے ذہن سے اس حد تک اتر جاتا ہے کہ جو لوگ اس سے سن چکے تھے ان کے یاد دلانے پر بھی وہ روایت اسے یاد نہیں آتی اور ایسے محدث سے وہی روایت کرنے والے اگر ثقات ہیں تو وہ روایت مقبول ہے۔

المزید فی متصل الاسانید: وہ راوی جو کسی سند میں دو راویوں کے درمیان بڑھا دیا جائے حالانکہ سند اس کے بغیر ہی متصل ہو۔

روایۃ الاقران: ایک راوی کا روایت کے متعلقہ امور (سن ملاقات مشائخ وغیرہ) میں اپنے برابر کے راوی سے روایت لینا۔

المدبج: مذکورہ بالا صورت میں دونوں راویوں کا ایک دوسرے سے روایت لینا۔

روایۃ الاکابر عن الاصاغر: بڑے طبقہ کے راوی کا چھوٹے طبقہ کے راوی سے روایت لینا۔ روایۃ الآباء عن الابناء' روایۃ الصحابہ عن التابعین' روایۃ الشیوخ عن التلامذہ' اسی باب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان صورتوں کا عکس یعنی روایۃ الاصاغر عن الاکابر اصل طریقہ مسلوکہ ہے۔

السابق واللاحق: وہ دو راوی جو ایک ہی شیخ سے روایت کریں لیکن ان دونوں کی موت کا درمیانی عرصہ خاصا لمبا ہو' بعض ایسے دو راویوں کی موت کا درمیانی وقفہ ایک سو پچاس سال تک پایا گیا ہے۔

المسلسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے تمام راوی صیغہ ادا میں یا کسی دوسری ایسی کیفیت میں جو روایت سے تعلق رکھتی ہو متفق ہوں۔

المتفق والمفترق: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اپنے اسماء بھی متفق ہوں اور ان کے آباء یا آباء کے ساتھ اجداد کے اسماء بھی متفق ہوں۔

المؤتلف والمختلف: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء صورت خطی میں تو ایک جیسے ہوں لیکن تلفظ میں مختلف ہوں۔

المتشابہ: وہ ایک سے زائد راوی جن کے اسماء متفق ہوں' لیکن ان کے آباء کے نام لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں یا ان کے آباء کے اسماء تو متفق ہوں لیکن ان کے اپنے اسماء لکھنے میں متفق اور تلفظ میں مختلف ہوں یا ان کے اپنے اور ان کے اباء کے اسماء متفق ہوں لیکن ان کی نسبتوں میں اتفاق خطی اور اختلاف لفظی ہو۔

الروایۃ بالمعنی: کسی حدیث کے مسموعہ الفاظ کُلاً یا جزاءً چھوڑ کر صرف اس کا معنی اپنے الفاظ میں بیان کر دینا۔

جمہور ائمہ کے نزدیک روایت بالمعنی اگرچہ اس شرط پر جائز ہے کہ راوی صاحب فہم اور نکتہ رس ہو اور الفاظ کی تبدیلی سے معانی پر واقع ہونے والے اثر کو سمجھتا ہو لیکن فضیلت روایت باللفظ میں ہے۔

اختصار الحدیث: ایک طویل حدیث کا کچھ حصہ چھوڑ دینا۔

ائمہ حدیث کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے بشرطیکہ متروکہ حصہ چھوڑنے سے بقیہ حدیث کے مفہوم پر اثر نہ پڑے۔ اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو حدیث کا متروکہ حصہ بقیہ حدیث سے معنوی تعلق نہ رکھتا ہو یا پھر بقیہ حدیث متروکہ حصہ پر دلالت رکھتی ہو۔

آداب الشیخ والسامع:

شیخ اور تلمیذ دونوں کے لئے تصحیح نیت اور اخلاص شرط ہے۔ تعلیم اور تعلم کے سلسلہ میں اغراض دنیوی کو داخل نہ ہونے دیں اور اپنے

آپ کو مکارم اخلاق سے مزین کریں۔

شیخ کے لئے ضروری ہے کہ جب لوگ اس کے علم کے محتاج ہوں تو تعلیم میں بخل سے کام نہ لے اور مجلس تحدیث میں باوقار ہو کر بیٹھے اور اپنے آپ کو حرکات خفیفہ سے محفوظ رکھے اور کسی شخص کو کسی غرض فاسد کی بنا پر اپنے سے استفادہ کرنے سے نہ روکے۔ اگر اس کے شہر میں اس سے بڑا عالم موجود ہو تو تلامذہ کو اس سے استفادہ کی تلقین کرے اور جب بڑھاپے کی بنا پر یا کسی دوسرے عارضہ کے سبب تحدیث میں اوہام اور اغلاط کا خطرہ محسوس کرے تو تحدیث سے رک جائے اور سامع کے لئے ضروری ہے کہ شیخ کا ادب واحترام کرتا رہے اور اسے استفادہ میں اس طرح تنگ نہ کرے کہ وہ افادہ سے اکتا جائے اور ساتھیوں سے اخلاص اور خیر خواہی کا برتاؤ کرے۔ حیاء یا تکبر کی وجہ سے استفادہ سے محروم نہ رہے اور ممکن حد تک اپنا وقت بحث وتکرار میں صرف کرے۔

سن التحمل والاداء:

اس بارہ میں اصحاب الحدیث کے اقوال اگرچہ مختلف ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ تحمل کے لئے صرف تمیز شرط ہے خواہ کسی عمر میں بھی حاصل ہو جائے۔ حتیٰ کہ ایک شخص اگر کفر کی حالت میں معلومات حاصل کرتا ہے تو اسلام لانے کے بعد اس کا ادا کرنا صحیح ہے بشرطیکہ عدالت اور ضبط رکھتا ہو اور اداء کے لئے استعداد اور اہلیت شرط ہے' کسی عمر کی قید نہیں۔

کتب احادیث کی اقسام:

الجامع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق ہر قسم کے مباحث موجود ہوں۔ خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا احکام سے' تاریخ سے ہو یا تفسیر سے' فتن سے ہو یا ملاحم سے یا بحث الفاظ سے یا ان کے علاوہ جو مباحث بھی احادیث میں ملتے ہیں جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح اور امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع۔

السنن: جس کتاب میں احادیث احکام جمع کی گئی ہوں۔

المسند: جس کتاب میں ہر ایک صحابی کی روایات علیحدہ علیحدہ جمع کی گئی ہوں یا کسی ایک صحابی یا کسی ایک جلیل القدر امام کی مرویات یکجا جمع کی گئی ہوں۔ جیسے امام احمد رحمہ اللہ کی مسند۔

الجزء: جس کتاب میں کسی ایک مسئلہ یا ایک نوع کے مسائل پر احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے امام بخاری رحمہ اللہ کی جزء رفع الیدین۔

الاربعین: جس کتاب میں چالیس احادیث جمع کر دی جائیں۔

المستخرج: جس کتاب میں کسی ایک کتاب کی احادیث دوسری اسانید سے روایت کی جائیں۔ جیسے مستخرج الاسماعیلی علیٰ صحیح البخاری۔

المستدرك: جس کتاب میں کسی مصنف کی ملحوظہ شرائط کے مطابق ایسی صحیح احادیث جمع کی جائیں جو اس مصنف نے اپنی کتاب میں درج نہ کی ہوں۔ جیسے مستدرک حاکم۔

کتاب العلل: جس کتاب میں معلولہ احادیث' بیان علل کے ساتھ نقل کی گئی ہوں۔ جیسے امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب علل الحدیث و معرفۃ الرجال۔

الاطراف: جس کتاب میں احادیث کا ایک ایک ٹکڑا نقل کر کے ان کی اسانید جمع کی گئی ہوں یا ان کے مخرجین کا ذکر کیا گیا ہو' جیسے

حافظ ابن عساکر کی ''الاشراف''۔

التخریج: جس کتاب میں کسی کتاب کی مرویات کی اسانید پر بحث کی گئی ہو۔

ضروری ہدایات

طالب حدیث کے لئے رواۃ حدیث سے متعلقہ حسب ذیل معلومات ضروری ہیں۔ رواۃ کے طبقات' تاریخ ہائے ولادت و وفات' اوطان و بلدان' اوقات طلب رحلات وغیرہ۔ ان معلومات کے بغیر اتصال وانقطاع اسانید میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح رواۃ کے اسماء' انساب' القاب' کنی' نسبتیں اوران کے اسباب وحقائق کا علم بھی ضروری ہے کیونکہ ان چیزوں سے بے خبری کے باعث بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں۔ بعض اوقات ایک ہی شخص کے کئی القاب یا کئی نسبتیں ہوتی ہیں۔ جن سے لاعلمی کی بناء پر وہم ہوتا ہے کہ یہ مختلف رواۃ ہیں یا کئی مختلف راویوں کا اسم یا لقب یا کنیت یا نسبت یا تمام چیزیں ایک ہی ہوتی ہیں جس سے ان سب کے ایک ہونے کا گمان ہوگا ہے' بعض اوقات راوی کی کنیت اس کے باپ کے اسم کے یا باپ کی کنیت راوی کے اپنے اسم کے موافق ہوتی ہے یا راوی کی کنیت اوراس کی بیوی کی کنیت ایک جیسی ہوتی ہے۔

بعض اوقات راوی کو یہی معاملہ اپنے شیخ سے پیش آجاتا ہے یا راوی اوراس کے باپ یا ساتھ ہی دادا کا نام بھی ایک ہی ہوتا ہے' یا راوی اوراس کے شیخ کا نام یا نام کے ساتھ نسبت بھی مشترک ہوتی ہے۔

ان تمام صورتوں میں ناواقفیت کی بناء پر غلط فہمی کا امکان موجود ہے' اس لئے ان تمام چیزوں کا جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح المتفق' والمفترق' المؤتلف والمختلف المتشابہ کا علم بھی اشد ضروری ہے۔

ولیکن ھذا اخر ما اردنا تحریرہ من اصطلاحات المحدثین والحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم علی المرسلین خصوصاً علی خیرھم وسید الاولین والاٰخرین محمد وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

احمدہ واصلی واسلم علی رسولہ سید الاولین والاٰخرین وعلی اھل بیتہ واصحابہ اجمعین۔

امابعد! علم حدیث کے تحقیقی مطالعہ کے لئے مصطلحات محدثین کا جاننا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ عربیت کے لئے صرف اورنحو' لیکن اس فن میں کوئی ایسا رسالہ نظر سے نہیں گذرا جو اس وقت آسان اور جامع ہو کہ مبتدی طالب علموں کو آسانی سے سمجھ آسکے' اور کفایت بھی کرسکے۔

اگرچہ بوقت درس حدیث اس کمی کا شدت سے احساس ہوتا تھا لیکن اس مشکل کے حل کی طرف کسی وقت بھی ذہن متوجہ نہ ہوا۔ آخر اثری ادارہ نشر وتالیف کے توجہ دلانے اور پھر مبرم تقاضوں نے ''اصطلاحات المحدثین'' کی تحریر پر مجبور کردیا اور یہ مختصر سا رسالہ لکھنا پڑا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو طالبین حدیث کے لئے مفید بنائے اور میرے لئے اوران لوگوں کے لئے جو اس کی تحریر کا باعث بنے زاد آخرت بنائے۔ امین

سلطان محمود کان اللہ لہ۔ ۶۹/۵/۷

مقدمہ امام تبریزی رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کے شر اور اپنے برے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت عطا فرمائے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی اکیلا معبود برحق ہے' ایسی گواہی جو نجات کا سبب اور درجات کی بلندی کی ضامن ہو اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مبعوث فرمایا جب کہ ایمان کے راستوں کے نشانات مٹ چکے تھے' بجھ گئی تھی' ان کے ستون کمزور ہو گئے تھے اور ان کی جگہ کا کوئی پتہ نہ تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹے ہوئے نشانات کو اجاگر فرمایا اور کلمۂ توحید کی تائید کرتے ہوئے ان لوگوں کو نجات کا راستہ بتایا جو تباہی کے کنارے پر کھڑے تھے اور ان لوگوں کے لیے ہدایت کے راستوں کو روشن فرمایا جو ان پر چلنے کا ارادہ رکھتے تھے اور ان لوگوں کو سعادت کے خزانوں سے روشناس کرایا جو ان کو اپنی ملکیت میں لانے کے لیے کوشاں تھے۔

اما بعد! بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے ساتھ وابستہ ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ اس علم کی پیروی نہ کی جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکوٰۃ نبوت سے صادر ہوا اور اللہ تعالیٰ کی رسی (یعنی قرآن کریم) کے ساتھ تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ قرآن پاک کی تشریح سنت نبویہ سے نہ ہو اور ''کتاب المصابیح'' جو کہ امام محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی رحمہ اللہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) کی تصنیف ہے اور یہ فن حدیث میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے جامع ترین کتب ہے نیز نادر اور نایاب احادیث کو جمع کرنے والی ہے۔

چونکہ مؤلف رحمہ اللہ نے اختصار کا راستہ اختیار کیا اور انہوں نے اسانید کو حذف کر دیا تو بعض ناقدین نے اس کو معیوب گردانا اگرچہ مؤلف جنہوں نے احادیث کو (بلا اسناد) نقل کیا قابل اعتماد ائمہ میں سے تھے' ان کا حذف کرنا بالکل اسی طرح تھا جیسا کہ انہوں نے اسانید کو ذکر کیا لیکن وہ نشان والی چیزیں ان چیزوں کے برابر نہیں ہوتیں جن پر کوئی علامت نہ ہو۔ چنانچہ میں نے استخارہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کی' میں نے کتاب کی ہر حدیث کو اس کے مناسب مقام پر ذکر کیا اور میں نے ان احادیث کے بارہ میں ان چیزوں کو بیان کیا جن کو مؤلف رحمہ اللہ نے چھوڑ دیا تھا جیسا کہ ائمہ حدیث اور ماہرین فن نے ان احادیث کو روایت کیا جن کی ثقاہت اور رسوخ فی العلم ظاہر و باہر ہے۔ جیسے ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری' ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری' ابو عبداللہ مالک بن انس اصبحی' ابو عبداللہ محمد بن ادریس شافعی' ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی' ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی' ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی' ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی' ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی' ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی' ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی' ابو بکر احمد بن حسین بیہقی' ابو الحسن رزین بن معاویہ عبدری رحمہم اللہ اور ان کے علاوہ دوسرے ائمہ بھی ہیں لیکن وہ تعداد میں کم ہیں اور میں نے

جب حدیث کو ان ائمہ کی جانب منسوب کر دیا ہے تو گویا میں نے اس حدیث کو نبی ﷺ کی طرف مرفوع کر دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ائمہ اسناد بیان کرنے سے فارغ ہو چکے ہیں اور انہوں نے ہمیں بھی اسناد کے ذکر کرنے سے مستغنی کر دیا ہے اور میں نے کتب اور ابواب کو اسی ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے جس ترتیب کو مؤلف رحمہ اللہ نے ملحوظ رکھا ہے اور میں ان میں ان کے نقش قدم پر چلا اور میں نے عموماً ہر باب کو تین فصلوں میں تقسیم کر دیا ہے۔

پہلی فصل:

اس میں وہ احادیث ہیں جن کو امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ نے یا ان میں سے کسی ایک نے بیان کیا ہے اور میں نے ان دونوں کے بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اگر چہ اس حدیث کے ذکر کرنے میں دیگر محدثین بھی شریک ہوں۔ اس لیے کہ (احادیث کے) بیان کرنے میں ان دونوں شیخین رحمہما اللہ کا مقام (دیگر محدثین رحمہم اللہ سے) بلند ہے۔

دوسری فصل:

اس میں وہ احادیث ہیں جن کو ان دونوں کے علاوہ دیگر ذکر کردہ ائمہ نے بیان کیا ہے۔

تیسری فصل:

اس میں ایسی مناسب چیزیں شامل کردی ہیں جن میں باب کا مضمون پایا جاتا ہے البتہ شرط کا خیال رکھا گیا ہے۔ مثلاً اصحاب سنن ستہ کے علاوہ مالک، سنن الکبریٰ، دارقطنی، بیہقی اور رزین۔ اگر چہ وہ روایات متقدمین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور متاخرین یعنی تابعین رحمہم اللہ سے منقول ہیں، پھر اگر آپ کو کسی باب میں کوئی حدیث نہ ملے تو تکرار کی وجہ سے میں نے اس حدیث کو حذف کر دیا ہے اور اگر کسی حدیث کو آپ اس حالت میں پائیں کہ اس کا کچھ حصہ مختصر رہنے دیا گیا ہے یا اس کے مکمل مضمون کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے تو اس اختصار یا حدیث کو مکمل بیان کرنے کی خاص وجہ ہوتی ہے۔

اگر آپ کو کسی باب کی پہلی دو فصلوں میں کوئی اختلاف معلوم ہو کہ پہلی فصل میں بخاری اور مسلم رحمہما اللہ کے علاوہ دیگر محدثین رحمہم اللہ کا ذکر ہو اور دوسری فصل میں ان دونوں کا ذکر ہو تو آپ سمجھ لیں کہ میں نے امام حمیدی رحمہ اللہ کی "الجمع بین الصحیحین" اور "جامع الاصول" کا تتبع کرنے کے بعد شیخین کی کتابوں کے متون پر اعتماد کیا ہے اور اگر آپ کو کسی حدیث کے متن میں اختلاف نظر آئے تو یہ اختلاف احادیث کے مختلف طرق کی وجہ سے ہے اور شاید مجھے وہ روایت نہ مل سکی ہو جس کو مؤلف رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔ چند مقامات پر آپ دیکھیں گے کہ میں کہوں گا کہ مجھے یہ روایت اصول کی کتب میں دستیاب نہیں ہوئی یا میں نے اس روایت کی مخالف روایت کو اصول میں پایا ہے تو آپ جب میری اس بات پر مطلع ہوں تو اس کوتاہی کی نسبت میری جانب کیجئے کیونکہ میرا علم کم ہے۔ جناب شیخ مؤلف رحمہ اللہ (اللہ رب العزت دونوں جہانوں میں ان کا مرتبہ بلند فرمائے) کی جانب اس کوتاہی کی نسبت نہ کریں۔

میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں کوتاہی کی نسبت ان کی طرف کروں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بھی رحم فرمائے جو جب اس روایت پر اطلاع پائے تو ہمیں متنبہ کرے اور راہ صواب کی جانب رہنمائی کرے اور میں نے اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق بحث اور تفتیش میں کوشش کرنے میں ہرگز کوتاہی نہیں کی۔ میں نے جس طرح اختلاف کو پایا نقل کر دیا اور جس حدیث کے بارہ میں شیخ محی السنہ نے غریب، ضعیف وغیرہ کا اشارہ کیا ہے، میں نے اکثر مقامات میں اس کی توجیہ بیان کر دی ہے اور جن کے بارہ میں انہوں

نے ایسا اشارہ نہیں کیا حالانکہ اصول میں ایسا اشارہ مذکورہ تھا تو میں نے بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے ان احادیث کو اسی طرح بلا اشارہ چھوڑ دیا ہے البتہ میں نے چند مقامات میں ان کے مقام کو کسی سبب سے بیان کر دیا ہے اور کبھی آپ ایسے مقامات پائیں گے جن میں مخرج کا ذکر نہیں ہے کیونکہ مجھے اس کے مخرج کا علم نہیں ہو سکا تو میں نے خالی جگہ چھوڑ دی ہے' اگر آپ کو مخرج ❶ کا علم ہو سکے تو اسے وہاں ذکر کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ میں نے کتاب کا نام ''مشکوٰۃ المصابیح'' رکھا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے توفیق' مدد' ہدایت' غلطی سے حفاظت اور جن چیزوں کے ذکر کرنے کا میں ارادہ رکھتا ہوں' ان کی توفیق کا سوال کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو زندگی میں اور موت کے بعد فائدہ پہنچائے۔

حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

١ - عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ' وَ اِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰى' فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ' فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ' وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا' اَوِ امْرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ۔ (متفق عليه) (البخاری ١/١٣٥ حديث ٥٤ من غير لفظ ((انما)) و مسلم فی صحيحه ٣/١٥١٥ حديث ١٩٠٧ و ابوداؤد ٢/٦٥١ حديث رقم ٢٢٠١ و النسائی ١/٨٥ حديث رقم ٧٥ و الترمذی ٤/١٥٤ حديث رقم ١٦٤٧ و ابن ماجة ٢/١٤١٣ حديث رقم ٤٢٢٧ و احمد ١/٢٥)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں کے ساتھ ہے اور بلاشبہ ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق (ثواب) ملے گا پس جس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کے لیے ہجرت کی ہے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی کے لیے اس کی ہجرت مقبول ہے اور جس شخص کی ہجرت دنیا حاصل کرنے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے لیے ہے تو اس کی ہجرت بھی اس کی نیت کے مطابق ہے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: شریعت اسلامیہ میں اس حدیث کو بنیادی حیثیت حاصل ہے' مقصد یہ ہے کہ عبادات و معاملات وغیرہ میں حصول ثواب کے لیے نیت یعنی دل کی موافقت ضروری ہے' اگر نیت درست ہوگی تو وہ اعمال عند اللہ مقبول ہوں گے اور ان پر ثواب ملے گا۔ صاف ظاہر ہے کہ جو کام شرعاً ممنوع ہیں ان کے کرنے سے حدود اللہ کی نافرمانی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوں گے' اگرچہ ایسا عمل کرنے والے کی نیت ثواب کی ہو۔ (واللہ اعلم)

---

❶ مؤلف رحمہ اللہ کو جن احادیث کا حوالہ نہیں ملا تھا تو اس کمی کو اس نسخہ میں پورا کرتے ہوئے ان احادیث کی مکمل تخریج (الشیخ جمال عیتانی حفظہ اللہ کے تخریج والا نسخہ جسے دار الکتب العلمیہ بیروت نے ٢٠٠٣ء میں طبع کیا تھا سے) درج کر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ مؤلف رحمہ اللہ کے ساتھ ساتھ ہم سے بھی راضی ہو۔ آمین (ناشر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ الْإِيْمَانِ

ایمان کے مسائل کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٢ - (١) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُالسَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ قَالَ ((اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ و تُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَالْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَ أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهٗ جِبْرَائِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص حاضر ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے نہیں معلوم ہوتا تھا اس پر سفر کا کوئی نشان ❶ اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اس کو جانتا تھا' یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ ❷ گیا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور کہا' یا محمد (ﷺ)! مجھے اسلام کے بارے میں خبر دیجئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام یہ ہے! کہ تو گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور (پھر) اچھی طرح تو نماز ❸ قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے بشرطیکہ تو اس کے راہ کی طاقت رکھے'' اس شخص نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ پس ہم لوگ حیران ❹ رہ گئے! کہ یہ شخص پوچھتا بھی خود ہے اور تصدیق بھی خود ہی کرتا ہے، اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں خبر دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر اور پچھلے دن (قیامت) پر اور ایمان لائے تو تقدیر کی بھلائی اور اس کی برائی پر، اس نے کہا آپ نے سچ فرمایا (پھر) اس نے احسان (نیکی) کے متعلق کے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

دِيْنَكُمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث رقم ١ وابوداود حديث رقم ٤٦٩٥ وابن ماجه حديث (٦٣) واحمد في مسنده ١/ ٥١)

''(احسان یہ ہے) کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ ❺ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ سکتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے''اس نے کہا مجھے قیامت کے بارے میں خبر دیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے متعلق جس (یعنی مجھ) سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے (یعنی تجھ) سے زیادہ ❻ جاننے والا نہیں' 'اس نے کہا مجھے قیامت کی کچھ نشانیاں بتا دیجئے' آپ نے فرمایا: ''(قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے) کہ لونڈی اپنے مالک ❼ کو جنے گی اور دوسری علامت یہ ہے کہ تو ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے، نہایت محتاج اور بکریاں چرانے ❽ والے والوں کو دیکھے گا' عالی شان عمارتوں میں فخر کرتے ہوئے'' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر وہ شخص چلا گیا اور میں کچھ دیر ٹھہرا ❾ رہا پھر آپ نے مجھ سے فرمایا: ''اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ پوچھنے والا کون تھا؟'' میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''وہ شخص جبرائیل (علیہ السلام) تھے' جو تمہیں تمہارا دین سکھانے کیلئے تمہارے پاس آئے تھے۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس پر غبار وغیرہ نہ تھی اور نہ ہی وہ شہری معلوم ہوتا تھا کہ ہم پہچانتے۔ ❷ یعنی بالکل قریب ہو کر بیٹھا تا کہ سوال وجواب اچھی طرح سن سکے۔ ❸ یعنی نماز کے تمام فرائض وسنن کو بجالائے۔ ❹ اس لئے کہ اگر اسلام کی حقیقت اسے پہلے سے معلوم تھی تو پھر سوال کیوں کیا۔ ❺ عبادت کے دوران جس شخص کو یہ حالت نصیب ہوگی تو اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی کمال درجہ ہیبت وتعظیم پیدا ہوگی اور جس قدر طبیعت میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت وتعظیم خشوع وخضوع اور محبت ہوگی تو اتنی ہی معرفت الٰہی حاصل ہوگی اور یہی وہ مقام ہے جس کو عارف لوگ مقام مشاہدہ اور استغراق کہتے ہیں۔ یعنی اگر عبادت میں مقام مشاہدہ حاصل نہیں تو کم از کم اتنا تو سمجھ لے کہ وہ حاضر وناظر ہے' کیونکہ اس سے بھی تیرے دل میں خوف آئے گا اور تو حرکات وسکنات میں احتیاط کرے گا۔ ❻ یعنی میں اور آپ قیامت نہ جاننے میں برابر ہیں۔ ❼ یعنی اولاد ماں باپ کی فرماں بردار نہ ہوگی بلکہ ان کو غلاموں اور لونڈیوں کی طرح ذلیل وخوار کرے گی۔ ❽ یعنی گنوار اور ذلیل قسم کے لوگ مال ودولت میں اس درجہ کو پہنچیں گے کہ بلند بلند عمارتیں بنا کر آپس میں فخر وغرور کریں گے اور یہ حالت اس وقت ہوگی جب حکومت میں تنظیم نہ رہے گی رذیل باعزت اور صاحب کمال ذلیل وخوار ہوں گے۔ ❾ یعنی نبی ﷺ سے میں نے اس کے متعلق کچھ نہ پوچھا کہ وہ کون تھا۔

٣- (٢) وَرَوَاهُ أَبُوْهُرَيْرَةَ مَعَ اخْتِلَافٍ وَ فِيْهِ ((وَإِذَا رَأَيْتَ الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الصُّمَّ الْبُكْمَ مُلُوْكَ الْأَرْضِ فِيْ

اور اس حدیث کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی چند الفاظ کے اختلاف کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس میں (یہ الفاظ ہیں)

خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللّٰهُ)) ثُمَّ قَرَأَ ((اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ)) اَلْاٰيَةَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(البخاری حدیث رقم (٥٠) ومسلم حدیث رقم ٩)

کہ جب دیکھے تو کہ ننگے پاؤں' ننگے بدن والے بہرے اور گونگے زمین کے بادشاہ ہیں (قیامت کا علم ان) پانچ چیزوں میں ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: (١) ''اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے (کہ وہ کب قائم ہوگی) اور (٢) (یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے) کہ بارش کب برسائے گا۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ پانچ میں سے دو کا ذکر اوپر ہو چکا اور باقی تین یہ ہیں: (٣) رحم مادر میں جو ہے (لڑکا یا لڑکی' زندہ یا مردہ' مکمل یا ناقص) اس کو بھی وہی جانتا ہے۔ (٤) یہ بھی اس کے علم میں ہے کہ کل آنے والی کل میں کون کہاں کیا کرے گا؟ (٥) یہ بھی اس کے علم میں ہے کہ کون زمین کے کس کونہ یا مقام میں مرے گا۔ یعنی ان تمام چیزوں کا علم اللہ علیم وخبیر کو ہے۔

٤- (٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(البخاری حدیث رقم ٨ ومسلم حدیث ٢١-١٦ والنسائی حدیث رقم ٥٠٠١ والترمذی حدیث رقم (٢٦٠٩) واحمد ٢/ ٢٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (١) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں (٢) اور اچھی طرح نماز (قائم کرنا) پڑھنا (٣) اور زکوٰۃ ادا کرنا (٤) اور حج کرنا (٥) اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

٥- (٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (مسلم حدیث رقم ٥٨ البخاری حدیث رقم ٩ وابوداود حدیث رقم ٤٦٧٦ والنسائی حدیث رقم ٥٠٠٥ والترمذی حدیث ٢٦١٤ وابن ماجہ حدیث رقم ٥٧ واحمد ٢/٣٧٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایمان کی ستر سے کچھ اوپر ❶ شاخیں ہیں ان میں سب سے بہتر (یہ ہے) کہ اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان میں سب سے کم درجہ ایمان کا یہ ہے کہ کسی تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے دور کرنا اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ جس لفظ کا معنی کچھ اوپر ہے اسے عربی میں بِضْعٌ کہتے ہیں اس کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کے کئی اجزاء ہیں اور جس چیز کے اجزاء ہوتے ہیں اس میں کمی بیشی ضرور ہوتی ہے اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے کہ ایمان بڑھتا اور کم ہوتا ہے ایمان کی کمی بیشی کے متعلق قرآن مجید میں بہت سی آیات بھی آئی ہیں' چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

(۱) ﴿لِيَزْدَادُوْا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ﴾ (۲) ﴿زِدْنَاهُمْ هُدًى﴾ (۳) ﴿يَزِيْدُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا هُدًى﴾ (۴) ﴿وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتَاهُمْ تَقْوٰهُمْ﴾ (۵) ﴿وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِيْمَانًا﴾ (۶) ﴿اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖ اِيْمَانًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا﴾ (۷) ﴿فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا﴾ (۸) ﴿وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا﴾ ان آٹھ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کے بڑھنے کا ذکر فرمایا ہے اور جو چیز بڑھتی ہے تو وہ کم بھی ہوتی ہے اور بعض لوگ ان آیات و احادیث کے خلاف اس بات کے قائل ہوئے ہیں کہ ایمان میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی کیونکہ ایمان صرف تصدیق قلبی اور یقین کو کہتے ہیں' ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ تصدیق و یقین دونوں نفسانی صفات میں سے ہیں جیسے رنج و غم خوشی و فرحت اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ ان صفات میں کمی بیشی ہوتی ہے تو تصدیق و یقین میں بھی کمی اور زیادتی ضرور ہوتی ہے۔

٦- (٥) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ: اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ اَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔)) (البخاری حدیث رقم ١٠ ومسلم حدیث رقم ٦٥-٤١ وابوداود حدیث رقم ٢٤٨١ والنسائی حدیث رقم ٤٩٩٦' احمد ٢/ ١٨٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان وہ ہے کہ (دوسرے) مسلمان اس کی زبان اور اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں اور مہاجر ❶ وہ ہے جس نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ یہ صحیح بخاری کے لفظ ہیں اور صحیح مسلم میں یہ ہے کہ راوی نے کہا: تحقیق ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ مسلمانوں میں سب سے اچھا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا ''وہ شخص کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔'' ❷

فوائد الحدیث: ❶ یہ بات اس لئے سنائی تا کہ مہاجرین اپنی ہجرت پر ہی بھروسہ نہ کر لیں۔

❷ اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ جو مسلمان صرف اس صفت سے متصف ہو تو وہ پورا مسلمان ہے بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے کہ اسلام کے دیگر ارکان ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ صفت بھی رکھتا ہو تو وہ کامل مسلمان ہے۔ (فتح الباری)

٧- (٦) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ١٤ ومسلم حدیث (٦٩- ٤٤) والنسائی حدیث رقم ٥٠١٣ وابن ماجه حدیث رقم ٦٧ واحمد فی مسنده ٣/ ٢٠٧)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک (شخص بھی اس وقت تک) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کو اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے پیارا ہو جاؤں۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ ماں باپ اور اولاد سے انسان کو طبعی محبت ہوتی ہے اور اس میں وہ مجبور ہوتا ہے اور حدیث میں جس محبت کا ذکر ہے اس سے عقلی محبت مراد ہے' بعض اوقات ایک بات کو دل نہیں چاہتا لیکن انسان بتقاضائے عقل خود کو اس کی طرف مائل کرتا ہے' مثلاً ماں باپ یا اولاد کسی کام کرنے کا حکم دیں جس سے نبی ﷺ نے منع کیا ہے تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنی چاہئے'

کیونکہ عقل جانتی ہے کہ سلامتی اسی میں ہے۔((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَ رَسُوْلِكَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا))

٨- (٧) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلٰثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ١٦ ومسلم حدیث رقم (٦٧- ٤٣) والنسائی حدیث رقم ٤٩٨٨ والترمذی حدیث رقم ٢٦٤٤ وابن ماجة حدیث رقم ٤٠٣٣ واحمد ٣/ ١٧٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں جس شخص میں وہ ہوں گی تو اس نے ان کی وجہ سے ایمان کی لذت ❶ کو پالیا(١) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہو (٢) اور وہ شخص جو کسی بندے سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے محبت رکھے (٣) اور وہ شخص جو کفر میں واپس جانا برا جانے اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفر سے نجات دی' جیسا کہ وہ برا جانتا ہے کہ اس کو آگ میں ڈال دیا جائے۔''

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث بہت ہی اہم اور اسلام کی روح ہے' ایمان کی لذت کا معنی یہ ہے کہ عبادات اور راہ الٰہی میں تکلیف برداشت کرتے ہوئے لذت اور فرحت محسوس کرے اور زندگی کے ہر گوشہ میں دنیاوی فوائد و منافع کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو پیش نظر رکھے' اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت یہ ہے کہ ان کے حکم مانے اور ان کی مخالفت سے پرہیز کرے۔

٩- (٨) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حدیث رقم ٥٦- ٣٤ والترمذی حدیث رقم ٥٦- ٣٤ والترمذی حدیث ٢٦٢٣ و احمد فی مسنده ١/ ٢٠٨)

سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص نے ایمان کا مزا چکھ لیا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہوا۔''

١٠- (٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا يَسْمَعُ بِيْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَهُوْدِيٌّ وَّلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوْتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ.)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حدیث رقم ٢٤٠- ١٥٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! اس امت میں سے کوئی یہودی یا نصرانی مجھ کو نہیں سنتا' پھر وہ اس حالت میں مر جاتا ہے کہ وہ اس پیغام کے ساتھ ایمان نہیں لایا جس کو میں لایا ہوں مگر وہ دوزخیوں ❶ میں سے ہوگا۔''

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت سے پہلی تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں ہیں اور یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ جس کو دعوت اسلام نہ پہنچے وہ معذور ہے کیونکہ شریعت میں قانون ثابت ہو چکا ہے کہ شریعت آنے سے پہلے انسان پر کوئی حکم نہیں ہوتا۔

۱۱- (۱۰) عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَلٰثَۃٌ لَھُمْ اَجْرَانِ (۱) رَجُلٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اٰمَنَ بِنَبِیِّہٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ (۲) وَّالْعَبْدُ الْمَمْلُوْکُ اِذَا اَدّٰی حَقَّ اللّٰہِ وَحَقَّ مَوَالِیْہِ (۳) وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَہٗ اَمَۃٌ یَّطَأُھَا فَاَدَّبَھَا فَاَحْسَنَ تَأْدِیْبَھَا وَعَلَّمَھَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَھَا ثُمَّ اَعْتَقَھَا فَتَزَوَّجَھَا فَلَہٗ اَجْرَانِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) (البخاری حدیث ۹۷ مسلم حدیث (۲۴۱۔ ۱۵۴) والترمذی حدیث رقم ۱۱۱٦ والدارمی حدیث رقم ۲۲٤٤ واحمد ٤ / ٤۰۲)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تین شخصوں کو دہرا ثواب ملے گا (۱) ایک وہ شخص کہ اہل کتاب سے ہے، پہلے وہ اپنے نبی پر ایمان لایا اور پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا (۲) اور دوسرا وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہے اور اپنے مالکوں کا بھی پورا حق ادا کرتا ہے (۳) تیسرا وہ شخص کہ اس کے پاس لونڈی ہے، اس سے وہ صحبت کرتا ہے اور اس کو بہت اچھا ادب بھی سکھایا اور اس کو اچھی تعلیم بھی دی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا، ان تینوں میں سے ہر ایک کو دو اجر ملیں ❶ گے۔“

فوائد الحدیث: ❶ پہلے اور دوسرے کو دو اجر ملنے کے اسباب تو واضح ہیں اور تیسرے کو دو اجر اس لئے ملیں گے کہ اس نے اپنی لونڈی کی تعلیم و تربیت کی پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کر لیا۔

۱۲- (۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَشْھَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِکَ عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَاءَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُھُمْ عَلَی اللّٰہِ)) مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَّمْ یَذْکُرْ ((اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) (البخاری حدیث ۲۵ ومسلم حدیث (۳٦۔ ۲۲) و ابوداود حدیث ۲٦٤۱ والترمذی حدیث رقم ۲٦٤۱ و النسائی حدیث ۳۹۷۳ وابن ماجۃ حدیث رقم (۷۱) و الدارمی حدیث رقم ۲٤٤٦ واحمد حدیث رقم ۳٤۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور (پھر) نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، پس جب یہ کام کرنے لگیں تو وہ مجھ سے اپنے مال اور خون بچا لیں گے مگر اسلام کے ❶ حق کے ساتھ، اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے“ (بخاری و مسلم) لیکن مسلم میں لفظ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ کا ذکر نہیں ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مثلاً کوئی کسی کو قتل کرے یا شادی شدہ ہو کر زنا کرے تو بحکم شرع قاتل کو قصاص میں اور زانی کو حد جاری کر کے مار ڈالا جائے، اسی طرح اگر کوئی کسی کا مال لے گا تو اس سے مال دلوایا جائے گا۔

۱۳- (۱۲) وَعَنْ اَنَسٍ اِنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص ہمارے جیسی نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے اور ہمارے ذبح کئے ہوئے (جانور) کھائے تو یہ

رَسُوْلِہٖ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰہَ فِیْ ذِمَّتِہٖ۔)) (البخاری حدیث رقم ۳۹۱ ورواہ النسائی حدیث ۴۹۹۷ حتی قولہ فذلك المسلم)

مسلمان ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا اس کے لئے عہد اور ذمہ ہے پس تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو نہ توڑو ❶ اس کی ذمہ داری میں۔''

فوائد الحدیث: ❶ نہ توڑو اللہ تعالیٰ کے عہد کو الخ اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جس شخص میں صرف یہ تین کام پائے جاتے ہوں اس کی جان و مال محفوظ ہے اور ختم نبوت وغیرہ عقیدہ کے منکر مثلاً مرزائی وغیرہ مسلمان ہیں اور از روئے قانون اسلامی ان کی جان و مال محفوظ ہے' نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اسلام کے وہ تمام احکام جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں تسلیم کرے اور عقیدہ ختم نبوت ایسا پختہ ہو کہ بعد از محمد رسول اللہ ﷺ ہر نئے مدعی نبوت کو خواہ ظلی ہو کہ بروزی' مستقل یا ماتحت' بصورت غلام چھوٹا یا بڑا کافر گردانے ان عقائد کے ساتھ ساتھ اسلام کے ظاہری احکام میں سے یہ تین کام بھی پائے جاتے ہوں تو اس پر ظاہراً اسلام کا حکم لگایا جائے گا اور اس پر زیادتی کرنا حرام ہوگی اور جن علماء اور محدثین نے تارک الصلوٰۃ کو کافر کہا ہے ان کی دلیل بھی یہی حدیث ہے (ملخص از فتح الباری)

۱۴ - (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَتٰی اَعْرَابِیٌّ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ قَالَ ((تَعْبُدُاللّٰہَ وَلَا تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا وَّتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ الْمَکْتُوْبَۃَ وَتُؤَدِّی الزَّکٰوۃَ الْمَفْرُوْضَۃَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ)) قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا اَزِیْدُ عَلٰی ھٰذَا شَیْئًا وَّلَا اَنْقُصُ مِنْہُ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی ھٰذَا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) (البخاری حدیث رقم ۱۳۹۷ ومسلم حدیث رقم ۱۵ - ۱۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا مجھے ایسا عمل بتلایئے کہ جب میں اسے کروں تو میں جنت میں داخل ہو جاؤں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی بندگی کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا ❶ اور فرض نماز قائم کر اور فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔'' اس (دیہاتی) نے کہا' قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! نہ میں اس میں کچھ زیادہ کروں گا اور نہ ہی اس میں سے کچھ کم کروں گا' پھر جب وہ چلا گیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی جنتی آدمی کو دیکھنے کی خوشی حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ (اس دیہاتی) آدمی کو دیکھ لے۔''

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں شہادتین کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ وہ مشہور ہے یا راوی نے اختصاراً چھوڑ دیا' واللہ اعلم۔

۱۵ - (۱۴) وَعَنْ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ الثَّقَفِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا بَعْدَكَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ غَیْرَكَ قَالَ ((قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔)) (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) (مسلم حدیث ۶۲-۳۸ والترمذی بلفظ اخر ۴/ ۵۲۴ حدیث رقم ۲۴۱۰ وابن ماجۃ حدیث ۳۹۷۲ واحمد ۳/ ۴۱۳)

سیدنا سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میرے لئے اسلام کے بارے میں ایک ایسی بات فرما دیجئے کہ پھر میں آپ کے بعد اس کے متعلق کسی سے نہ پوچھوں۔ ایک روایت میں بَعْدَكَ کی بجائے لفظ غَیْرَكَ ہے یعنی آپ کے سوا' آپ نے فرمایا: ''تو اقرار کر کہ میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس پر قائم رہ۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ﴾ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ اسی پر قائم رہے' یعنی توحید وسنت کو ماننے کے بعد شرک وبدعت میں آخری دم تک مبتلا نہیں ہوئے اور زندگی کے ہر کام میں انہوں نے رضائے الٰہی پیش نظر رکھی اور اس کی ادائیگی میں اتباع رسول ﷺ کو لازم رکھا۔

١٦ - (١٥) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَائِرَ الرَّأْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَا نَفْقَهُ مَا يَقُوْلُ حَتّٰى دَنَامِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُنَّ فَقَالَ ((لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَصِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ)) فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهُ قَالَ ((لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ وَذَكَرَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكٰوةَ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا فَقَالَ ((لَا اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ)) قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَا اَزِيْدُعَلٰى هٰذَا وَلَا اَنْقُصُ مِنْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْلَحَ الرَّجُلُ اِنْ صَدَقَ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری ١/ ١٠٦ حديث رقم ٤٦ ومسلم حديث رقم (١١٠٩) ورواه ابوداود حديث رقم ٣٩١ والنسائی حديث ٤٥٨ والمؤطا حديث رقم ٩٤ والدارمی حديث ١٥٧٨ واحمد ١/ ١٦٢)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل نجد میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے' ہم اس کی آواز کی گنگناہٹ تو سنتے تھے لیکن جو بات کہتا تھا وہ ہم نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہوا' پس وہ اچانک اسلام کے بارے میں پوچھنے لگا ❶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں'' اس نے کہا تو کیا ان کے علاوہ (اور نمازیں بھی) مجھ پر فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی نماز پڑھے'' ❷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ماہ رمضان کے روزے بھی فرض ہیں' اس نے کہا تو کیا ان کے علاوہ (اور روزے بھی) مجھ پر فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی روزے رکھے'' راوی نے کہا: اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کا بھی ذکر کیا تو اس نے کہا' کیا اس کے علاوہ اور زکوٰۃ بھی مجھ پر فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں مگر یہ کہ تو نفلی صدقہ دے'' راوی نے کہا: پھر وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا گیا اللہ کی قسم! نہ میں اس پر کچھ زیادہ کروں گا اور نہ ہی اس میں سے کچھ کم کروں گا' پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اس نے سچ کہا (یعنی ثابت قدم رہا) تو یہ شخص کامیاب ہوا''۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اسلام کے احکام وفرائض۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازیں صرف پانچ ہی فرض ہیں ان کے علاوہ اور نمازیں یا تو سنت ہیں یا مستحب' نماز وتر' عیدین کی نماز' سورج وچاند گرہن کی نمازیں یہ سب سنت ہیں اور یہ حدیث ان لوگوں کے مخالف ہے جو وتر کو واجب کہتے ہیں اور ان کا یہ کہنا کہ شاید اس وقت وتر وغیرہ نماز واجب نہ ہوئی ہوگی تو یہ محض ان کا احتمال ہے اور احتمالات سے احکام نہیں ثابت ہوا کرتے، فافہم۔

١٧ - (١٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِ الْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنِ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کے چند آدمی جب نبی ﷺ کی خدمت میں آئے تو رسول

الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ)) قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ ((مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّا لَا نَسْتَطِيْعُ اَنْ نَاْتِيَكَ اِلَّافِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ وَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَ نَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَنَهٰهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ)) قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ اِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَ صِيَامُ رَمَضَانَ وَ اَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ)) وَنَهٰهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَقَالَ ((اِحْفَظُوْهُنَّ وَ اَخْبِرُوْا بِهِنَّ مَنْ وَّرَآءَكُمْ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ لَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ) (البخاری حديث ٥٣ ومسلم حديث رقم ٢٤-١٧)

اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سی قوم ہے یا کون سا وفد ہے؟'' ❶ انہوں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہم ربیعہ قبیلہ سے ہیں' آپ نے فرمایا: ''خوش آمدید تمہاری قوم یا تمہارے وفد کو ❷ تم نہ رسوا ہوئے ❸ اور نہ پشیمان'' تو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم آپ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتے مگر حرمت ❹ والے مہینہ میں اور ہمارے اور آپ کے درمیان یہ کفار کا قبیلہ مضر ہے پس آپ ہم کو فیصلہ کن حکم ❺ فرما دیجئے کہ ہم اس کی ان لوگوں کو خبر دیں جو ہمارے پیچھے ہیں اور ہم اس کے ذریعے جنت میں داخل ہوں' (اس کے علاوہ) انہوں نے آپ سے پینے کے برتنوں کے متعلق پوچھا تو آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا' آپ نے ان کو اللہ واحد پر ایمان لانے کا حکم دیا اور آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ اللہ واحد پر ایمان لانا کیا ہے؟'' انہوں نے کہا' اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ غنیمت ❻ سے پانچواں حصہ دو'' اور ان کو چار قسم کے برتنوں سے منع کیا' مرتبان یا ٹھلیا ❼ سے اور کدو کے تونبوں سے' درختوں کے تنوں کو کھوکھلا کر کے بنائے ہوئے برتنوں سے اور رال سے روغن کئے ہوئے برتنوں سے' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو! ان باتوں کی ان لوگوں کو خبر دو جو تمہارے پیچھے ہیں۔'' (بخاری و مسلم) اور اس حدیث کے لفظ بخاری کے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ وفد اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی قوم کی طرف سے منتخب ہو کر کسی کام کی خاطر بادشاہ یا کسی بڑے آدمی کے پاس جائے۔ ❷ راوی یا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو شک ہے کہ نبی ﷺ نے بِالْقَوْمِ کہا یا بِالْوَفْدِ' واللہ اعلم ❸ اس لئے کہ خود بخود مسلمان ہو گئے اور لڑائی وغیرہ کی نوبت نہیں آئی اگر لڑائی ہوتی تو رسوا ہوتے' مرد اور عورتیں غلام اور لونڈیاں بنائی جاتیں اور مال و دولت لٹ جاتا جس سے شرم سار

ہوتے۔ ❹ حرمت والے مہینے چار ہیں رجب، ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم' عرب لوگ ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے اور ان میں لڑائی کرنا حرام جانتے تھے اس لئے ان مہینوں میں بالکل امن ہوتا تھا کوئی کسی کو نہ مارتا اور نہ ہی لوٹتا تھا۔ ❺ یعنی حق اور باطل کے بارے میں دوٹوک اور آخری بات فرمادیں۔ ❻ جن چار باتوں کے کرنے کا ان کو حکم کیا تھا یہ غنیمت کا حکم ان کے علاوہ ہے اور یہ اس لئے کہ وہ لوگ اکثر لڑتے رہتے تھے اب مسلمان ہونے کے بعد جب کفار سے لڑیں گے تو مال غنیمت سے پانچواں حصہ بیت المال میں جمع کرانے کا حکم فرمایا اور یہ حصہ بھی انہی کے کام آنے کا ہے اور چار برتنوں کے استعمال سے اس لئے منع کیا کہ وہ شراب پینے کے بہت عادی تھے جب شراب حرام ہوئی تو ان برتنوں کا استعمال بھی منع کر دیا جن میں وہ شراب بنایا کرتے تھے پھر کچھ مدت بعد جب یہ لوگ نشہ آور چیزوں میں تمیز کرنے لگے تو آپ نے ان کے برتنوں کے استعمال کی اجازت دے دی تھی اور ان کے استعمال کی حرمت منسوخ ہوگئی تھی۔

❼ پانی بھرنے کا مٹی کا چھوٹا برتن چھوٹا گھڑا وغیرہ

١٨ - (١٧) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ ((بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ)) فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ١٨ ومسلم حدیث (٤١) والترمذی حدیث ١٤٣٩ والنسائی حدیث ٤٢٠٥ واحمد ٥/ ٣١٤)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی اس جماعت کو جو آپ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی فرمایا: ''مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے اور تم کسی پر بہتان نہ لگاؤ گے جو کہ تم نے اپنے ہاتھوں ❶ اور پاؤں سے باندھ لیا ہو اور کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کرو پس جس شخص نے تم میں سے اس عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو اس میں سے کسی ایک ❷ کو بھی پہنچا اور اس کو سزا دی ❸ گئی تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ❹ ہے اور جو اس میں سے کسی چیز کو پہنچا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی ❺ کی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ❻ ہے' چاہے وہ اس کو بخشے اور اگر چاہے تو اس کو سزا دے'' تو (صحابہ کہتے ہیں کہ) ہم نے ان چیزوں پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اپنے دلوں سے خود بنالیا ہو۔ ❷ یعنی شرک کے علاوہ ان گناہوں میں سے کسی ایک کو کر بیٹھا۔
❸ مثلاً حد لگی یا بیماری وغیرہ میں مبتلا ہوا۔ ❹ یعنی اس سزا کی وجہ سے گناہ سے پاک ہو جاتا ہے۔ ❺ یعنی نہ گناہ ظاہر ہوا اور نہ ہی حد لگی۔
❻ اہل حدیث کا مذہب یہی ہے کہ گناہ گار کو اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دے یا بخش دے اس کی مرضی پر منحصر ہے' لیکن معتزلہ کہتے ہیں کہ گناہ گار کی کوئی بخشش نہیں اس کو گناہ کی لازمی سزا ملے گی' یہ حدیث ان کے خیال کے سخت خلاف ہے۔

١٩ - (١٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اَضْحٰى اَوْ فِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ یا عیدالفطر (کے دن) عیدگاہ میں تشریف لائے اور

فَمَرَّ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ ((يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّيْ أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ)) فَقُلْنَ وَبِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّ دِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ)) قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِيْنِنَا وَعَقْلِنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ)) قُلْنَ بَلٰى قَالَ ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا قَالَ أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ)) قُلْنَ بَلٰى قَالَ ((فَذَالِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا .)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٣٠٤ ومسلم حدیث (١٣٢ - ٧٩) والترمذی حدیث رقم ٢٦١٣ وابن ماجة حدیث ٤٠٠٣)

عورتوں کے پاس سے گزرے ❶ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عورتوں کی! جماعت صدقہ کرو اس لئے کہ مجھے دوزخ میں تمہاری تعداد بہت زیادہ دکھائی گئی ہے' عورتوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو' میں نے تم میں سے کوئی ایسی نہیں دیکھی کہ باوجود عقل اور دین میں ناقص ہونے کے ہوشیار مرد کو بے وقوف بنا دیتی ہو اور اس کی عقل کو ضائع کر دیتی ہو'' عورتوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمارے دین اور ہماری عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا (ایسا) نہیں کہ مرد کی گواہی کے مقابلے میں ایک عورت کی گواہی آدھی ہے؟'' ❷ عورتوں نے کہا: ٹھیک ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان کی کم عقلی کی وجہ سے ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا (ایسا) نہیں کہ جب عورت حائضہ ہو جاتی ہے تو وہ نماز پڑھ سکتی ہے اور نہ ہی روزہ رکھ سکتی ہے؟ عورتوں نے کہا کہ (یہ بھی) درست ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ان کے دین کی کمی ❸ کا سبب ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عورتوں کے دور بیٹھنے کی وجہ سے ان تک خطبہ کی آواز نہیں پہنچتی تھی (کیونکہ اس دور میں لاؤڈ اسپیکر وغیرہ نہیں تھا) اس لئے آپ نے ان کے پاس آ کر کچھ وعظ و نصیحت فرمائی۔ ❷ شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہے اور ایک عورت کی گواہی کسی معاملہ میں آدھی ہوتی ہے۔ ❸ عورتوں کا ایام ماہواری میں نماز نہ پڑھنا اور روزے نہ رکھنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیدائشی سبب ہے لیکن عورتوں کو اس طرح پیدا کرنا اور ان کو ان دنوں میں عبادات سے منع کرنا درجات میں عورتوں کو مردوں کی نسبت کم کرتا ہے' واللہ اعلم۔

امام نووی فرماتے ہیں: اس حدیث میں بہت سے فائدے ہیں از اں جملہ ایک یہ کہ خاوند کی ناشکری اور احسان فراموشی بڑا گناہ ہے کیونکہ جہنم کی وعید اسی گناہ پر ہوتی ہے جو کبیرہ یا کبیرہ کے قریب ہو' دوسرا یہ کہ لعنت کرنا بھی ایک گناہ ہے آپ ﷺ نے فرمایا وہ لعن طعن بہت کرتی ہیں' لعنت اگرچہ صغیرہ گناہ ہے لیکن صغیرہ کو بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے' نبی ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان پر لعنت کرنا اس کے قتل کے برابر ہے۔ تیسرا یہ کہ کفر کا اطلاق کفر شرعی کے علاوہ ناشکری اور احسان فراموشی پر بھی ہوتا ہے۔ چوتھا یہ کہ ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے اور ان کے علاوہ بھی بہت سے فوائد ہیں۔

سوال: حائضہ عورت جب معذور ہے تو حیض کی حالت میں بھی اس کو نماز اور روزہ کا ثواب ملنا چاہئے جیسے کہ مریض اور مسافر کو ان نوافل کا ثواب ملتا ہے جن کو وہ حالت صحت اور اقامت میں ادا کرتے ہیں؟ جواب: یہ سوال غلط ہے اس لئے کہ مریض اور مسافر نوافل ہمیشہ

ادا کرتے تھے اور ان کے لئے ہمیشہ کی نیت کرنا درست ہے بخلاف حائضہ عورت کے کیونکہ اس کی نیت تو یہی ہے کہ ایام حیض میں نماز اور روزہ ترک کرے گی بلکہ حیض کی حالت میں نیت کرنا حرام ہے' تو جب اس کی ان دنوں میں نیت ہی نہیں تو وہ اس مریض اور مسافر کی طرح کیسے ہوسکتی ہے جو کہ ہمیشہ نوافل پڑھتے اور ہمیشہ پڑھنے کی نیت بھی کرتے تھے' ہاں! وہ مریض اور مسافر جو بحالت صحت و اقامت بعض اوقات نوافل پڑھتے تھے اور بعض اوقات نہیں' تو ایسے مریض اور مسافر کو سفر اور مرض کی حالت میں جب تک پڑھیں گے نہیں ثواب نہیں ملے گا۔ (نووی)

٢٠ - (١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اللّٰهُ تَعَالٰى كَذَّبَنِيْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لَنْ يُّعِيْدَنِيْ كَمَا بَدَاَنِيْ وَلَيْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَهْوَنَ عَلَيَّ مِنْ اِعَادَتِهٖ وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا وَّاَنَا الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لِّيْ كُفُوًا اَحَدٌ۔)) (البخاری حدیث رقم ٤٩٤٧ والنسائی حدیث رقم ٢٠٧٨ واحمد فی مسنده)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے ابن آدم کا بیٹا جھٹلاتا ہے حالانکہ یہ اس کو لائق نہیں اور وہ مجھے برا کہتا ہے حالانکہ یہ اس کو لائق نہیں' پس اس کا مجھے جھٹلانا کہ اس کا یہ کہنا کہ ہرگز میرے مرنے کے بعد مجھے (اللہ تعالیٰ) زندہ نہیں کرے گا جیسا کہ اس نے پہلی بار پیدا کیا تھا حالانکہ اس کے دوبارہ زندہ کرنے سے پہلی بار مجھے پیدا کرنا آسان نہیں تھا اور اس کا مجھے برا کہنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا بیٹا بنایا! حالانکہ میں اکیلا اور ایسا بے پرواہ ہوں کہ نہ میں نے (کسی کو) جنا اور نہ (ہی میں) جنا گیا ہوں اور کوئی میری برابری کرنے والا نہیں۔

٢١ - (٢٠) وَفِيْ رِوَايَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((وَاَمَّا شَتْمُهٗ اِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لِيْ وَلَدٌ وَسُبْحَانِيْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٤٤٨٢)

اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں (یہ الفاظ ہیں) ''اور اس کا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ میرا بیٹا ہے حالانکہ میں اس سے پاک ہوں کہ کسی کو بیٹا یا بیوی بناؤں۔''

٢٢ - (٢١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يُؤْذِيْنِيْ ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٤٨٢٦ ومسلم حدیث (٢-٢٢٤٦) وابوداود حدیث رقم ٥٢٧٤ واحمد ٢-٢٧٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ❶ نے فرمایا: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے' وہ زمانہ کو برا کہتا ہے ❷ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں' میرے ہاتھ میں حکم ہے میں رات اور دن کو بدلتا ہوں۔'' ❸

فوائد الحدیث: ❶ فرمایا اللہ تعالیٰ نے' یہ حدیث قدسی ہے اور حدیث قدسی وہ ہوتی ہے کہ جس میں نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بیان کریں کہ اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے' قرآن مجید اور حدیث قدسی میں فرق یہ ہے کہ حدیث الہام یا خواب یا فرشتہ کے ذریعہ آپ کو پہنچے اور آپ پھر اپنے الفاظ میں روایت بالمعنی سے مطلب بیان کریں اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کریں اور جبکہ قرآن مجید صرف جبرئیل علیہ السلام

کے ذریعہ خاص معین الفاظ میں ہوتا ہے اور پھر ہر حدیث قدسی متواتر بھی نہیں ہوتی اور جبکہ قرآن مجید بالکلیہ متواتر ہے۔ ❷ جیسے عوام مصیبت کے وقت کہتے ہیں' زمانہ کیسے برا آ گیا ہے وغیرہ۔ ❸ جو لوگ زمانہ کو برا کہتے ہیں وہ دراصل تصرف کرنے والے کو برا کہتے ہیں گویا تصرف کرنے والے کا نام زمانہ ہے اور تصرف کرنے والا میں ہوں لہٰذا مجھے برا کہا۔

٢٣ - (٢٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَحَدٌ اَصْبَرَ عَلٰی اَذًی یَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ یَدْعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث ٦٠٩٩ ومسلم حدیث ٤٩-٢٨٠٤ واحمد ٤-٤٠١)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی تکلیف دینے والی بات کو سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کہ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ثابت کرتے ہیں ❶ (لیکن اس کے باوجود) وہ پھر (بھی) ان کو عافیت دیتا اور رزق دیتا ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ ایسی باتوں کو سن کر صبر کرتا اور برابر انہیں رزق و عافیت بخشتا ہے۔

٢٤ - (٢٣) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ کُنْتُ رِدْفَ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی حِمَارٍ لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ اِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ ((یَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِیْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰی عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ)) قُلْتُ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَی الْعِبَادِ اَنْ یَّعْبُدُوْهُ وَلَا یُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَی اللّٰهِ اَنْ لَّا یُعَذِّبَ مَنْ لَّا یُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا)) فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَیَتَّکِلُوْا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث ٢٨٥٦ ومسلم حدیث ٤٨-٣٠ والترمذی حدیث رقم ٢٦٤٣ وابن ماجة حدیث ٤٢٩٦)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پر بیٹھا ہوا تھا میرے اور آپ کے درمیان صرف زین کی پچھلی لکڑی تھی' آپ نے فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اس کے بندوں پر کیا ہے؟ اور بندوں کا اللہ تعالیٰ پر کیا حق ہے؟'' میں نے کہا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ اس شخص کو عذاب نہ کرے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا لوگوں کو میں اس بات کی خوشخبری نہ سناؤں؟ آپ نے فرمایا ''ان کو خوشخبری نہ پہنچا اس لیے پھر وہ بھروسہ کرلیں گے۔''

٢٥ - (٢٤) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَمُعَاذٌ رَدِیْفُهٗ عَلَی الرَّحْلِ قَالَ ((یَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ قَالَ ((یَا مُعَاذُ)) قَالَ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَعْدَیْكَ قَالَ ((یَامُعَاذُ)) قَالَ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَیْكَ ثَلٰثًا قَالَ ((مَا مِنْ اَحَدٍ یَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ معاذ آپ کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے فرمایا: ''اے معاذ! اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خدمت کے لئے حاضر ہوں' میں خدمت کے لیے حاضر ہوں' آپ نے فرمایا: ''اے معاذ!'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خدمت کے لئے حاضر ہوں' میں خدمت کے لیے حاضر ہوں! آپ نے

اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ)) قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَفَلَا اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْا قَالَ ((اِذًا يَتَّكِلُوْا)) فَاَخْبَرَبِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَاَثُّمًا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث ۱۲۸ ومسلم حدیث ۵۳-۳۲)

فرمایا: ''اے معاذ!'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں خدمت کے لئے حاضر ہوں، میں خدمت کے لیے حاضر ہوں! تین بار ❶ آپ نے فرمایا: ''نہیں کوئی شخص جو اپنے سچے دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں مگر یہ کہ اس پر اللہ تعالیٰ آگ حرام کرتا ہے۔'' معاذ نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو اس بات کی خبر نہ دوں تا کہ وہ خوش ہو جائیں، آپ نے فرمایا: ''نہیں کیونکہ اس وقت وہ بھروسہ کر لیں گے'' ❷ معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت گناہ ❸ سے بچنے کے لئے اس کی خبر دی۔

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو کئی بار اس لئے پکارا تا کہ وہ خوب ہوشیاری سے یہ بات سنیں۔ ❷ بھروسہ کر لیں گے اور عمل کرنا چھوڑ دیں گے۔ ❸ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث کو بیان کرنے سے معاذ کو اس لئے منع فرمایا کہ فی الحال لوگ نو مسلم ہیں، مسائل دینیہ کا ابھی انہیں پورا علم نہیں ہے اور حدیث کے ظاہری معنیٰ کو دیکھ کر عمل کرنا چھوڑ دیں گے، چنانچہ جب لوگ علم و عمل میں پختہ ہو گئے تو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث اپنی موت کے قریب بیان کر دی تا کہ علم کے چھپانے سے بچ جائیں، کیونکہ علم کا چھپانا بھی گناہ ہے۔

۲۶- (۲۵) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهُ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ ((مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ)) قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ ((وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ ((وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ)) قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ ((وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِيْ ذَرٍّ)) وَكَانَ اَبُوْ ذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِيْ ذَرٍّ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۵۸۲۷ ومسلم حدیث رقم ۱۵۴-۹۴ واحمد ۵/ ۱۶۶)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک روز نبی ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ سفید کپڑا اوڑھے ہوئے سو رہے تھے پھر میں آیا، تو آپ جاگ گئے تھے، تو آپ نے فرمایا: ''نہیں کوئی بندہ کہ کہے لا الہ الا اللہ پھر وہ اسی اعتقاد ❶ پر مرا مگر وہ جنت میں داخل ہو گا'' ❷ میں نے کہا، اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے، آپ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے'' میں نے کہا، اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے، آپ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے'' میں نے کہا ❸ اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے، آپ نے فرمایا: ''اگر چہ وہ زنا اور چوری کرے اور ابوذر (رضی اللہ عنہ) کا ناک خاک آلودہ ❹ ہو'' اور ابوذر جب اس حدیث کو بیان کرتے تو کہتے تھے ❺ اگر چہ ابوذر کی ناک خاک آلودہ ہو۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی زندگی کے آخری لمحہ تک اس عقیدہ میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہو۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موا حد تمع

السنۃ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا بلکہ جہنم میں یا تو بالکل نہ جائے گا یا جائے گا تو سزا پا کر بالاخر وہاں سے نکل کر جنت میں چلا جائے گا اور زنا اور چوری کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ یہ دونوں بڑے گناہ ہیں' زنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور چوری بندوں کا حق ہے' یعنی اگر چہ حقوق العباد میں مبتلا ہو پھر بھی وہ بالاخر جنت میں چلا جائے گا (مرعاۃ و نووی) ❸ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ گناہوں سے بڑی نفرت کرتے تھے اور گناہ گاروں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور سمجھتے تھے اور یہ بات ان کے بار بار پوچھنے سے معلوم ہوئی کہ زنا اور چوری کرنے پر بھی وہ جنت میں جائے گا تو ان کو بڑا تعجب ہوا کہ اتنے بڑے گناہ کرنے پر بھی اس کو جنت ملے گی اس لئے انہوں نے بار بار یہی سوال دہرایا۔ ❹ یہ جملہ مجازاً بطور کراہت استعمال فرمایا ہے جس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ ابوذر کیا تجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر کراہت اور بخل ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کی مخلوق پر بہت وسیع ہے۔ (مرعاۃ) ❺ یعنی جو لفظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تو سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ محض آپ سے محبت اور عقیدت کی بنا پر اس کو بھی بیان کرتے تھے۔

۲۷ - (۲۶) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ وَاَنَّ عِيْسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ وَابْنُ اَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ اَلْقٰهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٣٤٣٥ ومسلم حدیث (٥٦-٢٨) واحمد ٥/٣١٤ والنسائی ((فی الیوم واللیلۃ)) حدیث ١١٣٠)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اور بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور بے شک عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس کی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کی بات سے ❶ پیدا ہوئے ہیں جو اس نے مریم کی طرف ڈال دی اور روح ہیں ❷ اس کی طرف سے اور بے شک جنت اور دوزخ حق ہے' ❸ تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا خواہ وہ کسی عمل پر ہو۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کُنْ سے حکم کیا اور وہ بن باپ کے پیدا ہو گئے۔ ❷ تمام روحوں کو اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کیا ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت دے کر روح اللہ کہتے ہیں' جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہا جاتا ہے۔ ❸ اس حدیث میں عقائد کی تمام ضروری باتوں کو بالاختصار نہایت جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے گویا یہ حدیث جامع العقائد ہے اور ساتھ ہی کفر کی تمام ملتوں کی تردید ہے' کئی ملحد اور بے دین قسم کے لوگ دین میں مختلف قسم کے شبہات پیدا کرتے ہیں' از اں جملہ ایک یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کس طرح پیدا ہو گئے' عقلاً یہ بات محال ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اعتراض کرنے والے خود مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو بن ماں اور باپ پیدا کیا ہے' یعنی ان کی پیدائش میں دو اسباب میں سے ایک سبب بھی نہیں ہے' تو کیا یہ عقلاً محال نہیں؟ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں تو ماں کا سبب موجود ہے' اور تعجب ہے کہ یہ لوگ حکماء اور فلاسفروں کی لغویات کو تو تسلیم کرتے ہیں اور قرآن حدیث کی ازروئے عقل سچی باتوں میں شبہ کرتے ہیں' جب کہ خود حکماء اور فلاسفر لوگ انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر مختلف ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتے ہیں (ملخص از نووی)

۲۸ - (۲۷) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ اُبْسُطْ يَمِيْنَكَ فَلْاُ بَايِعَكَ فَبَسَطَ يَمِيْنَهُ

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو میں نے کہا کہ اپنا دایاں ہاتھ پھیلائیں تاکہ

فَقَبَضْتُ يَدِیْ فَقَالَ ((مَالَكَ يَا عَمْرُو)) قُلْتُ اَرَدْتُّ اَنْ اَشْتَرِطَ قَالَ ((تَشْتَرِطُ مَاذَا)) قُلْتُ اَنْ يُّغْفَرَلِیْ قَالَ ((اَمَا عَلِمْتَ يَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ وَاَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَاَنَّ الْحَجَّ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهٗ)) وَالْحَدِيْثَانِ الْمَرْوِيَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ وَالْاٰخَرُ الْكِبْرِيَاءُ رِدَآئِیْ سَنَذْكُرُهُمَا فِیْ بَابِ الرِّيَآءِ وَالْكِبْرِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث رقم ١٩٢-١٢١ واحمد ٤/ ٢٠٥)

میں آپ سے اسلام کی بیعت کروں‘ پس آپ نے اپنا دایاں ہاتھ پھیلایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا‘ آپ نے فرمایا: ”اے عمرو! تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا میں چاہتا ہوں کہ شرط کروں آپ نے فرمایا: ”تو کیا شرط کرنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا‘ شرط یہ ہے کہ میرے لئے بخشش کی جائے‘ آپ نے فرمایا: ”کیا تجھے معلوم نہیں کہ بے شک اسلام ان گناہوں کو دور کر دیتا ہے جو اسلام لانے سے پہلے کے ہوں اور بے شک ہجرت دور کر دیتی ہے ان گناہوں کو جو اس سے پہلے کے ہوں‘ اور حج ان غلطیوں کو مٹا دیتا ہے جو حج سے پہلے کی ہوں“ (مسلم) اور دو احادیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہیں‘ ان میں سے پہلی کا شروع یوں ہے کہ: ((اَنَا اَغْنَی الشُّرَكَآءَ عَنِ الشِّرْكِ)) اور دوسری کا شروع یوں ہے ((اَلْكِبْرِيَآءُ رِدَآئِیْ)) ان ❶ دونوں کو ہم ان شاء اللہ باب الریاء اور باب الکبر میں بیان کریں گے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام بغوی رحمہ اللہ نے مصابیح میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دو احادیث یہاں بیان کی تھیں لیکن صاحب مشکوٰۃ نے ان کو یہاں ذکر کرنا مناسب نہ جانا‘ اس لیے باب الریاء والکبر میں ان کو بیان کیا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ (دوسری فصل)

٢٩- (٢٨) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ قَالَ ((لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰی مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَ تُؤْتِی الزَّكَاةَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَتَحُجُّ الْبَيْتَ)) ثُمَّ قَالَ ((اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ تَلَا (تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰی بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا‘ اے اللہ کے رسول! مجھے ایسے عمل کی خبر دیں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے اور مجھ کو آگ سے دور رکھے‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تو نے ایک بڑی بات پوچھی ہے اور تحقیق وہ اس شخص پر آسان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص پر آسان کرے (وہ عمل یہ ہے) اللہ تعالیٰ کی بندگی کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا اور نماز قائم کر اور زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر‘ پھر آپ نے فرمایا: ”میں تجھے نیکی کے دروازے نہ بتاؤں؟ روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور انسان کی

عُمُودِهٖ وَ ذِرْوَةِ سَنَامِهٖ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((رَأْسُ الْاَمْرِ اَلْاِسْلَامُ وَعُمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَ ذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) ثُمَّ قَالَ ((اَلَا اُخْبِرُكَ بِمَلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ)) قُلْتُ بَلٰى يَانَبِيَّ اللّٰهِ فَأَخَذَ بِلِسَانِهٖ وَقَالَ ((كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا)) فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ ((ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامُعَاذُ وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْعَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ۔)) (رواه احمد و الترمذی وابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ٢٦١٦ وابن ماجة حدیث رقم ٣٩٧٣ واحمد ٥-٢٣١)

رات کے درمیان نماز' پھر آپ نے یہ آیت پڑھی تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ سے يَعْمَلُوْنَ ❶ تک' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس اہم امر کا سر' اس کا ستون اور اس کی بلندی کی کوہان نہ بتاؤں؟'' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہاں فرمائیے آپ نے فرمایا: ''اس اہم امر کا سر ❷ اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلندی کی کوہان جہاد ہے'' پھر آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تمام چیزوں کی جڑ کی خبر نہ دوں؟'' میں نے کہا ہاں! اے اللہ کے رسول ضرور بتلایئے' تو آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: ''اس کو اپنے پر قابو رکھ'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم جو بولتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ''تجھے تیری ماں گم کرے' اے معاذ! لوگوں کو آگ میں ان کے منہ کے بل یا ناک کے بل نہیں گرائیں گی مگر ان کی زبان کی کہی ہوئی باتیں''۔ ❸ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: مجموعی طرق کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پوری آیت یوں ہے ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ○ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○﴾ ترجمہ: الگ رہتی ہیں ان کی کروٹیں اپنے سونے کی جگہ سے' پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر سے اور لالچ سے' اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہیں' سو کسی شخص کو معلوم نہیں جو چھپا دھرا ہے ان کے واسطے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی' یہ بدلہ ہے اس کا جو کرتے تھے۔ ❷ یعنی جس طرح سر کے بغیر بدن قائم نہیں رہ سکتا اسی طرح ان امور کے بغیر دین حاصل نہیں ہو سکتا اور اسلام سے مراد شہادتین ہے کہ اس سے دین کی جڑ ثابت ہوتی ہے۔ ❸ امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے مطابق کیا خوب فرمایا ہے: حِفْظُ لِسَانِكَ اَيُّهَا الْاِنْسَانُ لَا يُلْدَغَنَّكَ اَنَّهٗ ثُعْبَانٌ ○ كَمْ فِي الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِيْلِ لِسَانِهٖ كَانَتْ تُهَابُ لِقَاءَهُ الشُّجْعَانُ یعنی ''اے مسلمان اپنی زبان کو محفوظ رکھ کہیں وہ تجھے کاٹ نہ لے بے شک وہ اژدہا ہے' بہت سے لوگ قبرستان میں زبان سے ہلاک شدہ پڑے ہیں حالانکہ دنیا میں ایسے بہادر تھے کہ ان سے بڑے بڑے زبردست ہیبت کھاتے تھے''۔

٣٠- (٢٩) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود حدیث رقم ٤٦٨١)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی سے) محبت رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے (کسی سے) بغض رکھے اور اللہ تعالیٰ کے لئے دے اور اللہ کے لئے منع کرے تو اس نے ایمان کو پورا کیا''۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

٣١- (٣٠) وَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ مُعَاذِبْنِ اَنَسٍ مَعَ تَقْدِيْمٍ وَتَأْخِيْرٍ وَفِيْهِ ((فَقَدِ اسْتَكْمَلَ اِيْمَانَهُ۔)) (الترمذی حدیث رقم ٢٥٢١ وقال عنه حسن واحمد فی المسند ٣/ ٤٤٠)

اور امام ترمذی نے اس حدیث کو سیدنا معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے کچھ تقدیم و تاخیر سے بیان کیا ہے اور اس میں (یہ الفاظ ہیں) ''پس تحقیق اس نے اپنے ایمان کو مکمل کیا۔''

٣٢- (٣١) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔)) (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حدیث رقم ٤٥٩٩)

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین اعمال میں سے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر بغض رکھنا ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٣٣- (٣٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ (الترمذی حدیث ٢٦٢٧ والنسائی حدیث رقم ٤٩٩٦ عن ابن عمر)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(پورا) مسلمان وہ ہے کہ جس سے تمام مسلمان اس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے محفوظ رہیں' اور (پورا) مومن وہ ہے کہ جس سے لوگ اپنے خونوں پر اور اپنے مالوں پر امن میں رہیں۔'' (ترمذی، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٣٤- (٣٣) وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ بِرِوَايَةِ فَضَالَةَ ((وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔)) (البیهقی حدیث رقم ١١١٢٢ ولفظه ((الا اخبركم بالمؤمن)) وذكر الحديث من غير المسلم ((من سلم المسلمون من لسانه)) واحمد فی المسند ٦/ ٢١)

اور بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں سیدنا فضالہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ الفاظ زیادہ روایت کئے ہیں' ''اور کامل جہاد کرنے والا وہ شخص ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنی جان کو مشقت میں ڈالا اور دراصل ہجرت کرنے والا وہ شخص ہے جس نے چھوٹے اور بڑے گناہ چھوڑ دیئے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٣٥- (٣٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَّاقَالَ ((لَااِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهُ۔)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) (البیهقی حدیث ٤٣٥٤ واحمد فی المسند ٣/ ١٥٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہت ایسا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے کوئی خطبہ پڑھا ہو اور اس میں یہ نہ فرمایا ہو: ''اس شخص کا پورا ایمان نہیں جسے اپنی امانت ❶ کا خیال نہیں اور اس شخص کا پورا دین نہیں جسے اپنے عہد کا کوئی

خیال نہیں۔'' (بیہقی فی شعب الایمان)

حکم الحدیث: یہ حدیث جید ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک کا حق جو دوسرے کے ذمہ واجب ہو اس کے ادا کرنے میں امانت داری نہ برتنا خیانت اور بددیانتی ہے' اگر ایک کی چیز دوسرے کے ذمہ امانت ہو اور وہ اس میں بے جا تصرف کرتا یا مانگنے پر واپس نہ کرتا ہو تو یہ کھلی ہوئی خیانت ہے یا کسی کی کوئی چھپی ہوئی بات کسی دوسرے کو معلوم ہو یا کسی نے دوسرے پر بھروسہ کر کے کوئی اپنا بھید اس کو بتایا ہو تو اس کا کسی اور پر ظاہر کرنا بھی خیانت ہے' اسی طرح جو کام کسی کے سپرد ہو اور وہ اس کو وہ دیانت داری کے ساتھ انجام نہ دے تو یہ بھی خیانت ہی کہلائے گا' علی ھذا القیاس عام مسلمانوں ائمہ وقت اور اپنے متفقہ قومی اور ملی مصالح کے خلاف قدم اٹھانا بھی ملت سے بددیانتی ہے' دوست ہو کر دوستی نہ نبھانا بھی خیانت ہے' بیوی میاں کی وفاداری نہ کرے تو یہ بھی خیانت ہے' دل میں کچھ رکھنا اور زبان سے کچھ کہنا اور عمل سے کچھ اور ثابت کرنا بھی خیانت ہے' غرض اسلام کی اخلاقی تعلیم میں تمام خیانتیں یکساں ممنوع ہیں' سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفا روایت ہے' انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن امانت کا' قیامت کے دن بندہ کو لایا جائے گا اگر چہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہی ہوا ہو' اس سے کہا جائے گا کہ تم امانت لاؤ اور ادا کرو' وہ کہے گا یا اللہ! اب کیسے لاؤں دنیا تو ختم ہو چکی' اس سے کہا جائے گا کہ اس کو دوزخ کے طبقہ ہاویہ میں لے جاؤ' وہاں امانت کی چیز مثال بن کر اصل صورت میں اس کے سامنے آئے گی تو وہ اس کو دیکھ کر پہچان لے گا اور اس کے پیچھے بھاگے گا یہاں تک کہ اس کو پکڑ لے گا اور اس کو اپنے کندھوں پر لاد کر چل پڑے گا اور جب دوزخ سے نکلنا چاہے گا تو وہ بوجھ اس کے کندھے سے گر پڑے گا' ان کے علاوہ وہ پھر اس کے پیچھے ہمیشہ ہمیشہ گرتا بھاگتا چلا جائے گا' پھر انہوں نے فرمایا' نماز امانت ہے' وضو امانت ہے' تول بھی امانت ہے' ناپ بھی امانت ہے' اور بھی بہت سی چیزیں گن کر فرمایا اور ان سب سے زیادہ سخت معاملہ امانت کی چیزوں کا ہے (بیہقی جلد ۴)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ (تیسری فصل)

٣٦- (٣٥) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ۔)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث ٤٧-٢٩ والترمذى حديث ٢٦٢٨)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''جو کوئی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں (تو) اس پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ حرام ❶ کر دیتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے مراد وہ شخص ہے جس نے کلمہ پڑھا اور آخری دم تک اسی کلمہ پر رہا جیسا کہ دوسری روایت میں آتا ہے: ((مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) یعنی ''جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو گا وہ جنت میں جائے گا اور توحید کا معنی ہی درحقیقت یہ ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی طرف اس طرح مائل ہو جائے کہ تمام گناہوں سے خالص توبہ کرے اور اپنی جان و مال کو ہر وقت اللہ تعالیٰ پر قربان کرنے کے لئے تیار رکھے' نیز ہمہ وقت سراً و جہراً اللہ تعالیٰ کے موافق رہے جو شخص ایسی حالت میں مرے گا تو یقیناً اس پر جہنم کی آگ حرام ہو گی۔

٣٧- (٣٦) وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص (اس حال میں) مرے اور وہ یقین رکھتا

الْجَنَّةَ۔(رواہ مسلم) (مسلم حدیث ٤٣-٢٦ واحمد فی مسندہ ١/ ٦٩)

ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں (تو) وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

٣٨- (٣٧) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثِنْتَانِ مُوْجِبَتَانِ)) قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْمُوْجِبَتَانِ قَالَ ((مَنْ مَّاتَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم ١٥١-٩٣ واحمد ٣-٣٩١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو چیزیں (جنت اور آگ کو) واجب کرنے والی ہیں'' ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! جنت اور دوزخ واجب کرنے والی کیا چیزیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرتا ہوا مرے (تو) وہ آگ میں داخل ہوگا اور جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہوا مرے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (مسلم)

٣٩- (٣٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا قُعُوْدًا حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَمَعَنَا اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فِيْ نَفَرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ بَيْنِ اَظْهُرِنَا فَاَبْطَاَ عَلَيْنَا وَخَشِيْنَا اَنْ يُّقْتَطَعَ دُوْنَنَا وَفَزِعْنَا فَقُمْنَافَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَخَرَجْتُ اَبْتَغِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَتَيْتُ حَآئِطًا لِّلْاَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ فَدُرْتُ بِهٖ هَلْ اَجِدُ لَهٗ بَابًا فَلَمْ اَجِدْ فَاِذَا رَبِيْعٌ يَدْخُلُ فِيْ جَوْفِ حَائِطٍ مِّنْ بِئْرٍ خَارِجَةَ وَّالرَّبِيْعُ الْجَدْوُلُ قَالَ فَاحْتَفَزْتُ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا شَاْنُكَ)) قُلْتُ كُنْتَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا فَقُمْتَ فَاَبْطَاْتَ عَلَيْنَا فَخَشِيْنَا اَنْ تُقْتَطَعَ دُوْنَنَا فَفَزِعْنَا فَكُنْتُ اَوَّلَ مَنْ فَزِعَ فَاَتَيْتُ هٰذَا الْحَآئِطَ فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ وَهٰؤُلَآءِ النَّاسُ وَرَآئِيْ فَقَالَ ((يَا اَبَا هُرَيْرَةَ)) وَاَعْطَانِيْ نَعْلَيْهِ فَقَالَ ((اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ فَمَنْ لَّقِيَكَ مِنْ وَّرَآءِ هٰذَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارے ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے تو ہمارے درمیان سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمارے پاس واپس آنے میں دیر لگائی' اور ہم ڈرے کہ آپ کو ہماری عدم موجودگی میں کوئی ایذاء نہ پہنچائے اور گھبرا کر ہم سب اٹھ کھڑے ہوئے گھبرانے والوں میں پہلا شخص میں تھا تو میں رسول اللہ ﷺ کو تلاش کرتا ہوا نکلا یہاں تک کہ میں انصار ❶ بنی نجار کے باغ کے پاس آیا' پس میں اس کے گرد گھوما❷ تا کہ میں اس کا کوئی دروازہ پاؤں' (لیکن) نہ پایا میں نے (کوئی دروازہ) تو اچانک (میری نظر) ایک ندی پر پڑی جو باہر کے کنوئیں سے باغ میں داخل ہوتی تھی اور ربیع کو جدول ❸ کہتے ہیں' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سمٹا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس (باغ میں) چلا گیا آپ نے فرمایا: ''تو ❹ ابوہریرہ ہے'' میں نے کہا ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہے؟'' میں نے عرض کیا' آپ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے' پھر آپ اٹھے اور چلے گئے اور آپ نے ہمارے پاس واپس آنے میں دیر لگائی اس لیے ہم فکر مند ہوئے کہ ہماری عدم موجودگی میں آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے (یہ خیال کر کے) ہم گھبرا گئے اور گھبرانے والوں میں پہلا میں شخص تھا تو میں اس باغ کے پاس آیا اور سمٹ کر ❺ باغ میں داخل ہو گیا جیسے

الْحَآئِطِ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ)) فَكَانَ اَوَّلُ مَنْ لَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ هَاتَانِ نَعْلَا رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِيْ بِهِمَا مَنْ لَقِيْتُ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ فَضَرَبَ عُمَرُ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَجْهَشْتُ بِالْبُكَآءِ وَرَكِبَنِيْ عُمَرُ وَاِذَا هُوَ عَلٰى اَثَرِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَالَكَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ)) قُلْتُ لَقِيْتُ عُمَرَ فَاَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ بَعَثْتَنِيْ بِهٖ فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاِسْتِيْ فَقَالَ ارْجِعْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَاعُمَرُ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ)) قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ بَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ يَّتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَخَلِّهِمْ)) (رواہ مسلم)

(مسلم حدیث رقم ۵۲۔ ۳۱)

لومڑی سمٹ جاتی ہے اور یہ لوگ (صحابہ) میرے پیچھے آ رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! اور آپ نے مجھ کو اپنی ❻ دو جوتیاں دے دیں اور فرمایا: ''میری ان دو جوتیوں کو لے جا' تو جو شخص تجھے اس باغ کے باہر یقین سے گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اس کو جنت کی بشارت دے' چنانچہ جس شخص کو میں سب سے پہلے ملا وہ عمر تھے' انہوں نے کہا کہ ابوہریرہ! یہ دو جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا' یہ دو جوتیاں رسول اللہ ﷺ کی ہیں' آپ نے مجھے یہ دونوں جوتیاں دے کر اس لئے بھیجا ہے کہ جس شخص سے میں ملوں (اور وہ) یقین دل سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں اس کو جنت کی خوشخبری دوں' پس عمر رضی اللہ عنہ نے (ہاتھ سے ❼) میری چھاتی پر مارا اور میں پیچھے مقعد کے بل گر پڑا' اور اس نے کہا' (ابوہریرہ) واپس جا' پس میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا اور بلند آواز سے رونے لگا اور میرے پیچھے عمر بھی جلدی ہی چلے آئے' آپ نے فرمایا: ''ابوہریرہ تیرا کیا حال ہے؟'' میں نے کہا' میں عمر سے ملا اور میں نے اس کو اس بات کی خبر دی کہ جس کے متعلق آپ نے مجھے بھیجا تھا تو عمر نے میری چھاتی پر زور سے (ہاتھ) مارا کہ میں سرین کے بل گر پڑا اور (عمر نے) کہا واپس جا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمر! اس کام پر تجھے کس نے آمادہ کیا؟'' عمر نے کہا' اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ نے ابوہریرہ کو اپنی دونوں جوتیاں دے کر بھیجا تھا کہ جس شخص سے ملے اور وہ یقین سے گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو یہ اس کو جنت کی خوشخبری دے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں!'' عمر نے کہا (اے اللہ کے رسول!) ایسا نہ کیجئے کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ اس (بشارت) پر بھروسہ کر لیں گے' پس چھوڑ دیجئے ان کو تا کہ وہ عمل کریں' پس رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''(اچھا ان کو عمل کرنے کے لئے) چھوڑ ❽ دو۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بنی نجار انصار کے ایک قبیلہ کا نام ہے ان میں سے کسی کا باغ تھا۔ ❷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرین اور قیاس سے جانا کہ نبی ﷺ اس باغ میں ہوں گے اور دروازے کا نہ پانا شاید اس لئے ہو کہ دروازے بند کر دیئے ہوں گے یا پریشانی کے باعث

دروازے پر نظر ہی نہ پڑی۔ واللہ اعلم ❸ جدول کا معنی ندی' نالی ہے۔ ❹ آپ نے تعجب سے فرمایا کہ دروازے تو بند تھے تو اندر کیسے آیا۔ ❺ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی غیر کی چیزوں میں تصرف کرنا اس کی اجازت کے بغیر درست ہے بشرطیکہ یقین ہو کہ وہ ناراض نہ ہوگا کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب باغ کے اندر گئے تو آپ نے اسے منع نہیں کیا اور اس طرح کی اجازت کو اجازت عرفی کہتے ہیں اس حدیث میں دیگر فوائد کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (نووی اص ۴۵) ❻ تاکہ لوگ جان لیں کہ واقعی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہے۔ ❼ اس مارسے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو گرا دینا، یا ایذاء پہنچانا مقصود نہ تھا بلکہ اس کام سے باز رکھنا پیش نظر تھا، اور سینہ پر اس لئے مارا کہ ان کو تنبیہ ہو اور اس بات کو بیان کرنے سے باز رہیں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اقدام بطور اعتراض بھی نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام دے کر کیوں بھیجا ہے' کیونکہ اس پیغام میں امت کے لئے خوش خبری کے سوا اور کوئی بات نہ تھی لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس خوش خبری کو ظاہر کرنا خلاف مصلحت سمجھا اس لئے کہ اس وقت دین میں جد و جہد اور احکام الٰہی میں کوشش کرنا از بس ضروری تھا، خصوصاً جہاد فی سبیل اللہ نہایت اہم امر تھا' اگر یہ خوشخبری عام لوگوں میں پہنچا دی جاتی تو احتمال تھا کہ لوگ اس پر بھروسہ کر کے اعمال میں سستی اور تن آسانی کرتے یہی وجہ تھی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ' سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ آئے اور آپ کی خدمت میں یہ مصلحت بیان کی' آپ نے ان کی رائے کو درست جانا اور اس پر عمل کیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رعیت کے لیے حق ہے کہ وہ امام پر اعتراض کرے جبکہ وہ کوئی حکم خلاف مصلحت پیش کرے اور امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس اعتراض کا معقول جواب دے کر رعیت کو خاموش کرے یا اپنے حکم کو بند رکھے۔ یہاں یہ سوال کرنا غلط ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے لئے کیسے جائز ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک حکم پہنچانے کے لئے حکم دیں اور عمر رضی اللہ عنہ انہیں منع کر دیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس لوٹا دیں' یہ سوال اس لئے غلط ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ یہ حکم عوام تک پہنچانا واجب نہیں ہے بلکہ محض خوشخبری ہے اور اگر یہ حکم بطور وجوب ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیسے مان سکتے تھے کہ ان کو عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیجئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو کیا مجال تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کرتے فَافْهَمْ اَنَّهُ نَفِيْسٌ (نووی) ❽ اس سے معلوم ہوا کہ دین کی بعض باتیں مصلحت کے پیش نظر محدود رکھنا جائز ہیں۔ (نووی)

٤٠ - (٣٩) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَفَاتِيْحُ الْجَنَّةِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.)) (رواه احمد) (احمد ٥/ ٢٤٢)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''جنت کی کنجیاں یہ ہیں' اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٤١ - (٤٠) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ تُوُفِّيَ حَزِنُوْا عَلَيْهِ حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يُوَسْوِسُ قَالَ عُثْمَانُ وَكُنْتُ بَعْضَهُمْ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ مَرَّ عَلَيَّ عُمَرُ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَشْعُرْ بِهِ فَاشْتَكٰى عُمَرُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ اَقْبَلَا حَتّٰى سَلَّمَا عَلَيَّ جَمِيْعًا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ لَّا تَرُدَّ عَلٰى اَخِيْكَ عُمَرَ سَلَامَهُ قُلْتُ مَا فَعَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ بَلٰى وَاللّٰهِ لَقَدْ فَعَلْتَ قَالَ قُلْتُ وَاللّٰهِ مَا شَعَرْتُ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چند آدمی آپ کے صحابہ سے جب کہ آپ کی وفات ہوئی آپ پر بہت غمگین ہوئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض ان میں سے وسواس ❶ میں واقع ہوں' عثمان نے کہا اور میں بھی انہی میں سے تھا اور میں اسی حال میں بیٹھا تھا کہ میرے پاس سے عمر رضی اللہ عنہ گزرے اور انہوں نے مجھے سلام کہا' لیکن مجھے ان کے سلام کی خبر نہ ہوئی' تو عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت کی' پھر وہ دونوں آئے اور اکھٹے دونوں نے مجھے سلام کہا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا'

اَنَّكَ مَرَرْتَ وَلَا سَلَّمْتَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ عُثْمَانُ قَدْ شَغَلَكَ عَنْ ذٰلِكَ اَمْرٌ فَقُلْتُ اَجَلْ قَالَ مَا هُوَ قُلْتُ تَوَفَّى اللّٰهُ تَعَالٰى نَبِيَّهُ ﷺ قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهُ عَنْ نَجَاةِ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قَدْ سَاَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ اِلَيْهِ وَقُلْتُ لَهُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَنْتَ اَحَقُّ بِهَا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجَاةُ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَبِلَ مِنِّي الْكَلِمَةَ الَّتِيْ عَرَضْتُ عَلٰى عَمِّيْ فَرَدَّهَا فَهِيَ لَهُ نَجَاةٌ.)) (احمد في مسنده ١٠/٦)

عثان! تجھے کس چیز نے آمادہ کیا کہ تو نے اپنے بھائی عمر کے سلام کا جواب نہ دیا؟ میں نے کہا' میں نے تو ایسا نہیں کیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' ہاں اللہ کی قسم! تم نے ایسا ہی کیا ہے' عثمان کہتے ہیں' میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے خبر نہیں کہ آپ ادھر سے گزر رہے ہیں اور نہ ہی مجھے آپ کے سلام کرنے کا خیال ہے' ابوبکر نے کہا' عثمان نے سچ کہا تحقیق تم کو باز رکھا ہے اے عثمان اس سے کسی کام نے؟ میں نے کہا' ہاں! ابوبکر نے کہا' وہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وفات دی اس سے پہلے کہ ہم ان سے اس امر کی نجات ❷ کے بارے میں پوچھیں' ابوبکر نے کہا' تحقیق میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں پوچھ لیا تھا' پس میں ابوبکر کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور میں نے کہا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں' آپ ہی اس کے پوچھنے کے زیادہ لائق تھے ❸ ابوبکر نے کہا' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! اس کام سے کس طرح نجات ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص وہی کلمہ ❹ مجھ سے قبول کرے جو میں نے اپنے چچا پر پیش کیا تھا جس کو اس نے رد کر دیا تھا تو یہی کلمہ اس کے لئے نجات ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وسواس یہ تھا کہ نبی ﷺ کے انتقال سے دین اور شریعت ختم ہوگئی۔ (مرعاۃ) ❷ امر سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو عبادات اور دیگر دینی امور میں بہت خطرات اٹھتے ہیں ان کے لئے کلمہ توحید کا پڑھنا باعث نجات ہے (مرعاۃ) ❸ اس لئے کہ نبی ﷺ سے زیادہ تر قرب آپ ہی کو حاصل تھا اور دینی علم سیکھنے کا بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت شوق رکھتے تھے۔ ❹ یعنی کلمہ طیبہ

٤٢ (٤١) وَعَنِ الْمِقْدَادِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا يَبْقٰى عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ كَلِمَةَ الْاِسْلَامِ بِعِزِّ عَزِيْزٍ وَذُلِّ ذَلِيْلٍ اِمَّا يُعِزُّهُمُ اللّٰهُ فَيَجْعَلُهُمْ مِنْ اَهْلِهَا فَيَدِيْنُوْنَ لَهَا قُلْتُ فَيَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ.)) (احمد في مسنده ٦/٤)

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''کوئی مٹی کا گھر اور نہ ہی کوئی خیمہ' زمین ❶ کی پیٹھ پر باقی نہیں رہے گا مگر اللہ تعالیٰ اس میں کلمہ اسلام داخل کرے گا' عزیز کی عزت کے ساتھ یا ذلیل کی ذلت کے ساتھ' یا عزت ❷ دے گا ان کو اللہ تعالیٰ پس بنا دے گا ان کو اس کلمہ کے اہل سے' یا ذلیل ❸ کرے گا ان

کوتو وہ فرماں بردار ہوں گے اس کلمہ کے‘‘ میں نے کہا‘ پھر تو دین تمام اللہ کے لئے ہوگا۔‘‘ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ زمین سے مراد جزیرہ عرب اور اس کے گردونواح کا علاقہ ہے‘ مٹی کے گھر سے مراد گاؤں اور شہر ہیں کہ ان میں مٹی کی اینٹوں کے گھر ہوتے ہیں اور خیمہ سے مراد گنوار ہیں کہ وہ جنگلات میں خیموں میں رہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی جگہ اور کوئی مکان خالی نہیں رہے گا کہ اس میں اللہ تعالیٰ اسلام کا کلمہ داخل نہ کرے۔ ❷ یعنی کلمہ توحید قبول کرنے کی وجہ سے اس کے اہل ہو جائیں گے اور آخری دم تک کلمہ توحید پر ثابت قدم رہیں گے۔ ❸ یعنی کلمہ توحید کے قبول نہ کرنے کی وجہ سے ذلیل ہوں گے اور جزیہ دینا قبول کریں گے اور ذمی ہوں گے (مرعاۃ)

۴۳ - (۴۲) وَعَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قِيْلَ لَهُ أَلَيْسَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لَيْسَ مِفْتَاحٌ إِلَّا وَلَهُ أَسْنَانٌ فَإِنْ جِئْتَ بِمِفْتَاحٍ لَهُ أَسْنَانٌ فُتِحَ لَكَ وَإِلَّا لَمْ يُفْتَحْ۔ (بخاری فی ترجمة باب) (البخاری ۳/ ۱۰۹)

سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ ان کو کہا گیا ❶ کیا لا الہ الا اللہ جنت کی چابی نہیں؟ انہوں نے کہا‘ ہاں لیکن نہیں ہوگی کوئی چابی مگر اس کے دندانے ہوتے ہیں‘ پس اگر تو لائے کوئی چابی کہ اس میں دندانے ہو ❷ تو اس کو تیرے لئے کھولا جائے گا اور اگر نہ لایا ❸ تو تیرے لئے اس کو نہ کھولا جائے گا۔ بخاری نے ترجمۃ الباب میں بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند مقطوع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ معلوم ہوتا ہے کہ جب امام وہب نے عمل کرنے کی ترغیب دلائی اور اس کے چھوڑنے پر تنبیہ کی ہوگی تو لوگوں نے کہا جنت کے دروازوں کے کھلنے کے لئے کلمہ ہی کافی ہے عمل ہوں یا نہ ہوں۔ ❷ دندانوں سے مراد دل میں کلمہ طیبہ کی تصدیق اور زبان سے اقرار اور پھر اس کے احکام کی پوری تابعداری ہے۔ ❸ یعنی اگر چابی دندانوں کے بغیر ہوگی تو اس سے تالا نہیں کھلے گا۔

۴۴ - (۴۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ إِسْلَامَهُ فَكُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَكُلُّ سَيِّئَةٍ يَعْمَلُهَا تُكْتَبُ بِمِثْلِهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۴۲ ومسلم حدیث ۲۰۵-۱۲۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص اپنے اسلام کو اچھا ❶ بنائے گا‘ اس کی ہر ایک نیکی کا اجر دس گنا لکھا جائے گا تو یہاں تک کہ اس کی ایک ایک نیکی سات سو نیکیوں کے برابر ہوگی اور ہر ایک بدی اپنے مثل ❷ لکھی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلا جائے‘‘۔ (بخاری‘ مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اسلام کے کاموں کو صدق اور خلوص سے ادا کرے گا۔ ❷ یعنی ایک ہی بدی سمجھی جائے گی۔

۴۵ - (۴۴) وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا الْإِيْمَانُ قَالَ ((إِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَأَنْتَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا‘ ایمان کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ’’جب تیری نیکی تجھ کو خوش کرے اور تیری برائی تجھ کو

فَمَا الْاِثْمُ قَالَ ((اِذَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ شَيْءٌ فَدَعْهُ)) (رواه احمد) (احمد ٥/ ٢٥١ وفيه تقديم وتاخير)

ناخوش کرے پس تو مومن ہے؟ اس نے کہا' اے اللہ کے رسول! گناہ کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جب تیرے ❶ دل میں کوئی چیز کھٹکے اور تو اس کو چھوڑ دے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تیرے دل میں شبہ ہو کہ یہ حلال ہے یا حرام

٤٦ - (٤٥) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ مَّعَكَ عَلٰى هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ ((حُرٌّ وَ عَبْدٌ)) قُلْتُ مَا الْاِسْلَامُ قَالَ ((طِيْبُ الْكَلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ)) قُلْتُ مَا الْاِيْمَانُ قَالَ ((اَلصَّبْرُ وَ السَّمَاحَةُ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْاِيْمَانِ اَفْضَلُ قَالَ ((خُلُقٌ حَسَنٌ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ قَالَ ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ ((اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ)) قَالَ قُلْتُ فَاَيُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ قَالَ ((مَنْ عُقِرَ جَوَادُهٗ وَاُهْرِيْقَ دَمُهٗ)) قَالَ قُلْتُ اَيُّ السَّاعَاتِ اَفْضَلُ قَالَ ((جَوْفُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ)) (رواه احمد)

(احمد في مسنده)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اور میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! آپ کے ساتھ اس دین پر کون تھا؟ ❶ آپ نے فرمایا: ''ایک آزاد ❷ اور ایک غلام'' میں نے کہا' اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا کلام اور کھانا کھلانا'' میں نے کہا' ایمان کی باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''صبر کرنا اور سخاوت کرنا'' میں نے کہا' کون سا مسلمان بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ شخص کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں'' میں نے کہا' ایمان کی کون سی بات بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا خلق'' میں نے کہا' نماز میں کون سی چیز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دیر تک کھڑا رہنا'' میں نے کہا' کون سی ہجرت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بہترین ہجرت یہ ہے کہ تو اس چیز کو چھوڑ دے کہ جسے تیرا رب ناپسند رکھتا ہو'' میں نے کہا' جہاد کرنے والوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ شخص جس کا گھوڑا لڑائی میں مارا جائے اور خود بھی شہادت پائے'' میں نے کہا' وقتوں میں کون سا وقت بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ''آدھی رات کا آخری حصہ۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی شروع اسلام میں آپ کے ساتھ کون تھا ❷ آزاد سے مراد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور غلام سے مراد بلال رضی اللہ عنہ

٤٧ - (٤٦) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَيُصَلِّي الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ غُفِرَ لَهٗ)) قُلْتُ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور

اَفَلَا اُبَشِّرُ هُمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((دَعْهُمْ يَعْمَلُوْا۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ٥/ ٢٣٢)

پانچوں نمازیں پڑھتا ہو اور رمضان کے روزے رکھتا ہو اس کو بخش دیا جائے گا'' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دوں؟ آپ نے فرمایا: ''ان کو عمل کرنے کے لئے چھوڑ دے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٤٨ - (٤٧) وَعَنْهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ اَفْضَلِ الْإِيْمَانِ قَالَ ((اَنْ تُحِبَّ لِلّٰهِ وَتُبْغِضَ لِلّٰهِ وَتَعْمَلَ لِسَانَكَ فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ)) قَالَ وَمَاذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ((وَاَنْ تُحِبَّ لِلنَّاسِ مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَ تَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ٥/ ٢٤٧ وزاد ((ان تقول خیرا و تصمت))

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ایمان کی بہترین خصلتوں کے بارے پوچھا' آپ نے فرمایا: ''تو اللہ تعالیٰ کے واسطے دوستی رکھے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی دشمنی رکھے اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کی یاد ❶ میں جاری رکھے'' (پوچھا) پھر کیا ہے اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''اور یہ کہ لوگوں کے لیے اس چیز کو دوست رکھے کہ جسے تو اپنے لیے دوست رکھتا ہے اور ان کے لیے اس چیز کو مکروہ رکھے جسے تو ❷ اپنے لیے مکروہ رکھتا ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی حضور دل کی توجہ کے ساتھ۔ ❷ یعنی سب کا خیر خواہ

بَابُ الْكَبَآئِرِ وَعَلَامَاتِ النِّفَاقِ

بڑے ❶ گناہوں اور نفاق کی نشانیوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٤٩ - (١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَكْبَرُ عِنْدَاللّٰهِ قَالَ ((اَنْ تَدْعُوَلِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ)) قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ((اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ)) قَالَ ((ثُمَّ اَيٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَصْدِيْقَهَا" وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ ❶ آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے (کسی کو) شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے' اس نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی اولاد کو اس ڈر ❷ سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی' اس نے کہا' کہ پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کہ زنا کرے تو

يَزْنُوْنَ" الاية (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حديث رقم ٦٨٦١ ومسلم حديث رقم ١٤٢-٨٦ والترمذی حديث ٣١٨٢ والنسائی حديث رقم ٤٠١٣ وابوداود حديث رقم ٢٣١٠ واحمد ١/ ٣٨٠)

اپنے ہمسایہ کی بیوی سے" پس اللہ تعالیٰ نے اس مسئلہ کے مطابق یہ آیت نازل کی ہے "اور جو لوگ نہیں پکارتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو اور نہیں مار ڈالتے اس جان کو کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مگر حق ❸ کے ساتھ اور نہیں زنا کرتے" آخر آیت تک۔

فوائد الحدیث: ❶ بڑے گناہ وہ ہیں کہ جن کے کرنے پر قرآن و حدیث میں حد (سزا) یا سخت عذاب کی وعید آئی ہو یا اس پر کفر کا اطلاق آیا ہو اور جس گناہ میں یہ چیزیں نہ ہوں گی وہ صغیرہ گناہ ہے۔ بڑے گناہوں کے مختلف مراتب ہیں' بعض بڑے اور بعض کم۔
❷ جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ محتاجگی کے ڈر سے اولاد کو پیدا ہوتے ہی مار ڈالتے تھے' یہ بھی کبیرہ گناہ ہے' شریعت نے اس سے بھی منع کیا ہے۔ ❸ یعنی شرعی حکم کے مطابق مارنا جیسے حد یا قصاص

٥٠- (٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ۔ (البخاری حديث رقم ٦٦٧٥ والنسائی حديث رقم ٤٠١١ والدارمی حديث رقم ٢٣٦٠ واحمد فی المسند ٢/ ٢٠١)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بڑے گناہ یہ ہیں (١) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا (٢) ماں باپ کی نافرمانی ❶ کرنا (٣) ناحق کسی جان کو مارنا (٤) جھوٹی ❷ قسم اٹھانا۔" (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ ماں باپ کو ناحق ستانا کبیرہ گناہ ہے' کسی مسلمان کیلئے یہ لائق نہیں کہ وہ اپنے ماں باپ کو تنگ کرے' ہاں اگر ماں باپ فاسق' فاجر یا مشرک ہوں تو ان کو ان برائیوں سے باز رکھنے کیلئے کوئی قانونی طریقہ استعمال کرنا منع نہیں ہے۔ ❷ جھوٹی قسم اٹھانا یہ ہے کہ گزشتہ جھوٹی کہی ہوئی بات پر جان بوجھ کر قسم اٹھائے کہ مجھے اللہ کی قسم میں نے یہ بات نہیں کہی اور جبکہ حقیقت میں وہ بات اس نے کہی تھی۔

٥١- (٣) وَفِيْ رِوَايَةِ اَنَسٍ وَّ شَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدْلَ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حديث رقم ٢٦٥٤ ومسلم حديث (١١٤- ٨٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جھوٹی گواہی دینے کے بدلے جھوٹی قسم اٹھانا۔ (بخاری، مسلم)

٥٢- (٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ قَالَ ((اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰو وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ہلاک ہونے والی سات چیزوں سے بچو" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ❶ "اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور جادو کرنا اور اس جان کا مارنا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ اور سود کا کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور لڑائی کے دن پیٹھ پھیر ❷ دینا اور پاک

حدیث رقم ۲۷٦٦ ومسلم حدیث رقم (۱٤٥ـ ۸۹) وابوداود حدیث ۲۸۷٤ والنسائی حدیث رقم ۳٦۷۱)

دامن ایمان والی بے خبر عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جاننا چاہیے اے بھائیو کہ شرک سے ہر کسی کو پرہیز کرنا لازم ہے کہ ساری باتوں کا مدار اسی پر ہے' یعنی مشرک کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا اور نہ وہ بخشا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ شرک شرع میں اس کو کہتے ہیں کہ جو صفات خاص باری تعالیٰ کی ہیں وہ اس کے غیر میں ثابت کرے' یعنی جیسے اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا علم ہے' دوسروں کے لیے بھی ویسا ہی سمجھنا جیسا ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتا ہے ویسا دوسروں اور کو بھی جانے یا جیسے وہ عالم میں تصرف رکھتا ہے اپنے ارادہ کے ساتھ ویسے اور کو بھی جانے۔ ❷ اگر ایک مسلمان دو کافروں سے بھاگے تو کبیرہ گناہ ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو بھاگنا حرام نہیں' جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ تب بھی ٹھہرا رہے جیسا کہ شیخ عبدالحق نے ذکر کیا ہے۔

٥٣ـ (٥) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَّلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَهِبُ نَهْبَةً یَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْهِ فِیْهَا اَبْصَارَهُمْ حِیْنَ یَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث رقم ۲٤۷٥ ومسلم حدیث (۱۰۰ـ ٥۷) وابوداود حدیث ٤٦۸۹ والترمذی حدیث رقم ۲٦۲٥ وابن ماجة حدیث رقم ۳۹۳٦ والنسائی حدیث رقم ٤۸۷۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (ہی) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں ❶ زنا کرتا کوئی زنا کرنے والا' زنا کے وقت اور وہ مومن ہو اور نہیں چوری کرتا کوئی چوری کرنے والا' چوری کے وقت اور وہ مومن ہو اور نہیں شراب پیتا کوئی شراب پینے والا' پینے کے وقت اور وہ مومن ہو اور نہیں لوٹتا لوٹ کہ لوگ اس کی طرف اس لوٹ میں اپنی آنکھیں اٹھائیں ❷ اس وقت کہ لوٹتا ہے اور وہ مومن ہو اور نہیں خیانت کرتا ایک تمہارا جس وقت کہ خیانت کرتا ہے اور وہ مومن ہو پس بچو تم بچو تم۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی زانی زنا کے وقت پورا مومن نہیں رہتا یا یہ معنی ہے کہ مومن کو یہ کام کرنے جائز نہیں۔
❷ یعنی آشکارا لوٹتا ہے کہ لوگ اس کو دیکھتے ہیں اور نالہ کرتے ہیں اور دفع نہیں کر سکتے۔

٥٤ـ (٦) وَفِیْ رِوَایَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ ((وَلَا یَقْتُلُ حِیْنَ یَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ)) قَالَ عِکْرِمَةُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ کَیْفَ یُنْزَعُ الْاِیْمَانُ مِنْهُ قَالَ هٰکَذَا وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ اَخْرَجَهَا قَالَ فَاِنْ تَابَ عَادَ اِلَیْهِ هٰکَذَا وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ لَا یَکُوْنُ هٰذَا مُؤْمِنًا تَآمًّا وَّلَا یَکُوْنُ لَهٗ نُوْرُ الْاِیْمَانِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ۔ (البخاری حدیث رقم ٦۸۰۹)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ زیادہ ہے ''اور نہیں قتل کرتا جس وقت کہ قتل کرتا ہے اور وہ مومن ہو۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا اس سے ایمان کیسے نکالا جاتا ہے؟ انہوں نے کہا' اس طرح' اور اپنی انگلیوں کے ❶ درمیان پیچ دیا' اور پھر ان کو نکالا اور فرمایا' اگر وہ توبہ کرتا ہے (تو اس کا ایمان) اس کی طرف اس طرح لوٹتا ہے ❷ اور پھر اپنی انگلیوں کے درمیان پیچ دیا اور

ابوعبداللہ ❸ نے کہا یہ شخص پورا مومن نہیں ہوتا اور اس کے لیے نور ایمان ❹ نہیں ہوتا یہ بخاری کے الفاظ ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ایک ہاتھ کا پنجہ دوسرے ہاتھ کے پنجے کے درمیان ڈال کر نکالا کہ پہلے آدمی کے ساتھ ایمان اس طرح ملا ہوا تھا پھر یوں نکل آتا ہے۔ ❷ یعنی گناہ کر چکتا ہے اور اس سے پھرتا ہے تو پھر بدستور آ جاتا ہے۔ ❸ ابوعبداللہ امام بخاری کی کنیت ہے۔ ❹ یعنی اس کا کمال۔

۵۵- (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ)) زَادَ مُسْلِمٌ ((وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ)) ثُمَّ اتَّفَقَا))اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ)) وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۳۳ ومسلم حدیث رقم (۱۰۷- ۵۹) والترمذی حدیث رقم ۲۶۳۱ والنسائی حدیث رقم ۵۰۲۱ واحمد فی المسند ۲/ ۳۵۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق ❶ کی تین نشانیاں ہیں'' مسلم نے زیادہ کیا ''اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اس کا دعویٰ رکھے کہ وہ مسلمان ہے'' پھر بخاری و مسلم دونوں متفق ہوئے ''جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے خلاف کرے اور جب اس کو امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔''

فوائد الحدیث: ❶ نفاق دو قسم پر ہوتا ہے ایک نفاق فی العقیدہ یعنی عقیدہ میں نفاق اور دوسرا نفاق فی العمل ہے نفاق فی العقیدہ یعنی یہ خصلتیں منافقوں کی ہیں مسلمانوں کو ان سے بچنا چاہیے۔

۵٦- (۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِیْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث رقم ۳٤ ومسلم حدیث (۱۰۷ـ ۵۹) وابوداود حدیث رقم ٤٦۸۸ والنسائی حدیث رقم ۵۰۲۰ والترمذی حدیث رقم ۲٦۳۲ واحمد فی المسند ۲/ ۱۸۹)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار باتیں ہیں جس شخص میں وہ ہوں وہ پورا منافق ہے ❶ اور وہ شخص کہ ان میں سے اس میں ایک خصلت ہو تو ایک خصلت نفاق سے ہوگی یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب بات کرے جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے توڑ دے اور جب کسی سے جھگڑے تو گالی گلوچ کرے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نفاق فی العمل رکھتا ہے۔

۵۷- (۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَالشَّاةِ الْعَآئِرَةِ بَیْنَ الْغَنَمَیْنِ تَعِیْرُ اِلٰی هٰذِهٖ مَرَّةً وَّاِلٰی هٰذِهٖ مَرَّةً)) (رواہ مسلم) (مسلم

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''منافق کی مثال بکری ❶ کی مانند ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان پھرتی ہے میل کرتی ہے ایک بار اس کی طرف اور

حدیث ١٧ والنسائی حدیث رقم ٥٠٣٧ واحمد فی المسند ٢/ ٤٧)

ایک بار اس کی طرف۔'' ❷

فوائد الحدیث: ❶ اصل میں عائرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو نر کی تلاش میں پھرے تاکہ وہ اس پر جفت کرے یہاں ایسی بکری مراد ہے جو نر کی خواہش میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر پھرے۔ ❷ منافقوں کا ایسا ہی حال ہے کبھی مسلمانوں کے گروہ میں آتے ہیں اور کبھی کافروں کے گروہ میں آتے ہیں اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ (دوسری فصل)

٥٨- (١٠) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهٖ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ اِنَّهٗ لَوْ سَمِعَكَ لَكَانَ لَهٗ اَرْبَعُ اَعْيُنٍ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ لِيَقْتُلَهٗ وَلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوْا مُحْصِنَةً وَّلَا تَوَلَّوْا لِلْفِرَارِ يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً الْيَهُوْدَ اَنْ لَّا تَعْتَدُوْا فِي السَّبْتِ)) قَالَ فَقَبَّلَا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالَا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ ((فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ؟)) قَالَا اِنَّ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَعَا رَبَّهٗ اَنْ لَّا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ وَاِنَّا نَخَافُ اِنْ تَبِعْنَاكَ اَنْ يَّقْتُلَنَا الْيَهُوْدُ۔ (رواه الترمذی وابوداؤد و نسائی)

(الترمذی حدیث رقم ٢٧٣٣ وقال حسن صحیح والنسائی حدیث رقم ٤٠٧٨ واحمد فی مسنده ٤/ ٢٣٩)

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا' میرے ساتھ اس نبی کی طرف چل' تو اس کے ساتھی نے اس سے کہا کہ تو نبی نہ کہہ' کیونکہ اگر وہ تیرا کہنا سنے گا تو البتہ ❶ اس کے لیے چار آنکھیں ہوں گی' پس وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے نو احکام ❷ پوچھے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' نہ چوری کرو' نہ زنا کرو' نہ مارو اس جان کو کہ حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے مگر حق کے ساتھ اور حاکم کی طرف پاک شخص کو نہ لے ❸ جاؤ تاکہ وہ اس کو مارے اور نہ جادو کرو اور نہ سود کھاؤ اور نہ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگاؤ اور لڑائی کے دن بھاگنے کے واسطے پیٹھ نہ دو ❹ اور تمہارے اوپر خاص اے یہود واجب ہے کہ ہفتہ (کے دن) میں زیادتی نہ کرو' ❺ راوی نے کہا' پھر یہودیوں نے آپ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چوم لئے اور دونوں نے کہا ❻ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نبی ہیں' تو آپ نے فرمایا: ''تم کو میری پیروی سے کیا چیز منع کرتی ہے؟'' دونوں نے کہا: داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی ❼ ہے کہ ان کی اولاد میں ❽ سے ہمیشہ نبی رہے اور تحقیق ہم ڈرتے ہیں اگر تمہاری پیروی کریں تو ہم کو یہودی مار ڈالیں گے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نہایت خوش ہوں گے۔ ❷ نو احکام سے مراد جو کہ آگے مذکور فرمائے یا موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزے جو کہ کلام اللہ

میں مذکور ہیں' عصا' ید بیضا' طوفان' ٹڈیاں' چچڑیاں' مینڈک' خون' قحط اور میووں کا کم ہونا۔ نبی ﷺ نے ان کا ذکر اس لیے نہ فرمایا کیونکہ یہ کلام اللہ میں مذکور ہیں اور جو احکام ضروری تھے وہ بیان فرمائے یا ان کا جواب دیا یا اس کے بعد یہ احکام فرمائے ہوں اور راوی نے بسبب شہرت کے وہ ذکر نہیں کئے۔ ❸ یعنی بے گناہ پر بہتان باندھ کر اس کا قصہ حاکم کے آگے مت لے جاؤ تا کہ وہ اس کو مارے۔

❹ یعنی جہاد میں کفار سے نہ بھاگو۔ ❺ یعنی ہفتے کے دن شکار نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے منع کیا۔ ❻ ہم گواہی دیتے ہیں' یعنی تمہیں نبی جانتے ہیں یہ گواہی بطور قبول کے نہ تھی بلکہ اپنے علم کا حال بیان کیا' چنانچہ یہود اپنی کتابوں سے نبی ﷺ کا نبی ہونا جانتے تھے مگر بسبب شقاوت کے قبول نصیب نہ ہوتا تھا۔ ❼ دعا کی ہے الخ یعنی ضروری ہے کہ ان کی دعا قبول ہوئی ہوگی پس البتہ کوئی نبی ان کے فرزندوں سے ہوگا اور یہود اس کے تابع ہوں گے اور ان کو غلبہ اور شوکت ہوگا۔ ❽ یہ محض یہود کا افترا تھا' یہ دعا داؤد علیہ السلام نے ہرگز نہ کی تھی اور کیوں کر کرتے' انہوں نے تورات اور زبور میں خود پڑھا تھا کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور ان کا دین سب دینوں کا ناسخ ہے۔

٥٩- (١١) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ثَلَاثٌ مِنْ اَصْلِ الْاِيْمَانِ الْكَفُّ عَمَّنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَا تُكَفِّرْهُ بِذَنْبٍ وَلَا تُخْرِجْهُ مِنَ الْاِسْلَامِ بِعَمَلٍ وَالْجِهَادُ مَاضٍ مُذْ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ اِلٰى اَنْ يُقَاتِلَ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الدَّجَّالَ لَا يُبْطِلُهُ جَوْرُ جَائِرٍ وَلَا عَدْلُ عَادِلٍ وَالْاِيْمَانُ بِالْاَقْدَارِ.)) (رواه ابو داؤد)

(ابو داود حديث رقم ٢٥٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزیں ایمان ❶ کی جڑ ہیں' اس شخص کو قتل نہ کرنا جس نے لا الہ الا اللہ کہا' کسی گناہ کی وجہ سے اس کو کافر نہ کہو ❷ اور نہ اس کو کسی کام ❸ کی وجہ سے اسلام سے نکالو اور جہاد جاری رہنے والا ہے جب سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے یہاں تک کہ قتل کرے اس امت کا آخری شخص دجال کو' اس کو ظالم کا ظلم موقوف کرے ❹ نہ عادل کا عدل اور تقدیر ❺ کے ساتھ ایمان لانا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اگر وہ نہ ہوں ایمان کی بنیاد گر پڑے۔ ❷ اس کو کافر نہ کہو الخ یہ خارجیوں کا رد ہے' وہ کہتے ہیں کہ گناہ کرنے سے مومن کافر ہو جاتا ہے اگرچہ صغیرہ ہی کیوں نہ ہوں۔ ❸ اور نہ اس کو کسی کام کے الخ یہ معتزلہ کا رد ہے' وہ کہتے ہیں کہ بندہ گناہ کبیرہ کرنے سے اسلام سے نکل جاتا ہے' اگرچہ کافر نہیں ہوتا' وہ ایک درجہ اور پیدا کرتے ہیں کہ کبیرہ کا مرتکب مومن ہے نہ کافر۔ ❹ جہاد کو ترک یعنی ترک جہاد جائز نہیں ہے اگرچہ بادشاہ ظالم اور فاسق ہوں' بہرحال اس کی موافقت واجب ہے اور اس کے ساتھ جہاد کے لیے نکلنا' اور نہ عدل الخ اگرچہ بادشاہ امن کا ہے لیکن اسلام کے بول بالا کے واسطے جاری ہی رہی۔ ❺ یعنی تیسری جڑ ایمان کی یہ ہے کہ وہ عقیدہ رکھے کہ جو کچھ بھی عالم میں جاری ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی قضا اور قدر سے ہوتا ہے۔

٦٠- (١٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا زَنَى الْعَبْدُ خَرَجَ مِنْهُ الْاِيْمَانُ فَكَانَ فَوْقَ رَاْسِهِ كَالظُّلَّةِ فَاِذَا خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ الْعَمَلِ رَجَعَ اِلَيْهِ الْاِيْمَانُ.)) (رواه الترمذى وابو داؤد) (ابو داود حديث ٤٦٩٠ والترمذى تعليقا ٥/ ١٧ ضمن حديث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت بندہ زنا کرتا ہے اس سے ایمان نکل جاتا ہے' تو وہ اس کے سر پر سائبان ❶ کی طرح ہوتا ہے' پھر جب وہ اس عمل سے فارغ ہو تو ایمان اس کی طرف پلٹ آتا ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

رقم ٢٦٢٥)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ظُلَّۃٌ اس چیز کو کہتے ہیں جو سایہ کرے یا خیمہ یا چھت ظُلَّۃٌ ایمان کی مثالی صورت ہے اور ظُلَّۃٌ کے ساتھ ایمان کو اس موقع پر مثال دینے میں یہ اشارہ ہے کہ اگر چہ گناہ کی وجہ سے ایمان کی نورانیت نکل جاتی ہے' لیکن ابھی اس کے سائے اور حمایت میں رہتا ہے اس سے مطلقاً علیحدہ نہیں ہوتا کہ وہ پھر اس کی طرف نہ آئے' اسی لئے کہ آپ نے فرمایا کہ جب اس عمل سے نکل آئے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے (اشعۃ اللمعات)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ (تیسری فصل)

٦١ - (١٣) عَنْ مُعَاذٍ قَالَ اَوْصَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَشْرِ كَلِمَاتٍ قَالَ ((لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَلَا تَتْرُكَنَّ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ وَاِيَّاكَ وَالْمَعْصِيَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰهِ وَاِيَّاكَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ هَلَكَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِي اللّٰهِ)) (رواه احمد) (احمد ٥/ ٢٣٨)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت کی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر اگر چہ تو مارا جائے ❶ اور جلایا جائے اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر اگر چہ وہ تجھے حکم کرے کہ تو اپنے اہل سے اور اپنے مال سے الگ ہو ❷ اور نماز فرض کو جان بوجھ کر نہ چھوڑ' پس تحقیق جس نے نماز فرض جان بوجھ کر چھوڑ دی تو اس سے ❸ اللہ تعالیٰ کا ذمہ الگ ہوا ❹ اور نہ شراب پی' کیونکہ یہ تمام برائی کا سر ہے اور تو گناہ سے بچ' کیونکہ گناہ کے ساتھ اللہ کا غضب اترتا ہے اور تو کفار کی لڑائی سے بھاگنے سے بچ اگر چہ لوگ ❺ مرتے ہوں اور جس وقت کہ آدمیوں ❻ کو موت پہنچے اور تو ان میں ہو تو وہیں ٹھہرا رہ' اور اپنے کنبے پر اپنا مال اپنی طاقت کے مطابق خرچ کر اور اپنے ادب کی لاٹھی ان سے مت ❼ اٹھا رکھ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ڈرا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اگر چہ تو مارا جائے الخ معاذ رضی اللہ عنہ اولیٰ پر عمل کرتے تھے اس لئے ان کو یہ فرمایا اور دوسرے کے لیے جائز بھی ہے کہ اس صورت میں زبان پر کفر کا کلمہ جاری کرے اور دل میں ایمان رکھے جیسے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ﴾ الایۃ ❷ اس باب میں مبالغہ اور تاکید ہے اور ان سے حرج کے واسطے نکلنا واجب نہیں۔ ❸ یعنی اللہ تعالیٰ کے امن میں دنیا میں بسبب مستحق ہونے عذاب کے باقی نہیں رہا۔ ❹ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کے امن سے نکل گیا تو بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ قید کیا جائے اور بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ از روئے حد بے نمازی کے قتل کیا جائے نہ بسبب کفر کے اور امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ علماء کہتے ہیں کہ وہ بسبب کفر کے قتل کیا جائے اور نہ اس پر جنازہ پڑھا جائے اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے۔ ❺ اگر چہ لوگ مرتے ہوں اس میں مبالغہ منظور

ہے ورنہ دو چند سے اگر کافر زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے۔ ❻ یعنی بسبب وبا وغیرہ اور وبا سے بھاگنے کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک شہر میں وبا آئے وہاں سے نکلے نہیں اور اگر اور جگہ ہے وہاں سے آئے نہیں اور اس سے بھاگنا گناہ ہے جیسے کفار کی لڑائی سے بھاگا اور اگر یہ اعتقاد کرے کہ بھاگنے سے بچوں گا ورنہ مر جاؤں گا کافر ہو جاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔ ❼ یعنی اگر مارنے کے سوا وہ ادب نہ سیکھیں تو مار کر ان کو ادب سکھاؤ۔

٦٢- (١٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّمَا النِّفَاقُ كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ اَوِ الْاِيْمَانُ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث ٧١١٤)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھا نفاق ❶ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، پس (لیکن) آج کے دن نہیں وہ مگر کفر یا ایمان۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ کے حکموں میں نصیحت اور تعلیم کرتا رہ۔

بَابٌ فِي الْوَسْوَسَةِ

وسوسہ کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٦٣- (١) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ عَنْ اُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَتَكَلَّمْ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حديث رقم ٢٥٢٨ ومسلم حديث ٢٠٢-١٢٧ وابوداود حديث رقم ٢٢٠٩ والنسائی حديث رقم ٣٤٣٤ والترمذی حديث رقم ١١٨٣ وابن ماجة حديث رقم ٢٠٤٠ واحمد فی مسنده ٢/ ٣٩٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میری امت سے وہ چیز معاف کی جو ان کے دل میں وسوسہ کے طریق سے آتی ہے جب تک کہ وہ اس کے مطابق عمل ❷ نہ کریں یا نہ بولیں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وسوسہ سے مراد دل کی باتیں اور شیطان کی ہیں کہ کفر اور گناہ کے باعث ہوں اور اچھے فکر کو الہام کہتے ہیں۔ ❷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منافقوں کو مسلمان کے حکم میں رکھتے تھے اور پردہ پوشی کرتے تھے بسبب چند در چند مصلحتوں کے، اب وہ حکم نہ رہا اور اگر فرضاً ظاہر ہو جائے کہ یہ منافق ہے تو اس کو قتل کریں گے اور اس پر کفر کے احکام جاری کریں گے۔

٦٤- (٢) وَعَنْهُ قَالَ جَاءَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَاَلُوْهُ اِنَّا نَجِدُ فِيْ اَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ اَحَدُنَا اَنْ يَّتَكَلَّمَ بِهٖ قَالَ ((اَوَقَدْ وَجَدْتُّمُوْهُ)) قَالُوْا نَعَمْ قَالَ ((ذَاكَ صَرِيْحُ الْاِيْمَانِ۔)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث رقم ٢٠٩-١٣٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند (بعض) صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے آپ سے پوچھا کہ ہم اپنے دلوں میں ایسی چیز پاتے ہیں ❶ اس کو زبان پر لانا ہم میں سے ہر کوئی بُرا جانتا ہے، آپ نے فرمایا: ❷ ''کیا تم نے اس کو پایا؟'' انہوں نے کہا: ہاں! تو آپ نے فرمایا ''یہ (تو) ظاہر ❸ ایمان ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اگر کام کا وسوسہ ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کا خیال اور اس کی کیفیت کا اور یہ کہ وہ کس چیز کا ہے اور وہ کس طرح کا ہے، نعوذ باللہ منہ۔ ❷ یعنی یہ طور ہوتا ہے اور برا جانتے ہو۔ ❸ اس لئے کہ اس کے باطل اور قبیح ہونے کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کے امر کے باعث ہی ہے اس لیے کہ گناہ کو ایسا برا سمجھنا کہ اس کو زبان تک نہ لایا جائے ایمان کا ہی تو اثر ہے (اشعۃ اللمعات)

٦٥ - (٣) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَاْتِي الشَّيْطَانُ اَحَدَكُمْ فَيَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰى يَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَهُ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْيَنْتَهِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٣٢٧٦ ومسلم حدیث ٢١٤-١٣٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آتا ہے، تو کہتا ہے کہ کس نے پیدا کیا ہے؟ ❶ یہ کس نے پیدا کیا ہے؟ یہاں تک کہ کہتا ہے تیرے رب کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جب (تم میں سے کوئی اس حالت کو) پہنچے تو اس کو چاہئے کہ وہ پناہ پکڑے ❷ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور باز رہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ان وسوسوں سے اس کی یہ غرض ہوتی ہے کہ غلطی اور کفر میں ڈالے، اللہ تعالیٰ قدیم اور ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اسے کون پیدا کرے گا، وہ تو ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ٥ اللّٰهُ الصَّمَدُ٥ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ٥ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ٥﴾ ہے۔
❷ یعنی اس خیال کو چھوڑ دے اور اس شغل میں ریاضت نفس کے ساتھ مشغول ہو اور دل کو تعلقات ماسوائے اللہ سے پاک کرے اور صرف زبان سے ہی پناہ چاہنا کافی نہیں، لیکن البتہ مدد اس کار کی ہے۔

٦٦ - (٤) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَزَالُ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری انما الموجود روایة انس ((لن يبرح الناس يتساء لون حتى يقولوا: هذا الله خالق كل شيء فمن خلق الله)) حديث رقم ٧٢٩٦ ومسلم حديث رقم ٢١٢-١٣٤ وابو داود حديث رقم ٤٧٢١ واحمد ٢/ ٢٨٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا یہ مخلوقات تو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ پس جو شخص اس میں سے کچھ پائے تو اسے چاہئے کہ وہ کہے: ❶ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی میں اس چیز پر ایمان لایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کہا کہ وہ قدیم ہے اور ایک ہے، پس وسواس کے دفع کے لیے بجائے اعوذ کے یہ پڑھے۔

٦٧ - (٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ)) قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((وَ اِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں ❶ سے ہر ایک کے ساتھ اس کا ہم نشین جنوں سے اور اس کا ہم نشین فرشتوں سے مقرر کیا گیا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور آپ کے لیے بھی، ❷

يَأْمُرُنِىْ اِلَّا بِخَيْرٍ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٦٩ والدارمي حديث رقم ٢٧٣٤ واحمد ١/ ٣٨٥)

آپ نے فرمایا: ''ہاں میرے لئے بھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد کی اور میں سلامت رہتا ہوں ❸ پس وہ مجھے صرف بھلائی کا حکم کرتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کے دو مصاحب ہیں ایک جن جو کہ بری باتیں بتاتا اور برے وسوسے ڈالتا ہے اس کا نام وسواس ہے اور دوسرا فرشتہ ہے جو کہ اچھی باتیں سکھاتا اور بھلائی کا الہام کرتا ہے اس کا نام ملہم ہے۔
❷ یعنی جنوں سے ہم نشین۔ ❸ یعنی اس کے شر آفت اور وسواس سے اور وہ میرا تابع فرمان ہے۔

٦٨- (٦) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاري حديث ٣٢٨١ و مسلم حديث رقم ٢٣ وابوداود حديث ٤٧٠ ٢ وابن ماجة حديث رقم ١٧٧٩ واحمد في مسنده ٣/ ١٥٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان جاری ہوتا ہے آدمی ❶ سے جگہ جاری ہونے خون کے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کے بہکانے پر کمال قدرت رکھتا ہے۔

٦٩ (٧) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ بَنِىْ اٰدَمَ مَوْلُوْدٌ اِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاري حديث رقم ٣٤٣١ ومسلم حديث رقم ١٤٦ واحمد في المسند ٢/ ٢٣٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم (علیہ السلام) کا کوئی بیٹا پیدا نہیں کیا گیا مگر جس وقت وہ پیدا کیا جاتا ہے تو شیطان اس کو چھوتا ❶ ہے (اور) وہ شیطان کے چھونے کی وجہ سے آواز بلند کرتا ہے ❷ مریم ❸ اور ان کے بیٹے کے علاوہ۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس طرح انگلی مارتا ہے کہ وہ ایذا پاتا ہے۔ ❷ یعنی چلا کر روتا ہے۔ ❸ یہ بات سیدنا مریم کی والدہ کی دعا کے قبول ہونے کی وجہ سے ہوئی جو کہ کلام اللہ میں مذکور ہے۔

٧٠- (٨) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صِيَاحُ الْمَوْلُوْدِ حِيْنَ يَقَعُ نَزْغٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (مسلم حديث ١٤٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لڑکے کا اس کے پیدا ہونے کے وقت چلانا' شیطان کے انگلی چبھونے کی وجہ سے ہے۔'' (بخاری، مسلم)

٧١- (٩) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَآءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِّنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَّجِيْئُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان اپنا تخت ❶ پانی پر رکھتا ہے پھر وہ اپنی فوجیں بھیجتا ہے کہ آدمیوں کو گمراہ کریں پس ابلیس کے بہت نزدیک اس لشکر کا مرتبہ کے لحاظ سے وہ ہے جو ان کو گمراہ کرنے میں بڑا ہو'

مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهُ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَاَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ)) قَالَ ((الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٦٧ واحمد في مسنده ٣/ ٣١٤)

ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا کیا' پھر ابلیس کہتا ہے' تو نے کچھ نہ کیا' آپ نے فرمایا پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ نہیں چھوڑا میں نے اس کو یہاں تک کہ اس کے اور اس کی عورت کے درمیان جدائی ڈلوادی ❷ نبی ﷺ نے فرمایا: پس وہ اس کو اپنے نزدیک کرتا ہے' پھر کہتا ہے کہ تو نے اچھا کیا ہے۔ اعمش نے کہا میرا گمان ہے جابر نے یہ کہا: ''پس وہ اس کو گلے لگاتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ شیطان اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے' یہ بھی اس کی سرکشی ہے اور یہ بات اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس لئے آسان کردی تا کہ وہ دھوکہ میں پڑے کہ اللہ تعالیٰ کی طرح میرا بھی عرش ہے اور بہت سے جاہل صوفی اس کے عرش کو دیکھتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے عرش الرحمٰن دیکھا ہے' حالانکہ وہ عرش الشیطان دیکھتے ہیں' جیسا کہ ابن صیاد یہودی نے نبی ﷺ سے کہا کہ میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں۔ آج کل کے موجودہ دور میں بھی بعض لوگ جس کسی سے کشف یا خرق عادت دیکھتے ہیں تو اس کو ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں' مثلاً کسی فقیر کو دیکھا کہ اس نے کسی کو اشارہ کیا اور اشارہ کرنے کے ساتھ ہی وہ مر گیا یا دیکھا کہ ہوا میں اڑ کر بیت اللہ پہنچ گیا یا پانی کے اوپر چلتے دیکھا یا کسی فوت شدہ ولی اللہ نے پکارا یا کوئی کسی دور کے ملک سے آ کر اس کی حاجت روائی کر دے' اور تو لوگ جب کسی سے اس قسم کے کام دیکھتے ہیں تو اس کو ولی اللہ سمجھتے ہیں حالانکہ اولیاء اللہ نے بالاتفاق کہا ہے کہ اگر کوئی فقیر ہوا میں اڑے یا پانی کے اوپر چلے تو اس کی بزرگی پر دھوکہ نہ کھایا جائے جب تک کہ اس کو شریعت محمدیہ کا متبع نہ دیکھے (فرقان ومرقاۃ) ❷ جدائی سے مراد طلاق بائن ہے کہ عورت خاوند پر حرام نہ ہو جائے اور اگر صحبت کرے تو حرام ہو اور حرام زادی اولاد پیدا ہو' پس زنا کی اولاد روئے زمین پر بہت ہو اور فساد دوگنا کریں۔

٧٢- (١٠) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ اَيِسَ مِنْ اَنْ يَّعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٦٥ والترمذي حديث رقم ١٩٣٧ واحمد في المسند ٣/ ٣١٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان اس چیز سے مایوس ہو چکا ہے کہ جزیرہ عرب میں بندگی کریں ❶ اس کی نمازی ❷ لیکن ان کے درمیان ورغلانے ❸ کے ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بندگی شیطان سے مراد بتوں کا پوجنا ہے۔ ❷ نمازی یعنی مومن' اگرچہ بعض فرقے نبی ﷺ کے بعد مرتد ہو گئے' لیکن بت پرست نہ تھے۔ ❸ یعنی آپس میں جنگ وجدال کراتا ہے

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ (دوسری فصل)

٧٣- (١١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنِّيْ اُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِالشَّيْءِ لَاَنْ اَكُوْنَ حُمَمَةً اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص آیا' اس نے کہا میں اپنے دل میں ایک چیز پاتا ❶ ہوں' اور میرے نزدیک یہ اس سے بہت بہتر ہے کہ میں کوئلہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ اَمْرَهٗ اِلَی الْوَسْوَسَةِ۔)) (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۵۱۱۲ وفیہ زیادۃ ثلاث تکبیرات قبل ((الحمد للہ)) واحمد مسند ۱/ ۳۴۰)

ہو جاؤں کہ میں اس کے ❷ متعلق بات کروں، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے اللہ وہ ہے کہ اس نے اس کے امر کو وسوسہ ❸ کی طرف پھیر دیا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وسوسہ ❷ یعنی وہ بات نہایت بری ہے۔ ❸ یعنی وسوسہ دل ہی میں رکھا اور بولنے اور عمل کرنے نہ دیا تاکہ اس پر مؤاخذہ ہوتا اور یہ تو معاف ہے۔

۷۴- (۱۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ لِلشَّیْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ اٰدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَاَمَّا لَمَّةُ الشَّیْطَانِ فَاِیْعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِیْبٌ بِالْحَقِّ وَاَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَاِیْعَادٌ بِالْخَیْرِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ ذٰلِكَ فَلْیَعْلَمْ اَنَّهٗ مِنَ اللّٰهِ فَلْیَحْمَدِ اللّٰهَ وَمَنْ وَجَدَ الْاُخْرٰی فَلْیَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ثُمَّ قَرَاَ الشَّیْطَانُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ)) (البقرۃ: ۲۶۸) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) (الترمذی حدیث رقم ۲۹۸۸)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان کے لیے آدم کے بیٹے کے ساتھ تصرف ہے اور فرشتے کے لیے تصرف ہے، شیطان کا تصرف تو (یہ ہے کہ) وہ برائی کے ساتھ وعدہ ❶ دینا اور حق کو جھٹلانا ہے اور فرشتے کا تصرف تو (یہ ہے کہ) وہ نیکی کے ساتھ وعدہ دیتا ہے اور حق ❷ کے ساتھ تصدیق کرتا ہے، پس جو کوئی اس کو پائے ❸ تو وہ سمجھ لے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے اور جو شخص اس کے علاوہ ❹ پائے تو وہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، شیطان تم کو فقر کا وعدہ دیتا ہے اور تم کو گناہوں کے ساتھ حکم کرتا۔'' (ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا یہ حدیث غریب ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شیطان وعدہ دیتا ہے کہ اگر بھلائی کی تو برائی میں گرفتار ہوگا مثلاً اگر تو نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اس کی عبادت کی تو محتاجگی اور خواری میں مبتلا ہوگا۔ ❷ یعنی توحید اور نبوت وغیرہ کے ساتھ۔ ❸ یعنی وعدہ نیکی کو۔ ❹ شیطان کی طرف سے۔

۷۵- (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا یَزَالُ النَّاسُ یَتَسَاءَلُوْنَ حَتّٰی یُقَالَ هٰذَا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَاِذَا قَالُوْا ذٰلِكَ فَقُوْلُوْا اللّٰهُ اَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ثُمَّ لِیَتْفُلْ عَنْ یَسَارِهٖ ثَلَاثًا وَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ہمیشہ لوگ پوچھتے رہیں گے یہاں تک کہ کہا جائے گا، یہ مخلوق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور اللہ کو کس نے پیدا کیا، تو جس وقت یہ کہیں تو کہو اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، اس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کیلئے کوئی برابری کرنے والا نہیں، پھر بائیں طرف تین بار تھوکے ❶ اور

الرَّجِيْمِ۔)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ فِيْ بَابِ خُطْبَةِ يَوْمِ النَّحْرِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰي۔ (ابو داود حدیث رقم ٤٧٢٢)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان ملعون سے پناہ پکڑے'' (ابوداؤد) اور حدیث عمرو بن الاحوص خطبہ یوم النحر کے باب میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ضرور ذکر کریں گے۔ ❷

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ تھوکنا شیطان کو ناپاک اور مکروہ اور خوار جاننے کے لیے ہے اور شیطان اور اس کے شر کے دفع کرنے میں اس عمل کا بڑا اثر ہے اور بائیں طرف کو اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ شیطان اسی طرف ہی ہوتا ہے (اشعۃ اللمعات)

❷ یعنی مصابیح میں اسی باب میں مذکور ہے اور میں نے وہاں ذکر کی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٧٦- (١٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَآءَلُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ)) رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَلِمُسْلِمٍ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ اُمَّتَكَ لَا يَزَالُوْنَ يَقُوْلُوْنَ مَا كَذَا مَا كَذَا حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ (البخاری حدیث رقم ٧٢٩٦ ومسلم حدیث ١٧٢-١٣٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمیشہ لوگ آپس میں پوچھتے رہیں گے' یہاں تک کہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پیدا کی اور اللہ عزت اور بزرگی والے کو کس نے پیدا کیا؟ (بخاری) اور مسلم میں ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: تیرے امتی ہمیشہ کہتے رہیں گے: یہ کیا ہے' یہ کیا ہے؟ یہاں تک کہ وہ کہیں گے یہ مخلوقات اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور اللہ عزت والے اور بزرگی والے کو کس نے پیدا کیا ہے؟

٧٧- (١٥) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلٰوتِيْ وَبَيْنَ قِرَاَتِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذَاكَ شَيْطَانٌ يُّقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَاِذَا اَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلٰثًا)) فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَاَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّيْ (رواه مسلم) (مسلم حدیث ٦٨ واحمد فی المسند ٤/ ٢١٦)

سیدنا عثمان ❶ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوتا ہے اور اس میں مجھ پر میرے پڑھنے کے درمیان شبہ ڈالتا ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''یہ شیطان ہے اس کو خنزب ❷ کہا جاتا ہے' جس وقت تو اس کو معلوم کرے' تو اس سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ پکڑ اور تین بار بائیں طرف تھوک'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دور کر دیا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ عثمان بن ابی العاص قبیلہ ثقیف سے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف کا عامل بنایا' یہ آپ کی حیات میں اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ایک سال تک وہاں پر ہی عامل رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب قوم ثقیف نے مرتد ہونے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی قوم کو منع کیا اور کہا کہ اے گروہ ثقیف تم سب لوگوں سے اسلام میں پیچھے رہے تھے تو اب

پہلے مرتد نہ بنو مگر وہ ان کے کہنے سے باز نہ آئے اور مرتد ہو گئے (اشعۃ اللمعات)

❷ یہ اس شیطان کا لقب ہے جو نماز میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۷۸- (۱۶) وَعَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَهِمُ فِیْ صَلَاتِیْ فَیَكْبُرُ ذٰلِكَ عَلَیَّ فَقَالَ لَهٗ ((اِمْضِ فِیْ صَلَاتِكَ فَاِنَّهٗ لَنْ یَّذْهَبَ ذٰلِكَ عَنْكَ حَتّٰی تَنْصَرِفَ وَاَنْتَ تَقُوْلُ مَا اَتْمَمْتُ صَلَاتِیْ۔ (رواه مالك) (مالك في الموطا حديث رقم ٣ من كتاب السهو)

قاسم بن محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا؟ اور کہا کہ تحقیق میں ❶ اپنی نماز میں وہم کرتا ہوں تو یہ مجھ پر گراں ہوتا ہے' تو قاسم بن محمد نے اس کو کہا کہ اپنی نماز پوری کر ❷ حقیقت یہ ہے کہ یہ تجھ سے ہرگز نہ ختم ہو گا یہاں تک کہ تو اپنی نماز سے فارغ ہو جائے اور تو ❸ کہتا ہو کہ میں نے اپنی نماز پوری نہیں کی۔" (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یہ درست نہیں پڑھی اور رکعت رہ گئی۔ ❷ یعنی نماز پوری کر اور شیطان کے وسوسہ پر خیال نہ کر۔ ❸ کہتا ہو یعنی تو شیطان کو کہے کہ ہاں یوں ہی صحیح ہے کہ میں نے پوری نہیں پڑھی جس طرح تو کہتا ہے لیکن تیری بات ماننے کی نہیں اور تیری برعکسی کے لئے نماز نہیں دہراؤں گا' یہ دفع شیطان کے لئے بڑی اصل ہے کہ اس کے وسوسے پر عمل نہ کرے' اس مبالغہ سے غرض یہ ہے کہ وسوسہ کا راستہ بند کرے' نہ یہ کہ نادرست عمل کرے اور اس میں سہولیت رکھے۔

بَابُ الْاِیْمَانِ بِالْقَدْرِ

تقدیر پر ایمان لانے کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۷۹- (۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِیْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِخَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَةٍ قَالَ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَاءِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ١٦ من غير ((كان))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیروں کو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ❷ ہزار برس پہلے لکھا ہے اور اس کا عرش پانی پر تھا۔" ❸ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تقدیر کا لغوی معنی اندازہ کرنے کا ہے' اصطلاح میں یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا' جو کچھ اب ہو رہا ہے اور جو کچھ آئندہ ہو گا وہ تمام اللہ تعالیٰ کے علم سابق اور فیصلہ ازلی کے مطابق ہوا ہے' ہوتا ہے اور ہو گا جس طرح انجینئر مکان بنانے سے پہلے مکان کی تمام جزئیات پر غور کر کے پہلے ہی نقشہ تیار کر لیتے ہیں اور اسی بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق معمار اور مزدور اس کی تعمیر کو مکمل کرتے ہیں' اسی طرح اس خالق کائنات نے کائنات کی پیدائش سے پہلے اس کے تمام اصول و قواعد اور دوسری اہم جزئیات طے کر کے ہر چیز کی نسبت فیصلہ فرما دیا تھا اور اب اسی فیصلہ کے مطابق یہ کائنات اور اس کے تمام حوادث و واقعات انجام پا رہے ہیں' موت و حیات' فقر و غنا' کامیابی و ناکامی اور تکلیف و راحت' غرض ہر چیز پہلے سے طے شدہ ہے اور اسی کے مطابق وہ ظہور پذیر ہوتی ہے۔ ❷ اس سے اصل تقدیر کی مدت بیان کرنا

مقصود نہیں کیونکہ اصل تقدیر تو ازلی ہے جس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے بلکہ اس حدیث سے کائنات کی تقدیر کے لوح محفوظ میں جمع کرانے کی مدت بتلانا مقصود ہے (مرعاۃ) ❸ یعنی آسمان اور زمین کے پیدا ہونے سے پہلے عرش اور پانی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔

٨٠- (٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزُ وَالْكَيْسُ.)) (مسلم حديث ١٨ و الموطا/ ٢ ٨٩٩ كتاب القدر حديث رقم ٤ واحمد في مسنده ٢/ ١١٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر چیز تقدیر کے ساتھ ہے' یہاں تک کہ نادانی اور دانائی بھی۔'' (مسلم)

٨١- (٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِحْتَجَّ اٰدَمُ وَمُوْسٰى عِنْدَ رَبِّهِمَا فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى قَالَ مُوْسٰى اَنْتَ اٰدَمُ الَّذِىْ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰئِكَتَهٗ وَاَسْكَنَكَ فِيْ جَنَّتِهٖ ثُمَّ اَهْبَطْتَّ النَّاسَ بِخَطِيْئَتِكَ اِلَى الْاَرْضِ قَالَ اٰدَمُ اَنْتَ مُوْسٰى الَّذِىْ اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ وَاَعْطَاكَ الْاَلْوَاحَ فِيْهَا تِبْيَانُ كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَّبَكَ نَجِيًّا فَبِكَمْ وَجَدْتَّ اللّٰهَ كَتَبَ التَّوْرٰةَ قَبْلَ اَنْ اُخْلَقَ قَالَ مُوْسٰى بِاَرْبَعِيْنَ عَامًا قَالَ اٰدَمُ فَهَلْ وَجَدْتَّ فِيْهَا وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى اَنْ عَمِلْتُ عَمَلًا كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ اَنْ اَعْمَلَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَنِيْ بِاَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَجَّ اٰدَمُ مُوْسٰى.)) (رواه مسلم) (البخاري بشيء من الاختصار حديث رقم ٦٦١٥ ومسلم حديث ١٥ وابوداود حديث ٤٧٠١ والترمذي حديث رقم ٢١٣٤ وابن ماجة في مقدمته حديث رقم ٨٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس جھگڑا ❶ کیا اور آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آئے' موسیٰ علیہ السلام نے کہا' تم وہی آدم ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ ❷ سے بنایا اور اپنی روح ❸ تمہارے اندر پھونکی اور اپنے فرشتوں سے تمہارے لئے سجدہ کرایا اور تم کو اپنی جنت ❹ میں رکھا' پھر تم نے لوگوں کو اپنے گناہ کی وجہ سے زمین پر اتارا' آدم علیہ السلام نے کہا: تم وہی موسیٰ ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت دے کر برگزیدہ کیا' اور اپنے کلام سے نوازا اور تم کو وہ تختیاں دیں جن میں ہر چیز کا بیان تھا' اور تم کو سرگوشی کے لئے نزدیک کیا' تو تم نے تورات کو میرے پیدا ہونے سے پہلے کتنی مدت پہلے لکھا ہوا پایا؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: چالیس برس پہلے، تو آدم علیہ السلام نے کہا: کیا تم نے تورات میں یہ الفاظ پائے تھے **وَعَصٰى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى**؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا ہاں! آدم علیہ السلام نے کہا پھر تم مجھے ایسی بات پر کیوں ملامت کرتے ہو جن کا کرنا مجھ پر میرے پیدا کرنے سے چالیس برس پہلے اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب ❺ آ گئے۔''

فوائد الحدیث: ❶ یہ گفتگو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد عالم ارواح میں ہوئی ہے۔ ❷ تمام محدثین (اہل حدیث) کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ ہیں اور دونوں ہی دائیں ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کو مخلوق کے ہاتھوں کی طرح نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سمجھئے اور اس پر بلا کیفیت و مثال اور بغیر تاویل ایمان لانا چاہئے' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی

تاویل نعمت اور قدرت سے نہیں کرنی چاہئے کیونکہ ایسی تاویلیں کرنا قدریہ اور معتزلہ کا طریقہ ہے (فقہ اکبر ص ۱۰) اور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ نے بھی غنیۃ میں لکھا ہے ((ولہ یدان)) یعنی "اللہ تعالیٰ کے دو ہاتھ ہیں" ❸ یعنی اپنی پیدا کی ہوئی روح۔ ❹ جنت سے مراد خاص جنت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا ہوا ہے اس سے ان لوگوں کی تردید ہو گی جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو دنیا کے باغوں میں سے کسی باغ میں رکھا تھا۔ ❺ جب تک آدم علیہ السلام اس دنیا میں رہے تو قصور وار اپنی طرف منسوب کرتے رہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں مذکور ہے: ﴿ربنا ظلمنا﴾ الخ لہٰذا اس حدیث سے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ آدمی اپنے گناہوں میں تقدیری امر سے بے قصور ہے' اس لئے کہ دنیا کو آخرت پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے چنانچہ شیطان نے دنیا میں اپنے گناہ کو تقدیر کی نسبت کر کے خود کو بے قصور سمجھا جس سے وہ مردود اور ملعون ہوا اور سیدنا آدم علیہ السلام نے دنیا میں قصور کو اپنی طرف منسوب کیا اور توبہ کی لہٰذا وہ مقبول اور محبوب ہوئے۔ درحقیقت آدمیت اور بندگی ادب ہی کا نام ہے بے ادبی شیطان کا کام ہے اور پھر یہ گفتگو اس وقت ہوئی جب آدم علیہ السلام تائب ہو چکے تھے وار تائب لائق ملامت نہیں۔

۸۲- (٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ ((اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهُ وَاَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا۔)) (صحيح البخاری و صحيح مسلم) (البخاری حديث رقم ٣٢٠٨ ومسلم حديث ١/ وابو داود حديث رقم ٤٧٠٨ والترمذی حديث رقم ٢١٣٧ وابن ماجة فی مقدمة حديث رقم ٧٦)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو سچے ہیں' سچے کئے گئے ہیں' نے ہم سے یہ بیان کیا کہ بے شک تم میں ہر ایک کی پیدائش کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ ❶ رکھا جاتا ہے' پھر نطفہ جما ہوا خون بن جاتا ہے' اسی طرح (چالیس دن تک) پھر گوشت کا ٹکڑا ہوتا ہے (یعنی چالیس دن تک) پھر اللہ تعالیٰ اس کی طرف چار ❷ باتوں کے ساتھ فرشتہ بھیجتا ہے' پس وہ فرشتہ اس کا عمل' اس کی موت کا وقت اس کی روزی کا ذریعہ اور اس کا نیک بخت ہونا یا بد بخت ہونا لکھتا ہے' پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے' پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! بے شک تم میں سے کوئی ایک جنتیوں کے سے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے درمیان اور جنت کے درمیان فاصلہ نہیں ہوتا مگر صرف ایک ہاتھ بھر' پس اس پر اس کا نوشتہ تقدیر غالب آتا ہے' پس وہ دوزخیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے تو وہ دوزخ میں ہوتا ہے اور بے شک تم میں سے ایک دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے یہاں تک کہ اس کے درمیان اور دوزخ کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہوتا مگر صرف ایک ہاتھ بھر' پس اس پر اس کا نوشتہ تقدیر غالب آتا ہے تو وہ جنتیوں کے سے کام کرنے لگتا ہے پس وہ جنت میں داخل ہوتا ہے۔"

فوائد الحدیث: ❶ یعنی چالیس دن تک اس میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ نطفہ کی صورت میں ہی رہتا ہے۔ ❷ یعنی گوشت پوست اور ہڈیوں کے درست ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے تا کہ وہ اس کی لوح تقدیر میں ان چاروں چیزوں کو لکھے۔

٨٣- (٥) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ.)) **(متفق عليه)** (البخاری حدیث ٦٦٠٧ ورواه مسلم من غير ((انما الاعمال بالخواتيم)) حديث (١٧٩-١١٢)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک بندہ دوزخیوں کے سے کام کرتا ہے اور وہ حقیقت میں جنتی ہوتا ہے اور اسی طرح وہ جنتیوں کے سے عمل کرتا ہے اور وہ حقیقت میں دوزخی ہوتا ہے' اور بے شک عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ❶ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تقدیری امور کو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور یہاں صرف اتنا ہی جاننا چاہئے کہ جب دارومدار خاتمہ پر ہے تو کوئی شخص اپنی عبادت پر گھمنڈ نہ کرے' اس لئے کہ خاتمہ کا حال کسی کو معلوم نہیں کہ کیسا ہوگا' گویا اس حدیث میں اور اس مفہوم کی دیگر احادیث میں اس بات کی رغبت دلائی گئی ہے کہ انسان کے لئے ضروری یہ ہے کہ وہ ہر وقت اطاعت اور ذکر الٰہی میں رہے اور گناہ سے بچتا رہے شاید یہی دم آخری ہو۔ بعض نادان لوگ اس غلطی میں مبتلا ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جوانی میں تو عیش کرنا چاہئے اور بڑھاپے میں توبہ کر لیں گے یاد رکھئے یہ شیطانی دھوکہ ہے کیونکہ بڑھاپے تک زندہ رہنے کا علم کس کو ہے' ہوسکتا ہے کہ جوانی میں ہی موت آ جائے بلکہ موت تو ہر دم سر پہ کھڑی ہے۔

٨٤- (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ دُعِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى جَنَازَةِ صَبِيٍّ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طُوْبٰى لِهٰذَا عُصْفُوْرٌ مِّنْ عَصَافِيْرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوْءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ فَقَالَ ((أَوَغَيْرُ ذٰلِكَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِيْ أَصْلَابِ آبَائِهِمْ.)) (رواه **مسلم**) (مسلم حديث ٣١- ٢٦٦٢ والنسائى حديث رقم ١٩٤٧ وابن ماجة حديث رقم ٨٢ واحمد فى المسند ٦/ ٢٠٨)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری بچہ کے جنازہ کے لیے بلائے گئے تو میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! اس بچے کے لئے خوش حال ہے یہ تو جنت کی چڑیوں میں سے ایک چڑا ہے نہ تو اس نے کوئی برائی کی ہے اور نہ اس کی حد کو پہنچا ہے' آپ نے فرمایا: ''سوا اس ❶ کے اے عائشہ! اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جنت کے لئے لوگوں کی ایک جماعت کو اور وہ محض اسی کے لئے پیدا کیے گئے جبکہ وہ اپنے باپ کی پشتوں میں تھے اور پیدا کیا دوزخ کے لئے لوگوں کی ایک جماعت کو یہ وہ محض اسی کے لئے پیدا کئے گئے حالانکہ وہ اپنے باپ کی پشتوں میں تھے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یقین کے ساتھ نہ کہہ کہ یہ جنتی ہے' اس کے بعد آپ نے اس کی وجہ بیان فرمائی' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حتمی طور پر کسی کے متعلق سوائے نبی کے یہ فیصلہ نہیں کیا جا سکتا کہ یہ جنتی ہے خواہ ظاہری طور پر وہ کتنا ہی نیک اور پارسا ہو کیونکہ غیب اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ نیکوں کو اللہ تعالیٰ بخشے گا اور جنت بھی عطا کرے گا لیکن معین طور پر ہم کسی کو نہیں کہہ سکتے کہ فلاں شخص یقیناً جنتی

ہے۔ واللہ اعلم

٨٥- (٧) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهٗ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهٗ مِنَ الْجَنَّةِ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَوَكَّلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ قَالَ ((اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيُيَسَّرُ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ٥ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ٥﴾ (متفق عليه)

(البخاری حدیث ١٣٦٢ ومسلم حدیث (٦-٢٦٤٧) والترمذی حدیث ٢١٣٥ وكذلك ابن ماجة حدیث رقم (٣١)

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے مگر اس کا ٹھکانا آگ میں یا جنت میں لکھا گیا ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے تقدیر کے لکھے ہوئے پر بھروسہ نہ کریں اور عمل کرنا ❶ چھوڑ دیں؟ آپ نے فرمایا: ''عمل کرو کیونکہ جو شخص جس چیز کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہ چیز اس کے لئے آسان کر دی گئی ہے' چنانچہ جو شخص نیک بختوں سے ہے تو اس کے لئے نیک بختی کا عمل آسان کیا جاتا ہے اور جو شخص بدبختوں سے ہے تو اس کے لئے بدبختی کا عمل آسان کیا جاتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى﴾ آخر تک۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب تقدیر کے سامنے عمل کرنا بے فائدہ سمجھنے لگے تو آپ نے فرمایا عمل کرنا تقدیر کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اپنی حکمت سے ہر ایک چیز کو دوسری چیز کے لئے سبب ٹھہرایا ہے جیسے آنکھ بینائی کا سبب' کان شنوائی کا سبب اور زہر موت کا سبب ہے تو اسی طرح نیک عمل جنت کا سبب اور بد عمل دوزخ کا سبب ہے اسی طرح رزق مقرر ہے اور کسب کرنا سبب ہے اور ان اسباب کا کوئی بھی منکر نہیں۔ لہٰذا عمل کرنا تقدیر کے مخالف کیسے ہو سکتا ہے' ہاں' یہ ضرور ہے کہ تقدیر ایک اتھاہ سمندر ہے اس کی گہرائی اور حقیقت تک کوئی انسان نہیں پہنچ سکتا۔

٨٦- (٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِيْ وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهٗ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ ((كُتِبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ نَصِيْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ الْعَيْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظَرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخُطٰى وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذٰلِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ)) (البخاری

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم کے بیٹے پر زنا کا حصہ لکھا ہے' وہ اس کو ضرور پہنچے گا' پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا بولنا ہے اور جبکہ نفس آرزو اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کو سچا کرتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے۔'' (بخاری، مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہا: ''آدم کے بیٹے پر زنا سے اس کا حصہ لکھا گیا ہے' وہ اس کو ضرور پائے گا' دونوں آنکھیں' ان کا زنا دیکھنا اور دونوں کان ان کا زنا سننا اور زبان کا زنا بات کرنا اور ہاتھ کا زنا پکڑنا اور پاؤں کا زنا چلنا اور دل خواہش کرتا ہے اور آرزو کرتا ہے اور اس کو شرم گاہ سچا کرتی

حدیث رقم ٦٣٤٣ ومسلم حدیث ٢٠ وابوداود ٢/ ٦١١ حدیث ٢١٥٢ واحمد فی المسند ٢/ ٢٧٦)

ہے یا جھٹلاتی ہے۔“

٨٧- (٩) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ مُّزَيْنَةَ قَالَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ الْيَوْمَ وَيَكْدَحُوْنَ فِيْهِ اَشَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ مِّنْ قَدَرٍ سَبَقَ اَوْ فِيْمَا يَسْتَقْبِلُوْنَ بِهٖ مِمَّا اَتٰهُمْ بِهٖ نَبِيُّهُمْ وَثَبَتَتِ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ ((لَا بَلْ شَيْءٌ قُضِيَ عَلَيْهِمْ وَمَضٰى فِيْهِمْ وَتَصْدِيْقُ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا o فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا o﴾ (رواه مسلم) (مسلم حدیث ١٠)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ مزینہ کے دو آدمیوں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہم کو اس بات سے آگاہ فرمائیں کہ لوگ جو کچھ آج کل کر رہے ہیں اور اس کے حصول میں محنت کرتے ہیں' کیا یہ چیز ❶ ان کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے اور ان کی تقدیر میں پہلے طے ہو چکی ہے ❷ یا یہ چیز آئندہ ہونے والی ہے کہ جس کو ان کا نبی دلیل سے لایا ہے اور یہ امر ان پر ثابت ❸ ہو چکا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں یہ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی چیز ہے جو مقدر ہو چکی ہے اور ان پر ثابت ہو چکی ہے اور اس کی تصدیق کتاب اللہ کی اس آیت میں ہوتی ہے ”قسم ہے جان کی! اور اس کی ذات کی جس نے نفس انسانی کو زندگی بسر کرنے کے لئے موزوں ترین بنایا' پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی۔“ ❹

فوائد الحدیث: ❶ چیز سے مراد نیکی اور بلا ہے۔ ❷ یعنی جو نیکی اور بدی لوگ کرتے ہیں یا کر چکے ہیں وہ سب مقدر میں لکھی جا چکی ہے یا ازل میں مقدر نہیں ہے اور ہر کام اسی وقت جاری ہوتا ہے جب کوئی آدمی اس کو کرتا ہے یا کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ ❸ مقصد یہ ہے کہ نبی ﷺ کا شریعت کاملہ لانا جو کہ معجزات دلائل اور براہین سے محکم اور ثابت ہو چکی ہے اب آپ پر ایمان لانا نیکی کرنا اور بدی سے پرہیز کرنا کیا یہ سب کچھ پہلے طے ہو چکا ہے یا اب آپ کے آنے کے بعد جیسے جیسے کوئی عمل کرے گا اسی وقت یہ امر ان پر جاری ہوگا۔
❹ آیت سے استدلال اس طرح ہے کہ اَلْهَمَهَا ماضی ہے جو گزرے ہوئے کام پر دلالت کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ نیکی اور بدی کا معاملہ پہلے سے طے ہو چکا ہے (مرقاۃ)

٨٨- (١٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰى نَفْسِي الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَا اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ كَاَنَّهٗ يَسْتَاْذِنُهٗ فِي الْاِخْتِصَآءِ قَالَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَكَتَ عَنِّيْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((يَااَبَاهُرَيْرَةَ جَفَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جوان آدمی ہوں اور میں اپنے نفس پر زنا سے ڈرتا ہوں اور میں اس قدر (مال) نہیں پاتا کہ اس کے ذریعے عورتوں کے ساتھ نکاح کروں' گویا کہ آپ سے خصی ہونے کی اجازت مانگتے تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ میری بات سن کر خاموش رہے پھر میں نے اسی طرح کہا' اور

الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰى ذَالِكَ أَوْذَرْ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۵۰۷۶ والنسائی حدیث رقم ۳۲۱۵)

آپ پھر میری بات سن کر خاموش رہے (اور جب تیسری مرتبہ) پھر میں نے اس طرح کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا ''اے ابوہریرہ! اس چیز کے ساتھ قلم خشک ❶ ہوا کہ تو ملنے والا ہے پس اب چاہے تو خصی ❷ ہو یا چھوڑ دے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ قلم کا خشک ہونا کنایہ ہے یہ مقدر ہو چکنے سے اور لکھنے سے فراغت پائی' حاصل یہ کہ جو کچھ بھلائی' برائی روز ازل کی مقدر ہو چکی ہے وہ ہو کر رہے گی تم چاہے خصی ہو یا نہ ہو' گویا اس میں تہدید فرمائی اس پر کہ اسباب و تدبیر کو تقدیر کے مقابل لانا اور تقدیر سے بھاگنا نہیں چاہئے۔ ❷ اس میں خصی ہونے کی اجازت نہیں' بلکہ بے فائدہ ایک اندام کے کاٹنے کی اجازت مانگنے پر جھڑک اور ملامت ہے اور مصابیح کے بعض نسخوں میں فاختص کی جگہ فاختصر کا لفظ آیا ہے' اس تقدیر پر یہ معنی ہوگا کہ جب تو نے سمجھ لیا کہ مقدر بدل نہیں سکتا تو کلام کوتاہ کر اور تسلیم اختیار کر یا اختصار اور تسلیم چھوڑ دے جو چاہے کہے (اشعۃ اللمعات)

۸۹- (۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ اٰدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يُّصَرِّفُهٗ كَيْفَ يَشَآءُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث ۱۷ واحمد فی المسند ۲/ ۱۷۸)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام بنی آدم کے دل سب رحمان کی دو انگلیوں ❶ کے درمیان ہیں ایک دل کی مانند وہ ان کو جس طرف چاہتا ہے پھیرتا ہے' پھر رسول اللہ ﷺ فرمایا: ''اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل کو اپنی بندگی کی طرف پھیر دے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ انگلیاں رحمٰن کی متشابہات سے ہیں' ان کی کیفیت کا علم اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہئے۔

۹۰- (۱۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ اِلَّا يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ كَمَا تُنْتَجُ الْبَهِيْمَةُ بَهِيْمَةً جَمْعَآءَ هَلْ تُحِسُّوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ'' فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذَالِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ''۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۳۵۸ ومسلم حدیث رقم ۲۲ واحمد فی المسند ۲/ ۳۶۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں کوئی پیدا کیا گیا مگر فطرت ❶ کے اوپر پیدا کیا جاتا ہے' پس اس کے ماں باپ اس کو یہودی کر دیتے ہیں یا اس کو نصرانی کر دیتے ہیں یا اس کو مجوسی کر دیتے ہیں' جیسا کہ چار پایہ بچہ دیتا ہے پورا چار پایہ' کیا تم اس میں کچھ نقصان ❷ معلوم کرتے ہو؟ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو لازم پکڑو جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے کو بدلنا نہیں' یہ دین درست ہے''۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اوپر استعداد قبول کرنے دین اسلام کے۔ ❷ کچھ نقصان یعنی خارج سے اگر کوئی آفت نہ پہنچے تو ویسا ہی

رہے لوگ کان وغیرہ کاٹ ڈالتے ہیں پس ایسا ہی آدمی بسبب ماں باپ وغیرہ کے کافر ہو جاتا ہے ورنہ مسلمان ہی رہے۔

۹۱- (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِخَمْسِ کَلِمَاتٍ فَقَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنَامُ وَلَا یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّنَامَ یَخْفِضُ الْقِسْطَ وَیَرْفَعُهٗ یُرْفَعُ اِلَیْهِ عَمَلُ اللَّیْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّیْلِ حِجَابُهُ النُّوْرُ لَوْ کَشَفَهٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ مَا انْتَهٰی اِلَیْهِ بَصَرُهٗ مِنْ خَلْقِهٖ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث ۲۹۳-۱۷۹ وابن ماجة حدیث رقم ۱۹۵ واحمد فی المسند ۴/ ۴۰۵)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم میں کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ نے پانچ باتوں کے ساتھ خطبہ ارشاد فرمایا' آپ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ سوتا ہے نہ سونا اس کو لائق ہے' وہ ترازو کو پست کرتا ❶ اور بلند کرتا ہے اٹھائے جاتے ہیں اس کی طرف رات کے عمل' دن کے عمل سے پہلے اور دن کے عمل رات ❷ کے عمل سے پہلے' پردہ اس کا نور ہے' اگر کھول دے اس کو' تو اس کی ذات پاک کے انوار جہاں تک اس کی نگاہ اس کی مخلوق کی طرف پہنچتی ہے جلا دیں۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ترازو کا پست و بلند کرنا مراد یہ ہے کہ کسی پر رزق تنگ کرتا ہے کسی پر فراخ اور گناہوں کے سبب بعض کو ذلیل کرتا ہے اور اطاعت کے سبب بعض کے رتبے بلند کرتا ہے۔ ❷ پہلے رات کے عمل یعنی ابھی دن طلوع نہیں ہوا اور اس میں عمل واقع نہیں ہوا ہے کہ رات کے عمل اوپر جاتے ہیں اور رات نہیں ہوتی کہ دن کے عمل اسی طرح اوپر جاتے ہیں اس میں جلدی عمل جانے میں مبالغہ فرمایا۔

۹۲- (۱۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَدُ اللّٰهِ مَلْاٰی لَا تَغِیْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءَ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْفَقَ مُذْ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَغِضْ مَا فِیْ یَدِهٖ وَکَانَ عَرْشُهٗ عَلَی الْمَآءِ وَبِیَدِهِ الْمِیْزَانُ یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ۔)) (متفق علیه) (بخاری حدیث رقم ۴۶۸۴ و مسلم حدیث رقم ۳۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے' اس کو خرچ کرنا ناقص نہیں کرتا ہے رات اور دن میں وہ ہمیشہ دینے والا ہے' کیا تم نے دیکھا کہ اس نے کس قدر خرچ کیا جب سے آسمان و زمین کو پیدا کیا' پس خرچ کرنے نے کم نہیں کی وہ چیز کہ جو اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کا عرش پانی ❶ پر تھا اور اسی کے ہاتھ میں ترازو ہے پست کرتا ہے اور بلند کرتا ہے۔" (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آسمان و زمین پیدا کرنے کے وقت۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ((یَمِیْنُ اللّٰهِ مَلْاٰی)) قَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ ((مَلْاٰنُ سَحَّآءٌ لَا یَغِیْضُهَا شَیْءٌ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ۔))

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے "اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے؟ ابن نمیر ❶ نے کہا "بھرا ❷ ہے' وہ ہمیشہ دینے والا ہے رات اور دن میں اس کو کوئی چیز ناقص نہیں کرتی۔"

فوائد الحدیث: ❶ ابن نمیر امام مسلم کے استاد ہیں ان کی روایت میں لفظ ملان کا بدلے ملئی کے آیا ہے اور لفظوں میں کچھ تقدیم و تاخیر ہے لیکن لغت کی موافقت کے لحاظ سے ملئی ہی چاہئے۔ ❷ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے کہا ہے کہ اگر روایت صحیح ہو تو ترکیب کی درستی کے لیے ید کو جود اور احسان کے ساتھ تاویل کر سکتے ہیں اور نیز اس روایت میں نفقہ کی جگہ شیء آیا ہے مگر صحیح مذہب یہی ہے کہ ایسی صفات الٰہی کو بلا تاویل اور بلا کیف ماننا چاہئے۔

۹۳- (۱۵) وَعَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ ((قَالَ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۳۸٤ ومسلم حدیث ۲٦ وابوداود حدیث رقم ٤٧١١ والنسائی حدیث رقم ۱۹۵۰ واحمد فی المسند ۲/ ۳۹۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کی اولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بات کو بخوبی جانتا ہے ❶ کہ جس پر لوگ عمل کرنے والے ہوتے ہیں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ بہشت میں داخل ہوتے ہیں یا دوزخ میں۔

الفصل الثانی

۹٤- (۱٦) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمُ فَقَالَ لَهُ اُكْتُبْ قَالَ مَا اَكْتُبُ قَالَ اُكْتُبِ الْقَدَرَ فَكَتَبَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلَى الْاَبَدِ.)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اِسْنَادًا) (الترمذی حدیث رقم ۲۱۵۵ وقال غریب من هذا الوجه واخرجه احمد فی المسند ۵/ ۳۱۷)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا' پھر اس کو فرمایا کہ لکھ! اس نے کہا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو تقدیر لکھ' تو اس نے لکھی جو چیز کہ ہو چکی تھی ❶ اور جو چیز کہ آئندہ ہونے والی ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی ایک سند حسن اور دوسری ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بعض کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اب تک مشرکین کی اولاد کے حق میں کچھ وحی نہ آئی تھی کہ ایسا فرمایا اور بہت سے قول ان کے حق میں وارد ہوئے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ توقف کرے یقیناً جنتی یا دوزخی نہ کہے۔ (مظاہر حق)

۹۵- (۱۷) وَعَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سُئِلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ ((وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ)) الْاٰيَةَ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْئَلُ عَنْهَا فَقَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَآءِ لِلْجَنَّةِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَعْمَلُوْنَ ثُمَّ مَسَحَ ظَهْرَهٗ بِيَدِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ ذُرِّيَّةً فَقَالَ خَلَقْتُ هٰؤُلَآءِ لِلنَّارِ وَبِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ يَعْمَلُوْنَ فَقَالَ رَجُلٌ فَفِيْمَ الْعَمَلُ

اور مسلم ❶ بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت ''اور جب تیرے پروردگار نے بنی آدم کی پیٹھوں ❷ سے لیا ان کی اولاد کو آخر آیت تک'' کے بارے میں سوال کیا گیا تو عمر نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب آپ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تھا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرا' تو اس میں سے اولاد نکالی' تو اللہ تعالیٰ فرمایا: میں نے ان کو جنت کے لیے اور جنتیوں جیسے عمل کرنے کے لیے پیدا کیا پھر ان کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھیرا'

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اللّٰهَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلْجَنَّةِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُدْخِلُهٗ بِهِ الْجَنَّةَ وَ اِذَا خَلَقَ الْعَبْدَ لِلنَّارِ اِسْتَعْمَلَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى يَمُوْتَ عَلٰى عَمَلٍ مِنْ اَعْمَالِ اَهْلِ النَّارِ فَيُدْخِلُهٗ بِهِ النَّارَ.)) (رواه مالك و الترمذى وابوداؤد) (الموطا حديث رقم ۲ من كتاب القدر والترمذى حديث رقم ۳۰۷۵ وقال حديث حسن وابوداود حديث ۴۷۰۳ واحمد فى المسند ۱/ ۴۴)

پس اس میں سے اولاد نکالی اور فرمایا کہ میں نے ان کو دوزخ اور دوزخیوں جیسے عمل کرنے کے لیے پیدا کیا'' تو ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! پھر عمل کس لیے ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جس وقت بندے کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے بہشتیوں جیسے عمل کراتا ہے یہاں تک کہ وہ بہشتیوں کے سے عمل پر فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کی وجہ سے بہشت میں داخل کرتا ہے اور جس وقت کہ بندے کو دوزخ کے واسطے پیدا کرتا ہے تو اس سے دوزخیوں جیسے کام کراتا ہے یہاں تک کہ وہ دوزخیوں والے عمل پر فوت ہوتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے عمل کی وجہ سے دوزخ ❸ میں داخل کرتا ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مسلم بن یسار رحمہ اللہ کبار تابعین میں سے ہیں' ثقہ اور فاضل اور عابد اور پرہیز گار تھے' ان کے زمانے میں لوگ ان پر کسی کو فضیلت نہ دیتے تھے، یہ سن ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے (اشعۃ اللمعات) ❷ مثلاً آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد نکالی اور اولاد کی پشت سے ان کی اولاد اسی طرح قیامت تک جو پیدا ہوں گے نکالے اور باقی آیت یہ ہے: ﴿وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ۝﴾ ''اور ان کو ان کی جانوں پر گواہ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے گواہی دی یہ گواہی اس لئے ہوئی کہ مبادا قیامت کے دن تم کہو ہم اس سے غافل تھے۔ ❸ یعنی اللہ تعالیٰ بہشت اور دوزخ میں عمل کے عوض داخل کرتا ہے اور عمل اس پر علامت ہے اور عمل کرنے کا امر کیا اور عمل بھی اس کی قضاء ہے (اشعۃ اللمعات)

۹۶- (۱۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ ((اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ)) قُلْنَا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ ((لِلَّذِىْ فِىْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ فِيْهَا اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَ اَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَ قَبَآئِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِىْ فِىْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعَالَمِيْنَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں دو کتابیں تھیں' آپ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے کہا' نہیں اے اللہ کے رسول! مگر یہ کہ آپ ہم کو خبر دیں' تو آپ نے فرمایا: ''وہ چیز جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی طرف سے ہے اس میں بہشتیوں کے نام ہیں' اور ان کے باپوں کے اور ان کی قوم کا نام پھر ان کے آخر کو جمع کر دیا ❶ ہے' پس ان میں نہ زیادہ کئے جاتے

فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ النَّارِ وَ اَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَ قَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُهُ فَفِيْمَ الْعَمَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ ((فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۲۱٤۱ وقال هذا حدیث حسن غریب صحیح واخرجه احمد فی المسند ۲/ ۱٦۷)

ہیں اور نہ ان سے کبھی کم کئے جاتے ہیں پھر اس کتاب کے بارے میں فرمایا جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی طرف سے ہے اس میں دوزخیوں کے نام ہیں اور ان کے باپوں کے اور ان کی قوم کا نام پھر ان کے آخر کو جمع کر دیا ہے پس ان میں نہ زیادہ کئے جاتے ہیں اور نہ ان سے کبھی کم کئے جاتے ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! پھر عمل کس لیے کرنا ہے تحقیق اس امر سے فراغت کی گئی تو آپ نے فرمایا: ''خوب مضبوط ❷ کرو اور نزدیکی ڈھونڈو ❸ کیونکہ تحقیق جنتی کا خاتمہ جنت والوں کے کام پر کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کسی ❹ طرح کے بھی کام کرے اور تحقیق دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں والے کام پر کیا جاتا ہے اگرچہ وہ کسی طرح کے بھی کام کرے' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کتابوں کو رکھ ❺ دیا' پھر فرمایا: ''فارغ ہوا پروردگار تمہارا بندوں سے ایک جماعت بہشت میں ہے اور ایک جماعت دوزخ میں ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی بطور جمع بندی کے۔ ❷ یعنی اپنے عمل طریق حق کے ساتھ۔ ❸ یعنی اللہ تعالی سے۔
❹ نیک ہوں یا بد اور مدت عمر میں۔ ❺ کتابوں کو رکھ دیا یعنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیں اس اشارہ کے لئے کہ یہ ایک امر ہے کہ اس سے فراغت کی گئی اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتابیں صحابہ کو دکھا دیں لیکن ان کا مضمون معلوم نہ کرایا اور بعض کہتے ہیں سمجھانے کے لیے بطور مثال کے فرمایا کذا ذکر القاری

۹۷ - (۱۹) وَعَنْ اَبِيْ خُزَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ رُقًى نَسْتَرْقِيْهَا وَدَوَآءً نَتَدَاوٰى بِهٖ وَتُقَاةً نَتَّقِيْهَا هَلْ تَرُدُّ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ شَيْئًا قَالَ ((هِيَ مِنْ قَدَرِ اللّٰهِ۔)) (رواه احمد و الترمذی وابن ماجة) (احمد ۳/ ٤۲۱ والترمذی حدیث رقم ۲۰٦۵ وقال حدیث حسن صحیح وابن ماجة فی السنن ۱۱۳۷)

سیدنا ابوخزامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھ کو منتروں ❶ کی خبر دیجئے کہ ہم اس کو پڑھاتے ہیں اور دوا کی کہ دوا کرتے ہیں ہم اس کو اور بچاؤ ❷ کی چیز کہ ہم اس سے بچتے ہیں' کیا اللہ کی تقدیر ❸ سے یہ کچھ پھیر دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ چیزیں اللہ تعالی کی تقدیر ہیں۔''

حدیث رقم ٣٤٧)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ منتر یعنی جو چیزیں پڑھ کر دم کرتے ہیں یا گلے میں یا بازو میں باندھتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قرآن یا حدیث کی دعاؤں کے ساتھ یا اسماء اور صفات الٰہی کے ساتھ ہو اور جانے ان کو مؤثر حقیقی نہ تو درست ہے ورنہ حرام ہے کذا ذکر القاری۔
❷ یعنی مانند سپر اور زرہ وغیرہ کے۔ ❸ یعنی جیسے اس نے بیماری مقدر کی ہے اس کا دفع دوا وغیرہ سے بھی مقدر کیا ہے اسباب خلاف تقدیر کے نہیں اور جس نے دوا کی اور فائدہ نہ ہوا تو جانے کہ شفا مقدر نہیں تھی۔

٩٨- (٢٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَنَازَعُ فِي الْقَدْرِ فَغَضِبَ حَتّٰى اِحْمَرَّ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّمَا فُقِیَٔ فِیْ وَجْنَتَيْهِ حَبُّ الرُّمَّانِ فَقَالَ ((اَبِهٰذَا اُمِرْتُمْ اَمْ بِهٰذَا اُرْسِلْتُ اِلَيْكُمْ اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حِيْنَ تَنَازَعُوْا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَنَازَعُوْا فِيْهِ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمَذِیُّ)

(الترمذی حدیث رقم ٢١٣٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جبکہ ہم تقدیر پر بحث ❶ کر رہے تھے' پس آپ غصہ ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار پر انار کے دانے نچوڑے گئے' آپ نے فرمایا: ''کیا تم اس چیز کا حکم کئے گئے ہو یا اس چیز کے ❷ ساتھ کہ جو دے کر میں تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں میں؟ تم سے پہلے جو لوگ تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ وہ ایسے امور پر جھگڑا کرنے لگے تھے' میں تم کو قسم دیتا ہوں اس بات میں' پھر اس بات میں تمہارے اوپر قسم دیتا ہوں کہ تم اس میں بحث نہ کیا کرو۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہم تقدیر میں بحث کرتے ہیں، یعنی بعض کہتے ہیں کہ اگر سب کچھ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی سے ہے تو ثواب اور عذاب کیوں ہے جیسے کہ معتزلہ کہتے ہیں اور بعض کہتے تھے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ بعض جنتی ہیں اور بعض دوزخی۔ ❷ اس کے ساتھ الخ یعنی تم کو طاعت وعبادت کا حکم کیا اور مجھ کو اس کے پہنچانے کو بھیجا' اس میں بحث کرنا کہاں سے آئی ہے، وہ تو ایک بھید ہے اس کا علم اس کو سونپو اور عمل میں مشغول رہو اور اس کی تقدیر پر راضی رہو۔

٩٩- (٢١) وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهٗ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ۔ (ابن ماجة فی المقدمة حدیث رقم ٨٥ واحمد فی المسند ٢/ ١٧٨)

اور ابن ماجہ نے عمرو بن شعیب سے ❶ اس کی مانند روایت کیا' اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شعیب کے دادا کا نام عبداللہ بن عمرو ہے اور ضمیر عن ابیہ کی عمرو بن شعیب کی طرف اور عن جدہ کی ضمیر شعیب کی طرف لوٹتی ہے یعنی عمرو اپنے باپ شعیب سے اور شعیب اپنے دادا عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتا ہے اور عمرو بن شعیب کے دادا کا نام محمد جو کہ شعیب کا باپ ہے شعیب نے اپنے باپ محمد سے روایت نہیں کی۔

١٠٠ - (٢٢) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قَبْضَةٍ قَبَضَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَرْضِ فَجَآءَ بَنُوْا اٰدَمَ عَلٰى قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْهُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْيَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَيْنَ ذٰلِكَ وَ السَّهْلُ وَالْحَزْنُ وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔)) (رواه احمد و الترمذی وابو دوٗد) (احمد فی المسند ٤/ ٤٠٠ وابوداود حديث رقم ٤٦٩٣ والترمذی حديث رقم ٢٩٥٥)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹی سے پیدا کیا کہ اس ❶ کو سب طرح کی زمین سے لیا تھا' آدم علیہ السلام کی اولاد زمین کے موافق پیدا ہوئی' یعنی ان میں سے سرخ اور بعض سفید اور بعض سیاہ اور بعض اس کے درمیان اور بعض نرم خو اور بعض سخت خو اور بعض ناپاک اور بعض پاک۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی عزرائیل علیہ السلام کو مٹھی بھر لانے کا حکم فرمایا۔

١٠١ - (٢٣) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِي ظُلْمَةٍ فَاَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النُّوْرِ اهْتَدٰى وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ فَلِذٰلِكَ اَقُوْلُ جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ۔)) (رواه احمد و الترمذی) (احمد فی المسند ٢/ ١٧٦ والترمذی حديث رقم ٢٦٤٢ وقال حديث حسن)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی خلقت ❶ کو اندھیرے میں پیدا کیا' پس اس کے اوپر اپنا کچھ نور ❷ ڈالا' تو اس نور میں سے جس کو پہنچا اس نے راہ پائی اور جس کو وہ نور نہ پہنچا وہ گمراہ ہوا' اور اسی لیے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علم ❸ پر قلم خشک ہوا۔'' (احمد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اپنی خلقت کو یعنی جن وانس۔ ❷ یعنی نفس امارہ کی گرفتاری میں کہ اس کی جبلت میں بری خواہشات اور غفلت رکھی ہے' نور سے مراد نور ایمان اور معرفت اور طاعت واحسان کا نور ہے۔ ❸ یعنی اس کی تقدیر میں تغییر وتبدیل نہیں ہے۔

١٠٢ - (٢٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ ((يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اٰمَنَّابِكَ وَبِمَا جِئْتَ بِهٖ فَهَلْ تَخَافُ عَلَيْنَا قَالَ ((نَعَمْ اِنَّ الْقُلُوْبَ بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ مِنْ اَصَابِعِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَآءُ۔)) (رواه الترمذی و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٣/ ١١٢ والترمذی حديث رقم ٢١٤٠ وقال حديث حسن

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اکثر فرماتے (پڑھا کرتے): ''اے دلوں کے پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین ❶ پر ثابت رکھ' تو میں نے کہا' اے اللہ کے نبی! ہم آپ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو کہ لائے آپ اس کو' تو کیا آپ اب بھی ہمارے اوپر ڈرتے ہیں؟ ❷ آپ نے فرمایا ''ہاں تحقیق دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں' انگلیوں سے پھیرتا ہے وہ ان کو جس

وابن ماجة حديث رقم ٣٨٣٤)

طرح چاہتا ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کتاب وسنت۔ ❷ کیا اب بھی ڈرتے ہو تم اوپر ہمارے، یعنی آپ تو گناہوں سے معصوم ہیں، ہمارے لئے دعا کرتے ہیں تا کہ ہم سیکھیں پس کیا ڈرتے ہیں آپ ہم پر۔

١٠٣ - (٢٥) وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَثَلُ الْقَلْبِ كَرِيْشَةٍ بِاَرْضٍ فَلَاةٍ يُقَلِّبُهَا الرِّيَاحُ ظَهْرًا لِبَطْنٍ۔)) (رواه احمد)

(احمد ٤/ ٤٠٨ وابن ماجة حديث رقم ٨٨)

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دل کی مثال زمین کے میدان میں پر کی مانند ہے کہ اس کو ہوائیں پیٹھ ❶ سے پیٹ کی طرف پھیرتی ہیں۔'' (احمد)

فوائد الحدیث: ❶ اسی طرح دل بھلائی سے برائی کی طرف اور برائی سے بھلائی کی طرف پھرتے ہیں۔

١٠٤ - (٢٦) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَ الْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ۔)) (رواه الترمذی وابن ماجة) (الترمذی حديث رقم ٢١٤٩ وابن ماجة حديث ٨١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ چار چیزوں پر ایمان لائے' اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور تحقیق میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں' مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور مرنے ❶ کے ساتھ ایمان لائے اور اٹھنے کا مرنے کے بعد اور تقدیر کے ساتھ ایمان لائے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایمان لائے مرنے کے ساتھ یعنی دنیا کے فنا ہونے کے ساتھ یا مراد ہے کہ موت کے ساتھ اعتقاد کرے کہ بحکم الٰہی ہے نہ بسبب فساد مزاج کے۔

١٠٥ - (٢٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْمُرْجِئَةُ وَالْقَدَرِيَّةُ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔) (الترمذی حديث رقم ٢١٤٩ وقال هذا حديث حسن صحيح وابن ماجة حديث رقم ٦٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت سے دو فرقے ہیں کہ ان کے لیے اسلام میں کچھ حصہ نہیں' ایک تو مرجئہ ہے ❶ اور ایک قدریہ ہے۔'' ❷ (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مرجئہ سے مراد فرقہ جبریہ ہے جو اسباب کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ بندے کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسا فعل کا جمادات کی طرف نسبت کرنا، جب اس کو پھینکے تو پھینکا جائے اس کو اپنے پھینکنے میں کچھ دخل نہیں وہ اسی طرح بندے کو اپنے کام میں کچھ دخل نہیں محض بے اختیار ہے۔ ❷ اور قدریہ وہ ہیں کہ تقدیر کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ بندوں کے افعال ان کی قدرت سے پیدا کئے ہوئے

ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نہیں اس طرح کے تقدیر کے انکار کرنے والے کو قدریہ کہتے ہیں اس میں معتزلہ بھی داخل ہیں اور رافضی بھی اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں کافر ہیں لیکن قول مختار یہ ہے کہ کافر نہیں ہیں فاسق ہیں اور یہ حدیث زجر اور شدت کے قبیل سے ہے محققین کے نزدیک ان فرقوں کے لئے کفر کا حکم ہے اب اختلاف اس بات کا ہے کہ ان کا کفر تاویلی ہے یا ارتدادی (محمد اسحاق)

١٠٦ - (٢٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَقُوْلُ يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ وَذٰلِكَ فِي الْمُكَذِّبِيْنَ بِالْقَدْرِ۔) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ۔ (الترمذی حدیث رقم ٢٢٥٢ وقال حديث حسن صحيح غريب واخرج ابو داود حديث رقم ٤٦١٣ واحمد ٢/ ١٠٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے ''میری امت میں دھنس جانا ہوگا اور صورت بدل جانا' اور یہ ان لوگوں میں ہوگا ❶ جو تقدیر کے جھٹلانے والے ہیں'' اس کو ابوداؤد نے روایت کیا اور ترمذی نے اس کی مانند روایت کی۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ بات اخیر زمانہ میں ہوگی۔

١٠٧ - (٢٩) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ۔)) (رواه احمد وابوداؤد) (احمد فی المسند ٢/ ٨٦ وابوداود حديث رقم ٤٦٩١ وابن ماجة بنحوه عن جابر حديث رقم ٩٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرقہ قدریہ اس امت کے مجوس ❶ ہیں' اگر مریض ہوں ❷ تو ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مریں تو تم ان کے جنازے میں نہ جاؤ۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث متعدد اسناد کی وجہ سے حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مجوس ایک آتش پرست فرقہ ہے وہ دو الٰہ ثابت کرتے ہیں، ایک الٰہ خیر اور ایک الٰہ شر' پس جیسے مجوس دو الٰہ کے قائل ہیں اسی طرح قدریہ بہت سے خالقوں کے قائل ہیں یعنی جتنے فعل وہ کرتے ہیں ان افعال کے خالق ہیں۔ ❷ یعنی ان کے حق میں رعایت حقوق اسلام کی نہ کرو، نہ زندگی میں اور نہ ان کے مرنے پر، محققین کے نزدیک یہی بات حق ہے کہ ان کی عیادت وغیرہ نہ کرے اور جتنا ہو سکے ان کے ساتھ میل جول رکھنے سے بچے۔

١٠٨ - (٣٠) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْقَدْرِ وَلَا تُفَاتِحُوْهُمْ۔)) (رواه ابو داؤد) (احمد فی المسند ١/ ٣٠ وابو داود حديث رقم ٤٧١٠)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرقہ قدریہ سے ہم نشینی ❶ نہ کرو اور نہ ان کی طرف فیصلہ لے جاؤ۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرقہ قدریہ سے ہم نشینی نہ کرو یعنی ان سے محبت نہ کرو اور نہ انس اور تعظیم سے ان کی ہم نشینی کرو کیونکہ اگر تم ایسا

کرو گے تو ان کے بداعتقاد دیکھو گے اور ان کے اعمال کی برائی تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال میں اثر کرے گی۔

۱۰۹ - (۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سِتَّةٌ لَعَنْتُهُمْ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ وَكُلُّ نَبِيٍّ يُجَابُ اَلزَّائِدُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَالْمُكَذِّبُ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَالْمُتَسَلِّطُ بِالْجَبَرُوْتِ لِيُعِزَّ مَنْ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَيُذِلَّ مَنْ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَحِلُّ لِحَرَمِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَحِلُّ مِنْ عِتْرَتِيْ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ وَالتَّارِكُ لِسُنَّتِيْ۔)) رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ وَرَزِيْنٌ فِي كِتَابِهٖ۔ (الترمذی حدیث رقم ۲۱۵٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ طرح کے شخص ہیں کہ میں ان کو لعنت کرتا ہوں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے لعنت کی اور ہر نبی مستجاب الدعوات ہے' ایک تو وہ شخص کہ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادہ کرے ❶ اور دوسرا فرقہ قدریہ جو تقدیر الٰہی کو جھٹلائے اور تیسرے وہ شخص کہ جو زبردستی کے ساتھ غالب ہو جائے ❷ اور اس کو عزت دے جس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اس کو ذلیل کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے عزیز کیا اور چوتھا وہ شخص ہے جو کہ حلال کرے اللہ تعالیٰ کے حرم میں ❸ اور پانچواں وہ شخص ہے کہ جو میری اولاد سے حلال جانے ❹ اس چیز کو کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے اور چھٹا وہ شخص ہے کہ جو میری سنت کو چھوڑنے والا ہو۔ ❺ اس کو بیہقی نے کتاب المدخل میں روایت کیا اور رزین نے اپنی کتاب میں۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں زیادہ کرنا یہ ہے کہ لفظ بڑھائے یا اس طرح سے بیان کرے کہ معنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مخالف ہوں۔ ❷ غالب ہو جانے اس سے مراد ظالم حکمران ہیں کہ جو اپنی نفسانی خواہش کیساتھ کافروں اور فاسقوں کو عزیز رکھتے ہیں اور مسلمانوں اور علماء کو ذلیل کرتے ہیں۔ ❸ حلال کرے اللہ تعالیٰ کے حرم میں یعنی مکہ میں جن کاموں کو منع فرمایا ہے مثلاً شکار کرنے کی اور درخت کاٹنے وغیرہ کے کام اس جگہ کرنے لگے۔ ❹ یعنی نبی کی اولاد کو ایذاء دینے والے پر بھی لعنت ہے۔ ❺ جواز راہ کسالت کے سنت کو چھوڑ دے تو وہ گناہ گار ہے اور جو کوئی ہلکا جان کر سنت کو چھوڑ دے تو وہ کافر ہے اور لعنت میں وہ دونوں شمار ہیں لیکن پہلا زجراً وشدۃً اور دوسرا حقیقتاً اگر احیاناً سنت ترک ہو تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا مگر برا یہ بھی ہے (قاری وشیخ)

۱۱۰ - (۳۲) وَعَنْ مَطَرِ بْنِ عُكَامِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً۔)) (رواہ احمد و الترمذی) (احمد فی المسند ٥/ ٢٢٧ والترمذی حدیث رقم ٢١٤٦ وقال حسن غریب)

سیدنا مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کسی زمین میں مرنا مقدر کرتا ہے تو کرتا ہے ❶ اس کے لیے اس (زمین' جگہ یا مقام) کی طرف حاجت۔'' (یعنی وہ کسی ضروری کام کے بہانے اس جگہ پہنچ جاتا ہے) (احمد، ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کام کے لیے وہاں جائے اور مرے وہاں۔

۱۱۱ - (۳۳) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ذَرَارِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ ((مِنْ اٰبَائِهِمْ)) فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ بِلَا عَمَلٍ قَالَ ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ)) قُلْتُ فَذَرَارِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ؟ قَالَ ((مِنْ اٰبَآئِهِمْ)) قُلْتُ بِلَا عَمَلٍ قَالَ ((اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٧١٢)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ''مسلمانوں کی اولاد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اپنے باپوں ❶ کے تابع ہے'' پھر میں نے کہا' اللہ کے رسول! بغیر عمل کئے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اس چیز کے متعلق زیادہ جانتا ہے ❷ جو وہ کرنے والے تھے'' (ام المؤمنین کہتی ہیں) میں نے مشرکوں کی اولاد کے بارے میں کہا تو آپ نے فرمایا: ''یہ بھی اپنے باپوں کے تابع ہیں'' میں نے کہا بغیر عمل کئے' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس چیز کے متعلق زیادہ جاننے والا ہے جو وہ کرنے والے تھے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: دو میں سے ایک سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ان کے ساتھ بہشت میں ہیں۔ ❷ مومنوں کی اولاد کے حق میں جوفرمایا الله اعلم بما كانوا عاملين تو یہ قضا وقدر پر اشارہ ہے، جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تعجب کیا کہ بے عمل کس طرح بہشت میں جائیں گے تو آپ نے فرمایا تعجب مت کر کیونکہ لڑکوں کو اگرچہ بالفعل عمل نہیں شاید کہ علم الٰہی میں ہوں اور مشرکوں کی اولاد کے حق میں جوفرمایا الله اعلم بما كانوا عاملين تو تورپشتی نے کہا مراد یہ ہے کہ وہ دنیا میں باپوں کے تابع ہیں اور آخرت کا امر ان کا علم الٰہی کی طرف ہے۔

۱۱۲ - (۳٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اَلْوَائِدَةُ وَالْمَوْءُوْدَةُ فِي النَّارِ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٧١٧)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گاڑنے والی ❶ اور جس کو گاڑا گیا یہ دونوں دوزخ میں ہیں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔لیکن اس کا شاہد صحیح سند سے موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گاڑنے والی سے مراد وہ ہے کہ جس نے گاڑا مثلاً دائی اور نوکر چاکر اور مؤودہ سے مراد وہ ہے کہ جن کے حکم سے گاڑی یعنی وہ جننے والی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۳ - (۳۵) عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَغَ اِلٰى كُلِّ عَبْدٍ مِنْ خَلْقِهِ مِنْ خَمْسٍ مِنْ اَجَلِهِ وَعَمَلِهِ وَمَضْجَعِهِ وَاَثَرِهِ وَرِزْقِهِ۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ٥/ ١٩٧)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ عزوجل اپنی مخلوقات کے ہر بندے سے پانچ چیزوں ❶ سے فارغ ہوا' اس کی اجل سے' اس کے عمل سے' اس کی رہنے کی جگہ سے' اس کے پھرنے سے واپس لوٹنے کی جگہ اور اس کے رزق سے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پانچ چیزیں روز ازل کی مقدر کر چکا اب ان میں تغییر تبدیلی نہیں ہو سکتی، اجل یعنی مدت عمر کتنی ہے اور عمل کہ کام نیک و بد کیا کیا ہوں گے اس کے بعد جو دو لفظ ہیں ان کے معنی ظاہر ہیں، پانچواں رزق لکھ چکا یعنی حلال کھائے گا یا حرام تھوڑا ہو یا بہت۔

١١٤ - (٣٦) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ تَكَلَّمَ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْقَدَرِ يُسْئَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يَتَكَلَّمْ فِيْهِ لَمْ يُسْئَلْ عَنْهُ۔)) (رواه ابن ماجه) (ابن ماجة حديث رقم ٨٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص تقدیر میں کچھ کلام کرے تو اس سے قیامت کے دن پوچھا ❶ جائے گا اور جس نے اس کے بارے میں کلام نہ کیا اس سے نہ پوچھا جائے گا۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مسئلہ قضاوقدر میں بحث مباحثہ منع کرنے سے مقصود ہے، یعنی اس کے کلام کرنے میں کچھ فائدہ نہیں سوائے اس کے کہ قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ گچھ ہو اور سزا کا مستحق بنے، تو اس لیے بہتر یہ ہے کہ اس پر ایمان لائیں اور بحث مباحثہ کو چھوڑ کر عمل میں مشغول رہیں۔

١١٥ - (٣٧) وَعَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ فَقُلْتُ لَهُ قَدْ وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ شَيْءٌ مِّنَ الْقَدَرِ فَحَدِّثْنِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّذْهِبَهُ مِنْ قَلْبِيْ فَقَالَ ((لَوْ اَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوَاتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ عَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ وَلَوْ رَحِمَهُمْ كَانَتْ رَحْمَتُهٗ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْ اَعْمَالِهِمْ وَلَوْ اَنْفَقْتَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ اللّٰهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ وَ تَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَاَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ وَلَوْ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ هٰذَا لَدَخَلْتَ النَّارَ)) قَالَ ثُمَّ اَتَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ قَالَ ثُمَّ اَتَيْتُ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اَتَيْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَحَدَّثَنِيْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ ذٰلِكَ۔ (رواه احمد و ابوداؤد و ابن ماجة) (ابو داود حديث رقم ٤٦٩٩ وابن ماجة حديث رقم ٧٧ واحمد في المسند ٥/ ١٨٩)

اور ابن دیلمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ❶ کے پاس آیا' اور میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر سے شبہ ❷ گزرا ہے' پس مجھ سے حدیث بیان کرو' شاید اللہ تعالیٰ میرے دل سے شبہ کو دور کرے' تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ عزوجل آسمان والوں کو عذاب کرے اور زمین والوں کو عذاب کرے تو وہ ان کے لیے ظلم ❸ کرنے والا نہیں' اور اگر ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے ان کے لیے بہتر ہوگی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ تجھ سے قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ تو تقدیر پر ایمان لائے اور یاد رکھ ❹ کہ جو چیز کہ تجھے پہنچی وہ تجھ سے چوکنے والی نہ تھی اور تحقیق جو چیز کہ تجھ سے چوک گئی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی اور اگر تو اس کے علاوہ پر مرے ❺ البتہ تو آگ میں داخل ہوگا''۔ ابن دیلمی نے کہا پھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا' پھر میں حذیفہ بن

یمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کہا' پھر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح حدیث بیان کی۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں۔ ❷ یعنی اگر سب تقدیر سے ہے' امر ذہنی تو پھر ثواب اور عذاب کیوں ہے۔ ❸ یعنی آسمان وزمین والوں کو وہ کتنا ہی عذاب کرے پھر بھی وہ ظالم نہیں کہلاتا۔ ❹ اس جملہ کا حل یہ ہے کہ جو کچھ تجھ کو ملے تو تو یہ نہ کہہ کہ میری سعی اور کوشش سے ملا ہے اگر نہ ملے تو یہ نہ کہہ کہ اگر میں سعی کرتا تو اس کو حاصل کر لیتا، یاد رکھ کسی چیز کا ملنا یا نہ ملنا یہ سب تقدیر الٰہی کے ساتھ ہے۔ ❺ یعنی بغیر ایمان کے تقدیر پر۔

١١٦- (٣٨) وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ فَقَالَ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ قَدْ اَحْدَثَ فَاِنْ كَانَ قَدْ اَحْدَثَ فَلَا تُقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((يَكُوْنُ فِيْ اُمَّتِيْ اَوْفِيْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَّمَسْخٌ اَوْ قَذْفٌ فِيْ اَهْلِ الْقَدَرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ٢١٥٢ وقال حدیث حسن صحیح غریب وابن ماجة حدیث رقم ٤٠٦١ وابوداود حدیث رقم ٤٦١٣ واحمد فی المسند ٢/ ١٣٦)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا' اور اس نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے' تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے اس بارے میں یہ بات پہنچی ہے ❶ کہ بے شک اس نے دین میں نئی بات نکالی ہے' لہٰذا تو اس کو میری طرف ❷ سے سلام نہ کہنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ''میری امت میں' یا آپ فرمایا کہ اس امت میں زمین میں دھنس جانا ہوگا اور صورت بدل جانا یا پتھر برسنے اہل قدر میں۔'' ❸ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مجھے پہنچی یعنی میں نے سنا ہے کہ اس نے دین میں کوئی بدعت کی بات نکالی ہے، یعنی تقدیر کا انکار کرتا ہے۔ ❷ تو اس کو میری طرف سے سلام نہ کہنا' کیونکہ ہم کو اہل بدعت سے ترک ملاقات کا حکم ہوا ہے' اسی حدیث سے علماء کہتے ہیں کہ فاسق اور بدعتی کے سلام کا جواب دینا واجب نہیں ہے' بلکہ ان کی تنبیہ کے لیے سنت بھی نہیں ہے اور ان سے ترک ملاقات بھی اس لئے جائز ہے' کذا ذکر القاری۔ ❸ یعنی جو لوگ تقدیر کے منکر ہیں۔

١١٧- (٣٩) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَاَلَتْ خَدِيْجَةُ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ وَلَدَيْنِ مَا تَا لَهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هُمَا فِي النَّارِ)) قَالَ فَلَمَّا رَاَى الْكَرَاهَةَ فِيْ وَجْهِهَا قَالَ ((لَوْرَاَيْتِ مَكَانَهُمَا لَاَ بْغَضْتِهِمَا))

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دونوں بچوں کا حال پوچھا جو کہ جاہلیت میں مر گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''وہ دونوں آگ میں ہیں'' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب آپ نے ان کے چہرے پر

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَوَلَدِیْ مِنْكَ قَالَ ((فِی الْجَنَّةِ)) ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اِنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَوْلَادَهُمْ فِی النَّارِ)) ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ۱/ ۱۳٤)

ناخوشی دیکھی تو فرمایا کہ ''اگر تو ان کا حال ❶ دیکھے تو تجھ کو تکلیف ہوگی پھر ام المؤمنین نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اور میری وہ اولاد ❷ جو کہ آپ سے ہے' آپ نے فرمایا کہ ''بہشت میں ہے' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن اور ان کی اولاد جنت میں اور مشرک اور ان کی اولاد آگ میں' پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ان کی پیروی کی۔'' ❸ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کہ کیسے خوار اور رحمت الٰہی سے دور ہیں۔ ❷ یعنی سیدنا قاسم اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما۔
❸ باقی آیت کا ترجمہ یہ ہے ہم ایمان کے ساتھ ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملائیں گے۔

۱۱۸- (٤٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لَمَّا خَلَقَ اللهُ اٰدَمَ مَسَحَ ظَهْرَهٗ فَسَقَطَ عَنْ ظَهْرِهٖ كُلُّ نَسَمَةٍ هُوَ خَالِقُهَا مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَجَعَلَ بَيْنَ عَيْنَیْ كُلِّ اِنْسَانٍ مِّنْهُمْ وَبِيْصًا مِّنْ نُّوْرٍ ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلٰی اٰدَمَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰؤُلَاءِ فَقَالَ ذُرِّيَّتُكَ فَرَاٰی رَجُلًا مِّنْهُمْ فَاَعْجَبَهٗ وَبِيْصٌ مَابَيْنَ عَيْنَيْهِ قَالَ اَیْ رَبِّ مَنْ هٰذَا قَالَ دَاوٗدُ فَقَالَ اَیْ رَبِّ كَمْ جَعَلْتَ عُمْرَهٗ قَالَ سِتِّيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ زِدْهُ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَلَمَّا انْقَضٰی عُمْرُ اٰدَمَ اِلَّا اَرْبَعِيْنَ جَاءَهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ فَقَالَ اٰدَمُ اَوَلَمْ يَبْقَ مِنْ عُمْرِیْ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَوَلَمْ تُعْطِهَا ابْنَكَ دَاوٗدَ فَجَحَدَ اٰدَمُ فَجَحَدَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَنَسِیَ اٰدَمُ فَاَكَلَ مِنَ الشَّجَرَةِ فَنَسِيَتْ ذُرِّيَّتُهٗ وَخَطَاَ اٰدَمُ وَخَطَاَتْ ذُرِّيَّتُهٗ)) (رواه الترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۳۰۷٦ وقال حسن صحیح)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا ❶ پس ہر جان والی اس کی پشت سے نکلی کہ ان کو ان کی اولاد سے قیامت تک اللہ تعالیٰ پیدا کرنے والا تھا اور آنکھوں کے درمیان ان میں سے چمک نور سے مقرر کی' پھر ان کو آدم علیہ السلام کے روبرو کیا' تو آدم علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار! یہ کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تیری اولاد ہے تو انہوں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا' اور ان کو خوش لگی وہ چمک کہ اس کی آنکھوں کے درمیان تھی' آدم علیہ السلام نے کہا میرے پروردگار! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ داؤد علیہ السلام ہے'' پھر عرض کیا' کہ اے میرے رب! تو نے اس کی کتنی عمر مقرر کی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ساٹھ برس' آدم علیہ السلام نے کہا: اے میرے پروردگار! اس کی عمر میری عمر سے چالیس برس زیادہ کر دے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آدم علیہ السلام کی عمر پوری ہوئی مگر چالیس برس کم تو ان کے پاس ملک الموت آیا' آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیا میری عمر سے چالیس برس باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت نے کہا کہ کیا آپ نے اپنے بیٹے

داؤد علیہ السلام کو چالیس برس نہیں دیئے تھے؟ اس پر آدم علیہ السلام نے انکار کیا' اور اسی طرح ان کی اولاد انکار کرتی ہے اور آدم علیہ السلام بھول گئے' انہوں نے درخت سے کھایا اور اسی طرح اس کی اولاد بھی بھولتی ہے اور آدم علیہ السلام نے خطا کی اور ان کی اولاد خطا کرتی ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ید (ہاتھ) ہونے کا ثبوت ہے اور یہ کہنا کہ فرشتہ کو ہاتھ پھیرنے کے لئے فرمایا یہ تاویل ہے جس میں اس صفت کی تعطیل ہے۔

۱۱۹ - (۴۱) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ حِیْنَ خَلَقَهٗ فَضَرَبَ كَتِفَهُ الْیُمْنٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّةً بَیْضَآءَ كَاَنَّهُمُ الذَّرُّ وَ ضَرَبَ كَتِفَهُ الْیُسْرٰی فَاَخْرَجَ ذُرِّیَّةً سَوْدَآءَ كَاَنَّهُمُ الْحُمَمُ فَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ یَمِیْنِهٖ اِلَی الْجَنَّةِ وَلَآ اُبَالِیْ وَقَالَ لِلَّذِیْ فِیْ كَتِفِهِ الْیُسْرٰی اِلَی النَّارِ وَلَآ اُبَالِیْ۔)) (رواہ احمد)

(احمد فی المسند ٦/ ٤٤١)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جب کہ اس کو پیدا کیا' پس ان کے دائیں کندھے پر مارا' جس سے سفید اولاد نکالی گویا کہ وہ چیونٹیاں ہیں اور بائیں کندھے پر مارا' اس سے سیاہ اولاد نکالی گویا کہ وہ کوئلہ ہیں' پھر جو اولاد ان کے دائیں طرف کی تھی اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ بہشت کی طرف جانے والے ہیں اور میں پروا نہیں ❶ رکھتا اور ان کی وہ اولاد جو کہ ان کے بائیں طرف کی تھی اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ آگ کی طرف جانے والے ہیں اور میں پروا نہیں رکھتا۔''

فوائد الحدیث: ❶ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی امر واجب نہیں (مرقاۃ)

۱۲۰ - (۴۲) وَعَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ یُقَالُ لَهٗ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ دَخَلَ عَلَیْهِ اَصْحَابُهٗ یَعُوْدُوْنَهٗ وَهُوَ یَبْكِیْ فَقَالُوْا لَهٗ مَا یُبْكِیْكَ اَلَمْ یَقُلْ لَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُذْ مِنْ شَارِبِكَ ثُمَّ اَقِرَّهٗ حَتّٰی تَلْقَانِیْ قَالَ بَلٰی وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَبَضَ بِیَمِیْنِهٖ قَبْضَةً وَّاُخْرٰی بِالْیَدِ الْاُخْرٰی وَقَالَ هٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَهٰذِهٖ لِهٰذِهٖ وَلَآ اَدْرِیْ فِیْ اَیِّ الْقَبْضَتَیْنِ اَنَا۔)) (رواہ احمد) (احمد فی المسند ٥/ ٦٨)

سیدنا ابونضرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک آدمی جن کو ابوعبداللہ کہا جاتا تھا ان کے ساتھی ان کی عیادت کرنے کے لئے ان کے پاس گئے اور وہ رو رہے تھے' ساتھیوں نے ان سے کہا کہ تجھ کو کس چیز نے رلایا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے واسطے نہیں فرمایا کہ تو اپنی لب کے بال لے پھر اسی پر ٹھہرا رہ ❶ یہاں تک کہ تو مجھ سے ملاقات کرے؟ اس نے کہا' ہاں! لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ عزت اور بزرگی والے نے اپنے دائیں ہاتھ کی مٹھی میں ایک جماعت لی اور دوسرے ہاتھ میں

دوسری جماعت لی اور فرمایا: ''یہ ❷ بہشت کے لیے اور یہ دوزخ کے لیے ❸ اور میں پروا نہیں رکھتا۔ ابو عبداللہ نے کہا میں نہیں جانتا کہ میں کس مٹھی میں ہوں۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ٹھہرارہ یعنی ہمیشہ اس طرح رکھتی کہ تو مجھ سے حوض کوثر پر ملے یا بہشت وغیرہ میں، یعنی ساتھیوں نے ان کو کہا کہ تو کیوں روتا ہے جبکہ نبی ﷺ نے تو تجھے اپنے ملنے کی بشارت دی ہے اور وہ اسلام کے بغیر نصیب نہیں ہوتی اس لیے معلوم ہوا کہ تو مسلمان مرے گا۔ اب آگے حاصل ان کے جواب کا یہ کہ بشارت سچ ہے لیکن پروردگار تو بے نیاز ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسی لیے اس نے فرمایا کہ میں جس کو چاہوں بہشت میں ڈالوں اور جس کو چاہوں دوزخ میں اور میں پرواہ نہیں کرتا، پس یہ خوف دل سے نہیں جاتا اور یہی رونے کا موجب ہے اور شاید بسبب غلبہ خوف کے وہ بشارت بھی بھول گئے ہوں، طیبی نے کہا: کہ اس میں اس پر اشارہ ہے کہ لبیں کاٹنا سنت مؤکدہ ہیں اور اس پر مداومت نبی ﷺ کے زیر سایہ بہشت میں داخلے کا سبب ہے' تو معلوم ہوا کہ ایک سنت کے ترک کرنے، یعنی لبیں نہ لینے سے ایسی خیر کثیر ہاتھ سے جاتی ہے چہ جائیکہ تمام سنتوں کو ترک کرنے پر ہمیشگی کرے اور یہ زندیقی کے درجہ کو پہنچا دیتی ہے۔

❷ یعنی دائیں ہاتھ کی جماعت۔ ❸ یعنی بائیں ہاتھ کی جماعت۔

۱۲۱ - (۴۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنَعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ ○ اَوْتَقُوْلُوْا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ○)) (رواه احمد' الاعراف ۱۷۲) (احمد فی المسند ۱/ ۲۷۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے پشت ❶ آدم سے نعمان یعنی میدان عرفات کے قریب ❷ میں عہد لیا' اور ان کی پشت سے ہر ذریت کو نکالا جن کو اس نے پیدا کرنا تھا اور ان کو آدم علیہ السلام کے آگے چیونٹیوں کی مانند پھیلا دیا' پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے روبرو باتیں کیں کہ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟ سب نے کہا کہ ہاں' تو ہمارا رب مقرر ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا' میں نے اس لیے تم کو گواہ کیا ہے تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم اس سے غافل تھے یا تم یہ نہ کہو کہ ہمارے باپ دادا نے پہلے سے شرک کیا اور ہم ان کی اولاد ان کے پیچھے تھے' اور تو ہم کو اس چیز کی وجہ سے ہلاک کرتا ہے جو کہ باطل والوں نے کی۔'' ❸

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ان کی اولاد سے جو ان کی پشت سے نکلی تھی۔ ❷ یعنی میدان عرفہ کے قریب۔ ❸ باطل والوں نے یعنی باپ دادا نے' حاصل یہ کہ اس طرح کی حجت ان کی پیش نہیں چلتی' کیونکہ توحید کا اقرار اس روز کرا لیا ہے اور انبیاء علیہم السلام اس کے یاد دلانے کے لیے بھیجے گئے۔

۱۲۲- (٤٤) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ ۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ قَالَ جَمَعَهُمْ فَجَعَلَهُمْ اَزْوَاجًا ثُمَّ صَوَّرَهُمْ فَاسْتَنْطَقَهُمْ فَتَكَلَّمُوْا ثُمَّ اَخَذَ عَلَيْهِمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّيْ اُشْهِدُ عَلَيْكُمُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعَ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وَاُشْهِدُ عَلَيْكُمْ اَبَاكُمْ اٰدَمَ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ نَعْلَمْ بِهٰذَا اِعْلَمُوْا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ غَيْرِيْ وَلَا رَبَّ غَيْرِيْ وَلَا تُشْرِكُوْا بِيْ شَيْئًا اِنِّيْ سَاُرْسِلُ اِلَيْكُمْ رُسُلِيْ يُذَكِّرُوْنَكُمْ عَهْدِيْ وَمِيْثَاقِيْ وَاُنْزِلُ عَلَيْكُمْ كُتُبِيْ قَالُوْا شَهِدْنَا بِاَنَّكَ رَبُّنَا وَاِلٰهُنَا لَا رَبَّ لَنَا غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ لَنَا غَيْرُكَ فَاَقَرُّوْا بِذٰلِكَ وَرُفِعَ عَلَيْهِمْ اٰدَمُ يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ فَرَاَى الْغَنِيَّ وَالْفَقِيْرَ وَحَسَنَ الصُّوْرَةِ وَدُوْنَ ذٰلِكَ فَقَالَ رَبِّ لَوْ لَا سَوَّيْتَ بَيْنَ عِبَادِكَ قَالَ اِنِّيْ اَحْبَبْتُ اَنْ اُشْكَرَ وَرَاَى الْاَنْبِيَآءَ فِيْهِمْ مِّثْلَ السُّرُجِ عَلَيْهِمُ النُّوْرُ خُصُّوْا بِمِيْثَاقٍ اٰخَرَ فِي الرِّسَالَةِ وَالنُّبُوَّةِ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ كَانَ فِيْ تِلْكَ الْاَرْوَاحِ فَاَرْسَلَهٗ اِلٰى مَرْيَمَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فَحُدِّثَ عَنْ اُبَيِّ اَنَّهٗ دَخَلَ مِنْ فِيْهَا۔)) (رواه **احمد**) (احمد في المسند ٥/ ١٣٥)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اللہ عزت اور بزرگی والے کے اس قول کی تفسیر میں روایت ہے ''اور جب تیرے پروردگار نے آدم کی اولاد سے ان کی پشت (پیٹھ) سے ان کی اولاد سے لیا' راوی نے کہا' ان کو جمع کیا اور ان کو قسم قسم کیا ❶ پھر ان کو صورت بخشی پھر ان کو قوت گویائی دی' پھر اس نے عہد اور میثاق لیا اور ان کو ان کی جانوں پر گواہ کیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا' ہاں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں گواہ کرتا ہوں تم پر ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کو اور میں گواہ کرتا ہوں تمہارے باپ آدم کو تا کہ تم قیامت کے دن نہ کہو کہ ہم نہیں جانتے تھے' جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' تحقیق میں تمہاری طرف اپنے رسول بھیجوں گا جو تم کو میرا عہد اور میرا قول یاد دلائیں گے اور تم پر اپنی کتابیں نازل کروں گا' انہوں نے کہا ہم نے اس کے ساتھ گواہی دی کہ تو ہمارا رب ہے اور ہمارا معبود ہے' تیرے سوا ہمارا کوئی پروردگار نہیں اور ہمارا معبود تیرے سوا کوئی نہیں' پس انہوں نے اس بات کا اقرار کیا اور ان پر آدم بلند کئے گئے اور وہ ان کی طرف ❷ دیکھتے تھے' پس انہوں نے غنی اور فقیر کو دیکھا اور نیک صورت کو اور اس کے سوا ❸ کو' تو کہا اے میرے رب! تو نے اپنے بندوں کو کیوں نہ برابری دی؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں پسند کرتا ہوں ❹ یہ کہ شکر کیا جاؤں اور ان میں انبیاء کو چراغوں کی مانند دیکھا' ان کے اوپر نور ہے' عہد اور رسالت اور نبوت پہنچانے میں خاص کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہے اور ''جب ہم نے انبیاء سے ان کا قول لیا یعنی ابن مریم تک عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ان روحوں میں تھے اور اس کو مریم کی طرف بھیجا ❺ ان دونوں پر سلام ہو۔ پس ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی گئی یہ کہ ان کی روح ان کے منہ کی طرف سے داخل ہوئی۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن موقوف ہے لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی قسم قسم کرنے کا ارادہ کیا مثلاً بعض غنی اور بعض فقیر ❷ ان کی طرف یعنی اپنی اولاد کی طرف۔ ❸ اس کے سوا یعنی بدصورت۔ ❹ میں پسند کرتا ہوں یہ کہ شکر کیا جاؤں یعنی اگر سب یکساں پیدا کرتا تو شکر نہ کرتے کیونکہ جو ایک صفت ایک میں پیدا کی ہے وہ دوسرے میں پیدا نہیں کی اور اس طرح ایک، دوسرے کو دیکھ کر شکر کرتا ہے، مثلاً فقیر میں تقویٰ اور فراغ خاطر اور سلامتی ہے اور غنی میں نہیں اسی طرح غنی کو اسباب وغیرہ کا میسر ہونا ہے جو کہ فقیروں کو نہیں۔ ❺ یعنی ان کی روح کو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ مریم کی طرف۔

۱۲۳ - (۴۵) وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ نَتَذَا كَرُمَا يَكُوْنُ إِذْقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِذَا سَمِعْتُمْ بِجَبَلٍ زَالَ عَنْ مَكَانِهِ فَصَدِّقُوْهُ وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِرَجُلٍ تَغَيَّرَ عَنْ خُلُقِهِ فَلَا تُصَدِّقُوْا بِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ إِلَى مَاجُبِلَ عَلَيْهِ۔)) (رواه احمد)) (احمد في المسند ٦/ ٤٤٣)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں اس وقت کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے ہم اس چیز کا ذکر کرتے تھے کہ ہونے والی ہے ❶ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس وقت کہ تم سنو کہ پہاڑ اپنی جگہ سے سرک (ہٹ) گیا ہے تو اس کو سچ جانو اور جس وقت تم کسی شخص کے بارے میں سنو کہ اپنے خلق (عادت) سے بدل گیا ہے تو اس کو سچا نہ جانو' کیونکہ آدمی اس چیز کی طرف ہو جاتا ہے کہ جس پر پیدا ❷ کیا گیا ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس چیز کا کہ ہونے والی یعنی جو چیز پیدا ہونے والی ہے اس کے مقدمہ میں آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ سابقہ قضاو قدر کے ساتھ ہے یا از سر نو پیدا ہوتی ہے۔ ❷ اور یہ جو فرمایا کہ اس پر پیدا کیا گیا ہے یعنی مثلاً جس کو دانا پیدا کیا اور تقدیر الٰہی ادھر گئی کہ ایسا ہوگا تو وہ ہرگز احمق ہونے کا نہیں اور اسی طرح احمق دانا نہیں ہوتا۔

۱۲۴ - (۴۶) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ ﷺ لَا يَزَالُ يُصِيبُكَ فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُوْمَةِ الَّتِي أَكَلْتَ ((قَالَ مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِّنْهَا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَآدَمُ فِي طِيْنَتِهِ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ٣٥٤٦)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا' اللہ کے رسول اللہ! آپ کو ہر سال زہر ❶ ڈالی ہوئی بکری کی وجہ سے بیماری پہنچتی ہے جو آپ نے کھائی تھی' آپ نے فرمایا: ''مجھ کو کوئی چیز اس سے نہیں پہنچی مگر وہ میرے اوپر لکھی تھی جبکہ آدم (ابھی) اپنی مٹی میں تھے۔'' ❷

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی خیبر میں ایک یہودیہ نے کھلائی تھی۔ ❷ یعنی تقدیر ازلی میں یوں ہی تھا۔

بَابُ اِثْبَاتِ عَذَابِ الْقَبْرِ

عذاب قبر ثابت کرنے کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۵ - (۱) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمُسْلِمُ اِذَا سُئِلَ فِی الْقَبْرِ یَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَذَالِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ نَزَلَتْ فِیْ عَذَابِ الْقَبْرِ یُقَالُ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ وَنَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ ﷺ۔ (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ۱۳۶۹ ومسلم حدیث ۷۳ وابوداود حدیث رقم ۴۷۵۰ والنسائی حدیث رقم ۲۰۵۷ والترمذی حدیث رقم ۳۱۲۰ وابن ماجۃ حدیث رقم ۴۲۶۹)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت قبر میں مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے، وہ گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ اور تحقیق محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں'' پس یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو محکم بات کے ❷ ساتھ جو ایمان لائے ہیں دنیا اور آخرت کی زندگانی میں، اور ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ سے ہے کہ آپ نے فرمایا ﴿یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ﴾ آخر تک عذاب قبر کے بارے نازل ہوئی اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے، پس وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرا نبی محمد ﷺ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قبر کا عذاب کتاب وسنت سے ثابت ہے اس میں کچھ شبہ نہیں اور قبر سے مراد عالم برزخ ہے کہ وہ دنیا اور آخرت کے درمیان واسطہ ہے وہ ہر جگہ ہو سکتا ہے اور اس سے قبر کا گڑھا ہی مراد نہیں کیونکہ بہت سے انسان ڈوب جاتے ہیں، جل جاتے ہیں، ان کو درندے کھا جاتے ہیں ان کو بھی اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے (مرقاۃ) ❷ قول ثابت سے آیت میں یہی کلمہ شہادت مراد ہے جو کہ مومن سے قبر میں پوچھا جاتا ہے کہ تیرا پروردگار کون ہے اور تیرا نبی کون ہے اور تیرا دین کیا ہے اس شہادت میں تینوں کا جواب ہے اور یہ جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو محکم بات کے ساتھ دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں ثابت رکھتا ہے پس آخرت میں ثابت رکھنا تو معلوم ہوا اس طرح جواب دیں گے اور نجات پائیں گے اور دنیا میں ثابت رکھنا یہ ہے کہ اسی اعتقاد پر قائم رکھتا ہے جب امتحان کئے جاتے ہیں اگرچہ آگ میں ڈالے جائیں اس میں کچھ شبہ نہیں لاتے۔

۱۲۶ - (۲) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی عَنْهُ اَصْحَابُهٗ اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَیُقْعِدَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انسان جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں تو وہ اس کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں

ﷺ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ اِلٰى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَيَرَاهُمَا جَمِيْعًا وَّاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فَيُقَالُ لَهٗ لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ) (البخاری حدیث رقم ١٣٣٨ ومسلم حدیث ٧٠-٢٨٧٠ والنسائی حدیث رقم ٢٠٥١ وابوداود حدیث رقم ٤٧٥٢)

کہ تو اس شخص؟ ❶ یعنی محمد ﷺ کے حق میں کیا کہتا تھا' تو مومن کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' پھر اسے کہا جاتا ہے کہ دوزخ سے اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھ' تحقیق بدل دی تیرے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلے جگہ بہشت میں' وہ ان دونوں جگہوں کو ❷ دیکھتا ہے' رہا منافق اور کافر تو اس سے کہا جاتا ہے تو اس شخص کے حق میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے' ❸ اس کو کہا جاتا ہے کہ نہ جانا ❹ تو نے اور نہ پڑھا تو نے' ❺ اور وہ لوہے کی گرزوں سے مارا جاتا ہے جس سے وہ چلاتا ہے اور اس کا جو اس کے نزدیک ہیں سوائے جنوں ❻ اور انسانوں کے وہ تمام سنتے ہیں۔'' (بخاری' مسلم) اور اس حدیث کے الفاظ بخاری کے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ جو اس شخص کے حق میں کہا تو یہ اشارہ نبی ﷺ کی شہرت کی وجہ سے ہے یا پھر آپ کو مثالی صورت کے ساتھ روبرو لاتے ہیں۔ ❷ یعنی اس کو دونوں ٹھکانے دکھلاتے ہیں کہ اگر وہ دوزخی ہوتا اس کے لائق تھا اور اب جو جنتی ہے تو اس کو یہ ملا تاکہ اس کو بہشت کی نعمتوں کی قدر ہو۔ ❸ یعنی مومن ❹ عقل سے۔ ❺ قرآن میں سے۔ ❻ جن اور انسان عذاب کی آواز اس لئے نہیں سنتے کہ سننے سے ایمان بالغیب جاتا رہتا ہے اور معیشت کا سلسلہ منقطع ہوتا ہے۔

١٢٧ - (٣) وعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَ الْعَشِيِّ اِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ.)) (متفق علیه) (البخاری حدیث ١٣٧٩ ومسلم حدیث رقم ٦٥-٢٨٨٦ والترمذی حدیث رقم ١٠٧٢ والنسائی حدیث رقم ٢٠٧٠ وابن ماجة حدیث رقم ٤٢٧٠ والموطا حدیث رقم ٤٧ من کتاب الجنائز واحمد فی المسند ٢/ ١٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم میں سے جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے' اگر بہشتیوں میں سے ہے تو اس کا ٹھکانا بہشتیوں میں پیش کیا جاتا ہے' اور اگر وہ دوزخیوں میں سے ہے تو اس کا ٹھکانا دوزخیوں میں سے پیش کیا جاتا ہے پھر اس کو کہا جاتا ہے تیرا ٹھکانا یہ ہے منتظر رہ یہاں تک کہ تجھ کو اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن اٹھائے گا۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ صحیح احادیث میں جو مذکور ہے یہی مومن کی نجات اور کافر و منافق کا عذاب ہے پس یہ حال مومن مطیع کا ہے لیکن مومن فاسق کا کیا حال ہوگا یہ مذکور نہ ہوا عذاب ہے یا نہیں، علماء نے کہا ہے کہ فاسق مومن کا حکم یہ ہے کہ وہ جواب میں مومن مطیع کا شریک ہے اور بشارت اور دروازہ بہشت میں کھلنے اور ان کی مانند میں شریک نہیں یا ان میں بھی شریک ہو لیکن مرتبہ میں اس سے کم تر ہے حتی کہ کچھ عذاب بھی ہوتا ہو مگر جس فاسق کو اللہ تعالیٰ چاہے ویسے ہی بخش دے۔

۱۲۸ - (٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ ((نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١٣٧٢ ومسلم حدیث رقم ١٢٥-٥٨٦ والنسائی حدیث رقم ٢٠٦٧ واحمد ٦/ ١٧٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودیہ عورت ان کے پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا' اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ قبر کے عذاب سے اپنی پناہ میں رکھے' پس سیدہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کا حال پوچھا ❶ تو آپ نے فرمایا: ''ہاں قبر کا عذاب حق ہے'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو مگر یہ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی عذاب قبر سے پناہ مانگی۔'' ❷ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عذاب قبر کا نام نہ سنا تھا اس لیے یہودیہ کے کہنے سے متحیر رہیں اور نبی ﷺ سے اس کا حال پوچھا۔ ❷ پھر آپ ﷺ کے پناہ چاہنے میں احتمال ہے کہ اس سے پہلے آپ کو بھی عذاب قبر کا علم نہ ہو اس کے بعد وحی آئی ہو اور خبر دی گئی ہو اور اس روز سے آپ نے پناہ چاہنے امت کی تعلیم کے لیے ورد کیا یا نبی ﷺ کو معلوم ہو اور پناہ بھی خاموشی سے مانگتے ہوں اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر نہ ہو سوال کے بعد پکار کر مانگنے لگے تنبیہ کے لیے۔ (مظاہر حق)

۱۲۹ - (٥) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَآئِطٍ لِبَنِيْ النَّجَّارِ عَلٰى بَغْلَةٍ لَّهٗ وَنَحْنُ مَعَهٗ اِذَا حَادَتْ بِهٖ فَكَادَتْ تُلْقِيْهِ وَاِذَا اَقْبُرٌ سِتَّةٌ اَوْ خَمْسَةٌ فَقَالَ ((مَنْ يَّعْرِفُ اَصْحَابَ هٰذِهِ الْاَقْبُرِ)) قَالَ رَجُلٌ اَنَا قَالَ ((فَمَتٰى مَاتُوْا)) قَالَ فِي الشِّرْكِ فَقَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الْاُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا اَنْ لَّا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ اَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ)) قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالَ ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)) قَالُوْا

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے اپنی خچر پر سوار بنی نجار کے باغ میں تھے اور ہم ساتھ تھے کہ وہ اچانک بدکی اور قریب تھا کہ نبی ﷺ کو گرا دے' اور ناگہاں پانچ یا چھ قبریں معلوم ہوئیں' تو آپ نے فرمایا کہ: ''ان قبروں کے رہنے والوں کو کون جانتا ہے؟'' ایک شخص نے کہا' میں جانتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ❶ مرے؟'' اس نے کہا: شرک میں' تو آپ نے فرمایا: ''تحقیق یہ امت اپنی قبروں میں آزمائی جاتی ہے' پس اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم دفن نہ کرو ❷ گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا کہ وہ تم کو قبر کا عذاب سنائے جو کہ میں سنتا ہوں' پھر آپ ہماری

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ)) قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا قَالَ ((تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٦٧-٢٨٦٧ واحمد في المسند ٥/ ١٩٠)

طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ آگ کے عذاب سے پناہ پکڑو'' صحابہ نے کہا' ہم پناہ پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آگ کے عذاب سے' آپ نے فرمایا: ''پناہ پکڑو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قبر کے عذاب سے'' انہوں نے کہا' ہم پناہ پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عذاب قبر سے' آپ نے فرمایا: ''پناہ پکڑو اللہ تعالیٰ کے ساتھ فتنوں سے جو کہ ان میں سے ظاہر ہیں اور جو کہ مخفی ہیں'' انہوں نے کہا' ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ فتنوں سے پناہ پکڑتے ہیں جو کہ ظاہر ہیں ان میں سے اور جو کہ چھپے ❸ ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ساتھ دجال کے فتنے سے پناہ پکڑو'' انہوں نے کہا' ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دجال کے فتنہ سے پناہ پکڑتے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی شرک کی حالت میں یا ایمان میں تھے۔ ❷ اگر ڈر نہ ہوتا یہ کہ دفن نہ کرو گے یعنی اگر اس عذاب کو سنو گے تو بے ہوشی اور عقل جاتے رہنے کی وجہ سے اپنے مُردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ ❸ یعنی جو گناہ بدن اور دل سے ہوتے ہیں۔

الفصل الثانی

١٣٠ - (٦) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقْبِرَ الْمَيِّتُ اَتَاهُ مَلَكَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ يُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْكَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّكِيْرُ فَيَقُوْلَانِ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاِنْ كَانَ مُؤْمِنًا فَيَقُوْلُ هُوَ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ، اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ يُفْسَحُ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعِيْنَ ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهٗ فِيْهِ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ نَمْ فَيَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاُخْبِرُهُمْ فَيَقُوْلَانِ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِيْ لَا يُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ قَدْ كُنَّا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالی نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں ❶ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے' وہ دونوں کہتے ہیں کہ تو اس شخص کے ❷ متعلق کیا کہتا تھا؟ پس اگر وہ شخص مومن ہوتا ہے' تو وہ کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' تو وہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم ❸ جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا' پھر اس کے لیے اس کی قبر کو کشادہ کیا جاتا ہے ستر گز کے بیچ ستر گز کے' ❹ پھر اس کی قبر میں اس کے لیے روشنی کی جاتی ہے' اور اس کو کہا جاتا ہے کہ سو جا تو وہ کہتا ہے کہ میں اپنے اہل کی

نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَيُقَالُ لِلْاَرْضِ اِلْتَئِمِي عَلَيْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا يَزَالُ فِيْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰى يَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۱۰۷۱ وقال حدیث حسن غریب)

طرف واپس جاؤں' اور میں ان کو خبر دوں ❺ تو وہ کہتے ہیں کہ سو جا دلہن کی نیند کی مانند' اس لئے کہ اس کو نہیں اٹھاتا مگر جو اس کے اہل سے ❻ بہت پیارا ہے' یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ اس کی مرنے کی جگہ سے اٹھائے گا کہ یہ ہے اور اگر منافق ہوتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے سنا تھا اور جو وہ کہتے تھے تو میں نے بھی اس کی مانند کہا' (اس کے علاوہ) میں ❼ نہیں جانتا پھر وہ فرشتے کہتے ہیں' ہم جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا' پھر زمین کو حکم کیا جاتا ہے کہ مل جا' پس وہ اس پر مل ❽ جاتی ہے' اور اس کی پسلیاں پیٹھتی ❾ ہیں اور اس طرح اس کو ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رکھا جائے گا یہاں تک کہ اس کو اللہ تعالیٰ اس کی اس قبر کی جگہ سے اٹھائے گا۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرشتے ایسی صورت میں ہول اور دہشت کی وجہ سے آتے ہیں اور ان کا خوف کافروں پر بہت ہوتا ہے تاکہ جواب میں متحیر ہوں اور مومن کے لیے آزمائش ہے اور ان کو اللہ تعالیٰ ثابت رکھتا ہے اور وہ نڈر ہوتے ہیں اس لیے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے اس کی جزا یہ ہوگی کہ وہاں نڈر ہوں گے۔ ❷ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ❸ تحقیق ہم جانتے تھے یعنی بسبب ارشاد پروردگار کے یا تیری پیشانی پر نشانی سعادت کے اور ایمان کا نور ظاہر تھا۔ ❹ ستر گز بیچ ستر گز عرض اور طول کے۔ ❺ پس میں ان کو خبر دوں یعنی تاکہ میری خوشحالی دیکھ کر وہ خوش ہوں جیسے مسافر کہیں راحت پاتا ہے تو کہتا ہے کاش کہ اپنے اہل میں جاؤں اور ان کو اپنا حال دکھاؤں اسی طرح یہ بھی کہے گا۔ ❻ یعنی ہر کسی کا جگانا اچھا نہیں لگتا کیونکہ اس طرح جگانا وحشت کا سبب ہوتا ہے سوائے محبوب کے جگانے کے۔
❼ یعنی اس کے سوائے۔ ❽ یعنی اس کو بھینچتی (جکڑتی) ہے۔ ❾ یعنی دائیں میں بائیں کے اور بائیں میں دائیں کے۔

۱۳۱ - (۷) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ دِيْنِيَ الْاِسْلَامُ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا يُدْرِيْكَ فَيَقُوْلُ قَرَاْتُ كِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَ صَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰيَةَ قَالَ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَاَفْرِشُوْهُ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "اس (میت) کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اس کو بٹھاتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ تعالیٰ ہے' پھر وہ کہتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے' پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ شخص کون ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ اللہ کا رسول ہے' پھر اس کو کہتے ہیں تجھ کو کس چیز نے معلوم کرایا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی

مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ لَهٗ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهٗ فِيْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُ فَذَكَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَيُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ اَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَ افْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ قَالَ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهٗ اَعْمٰى اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَةٌ مِنْ حَدِيْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَيَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً يَّسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيْرُ تُرَابًا ثُمَّ يُعَادُ فِيْهِ الرُّوْحُ۔)) (رواہ احمد و ابوداؤد) (الترمذی حدیث رقم ۱۰۷۱ وقال حدیث حسن غریب)

میں اس پر ایمان لایا اور میں نے سچا ❶ جانا پس یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ ''ثابت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ ایمان لائے ثابت بات کے ساتھ'' ساری آیت پڑھی، پس آسمان سے پکارنے والا ❷ پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے' اس کو بہشت میں سے بچھونا بچھا دو اور اس کو بہشت میں سے پوشاک پہناؤ اور اس کے لیے بہشت کی طرف سے دروازہ کھول دو' چنانچہ وہ کھولا جاتا ہے' اس کی ہوائیں اور اس کی خوشبوئیں اس کو آتی ہیں اور اس کے لیے اس میں بقدر اس کی حدنگاہ کے کشادہ کیا جاتا ہے اور رہا کافر تو اس کا مرنا ذکر کیا اور فرمایا کہ پھر اس کی روح اس کے بدن میں ڈالی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں' اس کو بٹھاتے ہیں' وہ اس کو کہتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ کہتا ہے ہاہ! ہاہ! ❸ میں نہیں جانتا پھر وہ کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا' پھر وہ کہتے ہیں یہ شخص کون ہے کہ جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ تو وہ کہتا ہے: ہاہ! ہاہ! میں نہیں جانتا پس آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے ❹ اس کو آگ سے بچھونا بچھا دو اور اس کو آگ میں سے پوشاک پہناؤ اور اس کے لیے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو آپ نے فرمایا کہ اس کو اس کی گرمی اور بو آتی ہے اور اس پر اس کی قبر تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس میں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں پھر اس کے لیے اندھا اور بہرا ❺ فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے اس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے اگر اس کے ساتھ پہاڑ کو مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے اور اس کو گرز کے ساتھ مارا جاتا ہے ایسا مارنا کہ سنے اس کو جو کہ مشرق اور مغرب کے درمیان ہے سوائے آدمی اور جن کے' پس وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو کلام اللہ پر ایمان لائے گا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلے ایمان لائے گا۔ ❷ یعنی اللہ تعالیٰ یا فرشتہ اس کے حکم کے ساتھ آسمان میں سے۔ ❸ ہاہ ہاہ ایک کلمہ ہے کہ جو عرب میں حیران اور دہشت زدہ شخص بولتا ہے جیسے یہاں آہ واہ یا وائے بولا جاتا ہے۔
❹ یعنی یہ جھوٹا ہے کیونکہ دین و اسلام کا آوازہ اور نبوت کا مشرق سے مغرب تک پہنچنا نہ جاننا کیا معنی ہیں؟
❺ یعنی فرشتہ اندھا بہرا اس لئے مقرر ہوگا کہ اس کی رونے چلانے وغیرہ کی آواز نہ دیکھے نہ سنے کہ جس کی وجہ سے اسے رحم آئے۔

۱۳۲ - (۸) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَقَفَ عَلٰى قَبْرٍ بَكٰى حَتّٰى يَبُلَّ لِحْيَتَهُ فَقِيْلَ لَهُ تَذْكُرُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَلَا تَبْكِي وَتَبْكِي مِنْ هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الْقَبْرَ أَوَّلُ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِ الْآخِرَةِ فَإِنْ نَجَا مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَيْسَرُ مِنْهُ وَإِنْ لَّمْ يَنْجُ مِنْهُ فَمَا بَعْدَهُ أَشَدُّ مِنْهُ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا رَأَيْتُ مَنْظَرًا قَطُّ إِلَّا وَالْقَبْرُ أَفْظَعُ مِنْهُ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ (احمد فی المسند ٤ / ٢٨٧ وابوداود حدیث رقم ٤٧٥٣)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ جس وقت کسی قبر کے پاس سے گزرتے تو روتے یہاں تک کہ اپنی داڑھی تر کرتے' ان سے کہا گیا کہ جب بہشت اور دوزخ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ اس وقت نہیں روتے اور اس جگہ کھڑے ہونے پر روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبر پہلی منزل ہے آخرت کی منازل سے' تو اگر اس سے کسی نے نجات پائی تو جو چیز اس کے بعد ہے وہ اس سے آسان تر ہے اور اگر اس سے نجات نہ پائی تو جو چیز اس کے بعد ہے تو وہ اس سے سخت تر ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے قبر سے سخت تر کبھی کوئی منظر نہیں دیکھا ہے۔'' ❶

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پھر اس میں روح ڈالی جاتی ہے شدت عذاب کے لئے ہے اور اس کے منکر ہونے کی عذاب قبر سے سزا ہے۔

۱۳۳ - (۹) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ ثُمَّ سَلُوْا لَهُ بِالتَّثْبِيْتِ فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ۔)) (رواه ابوداؤد) (احمد فی المسند ١ / ٦٣ والترمذی حدیث رقم ٢٣٠٨ وقال حسن غریب وابن ماجة حدیث رقم ٤٢٦٧)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کے نزدیک ٹھہرتے اور فرماتے کہ ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو ❶ اور اس کے لیے ثابت رکھنے کی درخواست کرو' کیونکہ وہ اس وقت سوال کیا ❷ جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی عیش منغص کرتی ہے اور شدت محنت یاد دلاتی ہے۔ ❷ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دعائے استغفار زندہ کی مردہ کو مفید ہے اہل سنت والجماعت کا یہی مذہب ہے۔

۱۳٤ - (۱۰) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ﷺ ((لَيُسَلَّطُ عَلَى الْكَافِرِ فِيْ قَبْرِهِ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ تِنِّيْنًا تَنْهَسُهُ وَتَلْدَغُهُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ لَوْ اَنَّ تِنِّيْنًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ خَضِرًا۔)) رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ سَبْعُوْنَ بَدَلَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ۔ (الدارمي حديث رقم ٢٨١٥ واحمد في المسند ٣/ ٣٨ والترمذی بنحوه من حديث طويل و ذكر (سبعون)) بدل ((تسعة و تسعون)) حديث رقم ٢٤٦٠)

فرمایا: ''البتہ کافر پر اس کی قبر میں ننانوے اژدہے معین کئے جاتے ہیں وہ اس کو ڈستے اور کاٹتے ہیں یہاں تک کہ قیامت قائم ہو اگر تحقیق ایک اژدہا ان میں سے زمین پر پھنکارا مارے تو زمین سبزہ نہ اگائے۔'' (دارمی، ترمذی) ترمذی نے اس کی مانند روایت کی اور ننانوے کے بدلے ستر کہا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

الفصل الثالث

١٣٥- (١١) عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِيْنَ تُوُفِّيَ فَلَمَّا صَلّٰى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ فَقَالَ ((لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ۔)) (رواه احمد) (احمد ٣/ ٣٦٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازے کے لیے نکلے جس وقت کہ وہ وفات پا گئے' اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور ان پر مٹی ڈالی گئی تو ان کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح کہی ❶ اور ہم نے بھی دیر تک تسبیح کہی' پھر آپ نے تکبیر کہی' اور ہم نے بھی تکبیر کہی' ❷ تو کہا گیا اے اللہ کے رسول! آپ نے کیوں تسبیح کہی؟ پھر آپ نے تکبیر کہی' آپ نے فرمایا: ''اس صالح بندے پر اس کی قبر تنگ ہوئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے وہ کھول دی۔'' ❸

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی سبحان اللہ پڑھا۔ ❷ یعنی اللہ اکبر کہا۔ ❸ ہماری تسبیح کی وجہ سے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کا غصہ رفع ہوتا ہے۔ اس لئے ڈر کی چیز دیکھنے کے وقت تکبیر کہنا مستحب ہے۔

١٣٦- (١٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هٰذَا الَّذِيْ تَحَرَّكَ لَهُ الْعَرْشُ وَفُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَشَهِدَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلَائِكَةِ لَقَدْ ضُمَّ ضَمَّةً ثُمَّ فُرِّجَ عَنْهُ۔)) (رواه النسائی) (النسائی حديث رقم ٢٠٥٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ وہ شخص ہے کہ اس کے لیے عرش ہلا اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور اس کے جنازے پر ستر ہزار فرشتے حاضر ہوئے' تحقیق تنگ کی گئی قبر ان کی پھر اس سے قبر کشادہ کی گئی۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٣٧ - (١٣) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِیْ يُفْتَنُ فِيْهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔ (رواه البخاری)

هٰكَذَا وَزَادَ النَّسَآئِیُّ حَالَتْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ اَنْ اَفْهَمَ كَلَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَكَنَتْ ضَجَّتُهُمْ قُلْتُ لِرَجُلٍ قَرِيْبٍ مِّنِّیْ اَیْ بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ مَاذَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اٰخِرِ قَوْلِهٖ قَالَ قَالَ ((قَدْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِی الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا مِّنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ۔))

(البخاری حدیث رقم ١٣٧٣ والنسائی مع زیادۃ حدیث رقم ٢٠٦٢)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو قبر کے فتنے کا ذکر کیا کہ اس میں آدمی آزمایا جاتا ہے اور جب آپ نے یہ ذکر کیا تو مسلمان چلائے چلانا۔'' (بخاری نے اسی طرح روایت کی)

اور نسائی نے زیادہ کیا ''حائل ہوا چلانا میرے درمیان اور اس کے درمیان کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سمجھوں اور جب کہ ان کا چلانا ختم گیا تو میں نے ایک شخص سے کہا جو کہ میرے نزدیک تھا' اے فلاں! اللہ تعالیٰ تم پر برکت کرے ❶ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری فرمان میں کیا فرمایا اس نے کہا' آپ نے فرمایا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے یہ کہ تم دجال کے زمانے کے قریب قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔'' ❷

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ تیرا علم، حلم زیادہ کرے۔ ❷ قریب آزمانے دجال کے سے یعنی فتنہ قبر باعتبار ہول ودہشت کے قریب ہے فتنہ دجال کے۔

١٣٨ - (١٤) وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔))

(رواه ابن ماجه) (ابن ماجۃ حدیث رقم ٤٢٧٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ فرمایا: ''جس وقت مردہ قبر میں داخل کیا جاتا ہے ❶ تو اس کے لئے سورج غروب ہونے کا وقت پیش کیا جاتا ہے تو وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور کہتا ہے ❷ کہ مجھ کو چھوڑ دو تا کہ نماز پڑھوں۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: شاہد کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی مومن قبر میں۔ ❷ یہ بات کہ میں نماز پڑھ لوں پھر جو چاہو کر دیا تو ان فرشتوں کو سوال و جواب سے پہلے کہتا ہے یا سوال و جواب سے فراغت پا کر ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ میں اپنے گھر والوں میں بیٹھا ہوں، اس کی خوشحالی پر دلالت کرتی ہے گویا وہ ابھی دنیا میں ہے اور سویا تھا نیز یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں وہ بہت مضبوط اور پابندی سے نماز پڑھنے والا ہوگا کہ جس کو وہاں بھی نماز بحسب عادت کے یاد آئی اور خصوصیت مغرب کے قریب مناسب حال مسافر اور تنہائی اس کی کے ہے کہ شام غریباں مشہور ہے مسافر جب شام کو شہر میں آتا ہے تو حیران ہوتا ہے کہ کہاں بیٹھے کیا کرے۔

١٣٩ - (١٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ اِلَی الْقَبْرِ فَيُجْلَسُ الرَّجُلُ فِیْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مردہ قبر کی طرف پہنچتا ہے پھر آدمی اپنی قبر میں بیٹھتا ہے کہ

قَبْرِهٖ مِنْ غَيْرِ فَزَعٍ وَلَا مَشْعُوْبٍ ثُمَّ يُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ فِي الْإِسْلَامِ فَيُقَالُ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ رَأَيْتَ اللّٰهَ فَيَقُوْلُ مَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرَى اللّٰهَ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا وَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَجْلِسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِيْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْعُوْبًا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهٗ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَا صَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مُتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔)) (رواہ ماجۃ) (ابن ماجۃ حدیث رقم ٤٢٦٨)

کچھ خوف زدہ نہیں ہوتا اور نہ گھبرایا ہوا پھر اس کو کہا جاتا ہے تو کس دین پر تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں اسلام پر تھا' پھر کہا جاتا ہے یہ شخص کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ جو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیلیں لائے اور ہم نے اس کو مانا' پھر اس سے کہا جاتا ہے کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟ وہ کہتا ہے کہ کسی کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھے' پھر اس کے لیے دوزخ کی طرف سے روشن دان کھولا جاتا ہے' وہ اس کی طرف دیکھتا ہے کہ اس کا بعض بعض کو توڑتا ہے' پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف دیکھ کہ جس سے تجھ کو اللہ تعالیٰ نے بچایا' پھر اس کے لیے بہشت کی طرف دریچہ کھولا جاتا ہے وہ اس کی تازگی دیکھتا ہے اور اس چیز کی کہ جو اس میں ہے' پھر اس سے کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے کیونکہ تو یقین پر تھا اور تو اسی پر مرا اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تو اسی پر اٹھایا جائے گا اور بُرا شخص اپنی قبر میں ڈرتا ہوا گھبرایا ہوا بیٹھتا ہے اس سے کہا جاتا ہے تو کس دین پر تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا' پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ شخص کون تھا؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو سنا جو وہ کہتے تھے تو میں بھی کہتا تھا' پھر اس کے لیے بہشت کی طرف روشن دان کھولا جاتا ہے' وہ اس کی تازگی کی طرف دیکھتا ہے اور اس چیز کی کہ جو اس میں ہے' پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی طرف دیکھ کہ جو اللہ تعالیٰ نے تجھ سے پھیر لی پھر اس کے لئے دوزخ کی طرف روشن دان کھولا جاتا ہے اور وہ اس کی طرف دیکھتا ہے کہ توڑتا ہے بعض اس کا بعض کو' پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا یہ ٹھکانا ہے' کیونکہ تو شک پر تھا اور اسی پر مرا اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اس پر اٹھایا جائے گا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب ❶ وسنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۰ - (۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۲٦۹۷ ومسلم حدیث رقم (۱۷۔ ۱۷۱۸) وابوداود حدیث رقم ٤٦۰٦ وابن ماجة حدیث رقم ۱٤ واحمد فی المسند ٦/ ۲۷۰)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جو اس میں ❷ سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ کتاب سے مراد قرآن مجید اور سنت سے مراد نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور احوال ہیں جن کو شریعت کہا جاتا ہے۔ ❷ یعنی ایسی نئی بات کہ جس کی سند شریعت میں ظاہری، خفی، لفظی یا مستنبط بالکل نہیں ہے وہ مردود ہے۔

۱٤۱ - (۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۹۳۔ ۸٦۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: ''بے شک بہترین بات اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے اور بدترین چیزوں میں سے وہ چیزیں ہیں جو دین میں نئی نکالی گئی ہوں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔'' ①

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بدعت کی تقسیم بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ خود بدعت ہے' امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں بعض لوگوں نے بدعت کی تقسیم کی ہے ایک بدعت حسنہ اور دوسری بدعت سیئہ ان کی دلیل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جو انہوں نے نماز تراویح کے متعلق فرمایا تھا ((نعمت البدعة هذه)) اس کا جواب یہ ہے کہ جس عمل کا اچھا ہونا شریعت سے ثابت ہو جائے وہ بدعت نہیں ہے اگر کہیں ایسے کام پر بدعت کا لفظ بولا بھی گیا ہے جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں تو وہ بدعت شرعی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بدعت لغوی ہے۔ بدعت شرعی وہ ہے جس کا ثبوت بدعت شرعی میں نہ ہو اور بدعت لغوی ہر نئے کام کو کہتے ہیں (اقتضاء الصراط المستقیم)

۱٤۲ - (۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِءٍ مُسْلِمٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهٗ.)) (بخاری) (البخاری حدیث رقم ٦۸۸۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین آدمی ہیں (۱) کج روی ❶ کرنے والا حرم میں (۲) اور اسلام میں جاہلیت ❷ کا طریقہ ڈھونڈنے والا (۳) اور کسی مسلمان مرد کا ناحق خون طلب کرنے والا کہ اس

کا خون بہائے۔"

فوائد الحدیث: ❶ حرم شریف میں کج روی یہ ہے کہ جو کام وہاں کرنا منع ہیں وہ کرے مثلاً لڑائی یا شکار یا مطلق کوئی گناہ کرنا وغیرہ مراد ہے۔ ❷ جاہلیت کا طریقہ جیسے مصیبت کے وقت نوحہ یا گریبان پھاڑے یا کفر کی رسمیں بجالائے۔

١٤٣ - (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ اُمَّتِیْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی)) قِيْلَ وَمَنْ اَبٰی قَالَ ((مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی۔)) (بخاری) (البخاری حدیث رقم ٧٢٨١ والترمذی حدیث رقم ٢٨٦٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری تمام امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص نہیں جس نے انکار کیا" پوچھا گیا وہ کون ہے جس نے انکار کیا؟ آپ نے فرمایا "جس نے میری پیروی کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔" (بخاری)

١٤٤ - (٥) عَنْ جَابِرٍ قَالَ ((جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ اِلَى النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالُوا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوا مَثَلُهٗ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَ جَعَلَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِیَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مَعَهٗ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِیَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يُفَقِّهْهَا قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوا اَلدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِیْ مُحَمَّدٌ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰی مُحَمَّدًا فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٧٢٨١ والترمذی حدیث رقم ٢٨٦٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرشتوں کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی جب کہ آپ سوئے ہوئے تھے تو انہوں نے کہا بے شک تمہارے اس صاحب کی ایک مثال ہے اس کو اس کے سامنے بیان کرو ان میں سے بعض (فرشتوں) نے کہا بے شک وہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض (فرشتوں) نے کہا بے شک (انکی) آنکھ سوئی ہوئی ہے اور (انکا) دل جاگتا ہے تو انہوں نے کہا اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے گھر بنایا اور اس میں لوگوں کے لئے کھانا بنایا اور اس نے بلانے والے کو بھیجا اور جس نے بلانے والے کی بات کو مان لیا وہ گھر میں داخل ہوگا اور کھانا کھائے گا اور جس نے بلانے والے کی بات کو نہ مانا وہ گھر میں داخل ہوگا اور نہ ہی کھانا کھائے گا۔ پھر فرشتوں نے آپس میں کہا کہ اس کی تاویل بیان کرو تاکہ یہ شخص اس کو سمجھ لے ان میں سے بعض نے کہا بے شک یہ سوئے ہوئے ہیں اور بعض نے کہا آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے انہوں نے کہا گھر جنت ہے اور بلانے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔ ❶

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کون ان میں سے کافر ہے اور کون مومن، یہ فرق آپ کی اطاعت و نافرمانی سے واضح ہو جاتا ہے۔

١٤٥ - (٦) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ ((جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ يَسْئَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا بِهَا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّى اللَّيْلَ اَبَدًا وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ النَّهَارَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ النَّبِيُّ ﷺ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشٰكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقٰكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٥٠٦٣ ومسلم حدیث رقم ٥۔ ١٤٠١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تین ❶ آدمی نبی ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس آئے، وہ نبی ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھتے تھے، جب ان لوگوں کو عبادت کا حال بتایا گیا تو انہوں نے آپ کی عبادت کو کم جانا اور آپس میں انہوں نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے مقابلہ میں کیا چیز ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں، تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں اب ہمیشہ ساری رات نماز پڑھا کروں گا! اور دوسرے نے کہا کہ میں دن کو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی افطار نہ کروں گا! اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہ کروں گا! پس نبی ﷺ ان کے ❷ پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ ''تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟'' خبردار! اللہ کی قسم! بے شک میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سے زیادہ تقویٰ کرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، تو (یاد رکھو) جس شخص نے میرے طریقے سے گریز کیا تو وہ مجھ ❸ سے نہیں ہے۔'' ❹

فوائد الحدیث: ❶ یہ تین شخص سیدنا علی، سیدنا عثمان بن مظعون اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ❷ یعنی ان کی آپس میں باتیں ہو رہی تھیں کہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ ❸ یعنی اس نے بیزار اور بے رغبت ہو کر سنت کو چھوڑا ہے۔ ❹ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو عبادت نبی ﷺ سے جس طرح ثابت ہو اس کو اسی طرح ادا کرنا ضروری ہے اس میں کمی یا بیشی جائز نہیں اس سے باحسن وجوہ ان لوگوں کی تردید بھی ہو گی جو بدعت حسنہ وغیرہ نکالتے ہیں کیونکہ ان تین شخصوں نے جن چیزوں کے کرنے کا عہد کیا تھا وہ سب عبادت ہی کے متعلق تھیں مگر ان میں قدرے زیادتی تھی اس لئے آپ نے ان کو نہ صرف یہ کہ پسند نہیں کیا بلکہ ان کو شریعت کے خلاف قرار دیا۔

١٤٦ - (٧) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا فَرَخَّصَ فِيْهِ فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ ((مَا بَالُ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ❶ کام کو کیا، اور آپ نے لوگوں کو اس کے کرنے میں رخصت دی، تو اس سے کئی لوگوں نے پرہیز کیا جب یہ

اَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْئِى اَصْنَعُهٗ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
(البخاری حدیث ٦١٠١ و مسلم حدیث رقم ١٢٧-٢٣٥٦ و احمد فی المسند ٦/ ٤٥)

بات رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے خطبہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر فرمایا: ''لوگوں کا کیا حال ہے کہ اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جس کو میں کرتا ہوں' پس اللہ کی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ❷ مرضی کو میں ان سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مثلاً جنبی کی حالت میں سحری کا کھانا کھایا اور بعد میں غسل کیا یا سفر میں روزہ افطار کیا یا اس کے علاوہ کوئی اور بات اور ان باتوں کی لوگوں کو بھی رخصت دی۔ ❷ مطلب یہ ہے کہ میں باوجود کمال تقویٰ اور ڈرنے کے رخصت پر عمل کرتا ہوں تو یہ کون ہیں کہ جو عمل نہ کریں۔

١٤٧- (٨) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَدِمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُؤَبِّرُوْنَ النَّخْلَ فَقَالَ ((مَا تَصْنَعُوْنَ)) قَالُوْا كُنَّا نَصْنَعُهٗ قَالَ ((لَعَلَّكُمْ لَوْ لَمْ تَفْعَلُوْا كَانَ خَيْرًا)) فَتَرَكُوْهُ فَنَقَصَتْ قَالَ فَذَكَرُوْا ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِیْ فَاِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ١٤٠-٢٣٦٢)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے اور مدینہ کے لوگ کھجوروں کے درختوں کی تابیر ❶ کرتے تھے' آپ نے فرمایا یہ تم کیا کرتے ہو' انہوں نے کہا کہ ہم ایسا کرتے رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اگر تم ایسا نہ کرو تو شاید بہتر ہو چنانچہ انہوں نے اس عمل کو چھوڑ دیا تو (اس سال) پھل کم ہوا' راوی نے کہا' آپ کے سامنے انہوں نے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''میں بھی ایک آدمی ہوں جب میں تم کو دین کے بارے میں کوئی حکم دوں تو تم اس کو قبول کر لو اور جب میں اپنی رائے ❷ سے تم کو کوئی بات بتاؤں تو تم سمجھ لو کہ میں بھی ایک آدمی ہوں۔''

فوائد الحدیث: ❶ کھجور کے درخت میں نر مادہ دونوں قسم کے درخت ہوتے ہیں مدینہ والے نر کھجور کا پھول مادہ کھجور کی پتیوں میں رکھتے تھے، ان کا خیال تھا کہ اس کام سے کھجوریں زیادہ پھلتی ہیں اور اسی کو تابیر کہتے ہیں۔ ❷ یعنی دنیا کے کاموں میں مجھ سے خطا بھی ہوتی ہے اور صواب بھی۔

١٤٨- (٩) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّمَا مَثَلِیْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰی قَوْمًا فَقَالَ يَاقَوْمِ اِنِّیْ رَاَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَیَّ وَاِنِّیْ اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ النَّجَاءَ فَاَطَاعَهٗ طَآئِفَةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَدْلَجُوْا فَانْطَلَقُوْا عَلٰی مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ فَاَصْبَحُوْا مَكَانَهُمْ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میری مثال اور اس چیز کی مثال جس کو عطا کر کے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اس شخص کی سی ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور اس سے کہا اے میری قوم میں نے اپنی آنکھوں سے ایک لشکر کو دیکھا ہے اور بے شک میں ایک واضح ❶ ڈرانے والا ہوں' اس لیے تم اپنی نجات تلاش کرو'

فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ اَطَاعَنِي فَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهٖ وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهٖ مِنَ الْحَقِّ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۷۲۸۳ ومسلم حدیث رقم ۱۶-۲۲۸۳)

پس اس کی قوم کے ایک گروہ نے تو اس کی اطاعت کر لی اور راتوں رات آہستہ آہستہ نکل گیا اور نجات پالی اور ایک جماعت نے اس کی بات کو جھٹلا دیا اور صبح تک اپنے گھروں میں رہی تو صبح کو لشکر نے اسے پکڑ لیا اور اس کو مار ڈالا اور اس کی نسل کا خاتمہ کر دیا پس یہی مثال اس شخص کی ہے جس نے میری اطاعت قبول کی اور ان احکام کی پیروی کی جو میں لایا ہوں اور یہی مثال اس کی ہے جس نے میری نافرمانی کی اور اس حق بات کو جھٹلا دیا جو میں لے کر آیا ہوں۔'' ❷

فوائد الحدیث: ❶ یعنی بے غرض اور بالکل صاف بات۔ ❷ اس صورت میں جو مثال اور تشبیہ بیان کی گئی ہے وہ فرضی ہے جو محض سمجھانے کے لئے ذکر کی ہے۔

۱۴۹ - (۱۰) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَهَا جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا وَجَعَلَ يَحْجُزُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهٗ فَيَتَقَحَّمْنَ فِيهَا فَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ وَاَنْتُمْ تَقَحَّمُوْنَ فِيهَا)) هٰذِهٖ رِوَايَةُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهَا وَقَالَ فِي اٰخِرِهَا قَالَ ((فَذَالِكَ مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ عَنِ النَّارِ فَتَغْلِبُوْنِي تَقَحَّمُوْنَ فِيهَا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۶۴۸۳ ومسلم حدیث رقم (۱۸۔ ۲۲۸۴) والترمذی حدیث رقم ۲۸۷۴ واحمد فی المسند ۲/ ۲۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی پھر جب آگ نے چاروں طرف روشنی پھیلا دی تو پروانے اور دوسرے وہ جانور جو آگ میں گرتے ہیں آنے لگے اور آگ میں گرنے لگے اور جلانے والے نے ان کو روکنا شروع کیا لیکن وہ اس پر غالب آتے ہیں اور وہ آگ میں داخل ❶ ہوتے ہیں (اس طرح) میں تمہاری کمریں پکڑتا ہوں ❷ کہ تم کو آگ سے بچاؤں اور تم (ہو کہ) اس میں داخل ہوتے ہو۔'' اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم میں بھی اسی طرح ہے اور مسلم نے اس روایت کے آخر میں کہا کہ آپ نے فرمایا: ''یہ میری اور تمہاری مثال ہے کہ میں تم کو آگ سے بچانے کے لیے تمہاری کمریں پکڑتا ہوں کہ میری طرف آؤ اور آگ سے بچو ❸ لیکن تم مجھ پر غالب آئے ہوئے ❹ اس میں داخل ہوتے ہو۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کے منع کرنے سے آگ میں گرنے سے باز نہیں رہتے۔ ❷ یعنی میں نے حرام اور منع چیزیں واضح بیان کی ہیں جیسے کوئی آگ روشن کرے۔ ❸ اور یہ کہتا ہوں۔ ❹ پس تم مجھ پر غالب آئے یعنی وہی برے کام کرتے ہو اور میں منع کرتا ہوں۔

۱۵۰ - (۱۱) وَعَنْ اَبِي مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ ((مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَآئِفَةٌ طَيِّبَةٌ قَبِلَتِ الْمَآءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا وَاَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيْعَانٌ لَا تُمْسِكُ مَآءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاءً فَذَالِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذَالِكَ رَاْسًا وَّلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٧٩ ومسلم حدیث رقم (١٥ ـ ٢٢٨٢) واحمد فی المسند ٤/ ٣٩٩)

فرمایا: ''اس چیز کی مثال جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اور علم کے ساتھ بھیجا' موسلا دھار بارش کی مثال ہے کہ جو زمین کو پہنچی پس اس زمین میں سے ایک ٹکڑا اچھا تھا' اس نے پانی کو ❶ قبول کیا اور خشک اور تر گھاس کو بہت اگایا اور اس میں سے ایک ٹکڑا سخت تھا کہ اس نے پانی کو ٹھہرائے رکھا تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نفع دیا' تو انہوں نے پیا اور پلایا اور کھیتی باڑی کی اور اس زمین میں پہنچا ایک اور ٹکڑے کو وہ صرف چکنا میدان تھا اس نے پانی کو روکا اور نہ گھاس اگایا' پس ❷ یہ اس شخص کی سی مثال ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے دین کو سمجھا اور اس کو اس چیز نے نفع دیا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پس جانا اور سکھلایا اور مثل اس کی کہ اس کے ساتھ سر کو نہ اٹھایا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت قبول نہ کی کہ جس کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اپنے اندر جذب کیا۔ ❷ اس حدیث میں دو طرح کے آدمی مذکور ہوئے، ایک دین سے فائدہ اٹھانے والے اور دوسرے فائدہ نہ اٹھانے والے اور زمین دو طرح کی مذکور ہوئی، ایک وہ کہ جو پانی سے خود فائدہ مند ہوتی ہے اور دوسری وہ کہ فائدہ مند نہیں ہوتی' پھر فائدہ مند کی دو قسمیں ہیں' اگانے اور نہ اگانے والی، اسی طرح دین سے فائدہ مند دو قسم ہیں: ایک عالم، عابد، فقیہ اور معلم، تو یہ اس پاک زمین کی مانند ہے کہ جس نے پانی جذب کیا اور خود بھی فائدہ مند ہوئی اور گھاس اگائی اور دوسروں کو بھی فائدہ مند کیا یعنی اسی طرح انہوں نے خود بھی علم سے فائدہ اٹھایا اور لوگوں کو بھی فائدہ دیا اور دوسرا عالم، معلم، غیر عابد کہ جو نوافل وغیرہ کے ساتھ مشغول نہ ہو اور جو علم حاصل کیا اس میں سمجھ پیدا نہ کی تو یہ اس زمین کی مانند ہے کہ جس میں پانی ٹھہرا اور لوگوں نے فائدہ اٹھایا اور جس نے علم کی طرف توجہ نہ کی، نہ سر اٹھایا، نہ سنا، نہ اس پر عمل کیا اور نہ تعلیم دی، خواہ دین میں آیا یا نہ آیا یا کافر ہوا تو یہ عمل اس شور زمین کی مانند ہے کہ جس نے پانی قبول نہ کیا اور نہ ٹھہرایا اور نہ کچھ اگایا۔

١٥١ ـ (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هُوَ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ وَّقَرَءَ اِلٰى ﴿وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا اُولُو الْاَلْبَابِ ۝﴾ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَاِذَا رَاَيْتِ)) وَعِنْدَ مُسْلِمٍ ((رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمّٰهُمُ اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''وہ جس نے تیرے اوپر کتاب اتاری ہے کہ اس میں محکم آیات ہیں'' اور آخر تک پڑھی ''اور نہیں نصیحت پکڑتے مگر صاحب عقل'' کہا: (عائشہ رضی اللہ عنہا نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جس وقت کہ تو دیکھے اور مسلم میں ہے: کہ جب تم ان کو دیکھو کہ اس کے

(البخاری حدیث رقم ٤٥٤٧ ومسلم حدیث رقم (١٥-٢٢٨٢) واحمد فی المسند ٤/ ٣٩٩)

پیچھے پڑتے ہیں کہ جو قرآن سے متشابہ ہے تو یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام رکھا ❶ پس ان سے بچتے رہو۔"

فوائد الحدیث: ❶ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام کج رو رکھا یعنی اس آیت میں ان کو کج رو فرمایا ہے حاصل یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کو دو قسم میں فرمایا محکم اور متشابہ اور ہر ایک کی تعریف میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں چنانچہ اس کی تفصیل فتح البیان میں مذکور ہے مگر قول محقق یہ ہے کہ محکم وہ ہے کہ اس کے معنی واضح ہوں اس کی دلالت ظاہر ہو باعتبار اس کے نفس کے یا باعتبار اس کے غیر کے اور متشابہ وہ ہے کہ اس کے معنی واضح نہ ہوں اور نہ اس کی دلالت ظاہر ہو باعتبار اپنے نفس کے نہ اپنے غیر کے اعتبار سے جیسے حروف مقطعات جو سورتوں کے اول میں ہیں مثال الم وحم وطسم اوران کی مانند کیونکہ ان کا بیان نہیں پایا جاتا نہ کلام عرب میں اور نہ شرع شریف میں تو یہ متشابہ ہیں کہ ان کے معانی واضح نہیں نہ اپنے نفس کے اعتبار سے اور نہ اپنے غیر کے اعتبار سے پس اچھے لوگ محکم آیات کے معانی سمجھتے ہیں اور ان پر ایمان بھی لاتے ہیں اور متشابہ پر ایمان لاتے ہیں اور معانی کی سمجھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں اور کج رو آیات متشابہات کے سمجھنے سے دور ہوتے ہیں اور باطل تاویلیں کر کے گمراہ ہوتے ہیں خلاصہ ساری آیت کا یہ ہے جو بیان ہوا ﴿رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾

١٥٢ - (١٣) وعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ هَجَّرْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمًا قَالَ فَسَمِعَ اَصْوَاتَ رَجُلَیْنِ اخْتَلَفَا فِیْ اٰیَةٍ فَخَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْرَفُ فِیْ وَجْهِهِ الْغَضَبُ فَقَالَ ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِاخْتِلَافِهِمْ فِی الْكِتَابِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ٢-٢٦٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں نبی ﷺ کی طرف گیا کہا: رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کی آواز سنی کہ آپس میں ایک آیت ❶ میں اختلاف کر رہے تھے پس رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے چہرہ مبارک پر غصہ پہچانا جاتا تھا آپ نے فرمایا: "تم سے پہلے لوگ اپنی کتاب میں اختلاف کی وجہ سے ❷ ہلاک ہوئے۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آیت متشابہ کے معنی میں جھگڑتے تھے۔ ❷ وہ اختلاف مراد ہے کہ شک وشبہ میں ڈالے اور دشمنی پیدا کرے اور کفر و بدعت کا باعث بنے جیسے نفس قرآن میں اختلاف کرے یا اس کے معنی میں کہ اس میں اجتہاد جائز نہیں جیسے کہ فرق ضالہ کا اختلاف ہے اور یہاں علماء مجتہدین کا اختلاف مراد نہیں ہے کہ وہ باعث رحمت اور فراخی کا ہے دین میں اور اس طرح کا اختلاف صحابہ کرام سے منقول ہے۔

١٥٣ - (١٤) وعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَعْظَمَ الْمُسْلِمِیْنَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ جُرْمًا مَّنْ سَاَلَ عَنْ شَیْءٍ لَّمْ یُحَرَّمْ عَلَی النَّاسِ فَحُرِّمَ مِنْ اَجْلِ مَسْاَلَتِهٖ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث رقم ٧٢٨٩ ومسلم حدیث رقم (١٣٢-٢٣٥٨) وابوداود حدیث رقم ٤٦١٠ واحمد

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسلمانوں میں گناہ کے اعتبار سے سب سے بڑا مسلمان وہ ہے کہ ایک چیز کے بارے سوال کرے کہ لوگوں کے اوپر حرام نہیں کی گئی تھی لیکن اس کے پوچھنے کی وجہ سے ❶ وہ حرام کی گئی۔"

فی المسند ۱/ ۱۷۹)

فوائد الحدیث: ❶ یہ ان لوگوں کے بارے میں فرمایا جو نبی ﷺ سے ازراہ سرکشی اور تکلیف کے پوچھتے تھے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے گائے کے بارے میں پوچھا لیکن جو حاجت کے لئے پوچھتے تھے وہ اس میں داخل نہیں بلکہ وہ ثواب پاتے تھے (سید)

۱۵۴ - (۱۵) وعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ۔)) (مسلم) (مسلم حدیث رقم (۷-۷) احمد فی المسند ۲/ ۳۴۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آخر زمانے میں فریب دینے والے جھوٹے ہوں گے ❶ جو تمہارے پاس (ایسی) احادیث لائیں گے کہ جو تم نے نہیں سنی ہوں گی اور نہ تمہارے باپوں نے' پس ان سے بچو اور ان کو بچاؤ اپنے آپ سے (کہیں وہ) تم کو گمراہ نہ کریں اور ❷ تم کو فتنہ میں نہ ڈالیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہوں گے بعض یعنی پیدا ہوں گے ایسے لوگ کہ جو لوگوں سے کہیں گے کہ ہم علماء اور مشائخ ہیں تم کو دین کی طرف بلاتے ہیں' وہ جھوٹے ہوں گے اور نبی ﷺ سے ایسی احادیث بیان کریں گے جو من گھڑت اور جھوٹی ہوں یا اگلے لوگوں پر جھوٹی باتیں نقل کریں گے اور احکام باطلہ اور اعتقادات فاسدہ بتائیں گے جیسے آج کل نیچری اور مرزائی ہیں پس ان سے بچو۔ ❶ اور نہ فتنہ میں ڈالیں یعنی شرک اور الحاد میں' مقصود یہ ہے کہ دین کے لینے میں احتیاط کرو اور بدعتیوں کی صحبت سے پرہیز کرو اور خصوصا ان کے ساتھ خلط کرنے سے کہ ان سے دعویٰ جھوٹا رکھیں۔

چو بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

جیسے اس زمانہ کے دجال کہ جو بزرگی اور دین داری کے دعوے بھی کرتے ہیں چنانچہ پنجاب میں ایک دجال مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوا ہے۔ (حق وعلی مع زیادۃ)

۱۵۵ - (۱۶) وَعَنْهُ قَالَ کَانَ اَهْلُ الْکِتَابِ یَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِیَّةِ وَیُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِیَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْکِتَابِ وَلَا تُکَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا﴾)) اَلْاٰیَةِ (البخاری حدیث رقم ۷۵۴۲)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں کے لیے اس کی عربی زبان میں تفسیر کرتے تھے' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اہل کتاب کو سچا جانو ❶ نہ ان کو جھٹلاؤ اور کہو: کہ ''ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس چیز پر کہ جو ہماری طرف اتاری گئی'' آخر آیت تک۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ سچا اس لئے نہ جانو کہ شاید کچھ بدل ڈالی ہو اور جھٹلاؤ اس لئے نہیں کہ توریت اصل ہے لیکن انہوں نے بعض جگہ تغیر وتبدل کر دیا ہے کہ شاید سچ ہی نقل کریں

۱۵۶ - (۱۷) وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۵۰۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کرے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی بغیر تحقیق اور حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن یہ عادت نہ رکھتا ہو کہ جو کچھ سنے بے تحقیق روایت کر دے تو اسی قدر جھوٹ بولنے میں بس ہے۔

۱۵۷ - (۱۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِيْ اُمَّتِهٖ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ حَوَارِيُّوْنَ وَاَصْحٰبٌ يَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَيَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ يَّقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ وَيَفْعَلُوْنَ مَا لَا يُؤْمَرُوْنَ فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَيْسَ وَرَآءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِيْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ۔)) (رواہ مسلم)

(مسلم حدیث رقم (۸۰۔ ۵۰) واحمد فی المسند ۱/ ۴۵۸)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی نبی نہیں کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پہلے اس کی امت میں بھیجا مگر اس کے لیے اس کی امت میں مددگار اور ساتھی تھے جو اس کا راستہ اپناتے اور اس کے حکم کی پیروی کرتے پھر ان کے بعد ناخلف پیدا ہوتے' ❶ لوگوں کو وہ چیز کہتے جو خود نہ کرتے اور وہ کام ❷ کرتے جن کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا پس جو شخص ان کے ساتھ اپنے ہاتھ کے ساتھ جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنی زبان کے ساتھ ❸ جہاد کرے تو وہ مومن ہے اور جو ان سے اپنے دل کے ساتھ ❹ جہاد کرے تو وہ بھی مومن ہے اور سوائے اس کے ایمان نہیں ہے ❺ مگر رائی کے دانے کے برابر۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی حوارین کے گزرنے کے بعد۔ ❷ یعنی جیسا کہ عالموں اور بڑے سرداروں کا حال ہے۔ ❸ یعنی زبان سے جہاد یہ ہے کہ منع اور نصیحت کرے اور برا کہے۔ ❹ دل سے جہاد یہ ہے کہ برا جانے اور غمگین ہو۔ ❺ اور اس میں ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہے یعنی جس نے دل سے بھی برا نہ جانا تو گویا وہ بری بات پر راضی ہوا تو یہ کفر ہے۔

۱۵۸ - (۱۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۶۔ ۲۶۷۴) وابوداود حدیث رقم ۴۶۰۹ والترمذی حدیث رقم ۲۶۷۴)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ہدایت کی طرف بلایا ہوگا ❶ اس کو ان لوگوں کی مانند ثواب دیا جائے گا اور جن لوگوں نے پیروی کی ہوگی ان کے ثواب سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا اور جس نے گمراہی کی طرف بلایا ہوگا تو اس کے اوپر ان لوگوں کی مانند گناہ ہوگا اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ہوگی تو ان کے گناہ سے کچھ کم نہیں کیا جائے گا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو کہ بھلائی کا باعث ہوگا اس کو بھی کرنے والے کی طرح کا ثواب حاصل ہوگا اور باعث کو جو ثواب ملا تو پیروی کرنے والوں کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوگی اور پیروی کرنے والوں کا اجر عمل کی وجہ سے ہوگا اور باعث کو ہدایت کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا اور ایسا ہی حال گناہ میں بری راہ نکالنے والوں کا ہے۔

۱۵۹- (۲۰) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث ۲۳۲۔ ۱٤٥ والترمذی حدیث رقم ۲٦۲۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسلام غریب شروع ہوا ❶ اور ہو جائے گا جیسے کہ شروع ہوا' پس غرباء کے لئے خوش بختی ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ابتدا اسلام میں مسلمان غریب اور کم تھے کہ جنہوں نے اپنے وطن سے نکل کر ہجرت کی اور آخر میں پھر یہی حال ہو جائے گا پس وہی خوش بخت ہوگا جس کے قدم استقامت کے لئے جمے رہے اور کتاب وسنت کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ جمے رہیں گے۔

۱٦۰- (۲۱) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَأْرِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ كَمَا يَأْرِزُ الْحَيَّةُ اِلٰى جُحْرِهَا)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَ سَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ((ذَرُوْنِيْ مَاتَرَكْتُكُمْ)) فِيْ كِتَابِ الْمَنَاسِكِ وَ حَدِيْثَيْ مُعَاوِيَةَ وَ جَابِرٍ ((لَا يَزَالُ اُمَّتِيْ وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ)) فِيْ بَابِ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (البخاری حدیث رقم ۱۸۷٦ ومسلم حدیث رقم ۲۳۳- ۱٤۷ والترمذی الحدیث رقم ۱۷۰ من المشکاۃ وابن ماجة حدیث رقم ۳۱۱۱ و احمد فی المسند ۲/ ۲۸٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تحقیق ایمان ❶ مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا جیسا کہ سانپ اپنی بل کی طرف سمٹتا ہے۔'' (بخاری، مسلم) اور ہم ابو ہریرہ کی حدیث ❷ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ کتاب المناسك میں ذکر کریں گے اور دو معاویہ اور جابر کی دو احادیث کہ ایک کا شروع لَا يَزَالُ اُمَّتِيْ اور دوسری کا وَلَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ اس امت کے ثواب کے باب میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا (تو ذکر کریں گے)۔

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ نے لوگوں کے بھاگنے کی مشابہت مخالفوں کی آفات سے دی ہے اور ان کے سانپ کے ساتھ ایمان پر ثابت رہنے کے لئے' اس لئے کہ سانپ دوسرے جانوروں کی نسبت بہت بھاگتا ہے وہ بہت سمٹ کر بل میں جاتا ہے اور مشکل سے نکالا جاتا ہے اور نبی ﷺ نے ہجرت کے ابتدائی زمانہ اور آخری زمانہ کی خبر دی ہے جس وقت کہ مسلمان کم ہوں گے اور وہ مدینہ میں سمٹ جائیں گے۔ ❷ یعنی یہ احادیث صاحب مصابیح نے اس باب میں ذکر کی ہیں اور میں نے وہاں ذکر کی ہیں۔

الفصل الثانی

۱٦۱- (۲۲) وَعَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ لَهٗ لِتَنَمْ عَيْنُكَ وَ لْتَسْمَعْ اُذُنُكَ وَلْيَعْقِلْ قَلْبُكَ قَالَ فَنَامَتْ عَيْنَايَ وَسَمِعَتْ اُذُنَايَ وَعَقَلَ قَلْبِيْ قَالَ فَقِيْلَ لِيْ سَيِّدٌ بَنٰى دَارًا فَصَنَعَ فِيْهَا مَأْدُبَةً وَّاَرْسَلَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَوَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَرَضِيَ عَنْهُ السَّيِّدُ

سیدنا ربیعہ جرشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ کو خواب میں فرشتے دکھائے گئے' اور کہا گیا ❶ آپ کو چاہئے کہ آپ کی آنکھیں سوئیں آپ کے کان سنیں اور آپ کا دل سمجھے، آپ نے فرمایا کہ سوئی میری آنکھیں' سنا میرے کانوں نے اور سمجھا میرے دل نے' (اور) آپ نے فرمایا کہ مجھے کہا گیا ❷ ایک سردار نے گھر بنایا اور اس میں کھانا تیار

وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَسَخِطَ عَلَيْهِ السَّيِّدُ قَالَ فَاللّٰهُ السَّيِّدُ، وَمُحَمَّدٌ الدَّاعِيْ وَالدَّارُ الْإِسْلَامُ، وَالْمَأْدُبَةُ الْجَنَّةُ۔ (رواه الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ۱۱)

کیا اور بلانے والے کو بھیجا تو جس نے بلانے والے کو قبول کیا داخل ہوا گھر میں اور کھانا کھایا اور اس سے سردار راضی ہوا اور جس نے بلانے والے کو قبول نہ کیا تو وہ گھر میں داخل ہوا نہ کھانے میں سے کھانا کھایا اور اس پر سردار ناراض ہوا' آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سردار ہے' محمد (ﷺ) بلانے والا ہے اور گھر اسلام اور کھانا جنت ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی فرشتوں نے آپ سے کہا۔ ❷ یعنی مثال کے طور پر فرشتوں نے میرے سامنے بیان کیا۔

١٦٢ - (٢٣) وَعَنْ أَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا أُلْفِيَنَّ أَحَدَكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يَأْتِيْهِ الْأَمْرُ مِنْ أَمْرِيْ مِمَّا أَمَرْتُ بِهٖ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ فَيَقُوْلُ لَا أَدْرِيْ مَا وَجَدْنَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ اتَّبَعْنَاهُ۔)) (رواه احمد' الترمذی' ابو داؤد' ابن ماجة والبيهقی فی دلائل النبوة) (احمد فی المسند ٦/ ٨ بغير هذه الالفاظ' ابو داود حديث رقم ٤٦٠٥' الترمذی حديث رقم ٢٦٦٣ وقال حسن صحيح وابن ماجة حديث رقم ١٣)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ اپنے پلنگ پر تکیہ ❶ لگائے ہوئے ہو اور میرے ان احکام سے جن کا میں نے حکم دیا ہے یا جس سے منع کیا ہے کوئی حکم اس کے پاس آئے اور وہ اس کو سن کر کہے کہ میں کچھ نہیں جانتا' ہم کو جو کچھ اللہ کی کتاب سے ملا ہم نے اس کی اطاعت کی۔'' (احمد' ابو داؤد' ترمذی' ابن ماجہ اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پلنگ پر تکیہ لگانے سے مراد خوش حالی اور فارغ البالی ہے' یعنی علم حدیث کی طلب سے بے پروا اور فارغ ہو کر نہ بیٹھے اور بے علمی کی وجہ سے یوں نہ کہنے لگے کہ کتاب اللہ کے سوا میں کچھ نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے سوا کسی کی پیروی کرتا ہوں یہ نبی ﷺ کی ایک قسم کی پیشین گوئی ہے کہ بعض جاہل فارغ البال اور متکبر خواہشات نفسانیہ میں مبتلا لوگ حدیث پر عمل کرنے سے نفرت کریں گے اور کہیں گے کہ یہ حکم قرآن مجید میں تو ہے نہیں ہم اس پر کیوں کر عمل کریں حالانکہ بہت سے ایسے احکام ہیں جن کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے اور ان کی تفصیل حدیث میں آئی ہے غرض جس طرح قرآن حلال و حرام میں حجت ہے بعینہ اسی طرح حدیث بھی حجت ہے۔

١٦٣ - (٢٤) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَا إِنِّيْ أُوْتِيْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ أَلَا يُوْشِكُ رَجُلٌ شَبْعَانَ عَلٰى أَرِيْكَتِهٖ يَقُوْلُ: عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ، فَمَا وَجَدْتُّمْ فِيْهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوْهُ

سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار میں قرآن اور اس کا مثل ❶ دیا گیا ہوں' قریب ہے کہ ایک شخص جس کا پیٹ بھرا ہوا ہے وہ اپنے پلنگ پر سے کہے گا' لازم پکڑو اپنے اوپر اس قرآن کو' پس

وَمَاوَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوْهُ، وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ اَلَا لَا يَحِلُّ لَكُمُ الْحِمَارُ الْاَهْلِيُّ وَلَا كُلُّ ذِيْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا لُقْطَةُ مُعَاهِدٍ اِلَّا اَنْ يَّسْتَغْنِيَ عَنْهَا صَاحِبُهَا وَمَنْ نَزَلَ بِقَوْمٍ فَعَلَيْهِمْ اَنْ يَّقْرُوْهُ فَاِنْ لَّمْ يَقْرُوْهُ فَلَهٗ اَنْ يُّعْقِبَهُمْ بِمِثْلِ قِرَاهُ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ رَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ اِلٰى قَوْلِهٖ ((كَمَا حَرَّمَ اللّٰهُ)) (ابوداود حديث رقم ٤٦٠٤ وروى الترمذي حديث رقم ٢٦٦٤ وابن ماجة حديث رقم ١٢ والدارمي حديث رقم ٥٨٦ واحمد في المسند ٤/ ١٣٢)

جو تم اس میں حلال پاؤ اس کو حلال جانو اور جو تم اس میں حرام پاؤ اس کو حرام جانو اور تحقیق وہ چیز کہ جس کو حرام کیا ہے اللہ کے رسول نے (وہ بھی) اس چیز کی طرح ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے' خبردار! تمہارے لئے ❷ گھریلو گدھا ❸ اور کچلی والے ❹ درندوں کا اور لقطہ ❺ عہد والے کا حلال نہیں ہے مگر اس طرح کہ اس کا مالک بے پرواہ ہو ❻ اور جو شخص کسی قوم کے پاس مہمان بن کر جائے تو ان کے لئے لازم ہے ❼ کہ وہ اس کی مہمانی کریں اور اگر وہ اس کی مہمانی نہ کریں ❽ تو اس کے لیے ہے یہ کہ وہ صرف ان سے اپنی مہمانی کے مطابق وصول کرلے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مانند اس کی ساتھ اس کے یعنی حدیث لیکن فرق یہی ہے کہ قرآن وحی ظاہر ہے اور حدیث وحی پوشیدہ۔
❷ آپ نے یہ بطور تمثیل کے فرمایا کہ ان چیزوں کی حرمت قرآن میں مذکور نہیں اور میں نے ان چیزوں کی حرمت بیان کی
❸ یعنی جو کہ گھر میں رہتا ہے اور وحشی گدھا کہ جس کو گورخر کہتے ہیں وہ حلال ہے ❹ یعنی جو کہ کچلے سے شکار کرتے ہیں شیر' کتے اور بھیڑیے کی مانند پھاڑتے ہیں ❺ یعنی جو چیز کہ راستے میں پڑی ملے وہ بھی حلال نہیں۔ ❻ یعنی جو چیز حقیر ہو جیسے گٹھلی اور چھلکے اور گاجر مولی وغیرہ
❼ یہ بطریق استحباب کے ہے نہ فرضیت کے۔ ❽ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مہمان مجبور و لاچار ہو کہ اگر نہ لے گا تو ہلاک ہو جائے گا' ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا مگر اب منسوخ ہے۔

١٦٤- (٢٥) وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَافِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ؟ اَلَا وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا لَمِثْلُ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرُ، وَاِنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا بِاِذْنٍ وَلَا ضَرْبَ نِسَاءِهِمْ وَلَا اَكْلَ ثِمَارِهِمْ اِذَا اَعْطَوْكُمُ الَّذِيْ عَلَيْهِمْ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ اِسْنَادِهٖ اَشْعَثُ بْنُ شُعْبَةَ الْمَصِيْصِيُّ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ۔ (ابوداود حديث رقم ٣٠٥٠)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا' آپ نے فرمایا: ''کیا تم میں سے کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ تم میں سے ایک کو اپنے پلنگ پر تکیہ لگائے ہوئے ہو اور وہ گمان کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوئی چیز حرام نہیں کی مگر وہ چیز جو کہ قرآن میں ہے' خبردار! تحقیق اللہ کی قسم ہے! تحقیق میں نے حکم کیا اور نصیحت کی اور میں نے کئی چیزوں سے منع کیا کہ وہ قرآن کے بقدر ہے' بلکہ زیادہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال نہیں کیا ❶ کہ تم اہل کتاب کے گھروں میں داخل ہو مگر ان کی اجازت کے ساتھ اور ان کی عورتوں کا مارنا حلال نہیں کیا۔

اور نہ ان کا میوہ حلال ہے جب وہ تم کو دیں وہ چیز جو کہ ان پر واجب ہے۔ ❷ (ابوداؤد ❸ اور اس کی سند میں اشعث بن شعبہ مصیصی ہے تحقیق اس پر کلام ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ نے یہاں سے آخر تک چند احکام بیان فرمائے کہ میں نے یہ منع کیے ہیں جو قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ ❷ یعنی اس طرح سے ان کو نہ ستاؤ کہ ان کے گھروں میں بغیر اجازت داخل ہو جاؤ اور ان کے گھر والوں کو نہ ستاؤ اور نہ مال لو جب کہ وہ جزیہ دیں۔ ❸ قاری نے کہا لفظ رواہ کے بعد اصل مشکوۃ میں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے لیکن میرک شاہ نے یہ عبارت مذکور لکھ دی ہے۔

١٦٥ - (٢٦) وَعَنْهُ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَاَنَّ هٰذِهٖ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ: ((اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهٗ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِيْ فَسَيَرٰى اِخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا الصَّلَاةَ. (احمد فی المسند ٤/ ١٢٦ وابوداود حدیث رقم ٤٦٧ والترمذی حدیث رقم ٢٦٧٦ وابن ماجة حدیث رقم ٤٢ والدارمی حدیث رقم ٩٥)

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی' پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم کو ایسی خوب نصیحتیں کیں کہ اس سے آنکھیں بھیگ گئیں اور دل ڈر گئے' ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے ❶ پس ہم کو وصیت کریں تو آپ نے فرمایا: ''میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور سننے ❷ کی اور حکم بجالانے کی اگرچہ حبشی غلام ہو، ❸ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص تم میں سے میرے پیچھے زندہ رہے تو وہ بہت اختلاف دیکھے گا، پس تم میرے طریقہ کو لازم پکڑو اور خلفاء راشدین کے طریقہ کو جو کہ ہدایت کیے گئے ہیں اسی کے ساتھ بھروسہ کرو اور اسے اپنے دانتوں ❹ کے ساتھ مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور تم نئی نئی باتوں سے بچو' پس تحقیق جو نئی بات ہے بدعت ہے اور جو بدعت ہے وہ گمراہی ہے۔'' (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مگر ترمذی اور ابن ماجہ نے نماز کا ذکر نہیں کیا ❺)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گویا یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے کہ رخصت کرتے وقت آدمی بیان کرنے میں کمال کوشش کرتا ہے کہ کچھ رہ نہ جائے ❷ یعنی مسلمانوں کا سردار ❸ اس میں اطاعت حکم میں کمال مبالغہ ہے اگر فرضاً ایسا بھی ہو تو اطاعت ہی کرے ❹ دانتوں سے پکڑنا کنایہ ہے کمال محافظت اور محکمی کے سے۔ ❺ یعنی نہیں کہا صلی بنا رسول اللہ ﷺ بلکہ حدیث کا وعظنا موعظة نقل کیا۔

١٦٦ - (٢٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: خَطَّ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَطًّا ثُمَّ قَالَ: ((هٰذَا سَبِيْلُ اللّٰهِ))ثُمَّ خَطَّ خُطُوْطًا عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَالَ ((هٰذِهٖ سُبُلٌ عَلٰى كُلِّ سَبِيْلٍ مِّنْهَا شَيْطَانٌ يَدْعُوْ اِلَيْهِ)) وَقَرَأَ:((وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ)) اَلْاٰيَةَ۔ (رواه احمد و النسائی والدارمی) (احمد فی المسند ١/ ٤٣٥ والدارمی حدیث رقم ٢٠٢ وابن ماجة حدیث رقم ١١)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے ایک خط ❶ خط کھینچا پھر فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی راہ ہے' پھر اس کے دائیں اور اس کے بائیں خط ❷ کھینچے اور فرمایا: ''یہ راہیں ہیں، ہر راہ کے اوپر ان میں سے شیطان ہے، وہ اس راہ کی طرف پکارتا ہے اور آپ نے یہ آیت پڑھی اور تحقیق یہ میری سیدھی راہ ہے پس اس کی پیروی کرو آخر آیت تک۔'' ❸

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک خط یعنی سیدھا یہ مثال راہ الٰہی کی ہے کہ وہ اعتقاد حق اور عمل صالح ہے۔ ❷ یعنی اس کے دائیں اور بائیں خط کھینچے سات چھوٹے ٹیڑھے خط دائیں طرف اور اسی طرح بائیں طرف اور چھوٹے ٹیڑھے خط مثال ہیں گمراہی کی راہوں کی۔

❸ باقی آیت کا ترجمہ یہ ہے یعنی اور راہوں کی پیروی نہ کرو تا کہ تم کو راہیں پریشان نہ کردیں اس کی راہ سے۔

١٦٧ - (٢٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وسلم ((لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ)) رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ ((اَرْبَعِيْنِهٖ)) هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ رَوَيْنَاهُ فِيْ ((كِتَابِ الْحُجَّةِ)) بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ۔ (البغوی حدیث رقم ١٠٤)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک (مکمل) مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس چیز کے تابع ہو ❶ جس کو میں لایا ہوں۔ ❷ (شرح السنہ اور نووی نے اپنی چہل حدیث میں کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ہم نے اس حدیث کو کتاب الحجۃ میں صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تابع شریعت کا اعتقاد میں' عمل میں' عادات میں اور عبادات میں کمال خوشی کے ساتھ اور یہ بات اس وقت حاصل ہوتی ہے کہ جب آدمی سے کدورت نفسانی جاتی رہے تو اس وقت وہ صفات نورانیہ کے ساتھ روشن ہوتا ہے اور یہ حالت صرف اولیاء اللہ میں پائی جاتی ہے۔ ❷ یعنی دین وشریعت۔

١٦٨ - (٢٩) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ حَارِثِ الْمُزَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَحْيَا سُنَّةً مِّنْ سُنَّتِيْ قَدْ اُمِيْتَتْ بَعْدِيْ فَاِنَّ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلَ اُجُوْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنِ ابْتَدَعَ بِدْعَةً ضَلَالَةً لَا يَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ كَانَ عَلَيْهِ (مِنَ

سیدنا بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری ایسی سنت کو زندہ کیا ❶ کہ جو میرے بعد چھوڑ دی گئی تھی' تو اس کے لئے ثواب ہے ان لوگوں کے ثواب کی مانند کہ جنھوں نے اس کے ساتھ عمل کیا اس کے بغیر کہ ان کے ثواب میں کمی ہو ❷ اور جس نے نئی

الْإِثْمِ) مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا)) (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ٢٦٧٧)

بدعت گمراہی نکالی کہ اس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول راضی نہیں ہوتا اس کے اوپر گناہ ہوگا ان لوگوں کی طرح کہ جنہوں نے اس کے ساتھ عمل کیا اور ان کے گناہوں سے کچھ کم نہیں ہوگا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی رواج دیا۔ ❷ یعنی سنت پر عمل کرنے والوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی اور سنت زندہ کرنے والے کو ان کے برابر ثواب ملتا ہے اور اسی طرح بدعت پر عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کچھ کمی نہیں ہوتی اور دین میں نئی بات نکالنے والے کے لئے ان کے برابر گناہ لکھا جاتا ہے اور سنت سے مراد دین کی بات ہے خواہ فرض ہو یا اس کے علاوہ جیسا کہ لوگوں نے جمعہ کی نماز ترک کر دی اس نے رغبت دلا کر رواج دے دیا اسی طرح مصافحہ اور اس کے سوائے اور مسنون چیزیں۔

١٦٩ - (٣٠) ورواه ابن ماجة عن كثير بن عبدالله بن عمرو، عن ابيه، عن جده. (ابن ماجة حديث رقم ٢١٠)

اور ابن ماجہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرؓ سے اور اس نے اپنے باپ سے اور اس نے کثیر کے دادا سے روایت کیا۔ ❶

فوائد الحدیث: ❶ یعنی عمرو سے۔

١٧٠ - (٣١) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((إِنَّ الدِّيْنَ لَيَأْرِزُ إِلَى الْحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّيْنُ مِنَ الْحِجَازِ مَعْقِلَ الْأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الْجَبَلِ إِنَّ الدِّيْنَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ وَهُمُ الَّذِيْنَ يُصْلِحُوْنَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي)) (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ٢٦٣٠ وقال حسن صحيح)

سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ تحقیق دین حجاز کی طرف سمٹ آئے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف سمٹ آتا ہے اور البتہ دین حجاز میں ❶ جگہ پکڑے گا جیسے پہاڑی بکری پہاڑ کی چوٹی پر جگہ پکڑتی ہے تحقیق دین شروع میں غریب پیدا ہوا تھا اور ہو جائے گا جیسا کہ ابتداء میں تھا، پس غرباء کے واسطے خوش حالی ہے اور اس چیز کو یہی درست کریں گے جس کو فسادی لوگوں نے میرے بعد میری سنت کو بگاڑ دیا ہوگا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی مکہ اور مدینہ اور ان کے متعلقات۔

١٧١ - (٣٢) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أُمَّتِي كَمَا أَتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيْلَ حَذْوَ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ، حَتَّى إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ أَتَى أُمَّهُ عَلَانِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ میری امت پر ایک زمانہ آئے گا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا جیسا کہ ایک جوتا دوسرے جوتے ❶ کی طرح برابر ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر ان میں سے کوئی اپنی

وَاِنَّ بَنِی اِسْرَآئِیْلَ تَفَرَّقَتْ عَلٰی ثِنْتَیْنِ وَسَبْعِیْنَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ اُمَّتِی عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ مِلَّةً کُلُّهُمْ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّةً وَّاحِدَةً)) قَالُوْا مَنْ هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ ((مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

(الترمذی حدیث ٢٦٤٢ وقال مفسر غریب)

ماں ❷ کے پاس ظاہر میں آیا تھا تو میری امت میں ❸ بھی ہوگا شخص یہ کرے گا اور تحقیق بنی اسرائیل بہتر (۷۲) سے زیادہ گروہوں میں متفرق ہوئے اور میری امت تہتر (۷۳) گروہوں سے زیادہ متفرق ہوگی، وہ تمام دوزخ میں ہوں گے سوائے ایک کے'' صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ گروہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ''جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن شاہد کی بنا پر حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جس طرح جوتوں کا جوڑا برابر ہوتا ہے اس طرح اس امت کے لوگ بنی اسرائیل کے مطابق ہوں گے۔ ❷ اپنی ماں کے پاس یعنی بدفعلی کی اور ماں سے باپ کی بیوی مراد ہے یعنی سوتیلی ماں ورنہ سگی ماں سے کیسے یہ حرکت ہوتی ہے کہ طبعی اور شرعی دونوں مانع جمع ہیں۔ ❸ اور امتی سے مراد اہل قبلہ ہیں یعنی جو مسلمان گنے جاتے ہیں اس صورت میں معنی کُلُّهُمْ فِی النَّارِ کے یہ ہیں کہ گناہ اور بداعتقادی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہوں گے اور جس کا عقیدہ کفر کی حد کو نہ پہنچا ہوگا تو وہ رحمت پروردگار کی وجہ سے نکلے گا۔

۱۷۲ - (۳۳) وَفِی رِوَایَةِ اَحْمَدَ وَاَبِی دَاوٗدَ عَنْ مُعَاوِیَةَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَهِیَ الْجَمَاعَةُ وَاِنَّهٗ سَیَخْرُجُ فِیْ اُمَّتِیْ اَقْوَامٌ تَتَجَارٰی بِهِمْ تِلْكَ الْاَهْوَآءُ کَمَا یَتَجَارَی الْکَلْبُ بِصَاحِبِهٖ لَا یَبْقٰی مِنْهُ عِرْقٌ وَّلَا مَفْصِلٌ اِلَّا دَخَلَهٗ))

(احمد فی المسند ٤/ ١٠٢ وابوداود حدیث رقم ٤٥٩٧)

اور احمد اور ابو داوٗد کی روایت میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بہتر گروہ دوزخ میں اور ایک گروہ بہشت میں اور وہ گروہ جماعت ❶ ہے اور تحقیق میری امت میں کئی قومیں نکلیں گی ان میں خواہشات سرایت کریں گی ❷ جیسے کہ دیوانے کتے کا زہر کاٹے ہوئے آدمی کی رگوں میں سرایت ❸ کرتا ہے کہ اس سے کوئی رگ باقی رہتی ہے اور نہ کوئی جوڑ مگر وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جماعت سے مراد اہل علم اور اہل دین ہیں اور حق والی جماعت ان کو اس لئے کہا گیا کہ وہ کلمہ حق پر جمع ہیں اور تہتر فرقوں کی تفریق مطولات میں ہے۔ ❷ یعنی بدعات عقائد اور اعمال میں۔ ❸ دیوانے کتے کے ساتھ اس لئے مشابہت دی ہے کہ جیسے وہ پانی سے بھاگتا ہے اور پیاسا مر جاتا ہے ویسے ہی جھوٹے مذہب والوں پر خواہش نفسانی غالب ہوتی ہے اور وہ علم حق سے بھاگ کر جنگل کی گمراہی میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ العیاذ باللہ (سید وحق وعلی وشاہ عبدالعزیز)

۱۷۳ (۳٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِی۔)) اَوْقَالَ ((اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَّیَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ میری امت کو جمع نہیں کرے گا یا کہا کہ امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ❶ گمراہی پر اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ❷ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے جدا ہوا ❸ تو وہ تنہا آگ میں

(الترمذی حدیث رقم ۲۱۶۷) ڈالا جائے گا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بجائے امتی کے۔ ❷ یعنی اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور مدد اور توفیق اور جماعت پر ہے یہ اور خاصیت ہے اس امت مرحومہ کی جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا فرمائی ہے کہ جس چیز پر نبی ﷺ کی امت متفق ہوتی ہے حق ہی ہوتی ہے' ملا علی قاری نے کہا کہ اس حدیث میں اجماع امت کے حق ہونے پر دلیل ہے۔ ❸ یعنی جنتیوں کی جماعت سے الگ الگ کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۱۷۴ - (۳۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِتَّبِعُوْا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهُ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِي النَّارِ)) (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ وَابْنُ عَاصِمٍ فِي كِتَابِ السُّنَّةِ) (الذی اخرجه ابن ماجة من حديث ان ((ان امتی لا تجتمع علی ضلالة فاذا رايتم اختلافا فعليكم بالسواد الاعظم)) حديث رقم ۳۹۰۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑی جماعت کی پیروی کرو ❶ کیونکہ جو جماعت سے تنہا ہوا وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور ابن عاصم نے کتاب السنۃ میں۔

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ملا علی قاری نے کہا کہ بڑی جماعت کی پیروی کرو یعنی جو اعتقاد اور قول اور فعل اکثر علماء کے ہوں ان کی پیروی کرو اور لفظ رواہ کے بعد صاحب مشکوٰۃ نے سفیدی چھوڑی تھی اس لئے کہ کتاب کا نام معلوم نہیں ہوا میرک شاہ نے عبارت مذکور لگا دی ہے۔

۱۷۵ - (۳۶) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيَ وَلَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِشٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ)) ثُمَّ قَالَ ((يَابُنَيَّ وَذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِي وَمَنْ اَحَبَّ سُنَّتِي فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَحَبَّنِي كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ))(رواه الترمذی) (الترمذی حديث رقم ۲۶۷۸ وقال حسن غريب من هذا الوجه)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''میرے بچے! اگر تو اس کی قدرت رکھتا ہے کہ صبح کرے اور شام کرے اور کسی کے لیے تیرے دل میں کینہ نہ ہو تو (ایسا لازمی) کر' پھر آپ نے فرمایا: ''میرے بچے! اور یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو دوست رکھا ❶ اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے مجھ کو دوست رکھا تو وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں اس پر اشارہ ہے کہ نبی ﷺ کی سنت کو دوست رکھنا نبی ﷺ کی محبت اور رفاقت کا سبب ہے چہ جائے کہ اس پر عمل کرنا اے بھائیو! خیال تو کرو کہ نبی ﷺ کی سنت کی محبت رکھنے والوں کا کیا درجہ ہے' دارین کی سب نعمتیں ایک طرف اور یہ ایک طرف' اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب کرے آمین آمین (حق)

۱۷۶ - (۳۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ:قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِي فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِيْدٍ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ لَهٗ مِنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری امت کے بگڑنے کے وقت کے قریب میری سنت کے ساتھ دلیل پکڑی تو اس کے لیے

حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔) (لم يذكر من اخرجه وقوله في آخر الحديث ((رواه)) بعده بياض۔)

سو(۱۰۰) شہیدوں کا ثواب ہے۔" ❶ (بیہقی نے کتاب الزہد میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ❷)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ ایسے وقت میں سنت کے زندہ کرنے اور رواج دینے میں بڑی مشقت اٹھانا پڑتی ہے' برابر شہیدوں کے دین کے زندہ کرنے میں بلکہ زیادہ۔ ❷ بعض نسخوں میں رواہ کے لفظ کے بعد یہاں بھی سفیدی چھوٹی ہے لیکن میرک شاہ نے کتاب کا نام لکھ دیا ہے (شیخ جزری)

۱۷۷ - (۳۸) وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ اَتَاهُ عُمَرُ فَقَالَ: اِنَّا نَسْمَعُ اَحَادِيْثَ مِنْ يَهُوْدَ تُعْجِبُنَا اَفَتَرٰى اَنْ نَكْتُبَ بَعْضَهَا ؟فَقَالَ: ((اَمُتَهَوِّكُوْنَ اَنْتُمْ كَمَا تَهَوَّكَتِ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى ؟لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِهَا بَيْضَآءَ نَقِيَّةً وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا مَاوَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِي۔)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) (احمد في المسند ۳/ ۳۸۷ وذكره البيهقي تعليقا في شعب الايمان الحديث ۱۷٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا جس وقت کہ ان کے پاس عمر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے کہا' ہم یہود و نصاریٰ کی احادیث سنتے ہیں، وہ ہم کو اچھی لگتی ہیں تو کیا ہم ان میں سے بعض لکھیں؟ آپ نے فرمایا: "کیا ❶ تم حیران ہو جیسے کہ یہود و نصاریٰ حیران ہیں، تحقیق میں تمہارے پاس صاف روشن شریعت لایا ہوں اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے نہیں لائق تھی ان کو مگر میری پیروی۔" ❷

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔لیکن میرے نزدیک یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیا تم حیران ہو یعنی کیا تم اپنی کتاب اور دین میں حیران ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران ہوئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو پھینک دیا اور اپنی خواہشوں ملاؤں اور درویشوں کے پیچھے لگے۔ مظاہر حق میں ہے ہے کیا دین اسلام ناقص ہے جو تم دوسرے دین کے محتاج ہوتے ہو۔ ❷ تو پھر تم کو کس طرح جائز ہے کہ اس کی قوم سے میرے ہوتے ہوئے فائدہ اٹھاؤ (قاری)

۱۷۸ - (۳۹) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِي سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰذَا الْيَوْمَ لَكَثِيْرٌ فِي النَّاسِ؟ قَالَ: ((وَسَيَكُوْنُ فِي قُرُوْنٍ بَعْدِي۔(رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ۲۰۲۰ وقال حديث غريب لا نعرفه)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے حلال کھایا اور سنت کے طریقہ پر عمل کیا اور لوگ اس کی زیادتی سے امن میں رہے تو وہ بہشت میں داخل ہوگا" پس ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! دور حاضر میں تو ایسے بہت سے لوگ ❶ ہیں' آپ نے فرمایا: "اور میرے زمانہ کے بعد (عنقریب) بھی ہوں گے۔"

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ہمارے زمانہ میں ایسے آدمی تو بہت ہیں ہمارے بعد دیکھو کیا حال ہوگا' یہ صحابہ نے عرض کیا نبی ﷺ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ میری امت سے خیر مطلق منقطع نہیں ہوگی (علی وحق)

١٧٩ - (٤٠) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّكُمْ فِیْ زَمَانٍ مَنْ تَرَكَ مِنْكُمْ عُشْرَ مَا اُمِرَ بِهٖ هَلَكَ ثُمَّ یَأْتِیْ زَمَانٌ مَنْ عَمِلَ مِنْهُمْ بِعُشْرِ مَا اُمِرَ بِهٖ نَجَا)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٢٢٦٧ وقال غریب لا نعرفه الا من حدیث نعیم بن حماد عن سفیان بن عیینة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ایسے زمانہ میں ہو جو چھوڑے ❶ تم میں سے دسواں حصہ اس چیز سے کہ حکم کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہلاک ہوگا' پھر ایک زمانہ آئے گا جو شخص اس میں سے عمل کرے گا دسویں حصہ کے ساتھ اس چیز کے ساتھ کہ جس کا حکم کیا گیا ہے تو وہ اس کے ساتھ نجات پائے گا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ بات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حق میں فرمائی ہے کہ اس زمانہ میں اس کی بہت تاکید تھی اور آخر زمانہ میں اگر دسواں (١٠) حصہ بھی بجالائیں گے تو نجات پائیں گے (علی)

١٨٠ - (٤١) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًی كَانُوْا عَلَیْهِ اِلَّا اُوْتُوا الْجَدَلَ)) ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ هٰذِهِ الْاٰیَةَ ((مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ۝)) (رواه الترمذی و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٥/ ٢٥٢ والترمذی حدیث ٣٢٥٣ وقال حسن صحیح وابن ماجة حدیث رقم ٤٨)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی قوم ہدایت کے بعد گمراہ نہیں ہوئی کہ جس پر وہ تھے مگر یہ کہ دیئے گئے جھگڑا'' ❶ پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''نہیں بیان کرتے اس کو تیرے لئے مگر واسطے جھگڑنے کے بلکہ وہ جھگڑالو قوم ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مگر یہ کہ دیئے گئے ہیں جھگڑا تاکہ رواج دیں باطل مذہب کو اور حق کی بنیادیں اکھاڑیں۔

١٨١ - (٤٢) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَقُوْلُ ((لَا تُشَدِّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَیُشَدِّدُ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ فَاِنَّ قَوْمًا شَدَّدُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فَشَدَّدَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ فَتِلْكَ بَقَایَاهُمْ فِی الصَّوَامِعِ وَالدِّیَارِ ((رَهْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَیْهِمْ)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٩٠٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے نفسوں پر سختی نہ کرو ❶ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر سختی کرے گا ❷ کیونکہ ایک قوم ❸ نے اپنی جانوں پر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سختی کی اور یہ جماعت باقی ہے اپنے گرجوں ❹ اور عبادت گاہوں ❺ کے درمیان اور رہبانیت ❻ کو انہوں نے خود ایجاد کیا تھا جو ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھی۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ سختی کرو، یعنی ایسی ریاضت اور مجاہدہ نہ کرو کہ نفس اس کی طاقت نہ رکھے اور مباح کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔

❸ پس سختی کرے گا اللہ تعالیٰ یعنی اس کو فرض کرے گا اور تم اس کے ادائے حق کی طاقت نہیں رکھتے۔ ❸ یعنی بنی اسرائیل نے۔
❹ نصاریٰ کے معبد کو گرجا کہتے ہیں۔ ❺ یہود کے بندگی کرنے کی جگہ کو دیار کہتے ہیں۔ ❻ رہبانیت بہت زیادہ عبادت اور ریاضت کرنے کو کہتے ہیں اور لوگوں سے تعلقات منقطع کرنا اور ٹاٹ وغیرہ پہننا کہ جس طرح اہل کتاب کے راہب اور زاہد کرتے تھے پس فرمایا کہ یہ چیزیں انہوں نے اپنی طرف سے اختراع کر لیں تھیں ہم نے ان پر فرض نہیں کی تھیں آخر کار حق رعایت اس کا ادا نہ ہوا اور اکثر عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے ساتھ کافر ہوئے پس یہودی ہو گئے یا نصرانیت قبول کی بطور بادشاہوں کے دین کے اور رہبانیت چھوڑ دی لہٰذا تم اس طرح نہ کرو اور بعض ان میں سے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر قائم رہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور آپ پر ایمان لائے۔

۱۸۲ - (۴۳) وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((نَزَلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی خَمْسَةِ اَوْجُهٍ حَلَالٍ وَّ حَرَامٍ وَّ مُحْكَمٍ وَّمُتَشَابِهٍ وَّاَمْثَالٍ فَاَحِلُّوا الْحَلَالَ وَ حَرِّمُوا الْحَرَامَ وَاعْمَلُوْا بِالْمُحْكَمِ وَاٰمِنُوْا بِالْمُتَشَابِهِ وَاعْتَبِرُوْا بِالْاَمْثَالِ)) هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ وَرَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَلَفْظُهٗ: ((فَاعْمَلُوْا بِالْحَلَالِ وَ اجْتَنِبُوا الْحَرَامَ وَاتَّبِعُوا الْمُحْكَمَ۔))

(مصابیح حدیث رقم ۱۴۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قرآن پاک پانچ طرح کی چیزوں پر مشتمل ہے' حلال و حرام اور محکم ❶ و متشابہ ❷ اور امثال' ❸ پس حلال جانو حلال کو اور حرام جانو حرام کو اور محکم پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ ❹ اور مثالوں کے ساتھ عبرت پکڑو'' یہ الفاظ مصابیح کے ہیں اور بیہقی ❺ نے شعب الایمان میں روایت کیا اور اس کے الفاظ یہ ہیں ''پس حلال کے ساتھ عمل کرو اور حرام سے بچو اور محکم کی پیروی کرو۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہاں محکم سے مراد یہ ہے کہ اس کے معانی میں کچھ اشتباہ نہ ہو جیسے اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوۃ۔
❷ متشابہ سے مراد یہ ہے کہ اس کے معنے خوب واضح نہ ہوں بلکہ محتمل المعانی ہو یعنی اس کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ ❸ مثالوں سے مراد گزری ہوئی امتوں کے قصے ہیں۔ ❹ اور ایمان لاؤ متشابہ کے اور جانو کہ جو مراد اللہ ہے اس سے وہ حق ہے اگر چہ ہمیں اس کا مطلب معلوم نہ ہو۔
❺ اور شعب الایمان میں بعد لفظ و اتبعوا لمحکم کے بعد باقی عبارت بطور پہلی ہی روایت کے ہے۔

۱۸۳ - (۴۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اَلْاَمْرُ ثَلَاثَةٌ اَمْرٌ بَیِّنٌ رُشْدُهٗ فَاتَّبِعْهُ وَاَمْرٌ بَیِّنٌ غَیُّهٗ فَاجْتَنِبْهُ وَاَمْرٌ اُخْتُلِفَ فِیْهِ فَكِلْهُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)) (رواه احمد) (لیس عند احمد فی المسند وقد اخرجه الطبرانی فی الکبیر مع بعض التغییر)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امر تین طرح کے ہیں' ایک امر کہ اس کی ہدایت ظاہر ❶ ہے تو اس کی پیروی کرو' ایک امر کہ اس کی گمراہی ظاہر ❷ ہے تو اس سے بچو اور ایک امر کہ اس میں اختلاف ❸ کیا گیا ہے پس اس کو اللہ عزوجل کے سپرد کر دو۔ (یہ روایت مسند احمد میں نہیں' بلکہ کچھ تغیر کے ساتھ الطبرانی الکبیر میں ہے۔)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک امر ظاہر ہے یعنی جس چیز کا حق ہونا آیت و حدیث سے ثابت ہو جیسے وجوب نماز اور زکوٰۃ کا اس کی پیروی

کرو۔ ❷ ایک امر کہ اس کی گمراہی ظاہر ہے جیسے کفار کی رسمیں وغیرہ کہ ان کا باطل ہونا معلوم ہے۔ ❸ اور ایک امر یہ کہ اس میں اختلاف کیا گیا ہے پس اس کو سونپ، یعنی جس امر کا حکم پوشیدہ اور مشتبہ ہو اس کو اللہ عز وجل کی طرف سپرد کر دو (سید علی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۸۴- (۴۵) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَاِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ)) (رواه احمد) (احمد في المسند ۵/ ۲۴۳)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان ❶ انسان کا بھیڑیا ہے بکری کے بھیڑیے کی طرح کہ وہ بھاگنے والی بکری کو لیتا ہے اور اس بکری کو جو کہ دور ہوگئی اور اس بکری کو جو کہ ریوڑ کے کنارے پر ہو اور تم پہاڑ کے دروں ❷ سے بچو اور تم پر جماعت اور مجمع لازم ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مراد یہ ہے کہ جیسے بھیڑیا اکیلی بکری پر بہت دلیر ہوتا ہے ایسے ہی شیطان اس آدمی پر مسلط ہوتا ہے کہ جو جماعت علماء سے الگ ہو کر مذہب نیا نکالتا ہے۔ ❷ اور تم پہاڑ کے دروں سے بچو یعنی شاہراہ اسلام چھوڑ کر گمراہ ہونے کی گھاٹیوں میں مت بیٹھو۔

۱۸۵- (۴۶) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ)) (رواه احمد و ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ۴۷۵۸ واحمد في المسند ۵/ ۱۸۰)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جماعت سے بالشت برابر ❶ الگ ہوا تو تحقیق اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ ❷ نکالا۔'' (احمد، ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ایک ساعت۔ ❷ یعنی اسلام کا ذمہ اور مطلب یہ ہے کہ اب اس درجہ کو پہنچا کہ شاید قید اسلام اور اس کے بند احکام سے باہر آ ئے۔

۱۸۶- (۴۷) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ)) (رواه في الموطا) (الموطا الحديث رقم ۳ من كتاب القدر)

مالک بن انس رحمہ اللہ سے بطریق ارسال روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں، تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے جب تک ان دونوں کو پکڑے رہو گے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ (موطا امام مالک)

حکم الحدیث: یہ روایت معضل ہے لیکن اس کا شاہد حسن سند سے موجود ہے۔

۱۸۷- (۴۸) وَعَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا

سیدنا غضیف بن حارث ثمالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی قوم نے بدعت ❶ نہیں نکالی مگر

رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ إِحْدَاثِ بِدْعَةٍ)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ٤/ ١٠٥)

اٹھائی جاتی ہے اس کی طرح سنت سے پس سنت کو پکڑنا ❷ بدعت کے نکالنے سے بہتر ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وہ نیا کام جو قرون ثلاثہ میں نہ ہو۔ ❷ سنت کو مضبوطی سے پکڑنا اگر چہ تھوڑی ہو وہ بدعت کے نکالنے سے بہتر ہے اگر چہ حسنہ ہو اس لئے کہ اتباع سنت کے ساتھ نور پیدا ہوتا ہے اور بدعت آدمی کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے جو کہ تاریکی ہی تاریکی ہے مثلاً لیٹرین جانا بموجب آداب شرع کے، سرائے اور مدرسہ کے بنانے سے افضل ہے اس لئے کہ رعایت کرنے والا آداب سنت کا' مقام قرب کی طرف ترقی کرتا ہے اور اس کے ترک کے ساتھ اس سے نیچے آجاتا ہے اور یہ اس سے افضل کے ترک کا باعث ہوتا ہے حتیٰ کہ قساوت قلب کے مرتبہ کو پہنچتا ہے کہ اس کو رین اور طبع کہتے ہیں (الشیخ وقاری وسید)

١٨٨ - (٤٩) وَعَنْ حَسَّانَ قَالَ: مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِيْنِهِمْ إِلَّا نَزَعَ اللهُ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا ثُمَّ لَا يُعِيْدُهَا إِلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ (رواه الدارمی) (الدارمی حديث رقم ٩٨)

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کسی قوم نے اپنے دین میں کوئی بدعت ❶ نہیں نکالی مگر اللہ تعالیٰ اسی کی مثل ان کی سنت چھین لیتا ہے، پھر وہ ان کی طرف قیامت تک لوٹ ❷ نہیں سکتی۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی بدعت سیئہ جو سنت کے مزاحم ہو۔ ❷ اور یہ اس لئے کہ سنت اپنے مکان میں تھی جب اس جگہ سے زائل ہوگئی تو اب اس کا اعادہ ہو سکتا ہے' جیسے درخت کہ اس کی جڑیں زمین کی تہ میں پہنچ جاتی ہیں پھر جب اس کو اکھاڑا جاتا ہے تو وہ اپنے مکان میں عود نہیں کر سکتا (سید جمال الدین)

١٨٩ - (٥٠) وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلَى هَدْمِ الْإِسْلَامِ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ مُرْسَلًا۔) (رواه البيهقی) (البيهقی حديث رقم ٩٤٦٤)

ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرے' تو اس نے اسلام کی بنیاد کو گرانے میں مدد دی۔ ❶ (بیہقی' شعب الایمان میں مرسل بیان کی)

حکم الحدیث: اس کی سند مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ اس کی توقیر میں سنت کی حقارت ہے، یہ اسلام کی بنیاد کو ویران کرنے کا باعث ہوتی ہے اور اسی قیاس پر متبع سنت کے توقیر کرنے میں اور اہل بدعت کے حقارت کرنے میں بناء اسلام کی آبادی ہوتی ہے (سید وعلی)

١٩٠ - (٥١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَنْ تَعَلَّمَ كِتَابَ اللهِ ثُمَّ اتَّبَعَ مَافِيْهِ هَدَاهُ اللهُ مِنَ الضَّلَالَةِ فِي الدُّنْيَا وَوَقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ سُوْءَ الْحِسَابِ وَفِيْ رِوَايَةٍ ، قَالَ:

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب سیکھی پھر اس کی پیروی کی جو اس میں ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں گمراہی سے ہدایت کرے گا ❶ اور اس کو قیامت

مَنِ اقْتَدَى بِكِتَابِ اللهِ لَايَضِلُّ فِي الدُّنْيَا وَلَا يَشْقَى فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ تَلَاهٰذِهِ الْآيَةَ (فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ○)) (رواہ رزین)

کے دن برے عذاب سے بچائے گا ❷ اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی پیروی کی وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور نہ ہی آخرت میں بدبخت ہوگا ❸ پھر نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''پس جس نے میری ❹ ہدایت کی پیروی کی پس نہ گمراہ ❺ ہوگا اور نہ بدبخت ❻ ہوگا۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کو ہدایت پر ثابت رکھے گا۔ ❷ یعنی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ ❸ یعنی عذاب نہیں دیا جائے گا ❹ یعنی قرآن کی۔ ❺ یعنی دنیا میں ❻ یعنی آخرت میں۔

۱۹۱ - (۵۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ ((ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا وَعَنْ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ سُوْرَانِ فِيْهِمَا اَبْوَابٌ مُفَتَّحَةٌ وَعَلَى الْاَبْوَابِ سُتُوْرٌ مُرْخَاةٌ وَعِنْدَ رَأْسِ الصِّرَاطِ دَاعٍ يَقُوْلُ اسْتَقِيْمُوْا عَلَى الصِّرَاطِ وَلَا تَعَوَّجُوْا وَفَوْقَ ذٰلِكَ دَاعٍ يَّدْعُوْ كُلَّمَاهَمَّ عَبْدٌ اَنْ يَفْتَحَ شَيْئًا مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ قَالَ: وَيْحَكَ لَا تَفْتَحْهُ فَاِنَّكَ اِنْ تَفْتَحْهُ تَلِجْهُ)) ثُمَّ فَسَّرَهٗ فَاَخْبَرَ ((اَنَّ الصِّرَاطَ هُوَ الْاِسْلَامُ وَاَنَّ الْاَبْوَابَ الْمُفَتَّحَةَ مَحَارِمُ اللّٰهِ وَاَنَّ السُّتُوْرَ الْمُرْخَاةَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَاَنَّ الدَّاعِيَ عَلٰى رَأْسِ الصِّرَاطِ هُوَالْقُرْاٰنُ وَاَنَّ الدَّاعِيَ مِنْ فَوْقِهٖ هُوَوَاعِظُ اللّٰهِ فِيْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ)) (رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَاَحْمَدُ)

(احمد فی المسند ٤/ ١٨٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سیدھی راہ کی مثال بیان کی اور راستے کے دونوں طرف دیواریں اور دیواروں میں دروازے کھلے ہوئے اور دروازوں کے اوپر پردے پڑے ہوئے ہیں اور ہر راستہ کے سرے پر پکارنے والا پکارتا ہے کہ راستے میں سیدھے رہو اور ٹیڑھے راستے پر نہ چلو، اس پکارنے والے کے ساتھ ایک پکارنے والا پکارتا ہے جب کہ انسان ارادہ کرتا ہے کہ ان دروازوں میں سے کچھ کھولے تو پکارنے والا کہتا ہے تجھ پر افسوس ہے اس کو مت کھول اگر تو کھولے ❶ تو اس میں داخل ہو جائے گا' پھر آپ نے وضاحت ❷ بیان فرمائی کہ راہ سے مراد ❸ اسلام ہے اور کھلے ہوئے دروازوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی حرام کی ❹ ہوئی چیزیں ہیں اور لٹکے ہوئے پردوں سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ❺ ہیں اور پکارنے والے سے مراد جو رستے کے سرے پر ہے وہ قرآن ہے اور پکارنے والے سے مراد کہ جو اس کے اوپر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مومن کے دل میں نصیحت دینے والا ہے۔'' ❻

(رزین، احمد)

حکم الحدیث: مسند احمد والی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پھر وہاں بڑا دکھ پائے گا ❷ یعنی نبی ﷺ نے اس مثال کو کھولا ❸ یعنی اس سے جنت کو پہنچتے ہیں ❹ یعنی ان کے کرنے سے کمال اسلام سے نکل جاتا ہے ❺ اللہ تعالیٰ کی حدود کہ جو بندے اور حرام چیزوں کے درمیان باندھی ہیں کہ ان سے گزرے

نہیں، پس حدود سے احکام الٰہی مراد ہے ❺ ہر مومن کے دل میں یعنی فرشتہ جب تک یہ قرآن نہ ہو کچھ فائدہ نہیں دیتا کیونکہ قرآن کا کام راہ بتانا ہے لیکن اس سے نصیحت پکڑنا اور مقصود کو پہنچنا توفیق و ہدایت الٰہی کے ساتھ ہے کہ جو دل میں ڈالتا ہے۔

۱۹۲ - (۵۳) وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ عَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمْعَانَ وَكَذَا التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ أَخْصَرَ مِنْهُ. (البيهقي حديث رقم ٧٢١٦ والترمذي حديث رقم ٢٨٥٩ وقال حديث غريب)

اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کی نواس بن سمعان سے نقل کیا' اسی طرح ترمذی نے اس سے مگر ترمذی نے اس سے مختصر بیان کی ا۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۹۳ - (۵٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَّأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَّأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ وَلِإِقَامَةِ دِيْنِهِ فَاعْرِفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ وَاتَّبِعُوهُمْ عَلَى آثَارِهِمْ وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَسِيَرِهِمْ فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهُدَى الْمُسْتَقِيمِ. (رواه رزين)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی راستے کی پیروی کرنا چاہے ❶ تو اسے چاہئے کہ وہ ان لوگوں کے راستے کو اپنائے جو مر گئے ہیں' کیونکہ زندہ لوگ فتنہ سے محفوظ نہیں' اور وہ لوگ نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو امت میں سب سے افضل تھے اور ان کے دل نیک تھے ❷ اور ان کا علم بہت کامل تھا ❸ اور وہ تکلف میں بہت کم تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی کی صحبت کے لئے پسند کیا اور دین کو قائم رکھنے کے لئے ان کی بزرگی پہچانو ❹ ان کے نقش قدم پر چلو اور جس طرح بھی ہو سکے ان کے عادات و اخلاق کو مضبوط پکڑو کیونکہ وہ سیدھی راہ پر تھے۔

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ بات سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں تابعین سے کہی اور مردوں سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے اور زندوں سے اہل زمانہ اپنے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا اور شاید کہ صحابہ کی حقیقت کی یہ گواہی رافضیوں اور ملحدوں کے رد کرنے کے لیے دی۔ ❷ دل نیک، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: کہ زندوں کی پیروی کی بجائے ان لوگوں کی پیروی کرو جو فوت ہو چکے ہیں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیونکہ وہ علم میں کامل' دل نیک اور تکلف سے پاک تھے' جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے دلوں کو تقوی کے لیے منتخب فرمایا۔ ❸ علم کامل یعنی علم تفسیر، علم حدیث' فقہ' قراءت' فرائض اور تصوف میں پورے کامل تھے اور عمل کرنے میں تکلف نہ کرتے تھے اور نہ علم میں بے جا کلام کرتے اور جو مسئلہ نہ جانتے تو صاف کہہ دیتے کہ ہم نہیں جانتے خواہ مخواہ تکلف کر کے تاویلیں اور تقریریں نہ گھڑتے تھے۔ ❹ پہچانو' مقصد یہ ہے کہ اولاً انسان کو قرآن و حدیث کی پیروی کرنا چاہئے اگر قرآن و حدیث سے دلائل نہ ملیں اور کسی امتی عالم کے تقوی کی ضرورت محسوس ہو تو بلا تعیین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرنا چاہئے، اس اثر کا صاف مطلب یہ ہے کہ تقلید شخصی کا اسلام میں کوئی مقام نہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام' انبیاء علیہم السلام اور نبی ﷺ کے بعد تمام مخلوق سے افضل اور کامل بزرگ ہیں اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا پر نظر ڈالی تو نبی ﷺ کے دل کو سب

سے زیادہ روشن اور پاکیزہ پایا تو ان کو نبوت کے لئے پسند کیا اور ان کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کو پاکیزہ اور صاف دیکھا تو ان کو اپنے نبی کے ساتھ کے لیے منتخب فرمایا۔

١٩٤ - (٥٥) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِّنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ فَجَعَلَ يَقْرَأُ وَوَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَغَيَّرُ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَكِلَتْكَ الثَّوَاكِلُ مَاتَرٰى مَابِوَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَظَرَ عُمَرُ اِلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْبَدَالَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَتَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ وَلَوْ كَانَ مُوْسٰى حَيًّا وَاَدْرَكَ نُبُوَّتِيْ لَا تَّبَعَنِيْ))(رواه الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٤٣٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تورات کا نسخہ لائے اور کہا ''اے اللہ کے رسول! یہ تورات کا نسخہ ہے' رسول اللہ ﷺ خاموش رہے انہوں نے پڑھنا شروع کیا اور رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوتا گیا' تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: گم کریں تجھ کو گم کرنے والیاں! ❶ کیا تو اس چیز کو نہیں دیکھتا جو کہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر ہے' اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی جانب دیکھا تو کہا کہ میں اللہ کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں اللہ عزوجل کے غضب سے اور اس کے رسول (ﷺ) کے غضب سے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات پاک کی! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگ جاؤ اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھی راہ سے گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ بھی میری اتباع ہی کرتے۔''

فوائد الحدیث: ❶ گم کریں' یہ موت کی دعا ہے لیکن عرب لوگ اپنے محاورے میں اس کے اصل معنی مراد نہیں رکھتے بلکہ مقام تعجب پر بولا کرتے تھے یعنی تعجب ہے کہ تو نے یہ بات نہیں سمجھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول کو چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کے حکماء اور فلاسفہ کی تعلیم اور ان کے بنائے ہوئے قانون کی طرف رجوع نہ کرے۔

١٩٥ - (٥٦) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَلَامِيْ لَا يَنْسَخُ كَلَامَ اللّٰهِ وَ كَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ كَلَامِيْ وَ كَلَامُ اللّٰهِ يَنْسَخُ بَعْضُهٗ بَعْضًا))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا کلام اللہ تعالیٰ کے کلام کو منسوخ ❶ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا کلام میرے کلام کو منسوخ کر سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بعض بعض کو منسوخ کر دیتا ہے۔''

حکم الحدیث: مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ منسوخ نہیں کرتا نسخ کے معنی تبدیل کر دینے کے ہیں یعنی بعض مصلحتوں کی بناء پر احکام میں تبدیلی کر دینا' نسخ

چار طرح سے ہوتا ہے (۱) قرآن کی آیت سے آیت کا منسوخ ہونا (۲) حدیث کا حدیث سے نسخ (۳) کتاب اللہ کا حدیث کے ساتھ (۴) اور حدیث کا نسخ قرآن کے ساتھ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتاب اللہ حدیث سے منسوخ نہیں ہوتی۔

١٩٦ - (٥٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَادِيْثَنَا يَنْسَخُ بَعْضُهَا بَعْضًا كَنَسْخِ الْقُرْاٰنِ))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری احادیث بعض بعض کو قرآن کی طرح منسوخ کر سکتی ہیں۔''

حکم الحدیث: یہ روایت من گھڑت ہے۔

١٩٧ - (٥٨) وَعَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا وَحَدَّحُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَآءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا (رَوَى الْاَحَادِيْثَ الثَّلَاثَةَ الدَّارَقُطْنِيُّ)۔

(الدار قطني حديث رقم ٤٢ من كتاب الرضاع واخرج عن ابي الدرداء معناه ٤ / ٢٩٧)

سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرائض متعین فرمائے پس انہیں ضائع نہ ہونے دو اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ❶ ان کے قریب مت جاؤ اور کچھ حدیں مقرر کیں ❷ ان سے آگے مت گزرو ❸ اور بعض چیزوں سے خاموشی ❹ بغیر بھولنے کے اختیار فرمائی پس ان میں بحث مت کرو۔'' (یہ تینوں احادیث دار قطنی نے روایت کی ہیں)

حکم الحدیث: یہ روایت منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی گناہ۔ ❷ یعنی قصاص وغیرہ ❸ یعنی ان میں کمی زیادتی نہ کرو۔
❹ یعنی کتنی چیزوں کا حکم ذکر نہیں فرمایا کہ واجب ہیں یا حرام ہیں یا حلال۔

❂❂❂

كِتَابُ الْعِلَمْ

علم کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۹۸ - (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَ لَا حَرَجَ وَ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۳٤٦۱ والترمذی حدیث رقم ۲۶۶۹ واحمد فی المسند ۲/ ۱۵۹)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو اور بنی اسرائیل سے حدیث بیان کرو ❶ اس میں گناہ نہیں ہے اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بنائے ❷ تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔“ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ مراد یہ ہے کہ ان سے جو قصے سنو ان کا بیان کرنا جائز ہے اور ان کے احکام وغیرہ نقل کرنے منع فرمائے ہیں جیسے پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کیونکہ تمام شریعتیں نبی ﷺ کی شریعت سے منسوخ ہوگئی ہیں۔ ❷ نبی ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے امام محمد جوینی نے کہا ہے کہ نبی ﷺ پر جھوٹ بولنے والا کافر ہے خواہ وہ دین کی مخالفت میں جھوٹ بولے یا اس کی موافقت میں یہ حدیث احادیث متواترہ سے ہے بلکہ اس حدیث کے درجے دیگر متواتر احادیث کے درجات سے زیادہ ہیں اس لئے کہ اس کو تقریباً ساٹھ صحابہ نے روایت کیا ہے کہ جن میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔

۱۹۹ - (۲) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ حَدَّثَ عَنِّیْ بِحَدِیْثٍ یَرٰی اَنَّهٗ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِیْنَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم فی مقدمة صحیحه والترمذی حدیث رقم ۲۶۶۲)

سیدنا سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھ سے کوئی بھی حدیث بیان کرے اور وہ سمجھتا ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ایک جھوٹا تو وہ ہے جس نے جھوٹ بنایا اور دوسرا جھوٹ وہ ہے جو اس جھوٹ کو جانتے ہوئے بھی اس کو بیان کرتا ہے اور اس لیے یہ بھی اس کی مانند ہوا۔

۲۰۰ - (۳) وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَّاللّٰهُ یُعْطِیْ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) (البخاری حدیث رقم ۷۱ ومسلم الی قوله ((ویعطی الله)) حدیث رقم

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو دین ❶ کی سمجھ دے دیتا ہے اور سوائے اس کے نہیں کہ میں بانٹتا ہوں ❷ جبکہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔“ (بخاری، مسلم)

۱۰۰-۱۰۳۷)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی احکام شریعت اور طریقت اور حقیقت میں ❷ یعنی میں حدیث بیان کر دیتا ہوں اس پر اللہ تعالیٰ سمجھ اور فکر اور عمل جتنا چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

۲۰۱ - (٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا۔)) (رواه مسلم) (مسلم من حديث طويل حديث ١٦٠- ١٦٣٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی سونے اور چاندی کی کان کی طرح ہیں ❶ جاہلیت میں ان کے جو لوگ بہتر تھے وہ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ جب وہ سمجھیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ آدمی کان ہیں یعنی جس طرح پہاڑوں کی کانیں مختلف ہوتی ہیں کہیں سونے چاندی کی کانیں ہوتی ہیں اور کہیں ادنیٰ دھاتوں کی اسی طرح انسانوں میں بھی اخلاق پیدائشی ہیں، بعض بلند اخلاق اور بعض گھٹیا قسم کے' اچھی دھاتیں مثلاً سونا چاندی اگرچہ پیدائشی طور پر قیمتی ہیں مگر جب تک اسے بھٹی میں ڈال کر پاک صاف نہ کیا جائے استعمال کے قابل نہیں ہوتا' اسی طرح اچھے اخلاق والے بھی دین کی سمجھ کے بغیر اخلاق میں اعلیٰ مرتبہ حاصل نہیں کر سکتے۔

۲۰۲ - (٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰی هَلَكَتِهٖ فِی الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِیْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حديث رقم ٧٣ ومسلم حديث رقم ٢٦٨-٨١٦ واحمد في المسند ١/ ٤٣٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد نہیں ہے ❶ مگر دو آدمیوں کے حق میں' ایک وہ شخص کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا اور اس کو حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا تو وہ اس کے ساتھ حکم کرتا ہے اور اس کو سکھاتا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ حسد یہاں حسد سے مراد غبطہ ہے جسے رشک بھی کہتے ہیں، حسد یہ ہے کہ آدمی کے پاس کوئی نعمت دیکھ کر جل جائے اور یہ خواہش کرے کہ اس کے پاس نعمت نہ رہے، یہ سخت منع ہے اور غبطہ یہ ہے کہ کسی کے پاس کوئی نعمت دیکھے تو یہ کہے کہ کاش مجھے بھی یہ نعمت ملے اور یہ جائز ہے (مرقاۃ)

۲۰۳ - (٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (١٤ـ ١٦٣١) وابو داود حديث رقم ٢٨٨٠ والنسائی حديث رقم ٣٦٥١ والترمذی حديث رقم ١٣٧٦

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت کہ آدمی مرتا ہے اس سے اس کے عمل کا ثواب (کا سلسلہ) منقطع ہو جاتا ہے ❶ مگر تین اعمال کا ثواب باقی رہتا ہے' صدقہ جاری ❷ یا علم ❸ کہ اس سے نفع لیا جائے یا صالح اولاد کہ جو اس کے لیے دعا کرے۔'' (مسلم)

واحمد فی المسند ۲/ ۳۷۲)

فوائد الحدیث: ❶ منقطع یعنی آدمی کی موت سے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں اور ثواب بھی ختم ہو جاتا ہے کیونکہ جب تک وہ کرتا تھا پاتا تھا اب نہیں کرتا تو نہیں پائے گا مگر یہ تین طرح کے جن کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے۔ ❷ صدقہ جاریہ جیسے کوئی زمین وغیرہ وقف کر گیا یا کنواں یا سرائے بنا گیا وغیرذلک۔ ❸ یا علم کہ اس کے ساتھ نفع لیا جائے جیسے کوئی تصنیف کر گیا یا کسی کو علم پڑھا گیا۔

۲۰٤ - (۷) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِيْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ.))

(**مسلم**) (مسلم حدیث رقم (۳۸۔ ۲٦۹۹) والبخاری حدیث رقم ۲٤٤۲ وابوداود الی ((واللہ فی عون العبد......)) حدیث رقم ٤۹٤٦ والترمذی حدیث رقم ۱۷٤۵ حدیث رقم ۲۹٤۵ وابن ماجۃ حدیث ۲۲۵ واحمد فی المسند ۲/۲۵۲)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی مسلمان سے دنیا کی سختیوں سے کوئی سختی دور کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی سختیوں سے سختی کو دور کرے گا اور جس نے تنگ دست کی مدد کی ❶ تو اللہ تعالیٰ اس پر دنیا اور آخرت میں آسانی کرے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی ❷ تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں ہے اور جو شخص کہ ایک راہ پر چلے کہ اس میں علم ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے اس سبب سے اس کا بہشت کی طرف راستہ آسان کرے گا ❸ اور نہیں جمع ہوتی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی ❹ گھر میں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھیں اور اس کے آپس میں معانی بیان کریں مگر ان کے اوپر تسکین اترتی ہے اور ان کو رحمت ڈھانپتی ہے اور ان کو فرشتے گھیرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے ❺ جو اس کے نزدیک ہیں اور جس کو اس کے عمل نے پیچھے کیا تو اس کے ساتھ اس کا نسب جلدی نہیں کرے گا۔''
(مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ آسان کر دیا اور پر تنگ دست کے یعنی مثلاً کسی کے ذمے قرض تھا اور وہ اس کے اداء سے عاجز تھا تو اس نے اس کو مال دیا تا کہ وہ ادا کرے۔ ❷ اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی یعنی اس کا عیب ظاہر کر کے اسے رسوا نہ کیا۔
❸ آسان کرے گا یعنی اس کو بہشت میں داخل کر دے گا علم کے طلب کرنے کی وجہ سے اور سکینت کے معنی تسکین اور خاطر جمع کے ہیں کہ اس کی وجہ سے دنیا کی خواہشات اور خوف اللہ تعالیٰ کے علاوہ کا دل سے نکل جاتا ہے اور انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کے ساتھ نورانیت پیدا ہوتی ہے۔ ❹ یعنی مسجد میں یعنی ملائکہ مقربین میں۔

❺ اور جس کو کہ تاخیر کیا اس کو اس کے عمل نے یعنی جس نے عمل میں قصور کیا اس کا نسب عالی قیامت کے دن کچھ کام نہیں آئے گا۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

۲۰۵ - (۸) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَّادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (۱۵۲ ـ ۱۹۰۵) والنسائي حديث رقم ۳۱۳۷ واحمد في المسند ۲/ ۳۲۲)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمیوں میں ❶ سے سب سے پہلے قیامت کے دن شہید کا فیصلہ کیا جائے گا' پس وہ لایا جائے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں معلوم کرائے گا ❷ وہ ان کو پہچانے گا' پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ''تو نے ان میں کیا عمل کیا؟ ❸ وہ کہے گا تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ میں شہید کیا گیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے لیکن تو اس لیے لڑا کہ تو بہادر کہا جائے، تو کہا گیا' ❹ پھر اس کے لیے حکم کیا جائے گا تو وہ منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ اور ایک وہ شخص کہ علم سیکھا اور اس کو سکھایا اور قرآن پڑھا پس وہ لایا جائے گا' اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں معلوم کرائے گا' وہ معلوم کرے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اس میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور اس کو سکھایا' اور میں نے تیری راہ میں قرآن پڑھا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا' لیکن تو نے علم کو سیکھا تا کہ کہا جائے تو عالم ہے اور تو نے قرآن کو پڑھا تا کہ کہا جائے کہ وہ قاری ہے' پس تحقیق کہا گیا' پھر اس کے لیے حکم کیا جائے گا اور اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جائے گا اور ایک وہ شخص کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر روزی کو کشادہ کیا اور ہر قسم کا مال دیا پس وہ لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں معلوم کرائے گا' وہ ان کو معلوم کرے گا' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اس میں کیا عمل کیا وہ کہے گا میں نے کوئی راہ نہیں چھوڑی کہ جسے تو پسند کرتا ہو کہ اس میں خرچ کیا جائے مگر میں نے اس میں تیرے لیے خرچ کیا' اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تو نے جھوٹ بولا' لیکن یہ تو نے اس لیے کیا تا کہ کہا جائے کہ تو سخی ہے' تحقیق کہا گیا' پھر اس کے لیے حکم کیا جائے

گا' اور اس کو منہ کے بل کھینچا جائے گا یہاں تک کہ آگ میں ڈالا جائے گا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نیت خالص کو ترک کرنے کی وجہ سے۔ ❷ یعنی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ ❸ یعنی نعمتیں جتا کر اعتراض کرے گا کہ تو نے اس کا شکر ادا کیا؟ ❹ کہا گیا یعنی دنیا میں مخلوقات کی جانب سے یہ غرض پوری ہوئی تھی اب یہاں تو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔

۲۰۶- (۹) وعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُ وْسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث ۱۰۰ ومسلم حدیث رقم ۱۳-۲۶۷۳) والترمذی حدیث رقم ۲۶۵۲ وابن ماجة حدیث رقم ۵۲ واحمد فی المسند ۲/ ۱۶۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندوں کے سینوں سے علم کو ❶ نہیں کھینچے گا' لیکن علماء کی موت سے علم کو قبض فرمائے گا' یہاں تک کہ جب کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا تو لوگ جاہل ❷ لوگوں کو سردار بنالیں گے' پس وہ مسئلہ پوچھے جائیں گے تو بے علمی سے فتویٰ دیں گے' تو وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آخری زمانہ میں ❷ جاہل، یہاں جاہل سے مراد دینی علوم سے ناواقفیت ہے قیامت کے قریب علماء دین فوت ہو جائیں گے اور لوگ جاہل لوگوں کو اپنا امیر بنائیں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔

۲۰۷- (۱۰) وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِيْ كُلِّ خَمِيْسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ لَوَدِدْتُّ اَنَّكَ ذَكَّرْتَنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ قَالَ اَمَا اِنَّهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْ ذٰلِكَ اَنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ اُمِلَّكُمْ وَاِنِّيْ اَتَخَوَّلُكُمْ بِالْمَوْعِظَةِ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَتَخَوَّلُنَا بِهَا مَخَافَةَ السَّاٰمَةِ عَلَيْنَا۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۶۸ ومسلم حدیث (۸۳-۲۸۲۱) والترمذی حدیث رقم ۲۸۵۵ واحمد فی المسند ۱/ ۳۷۸)

سیدنا شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے تو ایک شخص نے کہا' اے ابوعبدالرحمٰن! ❶ میں پسند کرتا ہوں کہ آپ ہم کو ہر روز نصیحت کیا کرو' انہوں نے کہا: خبردار! مجھے اس سے یہ بات روکتی ہے کہ میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تم کو تنگ کروں ❷ اور وعظ و نصیحت سے تمہاری خبر گیری کرتا رہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ ہماری نصیحت سے خبر گیری کیا کرتے تھے اس خطرہ سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ابوعبدالرحمٰن، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ وعظ و نصیحت کے دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ جب لوگ وعظ سننے پر آمادہ ہوں تب ان کو وعظ سنایا جائے' نیز زیادہ دیر تک وعظ نہ کی جائے اور مسائل موقع محل کے مطابق بیان کئے جائیں۔

۲۰۸- (۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کوئی کلام

تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ اَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتّٰى تُفْهَمَ عَنْهُ وَاِذَا اَتٰى عَلٰى قَوْمٍ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلٰثًا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹۵ والترمذی حدیث رقم ۲۷۲۳)

فرماتے (وعظ وغیرہ) تو ایک بات تین بار ❶ دہراتے تا کہ آپ کی بات سمجھ لی جائے اور جب کسی کے پاس آتے تو تین دفعہ سلام کرتے۔ ❷

فوائد الحدیث: ❶ تین بار یعنی جو بات اہم ہوتی اور معلوم کرتے کہ لوگوں نے سنی نہیں تو اسے تین بار دہراتے' اکثر یوں ہی ہوتا ہوگا کہ تین بار فرماتے ہوں گے اور لفظ کان میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ دوام کا فائدہ دیتا ہے یا استمرار کا، صحیح بات یہ ہے کہ کان استمرار کے لئے آتا ہے (اشعۃ اللمعات) ❷ تین دفعہ سلام' ایک بوقت اذن' دوسرا بوقت ملاقات اور تیسرا رخصت کے وقت۔

۲۰۹ - (۱۲) وَعَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّهُ اُبْدِعَ بِيْ فَاحْمِلْنِيْ فَقَالَ ((مَا عِنْدِيْ)) فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا اَدُلُّهُ عَلٰى مَنْ يَّحْمِلُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۳ ـ ۱۸۹۳) وابوداود حدیث رقم ۵۱۲۹)

سیدنا ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا' اس نے کہا تحقیق بات یہ ہے کہ میری سواری چل نہیں سکتی لہٰذا مجھے سواری دیں' آپ نے فرمایا: ''میرے پاس سواری نہیں۔'' پس ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں ایسے آدمی کا پتہ دیتا ہوں جو اسے سواری دے دے گا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی بھلائی کا پتہ دے اسے اتنا ہی اجر ملتا ہے جس قدر بھلائی کرنے والے کو ملتا ہے۔''

۲۱۰ - (۱۳) وَعَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنَّا فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَجَآءَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُّجْتَابِي النِّمَارِ اَوِ الْعَبَآءِ مُتَقَلِّدِي السُّيُوْفِ عَآمَّتُهُمْ مِّنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِّنْ مُّضَرَ فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِّنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ ﴿يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۝﴾ وَالْاٰيَةَ الَّتِيْ فِي الْحَشْرِ ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ حَتّٰى قَالَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهُ تَعْجِزُ عَنْهَا

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صبح کے وقت نبی ﷺ کے پاس تھے' کہ آپ کے ایک قوم ننگے بدن پر کمبل یا عباء پہنے ہوئے آئی' گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے اکثر، بلکہ سب ہی مضر قبیلہ کے تھے' ان پر فاقہ کا اثر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوا پس آپ گھر میں داخل ہوئے، پھر نکلے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا انہوں نے اذان اور تکبیر کہی پس نماز پڑھی پھر خطبہ فرمایا' خطبہ میں آیت پڑھی' ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو' جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا' آخر آیت تک' تحقیق اللہ تم پر نگہبان ہے'' اور وہ آیت پڑھی جو کہ سورۂ حشر میں ہے'' اللہ سے ڈرو اور ہر آدمی سوچے کہ اس نے کل کے لئے کیا کیا؟'' آدمی اپنے دینار' اپنے درہم' اپنی گندم اور اپنی کھجوروں سے خیرات کرے' یہاں تک کہ فرمایا:

بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَأَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَأَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ.)) **(رواه مسلم)** (مسلم حديث رقم (٦٩ ـ ١٠١٧) والنسائي حديث رقم ٢٥٥٤ والترمذي حديث رقم ٢٦٧٥ واحمد في المسند ٤/ ٣٥٩)

''اگر چہ کھجور کا ٹکڑا ہو'' راوی نے کہا پس انصار میں سے ایک شخص ایک تھیلی لایا اس کا ہاتھ قریب تھا کہ تھک جائے بلکہ تحقیق تھک گیا' پھر لوگوں نے پے در پے لانا شروع کیا' یہاں تک کہ میں نے غلہ اور کپڑے کے دو انبار دیکھے اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ سونے کی طرح چمک اٹھا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ شروع کرے اس کے لئے اپنا بھی اجر ہے اور جو شخص اس کے بعد عمل کرے اس کا بھی اجر ہوگا بغیر اس کے کہ کسی کے اجر سے کم کیا جائے اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ اختیار کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا اور جو اس پر اس کے بعد عمل کرے اس کا جرم بھی اسی پر ہوگا' بغیر اس کے کہ کسی کے جرم سے کچھ کم کیا جائے۔''

٢١١ ـ (١٤) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَ سَنَذْكُرُ حَدِيْثَ مُعَاوِيَةَ لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ فِيْ بَابِ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ (البخاري حديث رقم ٣٣٣٥ ومسلم حديث رقم ٢٧ ـ ١٦٧٧ والترمذي حديث رقم ٢٦٧٣ وابن ماجة حديث رقم ٢٦١٦ واحمد في المسند ١/ ٣٨٣)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں قتل کی جاتی کوئی جان ظلم سے' مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے پر اس کا خون ہوتا ہے۔ ❶ کیونکہ اس نے پہلے پہل قتل کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔'' (بخاری و مسلم) اور ہم ان شاء اللہ تعالیٰ معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِيْ' باب ثواب هذه الامة میں ذکر کریں گے۔❷

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو کوئی کسی کو قتل کرتا ہے جتنا قاتل پر لکھا جاتا ہے تو اسی قدر سیدنا آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل پر بھی لکھا جاتا ہے کیونکہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر کے قتل کا پہلے پہل طریقہ شروع کیا ہے اور قتل کا سبب قرآن مجید میں مذکور ہے (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷ تا ۳۱) ❷ یعنی مصابیح میں مذکور ہے لیکن ہم باب کی مناسبت سے وہاں ذکر کریں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ (دوسری فصل)

٢١٢ ـ (١٥) عَنْ كَثِيْرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ اَبِي الدَّرْدَآءِ فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ اِنِّيْ جِئْتُكَ مِنْ مَدِيْنَةِ الرَّسُوْلِ

کثیر بن قیس سے روایت ہے' میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس دمشق کی مسجد میں بیٹھا ہوا تھا' ان کے پاس ایک شخص آیا اس نے کہا' اے ابودرداء! میں تمہارے پاس رسول اللہ ﷺ کے

ﷺ لِحَدِيْثٍ بَلَغَنِىْ اَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا جِئْتُ لِحَاجَةٍ قَالَ فَاِنِّى سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَطْلُبُ فِيْهِ عِلْمًا سَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ طَرِيْقًا مِنْ طُرُقِ الْجَنَّةِ وَاِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ اَجْنِحَتَهَا رِضًى لِّطَالِبِ الْعِلْمِ وَاِنَّ الْعَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ وَ الْحِيْتَانُ فِى جَوْفِ الْمَآءِ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَآئِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَآءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِىُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِىُّ وَسَمَّاهُ التِّرْمِذِىُّ قَيْسَ بْنَ كَثِيْرٍ۔) (احمد فی المسند ٥/ ١٩٦ والترمذی ٥/ ٤٧ حدیث رقم ٢٦٨٢ وابوداود ٤/ ٥٧ حدیث رقم ٣٦٤١ وابن ماجة حدیث رقم ٢٢٣ والدارمی ١/ ١١٠ حدیث رقم ٣٤٢)

شہر سے ایک حدیث کے لیے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اسے رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہو میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا ❶ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ''جو شخص (صرف) علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرے ❷ تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ کھول دیتا ہے۔ اور فرشتے جو آسمانوں میں ہیں ❸ اور جو زمین میں ہیں ❹ اور مچھلیاں ❺ پانی میں طالب علم کی رضا مندی کے لیے اپنے پَر بچھاتے ❻ ہیں اور عالم کے واسطے استغفار کرتے ہیں اور عالم کے لیے استغفار کرتے ہیں اور تحقیق عالم کی فضیلت ❼ عابد پر اس طرح ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر اور عالم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام ورثہ میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے گئے اور بے شک انہوں نے ورثہ میں علم چھوڑا ہے۔ پس جس نے علم حاصل کیا (تو) اس نے کامل (پورا) حصہ لیا۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کی اور ترمذی نے راوی کا نام قیس بن کثیر لیا۔)

فوائد الحدیث: ❶ میں کسی اور کام کے لیے نہیں آیا یعنی سوائے سننے حدیث کے اور میری کچھ غرض نہیں' پھر ابودرداء رضی اللہ عنہ نے جو آگے حدیث بیان کی احتمال ہے کہ یہی حدیث اس نے پوچھی ہو یا وہ بہت مشقت اٹھا کر آیا تھا' اس لیے اس کا ثواب بیان کیا اور وہ حدیث جو مطلوب تھی' یہاں نہ مذکور ہو۔ ❷ یعنی دین کا علم تھوڑا ہو یا بہت۔ ❸ یعنی ملائکہ۔ ❹ یعنی جن وانس وغیرہ۔ ❺ اور مچھلیاں زمین والوں میں یہ بھی داخل تو تھیں' لیکن پھر جو ذکر فرمایا تو اس میں اشارہ ہے کہ بارش برسنا اور خیر حاصل ہونا اور ارزانی ان تمام کا سبب علماء دین کی برکت ہے یہاں تک کہ مچھلیاں وغیرہ بھی انہیں کی برکت سے پانی کے اندر زندہ ہیں۔ ❻ رکھتے ہیں باز و یا تو باز و حقیقۃً بچھاتے ہیں یا یہ تواضع اور رجوع برحمت سے کنایہ ہے۔ ❼ یہ اس لئے کہ عالم کا فائدہ متعدی ہے جو دوسروں کو بھی پہنچتا ہے اور عابد کا فائدہ ذاتی یعنی اسی کی ذات کو ہے۔

٢١٣ - (١٦) وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلَانِ: اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِىْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

سیدنا ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر ہوا ❶ ان میں سے ایک عالم اور دوسرا عابد تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جیسے مجھ ❷ کو امت کے معمولی آدمی پر'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، اہل

حَتّٰى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

(الترمذی حدیث رقم ۲۶۸۵ وقال حدیث غریب)

آسمان اور زمین یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور یہاں تک کہ مچھلیاں بھی اس شخص کے لیے دعا کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتا ہے۔'' ❸ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نبی ﷺ سے پوچھا کہ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟ ❷ جیسے میری بزرگی تمہارے ادنی پر ہے۔ ❸ یعنی علم دین۔

۲۱۴ - (۱۷) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ مَكْحُوْلٍ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ رَجُلَانِ وَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا) وَسَرَدَ الْحَدِيْثَ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ (الدارمی عن مکحول ۱/ ۱۰۰ حدیث رقم ۲۸۹)

اور امام دارمی نے مکحول سے مرسل روایت کیا اور انہوں نے دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا ❶ اور (دارمی کے الفاظ یہ ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عالم کی بزرگی عابد پر اس طرح ہے جیسے مجھے تم میں سے ایک معمولی آدمی پر'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اللہ تعالیٰ سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔'' اور باقی حدیث بیان کی۔

فوائد الحدیث: ❶ دو آدمیوں کا ذکر نہیں کیا یعنی پہلی روایت میں جو مذکور ہے کہ نبی ﷺ کے روبرو دو آدمیوں عالم اور عابد کا ذکر ہوا، دارمی کی روایت میں یہ نہیں ہے۔

۲۱۵ - (۱۸) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَاِنَّ رِجَالًا يَاْتُوْنَكُمْ مِنْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَاِذَا اَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا۔)) (رواه الترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۲۶۵۰ وابن ماجة حدیث ۲۴۹)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ تمہارے تابع ہیں اور بہت لوگ مختلف علاقوں سے دین طلب کرنے کے لئے تمہارے پاس آئیں گے ❶ پس جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ تم بہتر سلوک کرنا۔'' ❷ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن مختصراً متابعت موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ لوگ تمہارے پاس زمین کے اطراف سے علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے کیونکہ تم نے میرے اقوال سنے اور افعال دیکھے ہیں۔ ❷ علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں اس جملہ کے معنی یہ کئے ہیں کہ میں تم کو ان کے متعلق بھلائی کی وصیت کرتا ہوں یعنی ان سے بھلائی کرنا اور انہیں علم دین سکھانا۔

۲۱۶ - (۱۱۹) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْحَكِيْمِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْفَضْلِ الرَّاوِي يُضَعَّفُ فِي الْحَدِيْثِ۔) (الترمذی فی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کلمہ ❶ فائدہ دینے والا ❷ مطلوب ہے حکیم کا ❸ پس اس کو جہاں پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور ابراہیم بن فضل راوی حدیث میں ضعیف ہے)

السنن ٥/ ٤٩ حدیث رقم ٢٦٨٧ وابن ماجة فی السنن بنفس اللفظ ٢/ ١٣٩٥ حدیث رقم ٤١٦٩ وتکلم الترمذی فی سنده)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جیسے کوئی اپنی گم ہوئی چیز کسی کے پاس پاتا ہے تو اسے لے لیتا ہے ایسے ہی دانشمند کو چاہئے کہ دین کی بات فائدہ مند جس کسی سے سنے قبول کر لے اور اس پر عمل کر لے کیونکہ یہ اس کا مستحق ہے اور یہ کا خیال نہ کرے کہ فقیر حقیر کی بات کیوں قبول کروں ❷ یعنی دین میں ❸ یعنی دانا عقلمند کا۔

٢١٧ - (٢٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔)) (رواه الترمذی وابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ٢٦٨١ و ابن ماجة حدیث رقم ٢٢٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک فقیہ ❶ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ شیطان جب لوگوں پر خواہش نفسانی کے دروازے کھولتا ہے تو عالم اس کو پہچان لیتا ہے اور ان کو اس کے دفع کرنے کی تدبیر بتا دیتا ہے بخلاف عابد کے۔

٢١٨ - (٢١) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَ اللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ۔)) رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلٰى قَوْلِهٖ مُسْلِمٍ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ مَتْنُهٗ مَشْهُوْرٌ وَاِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ اَوْجُهٍ كُلُّهَا ضَعِيْفٌ۔ (ابن ماجة حدیث رقم ٢٢٤ والبیهقی فی شعب الایمان لعند لفظ مسلم)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم ❶ کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور نا اہل کو علم سکھانا ❷ ایسا ہے جیسے ہیرے جواہرات اور سونے کا ہار خنزیر کے گلے میں ڈال دیا جائے۔'' (ابن ماجہ، اور بیہقی نے شعب الایمان میں صرف لفظ مسلم تک روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا متن مشہور ہے اور اس کی اسناد ضعیف ہے اور وہ کئی طرح سے روایت ❸ کی گئی ہے جو کہ تمام کی تمام ضعیف ہیں)

فوائد الحدیث: ❶ یہاں علم سے مراد وہ علم ہے کہ جس کی ضرورت پڑتی ہے مثلاً جب آدمی مسلمان ہوا تو اس پر معرفت الٰہی کی اور اس کی صفات اور نبوت رسول کا جاننا واجب ہوا اور ان کے علاوہ دوسرے مسائل بھی کہ جن کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا اور جب نماز کا وقت آیا تو احکام نماز کا علم سیکھنا واجب ہوا، جب رمضان آیا تو روزوں کے احکام کا علم واجب ہوا اور مالک نصاب ہوا تو احکام زکوٰۃ کا علم واجب ہوا اور اسی پر دوسرے مسائل کو سمجھ لے۔ بعض کے نزدیک علم سے مراد علم اخلاص اور علم معرفت آفات نفس کی ہے۔ ❷ اس کے یہ معنی ہیں کہ جس کی جتنی استعداد ہوا تنا ہی علم اس کو سکھائے مثلاً عوام کے آگے اگر تصوف وغیرہ کی باریکیاں بیان کرے گا تو گمراہ ہو جائیں گے اور بے محل علم بتانا ظلم ہے ❸ اگر کئی ایک ضعیف طرق جمع ہو جائیں تو بعض کو بعض سے تقویت ہو جاتی ہے اور وہ حدیث قابل عمل ہو جاتی ہے۔

۲۱۹- (۲۲) وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِی مُنَافِقٍ حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِی الدِّیْنِ۔)) (رواہ الترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۲۶۸٤ وقال غریب لا نعرفه الا من حدیث ابن ایوب العامری ولا ادری کیف هو)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو خصلتیں منافق میں جمع نہیں ہوتیں، ایک تو اچھا اخلاق اور دوسرا دین میں سمجھ۔'' ❶ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تفقہ فی الدین کا اصل یہ ہے کہ دل میں دین کی سمجھ واقع ہو' پھر زبان پر جاری ہو اور اس کے مطابق عمل کرے اور اس کے سبب سے اللہ تعالیٰ کا خوف اور تقویٰ حاصل ہو۔

۲۲۰- (۲۳) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ خَرَجَ فِی طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِی سَبِیْلِ اللهِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔)) (رواہ الترمذی والدارمی).(الترمذی حدیث رقم ۲٦٤۷ وقال حسن غریب)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ❶ طلب علم حاصل کرنے کے لئے نکلے' تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے یہاں تک کہ وہ (علم حاصل کر کے) واپس آ جائے۔'' (ترمذی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو کوئی شرعی علم حاصل کرنے کیلئے گھر سے یا اپنے شہر سے نکلے، خواہ وہ فرض عین ہو یا فرض کفایہ یعنی حاجت سے زائد تو وہ جہاد کرنے والے جتنا ثواب کا حقدار ہوتا ہے اس لئے کہ یہ بھی دین کو رواج دینے اور شیطان کو ذلیل کرنے اور کسر نفسی کی طرح ہے۔

۲۲۱- (۲٤) وَعَنْ سَخْبَرَةَ الاَزْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ کَانَ کَفَّارَةً لِّمَا مَضٰی)) رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ ضَعِیْفُ الْاِسْنَادِ وَ اَبُوْدَاوُدَ الرَّاوِیُّ یُضَعَّفُ۔ (الترمذی حدیث رقم ۲٦٤۸ وقال حدیث ضعیف الاسناد والدارمی حدیث رقم ٥٦١)

سیدنا سخبرہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص علم حاصل کرے یہ اس کے گزشتہ گناہوں ❶ کا کفارہ ہوگا۔'' (ترمذی' دارمی' ترمذی نے کہا یہ حدیث ضعیف الاسناد ہے اور ابوداؤد ❷ راوی ضعیف ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی صغیرہ گناہ ❷ یہ ابوداؤد صاحب سنن کے علاوہ ہے۔

۲۲۲- (۲٥) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لَنْ یَّشْبَعَ الْمُؤْمِنُ مِنْ خَیْرٍ یَّسْمَعُهٗ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ۔)) (رواہ الترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۲٦۸٦ وقال حسن غریب)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن خیر ❶ کی باتیں سننے سے ہرگز سیر نہیں ہوتا یہاں تک کی اس کی انتہا ❷ بہشت ہوتی ہے۔'' (ترمذی)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی علم سے ❷ یعنی اخیر عمر تک علم حاصل کرنے میں کوشاں رہتا ہے اور اس کی برکت سے بہشت میں جاتا ہے اس حدیث میں طالب علم کو خوشخبری ہے کہ دنیا سے ان شاء اللہ باایمان جاتا ہے اور اس درجہ کو حاصل کرنے کے لئے بعض اہل اللہ اخیر عمر تک تحصیل علم میں مشغول رہے ہیں باوجود بہت سارا علم حاصل کرنے کے اور علم کا دائرہ بہت وسیع ہے جو علم کے ساتھ مشغول ہو اگرچہ وہ تعلیم وتصنیف کے ساتھ ہو حقیقت میں ثواب طالب علم اور اس کو اس کی تکمیل ہی کا ہے۔ (حق)

٢٢٣ - (٢٦) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ۔) (احمد فی المسند ٢/ ٢٦٣ وابو داود حديث رقم ٣٦٥٨ والترمذی حديث رقم ٢٦٤٩ وقال حديث حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص سے علم کے متعلق پوچھا گیا کہ اس کو وہ جانتا ہے پھر اس کو چھپایا ❶ اس کو قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔'' (احمد ابوداؤد، ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ اس علم کے حق میں ہے جس کی تعلیم ضروری ہے جیسے کہ کوئی حلال یا حرام میں فتویٰ پوچھتا ہے تو ان کا جواب اس عالم پر لازم ہے اور جبکہ نوافل کے بارے میں یہ حال نہیں۔ (سید)

٢٢٤ - (٢٧) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَنَسٍ۔ (ابن ماجة حديث رقم ٢٦٤ وفی اسناده مقال)

اور ابن ماجہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

٢٢٥ - (٢٨) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِیَ بِهِ الْعُلَمَآءَ اَوْلِيُمَارِیَ بِهِ السُّفَهَآءَ اَوْيَصْرِفَ بِهٖ وُجُوْهَ النَّاسِ اِلَيْهِ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارُ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) (الترمذی حديث رقم ٢٦٥٤ وقال حديث لا نعرفه الا من هذا الوجه واسحاق بن يحيى بن طلحة ليس بذاك القوی عندهم)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ اس کی وجہ سے علماء میں فخر کرے یا بے وقوفوں سے جھگڑے یا اس کی وجہ سے لوگوں کے چہرے اپنی طرف پھیرے ❶ تو اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس سے مال وجاہ حاصل کرے اور اس کو دنیا اور نفس کی خواہشوں کے لیے صرف کرے تو اس کا حال یہ ہے اور جس کی پہلے نیت للہی تھی اور پھر بحکم جبلت کچھ ریا کی آمیزش ہوگئی تو وہ اس حکم میں داخل نہیں، کیونکہ وہ معذور ہے۔ (حق)

٢٢٦ - (٢٩) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ۔ (ابن ماجة حديث رقم ٢٥٣)

اور ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

٢٢٧ - (٣٠) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ﷺ ((مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِي رِيْحَهَا۔)) (رواه احمد، ابو داوٗد و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٢/ ٣٣٨ وابو داود حديث رقم ٣٦٦٤ وابن ماجة حديث رقم ٢٥٢)

فرمایا: ''جو شخص علم کو سیکھے ❶ جو کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے سیکھنا چاہئے وہ اس کو نہیں سیکھتا مگر اس لئے (سیکھتا ہے) کہ اس کے ذریعہ دنیا کا سامان حاصل کرے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو نہیں پا سکے گا۔'' (احمد، ابوداوٗد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو شخص علم دین دنیا کے حصول کے لیے وسیلہ بنائے اس کا حال یہ ہے اور اگر علم دین نہ ہو اور اس کو دنیا کا وسیلہ بنائے تو برا نہیں لیکن اس میں بھی شرط یہی ہے کہ وہ علم پڑھنا درست بھی ہو یعنی علم نجوم (جادو وغیرہ) کی طرح کا نہ ہو۔

٢٢٨ - (٣١) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نَضَّرَ اللّٰهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا وَاَدَّاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ غَيْرُ فَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ اِلٰى مَنْ هُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ۔ ثَلَاثٌ لَا يَغِلُّ عَلَيْهِنَّ قَلْبُ مُسْلِمٍ، اِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلّٰهِ وَالنَّصِيْحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ وَلُزُوْمُ جَمَاعَتِهِمْ فَاِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَائِهِمْ)) (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ) (الترمذی حديث رقم ٢٦٥٨)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے ❶ جو میری بات سن کر اسے ہمیشہ یاد رکھے اور اسے ادا کرے (یعنی دوسرے لوگوں تک پہنچائے ایسے) جیسا کہ سنا ہے (کیونکہ) بہت سے فقہ جاننے والے فقیہ نہیں ہوتے اور بعض اہل علم ایسے لوگوں تک علم پہنچاتے ہیں کہ جو ان سے زیادہ فقیہ ہے❷ تین چیزیں ہیں کہ ان پر مسلمان کا دل خیانت نہیں کرتا ❸ اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لیے اور مسلمانوں کے لیے خالص کرنا ❹ اور مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا ❺ کیونکہ ان کی دعا ❻ ان کو پیچھے سے گھیرے ہوئی ہے۔'' (اس کو شافعی اور بیہقی نے المدخل میں روایت کیا ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تازہ کرے یعنی اس کی قدر و منزلت بڑی ہو اور اس کو دنیا اور آخرت میں بہت خوشی ہو ❷ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ بعض حدیث کو یاد رکھنے والے خود سمجھ نہیں رکھتے ہیں اور بعض سمجھ رکھتے ہیں لیکن جس کے آگے بیان کی وہ اس سے زیادہ سمجھ رکھتا ہے تو اس لیے چاہئے کہ جیسے سنی ہے ویسی ہی پہنچا دے تاکہ جس کو پہنچائی ہے وہ مطلب سمجھ لے یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حدیث کے لفظ بعینہٖ نقل کرے۔ ❸ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن ان تین چیزوں میں خیانت نہیں کرتا یعنی یہ باتیں مومن میں ضرور پائی جاتی ہیں اور مومن کے اندر کینہ داخل نہیں ہوتا کہ اس کو حق سے پھیر دے جب کہ وہ یہ تین کام کرتا ہے ❹ اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ عمل کرنے میں محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی منظور ہو اور اس سے دنیاوی کوئی بھی غرض نہ ہو۔ ❺ جماعت کو لازم پکڑنا یعنی اعتقاد اور اعمال صالح میں مسلمانوں کی موافقت کرے یعنی نماز جمعہ اور جماعت وغیرہ کی ❻ ان کی دعا گھیرے ہوئی ہے، معنی یہ کہ مسلمانوں کی دعا ان کو گھیرے ہوئے ہے جو ان کو شیطان

کے مکروفریب سے بچاتی ہے، اس میں تنبیہ ہے کہ جوکوئی ان کی جماعت سے نکلتا ہے تو اس کو ان کی برکت نہیں پہنچتی اور برکت دعا ہے۔

۲۲۹ - (۳۲) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اِلَّا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ وَاَبَا دَاوُدَ لَمْ يَذْكُرَا ثَلَاثٌ لَا يَغُلُّ عَلَيْهِنَّ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ (عن زيد بن ثابت احمد في المسند ٥/ ١٨٣ والترمذي حديث رقم ٢٦٥٦ وقال حديث حسن وابوداود حديث رقم ٣٦٦٠ وابن ماجة حديث رقم ٢٣٠ والدارمي حديث رقم ٢٢٩)

احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارمی نے زید بن ثابت سے روایت کیا مگر ترمذی اور ابوداؤد نے ان الفاظ لَا يُغِلُّ عَلَيْهِنَّ سے آخر تک کا ذکر نہیں)

۲۳۰ - (۳۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ((نَضَّرَ اللّٰهُ اِمْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهٗ كَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ سَامِعٍ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) (الترمذي حديث رقم ٢٦٥٧ وقال حديث حسن صحيح وابن ماجة حديث رقم ٢٣٢ واحمد في المسند ١/ ٤٣٧)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: "تازہ کرے ❶ اللہ تعالیٰ اس شخص کو جس نے مجھ سے کچھ سنا اور اس کو پہنچایا جیسا کہ اس کو سنا' کیونکہ اکثر پہنچائے گئے بہت یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اس کو سننے والے سے۔" (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ علماء نے لکھا ہے کہ اگر فرضاً حدیث طلب کرنے، اس کے یاد کرنے اور پہنچانے میں کچھ فائدہ نہ ہوتا' سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کی امید کے تو بھی دنیا اور آخرت میں کافی تھا (حق) قاری نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول سمع منا "ہم سے سنا" آپ کے اقوال وافعال اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال وافعال سب کو شامل ہے۔

۲۳۱ - (۳٤) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ۔ (الدارمي في مقدمة سننه حديث رقم ٢٣٠)

اور دارمی نے سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

۲۳۲ - (۳۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِتَّقُوا الْحَدِيْثَ عَنِّي اِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) (الترمذي حديث رقم ٢٩٥١ وزاد ((من قال في القرآن برايه فليتبوا مقعده من النار)) وقال حديث حسن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میری طرف سے حدیث بیان کرنے سے احتیاط کرو مگر اس چیز کو کہ تم جانو' ❶ تو جس نے میرے اوپر جھوٹ بولا تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔" (ترمذی)

فوائد الحدیث: ❶ مگر اس چیز کو کہ جانو یعنی یقین یا ظن غالب کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ کہ یہ حدیث میری ہے تو روایت کرو تا کہ دروغ گوئی کے ورطہ میں مجھ پر نہ پڑو۔

٢٣٣ - (٣٦) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَّ جَابِرٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ((اِتَّقُوْا الْحَدِيْثَ عَنِّي اِلَّا مَاعَلِمْتُمْ۔)) (ابن ماجة حديث رقم ٣٠ وعن جابر حديث رقم ٣٣)

اور ابن ماجہ نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور ان الفاظ کا ذکر نہیں کیا (میری حدیث بیان کرنے سے احتیاط کرو مگر اس چیز کو کہ تم جانو)

٢٣٤ - (٣٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَاْيِهٖ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَ فِي رِوَايَةٍ ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔)) (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ٢٩٥٠ وقال حديث حسن صحيح)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنی رائے کے ساتھ قرآن کریم میں کچھ کہا ❶ تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے۔'' اور ایک روایت میں ہے: ''جس نے علم کے بغیر قرآن میں کچھ کہا تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قرآن کریم میں کچھ کہا یعنی قرآن کی تفسیر بغیر کسی سند کے نقل کی اپنی عقل سے تو اس کا حال یہ ہے جو مذکور ہوا۔ (حق)

٢٣٥ - (٣٨) وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَالَ فِي الْقُرْاٰنِ بِرَاْيِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ۔)) (رواه الترمذى و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٣٦٥٢ والترمذى حديث رقم ٢٩٥٢)

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنی عقل کے ساتھ قرآن کے بارے میں کچھ کہا، اور اس کے کہنے کے مطابق ہو گیا ❶ تو پھر بھی اس نے خطا کی۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کے کہنے میں اگرچہ حق اور ثواب ہے، لیکن از بسکہ اپنے قصد میں اور اس کے طریق خطا کے سبب سے خطا کا حکم رکھتا ہے (حق وعلی)

٢٣٦ - (٣٩) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْمِرَآءُ فِي الْقُرْاٰنِ كُفْرٌ۔)) (رواه احمد و ابوداوٗد) (احمد فى المسند ٢/ ٢٨٦ وابوداود حديث رقم ٤٦٠٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ❶ ''قرآن میں جھگڑنا کفر ہے۔'' (احمد، ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جھگڑنا یہ ہے کہ قرآن کو قرآن کے ساتھ جھٹلانے کا قصد کرے یعنی اس کے بعض کو بعض سے دفع کرے، یہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ چاہئے کہ ہر ممکن حد تک بعض کے ساتھ موافقت کرنے کی کوشش کرے اور اگر مشکل ہو تو پھر سمجھ لے کہ یہ میری کم فہمی ہے اور اس کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے حاصل کرو۔ (علی قاری مختصرا)

۲۳۷- (۴۰) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ قَوْمًا يَتَدَارَؤُوْنَ فِي الْقُرْاٰنِ فَقَالَ ((اِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِهٰذَا. ضَرَبُوْا كِتَابَ اللّٰهِ بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ وَ اِنَّمَا نَزَلَ كِتَابُ اللّٰهِ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا فَلَا تُكَذِّبُوا بَعْضَهٗ بِبَعْضٍ فَمَا عَلِمْتُمْ مِنْهُ فَقُوْلُوْا وَمَا جَهِلْتُمْ فَكِلُوْهُ اِلٰى عَالِمِهٖ.)) (رواه احمد و ابن ماجة) (احمد فی المسند ۲/ ۱۸۵ ولابن ماجة نحوه حديث رقم ۸۵)

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے نقل کیا، انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے کہا نبی ﷺ سے سنا کہ کچھ لوگ ❶ قرآن میں جھگڑتے ہیں، تو آپ نے فرمایا ''وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے اس کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے ❷ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے بعض کو بعض سے ٹکرایا اور سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب نازل ہوئی اس کا بعض بعض کو سچا کرتا ہے تو تم اس کے بعض کو بعض سے نہ جھٹلاؤ اور جس کا تمہیں علم ہو جائے وہ کہو اور جس کا تمہیں علم نہ ہو اس کو جاننے والے ❸ کی طرف سونپو'' (احمد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کہ آپس میں ایک دوسرے کو دفع کرتے ہیں اور خلاف ثابت کرتے ہیں اور جھگڑتے ہیں ❷ یعنی تناقض آیات میں ثابت کیا کہ یہ آیت اس آیت کے مخالف ہے اور وہ اس کے مخالف۔ ❸ جاننے والے کی طرف سونپو یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سونپو (حاصل کرو) یا جاننے والے سے مراد یہ ہے کہ علماء میں سے جو تم میں سے زیادہ علم رکھتا ہو (حق)

۲۳۸- (۴۱) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ لِكُلِّ اٰيَةٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَّ بَطْنٌ وَلِكُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ.)) (رواه فی شرح السنة) (وقد اخرجه البزار والطبرانی فی الاوسط)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن سات طرح پر نازل کیا گیا ہے ❶ ہر آیت کے لیے ان میں سے ظاہر ❷ اور باطن ہے ❸ اور ہر حد کے خبردار ہونے کی جگہ ہے۔'' (شرح السنۃ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سات طرح سے مراد سات لغات ہیں جو عرب میں فصاحت و بلاغت کے ساتھ مشہور تھیں وہ یہ ہیں (۱) لغت قریش (۲) طے (۳) ہوازن (۴) اہل یمن (۵) ثقیف (۶) ہذیل (۷) بنی تمیم، یا سات طرح سے مراد سات قراءتیں ہیں جو کہ قراء سبعہ پڑھتے ہیں (علی) ❷ ظاہر سے مراد قرآن کریم کے الفاظ ہیں۔ ❸ اور باطن سے مراد قرآن کریم کے معنی مراد ہیں اور حد کے معنی طرف اور انتہا کے ہیں یعنی ہر ظاہر اور باطن کی ایک حد اور انتہا ہے اور ہر ایک حد اور انتہا کے لیے ایک مطلع ہے۔ امام محی السنہ نے معالم میں کہا کہ مطلع

سے مراد قرآن مجید کی سمجھ ہے کہ جو فکر کرنے والے پر جیسے قرآن مجید کے معانی کھلتے ہیں ویسے اس کے غیر پر نہیں کھلتے۔

۲۳۹ - (۴۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ اٰيَةٌ مُحْكَمَةٌ اَوْسُنَّةٌ قَائِمَةٌ اَوْ فَرِيْضَةٌ عَادِلَةٌ وَمَا كَانَ سِوٰى ذٰلِكَ فَهُوَ فَضْلٌ۔)) (رواه ابوداؤد وابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ۲۸۸۵ وكذلك ابن ماجة حديث رقم ۵۴)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم تین ہیں' ❶ ایک محکم آیت ❷ یا سنت قائمہ ❸ یا فریضہ عادلہ اور جو چیز کہ اس کے علاوہ ہے تو وہ فضل ہے۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ علم تین ہیں یعنی دین کے علم تین ہیں ❷ آیت محکمہ سے وہ آیت مراد ہے جو منسوخ نہ ہو اور ایک معنی کے علاوہ دوسرے کا احتمال نہ رکھے ❸ سنت قائمہ یعنی احادیث کی محافظت متون اور سندات کے ساتھ ثابت ہو فریضہ عادلہ سے مراد اجماع اور قیاس ہے جو کتاب وسنت سے نکلا ہو، فریضہ اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر عمل واجب ہے جیسے کہ کتاب وسنت پر اور عادل کے معنی بھی یہی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ دین کے اصول چار ہیں، کتاب، سنت، اجماع، قیاس اور جو علوم اس کے علاوہ ہیں وہ زائد اور بے معنی ہیں۔

۲۴۰ - (۴۳) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَقُصُّ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُخْتَالٌ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود حديث رقم ۳۶۶۵ واحمد في المسند ۶/ ۲۷)

سیدنا عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں قصہ بیان کرے گا ❶ مگر حاکم یا محکوم یا تکبر کرنے والا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: سند حسن درجہ کا احتمال رکھتی ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قصہ بیان کرنے سے مراد وعظ کرنا ہے مطلب یہ کہ یہ فعل صرف تین اشخاص سے صادر ہوتا ہے ان میں سے دو تو حق پر ہیں یعنی امیر اور ماموران کو چاہئے کہ وعظ بیان کریں اور جو متکبر ہے اس کو وعظ نہیں کرنا چاہئے پس وعظ کہنے کا حق حاکم کا ہے کیونکہ وہ رعیت پر مہربان ہوتا ہے اور ان کے امور اصلاح کو خوب جانتا ہے اگر وہ خود نہ کہہ سکے گا تو پھر علماء میں سے جو متقی ہوگا اس کو مقرر کر دے گا۔

۲۴۱ - (۴۴) وَرَوَاهُ الدَّارَمِيُّ عَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَفِيْ رِوَايَتِهٖ اَوْمُرَاءٍ بَدْلَ اَوْ مُخْتَالٍ۔ (الدارمي حديث رقم ۲۷۷۹) وابن ماجة حديث رقم ۳۷۵۳)

اور دارمی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند روایت کیا ہے اور دارمی کی روایت میں مختال کے الفاظ کی بجائے مرآء ہے)

۲۴۲ - (۴۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَّعْلَمُ اَنَّ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی کو بغیر علم کے فتویٰ ❶ دیا جائے تو اس کا گناہ اس پر ہوگا جس نے اس کو فتویٰ دیا اور جس نے اپنے بھائی کو

الرُّشْدَ فِی غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٣٦٦٧ واخرج اوله ابن ماجة حدیث رقم ٥٣)

ایک کام کے متعلق مشورہ دیا اور وہ جانتا ہے کہ مشورہ تو اس کے علاوہ صحیح تھا، تو اس نے اس سے خیانت کی۔" ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک جاہل نے عالم سے مسئلہ پوچھا تو عالم نے مسئلہ غلط بتا دیا اور پوچھنے والے نے اس پر عمل کیا اور اس کو اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ یہ غلط ہے تو اس کا گناہ عالم پر ہی ہوگا بشرطیکہ عالم نے اپنے اجتہاد میں خطا کی ہو۔ (علی) ❷ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس نے بدخواہی کا مشورہ دیا اس نے خیانت کی

٢٤٣ - (٤٦) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ۔ (راوه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٣٦٥٦)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مغالطہ دینے سے منع فرمایا۔ ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وہ مسائل نہ پوچھے جو مشکل ہوں جبکہ اس سے اس کا مقصد ان سے علماء کو مغالطہ میں ڈالنا ہو، کیونکہ اس میں مسلمان کو ایذا ہوتی ہے جو کہ عداوت وفتنہ کا باعث ہے اور اس سے اپنی افضلیت کا اظہار ہے اور یہ حرام ہیں۔

٢٤٤ - (٤٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَالْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوا النَّاسَ فَاِنِّیْ مَقْبُوْضٌ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٢٠٩١ وقال فیه اضطراب وقد ضعفه احمد بن حنبل)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم فرائض (علم میراث) ❶ اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ میں قبض کیا جاؤں گا۔ ❷ (ترمذی) (امام ترمذی نے فرمایا: اس میں اضطراب ہے اور امام احمد بن حنبل نے اسے ضعیف قرار دیا ہے)۔

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں یا علم فرائض ❷ یعنی میں اس عالم دنیا سے انتقال کروں گا اور یہ دونوں منقطع ہو جائیں گے۔

٢٤٥ - (٤٨) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاۗءِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَشَخَصَ بِبَصَرِهٖ اِلَی السَّمَاۗءِ ثُمَّ قَالَ ((هٰذَا اَوَانٌ يُّخْتَلَسُ فِيْهِ الْعِلْمُ مِنَ النَّاسِ حَتّٰی لَا يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰی شَیْءٍ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٢٦٥٣ وقال حسن غریب والدارمی حدیث رقم ٢٨٨)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے اپنی نگاہ ❶ آسمان کی طرف اٹھائی پھر فرمایا: "یہ وقت ہے جس میں آدمیوں سے علم جاتا رہے گا یہاں تک کہ نہیں طاقت رکھیں گے علم کے اوپر کسی چیز کی۔" (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی گویا آپ ﷺ وحی کے منتظر تھے چنانچہ وحی آئی کہ آپ کی اجل نزدیک پہنچی اس پر فرمایا کہ اب علم وحی منقطع ہوتا ہے (حق وعلی)

٢٤٦ - (٤٩) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رِوَايَةً يُوْشِكُ أَنْ يَّضْرِبَ النَّاسُ أَكْبَادَ الْإِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي جَامِعِهِ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ أَنَّهُ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ و مِثْلُهُ عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ وَقَالَ إِسْحٰقُ ابْنُ مُوْسٰى وَسَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ إِنَّهُ قَالَ هُوَ الْعُمَرِيُّ الزَّاهِدُ وَاسْمُهُ عَبْدُالْعَزِيْزِ ابْنُ عَبْدِاللهِ (الترمذی حدیث رقم ٢٦٨٠ وقال حدیث حسن واحمد فی المسند ٢/ ٢٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایتاً ❶ نقل ہے قریب ہے کہ (نبی ﷺ نے فرمایا) لوگ علم حاصل کرنے کے لیے اونٹوں کے جگر ماریں (سفر کریں) گے ❷ تو مدینہ سے زیادہ کسی کو عالم نہ پائیں گے۔'' (ترمذی) اور جامع ترمذی میں ہے کہ ابن عیینہ نے کہا کہ تحقیق مدینہ کا عالم مالک بن انس ہے اور ابن عیینہ کی کلام کی طرح عبدالرزاق سے بھی منقول ہے اسحاق بن موسیٰ نے کہا میں نے ابن عیینہ سے سنا کہ وہ عالم عمری زاہد ہے ❸ اور عمری کا نام عبدالعزیز بن عبداللہ ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ روایتاً یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔ ❷ کہ لوگ اونٹوں کے جگر ماریں گے یعنی جلدی چلیں گے اور علم حاصل کرنے کے لئے دور دراز کے سفر کریں گے ❸ عمری اولاد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہیں۔ تو اس طرح ابن عیینہ سے مختلف باتیں نقل ہوئیں۔ ترمذی نے یحییٰ کے واسطہ سے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ مدینہ کے عالم امام مالک ہیں اور جبکہ اسحاق بن موسیٰ نے ان سے نقل کیا کہ عمری زاہد ہیں۔

٢٤٧ - (٥٠) وَعَنْهُ فِيْمَا أَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَ جَلَّ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُلَهَا دِيْنَهَا۔)) (رواه ابو داؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٢٩١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس چیز کے بارے میں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جانتا ہوں آپ نے فرمایا ''اللہ عزوجل ❶ اس امت پر ہر سو برس کے بعد اس شخص کو بھیجے گا کہ نیا کرے گا اس (امت) کے لیے دین اس کا۔'' (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اکثر علماء نے اس حدیث سے یہ مراد لیا ہے کہ ایک شخص اہل زمانہ میں امت سے ممتاز ہوتا ہے۔ جو دین کی مدد اور ترویج کرتا اور بدعت کو ختم کرتا ہے یہاں تک کہ تعیین کی ہے کہ پہلے سینکڑے میں فلاں اور دوسرے سینکڑے میں فلاں اور بعض علماء نے عموم پر محمول کیا ہے خواہ وہ ایک فرد ہو یا ایک جماعت۔

٢٤٨ - (٥١) وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ

سیدنا ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جماعت کے نیک ❶ لوگ اس علم ❷ کو حاصل کریں گے اور دور کریں گے جو اس میں

تَحْرِيفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَ تَأْوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ جَابِرٍ فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ السُّوَالُ فِي بَابِ التَّيَمُّمِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.) (رواه) (البيهقي في المدخل الى السنن والاجرى)

تبدیلی کرتا ہے حد سے بڑھنے والوں کا' اور باطلوں کا جھوٹ باندھنا اور جاہلوں کا تاویل کرنا۔'' ❸ (یہ بیہقی ❹ نے اپنی کتاب مدخل میں روایت کیا اور ہم جابر کی حدیث ❺ فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعَيِّ تیمّم کے باب میں ذکر کریں گے ❻ اگر اللہ تعالیٰ چاہے)

حکم الحدیث: یہ روایت مرسل ہے لیکن یہ صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے بعض اسناد ان میں سے صحیح ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ ثقہ ومعتمد ❷ یعنی علم کتاب وسنت۔ ❸ یعنی آیات واحادیث میں ❹ یہ عبارت اصل نسخہ میں پیچھے لگائی گئی ہے یہاں بیاض ہے ❺ کہ سرا اس کا یہ ہے ❻ یعنی صاحب مصابیح نے یہاں اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ہم نے وہاں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ (تیسری فصل)

۲۴۹ – (۵۲) عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَاءَهُ الْمَوْتُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لِيُحْيِيَ بِهِ الْإِسْلَامَ فَبَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّيْنَ دَرَجَةٌ وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ)) (رواه الدرامی) (الدارمی حدیث رقم ۳۵٤)

حسن رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص کو اس حالت میں موت آئے علم حاصل کرتا تھا کہ وہ اسلام کو رواج دینے کے لیے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنت میں (صرف) ایک درجہ ❶ کا فرق ہوگا۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرق اس لیے ہوگا کہ اس سے آگے نبوت کا مرتبہ ہے۔

۲۵۰ – (۵۳) وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ رَجُلَيْنِ كَانَا فِي بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ أَحَدُهُمَا كَانَ عَالِمًا يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ، وَالْاٰخِرُ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ أَيُّهُمَا أَفْضَلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((فَضْلُ هٰذَا الْعَالِمِ الَّذِيْ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ عَلَى الْعَابِدِ الَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ كَفَضْلِي عَلٰى أَدْنَاكُمْ.)) (رواه الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ۳٤۰)

حسن رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نبی اسرائیل کے دو آدمیوں کا حال پوچھا گیا ایک ان میں سے عالم تھا جو فرض نماز پڑھتا تھا پھر بیٹھتا تھا اور پھر لوگوں کو علم سکھلاتا تھا اور دوسرا شخص دن کو روزہ رکھتا تھا ❶ اور تمام رات نماز پڑھتا تھا' ان دونوں میں سے بہتر کون سا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فرض نماز پڑھتا ہے' پھر بیٹھتا ہے اور پھر آدمیوں کو علم سکھلاتا ہے' اس عالم کی بزرگی اس پر ہے کہ جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو کھڑا ہوتا ہے' جیسے میری بزرگی تمہارے ادنیٰ ہے پر۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لیکن اس میں موصولا مشاہدا سے مضبوط کرتا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دوسرا شخص بھی عالم تھا لیکن پہلے سے کم تر یا برابر لیکن صرف اوقات ہی میں عبادت کرتا تھا۔

٢٥١- (٥٤) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيْهُ فِي الدِّيْنِ اِنِ احْتِيْجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِيَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ۔)) (رواہ رزین) (رزین وفی اسنادہ مقال)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا ❶ شخص وہ ہے کہ جو دین میں سمجھ رکھتا ہو' اگر اس کی طرف کوئی ضرورت پڑ جائے تو وہ نفع دے اور اگر اس سے بے نیازی برتی جائے تو وہ اپنے نفس کو بے نیاز کرے۔'' (رزین)

حکم الحدیث: یہ روایت من گھڑت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ لائق عالم کا حال یہ ہے کہ اپنے آپ کو لوگوں کا محتاج نہ کرے، لوگوں کے ساتھ مصاحبت نہ کرے، ان کے منافع میں لالچ نہ کرے، مطلق طور پر حالات منقطع نہ کرے' علم کا فائدہ پہنچانا ترک نہ کرے بلکہ اگر لوگ اس کے محتاج ہوں تو علم سے ان کو فائدہ دے' اس ضرورت کے لئے لوگوں میں آئے، ان کو نفع پہنچائے' اور اگر وہ اس کے محتاج نہ ہوں اور فائدہ کی طلب نہ کریں تو ان سے بے پرواہ ہو جائے' اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جائے اور علم کی خدمت کرے، یعنی دین کی کتابوں کا مطالعہ کرے اور تصنیف کر کے دین حق پھیلائے۔ (حق)

٢٥٢- (٥٥) وَعَنْ عِكْرِمَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ اَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ فَاِنْ اَكْثَرْتَ فَثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَلَا اُلْفِيَنَّكَ تَاْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِّنْ حَدِيْثِهِمْ فَتَقُصَّ عَلَيْهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلَّهُمْ وَلٰكِنْ اَنْصِتْ فَاِذَا اَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهٗ وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ فَاِنِّيْ عَهِدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابَهٗ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ۔)) (صحيح البخاری) (البخاری حديث رقم ٦٣٣٧ واحمد فی المسند ٦/ ٢١٧ عن عائشه رضی الله عنها)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے عکرمہ رحمہ اللہ کو کہا لوگوں کو ہر جمعہ میں ایک بار حدیث بیان کرو' پس اگر یہ قبول نہ کرو تو دو بار ❶ اگر بہت کرو تو تین بار اور تو اس قرآن سے لوگوں کو تنگ نہ کر ❷ اور میں تم کو اس حالت میں نہ پاؤں کہ جب تو قوم کے پاس آؤ تو وہ آپس میں باتیں کر رہے ہوں ❸ اور تو ان کو وعظ بیان کرے، ان کی باتیں ان پر موقوف کر دے' اور ان کو تنگ کرے لیکن (اس کے برعکس) تو خاموش رہ، جس وقت لوگ تجھ سے فرمائش کریں تو ان کو حدیث بیان کر جبکہ وہ اس کی رغبت کرتے ہوں اور موقوف ❹ کر تو عبارت مقفیٰ دعا سے' پس تو اس سے بچ پس تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ان کے صحابہ کرام سے معلوم کیا' وہ یہ دعاؤں میں نہیں کرتے تھے (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اگر ہفتہ میں ایک بار وعظ کہنا کم جانے خیر دو بار کہہ ❷ یعنی تین بار سے زیادہ بیان کرنے میں ملول ہوں گے ❸ اور وہ باتوں میں ہوں' خواہ دنیا کی باتیں کرتے ہوں یا دین کی اگر دین کی باتیں نہیں تو ان کو منقطع کرنا مناسب نہیں اور اگر دنیا کی باتیں ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ بوجہ بشریت کے ان کو چھوڑنا اچھا نہ جانیں اور وعظ اور قرآن سننے کو ناخوش رکھیں اور گناہ گار ہوں اور دین کی ہیبت نہ رہے۔ ❹ اور موقوف کر تو عبارت مقفیٰ یعنی قافیہ بندی کرے دعا میں تکلف نہ کر کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں جو قافیہ بندی ثابت ہوئی ہے تو وہ بے تکلف اور از خود ہوتی تھی، نہ کہ بہ تکلف کی وجہ سے۔ (حق)

٢٥٣- (٥٦) وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ: قَالَ

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ فَاَدْرَكَهُ كَانَ لَهُ كِفْلَانِ مِنَ الْاَجْرِ فَاِنْ لَّمْ يُدْرِكْهُ كَانَ لَهُ كِفْلٌ مِّنَ الْاَجْرِ)) (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) (الدارمي حديث رقم ٣٣٥)

نے فرمایا: ''جس شخص نے علم طلب کیا اور اس کو حاصل ہوا تو اس کے لیے دوہرا ثواب ہوگا ❶ اور اگر اس کو علم حاصل نہ ہو تو اس کے لیے ایک حصہ کا ثواب ہوگا۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دوہرا ثواب ایک ثواب طلب اور مشقت کا کہ جو علم حاصل کرنے میں اس کو پہنچی دوسرا علم حاصل ہونے اور دوسروں کو پڑھانے کا ثواب یا ثواب عمل کا کہ جو علم پر کیا ہے اور دوسرے کو ایک ثواب مشقت کا ہی ہوگا بہر تقدیر طلب علم میں ہی رہنا چاہئے اگر حاصل ہوا تو نور علی نور ورنہ طلب علم میں مرنا بھی سعادت ہے۔ ؎

گرچہ نتواں بدوست راہ بردن شرط یاری ست درطلب مردن

٢٥٤ - (٥٧) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ اَوْمُصْحَفًا وَرَّثَهُ اَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْبَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ اَوْنَهْرًا اَجْرَاهُ اَوْصَدَقَةً اَخْرَجَهَا مِنْ مَّالِهِ فِيْ صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ تَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ.)) (رواه ابن ماجة والبيهقي في شعب الايمان) (ابن ماجة حديث رقم ٢٤٢ والبيهقي حديث رقم ٣٤٤٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس قسم سے کہ مومن کو اس کے عمل اور اس کی نیکیوں سے اس کے مرنے کے بعد پہنچتا ہے علم ہے کہ جس کو سیکھا اور پھیلایا تھا اور اولاد نیک بخت چھوڑ گیا یا قرآن ❶ وارثوں کے لیے چھوڑ گیا یا مسجد بنا گیا ❷ یا مسافروں کے لیے سرائے بنائی یا نہر جاری کر گیا یا وہ خیرات کہ جو اپنے مال میں سے تندرستی اور اپنی زندگی میں نکالا' اس کو اس کے مرنے کے بعد پہنچتا ہے ❸۔'' (ابن ماجہ، بیہقی فی شعب الایمان)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کلام اللہ کے حکم میں علوم شرعیہ کی کتابیں داخل ہیں ❷ اور مسجد کے حکم میں علماء کے مدارس اور وہ مقامات ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہوں یعنی ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے۔ ❸ یعنی ان چیزوں کا ثواب

٢٥٥ - (٥٨) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنَّهُ مَنْ سَلَكَ مَسْلَكًا فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ سَهَّلْتُ لَهُ طَرِيْقَ الْجَنَّةِ وَمَنْ سَلَبْتُ كَرِيْمَتَيْهِ اَثَبْتُهُ عَلَيْهِمَا الْجَنَّةَ وَفَضْلٌ فِيْ عِلْمٍ خَيْرٌ مِّنْ فَضْلٍ فِيْ عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّيْنِ الْوَرَعُ.)) (رواه البيهقي في شعب الايمان) البيهقي حديث رقم ٥٧٥١)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ❶ کہ جو شخص کہ ایک راہ میں علم حاصل کرنے کیلئے چلے تو میں اس کیلئے بہشت کی راہ آسان کروں گا ❷ اور جس کی میں نے دونوں آنکھیں چھین لیں میں اس کو ان دونوں پر بہشت (آنکھوں کے) بدلہ میں دوں گا ❸ اور علم میں زیادتی بہتر ہے عبادت کی زیادتی سے اور دین کی جڑ پرہیزگاری ہے۔'' ❹ (بیہقی فی شعب الایمان)

حکم الحدیث: میں اس کی سند سے واقف نہیں ہو سکا۔ لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وحی خفی ❷ بہشت کی راہ آسان کروں گا یعنی دنیا میں معرفت اور عبادت نصیب کروں گا تا کہ اس کے سبب سے جنت میں داخل ہو یا معنیٰ یہ ہے کہ عقبیٰ میں دروازہ کی طرف راستہ آسان کروں گا جنت کے دروازوں سے اور جنت کے محل کے راستے کی جو محل خاص علم والوں کے لئے ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ جو راہ ہے کہ جو علم کی راہ ہے وہی جنت کی راہ ہے اور جنت کی راہیں سوائے علوم کے دروازوں کے بند ہیں، یعنی بغیر علم کے جنت نصیب ہونا مشکل ہے لیکن شرط یہی ہے کہ خلوص نیت اور عمل بھی نصیب ہو اور اگر یہ نہیں تو پھر وہ بات ہے جو اس مصرعہ میں ہے ۔ چارپائے برو کتابے چند

❸ یعنی ان کے جاتے رہنے اور صبر کرنے پر ❹ پرہیزگاری سے مراد یہ ہے کہ حرام، شبہات اور لالچ سے بچے کہ جو عبادات میں باعث ریا اور سمعہ کے ہو (علی قاری)

۲۵۶- (۵۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَدَارُسُ الْعِلْمِ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنْ اِحْيَائِهَا۔ (رواه الدارمی)

(الدارمی حدیث رقم ۱٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو تھوڑی دیر کے لیے علم کا درس (دینا) ❶ رات قیام کرنے سے بہتر ہے۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تمام رات نماز پڑھنے اور عبادت کرنے سے تھوڑی دیر کا آپس میں علم پڑھنا پڑھانا بہتر ہے اور اسی حکم میں علم کا لکھنا اور مطالعہ کرنا اس کے حصول مقصود کے لیے داخل ہے (علی)

۲۵۷- (٦۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِمَجْلِسَيْنِ فِي مَسْجِدِهٖ فَقَالَ ((كِلَاهُمَا عَلٰى خَيْرٍ وَّاَحَدُهُمَا اَفْضَلُ مِنْ صَاحِبِهٖ اَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَدْعُوْنَ اللّٰهَ وَيَرْغَبُوْنَ اِلَيْهِ فَاِنْ شَآءَ اَعْطَاهُمْ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُمْ وَاَمَّا هٰؤُلَآءِ فَيَتَعَلَّمُوْنَ الْفِقْهَ اَوِ الْعِلْمَ وَيُعَلِّمُوْنَ الْجَاهِلَ فَهُمْ اَفْضَلُ وَاِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِمْ۔)) (رواه لدارمی) (الدارمی حدیث رقم ۳٤۹)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو مجلسوں کے پاس سے گزرے ❶ جو کہ ان کی مسجد میں تھیں، آپ نے فرمایا: ''دونوں بھلائی پر ہیں، لیکن ان میں سے ایک نیکی میں دوسری سے بہتر ہے، ایک جماعت عبادت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے اور اس کی طرف رغبت کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اگر چاہے ان کو دے اور اگر چاہے تو نہ دے، اور دوسری جماعت فقہ کو سیکھتے ہیں یا فرمایا علم کو اور جاہل کو سکھاتے ہیں تو یہ ان سے بہترین ہیں اور میں معلم بنا کر ہی بھیجا گیا ہوں، پھر آپ (بھی) ان میں بیٹھ گئے۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو مجلسوں کے پاس سے گزرے یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دو حلقے بنا کر بیٹھے تھے ایک جماعت تو دعا میں مشغول تھی اور دوسری مذاکرۂ علم میں، پھر ان میں بیٹھ گئے، یعنی جو کہ مذاکرہ کا علم کر رہے تھے پس اس سے زیادہ ان کی فضیلت اور کیا ہوگی کہ سردار انبیاء علیہ السلام ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

۲۵۸- (٦۱) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَاحَدُّ الْعِلْمِ الَّذِي

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا علم کی کیا مقدار ہے کہ جس وقت آدمی اس کو

اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا فِي أَمْرِ دِينِهَا بَعَثَهُ اللهُ فَقِيهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَّشَهِيدًا۔)) (رواه البيهقي في شعب الايمان)

(البيهقي حديث رقم ١٧٢٦)

پہنچے تو وہ فقیہ ہوتا ہے' ❶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری امت کے نفع کے لیے چالیس احادیث ❷ دینی امور کے بارے میں یاد کرے تو قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور میں ❸ قیامت کے دن اس کی سفارش کروں گا اور گواہ ہوں گا۔'' ❹

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آخرت میں عالم کو علماء کے زمرے سے اٹھایا جائے گا ❷ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ لوگوں کو چالیس احادیث کا پہنچانا مقصود ہے اگرچہ یاد نہ رکھتا ہو۔ ❸ اس حدیث کے مطابق اکثر علماء چہل احادیث مرتب کر کے نبی ﷺ کی شفاعت کے امیدوار اور آپ کی گواہی کے حقدار ہوئے ہیں۔ ❹ یعنی اس کی اطاعت پر۔

٢٥٩ - (٦٢) وَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((هَلْ تَدْرُونَ مَنْ أَجْوَدُ جُودًا)) قَالُوا اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((اَللّٰهُ أَجْوَدُ جُودًا ثُمَّ أَنَا أَجْوَدُ بَنِي آدَمَ وَأَجْوَدُهُمْ مِنْ بَعْدِي رَجُلٌ عَلِمَ عِلْمًا فَنَشَرَهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَمِيرًا وَّحْدَهُ أَوْ قَالَ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔)) (البيهقي في شعب الايمان حديث رقم ١٧٦٧)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ کون بہت زیادہ سخاوت کرنے والا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا' اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سخاوت میں بڑا سخی ہے' اس کے بعد بنی آدم میں سے میں ہوں اور میرے بعد لوگوں میں بڑا سخی وہ شخص ہے کہ جس نے علم حاصل کیا پھر اس کو پھیلایا' قیامت کے دن وہ ایک امیر کی منزل کے مقام پر ہوگا۔ ❶ یا ایک گروہ کے مقام پر ہوگا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔اس کا شاہد موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک امیر کی منزل کے مقام پر ہوگا یعنی قیامت کو تنہا امیر کی مانند آئے گا کہ وہ کسی کے تابع نہیں ہوگا اور اس کے ساتھ تابع اور خادم ہوں گے اور راوی کو شک ہوا ہے کہ امیرا وحدہ فرمایا یا امة واحدة یعنی تن تنہا یا ایک گروہ کی مانند ہوگا' مقصود یہ ہے کہ مخلوق کے درمیان معزز اور مکرم ہوگا اور اس دن وہ باشوکت وحشمت آئے گا (حق)

٢٦٠ - (٦٣) وَعَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْهُومَانِ لَا يَشْبَعَانِ مَنْهُومٌ فِي الْعِلْمِ لَا يَشْبَعُ مِنْهُ وَ مَنْهُومٌ فِي الدُّنْيَا لَا يَشْبَعُ مِنْهَا)) رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ هٰذَا مَتْنٌ مَشْهُورٌ فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ صَحِيحٌ۔)) البيهقي حديث رقم ١٠٢٧٩ والدارمي حديث رقم ٣٣٤ عن ابن عباس)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو حرص کرنے والوں کا پیٹ نہیں بھرتا' ایک تو علم میں حرص کرنے والا' نہیں پیٹ بھرتا اس سے' اور ایک دنیا کا حرص کرنے والا کہ اس کا پیٹ اس سے بھرتا نہیں۔'' (بیہقی نے شعب الایمان میں تینوں حدیثیں روایت کیا اور کہا کہ امام احمد نے فرمایا: ابودرداء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ متن لوگوں کے درمیان مشہور ہے اور اس کی اسناد صحیح نہیں) ❶

فوائد الحدیث: ❶ امام نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن اس کے طرق متعدد ہیں کہ بعض نے بعض کی وجہ سے قوت پکڑی ہے اور اس پر علماء اتفاق رکھتے ہیں کہ حدیث ضعیف پر فضائل اعمال میں عمل کرنا جائز ہے (حق وعلی)

٢٦١ - (٦٤) وَعَنْ عَوْنٍ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ صَاحِبُ الْعِلْمِ وَ صَاحِبُ الدُّنْيَا وَلَا يَسْتَوِيَانِ اَمَّا صَاحِبُ الْعِلْمِ فَيَزْدَادُ رِضًى لِلرَّحْمٰنِ وَاَمَّا صَاحِبُ الدُّنْيَا فَيَتَمَادٰى فِي الطُّغْيَانِ ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُاللّٰهِ ((كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى)) قَالَ وَقَالَ فِي الْاٰخَرِ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ. (رواه الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٣٣٢)

عون سے روایت ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا دو حریص ہیں جو سیر نہیں ہوتے ایک صاحب علم اور دوسرا صاحب دنیا، اور آپس میں دونوں برابر نہیں، صاحب علم اللہ تعالیٰ کی رضا زیادہ حاصل کرتا رہتا ہے لیکن صاحب دنیا وہ سرکشی میں زیادتی کرتا ہے پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑھی: ''ہرگز نہیں یوں تحقیق آدمی البتہ سرکشی کرتا ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بے پرواہ دیکھتا ہے۔'' ❶ عون نے کہا اور عبداللہ نے دوسرے شخص کے حق میں یہ آیت پڑھی ❷ ''اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں انقطاع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی لوگوں سے بوجہ کثرت مال کے ❷ یعنی علماء کی فضیلت میں۔

٢٦٢ - (٦٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اُنَاسًا مِنْ اُمَّتِيْ سَيَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ وَيَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ يَقُوْلُوْنَ نَأْتِي الْاُمَرَآءَ فَنُصِيْبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَزِلُهُمْ بِدِيْنِنَا وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنٰى مِنَ الْقَتَادِ اِلَّا الشَّوْكُ كَذٰلِكَ لَا يُجْتَنٰى مِنْ قُرْبِهِمْ اِلَّا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ كَاَنَّهٗ يَعْنِي الْخَطَايَا. (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حدیث رقم ٣٥٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں سے کتنے لوگ دین میں سمجھ حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے کہ ہم سرداروں کے پاس جائیں تاکہ ہم ان کی دنیا سے کچھ حاصل کرلیں اور ان سے اپنے دین بچالیں اور ایسا نہیں ❶ ہوسکتا جس طرح کہ خاردار درخت سے کانٹا ہی چنا جاتا ہے اسی طرح نہیں چنی جاتی ان کی نزدیکی سے مگر (محمد ❷ بن صباح نے کہا گویا کہ وہ مراد رکھتے تھے) خطایا۔ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی دین ودنیا میں جمع نہیں ہوسکتے اور امراء کی صحبت میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ ❷ محمد بن صباح امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اِلَّا کے لفظ کے بعد مراد خطایا کا ہے وہ حذف کردیا ہے یعنی ان کے نزدیک جانے سے گناہ ہوتا ہے اور لفظ خطایا کے حذف کردینے میں اس پر اشارہ ہے کہ امراء کی صحبت کا ایسا نقصان ہے کہ جو بیان نہیں ہوسکتا (علی)

٢٦٣ - (٦٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا بِهٖ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا اگر اہل علم، علم کی حفاظت کریں ❶ اور اس کو اس کے اہل کے نزدیک

اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰكِنَّهُمْ بَذَلُوْهُ لِاَهْلِ الدُّنْيَا لِيَنَالُوْا بِهٖ مِنْ دُنْيَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَيْهِمْ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّ اٰخِرَتِهٖ كَفَاهُ اللّٰهُ هَمَّ دُنْيَاهُ وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ (فِي) اَحْوَالِ الدُّنْيَا لَمْ يُبَالِ اللّٰهُ فِي اَيِّ اَوْدِيَتِهَا هَلَكَ۔)) (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) (ابن ماجة حديث رقم ٢٥٧ والبيهقي حديث رقم ١٨٨٨)

رکھیں ❷ تو وہ علم کی وجہ سے اپنے دور کے سردار ہوں گے ❸ لیکن انہوں نے اس کو اہل دنیا کے لیے خرچ کیا تا کہ اس کی وجہ سے ان کی دنیا تک پہنچیں ❹ تو وہ ذلیل ہوئے دنیا داروں پر (دنیا داروں کی نظر میں)' میں نے تمہارے نبی ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جس نے تمام غموں کو ایک ہی یعنی آخرت کا غم تصور کیا ❺ اس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں کفایت کرتا ہے اور جو کوئی پراگندہ کرے ❻ ان کو حالات دنیا میں تو اللہ تعالیٰ نہیں پرواہ کرتا ❼ کہ وہ دنیا کے کسی جنگل میں ہلاک ہو۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ علم کی محافظت کریں یعنی ظالموں اور دنیا داروں کی صحبت میں مال و جاہ کے لالچ کے لئے جا کر علم کو ذلیل نہ کریں ❷ یعنی علم کے قدر۔ ❸ سردار ہوں یعنی باعتبار کمال اور بزرگی کے سردار ہوں کیونکہ اہل علم کی یہ شان نہیں ہے کہ بادشاہ بنیں پس جو کہ ان کے سوا ہیں زیر قدم اور زیر قلم اور تابعدار عقل اور ان کے حکموں کے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یرفع اللہ الذین امنوا اوتوا العلم درجات ❹ یعنی نہ ان کی نصیحت کے لیے اور نہ کسی سفارش کے لیے۔ ❺ غم ایک یعنی غم آخرت کی یعنی سب قصدوں کا ایک قصد کیا کہ وہ قصد آخرت ہے اور سوائے آخرت کے کچھ مقصود نہ رکھا ❻ پراگندہ یعنی کبھی کسی فکر میں لگا' کبھی کسی فکر میں ❼ اور نہیں پرواہ کرتا اللہ تعالیٰ کہ وہ دنیا کے کسی جنگل کے درمیان ہلاک ہو یعنی اس کی طرف رحمت کی نظر نہیں کرتا اور فکر دنیا کو کفایت نہیں کرتا اور نہ فکر آخرت کو، اسی لیے وہ خسرا لدنیا والاخرۃ ہے۔ (علی)

٢٦٤ - (٦٧) وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ (البيهقي حديث رقم ١٠٣٤٠)

اور بیہقی نے شعب الایمان میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے قول مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ سے آخر تک روایت کیا۔

٢٦٥ - (٦٨) وَعَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اٰفَةُ الْعِلْمِ النِّسْيَانُ وَاِضَاعَتُهٗ اَنْ تُحَدِّثَ بِهٖ غَيْرَ اَهْلِهٖ)) (رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا) (الدارمي حديث رقم ٦٢٤)

اعمش سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''علم کی آفت بھولنا ہے اور اس کا ضائع کرنا یہ ہے کہ اس کو نا اہل کے روبرو (سامنے) بیان کرے۔'' (دارمی نے مرسل بیان کی)

حکم الحدیث: یہ روایت معضل ہے۔

٢٦٦ - (٦٩) وَعَنْ سُفْيَانَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِكَعْبٍ مَنْ اَرْبَابُ الْعِلْمِ؟ قَالَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ قَالَ فَمَا اَخْرَجَ الْعِلْمَ مِنْ

سفیان سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''صاحب علم کون ہیں؟ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا' وہ لوگ جو علم کے مطابق عمل کریں' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''کون سی چیز علم کو

قُلُوْبِ الْعُلَمَآءِ قَالَ اَلطَّمْعُ۔ (رواہ الدرامی) (الدارمی حدیث رقم ٥٨٤)

عالموں کے دلوں سے نکالتی ہے؟ ❶ کہا لالچ۔'' ❷ (دارمی)

حکم الحدیث: یہ روایت معضل ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی برکت اور ہیبت اور نور علم کو کون سی چیز علماء باعمل سے نکال دیتی ہے ❷ یعنی مال و جاہ میں لالچ کرنے اور دنیا کے اسباب و اشیاء میں رغبت کرنا۔ (حق)

٢٦٧- (٧٠) وَعَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الشَّرِّ فَقَالَ ((لَا تَسْئَلُوْنِي عَنِ الشَّرِّ وَسَلُوْنِي عَنِ الْخَيْرِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ شَرَّ الشَّرِّ شِرَارُ الْعُلَمَآءِ وَاِنَّ خَيْرَ الْخَيْرِ خِيَارُ الْعُلَمَآءِ۔)) (رواہ الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٣٧٠)

احوص بن حکیم نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے برائی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''تم مجھ سے برائی کے بارے میں سوال نہ کرو اور مجھ سے بھلائی کے بارے میں سوال کرو'' اس کو یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا' پھر فرمایا ''خبردار رہو! بُروں کے بُرے ❶ علماء سوء ہیں اور اچھوں کے اچھے علماء خیر ہیں۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس لئے کہ لوگ علماء کے پیروکار رہوتے ہیں' پس بدی اور نیکی ان کے خلق میں بہت سرایت کرتی ہے' دوسرا حدیث کے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے بدترین آدمیوں کا پوچھا کہ کون ہیں تو اس طرح کے سوال کرنے سے منع فرمایا اور اشارہ فرمایا کہ صرف بدی کا حال کیوں پوچھتے ہو پھر آپ ﷺ نے نیک و بد دونوں کا حال فرما دیا۔

٢٦٨- (٧١) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَالِمٌ لَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمِهٖ۔ (رواہ الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٢٦٢)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' روز قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام و مرتبے کے لحاظ سے بدترین شخص وہ عالم ہے ❶ کہ جس کے علم سے فائدہ حاصل نہ کیا جائے۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی علم شرعی سیکھا لیکن اس پر عمل نہ کیا تو یہ جاہل سے بھی برا ہے اور اس کا عذاب اس کے عذاب سے سخت تر ہے (علی مختصراً)

٢٦٩- (٧٢) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ عُمَرُ هَلْ تَعْرِفُ مَا يَهْدِمُ الْاِسْلَامَ قُلْتُ لَا قَالَ يَهْدِمُهٗ زَلَّةُ الْعَالِمِ وَجِدَالُ الْمُنَافِقِ بِالْكِتَابِ وَحُكْمُ الْاَئِمَّةِ الْمُضِلِّيْنَ۔ (رواہ الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٢١٤)

زیاد بن حدیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا: ''کیا تو جانتا ہے کہ اسلام کی بنیاد کو کیا چیز گرا دیتی ہے؟ میں نے کہا' میں نہیں جانتا' انہوں نے فرمایا کہ ''اسلام کی بنیاد کو عالم کا پھسلنا' ❶ منافق کا کتاب اللہ کے ساتھ جھگڑنا ❷ اور گمراہ سرداروں کا حکم کرنا گرا دیتا ہے۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ جب عالم خواہش نفسانی کی وجہ سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیتا ہے تو ارکان اسلام میں سستی اور فساد واقع ہو جاتا ہے۔ ❷ کتاب اللہ کے ساتھ جھگڑنا، یعنی اس کا تاویلات باطلہ کے ذریعے شریعت کو رد کرنا' قرآن سے باعث سستی ارکان اسلام اور دین کا فساد ہوتا ہے۔ اس میں روافض، خوارج اور باقی تمام بدمذاہب کا جھگڑنا داخل ہے کہ جو ٹیڑھی میڑھی تاویلیں کر کے دین میں شک ڈالتے ہیں۔

۲۷۰ - (۷۳) وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ الْعِلْمُ عِلْمَانِ فَعِلْمٌ فِي الْقَلْبِ فَذَاكَ الْعِلْمُ النَّافِعُ وَ عِلْمٌ عَلَى اللِّسَانِ فَذٰلِكَ حُجَّةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ۔ (رواه الدرامی) (الدارمی حدیث رقم ٣٦٤)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ علم دو علم ❶ ہیں' ایک علم تو دل میں ہے، یہ علم نفع دیتا ہے اور ایک علم زبان پر ہے جو کہ اللہ عزوجل کی آدم کے بیٹے پر حجت ہے۔ ❷ (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اول علم کو علم باطن کہتے ہیں اور دوسرے کو علم ظاہر لیکن کچھ علم باطن سے حاصل نہیں ہوتا جب تک کہ ظاہر کی اصلاح نہ کرے اور اسی طرح علم ظاہر اصلاح باطن کے بغیر پورا نہیں ہوتا۔ ❷ حجت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی حجت آدمیوں پر ہے کہ الزام دے گا اور فرمائے گا کہ میں نے تم کو علم دیا تھا تم نے اس پر کیوں نہ عمل کیا۔

۲۷۱ - (۷٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وِعَائَيْنِ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَثْتُهُ فِيْكُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَثْتُهُ قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ يَعْنِي مَجْرَى الطَّعَامِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ١٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتن یاد رکھے ❶ ان میں سے ایک کو تو میں نے تم میں پھیلایا ❷ اور رہا دوسرا' ❸ پس اگر میں اسے پھیلاؤں تو یہ گلا کاٹا جائے گا، یعنی کھانا کھانے کی نالی شہ رگ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی دو طرح کے علم ❷ اس سے علم ظاہر مراد ہے یعنی احکام واخلاق کا علم ❸ دوسرا علم یہ تھا کہ نبی ﷺ سے معلوم ہوا تھا کہ میرے بعد ایک قوم سے فتنہ اٹھے گا اور انہی سے بدعات شروع ہوں گی اس قوم کا نام اور ان لوگوں کے نام بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھے (حق وعلی)

۲۷۲ - (۷۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ يَاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ قُلْ مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٤٨٠٩ و کذلك مسلم حدیث رقم ٣٩-٢٧٩٨ والدارمی بلفظ المشکاة حدیث رقم ١٧٣)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگو! جو شخص کچھ جانتا ہو تو وہ اس کے متعلق کہے اور جو شخص نہ جانتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ کہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے' کیونکہ جو تو نہیں جانتا اس کے متعلق یہ کہنا ❶ کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے یہ بھی علم ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی (ﷺ) کے لئے فرمایا: ''میں تم سے اس قرآن کے بدلے میں کچھ نہیں مانگتا اور میں تکلف کرنے ❷ والوں میں سے بھی نہیں ہوں۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی معلوم کو غیر معلوم سے الگ کرنا یہ علم کی ایک قسم ہے۔ ❷ یعنی جو کچھ مجھے معلوم کرا دیا اور اس کو پہنچانے کا حکم دیا میں وہ کہتا ہوں اور اس کو پہنچاتا ہوں اور اس میں اپنی طرف سے کسی چیز کا دعویٰ نہیں کرتا اور ان چیزوں میں کہ جن کو فہم نہ پہنچے' میں بحث نہیں کرتا کیونکہ یہ تکلف میں داخل ہے (حق)

۲۷۳ - (۷۶) وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ. (رواه مسلم)

(مسلم فی المقدمة والدارمی حدیث رقم ۴۱۹)

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ علم ❶ دین ہے' پس تم دیکھو کہ کس ❷ شخص سے اپنا دین لیتے ہو۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کتاب وسنت کا علم ❷ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ احتیاط کرو اور راوی کا حال خوب اچھی طرح معلوم کر لو کہ وہ دین دار' پرہیزگار اور حافظہ والا ہو' پھر کسی سے خصوصاً اہل بدعت وہوا سے کہ دین دار نہ ہو روایت نہ کرنے لگو (حق)

۲۷۴ - (۷۷) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ يَا مَعْشَرَ الْقُرَّآءِ اسْتَقِيْمُوْا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبْقًا بَعِيْدًا وَّاِنْ اَخَذْتُمْ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا لَّقَدْ ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا. (رواه البخاری)

(البخاری حدیث ۷۲۸۲)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قاریوں کے گروہ! سیدھے رہو ❶ پس تم سبقت لے گئے ہو سبقت لے جانا دور کی' اگر تم دائیں بائیں ہو جاؤ گے تو تم بہت زیادہ گمراہ ہو گے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی شریعت کے راستے پر سیدھے رہو کہ ہزار کرامت سے استقامت بہتر ہے اور استقامت کے معنی یہ ہیں کہ اچھے عقیدہ پر ثابت رہے اور نفع دینے والے علم پر اور عمل صالح پر مداومت کرے اور اخلاص خالص رکھے اور اپنا لگاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ سے غائب ہو (علی وحق)

۲۷۵ - (۷۸) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ قَالَ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ تَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ اَرْبَعَ مِائَةَ مَرَّةٍ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ يَّدْخُلُهَا قَالَ الْقُرَّآءُ الْمُرَآءُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَكَذَا ابْنُ مَاجَةَ زَادَ فِيْهِ ((وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِ الْقُرَّآءِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى الَّذِيْنَ يَزُوْرُوْنَ الْاُمَرَآءَ)) قَالَ الْمُحَارِبِيُّ يَعْنِي الْجَوَرَةَ.

(رواه الترمذی وابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ۲۳۸۳ وقال حسن غریب وابن ماجة حدیث رقم ۲۵۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جب الحزن ❶ سے پناہ پکڑو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی' اے اللہ کے رسول! جب الحزن کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "دوزخ میں ایک نالہ ❷ ہے' اس سے دوزخ روزانہ چار سو بار پناہ پکڑتی ہے" ❸ صحابہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اس میں کون داخل ہو گا؟ آپ نے فرمایا: "قرآن ❹ پڑھنے والے (اور) اپنے اعمال کو دکھلانے والے۔" (ترمذی) اسی طرح ابن ماجہ نے روایت کیا اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ قراء بہت ناپسندیدہ ہیں جو امراء سے ملاقات کرتے ہیں۔" ❺ محاربی ❻ نے کہا یعنی ظالم امراء سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جب الحزن یعنی غم کے کنویں سے جس میں غم ہے ❷ دوزخ میں نالہ ہے یعنی نہایت گہرے کنوئیں کے مشابہ

ہے۔ ❸ پناہ پکڑتی ہے اس سے دوزخ یعنی ایسا برا اور وحشت ناک ہے کہ دوزخ اس سے پناہ چاہتی ہے چہ جائے کہ دوزخی پناہ مانگیں۔
❹ قرآن پڑھنے والے اپنے اعمال کو دکھلانے والے، اس میں عالم اور عابد اور ریا کار بھی داخل ہیں کیونکہ علم قرآن سے ہی حاصل ہوتا ہے اور عبادت بھی قرآن مجید کے حکم کے مطابق ہوتی ہے، اسی لیے ان کا بھی یہی حال ہوگا ❺ امراء سے ملاقات کرتے ہیں یعنی دنیا کے طمع کے لئے ملتے ہیں اور جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے یا جبر کے طریق سے اور ان کے دفع شر کے لیے جاتے ہیں ان کا حکم یہ نہیں اور امراء سے مراد ظالم امراء ہیں اس لئے کہ امیر عادل کی ملاقات عبادت ہے ❻ اس حدیث کا راوی ہے۔

۲۷٦ - (۷۹) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَا يَبْقٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُ هُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِّنَ الْهُدٰى عُلَمَآءُ هُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِيْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيْهِمْ تَعُوْدُ۔)) (رواه البيهقى فى شعب الايمان) (البيهقى حديث رقم ۱۹۰۸)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قریب ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا (جب) اسلام سے کچھ باقی نہیں رہے گا مگر اس کا نام اور قرآن سے بھی کچھ باقی نہیں رہے گا مگر اس کی رسم ❶ ان کی مساجد آباد ہوں گی اور حقیقت میں خراب ❷ ہوں گی ہدایت سے' ان کے علماء آسمان کے نیچے مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے' ان کے نزدیک سے فتنہ نکلے گا ❸ اور انہیں میں لوٹے گا۔'' ❹ (بیہقی فی شعب الایمان)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رسم یعنی قرآن مجید کے اوامر و نواہی پر عمل کرنے کے بغیر محض الفاظ اور حروف کو تجوید سے پڑھیں گے۔
❷ خراب یعنی مساجد قرآن و سنت کے درس اور ذکر الٰہی سے بے رونق ہوں گی (مرعاۃ) ❸ نکلے گا فتنہ یعنی ظالم اور اوباش لوگوں کی مدد کرنے کی وجہ سے دین میں فتنہ برپا ہو جائے گا، اعاذنا اللہ منہا
❹ لوٹے گا مثلاً اللہ تعالیٰ ان پر ظالم لوگوں کو مسلط کر دے گا اللهم لا تجعلنا منهم اله الحق آمین۔

۲۷۷ - (۸۰) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ لَبِيْدٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا فَقَالَ ((ذَاكَ عِنْدَ اَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَنُقْرِئُهٗ اَبْنَآءَ نَا وَ يُقْرِئُهٗ اَبْنَآءُ نَا اَبْنَآءَ هُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ((ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ زِيَادُ اِنْ كُنْتُ لَاَرَاكَ مِنْ اَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِيْنَةِ اَوَلَيْسَ هٰذِهِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى يَقْرَؤُوْنَ التَّوْرَاةَ وَالْاِنْجِيْلَ لَا يَعْمَلُوْنَ بِشَيْءٍ مِمَّا فِيْهِمَا۔)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْهُ نَحْوَهٗ۔) (احمد فى المسند ٤/ ١٦٠ وابن ماجة حديث رقم ٤٠٤٨ والترمذى نحوه

سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر کیا' اور فرمایا کہ ''یہ علم کے جاتے رہنے کے وقت ہوگی'' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! علم کس طرح جاتا رہے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھائیں گے' ہمارے بیٹے اپنے بیٹوں کو قیامت تک پڑھائیں گے آپ نے فرمایا: ''گم کرے تجھ کو تیری ماں اے زیاد! میں تو تجھ کو مدینہ کے مردوں میں سے بڑا سمجھ دار گمان کرتا تھا' کیا یہود و نصاریٰ تورات اور انجیل کو نہیں پڑھتے' لیکن وہ ان دونوں کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔'' ❶ (احمد، ابن ماجہ)

عن ابی الدرداء حدیث رقم ۲۶۵۳)

حکم الحدیث: اس اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں عمل کرتے یعنی تعجب ہے، کہ تو نہیں سمجھا' قرآن مجید کا علم محض پڑھنے پڑھانے اور جاننے کا نہیں بلکہ قرآن مجید کا علم یہ ہے کہ اس کے پڑھنے اور جاننے کے مطابق اس پر عمل کیا جائے، علم بلا عمل کوئی فائدہ مند نہیں جیسے یہود ونصاریٰ کتابوں کا علم تو رکھتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے تو اس لیے ان کو یہ علم کچھ بھی مفید نہیں، اگر تم اس کے حصول کے بعد عمل چھوڑ دو گے تو تمہارا علم بھی چلا جائے گا۔

۲۷۸- (۸۱) وَ كَذَا الدَّارَمِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ۔ (رواه احمد و ابن ماجة) (الدارمی حدیث رقم ۲۴۰)

اور اسی طرح دارمی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۷۹ (۸۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((تَعَلَّمُوْا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ تَعَلَّمُوْا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوْهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوْا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوْهُ النَّاسَ فَاِنِّي امْرُءٌ مَقْبُوْضٌ وَالْعِلْمُ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اِثْنَانِ فِي فَرِيْضَةٍ لَّا يَجِدَانِ اَحَدًا يَّفْصِلُ بَيْنَهُمَا۔)) (رواه الدارمی والدارقطنی) (الدارمی حدیث رقم ۲۲۱ والدار قطنی حدیث ۴۵)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ' علم فرائض سیکھو ❶ اور اسے لوگوں کو سکھاؤ' قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ' کیونکہ میں ایک شخص ہوں کہ قبض کیا جاؤں گا اور علم بھی کم ہو گا اور فتنے ظاہر ہوں گے' یہاں تک کہ دو شخص فرض چیز میں اختلاف کریں گے اور وہ اپنے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے کسی کو نہیں پائیں گے۔'' ❷ (دارمی' دار قطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ علم فرائض کی دو قسمیں، ایک حقوق اللہ اور دوسرا حقوق العباد۔ نبی ﷺ نے پہلے حقوق اللہ کی تعلیم کی ترغیب دلائی پھر اس کے بعد حقوق العباد یعنی علم میراث کا ذکر فرمایا ❷ نہ پائیں گے یعنی علم کی کمی کی وجہ سے زیادہ فتنوں کی بنا پر یہ حال ہوگا۔

۲۸۰- (۸۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَثَلُ عِلْمٍ لَّا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَّا يُنْفَقُ مِنْهُ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔)) (رواه احمد والدارمی) (احمد فی مسنده والدارمی حدیث رقم ۵۵۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس علم سے فائدہ نہ اٹھایا جائے وہ اس خزانے کی طرح ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا جائے۔'' (احمد، دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ مجموعی طرق کی بنا پر یہ حدیث حسن ہے۔

❁❁❁

کتاب الطھارۃ

پاکیزگی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۲۸۱ - (۱) عَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِیْزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَأُ مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ الصَّلٰوۃُ نُوْرٌ وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِیَآءٌ وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَیْكَ كُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَآئِعٌ نَّفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوْبِقُهَا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تَمْلَآنِ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)) لَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَایَةَ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَلَا فِیْ كِتَابِ الْحُمَیْدِیِّ وَلَا فِی الْجَامِعِ وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا الدَّارِمِیُّ بَدَلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ (مسلم حدیث رقم (۱-۲۲۳) واحمد فی المسند ۵/ ۳۴۲ والدارمی حدیث ۶۵۳ والترمذی حدیث ۳۵۱۷ والنسائی حدیث رقم ۲۴۳۷)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پاک رہنا آدھا ایمان ❶ ہے اور الحمد للہ کہنا ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ بھر دیتے ہیں یا آپ نے فرمایا کہ ❷ بھر دیتا ہے ہر کلمہ اس چیز کو کہ جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے اور نماز نور ❸ ہے اور صدقہ ❹ کرنا دلیل ہے اور صبر ❺ روشنی ہے اور قرآن ❻ دلیل ہے تیرے لئے یا تیرے خلاف، ہر ایک شخص صبح کرتا ہے پس بیچتا ❼ ہے اپنی جان کو تو وہ اس کو آزاد کرتا ہے یا اس کو ہلاک کرتا ہے۔'' (مسلم) اور ایک روایت میں ہے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ بھر دیتے ہیں اس چیز کو کہ جو آسمانوں اور زمین کے درمیان ہے'' میں نے یہ روایت بخاری، مسلم، حمیدی کی کتاب اور جامع الاصول میں نہیں پائی لیکن دارمی نے سبحان اللہ کے بدلے الحمد للہ کو ذکر کیا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں ایمان سے مراد نماز ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وما كان الله ليضيع ايمانكم﴾ یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری نماز بے کار نہیں کرے گا، چونکہ طہارت نماز کے لئے شرط ہے اس لئے آدھی نماز کے برابر ہوئی (نووی) ❷ راوی کو شک ہے کہ نبی ﷺ نے لفظ تملآن تثنیہ یا تملأ واحد فرمایا ہے، اس جملہ کا معنی یہ ہے کہ اگر ان کا ثواب ایک جسم تصور کیا جائے تو اتنا ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کی فضا کو بھر دے ❸ نماز روشنی ہے اس لئے کہ نماز گناہوں اور برائیوں سے روکتی ہے اور ثواب اور نیکی کی طرف لے جاتی ہے جیسے روشنی سے یہ باتیں حاصل ہوتی ہیں یا اس وجہ سے نماز نور ہے کہ جو قیامت کے دن نمازی کے چہرے پر نور ہوگا، ویسے دنیا میں بھی نمازی کا چہرہ پر رونق ہوتا ہے (نووی) ❹ قیامت کے روز صدقہ نجات کے لئے دلیل ہوگا کہ واقعی اس کے دل میں ایمان اور محبت الٰہی سچی تھی یا یہ معنی ہے کہ جب بندہ سے قیامت کے دن مال کے مصرف کے بارے میں پوچھا جائے گا تو صدقات اس کے جواب میں دلیل ہوں گے۔

❺ گناہوں سے باز رہنا، اطاعت الٰہی کے لئے تیار رہنا اور مصیبتوں میں جزع فزع سے پرہیز کرنا، یہ تمام چیزیں کامل روشنی کے اسباب

ہیں اور صابر ہمیشہ کامل روشنی میں رہتا ہے ❻ یعنی اگر قرآن کے مطابق عمل کیا تو نفع کا باعث ہوگا ورنہ تیرے خلاف دربار الٰہی میں گواہی دے گا ❼ یعنی ہر آدمی جس کام پر متوجہ ہوتا ہے تو اسی پر ہی اپنی ذات کو صرف کرتا ہے جس طرح کہ بیچنے والا اپنے سودے کو صرف کرتا ہے اگر اس کام میں خوف الٰہی اور فکر آخرت پیش نظر رکھا اور پوری دیانت داری سے کام لیا تو اس نے اپنے آپ کو عذاب آخرت سے بچایا اور جس نے دنیا پسندی کی اور بددیانتی سے کام لیا تو اس نے اپنے آپ کو ہلاک کیا اور عذاب میں ڈالا۔

۲۸۲ - (۲) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلَى مَايَمْحُوْ اللهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ)) قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ وَ كَثْرَةُ الْخُطٰى اِلَى الْمَسَاجِدِ وَ انْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَا لِكُمُ الرِّبَاطُ۔ (رواہ مسلم و مالك) (مسلم حدیث ۴۱-۲۵۱ والترمذی حدیث رقم ۵۱ والنسائی حدیث رقم ۱۴۳ والموطا حدیث رقم ۵۵ واحمد فی المسند ۲/ ۲۷۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا میں تمہاری اس چیز پر رہنمائی نہ کروں کہ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو دور کرے اور اس کی وجہ سے اس کے درجات کو بلند کرے" صحابہ نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: "تکلیفوں کے وقت وضو کو پورا کرنا اور کثرت سے مساجد کی طرف آنا اور نماز کا نماز کے بعد انتظار کرنا، پس یہ رباط ہے۔" ❶

فوائد الحدیث: ❶ اسلامی سرحدوں پر دشمنان دین کے مقابلہ میں نگہبانی کے لئے بیٹھے رہنے کو رباط کہتے ہیں اسی طرح نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا یا اگر نکلے تو دل وہیں لگا رہے، یہ شیطان کے مقابلے میں رباط ہے کیونکہ شیطان بھی دین کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

۲۸۳ - (۳) وَفِیْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ ((فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ (رَدَّدَ) مَرَّتَيْنِ۔)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِیْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِیِّ: ((ثَلَاثًا)) (الموطا (۴۱ ـ ۲۵۱) والترمذی حدیث رقم ۵۲)

مالک بن انس کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں پس یہ رباط ہے پس یہ رباط ہے، دوبار (مسلم) اور ترمذی کی روایت میں یہ لفظ تین بار ہے۔

۲۸۴ - (۴) وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔)) (متفق عليه) (مسلم حدیث رقم (۳۳ـ ۲۴۵) واحمد فی المسند ۱/ ۶۶)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص وضو کرے پس اچھا وضو کرے، اس کے بدن سے گناہ نکلتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے نکلتے ہیں۔" (بخاری، مسلم)

۲۸۵ - (۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ اَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مسلمان بندہ وضو کرتا ہے یا آپ نے فرمایا کہ جب مومن ❶ اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے اس

بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَآءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَآءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوْبِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٣٢۔ ٢٤٤) والترمذی حديث رقم ٢ والدارمی حديث رقم ٧١٨ والموطا حديث رقم ٣١)

کے سبب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے اپنی آنکھوں سے کئے تھے پانی کے ساتھ یا آپ نے فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ❷ پس جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھوں سے پکڑ کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آپ نے فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے' پس جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں کے ساتھ چل کر کیا تھا پانی کے ساتھ یا آپ نے فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ وہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے۔"

فوائد الحدیث: ❶ راوی کو شک ہے کہ آپ نے لفظ مسلمان فرمایا یا لفظ مومن۔
❷ یہ بھی راوی کا شک ہے کہ ان میں سے کون سا لفظ فرمایا، مفہوم بہر حال ایک ہی ہے۔

٢٨٦ - (٦) وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ تَحْضُرُهُ صَلٰوةٌ مَكْتُوْبَةٌ فَيُحْسِنُ وُضُوْءَ هَا وَخُشُوْعَهَا وَرُكُوْعَهَا اِلَّا كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا قَبْلَهَا مِنَ الذُّنُوْبِ مَا لَمْ يُؤْتِ كَبِيْرَةً وَّ ذٰلِكَ الدَّهْرَ كُلَّهٗ۔)) (مسلم) (مسلم حديث رقم (٧-٢٢٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی مسلمان شخص نماز فرض کا وقت پائے پس اچھی طرح وضو کرے اور خشوع ❶ اس کا اور رکوع اس کا تو وہ نماز اس کے اگلے گناہوں کے لئے کفارہ ہوتی ہے جب تک کہ وہ کبیرہ گناہ نہ کرے ❷ اور یہ ہمیشہ ہوتا رہتا ہے۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز میں خشوع یہ ہے کہ ظاہر و باطن کے تمام آداب بجالائے مثلاً دل لگا کر نماز پڑھے، نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور نماز کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف توجہ نہ کرے، داڑھی اور کپڑوں سے نہ کھیلے، ناک بھی صاف کرنے میں مشغول نہ ہو، دائیں اور بائیں چہرہ کو اور نہ ہی نظر کو پھیرے اور بے جا حرکت سے باز رہے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور وضو سے صرف صغیرہ گناہ ہی معاف ہوتے ہیں کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوتے بلکہ کبیرہ گناہ تو توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے (نووی)

٢٨٧ - (٧) وَعَنْهُ اَنَّهٗ تَوَضَّاَ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدَيْهِ ثَلٰثًا ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرٰى اِلَى الْمِرْفَقِ ثَلٰثًا ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى ثَلٰثًا ثُمَّ الْيُسْرٰى ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے ہاتھوں ❶ پر تین بار پانی ڈالا' پھر کلی کی اور ناک جھاڑی پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا پھر اپنا دایاں ہاتھ کہنی تک تین بار دھویا پھر اپنا بایاں ہاتھ کہنی تک ❷ تین بار دھویا پھر اپنے سر پر (ایک بار) مسح کیا' پھر اپنا دایاں پاؤں تین بار دھویا' پھر بایاں

اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔)) (متفق علیه ولفظه للبخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۵۹ ومسلم حدیث رقم (۳-۲۲۶) والنسائی حدیث رقم ۸۵ واحمد فی المسند ۱/ ۶۶)

پاؤں تین بار' پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جیسے میں نے وضو کیا' پھر فرمایا: ''جو کوئی میرے اس طرح وضو کرنے کی طرح وضو کرے ❸ پھر دو رکعتیں پڑھے ❹ اور دل ❺ میں کوئی (دنیا وغیرہ کا) خیال نہ لائے تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔'' (بخاری' مسلم اور یہ لفظ بخاری کے ہیں)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وضو کے اعضاء کو تین بار دھویا ❷ یعنی کہنی سمیت ❸ یعنی وضو کے فرائض اور سنن کا پورا لحاظ کرے اور اعضاء کو تین تین بار دھوئے' کیونکہ تین تین بار سے زیادہ دھونا تمام علماء کے نزدیک مکروہ ہے ❹ یعنی تحیۃ الوضوء اس سے معلوم ہوا کہ وضو کے بعد نماز پڑھنا مستحب ہے ❺ لفظی ترجمہ یوں ہے ان میں اپنے جی میں باتیں نہ کرے لیکن مطلب وہی ہے جو ترجمہ میں بیان کیا ہے۔

۲۸۸- (۸) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَ وَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ۔)) (مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۷-۲۳۴) واحمد فی المسند ۴/ ۱۵۳)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان وضو کرے' اور اچھا وضو کرے پھر کھڑا ہو کر دو رکعات پڑھے اور توجہ رہے ان دونوں میں اپنے دل ❶ اور چہرے سے (تو) اس کے لئے جنت واجب ہو جائے گی۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ظاہراً اور باطناً متوجہ رہے' دل میں کسی قسم کا دنیاوی خیال نہ لائے اور چہرے کو ادھر ادھر نہ پھیرے۔

۲۸۹- (۹) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّهَا شَاءَ۔)) (هٰکَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَالْحُمَیْدِیُّ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ وَکَذَا ابْنُ الْاَثِیْرِ فِیْ جَامِعِ الْاُصُوْلِ وَذَکَرَ الشَّیْخُ مُحِیُّ الدِّیْنِ النَّوَوِیُّ فِیْ آخِرِ حَدِیْثِ مُسْلِمٍ عَلٰی مَا رَوَیْنَاهُ وَزَادَ التِّرْمِذِیُّ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَالْحَدِیْثُ الَّذِیْ رَوَاهُ مُحْیِ السُّنَّةِ فِیْ

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص وضو کرے پس پورا وضو کرے پھر کہے ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) اور مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)) کہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھولے جاتے ہیں وہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو، اسی طرح روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اور حمیدی نے افراد مسلم میں اور اسی طرح ابن اثیر نے جامع الاصول میں۔ اور محی الدین نووی نے مسلم کی حدیث کے آخر میں جس طرح ہم نے اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس دعا کو زیادہ کیا ❶ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور

الصِّحَاحِ ((مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ)) إِلَى اٰخِرِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهٖ بِعَيْنِهٖ إِلَّا كَلِمَةَ أَشْهَدُ قَبْلَ أَنَّ مُحَمَّدًا. (مسلم حديث (١٧ ـ ٢٣٤) واحمد ٤/ ١٥٣ والنسائی حديث رقم ١٤٨ وابوداود حديث رقم ١٦٩ وابن ماجة حديث رقم ٤٧٠)

پاکیزہ رہنے والوں میں شامل کر۔ اور وہ حدیث کہ جس کو محی السنہ نے صحاح میں روایت کیا جس نے وضو کیا پس اچھا وضو کیا آخر تک اس حدیث کو ترمذی نے اپنی جامع میں بعینہٖ روایت کیا ہے ❷ مگر کلمہ اَنَّ مُحَمَّدًا سے پہلے اَشْهَدُ ❸ کا ذکر نہیں کیا۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی امام ترمذی نے کلمہ شہادتین کے ساتھ یہ دعا بھی بیان کی ہے ❷ صاحب مشکوٰۃ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ حدیث عنوان صحاح (یعنی فصل اول) میں نہیں لانی چاہئے تھی کیونکہ یہ حدیث بخاری مسلم کی نہیں ہے' بلکہ جامع ترمذی کی ہے، اس لیے اسے عنوان حسان (یعنی فصل ثانی) میں ذکر کرنا چاہئے تھا ❸ یعنی اَنَّ مُحَمَّدًا سے پہلے کلمہ اشهد امام بغوی نے مصابیح میں ذکر کیا ہے لیکن جامع ترمذی میں اَنَّ سے پہلے کلمہ اشھد کا نہیں ہے۔

٢٩٠ - (١٠) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُّطِيْلَ غُرَّتَهٗ فَلْيَفْعَلْ.)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١٣٦ ومسلم حديث رقم (٣٥ ـ ٢٤٦) واحمد فی المسند ٢/ ٣٣٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میری امت قیامت کے دن بلائی جائے گی پیشانی اور اعضاء وضو کے آثار کی وجہ سے چمکتے ہوں گے تو جو شخص تم میں سے چاہے کہ اپنی پیشانی کی روشنی کو لمبا کرے ❶ تو وہ کرے۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پیشانی کے اوپر سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک خوب دھوئے اور پاؤں کی لمبائی یہ ہے کہ ٹخنے کے اوپر تک پاؤں دھوئے۔

٢٩١ - (١١) وَعَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوَضُوْءُ.)) (مسلم) (مسلم حديث رقم (٤٠ ـ ٢٥٠) والنسائی حديث رقم ١٤٩ واحمد فی المسند ٢/ ٣٧١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا زیور وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا ❶ پانی پہنچے گا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ امام نووی فرماتے ہیں کہ علماء نے اختلاف کیا ہے کہ مستحب کہاں تک دھونا ہے' بعض کہتے ہیں کہ کہنیوں اور ٹخنوں سے اوپر تک جتنا چاہے دھولے اس کی کوئی حد نہیں' اور بعض نے کہا ہے کہ آدھے بازو اور آدھی پنڈلی تک مستحب ہے' اس مسئلہ میں جو احادیث آئی ہیں وہ اس بات کی تائید کرتی ہیں اور بعض علماء مثلاً امام ابوالحسن بن بطال مالکی اور قاضی عیاض نے دعویٰ کیا ہے کہ کہنی اور ٹخنے سے بڑھانا بالاتفاق مستحب نہیں ہے' یہ دعویٰ باطل ہے' کیونکہ اس مسئلہ میں جو احادیث آئی ہیں وہ اس کے خلاف ہیں اور وہ حدیث جس میں مروی ہے کہ جس نے اس سے بڑھایا یا کم کیا تو برا کیا اور ظلم کیا اس سے مراد تعداد میں بڑھانا اور کم کرنا ہے۔ (نووی)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ (دوسری فصل)

۲۹۲- (۱۲) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((اِسْتَقِیْمُوْا وَلَنْ تُحْصُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ خَیْرَ اَعْمَالِکُمُ الصَّلٰوۃُ وَلَا یُحَافِظُ عَلَی الْوُضُوْءِ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔)) (رواہ مالک و مسند احمد و ابن ماجة والدارمی) (الموطا حدیث ۳۶ واحمد فی المسند ۵/ ۲۸۲ وابن ماجة حدیث رقم ۲۷۷ والدارمی حدیث رقم ۶۵۵)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدھے ❶ رہو اور تم سب نیکیوں کو نہ گھیر سکو گے ❷ اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں بہتر عمل نماز ہے اور وضو ❸ پر نہیں حفاظت کرتا مگر مومن۔'' (مالک' احمد' ابن ماجہ' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی عقائد و اعمال میں اتباع حق اور صراط مستقیم اور طریق سنت کی پیروی پر قائم رہو اور توحید و سنت سے میل کر کے شرک و بدعت کی طرف نہ جھکو (ابن ماجہ) ❷ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے علم ان لن تحصوہ یعنی تمام نیکیاں ہرگز پوری پوری ادا نہ کر سکو گے اس لئے نماز جو سب سے عمدہ اور افضل ہے اس کی زیادہ سے زیادہ احتیاط کرو ❸ وضو کی حفاظت یہ ہے کہ اکثر اوقات باوضو رہنا اور اس کے سنن اور مستحبات اور فرائض کو بخوبی ادا کرنا اور تکالیف اور سردی میں پوری طرح سے اعضاء وضو کو دھونا' حقیقت میں وضو بڑی نعمت ہے اور ایمان کو تازہ کرتا ہے۔

۲۹۳- (۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّأَ عَلٰی طُھْرٍ کُتِبَ لَہٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ۔)) (رواہ الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۵۹ وابوداود حدیث رقم ۶۲ وابن ماجة حدیث رقم ۵۱۲)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اس کے لئے دس ❶ نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: ترمذی کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام بغوی فرماتے ہیں وضو پر وضو کرنا مستحب ہے بشرطیکہ پہلے وضو سے نماز پڑھ چکا ہو' اس حدیث کا دارومدار عبدالرحمٰن بن زیاد افریقی پر ہے اور وہ ضعیف بھی ہے اور مدلس بھی۔ علاوہ ازیں اس کی سند میں ابوغطیف راوی مجہول الحال بھی ہے لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۲۹۴- (۱۴) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ الصَّلٰوۃُ وَمِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّھُوْرُ۔)) (رواہ احمد) (احمد فی المسند

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے۔'' (احمد)

۳/ ۳٤۰)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۲۹۵ - (۱۵) وَعَنْ شَبِيْبِ بْنِ اَبِي رَوْحٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ ((مَا بَالُ اَقْوَامٍ يُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا يُحْسِنُوْنَ الطُّهُوْرَ وَاِنَّمَا يُلَبِّسُ عَلَيْنَا قُرْآنَ اُولٰئِكَ۔)) (رواه النسائي) (النسائی حدیث رقم ۹٤۷ واحمد فی المسند ٥/ ۳٦۳)

شبیب بن ابی روح، رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھی اس میں آپ نے سورہ روم پڑھی' آپ پر متشابہ ہوا' پس جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ''لوگوں کا کیا حال ہے؟ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں وہ وضو اچھا نہیں کرتے اور یہی ❶ لوگ ہم پر قرآن مجید میں اشتباہ ڈالتے ہیں۔'' (نسائی)

حکم الحدیث: نسائی کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہم نشینی کا بہت اثر ہے لہٰذا اس حدیث سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہئے جو صحبت کے اثر سے غافل ہیں' اندازہ کیجئے کہ ادنیٰ سے صحابی کی غلطی سے جو اس نے وضو کے آداب یا سنن میں سے کی ہے اور آنحضرت ﷺ جیسی باکمال شخصیت اس سے متاثر ہوئی ہے' تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہر وقت فاسقوں اور بدعتیوں کی صحبت میں گرفتار ہیں، اعاذنا اللہ منہ

۲۹٦ - (۱٦) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ قَالَ عَدَّهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَدِي اَوْ فِي يَدِهِ قَالَ ((التَّسْبِيْحُ نِصْفُ الْمِيْزَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ يَمْلَاُهُ وَالتَّكْبِيْرُ يَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّوْمُ نِصْفُ الصَّبْرِ وَالطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ) (الترمذی حدیث رقم ۳۵۱۹ وقال حدیث حسن واحمد فی المسند ٥/ ۳٦۳)

ایک شخص ❶ سے' جو بنی سلیم سے تعلق رکھتا ہے روایت ہے' اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ میں یا اپنے ہاتھ میں ان کو شمار کیا، فرمایا: ''سبحان اللہ کہنا بھر دیتا ہے' آدھا میزان اور الحمد للہ کہنا بھر دیتا ہے اس کو اور اللہ اکبر کہنا بھر دیتا ہے اس چیز کو جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے' اور روزہ آدھا صبر ہے اور وضو آدھا ایمان ہے۔'' (ترمذی' کہا یہ حدیث حسن ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس صحابی کا نام اغر غفاری ہے رضی اللہ عنہ۔(استیعاب)

۲۹۷ - (۱۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ فَمَضْمَضَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ فِيْهِ وَاِذَا اسْتَنْثَرَ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ اَنْفِهٖ فَاِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ وَجْهِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ

سیدنا عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو اس کے منہ سے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب ناک جھاڑتا ہے تو اس کے ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں اور جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ

اَشْفَارِ عَيْنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ يَدَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ يَدَيْهِ فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهٖ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رَأْسِهٖ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ اُذُنَيْهِ فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتِ الْخَطَايَا مِنْ رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِ رِجْلَيْهِ ثُمَّ كَانَ مَشْيُهٗ اِلَى الْمَسْجِدِ وَصَلَاتُهٗ نَافِلَةً لَّهٗ۔ (رواه النسائی)

(الموطا حدیث رقم ۳۰ والنسائی حدیث رقم ۱۰۳ وابن ماجة حدیث رقم ۲۸۲ واحمد فی المسند ٤/ ۳٤۹)

نکلتے ہیں اس کی آنکھوں کی پلکوں کے نیچے سے بھی اور جب اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے ہاتھوں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی اور جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکلتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں کی طرف سے بھی اور جب وہ اپنے دونوں پاؤں دھوتا ہے تو اس کے دونوں پاؤں سے گناہ نکلتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی، پھر اس کا مسجد کی طرف چلنا اور اس کی نماز اس کے لئے زائد چیز ہوتی ہے۔'' ❶ (مالک، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی گناہ تو وضو کی وجہ سے بخشے گئے اب نماز محض درجات کی بلندی کا سبب ہوگی۔

۲۹۸ – (۱۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتَى الْمَقْبَرَةَ فَقَالَ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَا حِقُوْنَ وَدِدْتُّ اَنَّا قَدْ رَاَيْنَا اِخْوَانَنَا)) قَالُوْا اَوَلَسْنَا اِخْوَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَاِخْوَانُنَا الَّذِيْنَ لَمْ يَأْتُوْا بَعْدُ)) فَقَالُوْا كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ لَمْ يَأْتِ بَعْدُ مِنْ اُمَّتِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ((اَرَءَيْتَ اَنَّ رَجُلًا لَهٗ خَيْلٌ غُرٌّ مُّحَجَّلَةٌ بَيْنَ ظَهْرَیْ خَيْلٍ دُهْمٍ بُهْمٍ اَلَا يَعْرِفُ خَيْلَهٗ)) قَالُوْا بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((فَاِنَّهُمْ يَاْتُوْنَ غُرًّا مُّحَجَّلِيْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ وَاَنَا فَرَطُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ۔)) (**رواه مسلم**) (مسلم حدیث رقم (۳۹۔ ۲٤۹) والنسائی حدیث رقم ۱۵۰ واحمد فی المسند ۲/ ۳۰۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان آئے تو فرمایا: ''سلامتی ہو تم پر مومن قوم کے گھر والو! اور ہم بھی ان شاء اللہ تمہارے پاس آنے والے ہیں' اور میں تمنا رکھتا ہوں اس کی کہ دیکھیں ہم اپنے بھائیوں کو'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: کیا ہم آپ کے بھائی نہیں اے اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: ''تم میرے صحابی ہو ❶ اور ہمارے بھائی وہ ہیں جو ابھی تک نہیں آئے' تو صحابہ نے کہا' اے اللہ کے رسول! آپ ان لوگوں کو اپنی امت میں سے کس طرح پہچانیں گے جو ابھی تک نہیں آئے؟ آپ نے فرمایا: ''مجھے بتاؤ اگر ایک شخص کے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے گھوڑے انتہائی سیاہ گھوڑوں کے درمیان ہوں تو کیا وہ اپنے گھوڑوں کو نہیں پہچانے گا؟'' صحابہ نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہاں ضرور پہچانے گا، آپ نے فرمایا: ''بے شک میری امت قیامت کے دن سفید پیشانی کے ساتھ آئے گی اور میں حوض کوثر پر ان کا انتظار کرنے والا ہوں گا۔'' (مسلم)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے یہ مطلب نہیں کہ تم بھائی نہیں ہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ تمہارا درجہ بھائی بننے سے زیادہ ہے، تم صحابی بھی ہو اور بھائی بھی اور جو لوگ ابھی پیدا نہیں ہوئے وہ صرف بھائی ہیں، صحابی نہیں۔ (نووی)

۲۹۹- (۱۹) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّؤْذَنُ لَهٗ اَنْ یَّرْفَعَ رَأْسَهٗ فَاَنْظُرُ اِلٰی مَابَیْنَ یَدَیَّ فَاَعْرِفُ اُمَّتِی مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَمِنْ خَلْفِیْ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ یَّمِیْنِی مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ شِمَالِی مِثْلَ ذٰلِكَ)) فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ تَعْرِفُ اُمَّتَكَ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ فِیْمَا بَیْنَ نُوْحٍ اِلٰی اُمَّتِكَ قَالَ ((هُمْ غُرٌّ مُّحَجَّلُوْنَ مِنْ اَثَرِ الْوُضُوْءِ لَیْسَ اَحَدٌ كَذٰلِكَ غَیْرُهُمْ وَاَعْرِفُهُمْ اَنَّهُمْ یُؤْتَوْنَ كُتُبَهُمْ بِاَیْمَانِهِمْ وَاَعْرِفُهُمْ تَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ ذُرِّیَّتُهُمْ۔))

(رواہ احمد) (احمد فی المسند ۵/ ۱۹۹)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان لوگوں میں سے میں پہلا شخص ہوں جن کو قیامت کے دن سجدہ کرنے کا اذن دیا جائے گا اور میں ان لوگوں میں سے پہلا شخص ہوں جن کو اذن دیا جائے گا کہ اپنا سر اٹھائیں ❶ تو میں اپنے آگے دیکھوں گا اور میں اپنی امت کو (دوسری) امتوں کے درمیان پہچان لوں گا اور اپنے پیچھے اپنے دائیں اور اپنے بائیں اسی طرح' ❷ تو ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! آپ اپنی امت کو ان امتوں کے درمیان جو نوح علیہ السلام سے لے کر آپ کی امت تک ہوئی ہیں کس طرح پہچانیں گے' آپ نے فرمایا: ''وہ وضو کے نشان کی وجہ سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے اس طرح سے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوگا اور میں ان کو اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ وہ اپنے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے ❸ اور اس وجہ سے بھی پہچان لوں گا کہ ان کے آگے ان کی (فوت شدہ) چھوٹی اولاد دوڑتی ہوگی۔'' (احمد)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم عام شفاعت کرنے والے کی اجازت کے لیے جب بارگاہ الٰہی میں سجدہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! سر اٹھا جو کچھ چاہتا ہے تجھے دیا جائے گا پھر آپ سر اٹھائیں گے، یہاں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

❷ مطلب یہ ہے کہ میں ہر طرف اپنی امت دیکھوں گا اس میں اشارہ ہے کہ آپ کی امت بے شمار ہوگی اور وہ مختلف مراتب میں ہوں گی

❸ اس سے معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جانے میں دیگر امتوں کے علاوہ کوئی خاص نمایاں شان ہوگی جو کسی دوسرے نبی کی امت کو نہیں ملے گی ورنہ قیامت کے روز ہر نبی کی نیک امت کو دائیں ہاتھ میں اعمال نامے دیئے جائیں گے۔

باب مایوجب الوضوء

وضو کو واجب کرنے والی چیزوں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۰۰- (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ﷺ ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۳۵ ومسلم حدیث رقم (۲۔ ۲۲۵) وابوداود حدیث رقم ۶۰)

فرمایا: ''جس شخص کا وضوٹوٹ جائے تو پھر جب تک وہ وضو نہ کر لے ❶ اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وضو نماز کے لئے شرط ہے اور بلا وضو نماز صحیح نہ ہوگی (نووی)

۳۰۱ - (۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَّلَاصَدَقَۃٌ مِّنْ غُلُوْلٍ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۔ ۲۲۴) والترمذی حدیث رقم ۱ وابن ماجة حدیث رقم ۲۷۲)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز بغیر وضو کے قبول نہیں کی جاتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔'' (مسلم)

۳۰۲ - (۳) وَعَنْ عَلِیٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ کُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَکُنْتُ اَسْتَحْیِیْ اَنْ اَسْأَلَ النَّبِیَّ ﷺ لِمَکَانِ ابْنَتِہٖ فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَہٗ فَقَالَ ((یَغْسِلُ ذَکَرَہٗ وَیَتَوَضَّأُ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۳۲ ومسلم حدیث رقم (۱۷۔ ۳۰۳)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں وہ شخص ہوں کہ جس کی مذی ❶ بہت نکلتی ہے، میں نے نبی ﷺ سے اس مسئلہ کے پوچھنے میں شرم محسوس کی اس لئے کہ آپ کی بیٹی میرے نکاح میں تھی، میں نے مقداد کو کہا، اس نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''دھوڈالے اپنی شرم گاہ کو اور وضو کرے۔'' ❷ (بخاری۔ مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مذی وہ لیس دار رطوبت ہے جو شہوت شروع ہونے پر ذکر سے نکلتی ہے اور اس کے نکلنے سے شہوت اور زیادہ تیز ہو جاتی ہے اور منی وہ غلیظ پانی ہے جو کود کر شہوت کے ساتھ نکلتا ہے اس کے نکلتے ہی خواہش کم ہو جاتی ہے اور ودی وہ پانی ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے ❷ یعنی مذی نکلنے سے وضو لازم آتا ہے غسل نہیں۔

۳۰۳ - (۴) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((تَوَضَّؤُوْا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ)) (رَوَاہُ مُسْلِمٌ) (مسلم حدیث رقم (۳۵۲) والترمذی حدیث رقم ۷۹)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اس چیز کے کھانے سے وضو کرو جس کو آگ نے پکایا ہے۔'' (مسلم) امام محی السنہ نے کہا یہ حکم منسوخ ہے ابن عباس کی حدیث سے۔

۳۰۴ - (۵) قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَکَلَ کَتِفَ شَاۃٍ ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۲۰۷ ومسلم حدیث رقم ۹۱-۳۵۴ و ابوداود حدیث رقم ۱۹۰ واحمد فی المسند ۱/ ۲۶۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہ کیا۔ (بخاری، مسلم)

۳۰۵ - (۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے

رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْغَنَمِ قَالَ ((اِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا تَتَوَضَّأْ)) قَالَ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ قَالَ ((نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُحُوْمِ الْاِبِلِ)) قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ ((نَعَمْ)) قَالَ اُصَلِّیْ فِیْ مَبَارِکِ الْاِبِلِ قَالَ ((لَا)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۹۷۔ ۳۶۰) واحمد فی المسند ۵/ ۸۶)

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا ہم بکری کا گوشت کھانے سے وضو کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اگر چاہے تو وضو کر اور اگر چاہے تو وضو نہ کر'' ❶ اس نے کہا' کیا ہم اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کریں؟ آپ نے فرمایا: ''اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو کر'' ❷ اس نے کہا' کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' اس نے کہا' کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ❸ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یہاں وضو سے مراد چکنائی دور کرنے کے لئے ہاتھ منہ دھونا ہے اور یہ سنت ہے اس کو وضوءِ طعام کہتے ہیں اس صورت میں اس حدیث کو منسوخ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے (مرعاۃ) ❷ امام احمد کے نزدیک اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو ضروری ہے اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا' ان کے نزدیک وضو سے مراد منہ ہاتھ دھونا ہے کیونکہ اونٹ کے گوشت میں بنسبت بکری کے گوشت کے چکنائی زیادہ ہوتی ہے ❸ اس لئے کہ اونٹوں کے بھاگنے اور لات مارنے کا خوف رہتا ہے جس سے نماز میں اطمینان نہیں ہوتا بخلاف بکریوں کے کہ وہ بیچاری کمزور ہوتی ہیں۔

۳۰۶- (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((اِذَا وَجَدَ اَحَدُکُمْ فِیْ بَطْنِہٖ شَیْئًا فَاَشْکَلَ عَلَیْہِ اَخَرَجَ مِنْہُ شَیْءٌ اَمْ لَا فَلَا یَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْ یَجِدَ رِیْحًا۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۹۹۔ ۳۶۲) وابوداود حدیث رقم ۱۷۷ واحمد فی المسند ۲/ ۴۱۴)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے پیٹ میں خلش پائے اور اس کو شک ہو کہ اس کے پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں (یعنی ہوا خارج ہوئی ہے یا نہیں) تو وہ مسجد سے نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بدبو پائے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ غرض اس سے یہ ہے کہ جب تک ہوا نکلنے کا یقین نہ ہو محض پیٹ میں خلش پیدا ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا' امام نووی فرماتے ہیں یہ حدیث اسلام کے اصولوں میں سے ایک اصول ہے' وہ یہ کہ وہ چیز جس کے وجود کا یقین ہو وہ شک سے رفع نہیں ہو سکتی جیسے طہارت جو یقینی بھی محض اشتباہ سے ختم نہیں ہو سکتی۔ (نووی)

۳۰۷- (۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ((اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضْمَضَ)) وَقَالَ ((اِنَّ لَہٗ دَسَمًا۔)) (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ۲۱۱ ومسلم ۱/ ۲۷۴ حدیث رقم (۹۵۔ ۳۵۸) والترمذی حدیث رقم ۸۹)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا' پس کلی کی اور فرمایا: ''بے شک اس کے لئے چکنائی ❶ ہے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ چکنی چیز کھانے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے۔

٣٠٨- (٩) وَعَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوْءٍ وَاحِدٍ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ تَكُنْ تَصْنَعُهٗ فَقَالَ ((عَمْدًا صَنَعْتُهٗ يَا عُمَرُ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٨٦- ٢٧٧) وابوداود حديث رقم ١٧٢ والترمذي حديث رقم ٦١)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فتح مکہ کے دن ایک وضو کے ساتھ کئی نماز پڑھیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا' تو عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا آپ نے آج ایسا کام کیا ہے جس کو آپ نے کبھی بھی نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: ''عمر! میں نے قصداً ایسا کیا ہے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پانچوں نمازیں ایک وضوء سے میں نے قصداً پڑھی ہیں تا کہ لوگ ان کا جائز ہونا معلوم کر لیں۔

٣٠٩- (١٠) وَعَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ اَنَّهٗ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِيَ اَدْنٰى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّيَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (رواه البخاري) (البخاري حديث رقم ٢٠٩ وابن ماجة حديث رقم ٤٩٢)

سیدنا سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح خیبر کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب آپ صہبا مقام میں پہنچے اور جبکہ خیبر نزدیک تھا تو عصر کی نماز پڑھی' پھر آپ نے توشہ منگوایا' پس نہ لایا گیا مگر ستو' تو آپ نے حکم کیا اس کے متعلق پس گھولے گئے' تو کھایا رسول اللہ ﷺ نے اور کھایا ہم نے، پھر آپ مغرب کی نماز کے لیے کھڑے ہوئے' تو آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی' پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ (دوسری فصل)

٣١٠- (١١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا وُضُوْءَ اِلَّا مِنْ صَوْتٍ اَوْرِيْحٍ.)) (رواه احمد والترمذي) (احمد في المسند ٢/ ٤٧١ والترمذي حديث رقم ٧٤ وابن ماجة حديث رقم ٥١٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں وضو واجب ہوتا مگر آواز سننے سے یا بو (معلوم کرنے ❶ سے)۔'' (احمد، ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک کہ یقین نہ ہو اور جب یقین ہو جائے خواہ آواز یا بو نہ بھی معلوم ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

٣١١- (١٢) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ ((مِنَ الْمَذْيِ الْوُضُوْءُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ سے مذی کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: ''مذی

وَمِنَ الْمَنِيِّ الْغُسْلُ۔)) (رواہ الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۱۱٤ وقال حدیث حسن صحیح)

نکلنے سے وضو ہے اور منی نکلنے سے غسل ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

۳۱۲- (۱۳) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُوْرُ وَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَ تَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) (ابو داود حدیث رقم ٦١ والترمذی حدیث رقم ٣ وقال اصح شیء فی ھذا الباب واحسن)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کی کنجی وضو ہے اور اس کی تحریم تکبیر ❶ ہے اور اس کی تحلیل سلام ہے۔'' (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تکبیر کہنے سے نماز شروع ہو جاتی ہے اور کھانا پینا اور نماز کے منافی سب کام نمازی پر حرام ہو جاتے ہیں اور سلام پھیرتے ہی وہی چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو تکبیر کہنے سے حرام ہوئی تھیں' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام پھیرنا فرض ہے بلا سلام پھیرے سے نماز نہیں ہوتی' امام شافعی' امام مالک اور امام احمد رحمھم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

۳۱۳- (۱٤) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ وَعَنْ اَبِي سَعِيْدٍ۔ (ابن ماجة حدیث رقم ٢٧٥ وعن ابی سعید حدیث رقم ٢٧٦)

اور ابن ماجہ نے اس کو علی اور ابو سعید رضی اللہ عنہما سے۔

۳۱٤- (۱٥) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ طَلْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ وَلَا تَأْتُوا النِّسَآءَ فِي اَعْجَازِ هِنَّ۔)) (رواہ الترمذی و ابوداؤد) (ابو داود حدیث رقم ٢٠٥ والترمذی حدیث رقم ١١٦٦)

سیدنا علی بن طلق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بے وضو ہو تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور تم عورتوں سے ان کی مقعدوں ❶ (پاخانہ کی جگہ) میں جماع نہ کرو۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

فوائد الحدیث: ❶ جب آپ نے ہوا کا ذکر کیا کہ یہ طہارت اور قرب الٰہی کو دور کر دیتی ہے تو طہارت اور قرب الٰہی کو دور کرنے میں جو سب سے بری چیز تھی اس کو بھی بیان کر دیا یعنی عورتوں سے ان کی مقعدوں سے جماع کرنا نہایت غلاظت اور لعنت الٰہی کا سبب ہے۔ (لمعات)

۳۱٥- (۱٦) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((اِنَّمَا الْعَيْنَانِ وِكَاءُ السَّهِ فَاِذَا نَامَتِ الْعَيْنُ اسْتَطْلَقَ الْوِكَاءُ۔)) (رواہ الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ٧٢٢ واحمد فی المسند ٤/ ٩٧)

سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً آنکھیں مقعد (دبر) کی سربند ہیں، پس جب آنکھ سو جاتی ہے تو سربند کھل جاتا ہے۔'' (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۱۶- (۱۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((وِكَاءُ السَّهِ الْعَيْنَانِ فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (رواه ابو داوٗد) وَقَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ هٰذَا فِي غَيْرِ الْقَاعِدِ لِمَا صَحَّ۔ (ابو داود حدیث رقم ۲۰۳ وابن ماجة حدیث رقم ۱۶۱ واحمد فی المسند ۱/ ۱۱۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مقعد (دبر) کا سر بند دو آنکھیں ہیں، پس جو شخص سو گیا اس کو وضو کرنا چاہیے۔'' (ابوداؤد) اور شیخ امام محی السنہ نے کہا یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہے جو بیٹھنے والا نہیں اس لئے کہ صحیح ثابت ہوا ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے۔

۳۱۷- (۱۸) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَآءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ ثُمَّ يُصَلُّوْنَ وَلَا يَتَوَضَّأُوْنَ۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَ فِيْهِ يَنَامُوْنَ بَدَلَ يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ۔) (ابوداود حدیث رقم ۲۰۰ والترمذی حدیث رقم ۷۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ عشاء کی نماز کا انتظار کرتے یہاں تک کہ ان کے سر جھک جاتے پھر وہ نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ (ابوداؤد، ترمذی) مگر ترمذی نے ذکر کیا ہے لفظ يَنَامُوْنَ بدلے يَنْتَظِرُوْنَ الْعِشَاءَ حَتّٰى تَخْفِقَ رُؤُوْسُهُمْ کے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۱۸- (۱۹) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِنَّ الْوُضُوْءَ عَلٰى مَنْ نَامَ مُضْطَجِعًا فَإِنَّهُ إِذَا اضْطَجَعَ اسْتَرْخَتْ مَفَاصِلُهُ۔)) (رواه الترمذی و ابو داوٗد) (ابو داود حدیث ۲۰۲، الترمذی حدیث رقم ۷۷ واحمد فی المسند ۱/ ۲۵۶)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک وضو اس شخص پر ہے جو لیٹ کر سو جائے کیونکہ بے شک وہ جب لیٹتا ہے تو اس کے جوڑ ڈھیلے ❶ ہو جاتے ہیں۔'' (ترمذی، ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ منکر روایت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس لئے کہ جب آدمی سوتا ہے تو اختیار ختم ہو جاتا ہے اور جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ہوا نکلنے کا گمان ہوتا ہے اسی گمان کی وجہ سے وضو ٹوٹتا ہے اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ مطلق نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ لیٹ کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی مسلک زیادہ اولیٰ ہے۔

۳۱۹- (۲۰) وَعَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (رواه الموطا و احمد و

سیدہ بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اسے وضو کرنا چاہیے۔'' (مالک، احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی،

ابوداوٗد و الترمذی و النسائی و ابن ماجه و الدارمی) (مالك ١/ ٤٢ حديث رقم ٥٨ واحمد ٦/ ٤٠٦ وابوداود حديث رقم ١٨١)

ابن ماجہ، دارمی)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

٣٢٠- (٢١) وَعَنْ طَلْقِ بِنِ عَلِيٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الرَّجُلِ ذَكَرَهُ بَعْدَ مَايَتَوَضَّأُ قَالَ ((وَهَلْ هُوَ اِلَّا بُضْعَةٌ مِّنْهُ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُ وَ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِ السُّنَةِ هٰذَا مَنْسُوْخٌ لِاَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ اَسْلَمَ بَعْدَ قُدُوْمِ طَلْقٍ۔) (ابوداود حديث ١٨٢ والترمذى حديث رقم ٨٥ وقال احسن شيء روى فى هذا الباب واخرج الترمذى حديث رقم ٤٨٣ واحمد فى المسند ٤/ ٢٢)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا جب کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو وضو کے بعد ہاتھ لگائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "نہیں ہے وہ مگر اس کے بدن کا ایک ٹکڑا۔" ❶ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ نے بھی اسی طرح روایت کیا) شیخ محی السنہ نے کہا یہ منسوخ ❷ ہے اس لئے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ طلق بن علی رضی اللہ عنہ کے آنے کے بعد مسلمان ہوئے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ٹکڑا اس کے بدن کا۔ ❷ منسوخ الخ علاوہ ازیں طلق کی حدیث کے منسوخ ہونے کی دوسری دلیل یہ ہے کہ خود طلق بن علی سے روایت ہے کہ جو شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو وہ وضو کرے طبرانی نے اسے صحیح کہا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس نے اس حدیث کو جس میں وضو کے ٹوٹنے کا ذکر ہے پہلے سنا ہے اور بعد ازاں اس حدیث کو سنا ہے' اس صورت میں طلق کی حدیث بسرہ کی حدیث کے موافق ہو گی' پھر طلق کی یہ حدیث اس کے بیٹے قیس سے مروی ہے، امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ وغیرہ نے اسے غیر معتبر اور نا قابل اعتبار قرار دیا ہے مزید تفصیل نیل الاوطار اور تحفۃ الاحوذی میں ہے۔

٣٢١- (٢٢) وَقَدْرَوَى اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا اَفْضَى اَحَدُكُمْ بِيَدِهِ اِلَى ذَكَرِهِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ فَلْيَتَوَضَّأْ۔)) (رَوَاهُ الشَّافِعِيُ وَالدَّارَ قُطْنِيُّ۔ (الشافعى فى مسنده والدار قطنى حديث رقم ٦ من باب ما روى فى لمس القبل والدبر واحمد ٢/ ٣٣٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی ایک اپنے ہاتھ کو اپنی شرم گاہ کی طرف پہنچائے کہ اس کے اور اس کی شرم گاہ کے درمیان کوئی چیز نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ وضو کرے۔" (شافعی، دار قطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٣٢٢- (٢٣) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ بُسْرَةَ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ((لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا شَيْءٌ)) (ليس فى النسائى

اس کو نسائی نے بسرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، مگر نسائی نے اس جملہ کو ذکر نہیں کیا "اس کے درمیان اور اس کے ذکر کے

((اذا افضی)) انما ما اخرجه عن سیرة ((اذا مس احدکم ذکرہ......)) حدیث رقم ١٦٣)

درمیان کوئی کپڑا وغیرہ نہیں ہے۔''

٣٢٣- (٢٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُقَبِّلُ بَعْضَ أَزْوَاجِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ وَلَا يَتَوَضَّأُ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا بِحَالِ إِسْنَادِ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ وَأَيْضًا إِسْنَادُ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْهَا وَقَالَ أَبُوْدَاوُدَ هٰذَا مُرْسَلٌ وَإِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ لَمْ يَسْمَعْ عَنْ عَآئِشَةَ۔ (ابوداود حدیث رقم ١٧٩ والترمذی حدیث رقم ٨٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کا بوسہ لیتے' پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔ ❶ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا: ہمارے اصحاب ❷ کے نزدیک عروة ❸ عن عائشة کی سند کا حال اور ابراہیم التیمی عن عائشة کی سند کا حال صحیح نہیں ہے۔ اور ابوداؤد نے کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ ابراہیم تیمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا۔

حکم الحدیث: اس کی سند مرسل ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی عمدہ مذہب ہے۔
❷ یعنی محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین ❸ اس لئے کہ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا کی روایت حبیب بن ابی ثابت کے طریق سے منقول ہے اور حبیب نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا' لہٰذا یہ حدیث منقطع ہے اور انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے اور ابراہیم تیمی کی روایت کا حال خود مصنف نے بیان کردیا ہے کہ ابراہیم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہیں سنا' علاوہ ازیں ابرہیم صغار تابعین میں سے مدلس راوی ہے (مرقاۃ)

٣٢٤- (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَكَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كَتِفًا ثُمَّ مَسَحَ يَدَهٗ بِمَسْحٍ كَانَ تَحْتَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى۔ (رواه ابوداؤد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ١٨٩ وابن ماجة حدیث رقم ٤٨٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کا ایک شانہ کھایا پھر اپنا ہاتھ اس ٹاٹ کے ساتھ صاف کیا ❶ جو آپ کے نیچے بچھی ہوئی تھی، پھر آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ اگر چکنائی وغیرہ ہاتھ اور منہ کو نہ لگے تو ہاتھ اور منہ کو دھونا بھی ضروری نہیں ہے (مرعاۃ)

٣٢٥- (٢٦) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ قَرَّبْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ جَنْبًا مَشْوِيًّا فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ۔ (رواه احمد) (احمد فی المسند ٦/ ٣٠٧ والترمذی حدیث رقم ١٨٢٩ وقال حسن صحیح غریب من هذا الوجه)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بکری کا ایک بھنا ہوا پہلو لے گئی، آپ ﷺ نے اس سے کھایا' پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور وضو نہ کیا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ (تیسری فصل)

٣٢٦- (٢٧) وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ اَشْهَدُ لَقَدْ كُنْتُ اَشْوِیْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٩٤-٣٥٧)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا' میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری کے پیٹ کا گوشت ❶ بھونتا (اور آپ کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہیں کرتے تھے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو چیز پیٹ میں ہوتی ہے مثلاً دل اور کلیجی وغیرہ۔

٣٢٧- (٢٨) وَعَنْهُ قَالَ اُهْدِيَتْ لَهٗ شَاةٌ فَجَعَلَهَا فِی الْقِدْرِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا هٰذَا يَا اَبَا رَافِعٍ)) فَقَالَ شَاةٌ اُهْدِيَتْ لَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَطَبَخْتُهَا فِی الْقِدْرِ فَقَالَ ((نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ يَا اَبَا رَافِعٍ)) فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ ((نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ)) فَنَاوَلْتُهُ الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ ثُمَّ قَالَ ((نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ الْاٰخَرَ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((اِنَّمَا لِلشَّاةِ ذِرَاعَانِ)) فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَكَتَّ لَنَا وَلْتَنِیْ ذِرَاعًا فَذِرَاعًا مَا سَكَتَّ ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ فَاهُ وَغَسَلَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثُمَّ عَادَ اِلَيْهِمْ فَوَجَدَ عِنْدَهُمْ لَحْمًا بَارِدًا فَاَكَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً. (رَوَاهُ اَحْمَدُ) (احمد فی المسند ٦/ ٣٩٢)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا' اس کے ❶ پاس تحفہ کے طور پر بکری بھیجی گئی' میں نے اس کو ہانڈی میں ڈالا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''ابورافع یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! بکری ہمارے لئے تحفہ بھیجی گئی ہے اور میں نے اس کو ہانڈی میں پکالیا' آپ نے فرمایا: ''ابورافع ایک بازو مجھ کو بھی دو'' چنانچہ میں نے آپ کو بھی ایک بازو دے دیا' پھر آپ نے فرمایا: ''ایک بازو اور دو، میں نے آپ کو دوسرا بازو بھی دے دیا، پھر آپ نے فرمایا ایک بازو اور دو'' کہا' یارسول اللہ بکری کے تو دو ہی بازو ہوتے ہیں ❷ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع سے فرمایا: ''خبر دار! اگر تو خاموش رہتا ❸ تو تو مجھ کو بازو پر بازو دیتا چلا جاتا جب تک کہ خاموش رہتا'' پھر آپ نے پانی منگوایا' پس اپنا چہرہ دھویا اور کلی کی اور پوری انگلیاں دھوئیں' پھر کھڑے ہوئے' پس نماز پڑھی اور پھر ان کی طرف ❹ لوٹے' پس ان کے پاس ٹھنڈا گوشت پایا' پس آپ نے کھایا اس میں سے' پھر مسجد میں گئے اور نماز پڑھی اور پانی استعمال نہیں کیا۔'' ❺ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی میرے پاس، ابورافع نے اپنے آپ کو غائب سے تعبیر کیا ہے ❷ یعنی دونوں ہی دے چکا ہوں اور کہاں سے لاؤں ❸ یعنی اگر خاموش رہتا تو اللہ تعالیٰ میرے معجزے کے طور پر بے شمار بازو پیدا کرتا جاتا، اب جب کہ تو نے جواب دے دیا کہ ختم ہو گئے، ان کے جواب سے شاید اس لئے ختم ہو گئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ جو بارگاہ الٰہی میں تھی اس میں کچھ فرق آ گیا ہو گا واللہ اعلم۔ (مرقاۃ)
❹ یعنی ابورافع اور ان کے اہل کی طرف۔ ❺ یعنی وضو نہیں کیا اور نہ کلی کی۔

٣٢٨- (٢٩) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ اِلَى آخِرِهٖ۔ (الدارمي حديث رقم ٤٤ واحمد في المسند ٢/ ٤٨)

اور دارمی نے ابوعبید سے روایت کیا مگر دارمی نے ان الفاظ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ کو آخر تک ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٣٢٩- (٣٠) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُبَيٌّ وَاَبُوْ طَلْحَةَ جُلُوْسًا فَاَكَلْنَا لَحْمًا وَخُبْزًا ثُمَّ دَعَوْتُ بِوَضُوْءٍ فَقَالَا لِمَ تَتَوَضَّأُ فَقُلْتُ لِهٰذَا الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْنَا فَقَالَا اَتَتَوَضَّأُ مِنَ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يَتَوَضَّأْ مِنْهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ۔ (رواه احمد) (احمد في المسند ٤/ ٣٠)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں، ابوطلحہ اور ابی بن کعب ہم سب بیٹھے ہوئے تھے تو ہم نے گوشت اور روٹی کھائی پھر میں نے وضو کے لئے پانی منگوایا تو ابوطلحہ اور ابی بن کعب نے کہا، وضو کیوں کرتے ہو؟ میں نے کہا اس کھانے کی وجہ سے کہ جو ہم نے کھایا ہے، تو ان دونوں نے کہا: کیا پاک چیزوں کے کھانے سے وضو کرتے ہو، حالانکہ ان چیزوں کو کھا کر اس ذات نے وضو نہیں کیا جو تم سے بہتر ہے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم)۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند جید ہے۔

٣٣٠- (٣١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ قُبْلَةُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَجَسُّهَا بِيَدِهٖ مِنَ الْمُلَامَسَةِ وَمَنْ قَبَّلَ امْرَاَتَهٗ اَوْجَسَّهَا بِيَدِهٖ فَعَلَيْهِ الْوُضُوْءُ۔ (رواه الموطا والشافعي) (الموطا كتاب الطهارة حديث رقم ٦٤ والشافعي في مسنده)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کہ مرد کا اپنی عورت کا بوسہ لینا اور اس کو ہاتھ سے چھونا ملامسہ ❶ سے ہے اور جو شخص اپنی عورت کا بوسہ لے یا اس کو ہاتھ سے چھوئے تو اس پر وضو لازم ہے۔ (مالک، شافعی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی قرآن مجید میں جو مذکور ہے کہ فلاں چیز سے وضو لازم آتا ہے ان میں سے یہ بھی ہے ﴿ اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ ﴾ لہٰذا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عورت کا بوسہ لینا یا ہاتھ لگانا یہ بھی ملامسہ میں داخل ہے۔

٣٣١- (٣٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنْ قُبْلَةِ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ الْوُضُوْءُ۔ (رواه الموطا) (الموطا كتاب الطهارة حديث رقم ٦٥)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہا کرتے تھے کہ مرد کا اپنی عورت کا بوسہ لینے سے وضو لازم آتا ہے۔ (مالک)

حکم الحدیث: امام بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ اس معنی کو بیان کیا ہے۔

٣٣٢- (٣٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الْقُبْلَةَ مِنَ الْمَسِّ فَتَوَضَّأُوْا مِنْهَا۔ (رَوَاهُ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا بے شک مرد کا اپنی عورت کا بوسہ لینا لمس میں داخل ہے، تو

الدَّارَقُطْنِیُّ) (الدار قطنی حدیث ۳۷ باب صفة ماینقض الوضوء)

بوسہ لینے کے بعد وضو کیا کرو ❶ (دارقطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یہ تمام صحابہ کرام کے فتاوٰی ہیں جو مرفوع حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور مرفوع حدیث میں ہے کہ عورت کا بوسہ لینے اور ہاتھ لگانے سے وضو لازم نہیں آتا۔ فافہم

۳۳۳- (۳۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَنْ تَمِیْمٍ الدَّارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْوُضُوْءُ مِنْ کُلِّ دَمٍ سَائِلٍ)) رَوَاهُ الدَّارَ قُطْنِیُّ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ لَمْ یَسْمَعْ مِنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ وَلَارَآهُ وَ یَزِیْدُ بْنُ خَالِدٍ وَ یَزِیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ مَجْهُوْلَانِ۔ (الدار قطنی حدیث رقم ۲۷ باب الوضوء من الخارج)

عمر بن عبد العزیز ❶ تمیم داری سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو لازم آتا ہے ہر بہنے والے خون سے“ ❷ دارقطنی نے روایت کیا اور دارقطنی نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری سے نہیں سنا اور نہ اسے دیکھا اور یزید بن خالد اور یزید بن محمد یہ دونوں راوی مجہول ہیں۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عمر بن عبدالعزیز مروان کے پوتے ہیں جو نہایت عابد متقی اور نیک سیرت تھے رحمۃ اللہ علیہ اور تمیم داری صحابی ہیں ❷ بہنے والے خون سے الخ بعض علماء نے اس حدیث کی رو سے بہنے والے خون کو ناقض وضو کہا ہے لیکن یہ حدیث ثابت نہیں ہے کیونکہ عمر بن عبدالعزیز نے تمیم داری کو دیکھا ہے نہ ان سے کچھ سنا ہے گویا یہ حدیث مرسل ہے، علاوہ ازیں اس کی سند میں دو اور راوی یزید بن خالد اور یزید بن محمد مجہول اور ضعیف ہیں، غرض اس باب میں کوئی صحیح حدیث موجود نہیں بلکہ اس کے خلاف ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو جب خنجر لگا تو آپ خون میں لت پت تھے آپ نے اسی حالت میں نماز پڑھی، عباد بن بشیر کو نماز میں تیر لگے ان کا خون بہتا تھا لیکن وہ بدستور نماز پڑھتے رہے، پھر انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں واقعہ پیش کیا تو آپ نے اس پر سکوت فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ خون سیال ناقض وضو نہیں ہے۔

بَابُ اٰدَابِ الْخَلَاءِ

پاخانہ کے آداب کا بیان

الفصل الاول

۳۳۴- (۱) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰکِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّةِ رَحِمَهُ

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیت الخلاء میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پیٹھ، لیکن مشرق ❶ کی طرف یا مغرب کی طرف۔“ (بخاری، مسلم) اور شیخ امام محی الدین نے کہا کہ یہ حدیث

اللّٰهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ فِي الصَّحْرَآءِ وَاَمَّا فِي الْبُنْيَانِ فَلَا بَاْسَ لِمَا رُوِیَ۔ (البخاری حدیث رقم ۳۹٤ ومسلم حدیث رقم ۵۹-۲٦٤ وابوداود حدیث رقم ۹)

جنگل کے بارے میں ہے لیکن عمارتوں ❷ میں کوئی مضائقہ نہیں اس لئے کہ روایت کی گئی۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ خطاب مدینہ والوں کے لئے ہے کیونکہ ان کا قبلہ جنوب کی طرف ہے اور اس طرف کے شہر والوں کو مشرق اور مغرب کی طرف منہ اور پیٹھ نہیں کرنی چاہیے۔ ❷ یعنی اس کا حکم

۳۳۵- (۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ ارْتَقَيْتُ فَوْقَ بَيْتِ حَفْصَةَ لِبَعْضِ حَاجَتِيْ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْضِيْ حَاجَتَهٗ مُسْتَدْبِرَا لْقِبْلَةِ مُسْتَقْبِلَ الشَّامِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱٤۸ ومسلم حدیث رقم (٦۲۔ ۲٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اپنے کسی کام کے لیے حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ قبلہ کی طرف پیٹھ کئے ہوئے اور شام کی طرف منہ کئے ہوئے اپنی حاجت پوری کر رہے تھے۔'' ❶ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف پشت کر کے گھر میں پائخانہ کرنا درست ہے' اس مسئلہ میں بھی اختلاف ہے امام شوکانی نے اس مذہب کو ترجیح دی ہے کہ پائخانہ کرتے وقت جبکہ طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا جنگل میں منع ہے نہ کہ آبادیوں میں' اور یہی جمہور کا قول ہے (نیل الاوطار)

۳۳٦- (۳) وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ نَهَانَا يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَآئِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث (۵۷۔ ۲٦۲) وابوداود حدیث رقم ۷ والترمذی حدیث رقم ۱٦)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم پائخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا استنجاء کریں دائیں ہاتھ کے ساتھ یا استنجاء کریں ہم تین پتھروں سے کم کے ساتھ یا ہم استنجاء کریں لید ❶ سے یا ہڈی ❷ سے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ خواہ آدمی کی ہو یا جانور کی۔ ❷ شوکانی نے کہا اور ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ یہ جنوں کا طعام ہے اور اس میں خبردار کیا ہے کہ جو چیز کھانے کی ہے اس کے ساتھ استنجا کرنا جائز نہیں ہے اور اس کے ساتھ ادب والی چیزیں ملحق ہیں جیسے علم کی کتب کے اوراق اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ تین ڈھیلوں سے کم کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۳۷- (٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱٤۲ مسلم حدیث (۱۲۲۔ ۳۷۵) وابوداود حدیث رقم ٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے ❶ تو فرماتے ❷ ''یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ساتھ ناپاک جنوں سے اور ناپاک جنیوں سے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی داخل ہونے کا ارادہ کرتے۔

❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیت الخلاء میں پائخانہ کے لئے جائے تو داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لے اور اگر جنگل میں جائے تو عین وقت ارادہ کے، یعنی جس وقت دامن وغیرہ سمیٹ کر بیٹھنے لگے تو اس وقت پڑھے۔

٣٣٨- (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ فَقَالَ ((إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ)) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ ((لَا يَسْتَنْزِهُ مِنَ الْبَوْلِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً قَالُوا)) يَارَسُولَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ فَقَالَ ((لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٢١٦ ومسلم حدیث رقم (١١١ - ٢٩٢) وابو داود حدیث رقم ٢٠ والترمذی حدیث رقم ٧٠ والنسائی حدیث رقم ٣١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''ان دونوں کو عذاب کیا جا رہا ہے اور انہیں کسی بڑی چیز میں ❶ عذاب نہیں کیا جا رہا، ان دونوں میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔'' ❷ اور مسلم کی روایت میں ہے ''وہ پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک سبز شاخ پکڑی تو اس کو آدھا آدھا چیرا' پھر ہر قبر میں ایک ایک چھڑی گاڑ دی، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ''اللہ کے رسول! آپ نے یہ کیوں کیا؟ تو آپ نے فرمایا: ''شاید کہ ان سے عذاب کی تخفیف ہو جب تک کہ یہ خشک نہ ہوں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ کہ بچنا اس سے مشکل ہو ❷ پیشاب سے نہیں بچتا تھا، یعنی احتیاط نہیں کرتا تھا کہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں، یہ معنی مسلم کی روایت کے مناسب تر ہیں جو کہ آگے مذکور ہے۔

٣٣٩- (٦) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ الَّذِي يَتَخَلّٰى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٦٨ - ٢٦٩) وابو داود حدیث رقم ٢٥ واحمد فی المسند ٢/ ٣٧٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم دو چیزوں سے بچو جو کہ لعنت کا سبب ہیں' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ''اللہ کے رسول وہ کیا ہیں؟'' آپ نے فرمایا: ''وہ شخص کہ جو لوگوں کے راستہ ❶ میں یا ان کے سایہ ❷ میں پائخانہ کرے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لوگوں کے راستہ میں' علماء نے لکھا ہے کہ راستہ سے مراد وہ جگہ ہے کہ جہاں سے لوگ اکثر گزرتے ہوں، وہ راستہ مراد نہیں ہے کہ جس پر لوگ کبھی کبھی گزرتے ہوں۔ ❷ سایہ سے مراد یہ ہے کہ ایک درخت کے نیچے لوگ سائے میں بیٹھا یا سویا کرتے ہوں اس لیے وہاں پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

٣٤٠- (٧) وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ وَإِذَا

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو وہ برتن میں سانس

اَتَى الْخَلَآءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِينِهٖ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۵۳ ومسلم ۶۳-۲۶۷ وابوداود حدیث رقم ۳۱ واحمد فی المسند ۵/ ۲۹۶)

نہ ❶ لے اور جب بیت الخلاء جائے تو اپنی شرم گاہ کو دایاں ہاتھ نہ لگائے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ برتن میں سانس لینے سے کبھی منہ یا ناک سے کچھ نکل آتا ہے اور برتن میں پڑ جاتا ہے اس سے دوسرا آدمی اس کے پینے سے گھن کرتا ہے' لہٰذا برتن سے منہ باہر کر کے سانس لینا چاہیے۔

۳۴۱- (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّاَ فَلْيَسْتَنْثِرْ وَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۶۱ ومسلم حدیث رقم ۲۲-۲۳۷ و الترمذی حدیث رقم ۲۷)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی وضو کرے تو وہ ناک جھاڑے اور جو کوئی استنجاء کے لئے ڈھیلے لے تو وہ طاق ❶ لے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تین پانچ یا سات اور اگر اس سے بھی زیادہ ضرورت پڑے تو طاق ہی استعمال کرے (مرعاۃ)

۳۴۲- (۹) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَآءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِّنْ مَآءٍ وَ عَنَزَةً يَسْتَنْجِیْ بِالْمَآءِ. (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۵۰ ومسلم حدیث رقم ۷۰-۲۷۱ والنسائی حدیث رقم ۴۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو جاتے تو میں اور میرے ساتھ ایک لڑکا ❶ (ہم دونوں مل کر) ایک ڈول پانی اور ایک برچھی ❷ لے جاتے' آپ پانی سے استنجاء کرتے۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لڑکے سے مراد عبداللہ بن مسعود یا ابو ہریرہ یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم ہے (مرعاۃ) ❷ برچھی اس لئے لے جاتے تھے تاکہ سخت زمین کو ذرا کھود لیں کہ پیشاب کرتے وقت آپ پر چھینٹیں نہ پڑیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ (دوسری فصل)

۳۴۳- (۱۰) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِیُّ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَ فِیْ رِوَايَتِهٖ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ. (ابوداود حدیث رقم ۱۹ والترمذی حدیث رقم ۱۷۴۶ والنسائی حدیث رقم ۵۲۱۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیتے تھے۔ (ابوداؤد' نسائی' ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ اور ابوداؤد نے کہا یہ حدیث منکر ❶ ہے اور ابوداؤد کی ایک روایت میں وضع بدلے نزع کے ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ منکر وہ حدیث ہے کہ جس کا ضعیف راوی ثقہ اور قابل اعتماد راویوں کے خلاف روایت کرے، ایسے راوی کے

مقابل کی روایت کو معروف کہتے ہیں (کتب اصول)

٣٤٤- (١١) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ أَحَدٌ. (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٢ وابن ماجة حديث رقم ٣٣٥ والترمذي حديث رقم ٢٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب پاخانہ کا ارادہ کرتے تو اتنی دور تک چلے جاتے کہ کوئی آپ کو نہ دیکھتا۔ ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آبادی سے بہت دور جا کر بیٹھتے۔

٣٤٥- (١٢) وَعَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَرَادَ أَنْ يَبُولَ فَأَتَى دَمِثًا فِي أَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَبُولَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهِ.)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٣ واحمد في المسند ٤/ ٣٩٦)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا' آپ نے پیشاب کا ارادہ کیا تو آپ ایک دیوار کی جڑ میں نرم زمین میں آئے اور پیشاب کیا' پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کے لئے نرم جگہ تلاش کرے۔'' ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کی بد پرہیزی سے بہت احتیاط کرنا چاہئے اسی لئے فرمایا کہ پیشاب کے لئے نرم جگہ تلاش کرنی چاہئے تاکہ چھینٹیں نہ پڑیں۔

٣٤٦- (١٣) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ. (رواه الترمذي و ابوداوٗد و الدارمي) (الترمذي ١/ ٢١ وابوداود حديث رقم ١٤ والدارمي حديث رقم ٦٦٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پاخانہ کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ اپنا کپڑا نہ ❶ اٹھاتے جب تک کہ زمین کے قریب نہ ہو جاتے۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آداب الخلاء میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب زمین کے قریب ہو اس وقت کپڑا سمیٹنا چاہئے، خواہ جنگل میں ہو یا گھر کے بیت الخلاء میں۔ (مرقاۃ)

٣٤٧- (١٤) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهِ أُعَلِّمُكُمْ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا وَ أَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّةِ وَنَهٰى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ.)) (رواه ابن ماجة

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے باپ ❶ اپنے بیٹے کے لئے ہوتا ہے' میں تم کو سکھاتا ہوں کہ جب تم پاخانہ کو جاؤ تو قبلہ کی جانب منہ کرو اور نہ پیٹھ' اور آپ نے حکم دیا تین ڈھیلوں سے پاک کرنے کا اور لید اور ہڈی سے

والدارمی) (ابن ماجة حديث رقم ٣١٣ وابوداود حديث رقم ٨ والنسائي حديث رقم ٤٠)

استنجاء کرنے سے منع فرمایا اور اپنے دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے بھی منع فرمایا۔ (ابن ماجۂ دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ پر فرض ہے کہ وہ اولاد کو دین کی ضروری باتوں کی تعلیم دیں۔

٣٤٨- (١٥) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَ كَانَتْ يَدُرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنٰى لِطُهُوْرِهٖ وَطَعَامِهٖ وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرٰى لِخَلَائِهٖ وَمَا كَانَ مِنْ اَذًى۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٣٣ واحمد في مسنده ٦/ ٢٦٥)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دایاں ہاتھ وضو کرنے کے لئے اور کھانے کے ❶ لئے تھا جبکہ بایاں ہاتھ استنجاء کرنے کے لئے اور ہر نجاست ❷ (کے دور کرنے) کے لئے تھا۔ (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور اسی طرح جتنے اچھے کام ہیں ان سب کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرتے تھے افسوس آج مسلمان ان سنتوں سے غافل ہوئے نظر آتے ہیں ❷ مثلاً ناک صاف کرنا وغیرہ

٣٤٩- (١٦) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا ذَهَبَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْغَائِطِ فَلْيَذْهَبْ مَعَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ يَسْتَطِيْبُ بِهِنَّ فَاِنَّهَا تُجْزِئُ عَنْهُ۔)) (رواه ابوداوٗد والنسائی و الدارمی) (احمد وابوداود حديث رقم ٤٠ والنسائي حديث رقم ٤٤ و الدارمي حديث رقم ٦٧٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک پائخانہ کی طرف جائے تو وہ اپنے ساتھ تین پتھر لے جائے ان کے ساتھ استنجاء کرے کیونکہ یہ (پتھر) اس (پانی) سے کفایت کریں گے۔'' ❶ (احمدٔ ابوداوٗدٔ دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں جہالت ہے اور اس کا شاہد موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جب تین ڈھیلوں سے نجاست دور ہو گی تو پانی کی ضرورت نہیں یعنی اصل طہارت حاصل ہوئی جس سے نماز پڑھنی جائز ہے اور پانی استعمال کرنا مستحب ہے۔

٣٥٠- (١٧) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّهٗ زَادُ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ) اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ زَادَ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ۔ (الترمذی حديث رقم (١٨) والنسائی حديث رقم ٣٩)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لید کے ساتھ استنجاء کرو اور نہ ہڈیوں ❶ کے ساتھ کیونکہ وہ ہڈیاں تمہارے ''جنّ'' بھائیوں کا کھانا ہے۔'' (ترمذی، نسائی) مگر نسائی نے زَادَ اِخْوَانِكُمْ مِنَ الْجِنِّ کو ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہڈی جنوں کی خوراک ہے اور لید ان کے جانوروں کی (مرقاۃ) اور بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں نے جنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ہڈیوں اور لید میں جنوں کے لئے کھانا مرحمت فرمائے۔

۳۵۱- (۱۸) وَعَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رُوَيْفِعُ لَعَلَّ الْحَيَاةَ سَتَطُوْلُ بِكَ بَعْدِي فَأَخْبِرِ النَّاسَ أَنَّ مَنْ عَقَدَ لِحْيَتَهُ أَوْ تَقَلَّدَ وَتَرًا أَوِ اسْتَنْجَى بِرَجِيعِ دَآبَّةٍ أَوْ عَظْمٍ فَإِنَّ مُحَمَّدًا مِنْهُ بَرِيْءٌ۔)) (رواه ابوداؤد)

(ابوداود حديث رقم ٣٦ والنسائي حديث رقم ٥٠٦٧)

سیدنا رویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''اے رویفع شاید تیری زندگی میرے بعد دراز ہو پس تو لوگوں کو خبر دینا کہ جس نے اپنی داڑھی میں گرہ ❶ لگائی یا تانت کا ہار ڈالا ❷ یا جانور کے گوبر یا ہڈی سے استنجاء کیا تو بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے بیزار ہیں۔''

(ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مثلاً بالوں کو گھونگھر والے کرنے کے لئے گرہ لگانی منع ہے کیونکہ اس میں سنت کی مخالفت ہے' بالوں کو سیدھا چھوڑنا چاہئے۔ ❷ اہل جاہلیت بچوں' گھوڑوں اور اونٹوں کے گلوں میں نظر بد سے بچنے کے لئے چمڑے کے تانت کا ہار ڈالتے' چونکہ اس میں کفار کی مشابہت ہے' اس لئے آپ نے اس سے منع کیا اور بیزاری کا اعلان فرمایا' اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو کفار سے چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی مشابہت بری لگتی تھی' اور بڑی رسموں میں تو معلوم نہیں کیا حال ہوگا (مرقاۃ)

۳۵۲- (۱۹) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَكَلَ فَمَا تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ وَمَا لَاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ إِلَّا أَنْ يَّجْمَعَ كَثِيْبًا مِّنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔)) (رواه ابوداؤد وابن ماجة والدارمي) (ابوداود حديث رقم ٣٥ وابن ماجة حديث رقم ٣٣٧ والدارمي حديث رقم ٦٦٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سرمہ لگائے تو طاق ❶ بار لگائے جو ایسا کرے تو بہتر ہے اور جو نہ کرے تو کوئی حرج نہیں اور جو ڈھیلے لے تو طاق لے جو شخص ایسا کرے تو بہتر ہے اور نہ کرے تو حرج نہیں' اور جو شخص کھانا کھائے پھر خلال ❷ سے کچھ نکلے تو اس کو پھینک دے اور جو زبان سے نکالے اس کو نگل جائے، جو ایسا کرے تو اچھا ہے جو نہ کرے تو کچھ حرج نہیں' جو شخص پاخانہ کو جائے تو پردہ کرے اور اگر پردہ کے لئے کچھ نہ پائے تو پھر ریت کا ایک ڈھیر لگا کر اس کی آڑ میں پیٹھ کر کے بیٹھ جائے، اس لئے کہ شیطان انسانوں کی شرم گاہوں سے کھیلتا ❸ ہے، جو شخص ایسا کرے گا تو بہتر ہے اور نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔'' ❹ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مثلاً تین سلائیاں دائیں آنکھ میں اور تین بائیں آنکھ میں صحیح قول یہی ہے ❷ کیونکہ تنکے سے خلال کرنے کی

وجہ سے خون نکل آتا ہے اور خون کا نکلنا نقصان دہ ہے اس لئے اسے پھینک دینا چاہئے اور جو زبان سے نکالا جاتا ہے اس میں یہ احتمال نہیں ہوتا۔ ❸ یعنی لوگوں کے دلوں میں خیال ڈالتا ہے کہ اس کا ستر دیکھیں علاوہ ازیں بے پردہ جگہ میں ہوا لگنے سے پیشاب کی چھینٹیں بدن اور کپڑے پر پڑتی ہیں لہٰذا پردہ کرنا بہتر ہے ❹ اس حدیث کی سند میں ابوسعید حبرانی حمصی ہے جو کہ غیر معروف اور مجہول الحال راوی ہے

۳۵۳- (۲۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْيَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ) اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ يَذْكُرَا ((ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْيَتَوَضَّأُ فِيْهِ۔)) (ابوداود حديث رقم ۲۷ وابن ماجة حديث رقم ۳۰٤ والنسائي حديث ۳٦ والترمذي حديث رقم ۲۱ ولم يذكر ((ثم يغتسل)))

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی نہانے کی جگہ پر پیشاب نہ کرے پھر اس میں غسل کرے یا اس میں وضو کرے کیونکہ اکثر وسوسہ ❶ اسی سے پیدا ہوتا ہے۔“ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی) مگر ترمذی اور نسائی نے کو ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ کے الفاظ کو ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اکثر وسواس اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ پیشاب کرنے سے وہ جگہ پلید ہو جاتی ہے اور جب اس پر پانی پڑتا ہے تو دل میں وسواس پیدا ہوتا ہے کہ آیا اس کی چھینٹیں پڑی ہیں یا نہیں اور اسی طرح پے در پے خیالات پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں کہ شاید میں پاک ہوا ہوں یا نہیں وغیرہ

۳۵٤ (۲۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي جُحْرٍ۔)) (رواه ابوداوٗد و النسائي) (ابوداود حديث رقم ۲۹ والنسائي حديث رقم ۳٤ واحمد في المسند ٥/ ۸۲)

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی سوراخ میں پیشاب ❶ نہ کرے۔“ (ابوداؤد، نسائی)

فوائد الحدیث: ❶ اس لئے کہ سوراخ سے سانپ، بچھو وغیرہ کوئی موذی چیز نکل کر تکلیف نہ پہنچائے یا اگر جانور رہو گا تو وہ خود تکلیف پائے گا اور بعض سوراخوں میں جنات بھی رہا کرتے ہیں۔

۳۵٥- (۲۲) وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وِالظِّلِّ۔)) (رواه ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ۲٦ وابن ماجة حديث رقم ۳۲۸)

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم تین لعنت ❶ والے کاموں سے بچو ایک یہ کہ پانی کے گھاٹوں پر پاخانہ کرنا دوسرا راستہ میں پاخانہ کرنا اور تیسرا درختوں کے سایہ کے نیچے پاخانہ کرنا۔“ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ان کاموں کے کرنے پر لوگ لعنت کرتے ہیں یا اس وجہ سے کہ ان کاموں سے لوگوں کی منفعت خراب ہوتی ہے اور یہ ظلم ہے اور ظالم ملعون ہے

٣٥٦- (٢٣) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ يَمْقُتُ عَلَى ذٰلِكَ.)) (رواه احمد و ابوداؤد و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٣/ ٣٦ و ابوداود حدیث رقم ١٥ وابن ماجة حدیث ٣٤٢)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دو آدمی پائخانہ کے لیے نکلیں تو وہ برہنہ حالت میں باتیں نہ کریں ❶ کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔'' (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ایسی حالت میں دو مردوں کو یا عورتوں کو اکھٹا بیٹھنا اور پھر باتیں کرنا دونوں مکروہ اور غضب الٰہی کا باعث ہیں لہٰذا اس میں احتیاط کرنا چاہئے۔

٣٥٧- (٢٤) وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.)) (رواه ابوداؤد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ٦ وابن ماجة حدیث رقم ٢٩٦ واحمد فی المسند ٤/ ٣٦٩)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک یہ بیت الخلاء جنوں ❶ کے حاضر ہونے کی جگہیں ہیں' پس جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں جائے تو کہے کہ ''میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ تعالیٰ کے ساتھ پلید جنوں اور پلید جنیوں سے۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی شیاطین جن پائخانہ میں حاضر ہوتے ہیں اور آدمی کو تکلیف پہنچانے کے لئے ہر وقت منتظر رہتے ہیں کیونکہ وہ اس وقت بے ستر بیٹھتا ہے اور ذکر الٰہی نہیں کر سکتا۔

٣٥٨- (٢٥) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَتْرُ مَا بَيْنَ اَعْيُنِ الْجِنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي اٰدَمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُهُمُ الْخَلَاءَ اَنْ يَّقُوْلَ بِسْمِ اللّٰهِ.)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَاِسْنَادُهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ) (الترمذی حدیث رقم ٦٠٦ وقال حدیث غریب لا نعرفه الا من هذا الوجه وابن ماجة حدیث رقم ٢٩٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنوں کی آنکھوں اور بنی آدم کی شرم گاہوں کے درمیان پردہ ہے' جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو کہے بسم اللہ'' ❶ (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند قوی نہیں ہے۔ ❷

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جب بیت الخلاء میں جانے لگے تو پہلے بِسْمِ اللّٰهِ پڑھے پھر یہ دعا پڑھے ((اعوذ باللہ من الخبث والخبائث)) اس سے شیاطین نہ اس کا ستر دیکھ سکتے ہیں اور نہ ہی بفضلہ تعالیٰ اسے کوئی ایذاء پہنچا سکتے ہیں' (فتح الباری ۱/۲۵۴) ❶ کیونکہ اس کی سند میں محمد بن حمید رازی استاذ امام ترمذی ضعیف ہے امام بخاری نے اس کے حق میں کہا ہے: فیہ نظر' اور بعض نے اس کو کذاب کہا ہے۔

۳۵۹- (۲۶) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَآءِ قَالَ ((غُفْرَانَكَ۔)) (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والدارمی) (الترمذی حدیث رقم ۷ وقال حسن غریب وابن ماجۃ حدیث رقم ۳۰۰ والدارمی حدیث رقم ۶۸۰)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے تو کہتے تھے "غُفْرَانَكَ" ❶ (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یا اللہ میں تیری بخشش چاہتا ہوں' اس وقت بخشش چاہنے کی علماء نے دو وجوہات لکھی ہیں (۱) یہ کہ اس وقت میں ذکر الٰہی چھوٹنے سے (۲) یا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکر کی کمی میں بخشش چاہی کہ اس نے کھانا ہضم کرنے کے بعد فضلہ نکالا۔

۳۶۰- (۲۷) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اَتَى الْخَلَآءَ اَتَيْتُهُ بِمَآءٍ فِي تَوْرٍ اَوْ رَكْوَةٍ فَاسْتَنْجَى ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ اَتَيْتُهُ بِاِنَآءٍ آخَرَ فَتَوَضَّأَ۔ (رواہ ابوداوٗد وروی الدارمی و النسائی معناہ) (ابوداود حدیث رقم ٤٥ وابن ماجۃ حدیث رقم ۳۵۸ والدارمی حدیث ۶۷۸ والنسائی حدیث رقم ۵۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو میں آپ کے پاس پانی کا پیالہ یا چمڑے کی چھاگل ❶ لاتا' پس آپ استنجاء کرتے پھر اپنا ہاتھ زمین پر ملتے ❷ پھر میں آپ کے پاس پانی کا دوسرا برتن لاتا' اس سے آپ وضو کرتے۔ (ابوداود، دارمی اور نسائی نے اس کے معنی بیان کئے ہیں)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ راوی کو شک ہے کہ کون سا لفظ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ❷ تاکہ بدبو زائل ہو جائے اور اچھی طرح صفائی ہو جائے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استنجاء اور وضو کے لئے علیحدہ علیحدہ دو برتن رکھنے مستحب ہیں (مرعاۃ)

۳۶۱- (۲۸) وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا بَالَ تَوَضَّأَ وَنَضَحَ فَرْجَهُ۔ (رواہ ابوداوٗد و النسائی) (ابوداود حدیث رقم ۱۶۶ والنسائی حدیث رقم ۱۳٤ وابن ماجۃ حدیث رقم ٤٦۱ واحمد فی المسند ۳/ ٤۱۰)

سیدنا حکم بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ پیشاب کر چکتے اور وضو کرتے تو اپنی شرم گاہ پر چھینٹا ❶ دیتے تھے۔" (ابوداود، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ایک چلو پانی ستر کی جگہ پر چھڑک لیتے تھے تاکہ قطرۂ پیشاب کا وہم باقی نہ رہے (مرعاۃ)

٣٦٢- (٢٩) وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ ﷺ قَدَحٌ مِّنْ عِيْدَانٍ تَحْتَ سَرِيْرِهٖ يَبُوْلُ فِيْهِ بِاللَّيْلِ۔ (رواه ابوداؤد و النسائی) (ابوداود حدیث رقم ٢٤ والنسائی حدیث رقم ٣٢)

سیدہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کا ایک لکڑی کا پیالہ ❶ تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رکھا رہتا تھا' رات کو آپ اس میں پیشاب کرلیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سردی وغیرہ کی وجہ سے رات کو اٹھنے میں تکلیف ہوتی تھی اس لئے اپنے پاس پیالے کی مانند ایک برتن رکھ لیا کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ رات کو پیشاب کے لئے برتن رکھنا جائز ہے۔

٣٦٣- (٣٠) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ وَاَنَا اَبُوْلُ قَائِمًا فَقَالَ ((يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا)) فَمَا بُلْتُ قَائِمًا (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَالَ الشَّيْخُ الْاِمَامُ مُحْيِيّ السُّنَّةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَدْ صَحَّ۔) (الترمذی وابن ماجة حدیث رقم ٣٠٥ عن حذیفة)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھ کو جب کہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کررہا تھا' فرمایا: ''عمر! کھڑے ہوکر پیشاب نہ کیا کرو'' اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کیا۔ (ترمذی، ابن ماجہ) شیخ امام محی السنہ رحمہ اللہ نے کہا بے شک صحیح منقول ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٣٦٤- (٣١) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ ﷺ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)' قِيْلَ كَانَ ذٰلِكَ لِعُذْرٍ۔ (البخاری حدیث رقم ٢٢٤ ومسلم حدیث رقم (٧٣۔ ٢٧٣) وابوداود حدیث ٢٣)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک قوم کے کوڑے ❶ (کرکٹ کی جگہ) پر آئے تو آپ نے کھڑے ہوکر پیشاب کیا۔ (بخاری، مسلم) کہا جاتا ہے کہ آپ کا یہ فعل کسی عذر کی وجہ سے تھا۔

فوائد الحدیث: ❶ جہاں گھاس پھونس خس وخاشاک خراب اور نکمی چیز ڈالی جائے اسے کوڑا اور پنجابی زبان میں اُروڑی کہتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٣٦٥- (٣٢) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَبُوْلُ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ مَا كَانَ يَبُوْلُ اِلَّا قَاعِدًا۔ (رواه احمد و الترمذی و النسائی) (احمد فی المسند ٦/ ١٩٢ والترمذی حدیث رقم ١٢ والنسائی حدیث رقم ٢٩)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو شخص تم سے بیان کرے کہ نبی ﷺ کھڑے ہوکر پیشاب کیا کرتے تھے تو اس کو تم سچا نہ جانو' آپ بیٹھ کر ہی پیشاب کرتے تھے۔ ❶ (احمد' ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس میں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مطابقت اس طرح ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی خبر دی ہے کہ آپ کو گھر میں کھڑے ہوکر پیشاب کرتے نہیں دیکھا تھا اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے باہر کا حال بیان کیا ہے اور عذر کے وقت کھڑے ہوکر

پیشاب کرنا جائز ہے۔

٣٦٦- (٣٣) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ جِبْرِيْلَ اَتَاهُ فِي اَوَّلِ مَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ فَعَلَّمَهُ الْوُضُوْءَ وَالصَّلٰوةَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الْوُضُوْءِ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنَ الْمَآءِ فَنَضَحَ بِهَا فَرْجَهُ۔ (رواه احمد والدارقطنی) (احمد فی المسند ٤/ ١٦١ والدار قطنی باب نضح الماء علی الفرج حديث رقم ١ وابن ماجة حديث رقم ٤٦٢)

سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام ❶ نبوت کے پہلے دور میں آپ کے پاس آئے پس آپ کو وضو کرنا اور نماز پڑھنا سکھائی' اور جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو آپ نے ایک چلو پانی لے کر اپنی شرم گاہ پر چھڑکا۔ (احمد، دارقطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جبرائیل علیہ السلام آدمی کی صورت میں آپ کے پاس آئے' وضو بھی آپ کے سامنے کیا اور نماز بھی آپ کے سامنے پڑھی تا کہ آپ وضو اور نماز کا طریقہ سیکھ لیں اور وضو کے بعد شرم گاہ پر پانی کا چلو چھڑکنا بھی دکھایا تا کہ پیشاب کے قطرہ وغیرہ کا وسواس پیدا نہ ہو۔

٣٦٧- (٣٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((جَآءَ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَانْتَضِحْ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يَقُوْلُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْهَاشِمِي التَّرَّابِي مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔ (الترمذی فی السنن ١/ ٧١ حديث رقم ٥٠ واخرجه ابن ماجة بنحوه ١/ ١٥٧ حديث رقم ٤٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ وضو کریں تو اپنی شرم گاہ پر پانی چھڑک لیں۔ (ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور میں نے محمد یعنی امام بخاری سے سنا وہ کہتے تھے کہ حسن ❶ بن علی ہاشمی اس حدیث کا راوی منکر ہے۔

حکم الحدیث: یہ روایت منکر ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام احمد نسائی ابو حاتم اور دار قطنی نے اسے ضعیف اور امام بخاری نے منکر الحدیث کہا ہے، میزان ۱/ ۵۰۵ تہذیب التہذیب ۲/ ۳۰۳۔

٣٦٨- (٣٥) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ بَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ عُمَرُ خَلْفَهُ بِكُوْزٍ مِنْ مَّآءٍ فَقَالَ ((مَاهٰذَا يَاعُمَرُ)) قَالَ مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِهِ قَالَ ((مَا اُمِرْتُ كُلَّمَا بُلْتُ اَنْ اَتَوَضَّأَ وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُنَّةً۔)) (رواه ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ٤٢ وابن ماجة حديث رقم ٣٢٧ واحمد فی المسند ٦/ ٩٥)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا' پس عمر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے لوٹا لے کر کھڑے ہوئے' آپ نے فرمایا: ''عمر یہ کیا ہے؟'' انہوں نے کہا یہ پانی ہے' تا کہ آپ اس کے ساتھ وضو کریں، آپ نے فرمایا: ''مجھے حکم نہیں کیا گیا کہ جب میں پیشاب کروں تو وضو بھی کروں اور اگر میں کرتا تو یہ فعل سنت ❶ ہو جاتا۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہر وقت باوضو رہنا بلا خلاف مستحب ہے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ بعض اوقات امت کی آسانی کے لئے اولیٰ چیز کو بھی ترک کر دیتے تھے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ جو کام کرتے یا کلام بولتے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتے اور بولتے تھے لہٰذا آپ کی سنت کی اتباع از بس ضروری ہے۔

۳٦۹- (۳٦) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ وَ جَابِرٍ وَاَنَسٍ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ((فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ)) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَامَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَثْنٰى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُوْرِ فَمَا طُهُوْرُكُمْ)) قَالُوْا نَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِيْ بِالْمَآءِ قَالَ ((فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمُوْهُ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ۳۵۵)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری "اس (مسجد قبا) میں ایسے مرد ہیں جو پاکیزگی پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب پاکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے جماعت انصار! بے شک اللہ تعالیٰ نے پاکی کے معاملہ میں تمہاری تعریف کی ہے تو تمہاری پاکی کیا ہے؟" انہوں نے کہا' ہم نماز کے لئے وضو کرتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجاء ❶ کرتے ہیں' آپ نے فرمایا وہ یہی ہے پس اس کو لازم پکڑو۔" (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پاخانہ کے بعد ڈھیلوں سے صفائی کے بعد انصار پانی سے بھی استنجا کیا کرتے تھے' اس لیے ان کی فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (مرعاۃ)

۳۷۰- (۳۷) وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ بَعْضُ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ يَسْتَهْزِئُ اِنِّيْ لَاَرٰى صَاحِبَكُمْ يُعَلِّمُكُمْ حَتّٰى الْخِرَاءَةَ قُلْتُ اَجَلْ اَمَرَنَا اَنْ لَّا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ وَلَا نَسْتَنْجِيَ بِاَيْمَانِنَا وَلَا نَكْتَفِيْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ لَيْسَ فِيْهَا رَجِيْعٌ وَلَا عَظْمٌ۔ (رواه مسلم و احمد و اللفظ له) (ابن ماجة حديث رقم ۳۱٦ واحمد فى المسند ۵/ ۴۳۹)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے کسی شخص نے ہنسی کے طور پر کہا بے شک میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے صاحب ❶ تم کو ہر چیز سکھلاتے ہیں یہاں تک کہ پائخانہ میں بیٹھنے کی صورت بھی، میں نے کہا ❷ ہاں! آپ نے ہم کو حکم دیا ہے کہ پائخانہ میں قبلہ رخ نہ بیٹھیں اور دائیں ہاتھ سے استنجاء نہ کریں اور نہ ہم استنجاء میں تین پتھروں سے کم پر کفایت کریں' ان میں لید اور ہڈی نہ ہو۔" (مسلم احمد، لفظ بعینہ احمد کے ہیں)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نبی ﷺ ❷ سلمان رضی اللہ عنہ نے نہایت متانت اور سنجیدگی سے کہا یہ ہنسی اور مخول کی بات نہیں ہے بلکہ نبی ﷺ ہم پر انتہائی مشفق اور مہربان ہیں انہوں نے دین حق کے تمام احکام بتانے کے ساتھ ساتھ ہمیں پیشاب و پائخانہ کے آداب بھی بیان کئے ہیں تا کہ ہم پاکی اور پلیدی کو اچھی طرح جان لیں۔

۳۷۱- (۳۸) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ

سیدنا عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِیْ یَدِهِ الدَّرَقَةُ فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ اِلَیْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اُنْظُرُوْ اِلَیْهِ یَبُوْلُ كَمَا تَبُوْلُ الْمَرْاَةُ فَسَمِعَهُ النَّبِیُّ ﷺ فَقَالَ ((وَیْحَكَ اَمَا عَلِمْتَ مَا اَصَابَ صَاحِبَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانُوْا اِذَا اَصَابَهُمُ الْبَوْلُ قَرَضُوْهُ بِالْمَقَارِیْضِ فَنَهَاهُمْ فَعُذِّبَ فِیْ قَبْرِهٖ۔)) (رواه ابوداوٗد وابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ۲۲ وابن ماجة حدیث رقم ۳۴۶)

ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' آپ کے ہاتھ میں ڈھال تھی' پس اس کو رکھا ❶ اور اس کی طرف بیٹھ کر پیشاب کیا' تو بعض مشرکین نے کہا کہ دیکھو اس کی طرف ایسے پیشاب کرتا ہے جیسے عورت پیشاب کرتی ہے' یہ بات نبی ﷺ نے سن لی تو آپ نے فرمایا: ''تجھ پر افسوس ہے کیا تو اس چیز کو نہیں جانتا جو بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کو پہنچی تھی ❷ جب ان کے جسم یا کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو اس کو قینچی سے کاٹ ڈالتے تھے تو اس شخص نے ان کو اس حکم ماننے سے منع کیا! تو اس کو قبر کے عذاب میں مبتلاء کیا گیا۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اپنے سامنے ❷ بنی اسرائیل کی شریعت میں یہ قانون تھا کہ اگر نجاست بدن کو لگتی تھی تو اتنا بدن چھیل (تراش) ڈالتے اور اگر کپڑے کو لگتی تو اتنا کپڑا کاٹ ڈالتے تھے یہ بات اگرچہ از روئے شرع پسندیدہ تھی لیکن ظاہرا خلاف عقل معلوم ہوتی تھی کیونکہ اس میں جانی اور مالی نقصان تھا' چنانچہ ان کے کسی عالم نے اس حکم کے ماننے سے منع کر دیا تو اس کو قبر کے عذاب میں مبتلا کیا گیا' جب ایسی بات کے منع کرنے پر وہ عذاب کیا گیا تو حیا کے منع کرنے میں تو بطریق اولیٰ عذاب کے لائق ہیں' کیونکہ پردہ اور حیا از روئے شریعت اور عقل دونوں کے نزدیک اچھی چیزیں ہیں۔

۳۷۲- (۳۹) ورواه السنن نسائی عن ابی موسٰی۔ (النسائی حدیث رقم ۳۰)

اور اس حدیث کو نسائی نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۷۳- (۴۰) وَعَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ عُمَرَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ ثُمَّ جَلَسَ یَبُوْلُ اِلَیْهَا فَقُلْتُ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَلَیْسَ قَدْ نُهِیَ عَنْ هٰذَا قَالَ بَلْ اِنَّمَا نُهِیَ عَنْ ذٰلِكَ فِی الْفَضَاءِ فَاِذَا كَانَ بَیْنَكَ وَبَیْنَ الْقِبْلَةِ شَیْءٌ یَسْتُرُكَ فَلَا بَاْسَ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱)

مروان اصفر سے روایت ہے' میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے اپنا اونٹ قبلہ کی جانب بٹھایا پھر بیٹھ کر اس کی طرف پیشاب کیا' میں نے کہا' ابوعبدالرحمٰن! ❶ کیا اس سے منع نہیں کیا گیا' انہوں نے کہا' بلکہ اس سے جنگل میں منع کیا گیا ہے' پس جب تیرے اور قبلہ کے درمیان کسی چیز کا پردہ ہو تو پھر کچھ حرج نہیں۔ ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عبداللہ بن عمر کی کنیت ہے ❷ عبداللہ بن عمر کے اس قول سے معلوم ہوا کہ پیشاب اور پاخانہ کی حالت میں قبلہ رخ پیٹھ کرنا کھلے میدان میں منع ہے اور جب درمیان میں کوئی چیز پردہ کی صورت میں حائل ہو تو پھر کوئی منع نہیں' چنانچہ اسی قول سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کھلے میدان اور عمارتوں میں بنے ہوئے بیت الخلاء میں فرق کرتے ہیں' لیکن اس قول سے میدانوں اور

عبارتوں میں فرق کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ صحابی کا فہم اور استدلال ہے جو صحیح مرفوع حدیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا لہذا صحیح حدیث کے مطابق قبلہ رخ پیٹھ کر کے بیٹھنا مطلقاً منع ہے۔

٣٧٤- (٤١) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلاءِ قَالَ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّيَ الْاَذٰى وَعَافَانِي۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ٣٠١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: ''سب ❶ تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے عافیت دی۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بعض احادیث میں یہ دعا بھی آئی ہے: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي مَا يُؤْذِينِي وَاَبْقٰى عَلَيَّ مَا يَنْفَعُنِي)) ''یعنی سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کی اور میری نفع بخش چیز کو برقرار رکھا'' کھانے کا ہضم ہونا اور پھر صحت سے فضلہ کا نکلنا یہ دو نعمتیں ایسی عظیم الشان ہیں کہ ان کا بدل کوئی چیز نہیں لیکن اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یہاں تک کہ ان کے دل میں ان کا خیال تک بھی نہیں گزرتا (مرقاۃ)

٣٧٥- (٤٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ الْجِنِّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْهَ اُمَّتَكَ اَنْ يَسْتَنْجُوْا بِعَظْمٍ اَوْرَوْثَةٍ اَوْحُمَمَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ لَنَا فِيْهَا رِزْقًا فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابو داود حديث رقم ٣٩)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنوں کی جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! اپنی امت کو منع فرما دیجئے کہ یا لید یا کوئلے سے وہ استنجاء کریں ہڈی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں ہمارے لئے رزق ❶ پیدا کیا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان چیزوں کے استعمال سے منع کیا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہڈی جنوں کی اور لید ان کے جانوروں کی خوراک ہے اور کوئلے سے بھی وہ فائدہ اٹھاتے ہیں، جیسے کھانا پکانا اور سردی کے موسم میں آگ تاپنا اور روشنی کرنا وغیرہ اس لئے کوئلہ کو بھی ان کا رزق کہا ہے (مرقاۃ)

بَابُ السِّوَاكِ

مسواک کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

٣٧٦- (١) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِي لَاَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَآءِ وَبِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔)) (متفق عليه)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ضرور حکم دیتا کہ وہ عشاء ❶ کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے

لئے مسواک کریں۔'' (بخاری، مسلم)

(البخاری حدیث رقم ۸۸۷ و مسلم حدیث رقم ۴۲-۲۵۲ وابوداود حدیث رقم ۴۶ واللفظ له)

فوائد الحدیث: ❶ عشاء کی نماز میں تہائی رات تک یا آدھی رات تک تاخیر کرنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے، اس سے زیادہ دیر کرنا جائز نہیں ہے چونکہ تہائی یا آدھی رات تک دیر کرنے میں امت پر دشواری تھی اس لئے آپ نے عشاء کی نماز سرخی غائب ہونے کے بعد پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔

۳۷۷- (۲) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسِّوَاكِ (رواه مسلم)

(مسلم حدیث رقم (۴۳-۲۵۲) وابوداود حدیث رقم ۵۱ والنسائی حدیث رقم ۸)

سیدنا شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو آپ سب سے پہلا کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا' سب سے پہلے آپ ﷺ مسواک کرتے۔'' ❶ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وقت مسواک کرنے کی بہت فضیلت ہے۔

۳۷۸- (۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ لِلتَّهَجُّدِ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث ۲۴۵ ومسلم حدیث رقم ۴۶-۲۰۵ وابوداود حدیث رقم ۵۵)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو مسواک کے ساتھ اپنا منہ ملتے۔ ❶ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ نیند سے اٹھتے وقت مسواک کرنا مستحب ہے کیونکہ اس وقت منہ کا مزا بدلا ہوا ہوتا ہے (نیل)

۳۷۹- (۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ، وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْإِسْتِنْجَاءَ۔)) قَالَ الرَّاوِيُّ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَفِي رِوَايَةِ الْخِتَانُ بَدَلَ إِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ لَمْ أَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهَا صَاحِبُ الْجَامِعِ وَكَذَا الْخَطَّابِيُّ فِي مَعَالِمِ السُّنَنِ۔ (مسلم حدیث رقم ۵۶-۲۶۱ وابوداود حدیث رقم ۵۳ والترمذی حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دس باتیں ❶ فطرت میں سے ہیں (۱) مونچھیں کٹوانا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی دینا (۵) ناخن کٹوانا (۶) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا (۷) بغل کے بال اکھاڑنا (۸) زیر ناف بالوں کو مونڈنا (۹) استنجاء کرنا۔ راوی نے کہا میں دسویں بات کو بھول گیا ہوں میں گمان کرتا ہوں کہ وہ کلی کرنا ہوگی۔ (مسلم) اور ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کے بدلے ختنہ کرانا ہے' میں نے اس روایت کو صحیحین میں پایا نہ حمیدی کی کتاب میں' لیکن اس کو جامع الاصول نے اور اسی طرح خطابی نے معالم السنن میں ذکر کیا ہے۔

(٢٧٥٧

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یہ دس چیزیں تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعت میں سنت تھیں۔ (نیل)

٣٨٠- (٥) وَعَنْ اَبِیْ دَاوٗدَ بِرِوَايَةِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔

ابوداؤد سے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بیان کیا ہے۔

(ابو داود عن عمار بن یاسر حدیث رقم ٥٤)

الفصل الثانی

٣٨١- (٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ)) (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى الْبُخَارِيُّ فِي صَحِيْحِهِ بِلَا اِسْنَادٍ)

(الشافعي في مسنده ص ١٤ واحمد في المسند ٦/ ٤٧ والدارمي حديث رقم ٦٨٤ والنسائي حديث رقم ٥ وذكره البخاري تعليقا ٤/ ١٥٨ كتاب الصوم باب ٢٧)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسواک منہ کی پاکی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔'' (شافعی، احمد، دارمی، نسائی اور بخاری نے اپنی صحیح میں بلا سند بیان کی ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٣٨٢- (٧) وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلْحَيَآءُ وَيُرْوَى الْخِتَانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاكُ وَالنِّكَاحُ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ١٠٨٠ وقال حسن غریب و احمد فی المسند ٥/ ٤٢١)

سیدنا ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چار چیزیں رسولوں کی سنت سے ہیں' حیا کرنا ❶ اور روایت کیا گیا ختنہ کرنا ❷ اور خوشبو لگانا اور نکاح کرنا۔'' ❸ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہاں حیا سے مراد وہ قوت ایمانی ہے جو نفس کو برائیوں سے باز رکھے ❷ یعنی بعض روایات میں الحیآء کے بدلے الختان آیا ہے۔ ❸ حافظ ابن حجر نے' فضائل نکاح میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں' جمع کی ہیں، وہ سو سے زیادہ ہیں۔

٣٨٣- (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ اِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ اَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (رواہ احمد وابو داؤد) (ابو داود حديث رقم ٥٧ واحمد في المسند ٦/ ١٦٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات اور دن میں سو کر اٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک ❶ ضرور کرتے۔ (احمد، ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دن کو دوپہر کے وقت آرام کرنا سنت ہے نیز یہ معلوم ہوا کہ سوکر اٹھنے، مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے کیونکہ سونے کی وجہ سے منہ بدمزا ہو جاتا ہے اور مسواک کرنے سے منہ صاف ہو جاتا ہے۔

۳۸۴- (۹) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَاكُ فَيُعْطِينِي السِّوَاكَ لِأَغْسِلَهُ فَأَبْدَأُ بِهِ فَأَسْتَاكُ ثُمَّ أَغْسِلُهُ وَأَدْفَعُهُ. (رواه ابوداوٗد) (ابوداود فی السنن ۱/ ٤٤ حدیث رقم ۵۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسواک کرتے، پس دیتے مجھ کو تاکہ میں اس کو دھو ڈالوں تو میں پہلے اس سے خود مسواک کرتی ❶ پھر میں اس کو دھو کر آپ کو دے دیتی۔ ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسواک کو دھونے سے پہلے اپنے منہ میں اس لئے پھیر لیتی تھیں تاکہ لعاب مبارک کی برکت حاصل کریں اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کے لعاب وغیرہ سے برکت حاصل کرنا اچھا ہے۔ (مرعاۃ ۲/۲۶۲)
❷ واپس اس لئے دیتی تھیں تاکہ آپ کی مسواک کرنا جو باقی رہی ہو اس کو آپ پورا کرلیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۳۸۵- (۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَرَانِيْ فِي الْمَنَامِ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ، فَجَاءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا.)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ۲٤٦ ومسلم حدیث ۱۹-۲۲۷۱)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، پس میرے پاس دو آدمی آئے ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے ان میں سے چھوٹے کو مسواک دینے کا ارادہ کیا تو مجھے کہا گیا، بڑے کو دو چنانچہ میں نے ان میں سے بڑے کو مسواک دے دی۔'' ❶ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ مسواک بڑی افضل چیز ہے جبھی تو حکم ہوا کہ بڑے کو دو، کیونکہ بڑا چھوٹے سے افضل ہے اور یہی حکم دوسری چیزوں کے دینے کا ہے کہ پہل بڑے سے کرنی چاہئے بشرطیکہ دونوں ایک جانب ہوں اگر چھوٹا دائیں جانب ہو تو پھر دائیں طرف سے شروع کرے (مرعاۃ)

۳۸۶- (۱۱) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا جَاءَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَطُّ اِلَّا اَمَرَنِيْ بِالسِّوَاكِ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ اُحْفِيَ مُقَدَّمَ فِيَّ.)) (رواه احمد) (ابن ماجة حدیث رقم ۲۸۹ واحمد فی المسند ۵/ ۲٦۳)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے تو انہوں نے مجھ کو مسواک کرنے کا حکم کیا، پس میں ڈرا کہ میں اپنے منہ کی اگلی جانب کو چھیل ڈالوں۔'' ❶ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جبرائیل علیہ السلام کے بار بار تاکید کرنے سے زیادہ مسواک کرنے کی وجہ سے خطرہ ہوتا ہے کہ منہ چھل نہ جائے۔

۳۸۷- (۱۲) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السِّوَاكِ.)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) (البخاري حديث رقم ٨٨٨ والنسائي حديث رقم ٦ والدارمي حديث رقم ٦٨٢ واحمد ٣/ ١٤٣)

''بے شک میں نے تمہیں مسواک کے متعلق بہت کہا ہے۔'' ❶ (بخاری)

فوائد الحديث: ❶ اس حدیث سے مسواک کی فضیلت اور اس کی تاکید بیان کرنا مقصود ہے۔

٣٨٨- (١٣) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَسْتَنُّ وَعِنْدَهُ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخَرِ فَاُوْحِيَ اِلَيْهِ فِي فَضْلِ السِّوَاكِ اَنْ كَبِّرْ اَعْطِ السِّوَاكَ اَكْبَرَهُمَا. (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٥٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسواک کرتے اور آپ کے پاس دو شخص تھے ان میں ایک دوسرے سے بڑا تھا' پس آپ کی طرف مسواک کی فضیلت میں وحی کی گئی کہ بڑے سے پہل کرو یعنی بڑے کو مسواک دو۔''

حكم الحديث: اس کی سند صحیح ہے۔

٣٨٩- (١٤) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تُفَضَّلُ الصَّلَاةُ الَّتِيْ يُسْتَاكُ لَهَا عَلَى الصَّلَاةِ الَّتِيْ لَا يُسْتَاكُ لَهَا سَبْعِيْنَ ضِعْفًا. (رواه البيهقي شعب الايمان) (احمد في المسند ٦/ ٢٧٢ والبيهقي في شعب الايمان)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ نماز جس میں مسواک کی گئی ہو ❶ اس نماز پر جس کے لئے مسواک نہ کی گئی ہو ستر درجے فضیلت رکھتی ہے۔'' (بیہقی شعب الایمان)

حكم الحديث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحديث: ❶ یعنی اس نماز کے وضو کے وقت

٣٩٠- (١٥) وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ)) قَالَ فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوٰتِ فِي الْمَسْجِدِ وَسِوَاكُهُ عَلٰى اُذُنِهٖ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ اُذُنِ الْكَاتِبِ لَا يَقُوْمُ اِلَى الصَّلٰوةِ اِلَّا اسْتَنَّ ثُمَّ رَدَّهُ اِلٰى مَوْضِعِهٖ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ) اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ ((وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ)) وَقَالَ

سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اگر میں اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو میں ان کو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا حکم دیتا ❶ اور نماز عشاء کو تہائی رات تک ضرور دیر سے پڑھتا'' راوی نے کہا' پس زید بن خالد نمازوں کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے اور ان کی مسواک ان کے کان پر ہوتی تھی جہاں کاتب قلم رکھتا ہے' آپ نماز کے لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے مگر مسواک کرتے' پھر اسی جگہ پر رکھ لیتے تھے۔ (ترمذی' ابوداؤد) مگر ابوداؤد

اَلتِّرمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔ (رواه ابو داؤد الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۲۳ وابو داود حدیث ۴۷ واحمد فی المسند ۴/ ۱۱۶)

نے وَلَاَخَّرْتُ صَلَاةَ الْعِشَاءِ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ کے الفاظ کو ذکر نہیں کیا اور ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی حکم کرتا کہ مسواک کرنا واجب ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ہر نماز کے وقت مسواک کرنا مستحب ہے نیز یہ معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے (نیل)

بَابُ سُنَنِ الْوُضُوْءِ

وضو کی سنتوں کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۳۹۱- (۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۶۲ و مسلم حدیث رقم ۸۷- ۲۷۸ وابو داود حدیث رقم ۱۰۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے تو وہ اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈبوئے یہاں تک کہ اس کو تین بار دھوئے' کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے۔'' ❷ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وضو کی سنتوں سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال ہیں جو کہ آپ نے وضو کے بارے میں کیے یا فرمائے ہیں خواہ فرض ہوں یا سنت یا مستحب (مرعاۃ) ❷ رات کی قید اتفاقی ہے دن کو سو کر اٹھے تو جب بھی یہی حکم ہے کہ بغیر ہاتھ دھوئے برتن میں نہ ڈالے جمہور کے نزدیک یہ امر استحباب پر محمول ہے اور امام احمد نے رات کی نیند میں اس کو وجوب پر محمول کیا ہے (نیل' مرعاۃ)

۳۹۲- (۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ ثَلَاثًا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَبِيْتُ عَلٰى خَيْشُوْمِهِ)) (متفق علیه) (البخاری حدیث ۲۲۹۵ و مسلم حدیث رقم ۱۸-۲۳۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے جاگے اور وضو کرنا چاہے تو اسے اپنی ناک میں تین بار چڑھانا چاہئے کیونکہ شیطان اس کی ناک کی جڑ پر رات گزارتا ہے۔'' ❶ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ شیطان کے رات گزارنے اور ناک کی جڑ پر جگہ پکڑنے کی کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے شریعت میں ایسی مثالوں کی اصل حقیقت و کیفیت معلوم کرنے سے ہماری عقلیں قاصر ہیں ہمیں صرف ان پر ایمان لانا اور ان کی کیفیت کے بیان سے خاموش رہنا چاہئے (مرعاۃ)

۳۹۳- (۳) وَقِيْلَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدِهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهِ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ (رَوَاهُ مَالِكٌ وَالنَّسَائِيُّ وَلِأَبِي دَاوُدَ نَحْوُهُ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ.) (البخاری حدیث رقم ۱۸۵ ومسلم حدیث رقم (۱۸۔ ۲۳۵) والنسائی حدیث رقم ۹۰)

سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے وضو کا پانی منگوایا' اپنے دونوں ہاتھوں پر ڈالا' پس دھوئے اپنے دونوں ہاتھ دو دو بار ❶ پھر کلی کی اور تین بار ناک جھاڑا پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا' پھر دو بار اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھوئے' پھر اپنے سر کا دونوں ہاتھوں کے ساتھ مسح کیا' پس آگے سے لے گئے ان دونوں کو اور پیچھے سے آگے کو لائے اور شروع کیا اپنے سر کی اگلی جانب سے' پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو گدی تک لے گئے' پھر لوٹایا ان کو یہاں تک کہ آئے اس جگہ جہاں سے شروع کیا تھا پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ (مالک' نسائی) اور ابوداؤد میں بھی اسی کی مانند ہے اس کو جامع الاصول والے نے ذکر کیا۔ ❷

فوائد الحدیث: ❶ یعنی دونوں ہاتھ دو بار کلائی تک دھوئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس طرح بھی جائز ہے ❷ اس عبارت سے مصنف کی غرض یہ ہے کہ امام بغوی نے اس حدیث کو عنوان صحاح میں ذکر کیا ہے حالانکہ یہ حدیث بخاری مسلم میں نہیں آئی بلکہ ان میں اس طرح ہے جیسے میں آگے ذکر کرتا ہوں۔

۳۹۴- (٤) وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ قِيْلَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ تَوَضَّأْ لَنَا وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِإِنَاءٍ فَأَكْفَأَ مِنْهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَغَسَلَ يَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فَاسْتَخْرَجَهَا فَمَسَحَ بِرَأْسِهِ فَأَقْبَلَ بِيَدَيْهِ وَأَدْبَرَ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا كَانَ وُضُوْءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بخاری مسلم میں یوں ہے کہ عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کر کے دکھائیں پس انہوں نے پانی کا برتن منگوایا اس سے پانی اپنے ہاتھوں پر ڈالا' ان کو تین بار دھویا' پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا' پھر نکالا اس کو پس کلی کی اور ناک میں ایک چلو ❶ پانی ڈالا پس یہ کام تین بار کیا' پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو نکالا پس اپنا چہرہ تین بار دھویا' پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو نکالا پس اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے دو دو بار' پھر برتن میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو نکالا پس اپنے سر کا مسح کیا اور آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اپنے دونوں ہاتھ اور پھر پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے، پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو اسی طرح تھا۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَأَ بِمُقَدَّمِ رَأْسِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰی قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتّٰی رَجَعَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِیْ بَدَأَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثًا بِثَلٰثِ غُرُفَاتٍ مِّنْ مَّآءٍ۔ وَفِیْ اُخْرٰی فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ کَفَّةٍ وَّاحِدَةٍ فَفَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثًا۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّلْبُخَارِیِّ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ مَرَّةً وَّاحِدَةً ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ۔ وَفِیْ اُخْرٰی لَهٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِّنْ غُرْفَةٍ وَّاحِدَةٍ۔ (راجع تخریج الحدیث رقم ۳۹۳)

اور بخاری، مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ آگے سے اپنے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف لے گئے اور پھر پیچھے سے آگے کو لائے' اپنے سر کی اگلی جانب جہاں سے شروع کیا تھا' پھر ان کو گدی تک لے گئے' پھر پھیرا ان کو یہاں تک کہ واپس لائے اسی جگہ پر جہاں سے شروع کیا تھا' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔ اور بخاری' مسلم کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پس کلی کی اور ناک میں تین چلوؤں سے پانی ڈالا اور تین بار ناک جھاڑی۔ اور بخاری' مسلم کی ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ پس کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا ایک چلو سے' پس یہ تین بار کیا۔ اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پس اپنے سر کا مسح کیا اور اپنے دونوں ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے اور پیچھے سے آگے کو لائے صرف ایک بار' پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے۔ اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ پس کلی کی اور تین بار ناک جھاڑی ایک ہی چلو سے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک ہی چلو میں سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے اس طرح کہ تین بار تین چلو پانی لے اور ہر ایک چلو میں سے آدھے سے کلی کرے اور آدھے سے ناک میں پانی ڈالے صحیح احادیث سے یہی ثابت ہے، ویسے کلی اور ناک کے لئے علیحدہ علیحدہ پانی لینا بھی جائز ہے (کتب حدیث)

۳۹۵- (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَّةً مَرَّةً لَّمْ یَزِدْ عَلٰی هٰذَا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۵۷ وابو داود حدیث رقم ۱۳۸ والترمذی حدیث رقم ۴۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا' اس پر زیادہ نہیں کیا۔ ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک بار دھونے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۳۹۶- (۶) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۵۸ واحمد فی المسند ۴/ ۴۱)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا دو، دو بار۔ (بخاری)

۳۹۷- (۷) وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ فَقَالَ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے مقاعد ❶ میں

اَلَا اُرِيْكُمْ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَتَوَضَّأَ ثَلٰثًا ثَلٰثًا۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٩-٢٣٠ وفي الباب عن ابي هريرة وعلي ابن ابي طالب)

بیٹھ کر وضو کیا' اور کہا کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کا وضو نہ دکھلاؤں؟ چنانچہ انہوں نے تین، تین بار وضو کیا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مقاعد مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے یا اس سے وہ دکانیں مراد ہیں جو عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس تھیں (مرعاۃ)

٣٩٨- (٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِمَآءٍ بِالطَّرِيْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّؤُوْا وَهُمْ عُجَّالٌ فَانْتَهَيْنَا اِلَيْهِمْ وَاَعْقَابُهُمْ تَلُوْحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٢٦-٢٤١ وللبخاري حديث رقم ٦٠ وابوداود حديث رقم ٩٧ والنسائي حديث رقم ١١١)

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے یہاں تک کہ جب ہم پانی کی جگہ پر پہنچے تو ایک جماعت نے نماز عصر کے لئے وضو کرنے میں جلدی کی' اور انہوں نے انتہائی جلدی میں وضو کیا، پھر ہم ان کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ ان کی ایڑیاں چمکتی تھیں ان کو پانی نہیں لگا تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ویل ہے ❶ ایڑیوں کے لئے آگ سے' تم وضو پورا کرو۔'' ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ صحیح ابن حبان میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' ویل جہنم میں ایک وادی اور درجہ ہے (مرعاۃ) ❷ یعنی وضو کے فرائض اور سنن ادا کرو یہ حدیث بالکل واضح اور بیّن دلیل ہے اس پر کہ وضو میں پاؤں کا دھونا فرض ہے یہی مذہب جمہور کا ہے اور مسح کافی نہیں (مرعاۃ)

٣٩٩- (٩) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّاءَ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٨٣-٢٧٤ والترمذي حديث رقم ١٠٠ والنسائي حديث رقم ١٠٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور اپنی پیشانی کے بالوں، پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ امام نووی فرماتے ہیں کہ پورے سر کا مسح بالاتفاق مستحب ہے، امام ابن قیم لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ سے کسی ایک حدیث میں بھی ثابت نہیں کہ آپ نے صرف سر کے بعض مسح پر اکتفاء کیا ہو بلکہ جب سر کے اگلے حصے پر مسح کرتے تو پگڑی پر پورا کر لیتے تھے۔

٤٠٠- (١٠) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِيْ طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٤٢٦ ومسلم حديث رقم (٦٧-٢٦٨) وابوداود حديث ٤١٤٠ والترمذي حديث رقم ٦٠٨)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے کاموں میں سے جس قدر ہو سکتا دائیں ہاتھ سے شروع کرنا پسند کرتے تھے اپنے وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں۔ (بخاری' مسلم)

الفصل الثانی

٤٠١ - (١١) وَعَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ۔ (رواه احمد و ابوداوٗد)

(ابوداود حدیث رقم ٤١٤١ واحمد فی المسند ٢/ ٣٥٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم پہنو ❶ اور تم وضو کرو تو تم اپنے دائیں طرف سے شروع کرو۔'' (احمد، ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وضو میں پہلے دایاں ہاتھ، پھر بایاں ہاتھ اسی طرح پہلے دایاں پاؤں پھر اس کے بعد بایاں پاؤں دھونا چاہئے، قمیص اور جوتا پہننے میں یہی ترتیب ہونی چاہئے اور چیز کو لیتے اور دیتے وقت بھی دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔

٤٠٢ - (١٢) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ)

(الترمذی حدیث ٢٥ وابن ماجة حدیث رقم ٣٩٨)

سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس شخص کا وضو نہیں جس نے وضو پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا۔'' ❶ (ترمذی، ابن ماجہ)

فوائد الحدیث: ❶ وضو کے شروع میں بسم اللہ کہنی امام احمد بن حنبل کے نزدیک واجب ہے اور جمہور علماء کے نزدیک سنت ہے۔

٤٠٣ - (١٣) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ۔ (احمد فی المسند ٢/ ٤١٨ وابوداود حدیث رقم ١٠١ وابن ماجة حدیث ٣٩٩)

اور احمد اور ابوداوٗد نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

٤٠٤ - (١٤) وَالدَّارِمِيُّ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَزَادَ فِیْ اَوَّلِهٖ ((لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّا وُضُوْءَ لَهٗ))

(الدارمی حدیث رقم ٦٩١)

اور دارمی نے ابوسعید خدری عن ابیہ ❶ سے اور انہوں اس حدیث کے شروع میں اتنے الفاظ زیادہ ہیں ''اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں۔''

فوائد الحدیث: ❶ عن ابی سعید عن ابیہ کہنا مصنف مشکوٰۃ یا امام بغوی سے سہو ہو گیا ہے اس لئے کہ اس حدیث کے راوی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں نا کہ ان کے باپ مالک بن سنان (مرعاۃ)

٤٠٥ - (١٥) وَعَنْ لَقِيْطِ بْنِ صَبْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْوُضُوْءِ قَالَ ((اَسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَخَلِّلْ بَيْنَ الْاَصَابِعِ وَ بَالِغْ فِی الْاِسْتِنْشَاقِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ صَائِمًا۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ) وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ بَيْنَ

سیدنا لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں خبر دیں؟ آپ نے فرمایا: ''وضو پورا کر اور انگلیوں کے درمیان خلال کر ❶ اور ناک میں خوب پانی پہنچا مگر یہ کہ تو روزہ دار ہو۔'' (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

الْاَصَابِعِ)۔ (ابوداود حدیث رقم ۱٤۲ والترمذی حدیث رقم ۷۸۸ و النسائی مختصرًا حدیث رقم ۸۷ وابن ماجة حدیث رقم ٤۰۷ والدارمی حدیث ٦۹۸)

اور ابن ماجہ اور دارمی نے بَیْنَ الْاَصَابِعِ کے قول تک روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے جب کہ انگلیاں بحسب خلقت آپس سے جدا اور کشادہ ہوں اور اگر آپس میں ملی ہوں اس طرح کہ پانی ان میں بلا تکلف نہیں پہنچ سکتا تو پھر خلال کرنا واجب نہیں۔ (نیل ۱/۱٤)

٤۰٦ – (۱٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ)

(الترمذی حدیث رقم ۳۹ وقال حسن غریب وابن ماجة حدیث ٤٤۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو وضو کرے تو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال کر۔'' ❶ (ترمذی اور ابن ماجہ نے اس کی مانند روایت کیا) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال ہاتھوں کے دھونے کے بعد کرے اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال پاؤں کے دھونے کے بعد کرے یہی طریقہ افضل ہے (مرقاۃ)

٤۰۷ – (۱۷) وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ يَدْلُكُ اَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهٖ۔ (رواه الترمذی وابوداوٗد وابن ماجة)

(الترمذی حدیث ٤ وابوداود حدیث رقم ۱٤۸ وابن ماجة حدیث رقم ٤٤٦ واحمد فی المسند ٤/ ۲۲۹)

سیدنا مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب آپ وضو کرتے تو اپنے پاؤں کی انگلیوں کو اپنی چھنگلی کے ساتھ ملتے۔'' ❶ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مسند احمد کی روایت میں لفظ یَدْلُكُ کی بجائے یُخَلِّلُ ہے۔ (یعنی ملنے کی بجائے خلال کرتے)

٤۰۸ – (۱۸) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّاَ اَخَذَ كَفًّا مِّنْ مَّآءٍ فَاَدْخَلَهٗ تَحْتَ حَنَكِهٖ فَخَلَّلَ بِهٖ لِحْيَتَهٗ وَقَالَ ((هٰكَذَا اَمَرَنِىْ رَبِّىْ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱٤٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو کرتے تو ایک چلو پانی لیتے اس کو اپنی ٹھوڑی کے نیچے داخل کرتے اور اس کے ساتھ اپنی داڑھی کا خلال کرتے ❶ اور فرماتے: ''مجھے میرے رب نے اسی طرح حکم دیا ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ داڑھی کا خلال کرنا مستحب ہے طریقہ یہ ہے کہ انگلیاں داڑھی کے نیچے داخل کرے اور اوپر کو نکالے امام شوکانی نے نہایت بسط سے بحث کی ہے کہ داڑھی کے خلال میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے (نیل ۱/ ۱۶۵)

۴۰۹ - (۱۹) وَعَنْ عُثْمَانَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یُخَلِّلُ لِحْیَتَهٗ۔ (رواه الترمذی و الدارمی) (الترمذی رقم ۳۱ وقال حسن صحیح والدارمی حدیث رقم ۷۰۴ وابن ماجة حدیث رقم ۴۳۰)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنی داڑھی کا خلال کرتے تھے۔ (ترمذی، دارمی)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۴۱۰ - (۲۰) وَعَنْ اَبِیْ حَیَّةَ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا تَوَضَّاَ فَغَسَلَ کَفَّیْهِ حَتّٰی اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلَاثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا وَغَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا وَذِرَاعَیْهِ ثَلَاثًا وَ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَیْهِ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَامَ فَاَخَذَ فَضْلَ طَهُوْرِهٖ فَشَرِبَهٗ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِیَکُمْ کَیْفَ کَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (رواه الترمذی و النسائی) (الترمذی حدیث رقم ۴۸ والنسائی حدیث رقم ۹۶ وابوداود مختصرا حدیث ۱۱۶)

ابوحیہ سے روایت ہے میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے یہاں تک کہ پاک کیا ان کو، پھر تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی داخل کیا اور اپنا چہرہ تین بار دھویا اور دونوں ہاتھ تین بار کہنیوں تک دھوئے اور اپنے سر کا ایک بار مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں تک دھوئے' پھر کھڑے ہوئے اور اپنا بچا ہوا پانی لیا اور اس کو کھڑے ہو کر پیا' پھر علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ ﷺ کا وضو کس طرح کا تھا۔ (ترمذی، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے لیکن صحیح سند سے متابعت موجود ہے۔

۴۱۱ - (۲۱) وَعَنْ عَبْدِ خَیْرٍ قَالَ نَحْنُ جُلُوْسٌ۔ نَنْظُرُ اِلٰی عَلِیٍّ حِیْنَ تَوَضَّاَ فَاَدْخَلَ یَدَهُ الْیُمْنٰی فَمَلَاَ فَمَهٗ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَنَثَرَ بِیَدِهِ الْیُسْرٰی فَعَلَ هٰذَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی طُهُوْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَهٰذَا طُهُوْرُهٗ۔ (رواه الدارمی) (الدارمی حدیث رقم ۷۰۱ والنسائی حدیث رقم ۹۱)

عبد خیر سے روایت ہے ہم بیٹھے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ رہے تھے جب انہوں نے وضو کیا اور اپنا دایاں ہاتھ برتن میں داخل کیا' پس پانی سے اپنا منہ بھرا' کلی کی اور ناک میں پانی داخل کیا اور اپنی ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑی' اس کو تین بار کیا پھر کہا ❶ جس شخص کو یہ بات پسند ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کو دیکھے تو یہی آپ کا وضو ہے۔ (دارمی)

فوائد الحدیث: ❶ راوی کا اصل مقصود یہ تھا کہ کلی اور ناک میں پانی دینے اور ناک جھاڑنے کی کیفیت بیان کی جائے، باقی وضو معلوم تھا اس لئے بیان نہ کیا (مرعاۃ)

٤١٢ - (٢٢) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفٍّ وَاحِدٍ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلَاثًا۔ (رواه ابوداوٗد، الترمذی) (ابوداود حديث رقم ١١٩ والترمذی حديث رقم ٢٨)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے کلی کی اور ایک ہی چلو سے ناک میں پانی داخل کیا اور آپ نے یہ کام تین بار کیا۔ (ابوداؤد، ترمذی)

٤١٣ - (٢٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَاُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّابَتَيْنِ وَظَاهِرَهُمَا بِاِبْهَامَيْهِ۔ (رواه النسائی) (النسائی حديث رقم ١٠٢ والترمذی حديث رقم ٣٦ وقال حسن صحيح وابن ماجة ١/ ١٥١ حديث رقم ٤٣٩)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کا مسح کیا' اور اپنے دونوں کانوں کے اندر کا شہادت کی دونوں انگلیوں ❶ سے اور ان کے اوپر کا اپنے دونوں انگوٹھوں سے۔ (نسائی)

حكم الحديث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحديث: ❶ اس حدیث میں دلیل ہے کہ کانوں کے اندر اور باہر مسح کرنا سنت ہے (نیل ١/١٧٩)

٤١٤ - (٢٤) وَعَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ اَنَّهَا رَاَتِ النَّبِيَّ ﷺ يَتَوَضَّأُ قَالَتْ فَمَسَحَ رَأْسَهٗ مَا اَقْبَلَ مِنْهُ وَمَا اَدْبَرَ وَصُدْغَيْهِ وَاُذُنَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَفِي رِوَايَةٍ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَيْهِ فِي جُحْرَيْ اُذُنَيْهِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى التِّرْمَذِيُّ الرِّوَايَةَ الْاُوْلٰى وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ الثَّانِيَةَ) (ابوداود حديث ١٢٩ والترمذی وقال حسن صحيح واحمد فی المسند ٦/ ٣٥٩ والرواية الثانية ابوداود حديث رقم ١٣١ واحمد وابن ماجة حديث ٤٤١)

سیدہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' وہ کہتی ہیں کہ آپ نے اپنے سر کے اگلے حصے اور پچھلے حصہ پر اور اپنی کنپٹیوں پر اور اپنے کانوں پر ایک بار مسح کیا۔ ❶ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے وضو کیا پس اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں کے دونوں سوراخوں میں داخل کیں۔ (ابوداؤد) اور ترمذی نے پہلی کو روایت کیا ہے اور احمد اور ابن ماجہ نے دوسری کو۔

حكم الحديث: دو سندیں مل کر حسن ہیں۔

فوائد الحديث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کنپٹیوں اور کانوں کا مسح مشروع ہے، نیز ان کا مسح اس پانی کے ساتھ کرنا چاہئے جو سر کے مسح کے لئے لیا ہے یعنی کانوں کے مسح کے لئے نئے پانی لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (نیل)

٤١٥ - (٢٥) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ وَاَنَّهٗ مَسَحَ رَأْسَهٗ بِمَاءٍ غَيْرَ فَضْلِ يَدَيْهِ۔ (رواه مسلم) (الترمذی حديث رقم ٣٥ وقال حسن صحيح وابوداود حديث ١٢٠ ومسلم حديث رقم

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے ہوئے دیکھا' اور آپ نے اپنے سر کا مسح ایسے پانی سے کیا جو ہاتھوں کا بچا ہوا نہیں تھا۔ ❶ (ترمذی، اور مسلم نے کچھ اضافے کے ساتھ روایت کیا ہے)

۱۹-۲۳٦)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی سر کے مسح کے لئے نیا پانی لیا۔

٤١٦ - (٢٦) وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ ذَكَرَ وُضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَاقَيْنِ وَقَالَ الْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَذَكَرَا قَالَ حَمَّادٌ لَا اَدْرِیْ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ مِنْ قَوْلِ اَبِیْ اُمَامَةَ اَمْ مِّنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (ابن ماجة حديث ٤٤٤ وابوداود حديث ١٣٤ والترمذی حديث رقم ٣٧)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا ذکر کیا' کہا کہ آپ آنکھوں کے گوشوں کو ملتے اور فرمایا کہ کان بھی سر کا حصہ ہیں ۔(ابن ماجہ، ابوداوٗد اور ترمذی اور دونوں نے ذکر کیا' اور حماد نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اَلْاُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ ابوامامہ کا قول ہے یا رسول اللہ ﷺ کا)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

٤١٧ - (٢٧) وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُهٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَاَرَاهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ ((هٰكَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰی هٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَ تَعَدّٰی وَ ظَلَمَ۔)) (رواه النسائی وابن ماجة وروی ابوداوٗد و معناه) (النسائی حديث ١٤٠ وابن ماجة حديث ٤٢٢ وابوداود مطولا حديث رقم ١٣٥ واحمد فی المسند ٢/ ١٨٠)

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا (رضی اللہ عنہم) سے نقل کیا کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کے پاس آیا وہ آپ سے وضو کی کیفیت پوچھتا تھا❶ آپ نے اس کو اعضاء کا دھونا تین تین بار دکھلایا' پھر آپ نے فرمایا: ''اسی طرح وضو ہے' اور جو شخص اس پر زیادہ کرے تو بے شک اس نے برا کیا❷ اور زیادتی کی ❸ اور ظلم کیا۔'' ❹ (نسائی، ابن ماجہ اور ابوداوٗد نے اس کا معنی ذکر کیا ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وضو کامل ❷ برا کیا، کیونکہ سنت کو چھوڑ دیا ❸ تعدی کی یعنی سنت کی حد سے بڑھ گیا ❹ ظلم کیا یعنی اپنے نفس پر بسبب مخالفت نبی ﷺ کے۔

٤١٨ - (٢٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُغَفَّلِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَهٗ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْقَصْرَ الْاَبْيَضَ عَنْ يَمِيْنِ الْجَنَّةِ قَالَ اَیْ بُنَیَّ سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهٖ مِنَ النَّارِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ يَّعْتَدُوْنَ فِی الطُّهُوْرِ وَالدُّعَآءِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو کہتے ہوئے سنا: یا اللہ میں تجھ سے جنت کی دائیں طرف سفید محل مانگتا ہوں' انہوں نے کہا' میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ سے جنت مانگ اور اس کے ساتھ آگ ❶ سے پناہ پکڑ' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

(رواہ احمد وابوداوٗد و ابن ماجة) (احمد فی المسند وابو داود حدیث رقم ۹۶ وابن ماجة حدیث رقم ۳۸٦٤)

''اس امت میں عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو وضو ❷ اور دعا میں ❸ حد سے گزر جائیں گے۔'' (احمد' ابوداوٗد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تحکم اور فضول کلام کیا ہے کہ جائے معین اور پر صفت خاص کے بہشت سے مانگتا ہے بلکہ اس طرح مانگ جس طرح کہ بیان کیا۔ ❷ طہارت میں حد سے گزرنا یہ ہے کہ تین بار سے زیادہ اعضاء دھوئے اور پانی زیادہ خرچ کرے اور دھونے میں اتنا مبالغہ کرے کہ حد وسواس کو پہنچے ❸ اور دعا میں حد سے گزرنا یہ ہے کہ بے ادبی کرے اور مطلب مانگنے میں قیدیں لگا دے یا ایک چیز خارج احاطۂ امکان اور عادت سے سوال کرے۔

۴۱۹ - (۲۹) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ لِلْوُضُوْءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ الْوَلَهَانُ فَاتَّقُوْا وَسْوَاسَ الْمَآءِ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّا لَا نَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ اَصْحَابِنَا۔) (الترمذی حدیث ۵۷ وابن ماجة حدیث رقم ٤٢١ واحمد فی المسند ٥ / ١٣٦)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وضو کے لئے ایک شیطان ہے جس کو ولہان ❶ کہا جاتا ہے' پس بچو تم پانی کے وسواس سے۔'' ❷ (ترمذی' ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور محدثین کے نزدیک اس کی سند قوی نہیں' اس لئے کہ ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ اس کی سند بیان کی ہو، سوائے خارجہ کے ❸ اور وہ ہمارے ساتھیوں کے نزدیک قوی نہیں۔ ❹

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ولہان کا معنی ہے عقل کا جاتا رہنا اور متحیر ہونا، یہ نام شیطان کا اس لئے ہے کہ لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈال کر حیرت ناک اور بے عقل کر دیتا ہے اور وہ اسی وہم میں رہتے ہیں کہ اس عضو پر پانی پہنچا ہے یا نہیں ایک بار دھویا یا دو بار ❷ پس بچو تم پانی کے وسوسہ سے، یعنی اس طرح کہ وسواس پانی کے استعمال کرنے میں آئیں تو دفع کرو تا کہ سنت کی حد سے نہ نکل جاؤ ❸ خارجہ ایک راوی کا نام ہے ❹ ہمارے ساتھیوں، یعنی محدثین کے۔

۴۲۰ - (۳۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا تَوَضَّأَ مَسَحَ وَجْهَهٗ بِطَرَفِ ثَوْبِهٖ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٥٤ وقال حدیث غریب اسناده ضعیف)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ وضو کرتے تو آپ اپنا چہرہ اپنے کپڑے کے کونے ❶ سے پانی خشک کرتے تھے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اپنے کپڑے کے کونے سے یعنی چادر وغیرہ سے حافظ ابن کثیر نے کہا اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے۔

۴۲۱ - (۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ

ﷺ خِرْقَةٌ يُنَشِّفُ بِهَا أَعْضَاءَهُ بَعْدَ الْوُضُوْءِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ بِالْقَائِمِ وَاَبُوْ مُعَاذِ الرَّاوِيُّ ضَعِيْفٌ عِنْدَاَهْلِ الْحَدِيْثِ۔) (الترمذی حدیث رقم ٥٣ وقال لیس بالقائم)

رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک کپڑا تھا آپ وضو کے بعد اس کے ساتھ اپنے اعضاء کا پانی خشک کرتے تھے۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث قوی نہیں ابو معاذ نامی راوی محدثین کے نزدیک ضعیف ہے ❶

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام ترمذی نے کہا کہ نبی ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں اور وضو کے بعد پانی خشک کرنے نبی ﷺ کے بعض صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت نے اجازت دی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٤٢٢ - (٣٢) وَعَنْ ثَابِتِ ابْنِ اَبِي صَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ جَعْفَرٍ هُوَ مُحَمَّدُ الْبَاقِرُ حَدَّثَكَ جَابِرٌ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ نَعَمْ۔ (رواه الترمذی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ٤٥ وابن ماجة حدیث رقم ٤١٠)

سیدنا ثابت بن ابوصفیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابوجعفر سے کہا جن کا نام محمد باقر ہے ❶ کیا آپ سے جابر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے ❷ کہ نبی ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا اور دو دو بار اور تین تین بار؟ انہوں نے کہا ہاں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام محمد بہت بڑے محدث اور مدینہ منورہ کے بلند پایہ فقہاء تابعین میں سے ہیں ان کو اپنے والد ماجد زین العابدین اور جابر بن عبداللہ انصاری اور دیگر صحابہ سے شرف تلمذ حاصل ہے' آپ کا نام محمد کنیت ابوجعفر اور لقب باقر ہے چونکہ آپ وسعت اور تبحر علمی میں یگانہ روزگار ہستی تھے اس لئے باقر لقب سے مشہور تھے، باقر بقر سے ہے، جس کا معنی کھولنا اور وسیع کرنے کا ہے' کہا جاتا ہے تبقر الرجل یعنی فلاں شخص بہت وسیع العلم اور کثیر المال ہے (المنجد) ❷ محدثین کی یہ عادت ہے کہ شاگرد استاد سے پوچھتا ہے کہ آپ کو فلاں محدث سے یہ حدیث پہنچی ہے تو وہ جوابا کہتا ہے کہ ہاں، یہ روایت کرنے کا ایک طریقہ ہے جو کہ بمنزلہ حدثنی فلاں الخ کے ہے۔ (مرعاۃ، تدریب)

٤٢٣ - (٣٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ وَقَالَ ((نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ۔)) (رواه رزین وفیه مقال)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا' دو دو بار اور فرمایا: ''یہ نور پر نور ❶ ہے۔'' (رزین)

حکم الحدیث: اس روایت کا کوئی اصل نہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ وضو میں اعضاء کو ایک ایک بار دھونے سے فرض ادا ہو جاتا ہے دو بار اور تیسری بار دھونا سنت ہے یہ نور علی نور ہے۔

٤٢٤ - (٣٤) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ ((هٰذَا

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تین تین بار اور فرمایا: ''یہ ہے میرا وضو اور مجھ سے

وُضُوْئِی وَوُضُوْءُ الْاَنْبِيَآءِ قَبْلِي وَوُضُوْءُ اِبْرَاهِيْمَ)) رَوَاهُمَا رَزِيْنٌ وَالنَّوَوِيُّ ضَعَّفَ الثَّانِيَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ۔ (رواہ رزین وفیہ مقال)

پہلے انبیاء علیہم السلام اور ابراہیم علیہ السلام کا وضوء" (رزین) امام نووی نے دوسری حدیث کو شرح مسلم میں ضعیف کہا ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

٤٢٥ - (٣٥) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَكَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيْهِ الْوُضُوْءُ مَالَمْ يُحْدِثْ۔ (رواہ الدارمی) (البخاری حدیث رقم ٢١٤ وابوداود حدیث رقم ١٧١ والنسائی حدیث ١٣١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے اور ہم کو ایک وضو اس وقت تک کافی ہوتا تھا جب تک کہ وضو نہ ٹوٹتا۔ (دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٤٢٦ - (٣٦) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ءَ رَاَيْتَ وُضُوْءَ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْغَيْرَ طَاهِرٍ عَمَّنْ اَخَذَهُ فَقَالَ حَدَّثَتْهُ اَسْمَآءُ بِنْتُ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِي عَامِرٍ الْغَسِيْلِ حَدَّثَهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ اُمِرَ بِالْوُضُوْءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ طَاهِرًا كَانَ اَوْغَيْرَ طَاهِرٍ فَلَمَّا شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُمِرَ بِالسِّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ وَوُضِعَ عَنْهُ الْوُضُوْءُ اِلَّا مِنْ حَدَثٍ قَالَ فَكَانَ عَبْدُاللهِ يَرَى اَنَّ بِهِ قُوَّةً عَلَى ذٰلِكَ فَفَعَلَهُ حَتّٰى مَاتَ۔ (رواہ احمد) (احمد فی المسند ٥/ ٢٢٥ و ابوداود حدیث رقم ٤٨)

محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت ہے کہ میں نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے بتائیں کیا عبداللہ بن عمر ہر نماز کے لئے وضو کرتے تھے باوضو ہوں یا بے وضو اور یہ عمل انہوں نے کس سے حاصل کیا تھا؟ تو عبیداللہ نے کہا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی اسماء بنت زید بن خطاب رضی اللہ عنہا نے کہ بے شک عبداللہ بن حنظلہ بن ابی عامر غسیل الملائکہ نے اسماء سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز کے وضو کرنے کا حکم دیا گیا خواہ آپ باوضو ہوں یا بے وضو اور جب یہ عمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشکل ہوا تو آپ کو ہر نماز کے وقت مسواک ❶ کا حکم کیا گیا اور آپ سے وضو موقوف کیا گیا مگر جب کہ وضو ٹوٹ جائے عبیداللہ نے کہا پس عبداللہ بن عمر خیال کرتے تھے کہ مجھ میں ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرنے کی طاقت ❷ ہے تو اسی لیے عبداللہ نے زندگی بھر اس پر عمل کیا۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں مسواک کی فضیلت پر بہت بڑی تنبیہ ہے کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اس کو وضو کے واجب کے قائم مقام رکھا گیا ہے (مرعاۃ) ❷ یہ عبداللہ بن عمر کا اجتہاد تھا کہ اگرچہ ہر نماز کے لئے جب کہ پہلا وضو قائم ہو وضو کی فرضیت منسوخ ہوگئی ہے

لیکن جس شخص میں اس کی طاقت ہو اس کے لئے فضیلت باقی ہے اسی لئے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تادم واپسیں اس امر پر قائم رہے۔

٤٢٧ - (٣٧) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ ((مَاهٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ)) قَالَ اَفِي الْوُضُوْءِ سَرَفٌ قَالَ ((نَعَمْ وَاِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ۔)) (رواه احمد و ابن ماجة) (احمد في المسند ٢/ ٢٢١ وابن ماجة حديث رقم ٤٢٥)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ وضو کر رہے تھے آپ نے فرمایا: ''سعد! یہ کیا اسراف ہے؟؟ انہوں نے کہا' کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟ فرمایا: ''ہاں! اگر چہ تم چلتی نہر پر بھی وضو کرو۔'' ❶ (احمد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی چلتی نہر پر بھی تین بار سے کسی عضو کو زیادہ دھونا یا مقدار معین سے وضو پر زیادہ وقت ضائع کرنا اسراف اور زیادتی ہے۔ اس حدیث کی سند میں حی بن عبداللہ اور ابن لہیعہ دو راوی ضعیف ہیں۔

٤٢٨ - (٣٨) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللهِ فَاِنَّهُ يُطَهِّرُ جَسَدَهُ كُلَّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللهِ لَمْ يُطَهِّرْ اِلَّا مَوْضِعَ الْوُضُوْءِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ' سیدنا ابن مسعود اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے وضو کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور اس نے اپنا تمام بدن پاک کیا اور جس نے وضو کیا اور اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا تو اس نے صرف وضو کے اعضاء کو پاک کیا۔'' ❶

حکم الحدیث: یہ روایت منکر یا من گھڑت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وضو میں جن اعضاء کو دھویا ان کے صغیرہ گناہ دور ہوئے اور باقی اعضاء کے یوں ہی رہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وضو میں بسم اللہ کہنا سنت اور مستحب ہے واجب نہیں۔

٤٢٩ - (٣٩) وَعَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا تَوَضَّأَ وُضُوْءَ الصَّلَاةِ حَرَّكَ خَاتَمَهُ فِي اِصْبَعِهِ (رَوَاهُمَا الدَّارَقُطْنِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ الْأَخِيْرَ۔) (الدار قطني في السنن ١/ ٨٣ باب صفة وضوء رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وفيه راويان ضعيفان وقال الدار قطني لا يصح هذا' ابن ماجة حديث رقم ٤٤٩)

سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے وضو کرتے تو اپنی انگلی کی انگوٹھی کو بھی حرکت دیتے۔ (دار قطنی، ابن ماجہ) اس روایت میں دو راوی ضعیف ہیں۔ اور امام دار قطنی نے فرمایا یہ روایت صحیح نہیں۔

حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ الْغُسْلِ

نہانے کا بیان

الفصل الاول

۴۳۰ - (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا جَلَسَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ وَاِنْ لَّمْ یُنْزِلْ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۲۹۱ ومسلم حدیث رقم (۸۷۔ ۳۴۸) والنسائی حدیث رقم ۱۹۱ وابن ماجة حدیث رقم ۶۱۰ والدارمی حدیث ۷۶۱ واحمد فی المسند ۲/ ۳۴۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت کی چار ❶ شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے ❷ تو اس پر غسل واجب ہوا اگرچہ منی نہ نکلے۔''

فوائد الحدیث: ❶ چار شاخوں سے مراد عورت کے دو ہاتھ اور دونوں پاؤں ہیں حاصل یہ کہ جماع کے لئے بیٹھا اور جماع کیا تو غسل لازم آتا ہے بجرد ذکر کے سر کو داخل کرنے کے انزال ہو یا نہ ہو یہی مذہب خلفاء راشدین اور اکثر صحابہ کرام اور چاروں اماموں کا ہے (ح وع) ❷ کوشش کرے یعنی صحبت کرے۔

۴۳۱ - (۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ: ((اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) قَالَ الشَّیْخُ الْاِمَامُ مُحْیِ السُّنَّةِ هٰذَا مَنْسُوْخٌ۔ (مسلم حدیث رقم (۸۰۔ ۳۴۳) و ابوداود حدیث رقم ۲۱۷)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سوائے اس کے نہیں کہ پانی ❶ پانی سے ہے۔'' (مسلم) شیخ امام محی السنہ نے کہا یہ منسوخ ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث کے مطابق بغیر انزال کے غسل واجب نہیں ہوتا ہے اور یہ حدیث منسوخ ہے ابی بن کعب کی حدیث کے ساتھ اس لیے کہ یہ رخصت شروع اسلام میں تھی، پھر اس سے منع کر دیا گیا۔ (ح)

۴۳۲ - (۳) وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ، فِی الْاِحْتِلَامِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَلَمْ اَجِدْهُ فِی الصَّحِیْحَیْنِ) (الترمذی حدیث رقم ۱۱۲)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ: ''سوائے اس کے نہیں کہ پانی پانی سے ہے احتلام میں ہے۔'' (ترمذی) اور میں نے اس کو صحیحین میں نہیں پایا۔

۴۳۳ - (۴) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَتْ اُمُّ سُلَیْمٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَی الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ قَالَ ((نَعَمْ اِذَا

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُم سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: ''اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں کرتا ❶ تو کیا عورت پر غسل ہے جب کہ احتلام ہو؟ ❷ آپ

رَأَتِ الْمَآءَ)) فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَ تَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ ((نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

(البخاری البخاری حدیث رقم ۱۳۰ ومسلم حدیث (۳۲۔۳۱۳) والنسائی حدیث رقم ۱۹۷)

نے فرمایا: ''ہاں! جس وقت کہ پانی دیکھے'' ❸ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا ❹ اور کہا: ''اے اللہ کے رسول! کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے؟ ❺ آپ نے فرمایا: ''ہاں! تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، ❻ اور کس وجہ سے اس کے بچے کی مشابہت ہوتی ہے؟'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بے شک اللہ تعالیٰ حق سے حیا نہیں کرتا اس حدیث اور دوسری کئی احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم یہ بھی اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے لیکن اس کی صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں، سلف صالحین کا یہی اعتقاد ہے اور پچھلے بعض متکلمین نے جو اللہ تعالیٰ کی صفات میں تاویل کا طریقہ اختیار کیا ہے وہ اچھا نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی دین میں بدعت ہے اور اہل حدیث نے تاویل کرنے والوں کو بہت برا سمجھا ہے ❷ یعنی خواب میں مجامعت دیکھے ❸ پانی دیکھے یعنی اپنے بدن میں یا اپنے کپڑے میں جاگنے کے بعد منی دیکھے ❹ یعنی بسبب شرم کے ❺ یعنی اس کی بھی منی ہوتی ہے اور اس سے مرد کی طرح نکلتی ہے ❻ اس کلمہ کو تعجب کے وقت بولتے ہیں مطلب یہ کہ اے ام سلمہ تجھ پر تعجب ہے کہ تو اس طرح کہتی ہے اور یہ نہیں سمجھتی کہ اگر اس کی منی نہ ہوتی تو بچہ اس کے مشابہ کیوں کر ہوتا۔

٤٣٤ - (٥) وَزَادَ مُسْلِمٌ بِرِوَايَةِ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّ مَآءَ الرَّجُلِ غَلِيْظٌ اَبْيَضُ وَمَآءَ الْمَرْاَةِ رَقِيْقٌ اَصْفَرُ اَيُّهُمَا عَلَا اَوْ سَبَقَ يَكُوْنُ مِنْهُ الشَّبَهُ۔ (مسلم حدیث رقم ۳۰-۳۱۱ و ابن ماجة حدیث رقم ٦٠١)

مسلم نے اُم سلیم رضی اللہ عنہا کی روایت میں اضافہ کیا ''مرد کی منی گاڑھی اور سفید ہوتی ہے جبکہ عورت کی منی پتلی اور زرد ہوتی ہے' پس جوان دونوں میں سے غالب ہو ❶ یا سبقت لے جائے ❷ (تو بچہ کی) اس سے مشابہت ہوتی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ جس کی منی غالب ہوگی یعنی اس صورت میں کہ مرد اور عورت کی منی رحم میں ساتھ گرے۔ ❷ جس کی سبقت کرے گی یعنی ایک کی دوسرے کی منی سے پہلے رحم میں گرے گی تو بچہ اسی کے مشابہ ہوگا (علی وحق)

٤٣٥ - (٦) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَاَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ كَمَا يَتَوَضَّاُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَهُ فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ شَعْرِهِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ ثَلٰثَ غُرَفَاتٍ بِيَدَيْهِ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهِ كُلِّهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ يَبْدَاُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا الْاِنَاءَ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ۔ (البخاری حدیث رقم ٢٤٨ وذکر ((جلده)) بدل ((جسده)) واللفظ له ومسلم حدیث رقم (٣٥-٣١٦) والنسائی حدیث رقم ٢٤٧)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت سے نہانے کا ارادہ کرتے ❶ تو اپنے دونوں ہاتھ دھوتے' ❷ پھر وضو کرتے جیسا کہ نماز کیلئے وضو کرتے' پھر اپنی انگلیاں پانی میں داخل کرتے اور اپنے سر کے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے ❸ پھر اپنے سر پر اپنے ہاتھوں کے ساتھ تین چلو پانی ڈالتے' پھر اپنے تمام بدن پر پانی بہاتے۔ (بخاری' مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: شروع کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ دھوتے اس سے پہلے کہ ان کو برتن میں داخل کریں' پھر اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ڈالتے اور اپنا ستر دھوتے، پھر وضو کرتے ❹

فوائد الحدیث: ❶ یعنی رفع جنابت کے لیے۔ ❷ یعنی کہنیوں تک۔ ❸ یعنی انگلیوں کی تری کے ساتھ ❹ جیسے کہ نماز کے لئے وضوکرتے' مالک نے کہا اگر ایسی جگہ نہاتے کہ پاؤں رکھنے کی جگہ پانی نہ ہوتا یعنی پتھر یا تختے پر نہاتے تو پورا وضوکر لیتے اور اگر وہاں پانی کھڑا ہوتا تو بعد میں پاؤں دھوتے جیسا کہ بعد والی حدیث میں موجود ہے اور جمہور نے کہا کہ غسل میں پاؤں کو بعد میں ہی دھونا مستحب ہے اور شافعیہ کے نزدیک افضل میں دو قول ہیں نووی نے کہا ان دونوں میں سب سے بہترین قول یہ ہے کہ پہلے وضو پورا کرے کیونکہ اکثر روایات میمونہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اسی طرح آئی ہیں (نیل)

۴۳۶ - (۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا فَسَتَرْتُهُ بِثَوْبٍ وَصَبَّ عَلٰى يَدَيْهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ صَبَّ بِيَمِيْنِهِ عَلٰى شِمَالِهِ فَغَسَلَ فَرْجَهُ فَضَرَبَ بِيَدِهِ الْاَرْضَ فَمَسَحَهَا ثُمَّ غَسَلَهَا فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ صَبَّ عَلٰى رَاْسِهٖ وَاَفَاضَ عَلٰى جَسَدِهٖ ثُمَّ تَنَحّٰى فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ فَنَاوَلْتُهُ ثَوْبًا فَلَمْ يَاْخُذْهُ فَانْطَلَقَ وَهُوَ يَنْفُضُ يَدَيْهِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَفْظُهُ لِلْبُخَارِيِّ۔ (البخاری حدیث رقم ۲۷۶ واللفظ له ومسلم حدیث رقم (۳۷۔ ۳۱۷) وابوداود حدیث رقم ۲۴۵ والترمذی حدیث رقم ۱۰۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے نبی ﷺ کے لئے غسل کا پانی رکھا' پھر میں نے کپڑے کے ساتھ پردہ کیا' اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالا' پس ان کو دھویا اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ بائیں ہاتھ پر پانی ڈالا، پھر اپنا ستر دھویا پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا ❶ پھر ملا اس کو' پھر اس کو دھویا' پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا' اور اپنا چہرہ دھویا اور دونوں ہاتھ' پھر ڈالا اپنے سر پر' اور بہایا اپنے بدن پر' پھر ایک طرف ہوئے' پھر اپنے دونوں پاؤں دھوئے' پھر میں نے آپ کو کپڑا دیا ❷ تو آپ نے اس کو نہ لیا ❸ اور چلے آپ اپنے دونوں ہاتھ جھاڑتے تھے۔ ❹ (بخاری' مسلم' الفاظ بخاری کے ہیں)

فوائد الحدیث: ❶ پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا یعنی بایاں ہاتھ کہ جس سے ستر دھویا تھا' حافظ ابن تیمیہ نے المنتقی میں کہا کہ اس میں استنجا کے بعد ہاتھ کے زمین پر ملنے کی دلیل ہے ❷ کپڑا یعنی بدن پونچھنے کے لئے ❸ پس نہ لیا' اس کا بیان باب سنن الوضوء کی دوسری فصل کے آخر کی حدیث میں ہو چکا ہے ❹ مراد ہاتھ جھاڑنے سے یہ ہے کہ ہاتھوں کے ساتھ بدن سے پانی جھاڑتے تھے چنانچہ پانی کو جھاڑنے کی تصریح جماعت کی روایت میں موجود ہے (نیل)

۴۳۷ - (۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ قَالَ ((خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا)) قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ ((تَطَهَّرِيْ بِهَا)) قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ بِهَا فَاجْتَذَبْتُهَا اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَ الدَّمِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۳۱۴ ومسلم حدیث رقم (۶۰۔ ۳۳۲) وابوداود

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک عورت نے نبی ﷺ سے حیض سے غسل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اس کو نہانے کا طریقہ بتایا ❶ پھر فرمایا: ''تو مشک کا ایک ٹکڑا ❷ لے پھر تو اس کے ساتھ پاکی حاصل کر'' اس نے کہا' میں اس کے ساتھ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو پاکی حاصل کر اس کے ساتھ'' اس نے کہا' میں اس کے ساتھ کس طرح پاکی حاصل کروں؟ فرمایا: ''سبحان اللہ! ❸ تو پاکی حاصل کر اس کے ساتھ'' تو میں نے اس کو اپنی

حدیث رقم ۳۱۵ والنسائی حدیث رقم ۲۵۱)

طرف کھینچ لیا اور میں نے کہا کہ اس کو خون کی جگہ رکھ دے۔ ❹ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہانے کا طریقہ یعنی کیفیت نہانے کی پہلے جو گزر چکی ہے بیان فرمائی ❷ تو مشک کا ٹکڑا لے، فقہاء نے کہا ہے عورت کے لئے مستحب ہے کہ مشک کا ایک ٹکڑا لے یا ایک کپڑے کے ٹکڑے کو اس سے خوشبودار کرے اور ستر میں اس وقت تک رکھے جب تک کہ خون کی بدبو ختم نہ ہو نووی رحمہ اللہ نے بھی ایسا ہی کہا ہے ❸ کلمہ سبحان اللہ بطریق تعجب کے پڑھا کہ یہ بات ظاہر ہے اس کے سمجھنے میں فکر کی حاجت نہیں ❹ جگہ خون کی یعنی ستر میں۔

۴۳۸- (۹) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي أَفَأَنْقُضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ((لَا إِنَّمَا يَكْفِيْكِ أَنْ تَحْثِيَ عَلَى رَأْسِكِ ثَلٰثَ حَثَيَاتٍ ثُمَّ تُفِيْضِيْنَ عَلَيْكِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِيْنَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۵۸۔ ۳۳۰) وابوداود حدیث رقم ۲۵۱ والترمذی حدیث رقم ۱۰۵)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا ''اے اللہ کے رسول! میں ایک عورت ہوں کہ میں اپنے سر کے بال خوب مضبوطی سے گوندھتی ہوں' کیا میں اس کو غسل جنابت کے وقت کھولوں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں' ❶ تجھے یہی کافی ہے کہ تو اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالے' پھر اپنے اوپر پانی بہائے اور اس طرح تو پاک ہو جائے گی۔'' ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یہ ضروری نہیں کہ تو اپنے بال کھولے ❷ صحیح روایت میں یہ ہے کہ یہ حکم عورتوں ہی کے لئے ہے کہ اگر بال گھوندھے ہیں تو پانی سر پر اس طرح ڈالیں کہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں تو یہی کافی ہے اور اگر دیکھیں کہ بغیر کھولنے کے جڑیں تر نہیں ہوئیں تو ان کا کھولنا ضروری ہے اور مردوں کو ہر حال میں کھولنے ہی چاہئیں۔

۴۳۹- (۱۰) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۲۰۱ ومسلم حدیث رقم (۵۱۔ ۳۲۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مد ❶ کے ساتھ وضو کرتے تھے اور صاع ❷ سے پانچ مد تک نہاتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مد پیمانہ کا نام ہے اس میں گیارہ چھٹانک اناج آتا ہے۔ ❷ صاع میں چار مد اناج آتا ہے یعنی پونے تین سیر اور مد اور صاع سے یہاں مراد وزن ہے نہ کہ پیمانہ یعنی قریب پونے سیر سے وضو کرتے اور چار سیر کے قریب سے غسل کرتے اور یہ وزن وضو اور غسل کے لئے واجب نہیں ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ اس سے کم نہ ہو۔

۴۴۰- (۱۱) وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَيُبَادِرُنِي حَتّٰى أَقُوْلَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۲۵۰ ومسلم حدیث رقم (۴۶۔ ۳۲۱) واللفظ له

سیدنا معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن ❶ سے نہاتے تھے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا' پس مجھ سے جلدی کرتے ❷ یہاں تک کہ میں کہتی کہ میرے لیے چھوڑ دیں! میرے لیے چھوڑ دیں! اور معاذہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

والنسائی حدیث رقم ۲۳۹)

وہ دونوں جنبی ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ایک برتن سے وہ ایک بڑا پیالہ (ٹب کی طرح) تھا جس میں تین صاع پانی آ سکتا تھا، نبی ﷺ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں ہاتھ ڈالتے تھے اور نہانے کے لئے پانی لیتے تھے ❷ پس مجھ سے جلدی لیتے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ نبی ﷺ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہانے سے پہلے تھوڑے پانی سے نہا لیتے تھے اور باقی ان کے لئے چھوڑ دیتے جس سے یہ نہا لیتیں، نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ دونوں اکٹھے اس سے نہاتے تھے اور وہ دونوں جنبی ہوتے، ابن مالک نے کہا کہ یہ حدیث اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ جس پانی میں جنبی ہاتھ ڈالے وہ طاہر اور مطہر ہے، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ مرد جنبی ہو یا عورت، جلدی کرتے مجھ سے یعنی پانی لینے میں جلدی کرتے۔

الفصل الثانی

۴۴۱ - (۱۲) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ اِحْتِلَامًا قَالَ ((يَغْتَسِلُ)) وَعَنِ الرَّجُلِ يَرَى اَنَّهٗ قَدِ احْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ ((لَا غُسْلَ عَلَيْهِ)) قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرَى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ ((نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ.)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ قَوْلَهٗ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ) (ابوداود حدیث رقم ۲۳۶ والترمذی حدیث رقم ۱۱۳ والدارمی حدیث رقم ۷۶۵ وابن ماجة حدیث رقم ۶۱۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو تراوٹ ❶ پائے اور خواب یاد نہ رکھتا ہو ❷ آپ نے فرمایا کہ وہ غسل کرے ❸ اور اس شخص کے بارے میں جو یہ گمان رکھتا ہے کہ خواب دیکھتا ہے اور تراوٹ نہیں پاتا، آپ نے فرمایا: ''اس پر غسل نہیں''، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا، کیا عورت پر بھی غسل ہے کہ اگر یہ دیکھے؟ ❹ تو آپ نے فرمایا: ''ہاں عورتیں بھی مردوں کی طرح ہیں۔'' ❺ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور ابن ماجہ کے قول لَا غُسْلَ عَلَيْهِ تک)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تراوٹ یعنی جاگ کر منی دیکھے ❷ اور نہ یاد رکھتا ہو خواب کہ نیند میں کسی سے جماع کیا ہے یا نہیں۔ ❸ آپ نے فرمایا غسل کرے یعنی تری کا مدار پانی پر ہے چاہے خواب یاد ہو یا نہ ہو۔ ❹ یعنی تراوٹ۔ ❺ عورتیں پیدائش اور طبائع میں مردوں کی مانند ہیں یعنی عورتوں پر بھی تری دیکھنے کے بعد جاگنے کے بعد غسل واجب ہوتا ہے۔

۴۴۲ - (۱۳) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ وَجَبَ الْغُسْلُ)) فَعَلْتُهٗ اَنَا وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاغْتَسَلْنَا. (رواه الترمذی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ۱۰۸ وابن ماجة حدیث رقم ۶۰۸)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مرد کا محل ختنہ ❶ عورت کے محل ختنہ سے تجاوز کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے''، یہ میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے کیا پس ہم دونوں نہائے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ختان اس جگہ کو کہتے ہیں کہ جس کو ختنہ کرنے میں کاٹتے ہیں کہ وہ ذکر کے سر پر مردہ چمڑا ہوتا ہے اور عورت کے

فرج کے اوپر مرغ کا کلغی کی مانند ایک گوشت ہوتا ہے' آپ نے فرمایا کہ جب دونوں ملیں اور مرد کے ذکر کا سر عورت کے ستر میں داخل ہو تو غسل واجب ہوتا ہے اور اس میں انزال ہونا شرط نہیں۔ (حق)

٤٤٣- (١٤) وَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ فَاغْسِلُوْا الشَّعْرَ وَ اَنْقُوْا الْبَشَرَةَ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ قَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَ الْحَارِثُ بْنُ وَجِیْه الرَّاوِی وَهُوَ شَیْخٌ لَیْسَ بِذَاكَ) (ابوداود حدیث رقم ٣٤٨ والترمذی حدیث ١٠٦ وابن ماجة حدیث رقم ٥٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بال کے نیچے جنابت ہے' پس بالوں کو دھوؤ ❶ اور بدن کو پاک کرو۔'' ❷ (ابوداؤد' ترمذی' ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور حارث بن وجیہ اس حدیث میں ایک بوڑھا راوی ہے جو معتبر نہیں۔ ❸

حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دھوؤ بالوں کو یعنی خوب اچھی طرح دھوؤ کہ ان کے نیچے پانی پہنچے۔ ❷ بدن کو پاک کرو یعنی اچھی طرح میل وغیرہ اتارو اگر کہیں خشک مٹی یا آٹا یا موم لگا رہا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچا تو جنابت نہیں اترے گی۔ ❸ یعنی بڑھاپے اور نسیان کے غلبہ کے پیش نظر اعتماد کے لائق نہیں یعنی اس کی روایت قوی نہیں۔

٤٤٤- (١٥) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِنْ جَنَابَةٍ لَمْ یَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ)) قَالَ عَلِیٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَأْسِی فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَأْسِی فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَأْسِی ثَلَاثًا۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَاَحْمَدُ وَالدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّهُمَا لَمْ یُكَرِّرَ افَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَأْسِی) (ابوداود حدیث رقم ٢٤٩ و احمد فی مسنده والدارمی حدیث رقم ٧٥١ وابن ماجة حدیث رقم ٥٩٩)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے غسل جنابت کے وقت ایک بال کی بھی جگہ خشک چھوڑ دی کہ اس کو نہ دھویا تو اس کی وجہ سے اس کو ایسا ❶ عذاب کیا جائے گا اور ایسا عذاب کہ آگ سے' علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی وجہ سے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی' ❷ اسی وجہ سے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی اور اسی وجہ سے میں نے اپنے سر سے دشمنی کی، تین بار فرمایا۔ (ابوداؤد' احمد' دارمی) مگر احمد اور دارمی نے تکرار کے الفاظ فَمِنْ ثَمَّ عَادَیْتُ رَأْسِی کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس کو ایسا، یہ کنایہ ہے عدد سے یعنی کئی حصہ اور عذاب بہت ہوگا۔ ❷ میں نے اپنے سر سے دشمنی کی یعنی جب یہ تہدید اور وعید میں نے سنی تو پانی بالوں کی نیچے نہ پہنچنے کے ڈر سے اپنے سر سے دشمنوں کا سا معاملہ کیا جیسے دشمن دشمن کو مار ڈالتا ہے ویسے ہی میں نے سر کے بال منڈوا ڈالے۔

٤٤٥- (١٦) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ۔ (رواه

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ ❶ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی'

الترمذی' ابوداوٗد' النسائی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ۱۰۷ وابوداوٗد حدیث رقم ۲۵۰ والنسائی حدیث رقم ۲۵۲ وابن ماجة حدیث رقم ۵۷۹ واحمد فی المسند ٦/ ٦٨) ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی غسل سے پہلے جو وضو کرتے اسی پر اکتفا کرتے' پھر غسل کے بعد وضو نہ کرتے۔

٤٤٦- (١٧) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْسِلُ رَأْسَهُ بِالْخِطْمِيِّ وَهُوَ جُنُبٌ يَجْتَزِئُ بِذٰلِكَ وَلَا يَصُبُّ عَلَيْهِ الْمَآءَ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٢٥٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنا سر خطمی کے ساتھ ❶ دھوتے اور وہ جنبی ہوتے اسی پر کفایت کرتے اور سر پر پانی نہ ڈالتے تھے۔ (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ساتھ خطمی کے یعنی جیسے یہاں آملے وغیرہ سے سر دھوتے ہیں اسی طرح عرب خطمی سے دھوتے ہیں۔

٤٤٧- (١٨) وَعَنْ يَعْلٰى قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالتَّسَتُّرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِيُّ وَفِي رِوَايَتِهٖ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ سِتِّيْرٌ فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَغْتَسِلَ فَلْيَتَوَارَ بِشَيْءٍ) (ابوداود حدیث رقم ٤٠١٢ والنسائی حدیث رقم ٤٠٦ واحمد فی مسنده ٤/ ٢٢٤)

سیدنا یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ہوئے دیکھا ❶ آپ منبر پر چڑھے ❷ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ بہت حیا والا اور بہت پردہ پوش ہے، وہ حیا❸ کرنے اور پردہ کرنے والے کو دوست رکھتا ہے تو جب تم میں سے کوئی ایک نہائے ❹ تو اسے چاہیے کہ وہ پردہ کرے۔ (ابوداوٗد' نسائی) اور نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت پردہ پوش ہے پس جس وقت کہ تم میں سے کوئی نہانے کا ارداہ کرے تو اسے چاہئے کہ کسی چیز کے ساتھ پردہ کرلے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی میدان میں ننگا نہاتا ہے۔ ❷ پس چڑھے منبر پر یعنی وعظ کے لیے رسول اللہ ﷺ کی عادت یہ تھی کہ کسی بڑی بات کو بیان فرمانا ہوتا تو منبر پر تشریف رکھ کر اللہ تعالیٰ حمد و ثنا کرتے اور پھر اس بات کو بیان فرماتے اور یہاں جو ارشاد فرمایا تو اس کا حاصل یہ ہے کہ حیا اور پردہ کرنا صفات الٰہی سے ہے وہ اپنے بندوں کے لیے بھی محبوب رکھتا ہے کہ حتی الامکان اس کی صفات اپنے میں حاصل کریں یعنی حیا اور پردہ کیا کریں۔ ❸ اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حیا اور شرم بھی اللہ عزوجل کی ایک صفت ہے لیکن جس طرح دوسری صفات مخلوقات کی صفات کی طرح نہیں ہیں اسی طرح یہ صفت بھی مخلوق کی صفت کی طرح نہیں ہے۔

❹ تم میں سے کوئی ایک میدان میں نہائے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٤٤٨ - (١٩) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ اِنَّمَا كَانَ الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ رُخْصَةً فِي اَوَّلِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ نُهِيَ عَنْهَا۔ (رواه الترمذى و ابوداؤد والدارمى)

(الترمذى حديث رقم ١١٠ وابو دواد حديث رقم ٢١٤ والدارمى حديث رقم ٧٥٩)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منی کے نکلنے سے نہانے کی رخصت ابتداء اسلام میں تھی ❶ پھر اس سے منع کر دیا گیا۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پہلے یہ حکم تھا کہ غسل جب ہی واجب ہوتا ہے کہ منی نکلے' اگر جماع کیا اور منی نہ نکلے تو غسل لازم نہیں ہوتا تھا' اب یہ حکم منسوخ ہوا اور یہ حکم ہوا کہ صرف جماع کرنے کے غسل لازم ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے۔

٤٤٩ - (٢٠) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ اِنِّي اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ فَرَاَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظُّفُرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَآءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ كُنْتَ مَسَحْتَ عَلَيْهِ بِيَدِكَ اَجْزَاَكَ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ٦٦٤ وفى الزوائد انه ضعيفٌ لضعف محمد بن عبيدالله)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا: میں نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی' اور میں نے دیکھا کہ ایک ناخن کی مقدار جگہ کو پانی نہیں پہنچا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تو اس پر اپنا ہاتھ پھیرتا ❶ تا کہ وہ تجھے تو کفایت کرتا۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پھیرتا تو' یعنی اس پر بھیگا ہوا اپنا ہاتھ پھیر لیتا تو تجھ کو کافی تھا اور تیرا غسل پورا ہو جاتا۔

٤٥٠ - (٢١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الصَّلَاةُ خَمْسِيْنَ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَغَسْلُ الْبَوْلِ مِنَ الثَّوْبِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْاَلُ حَتّٰى جُعِلَتِ الصَّلَاةُ خَمْسًا وَغُسْلُ الْجَنَابَةِ مَرَّةً وَغُسْلُ الثَّوْبِ مِنَ الْبَوْلِ مَرَّةً۔ (رواه ابوداوٗد) (ابو داود حديث رقم ٢٤٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نمازیں پچاس فرض تھیں' اور جنابت سے نہانا سات بار تھا اور کپڑے سے پیشاب کا دھونا سات بار تھا' تو رسول اللہ ﷺ مسلسل مانگتے ❶ رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں اور جنابت کا غسل ایک بار ❷ اور کپڑے کو پیشاب کی وجہ سے دھونا بھی ایک بار باقی رہا۔ ❸ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ سے اس میں تخفیف مانگی' جب نبی ﷺ شب معراج میں تشریف لے گئے تو پچاس نمازیں فرض ہوئی از بسکہ نبی ﷺ اپنی امت پر شفیق تھے کہ ان سے ادا نہیں ہوسکیں گی کئی بار تخفیف چاہی یہاں تک کہ پانچ رہ گئیں۔

❷ اور غسل جنابت کا ایک بار یعنی فرض ایک بار میں ادا ہو جاتا ہے۔

❸ اور پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھونا ایک بار' اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

بَابُ مُخَالَطَةِ الْجُنُبِ وَمَا يُبَاحُ لَهُ

جنبی کے ساتھ اختلاط ❶ کہاں تک جائز ہے

الفصل الاول

٤٥١ - (١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَقِيَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنَا جُنُبٌ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى قَعَدَ فَانْسَلَلْتُ فَاَتَيْتُ الرَّحْلَ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَقَالَ ((اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ)) فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ فَقُلْتُ لَهُ لَقَدْ لَقِيْتَنِيْ وَاَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ حَتّٰى اَغْتَسِلَ وَكَذَا الْبُخَارِيُّ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى۔ (البخاری حدیث رقم ٢٨٥ ومسلم حدیث رقم (٣٧١) وابوداود حدیث رقم ٢٣١ والترمذی حدیث رقم ١٢١ والنسائی حدیث رقم ٢٦٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی جبکہ میں جنبی تھا' تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا' میں آپ کے ساتھ چلا یہاں تک کہ آپ بیٹھ گئے تو میں چپکے سے نکل گیا' پھر میں مکان پر آیا اور میں نے غسل کیا پھر میں آیا اور آپ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے فرمایا کہ ''ابوہریرہ! تو کہاں تھا؟ میں نے آپ کو بتایا' ❷ آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! مؤمن ناپاک نہیں ہوتا۔'' ❸ یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس کے معنی اور ہیں اور اس قول کے بعد یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا آپ سے ملاقات کی تو اس وقت میں جنبی تھا اس لیے میں نے مکروہ جانا کہ آپ کے پاس بیٹھوں یہاں تک کہ غسل کرلوں اور اسی طرح بخاری نے ایک دوسری روایت میں زیادہ کیا۔

فوائد الحدیث: ❶ اختلاط سے مراد جنبی کے ساتھ بیٹھنا، اس سے کلام کرنا، اس سے مصافحہ کرنا اور اس طرح کے اور معاملات ہیں۔ ❷ یعنی آپ کے سامنے اپنا حال ذکر کیا ❸ تحقیق مسلمان ناپاک نہیں ہوتا یعنی جنابت نجاست حکمی ہے جس کے لیے شارع نے حکم دیا ہے اور اس پر غسل واجب کیا ہے، اس سے آدمی حقیقتاً نجس نہیں ہوتا' اس لئے پسینہ اور جنبی کا جوٹھا پاک ہے اور اس کے ساتھ مخالطت یعنی مصافحہ اور بیٹھنا اور اٹھنا وغیرہ بھی جائز ہے۔

٤٥٢ - (٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ تُصِيْبُهُ الْجَنَابَةُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث ٢٩٠ و مسلم حدیث رقم ٢٥-٣٠٥ والنسائی حدیث ٢٦٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا کہ وہ رات کو جنبی ہو جاتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''وضو کر ❶ اور اپنا ستر دھو ڈال پھر سو جا۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وضو کر اور اپنا ستر دھو ڈال یعنی جنبی کے لئے یہ طہارت سونے کے لیے ہے یعنی جب یہ کیا تو پاک سویا اور اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کو وضو کر لینا سنت ہے جب کہ سونے کا ارادہ کرے یا ضرورت کے سبب یا بغیر ضرورت کے غسل میں تاخیر کرے اور ستر کو پہلے دھونا ہے اور وضو بعد میں ہے لیکن بیان کرنے میں وضو کا ذکر تعظیم کی وجہ سے پہلے کیا۔

٤٠٣ - (٣) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَّأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوْئَهُ لِلصَّلٰوةِ۔ (متفق عليه) (مسلم حديث رقم (٢٧۔ ٣٠٥) واحمد في المسند ٦/ ١٢٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب جنبی ہوتے تو آپ ارادہ کرتے کہ کھائیں یا سوئیں تو نماز کا سا وضو کرتے۔" ❶ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنبی جب سونے یا کھانے کا ارادہ کرے تو وضو کرے۔

٤٠٤ - (٤) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَتٰى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَّعُوْدَ فَلْيَتَوَضَّأْ بَيْنَهُمَا وُضُوْءًا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٢٧۔ ٣٠٥) وابو داود حديث رقم ٢٢٠ والترمذى حديث رقم ١٤١)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے پھر ارادہ کرے ❶ کہ دوبارہ جائے تو اسے چاہئے کہ ان دونوں کے درمیان وضو کرے۔" ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی دوبارہ جماع کرے ❷ ابن ملک نے کہا کہ اس سے بہت پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور نشاط اور لذت خوب آتی ہے اور اس حدیث، حدیث ابن عمر اور حدیث عائشہ میں اشارہ ہے کہ جنبی کو مستحب ہے کہ جب کھانے پینے یا سونے یا دوبارہ جماع کا ارادہ کرے تو وہ اپنا ستر دھوئے اور نماز جیسا وضو کرے بعض نے کہا کہ وضو سے مراد کھانے پینے کے حق میں یہاں ہاتھوں کا دھونا ہے اور یہی جمہور علماء کا قول ہے کیونکہ حدیث نسائی میں اس مسئلہ کا صراحت کے ساتھ بیان موجود ہے (ع) مولانا اسحاق رحمہ اللہ نے کہا لیکن اس حدیث کی صراحت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو نماز جیسا کرے پس ان دونوں روایات میں تطبیق یہ ہے کہ کبھی کبھی ہاتھ دھونے پر اختصار کرے اور اکثر اوقات پورا وضو کرے۔

٤٠٥ - (٥) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَطُوْفُ عَلٰى نِسَآئِهِ بِغُسْلٍ وَّاحِدٍ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث (٢٨۔ ٣٠٩) وابو داود حديث رقم ٢١٨ والترمذى حديث رقم ١٤٠)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ❶ اپنی بیویوں کے پاس ایک ہی غسل کے ساتھ آتے تھے۔" ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کبھی نبی ﷺ ایک شب میں تمام بیویوں سے صحبت کرتے اور غسل آخر میں ہی کرتے، درمیان میں نہ کرتے اور یہ دورہ نبی ﷺ کی بیویوں کی رضا سے ہوتا تھا ❷ ساتھ ایک ہی غسل کے اور غسل آخر میں ایک ہی کرتے تو اس میں اس چیز کا احتمال ہے کہ درمیان میں وضو کر لیتے ہوں گے یا جواز کی وجہ سے وضو کو چھوڑ دیا ہو۔

٤٠٦ - (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ۔ (رواه مسلم)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے تھے۔ ❶ (مسلم) اور ابن

(مسلم حدیث (۱۱۷۔ ۳۷۳) وابوداود حدیث ۱۸ والترمذی حدیث رقم ۳۳۸٤)

عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہم ❷ کتاب الاطعمۃ میں ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی خواہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے یا بے وضو ہوتے اور سوائے ان کے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوتے' مگر حالت جنابت میں قرآن نہ پڑھتے اور پاخانہ اور غسل خانہ میں ذکر نہ کرتے اور بعض نے کہا ہے کہ یہاں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے اور اس کی قدرتوں کے بارے میں فکر کرنا کسی حالت میں نہ چھوڑتے تھے۔ ❷ یعنی مصابیح والے نے اس کو یہاں ذکر کیا ہے اور ہم نے وہاں۔

الفصل الثانی (دوسری فصل)

٤٥٧ - (۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اغْتَسَلَ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَةٍ فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَقَالَ ((اِنَّ الْمَآءَ لَا يُجْنِبُ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ نَحْوَهٗ۔) (الترمذی حدیث ٦٥ وابوداود حدیث ٦٨ والنسائی حدیث ۳۲۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی زوجہ محترمہ نے لگن ❶ سے غسل کیا' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس سے وضو کریں ❷ تو زوجہ محترمہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میں جنبی تھی' ❸ آپ نے فرمایا: ''پانی جنبی نہیں ہوتا۔'' ❹ (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ) اور دارمی نے اسی طرح روایت کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی چلو لے کر نہاتیں ❷ یعنی بچے ہوئے پانی سے ❸ یعنی میں اس سے نہائی ہوں یہ اس کا بقیہ ہے۔ ❹ جنبی نہیں ہوتا' یعنی جنبی کے ساتھ نہانے سے اور اس کے اعضاء کے پڑنے سے پلید نہیں ہوتا اگر کوئی کہے کہ یہ حدیث اس حدیث کے مخالف ہے جو تیسری فصل میں آ رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کو اس سے وضو کرنے سے منع کیا ہے جو عورت کی طہارت کے بچے ہوئے پانی سے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث جواز اور ترک اولیٰ پر دلالت کرتی ہے اور یہ نہی تنزیہی تحریمی نہیں۔

٤٥٨ - (۸) وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔ (الترمذی حدیث رقم ۳۱۵ واحمد فی المسند ۱/ ۳۳۷)

اور شرح السنہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مصابیح کے لفظ کے ساتھ نقل کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٥٩ - (۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُ بِيْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ) (ابن ماجة حدیث رقم ٥٨٠ والترمذی حدیث رقم ۱۲۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنابت سے نہاتے' پھر میرے ساتھ حرارت ❶ حاصل کرتے میرے نہانے سے پہلے۔ (ابن ماجہ) اور ترمذی نے اس کی مانند روایت کی اور شرح السنہ میں مصابیح کے لفظ ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اپنا جسم مجھ سے لگاتے تا کہ آپ گرم ہو جائیں اس سے معلوم ہوا کہ جنبی کا بدن پاک ہوتا ہے (حق)

٤٦٠- (١٠) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَ يَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ. (رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ) (ابو داود حديث ٢٢٩ والنسائي حديث رقم ٢٦٥ وابن ماجة حديث رقم ٥٩٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء سے نکلتے تو ہم کو قرآن پڑھاتے ❶ اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور منع نہیں کرتے تھے اور آپ کو جنابت کے سوا کوئی چیز قرآن پڑھنے سے باز نہیں رکھتی تھی۔ (ابوداود، نسائی اور ابن ماجہ نے اسی طرح روایت کیا)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وضو سے پہلے۔

٤٦١- (١١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَقْرَءِ الْحَائِضُ وَ لَا الْجُنُبُ شَيْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حديث رقم ١٣١ و ابن ماجة حديث رقم ٥٩٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حائضہ ❶ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھے۔“ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کچھ نہ پڑھے تھوڑا نہ بہت، یہی قول اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین کا ہے اور جو ان کے بعد تھے جیسے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق وہ کہتے ہیں کہ حائض اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں مگر آیت کا ایک ٹکڑا یا حرف وغیرہ اور جنبی اور حائض کو سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ پڑھنے کی اجازت دی ہے (ترمذی)

٤٦٢- (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَجِّهُوْا هٰذِهِ الْبُيُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَإِنِّي لَا أُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنُبٍ۔)) (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حديث رقم ٢٣٢)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گھروں کے دروازے مسجد سے دوسری طرف رکھو ❶ کیونکہ میں مسجد کو حائض اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا۔“ (ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی گھروں کے دروازے مسجد کی طرف بنے ہوئے ہیں ان کے رخ اور طرف پھیر لو تا کہ جنبی اور حائض مسجد میں سے نہ گزریں، امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک مسجد میں سے جنبی اور حائض کا گزرنا جائز ہے اور ٹھہرنا جائز نہیں اور اس حدیث کو بھی انہوں نے ٹھہرنے پر محمول کیا ہے یعنی مسجد میں جنبی اور حائض کا ٹھہرنا حلال نہیں۔

٤٦٣- (١٣) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِکَۃُ بَیْتًا فِیْهِ صُوْرَۃٌ وَلَا کَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ۔)) (رواہ ابوداوٗد و النسائی)

(ابوداود حدیث رقم ۲۲۷ والنسائی حدیث رقم ۲۶۱ وابن ماجة حدیث ۳۶۵۰)

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے ❶ جس میں تصویر ہو❷ کتا ہو ❸ اور جنبی ہو۔'' ❹ (ابوداوٗد نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرشتوں سے مراد وہ فرشتے ہیں جو کہ رحمت اور برکت لاتے ہیں اور ذکر سننے کے لئے اترتے ہیں ❷ تصویر یعنی جان دار کی تصویر جو بلند جگہ پر ہو مثلاً دیوار یا جھت یا پردہ پر ہو اور بچھانے اور قدم رکھنے کی جگہ پر ہو تو جائز ہے اور درخت وغیرہ کی تصویر جس میں روح نہ ہو جائز ہے اور جاندار کی تصویر میں اگر کٹا ہوا سر ہے تو جائز ہے (ع مختصراً) ❸ یا کتا اور کتیا شکار، کھیتی اور مویشی کی محافظت کے لئے پالنے جائز ہیں اور ان کے علاوہ منع ہیں ❹ اور جنبی سے مراد وہ ہے کہ سستی کی وجہ سے غسل کو ترک کر دے یہاں تک کہ نماز کا وقت بھی گزر جائے اور وہ جنبی ہی رہے اس لیے اس سے ہر جنبی مراد نہیں یا وہ جنبی مراد ہے کہ جو وضو نہ کرے۔

٤٦٤ - (١٤) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَۃٌ لَا تَقْرَبُھُمُ الْمَلَائِکَۃُ جِیْفَۃُ الْکَافِرِ وَالْمُتَضَمِّخُ بِالْخَلُوْقِ وَالْجُنُبُ اِلَّا اَنْ یَتَوَضَّاَ۔)) (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٤١٨٠)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے تین اشخاص کے قریب نہیں آتے' کافر کے بدن ❶ جو خلوق ❷ کے ساتھ آلودہ ہو اور جنبی ❸ مگر یہ کہ وہ وضو کرے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے لیکن حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جیفہ سے مراد کافر کا بدن ہے خواہ زندہ ہو خواہ مردہ، جیفہ اصل میں مردار کو کہتے ہیں اور کافر بمنزلہ مردار کے ہوتا ہے کیونکہ نجس ہوتا ہے اور وہ نجاست مثلاً شراب اور سؤر وغیرہ سے پرہیز نہیں کرتا۔ ❷ خلوق ایک قسم کی خوشبو ہوتی ہے کہ جو زعفران وغیرہ سے بنتی ہے مردوں کو اس کا استعمال منع ہے نہ عورتوں کو اور فرشتے ان کے نزدیک اس لئے نہیں جاتے کہ اس میں رعونت پائی جاتی ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ جو سنت کی مخالفت کرے اگرچہ ظاہر میں زینت والا اور خوشبو لگائی ہوا اور لوگوں میں عزت والا ہو وہ حقیقت میں کتے سے زیادہ پلید اور اس سے زیادہ خسیس ہے۔ ❸ جنبی کے حق میں جو فرمایا اس میں غسل میں تاخیر کرنے پر تہدید اور زجر شدید ہے تا کہ جنبی رہنے کی عادت نہ پڑ جائے۔

٤٦٥ - (١٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِی الْکِتَابِ الَّذِیْ کَتَبَهٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ ((اَنْ لَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاهِرٌ۔)) (رواہ المؤطا والدارقطنی)

(المؤطا کتاب القرآن حدیث رقم ۱ والدار قطنی حدیث رقم ۲ مرسل ورواته ثقات)

عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت ہے اس خط میں کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کے نام لکھا کہ ''نہ ہاتھ لگائے قرآن کو مگر پاک آدمی۔'' ❶ (مالک' دارقطنی)

حکم الحدیث: مرسل ہے باقی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مگر پاک یعنی باوضوء نبی ﷺ نے ان کو یمن کے نواح میں کسی شہر کا عامل بنا کر بھیجا تھا اور ایک کاغذ لکھ کر ان کے ساتھ کر دیا تھا اس میں بیان فرائض اور سنن صدقات اور دیات وغیرہ کا لکھا تھا ازاں جملہ اس کتاب میں یہ بھی لکھا تھا جو مذکور ہوا (ح)

٤٦٦ - (١٦) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ فِيْ حَاجَةٍ كَانَ مِنْ حَدِيْثِهِ يَوْمَئِذٍ اَنْ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِيْ سِكَّةٍ مِنَ السِّكَكِ فَلَقِيَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ غَآئِطٍ اَوْ بَوْلٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى اِذَا كَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّتَوَارٰى فِي السِّكَّةِ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ عَلَى الْحَآئِطِ وَ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ ثُمَّ ضَرَبَ ضَرْبَةً اُخْرٰى فَمَسَحَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَى الرَّجُلِ السَّلَامَ وَقَالَ ((اِنَّهٗ لَمْ يَمْنَعْنِيْ اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ السَّلَامَ اِلَّا اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ عَلٰى طُهْرٍ.)) (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حديث رقم ٣٣٠)

نافع سے روایت ہے کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی ضرورت کے لیے چلا' تو انہوں نے اس دن حدیث سنائی کہ ایک شخص گلیوں میں سے ایک گلی سے گزرا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی آپ بیت الخلاء سے نکلے تھے اس نے آپ کو سلام کیا' لیکن آپ نے اسے جواب نہ دیا' یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ شخص گلی میں چھپ جائے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر مارے ❶ اور ان دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیرا اور پھر دوبارہ ہاتھ مارے اور پھر پھیرے ہاتھ دونوں ہاتھوں پر' پھر اس شخص کو سلام کا جواب دیا' اور فرمایا: ''مجھ کو نہیں منع کیا تھا کہ تجھ کو سلام کا جواب دوں سوائے اس کے میں پاکی میں نہ تھا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تیمم کر کے جواب دیا اور پہلے جواب اس لئے نہ دیا کہ سلام اللہ تعالیٰ کا نام ہے، اصل میں معنیٰ اگرچہ سلامتی کے ہیں' لیکن اعتبار اصل کا کیا اور ذکر اللہ بغیر وضو کے مناسب نہ جانا اور یہ جو آیا ہے کہ صحابہ نے کہا کہ نبی ﷺ بیت الخلاء سے نکلتے تھے اور ہمیں قرآن پڑھاتے تھے ظاہر میں آپس میں تعارض معلوم ہوتا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ بے وضو جو ذکر کرتے تھے عمل رخصت پر کرتے تھے اور یہاں عمل عزیمت پر کیا امت کی تعلیم کے لیے یعنی بے وضو بھی جائز ہے لیکن افضل باوضو ہی ہے (علی)

٤٦٧ - (١٧) وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قُنْفُذٍ اَنَّهٗ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ حَتّٰى تَوَضَّاَ ثُمَّ اعْتَذَرَ اِلَيْهِ وَقَالَ ((اِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اَذْكُرَ اللّٰهَ اِلَّا عَلٰى طُهْرٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلٰى قَوْلِهٖ حَتّٰى تَوَضَّاَ وَقَالَ فَلَمَّا تَوَضَّاَ رَدَّ عَلَيْهِ (ابو داود حديث رقم ١٧' النسائي حديث رقم ٣٨ وابن ماجة حديث رقم ٣٥٠ واحمد في مسنده ٤/٣٤٥)

سیدنا مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ پیشاب کر رہے تھے' انہوں نے آپ ﷺ کو سلام کیا' آپ نے اس کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ وضو کیا' پھر اس سے عذر کیا اور کہا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ طہارت کے بغیر اللہ کا ذکر کروں۔'' (ابوداؤد) اور نسائی نے حَتّٰی تَوَضَّاَ تک روایت کیا اور کہا جب وضو کر لیا تو پھر اس کا جواب دیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۴۶۸ - (۱۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ ثُمَّ يَنْتَبِهُ ثُمَّ يَنَامُ۔ (رواه احمد) (احمد فی مسنده ٦/ ٢٩٨)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنبی ہوتے ❶ سو جاتے، پھر جاگتے، پھر سو جاتے۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پہلی ایک حدیث میں معلوم ہو چکا ہے کہ حالت جنابت میں نبی ﷺ وضو کر کے آرام فرماتے تھے پس یہاں بھی یہی مراد ہے یا یہ بیان جواز کے لئے کرتے۔ (ح و ع)

۴۶۹ - (۱۹) وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ اِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يُفْرِغُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَغْسِلُ فَرْجَهُ فَنَسِيَ مَرَّةً كَمْ اَفْرَغَ فَسَاَلَنِي فَقُلْتُ لَا اَدْرِي فَقَالَ لَا اُمَّ لَكَ وَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَدْرِيَ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوْءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُفِيْضُ عَلٰى جِلْدِهِ الْمَآءَ ثُمَّ يَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَطَهَّرُ۔ (رواه ابوداوٗد)

(ابوداود حدیث رقم ٢٤٦)

شعبہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما غسل جنابت کرتے تو اپنے دائیں ہاتھ ❶ سے اپنے بائیں ہاتھ پر سات بار ❷ پانی ڈالتے، پھر اپنا ستر دھوتے پس بھول گئے کہ کتنی دفعہ پانی ڈالا' پھر مجھ سے پوچھا تو میں نے کہا' میں نہیں جانتا' فرمایا' نہ ہو ماں تیری ❸ اور کس چیز نے تجھے منع کیا تھا کہ تو جانے؟ پھر نماز کی طرح کا وضو کرتے پھر اپنے بدن پر پانی بہاتے، پھر کہا اسی طرح رسول اللہ ﷺ طہارت کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پانی ❷ دوسری احادیث میں نبی ﷺ کے دست مبارک دھونے کا ستر دھونے سے پہلے ذکر آیا ہے یا تو مطلق دھونا آیا ہے یا دو بار یا تین بار' چنانچہ پہلی فصل باب الغسل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہاتھ دھوتے اس میں بلا قید گنتی کے ہے پس جو یہاں شعبہ نے ابن عباس سے سات بار دھونا ہاتھوں کا روایت کیا تو یہ کوئی خاص صورت ہوگی' بہت طہارت حاصل کرنے کے لئے یا ابن عباس کو سات بار کے منسوخ ہونے کا علم نہ ہوا ہوگا۔ ❸ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاگرد کو شیخ کے آگے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس کے عمل کو یاد رکھے اور شیخ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کو غفلت وغیرہ پر تنبیہ کرے۔ (ح و ع)

۴۷۰ - (۲۰) وَعَنْ اَبِي رَافِعٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ طَافَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلٰى نِسَآئِهِ يَغْتَسِلُ عِنْدَ هٰذِهِ وَعِنْدَ هٰذِهِ قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَّاحِدًا اٰخِرًا قَالَ هٰذَا اَزْكٰى وَاَطْيَبُ وَاَطْهَرُ۔ (رواه احمد و ابوداوٗد) (احمد فی مسنده ٦/ ٨ وابوداود حدیث رقم ٢١٩ وابن ماجة حدیث رقم ٥٩٠)

سیدنا ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز اپنی ازواج مطہرات کے پاس گئے اور آپ نے ہر ایک کے پاس غسل کیا ❶ ابورافع نے کہا' میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! آپ نے آخر میں ایک بار ہی غسل کیوں نہ کیا؟ فرمایا: ''یہ خوب پاک کرتا ہے ❷ اور نفس کو بہت پاکیزہ ❸ اور بہت ستھرا کرتا ہے۔'' ❹

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک روز اپنی بیویوں کے پاس گئے یعنی سب سے جماع کیا ❷ فرمایا یہ یعنی ہر بار نہانا ❸ طیبی نے کہا ظاہر کے لیے تطہیر مناسب ہے اور تزکیہ اور تطییب باطن کے لیے مناسب ہے اور پہلا ازالہ اخلاق بد کے لیے ہے اور دوسرا اچھی خصلتوں کو حاصل کرنے کے لیے ہے۔ ❹ اور جو اس سے پہلے گزر اہے کہ تمام بیویوں سے صحبت کر کے آخر میں ایک مرتبہ ہی غسل کیا تو وہ امت کی آسانی اور جواز کے لیے تھا اور افضل یہ ہے جواب کیا کہ ہر جماع کے بعد غسل کیا۔

٤٧١ - (٢١) وَعَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ طُهُوْرِ الْمَرْاَةِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ زَادَ اَوْقَالَ ((بِسُوْرِهَا)) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) (ابو داود حديث رقم ٩٢ وابن ماجة حديث رقم ٣٧٣ والترمذي حديث رقم ٦٤ وقال حديث حسن)

حکم بن عمرو سے روایت ہے منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ مرد عورت کے (غسل یا وضو کے) بچے ہوئے پانی سے وضو کرے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی) اور ترمذی نے زیادہ کیا ❶ یا فرمایا ''عورت کے بقیہ وضو کے پانی کے ساتھ'' اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ راوی کو شک ہے کہ لفظ فضل کہا یا سؤر' سید جمال الدین نے کہا اس حدیث کو نہی پر محمول کیا جائے گا اور اس کے بعد والی حدیث کو نہی تنزیہی پر تا کہ پہلی حدیث کے ساتھ مخالفت نہ ہو اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا ہے۔ (ع وح)

٤٧٢ - (٢٢) وَعَنْ حُمَيْدِ نِ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ لَقِيْتُ رَجُلًا صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ سِنِيْنَ كَمَا صَحِبَهٗ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ تَغْتَسِلَ الْمَرْاَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ اَوْيَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ الْمَرْاَةِ زَادَ مُسَدَّدٌ وَلْيَغْتَرِ فَا جَمِيْعًا (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَزَادَ اَحْمَدُ فِي اَوَّلِهٖ نَهٰى اَنْ يَّمْتَشِطَ اَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ اَوْ يَبُوْلَ فِي مُغْتَسَلِهٖ (ابو داود حديث رقم ٨١ والنسائي حديث رقم ٢٣٨ واحمد في مسنده ٤/ ١١٠)

حمید حمیری سے روایت ہے میں نے ایک شخص سے ملاقات کی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار برس صحبت رکھی تھی جیسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے صحبت رکھی اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ عورت مرد کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے یا مرد عورت کے بچے ہوئے پانی سے غسل کرے، مسدد نے زیادہ کیا ''اور چاہئے کہ دونوں چلو اکٹھے لیں۔'' (ابوداؤد، نسائی) اور احمد نے اس حدیث کے اول میں اضافہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ ہم ہر روز کنگھی کریں ❶ یا غسل کی جگہ میں پیشاب کریں۔ ❷

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہر روز کنگھی کرنے سے منع فرمایا اس لئے کہ یہ طریقہ بناؤ سنگھار والوں کا ہے، سنت یہ ہے کہ ایک روز چھوڑ کر کنگھی کیا کرے۔ ❷ غسل کی جگہ پیشاب کرنا اس لئے منع فرمایا کہ اس سے وسواس پیدا ہوتا ہے (ع)

٤٧٣ - (٢٣) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسٍ۔ (ابن ماجة حديث رقم ٣٧٤ وقال انه وهم)

اور ابن ماجہ نے اسے سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ

پانی کے احکام کا بیان

الفصل الاول

٤٧٤ - (١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ الَّذِيْ لَا يَجْرِيْ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((لَا يَغْتَسِلُ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) قَالُوْا كَيْفَ يَفْعَلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا۔ (البخاري حديث رقم ٢٣٩ ومسلم حديث (٩٠- ٢٨٢) وابو داود حديث رقم ٦٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ❶ جو جاری نہ ہو ❷ پیشاب نہ کرے' پھر اس میں غسل کرے۔'' ❸ (بخاری، مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ''تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں نہ نہائے اور وہ جنبی ہو'' لوگوں نے کہا، اے ابو ہریرہ! کس طرح کرے؟ کہا' اس میں سے چلو لے لے۔ ❹

فوائد الحدیث: ❶ پانی سے یہاں مراد کم پانی ہے' اگر زیادہ ہو تو جاری کا حکم رکھتا ہے اور نجس نہیں ہوتا' لیکن اس میں پیشاب کرنا اچھا نہیں شاید کہ دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی پیشاب کریں اور اس کی عادت بنا لیں اور رفتہ رفتہ پانی متغیر ہو جائے' پانی کم ہو تو یہ منع حرمت کے لئے ہے اور جب پانی بہت ہو جائے تو یہ منع کراہت کے لئے ہے۔ ❷ جاری نہ ہونے کی قید اس لئے لگائی کہ جاری پانی نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا ❸ یعنی عاقل آدمی سے بہت بعید ہے کہ وہ پانی میں پیشاب کرے پھر اس میں نہائے ❹ یعنی چلو لے کر باہر پانی سے نہائے اس سے معلوم ہوا کہ اگر جنبی پانی لینے کے لئے اس میں ہاتھ ڈالے تو پانی مستعمل نہیں ہوتا اور اگر اس میں ہاتھ ڈالے تاکہ اس کو دھوئے تو جنابت سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ (حق)

٤٧٥ - (٢) عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٩٤- ٢٨١) واحمد في مسنده ٣/ ٣٥٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

٤٧٦ - (٣) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِيْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِيْ وَدَعَالِيْ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ تَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَّضُوْئِهٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری خالہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میرا بھانجا بیمار ہے' تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی' پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے

اِلٰی خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَیْنَ کَتِفَیْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۹۰)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی پیا ❶ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی طرف کھڑا ہوا' میں نے مہر نبوت ❷ کو کاندھوں کے درمیان دیکھا' چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح کی۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وضو کے پانی سے مراد جو پانی وضو کرنے کے بعد بچ گیا تھا جو کہ اعضاء وضو سے گر جاتا تھا ❷ مہر نبوت ہیئت اور مقدار کے لحاظ سے چھپر کھٹ کی گھنڈی کی طرح تھی، مہر نبوت اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ پہلی کتابوں میں آپ کی علامت مذکور تھی کہ مہر نبوت ان کے کندھوں کے درمیان ہوگی' پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو اس سے پہچانے گئے کہ نبی آخر الزمان یہی ہیں اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی علامت ہوئی۔

الفصل الثانی

۴۷۷ - (۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَآءِ یَكُوْنُ فِی الْفَلَاةِ مِنَ الْاَرْضِ وَمَا یَنُوْبُهٗ مِنَ الدَّوَابِّ وَ السِّبَاعِ فَقَالَ ((اِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَیْنِ لَمْ یَحْمِلِ الْخَبَثَ۔)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ) وَ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَفِی اُخْرٰی لِاَبِی دَاوٗدَ ((فَاِنَّهٗ لَا یَنْجُسُ)) (احمد فی مسنده ۲ / ۲۷ وابو داود حدیث رقم ۶۳ و الترمذی حدیث رقم ۶۷ والنسائی حدیث رقم ۵۲ و الدارمی حدیث رقم ۷۳۲ وابن ماجة حدیث رقم ۵۱۷)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پانی کی حالت کے بارے میں سوال کیا گیا جو جنگل میں ہو' اور جس پر باری باری چار پایوں اور درندوں کی ٹولیاں ❶ آتی ہیں' آپ نے فرمایا ''جب پانی دو قلے ❷ ہو تو وہ ناپاکی کو نہیں اٹھاتا۔'' (احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' دارمی' ابن ماجہ) اور ابوداؤد کی دوسری روایت میں ہے ''وہ ناپاک نہیں ہوتا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وہ آ کر اس سے پانی پیتے ہیں اور پیشاب وغیرہ کرتے ہیں اس کے بارے میں کیا حکم ہے ❷ قلہ بڑے مٹکے کو کہتے ہیں جس میں اڑھائی مشک پانی آتا ہے اور قلتین یعنی دو مٹکوں میں پانچ مشک پانی اور قلتین کے پانی کا وزن یہاں کے حساب سے علماء نے ایک سو چھ من لکھا ہے' امام شوکانی نے کہا یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جب پانی کی مقدار قلتین ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے نجس نہیں ہوتا اور جو اس سے زیادہ ہو تو وہ بطریق اولیٰ پلید نہ ہوگا لیکن یہ حدیث اس حدیث کے ساتھ مخصص ہے یا مقید ہے کہ جب تک رنگ اور مزا اور بو متغیر نہ ہو اور یہ ٹکڑا الا ما غیر ریحه او لونه او طعمه اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کے معانی پر اتفاق ہوا ہے۔ (نیل الاوطار)

۴۷۸ - (۵) وَعَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَتَوَضَّأُ مِنْ بِئْرِ بُضَاعَةَ وَهِیَ بِئْرٌ یُلْقٰی فِیْهَا الْحِیَضُ وَلُحُوْمُ الْكِلَابِ وَالنَّتْنُ فَقَالَ رَسُوْلَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا) اے اللہ کے رسول! کیا ہم بضاعۃ ❶ کے کنویں سے وضو کریں اور وہ کنواں ایسا ہے کہ اس میں ❷ حیض کے

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ الْمَاءَ طُهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ۔)) (رَوَاهُ احمد و الترمذی و ابوداؤد والنسائی) (احمد فی مسندہ ۳/ ۳۱ و الترمذی حدیث رقم ٦٦ و ابوداود حدیث رقم ٦٦ والنسائی حدیث رقم ۳۲٦)

کپڑے اور کتوں کے گوشت اور گندگی ڈالی جاتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانی پاک ہے ❸ اس کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔'' ❹

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بئر بضاعة کنویں کا نام ہے جو مدینہ میں واقع ہے ❷ وہ ایسی جگہ تھا کہ اس پر دو نالے آتے تھے اور ان دونوں نالوں میں جو گندگی آتی تھی وہ کنویں میں پڑتی تھی پس اس کو کہنے والے نے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ اس کا وہم جاتا رہے کہ لوگ اس میں نجاست ڈالتے تھے، عیاذ باللہ ایسی بات عوام مسلمانوں سے نہیں ہو سکتی وہ افضل مومنین کے لئے کب ایسی بات روا رکھتے تھے ❸ اکثر محدثین اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ اگر پانی بہت ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا اور اگر تھوڑا ہو تو ناپاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ائمہ اربعہ نے اس کی مقدار (قلیل اور کثیر) کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جس پانی کا رنگ، مزہ اور بو نجاست کے پڑنے سے نہ بدلے وہ کثیر ہے اور جو متغیر ہو جائے وہ قلیل ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو مقدار قلتین جتنی ہو تو وہ کثیر ہے اور اگر کم ہو تو قلیل ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے ہم مسلک کہتے ہیں کہ اگر پانی اس قدر ہو کہ ایک طرف کے ہلانے سے دوسری طرف نہ ہلے تو وہ کثیر ہے اور اگر ہل گیا تو پھر قلیل ہے۔ اور بعض متاخرین نے دہ، در، دہ کو کثیر کہا ہے۔ ❹ اس کو کوئی چیز نجس نہیں کرتی جب تک کہ اس کا رنگ، بو اور مزا متغیر نہ ہو (نیل)

۴۷۹ - (٦) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ((اِنَّا نَرْكَبُ الْبَحْرَ وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيْلَ مِنَ الْمَاءِ فَاِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطِشْنَا اَفَنَتَوَضَّأُ بِمَاءِ الْبَحْرِ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ)) (رواه الموطا، الترمذی، ابوداؤد، النسائی، ابن ماجة و الدارمی) (الموطا الحدیث رقم ۱۲ والترمذی حدیث ٥٩ و النسائی حدیث رقم ٥٩ وابن ماجة حدیث رقم ۳۸٦ والدارمی حدیث رقم ۷۲۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم بحری سفر کرتے ہیں ❶ اور اپنے ساتھ تھوڑا سا (شیریں) پانی لے جاتے ہیں، اگر ہم اس پانی کے ساتھ وضو کریں تو ہم پیاسے رہ جائیں گے، تو کیا ہم دریا کے پانی کے ساتھ وضو کر لیں؟ ❷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وہ پاک کرنے والا ہے اس کا پانی ❸ اور اس کا مردار حلال ہے۔'' ❹

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہم بحری سفر کرتے ہیں یعنی کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ ❷ یا ہم تیمم کریں ❸ بدر منیر کی حدیث میں دریائے شور سے طہارت کے جواز پر دلیل ہے اور یہی قول تمام علماء کا ہے (نیل) ❹ میتہ اس کو کہتے ہیں کہ جو جانور بغیر ذبح کے خود مر جائے، شافعیہ کے نزدیک یہاں میتہ سے مراد دریا کے تمام حیوان ہیں یہاں تک کہ دریا کا کتا اور سؤر اور سانپ، یہ تمام ان کے نزدیک حلال ہیں، اور حنفیہ کہتے

ہیں کہ میتہ سے مراد صرف مچھلی ہے کہ اس کو ذبح نہیں کرتے اس کا شکار کرنا اور اس کو پانی سے نکالنا یہی اس کا ذبح ہے' حاصل کلام یہ ہے کہ مچھلی دریائی جانوروں میں سے بالاتفاق حلال ہے اور باقی جانوروں میں اختلاف ہے اور زیادہ تفصیل اس کی مطولات سے دیکھنی چاہیے۔ (نیل علی)

٤٨٠ - (٧) وَعَنْ اَبِيْ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ لَيْلَةَ الْجِنِّ ((مَا فِيْ اِدَاوَتِكَ)) قَالَ قُلْتُ نَبِيْذٌ قَالَ ((تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَّمَآءٌ طُهُوْرٌ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَزَادَ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ اَبُوْزَيْدٍ مَجْهُوْلٌ وَصَحَّ۔ (ابو داود حديث ٨٤ واحمد في مسنده ١/ ٤٥٠ و الترمذي حديث رقم ٨٨ و ابن ماجة في السنن بالفاظ متقاربة حديث رقم ٣٨٤)

ابوزید نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنوں کی رات ❶ ان سے کہا "تیری چھاگل میں کیا ہے؟" میں نے کہا نبیذ ❷ ہے' فرمایا: "کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے۔" (ابوداؤد) اور احمد اور ترمذی نے زیادہ کیا پس اس سے وضو کیا اور ترمذی نے کہا کہ ابوزید راوی مجہول ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ثابت نہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ جنوں کی رات' اس رات کو کہتے ہیں کہ جس میں جنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی' اور انہیں قرآن سنایا اور انہوں نے اپنی قوم میں جا کر حقیقت حال بیان کی' چنانچہ سورۂ جن میں اور سورۂ احقاف میں یہ قصہ مذکور ہے۔ ❷ کہا اس میں نبیذ ہے یعنی کھجوروں کا شربت ہے' فرمایا کھجور پاک ہے اور پانی پاک کرنے والا ہے' نبیذ سے وضو کرنا اکثر علماء کے نزدیک درست نہیں کیونکہ یہ حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہے جو لائق استدلال نہیں اور نبیذ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک وضو ہوتا ہے۔

٤٨١ - (٨) عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمْ اَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٥٢- ٤٥٠)

علقمہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ میں جنوں کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں تھا۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ امام ترمذی کے قول سے یہ معلوم ہوا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھے یہ حدیث مذکور جوان کی ہمراہی پر دلالت کرتی ہے صحیح نہیں ہے۔

٤٨٢ - (٩) وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَتْ تَحْتَ ابْنِ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَا قَتَادَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَسَكَبَتْ لَهُ وَضُوْءًا فَجَاءَتْ هِرَّةٌ تَشْرَبُ مِنْهُ فَاَصْغٰى لَهَا الْاِنَاءَ حَتّٰى شَرِبَتْ قَالَتْ كَبْشَةُ فَرَاٰنِيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ فَقَالَ اَتَعْجَبِيْنَ يَا ابْنَةَ اَخِيْ قَالَتْ فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((اِنَّهَا لَيْسَتْ

سیدہ کبشہ بنت کعب بن مالک رضی اللہ عنہا سے جو کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی اہلیہ تھیں ❶ روایت ہے کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے ❷ کبشہ نے ان کے لئے وضو کا پانی ڈالا ❸ تو ایک بلی آئی اور اس نے وضو کے پانی سے پینا شروع کیا تو ابوقتادہ نے اس کے لئے برتن کو ٹیڑھا کیا ❹ یہاں تک کہ اس نے پی لیا' کبشہ نے کہا' ابوقتادہ نے مجھ کو دیکھا کہ میں ان کی طرف

بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ اَوِ الطَّوَّافَاتِ۔)) (رواه الموطا، احمد، الترمذی، ابوداوٗد، النسائی، ابن ماجة والدارمی) (الموطا حديث رقم ۱۳ واحمد في مسنده ۵/ ۳۰۳ والترمذی حديث رقم ۹۲ وابوداود حديث رقم ۷۵ والنسائی حديث رقم ۶۸ وابن ماجة حديث رقم ۳۶۷ والدارمی حديث رقم ۷۳۶ والشافعی في مسنده ص ۹)

دیکھتی ہوں انہوں نے کہا اے بھتیجی! ❺ کیا تعجب کرتی ہے؟ کبشہ نے کہا: ہاں ابوقتادہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلی ناپاک نہیں ہوتی کیونکہ ❻ وہ تم پر پھرنے والی ہے یا لفظ طوافات کا کہا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ابوقتادہ کے بیٹے کی اہلیہ تھیں یعنی ان کی بیوی تھیں ❷ ابوقتادہ یعنی سسر اس کا ❸ یعنی باسن میں ❹ برتن کو ٹیڑھا کیا تاکہ وہ آسانی کے ساتھ پانی پی لے ❺ اے میری بھتیجی! ابوقتادہ نے کبشہ کو بھتیجی کہا' اس لئے کہ عربوں کی عادت ہے کہ بعض مخاطب کو بھتیجا یا چچا کا بیٹا کہتے ہیں اگرچہ حقیقت میں نہ ہو' کیونکہ آپس میں اسلامی بھائی چارہ رکھتے ہیں۔ ❻ تحقیق وہ تم پر پھرنے والی ہے یا لفظ طوافات کا کہا' تو یہ اس لئے کہ اگر نر ہیں طوافین اور اگر مادہ ہیں تو طوافات ہیں' اور طواف سے مراد خادم ہیں، بلیوں کو خادم فرمایا اس لئے کہ یہ بھی خدمت کرتی ہیں کہ موذی جانوروں کو مارتی ہیں یا ان کی خبر گیری میں ثواب ہوتا ہے اور یہ بھی خادموں کی خبر گیری کی مانند یا خادموں کی طرح پھرتی ہیں پس حاصل اس حدیث کا یہ ہے کہ بلیوں کا جوٹھا پاک ہے' اگر بلیوں کا جوٹھا پانی ملے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور ایسی صورت میں تیمم جائز نہیں ہوگا۔ (ع)

۴۸۳ - (۱۰) وَعَنْ دَاوُدَ بْنَ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اُمِّهٖ اَنَّ مَوْلَاتَهَا اَرْسَلَتْهَا بِهَرِيْسَةٍ اِلٰى عَائِشَةَ قَالَتْ فَوَجَدْتُهَا تُصَلِّيْ فَاَشَارَتْ اِلَيَّ اَنْ ضَعِيْهَا فَجَآءَتْ هِرَّةٌ فَاَكَلَتْ مِنْهَا فَلَمَّا انْصَرَفَتْ عَائِشَةُ مِنْ صَلَاتِهَا اَكَلَتْ مِنْ حَيْثُ اَكَلَتِ الْهِرَّةُ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّهَا ((لَيْسَتْ بِنَجَسٍ اِنَّهَا مِنَ الطَّوَّافِيْنَ عَلَيْكُمْ)) وَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِهَا۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث ۷۶)

داؤد بن صالح بن دینار سے روایت ہے انہوں نے اپنی ماں سے نقل کیا کہ ان کی آزادکنندہ نے ان کو عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چوری دے کر بھیجا' اس کی ماں نے کہا کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو انہوں نے میری طرف اشارہ ❶ کیا کہ اس کو رکھ دے' پس بلی آئی تو اس نے اس میں سے کھایا' اور جب عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی نماز سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے اس جگہ سے کھایا جہاں سے بلی نے کھایا تھا' پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلی ناپاک نہیں کیونکہ وہ تم پر پھرنے والوں میں سے ہے'' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ وہ بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتے تھے۔ ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر یا ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا' اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا اشارہ نماز میں

جائز ہے کیونکہ یہ عمل کثیر نہیں ہے نماز کا مفسد یا تو کلام ہے یا پھر عمل کثیر۔

❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلی کا جوٹھا پاک ہے ناپاک نہیں ہے اور بلیوں کا پالنا علماء کے نزدیک مستحب ہے۔

٤٨٤ - (١١) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنَتَوَضَّأُ بِمَا اَفْضَلَتِ الْحُمُرُ قَالَ ((نَعَمْ وَبِمَا اَفْضَلَتِ السِّبَاعُ كُلُّهَا۔)) (رواه فى شرح السنة) (الشافعي حديث رقم ٢٨٧)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا' کیا ہم گدھوں کے جوٹھے پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں! اور تمام درندوں کے جوٹھے سے بھی؟'' ❶ (شرح السنۃ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث امام شافعی کی دلیل ہے ان کے نزدیک درندوں کا جوٹھا پاک ہے مگر کتے اور سؤر کا پاک نہیں ہے' اور احناف کے نزدیک تمام درندوں کا جوٹھا ناپاک ہے' کہتے ہیں کہ ان کا لعاب اس میں پڑتا ہے اور وہ ان کے گوشت سے پیدا ہوتا ہے جو نجس ہے اور جو احادیث اس کی طہارت میں ہیں ان کی صحت میں کلام ہے اور اگر صحت کو بھی پہنچیں تو پانی سے مراد بڑے حوضوں کا پانی ہے جو جنگل میں ہوتے ہیں چنانچہ یحییٰ اور ابوسعید کی احادیث آگے آئیں گی جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے (ح و ع)

٤٨٥ - (١٢) وَعَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اِغْتَسَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ هُوَ وَ مَيْمُوْنَةُ فِيْ قَصْعَةٍ فِيْهَا اَثَرُ الْعَجِيْنِ۔ (رواه النسائى و ابن ماجة) (النسائي حديث رقم ٢٤٠ وابن ماجة حديث رقم ٣٧٨ واحمد في مسنده ٦/ ٣٤٢)

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میمونہ رضی اللہ عنہا ❶ ایک بڑے برتن میں نہائے کہ اس میں آٹا گوندھنے کا نشان تھا۔ (نسائی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ سند منقطع ہے البتہ سنن نسائی میں حسن درجے کی متصل سند بھی موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ میمونہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا نام ہے اور معلوم ہوا کہ اگر پاک چیز سے پانی متغیر ہو جائے تو اس سے وضو اور غسل جائز ہو جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٤٨٦ - (١٣) وَعَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ اِنَّ عُمَرَ خَرَجَ فِيْ رَكْبٍ فِيْهِمْ عَمْرُو ابْنُ الْعَاصِ حَتّٰى وَرَدُوْا حَوْضًا فَقَالَ عَمْرُو يَا صَاحِبَ الْحَوْضِ هَلْ تَرِدُ حَوْضَكَ السِّبَاعُ فَقَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ يَاصَاحِبَ الْحَوْضِ لَا تُخْبِرْنَا فَاِنَّا نَرِدُ عَلَى السِّبَاعِ وَ تَرِدُ عَلَيْنَا (رَوَاهُ مَالِكٌ) (الموطا حديث رقم ١٤ من كتاب الطهارة)

یحییٰ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ایک قافلہ میں نکلے اس میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے' یہاں تک کہ وہ ایک حوض پر آئے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا' اے حوض والے! کیا تیرے حوض پر درندے آتے ہیں؟ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا' اے حوض والے! ہم کو خبر نہ دے ❶ کیونکہ ہم درندوں پر آتے ہیں اور درندے ہم پر آتے ہیں۔ ❷ (مالک)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تیرا خبر دینا یا نہ دینا ہمارے نزدیک برابر ہے۔
❷ یعنی کچھ ضروری نہیں کیونکہ پانی بہت ہے، کبھی ہم آتے ہیں اور کبھی وہ۔

۴۸۷ - (۱۳) وَ زَادَ رَزِيْنٌ قَالَ زَادَ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي قَوْلِ عُمَرَ وَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَهَا مَا اَخَذَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا وَمَا بَقِيَ فَهُوَلَنَا طُهُوْرٌ وَ شَرَابٌ۔)) (رزین)

اور رزین نے زیادہ کیا' کہا: بعض راویوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں اضافہ کیا کہ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے ''ان (درندوں) کے لیے وہ ہے جو وہ اپنے پیٹوں میں لے لیں اور جو باقی رہے وہ ہمارے لئے پاک ہے اور پینے کے قابل ہے۔''

۴۸۸ - (۱٤) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ الَّتِيْ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ تَرِدُهَا السِّبَاعُ وَالْكِلَابُ وَالْحُمُرُ عَنِ الطُّهْرِ مِنْهَا فَقَالَ ((لَهَا مَا حَمَلَتْ فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَنَا مَا غَبَرَ طَهُوْرٌ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ٥١٩ وفي الزوائد اسناده ضعيف)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے حوضوں سے طہارت کے متعلق سوال کیا گیا جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہیں ان پر درندے' کتے اور گدھے بھی آتے رہتے ہیں' آپ نے فرمایا ''ان کے لیے وہ ہے جو انہوں نے اپنے پیٹوں میں اٹھایا اور ہمارے لئے جو چیز چھوڑی ہے وہ پاک کرنے والی ہے۔'' ❶ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ (فائدہ/ ۸۸۸) عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث اور یہ حدیث حوضوں کے متعلق فرمائیں کہ پانی ان میں بہت ہوتا تھا اور تھوڑے پانی کا یہ حکم نہیں۔

۴۸۹ - (۱۵) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ لَا تَغْتَسِلُوْا بِالْمَآءِ الْمُشَمَّسِ فَاِنَّهٗ يُوْرِثُ الْبَرَصَ۔ (رواه الدارقطني) (الدار قطني حديث رقم ٤ باب الماء المسخن)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا دھوپ کے ساتھ گرم کئے ہوئے پانی ❶ سے غسل نہ کیا کرو کیونکہ اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔ (دار قطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آفتاب سے گرم کئے ہوئے پانی سے یہ مراد ہے کہ دھوپ میں رکھ کر گرم کریں یا پہلے سے رکھا ہوا ور سورج کے نکلنے سے گرم ہو جائے۔ میرک شاہ نے کہا کہ یہ حدیث یعنی عمر رضی اللہ عنہ کا قول ضعیف ہے' اور نبی ﷺ سے اس بارے میں کوئی حدیث ثابت نہیں' لیکن امام شافعی رحمہ اللہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اور سند سے قول لائے ہیں اس کے راوی صحت کے لحاظ سے ثقہ ہیں' اس کی مراد یہ ہے کہ عادت اور دوام اس پر نہ کرے اور تینوں اماموں کے نزدیک اس کا استعمال کرنا مکروہ نہیں لیکن امام شافعی کے ہاں اختلاف ہے' صحیح قول یہ ہے کہ ان کے نزدیک مکروہ ہے اور ان کے علماء متاخرین نے اختیار کیا ہے کہ مکروہ نہیں ہے۔

بَابُ تَطْهِيرِ النَّجَاسَاتِ

نجاستوں کے پاک کرنے کا بیان

الفصل الاول

٤٩٠- (١) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ ((طُهُوْرُ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ اِذَا وَلَغَ فِيْهِ الْكَلْبُ اَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اُوْلٰهُنَّ بِالتُّرَابِ۔)) (البخاری حدیث رقم ١٧٢ ومسلم حدیث (٩٠۔ ٢٧٩) والنسائی رقم ٦٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کتا تمہارے برتن میں پی لے تو چاہیے کہ اسے سات بار دھوئے۔'' (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: فرمایا: ''برتن کی پاکیزگی جس میں کتا منہ ڈال دے' یہ ہے کہ اسے سات بار ❶ دھوئے ان میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ۔''

فوائد الحدیث: ❶ ان میں سے پہلی مرتبہ مٹی کے ساتھ' یعنی سات بار میں سے پہلی بار مٹی سے دھوئے۔ ﴿ف﴾ کتا جس برتن میں کھائے یا پیئے اسے سات بار دھونا اکثر محدثین کا مذہب ہے اور تینوں اماموں کا مذہب بھی یہی ہے مگر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کا حکم دوسری نجاستوں جیسا ہے کہ تین بار مٹی کے بغیر دھوئے۔

٤٩١- (٢) وَعَنْهُ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ ((دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ سَجْلًا مِّنْ مَاءٍ اَوْ ذَنُوْبًا مِّنْ مَّاءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ.)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٢٢٠ وابوداود حدیث رقم ٣٨٠ والترمذی حدیث ٥٢٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار کھڑا ہوا تو اس نے مسجد میں پیشاب کیا لوگ اس کے پیچھے پڑے ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''چھوڑ دو اس کو اور ڈالو ❷ اس کے پیشاب پر ڈول پانی کا'' کیونکہ تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو اور تم مشکل کرنے والے نہیں بھیجے گئے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ از بس کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں پر کمال شفقت اور محبت فرماتے تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا اعرابی کو کچھ نہیں کہو اس میں تعلیم ہے امت کو کہ کسی پر دشواری نہ ڈالا کریں۔ ❷ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زمین پاک ہو جاتی ہے نجاست پر بکثرت پانی ڈالنے سے اور دلالت کرتی ہے کہ دھوون نجاست کا اگر متغیر نہ ہو پاک ہے اور اگر پڑ جائے کپڑے پر یا بدن پر یا زمین پر تو نجس نہیں ہوتی۔ (مجمع بحار الانوار ص ٤٨٢ ج ٣)

٤٩٢- (٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُوْلُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ اچانک ایک گنوار آیا اور وہ کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: باز رہ' باز رہ' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس کا پیشاب بند نہ کرو

فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ ((اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَ قِرَآءَةِ الْقُرْاٰنِ)) اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((وَاَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَآءَ بِدَلْوٍ مِنْ مَّآءٍ فَسَنَّهٗ عَلَيْهِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۲۱۹ ومسلم حدیث (۹۹۔ ۲۸٤) والترمذی حدیث رقم ۱٤۸)

اسے چھوڑ ❶ دو' پس چھوڑ دیا اس کو یہاں تک کہ اس نے پیشاب کر لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا: ''ان مساجد میں پیشاب وغیرہ کرنا مناسب نہیں، یہ تو محض اللہ تعالیٰ کے ذکر' نماز اور قراءت قرآن کے لیے ہیں'' یا جیسے ❷ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ محمد ﷺ نے قوم میں سے ایک شخص کو حکم کیا پس وہ لایا ڈول پانی کا تو ڈالا اس کو پیشاب پر۔

فوائد الحدیث: ❶ چھوڑ دو اس کو یعنی اس کے پیشاب کو روکنے سے نقصان دے گا یا نجاست کئی جگہ پھیلے گی اب تو ایک ہی جگہ ہے ❷ راوی کو شک ہوا ہے کہ یہی الفاظ فرمائے یا اس طرح کے کوئی اور الفاظ۔

٤۹۳ - (٤) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَاَلَتْ امْرَاَةٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ اِحْدٰنَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَهَا الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰكُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْتَقْرُصْهُ ثُمَّ لِتَنْضَحْهُ بِمَآءٍ ثُمَّ لِتُصَلِّيْ فِيْهِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۳۰۷ ومسلم حدیث (۱۱۰-۲۹۱) وابوداود حدیث رقم ۳٦۱ والترمذی حدیث ۲۹٥)

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا اور عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے بتایئے کہ جب ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو وہ کیا کرے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''جس وقت تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے تو اسے چاہیے کہ چٹکیوں سے ملے' پھر اس کو پانی کے ساتھ دھوئے' پھر اس میں نماز پڑھے ❶۔''

فوائد الحدیث: ❶ پھر نماز پڑھے اس میں یعنی اگر چہ تر ہو۔ ربنا لا تجعلنا مع القوم الظلمین۔

٤۹٤ - (٥) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهٗ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَ اَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۲۳۰ ومسلم حدیث (۱۰۸-۲۸۹) وابوداود حدیث رقم ۳۰۲)

سیدنا سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے دھوڈالتی تھی' پھر آپ نماز کی طرف نکلتے تھے اور نشان دھونے کا آپ کے کپڑے میں ہوتا۔

٤۹٥ - (٦) عَنِ الْاَسْوَدِ وَهَمَّامٍ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ

اسود اور ہمام ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں

كُنْتُ أَفْرُكُ الْمَنِيَّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث (١٠٦ ـ ٢٨٨) وابوداود حديث ٣٧١ وعن الاسود ايضا حديث ٣٧٢ والترمذى فقط عن همام حديث ١١٦)

کہ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کو رگڑتی تھی۔ (مسلم)

٤٩٦ - (٧) وَبِرِوَايَةِ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا نَحْوَهُ وَفِيهِ ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِ۔ (مسلم حديث ١٠٥ - ٢٨٨)

علقمہ اور اسود دونوں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی نقل کیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر آپ ❶ اس میں نماز پڑھتے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث بھی منی کی نجاست پر دلالت کرتی ہے' امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ تر منی کو دھوئے اور گاڑھی کو جو کپڑے کے اندر سرایت نہ کرے' بعد خشک ہونے کے رگڑ کر پانی چھڑک ڈالے۔

٤٩٧ - (٨) وَعَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيرٍ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَجْلَسَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حِجْرِهِ فَبَالَ عَلَى ثَوْبِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَنَضَحَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔ (متفق عليه) (البخارى حديث رقم ٢٢٣ ومسلم حديث (١٠٣ ـ ٢٨٧) وابوداود حديث رقم ٣٧٤ والترمذى حديث رقم ٧١)

سیدہ ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اپنے شیر خوار بچے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی گود میں بٹھایا' پس اس نے نبی ﷺ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوایا ❶ اور چھڑک دیا اس جگہ اور نہیں دھویا اس کو۔

فوائد الحدیث: ❶ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں یہ ہے کہ اگر بچہ شیر خوار ہو جو کہ ابھی اناج نہیں کھاتا اور وہ پیشاب کر دے تو اس پر پانی چھڑکنا کافی ہے اس کو دھونے کی ضرورت نہیں' ظاہر اس حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بہر حال دھونا ہی چاہیے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لڑکوں کو بزرگوں کے پاس لے جانا برکت حاصل کرنے کے لیے اور لڑکوں وغیرہ سے تواضع اور نرمی کرنا مستحب ہے۔ (ح۔ع)

٤٩٨ - (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٠٥ ـ ٣٦٦) وابوداود حديث ٤١٢٣ والترمذى حديث رقم ١٧٢٨)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جس وقت کہ دباغت ❶ دیا جائے چمڑا تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دباغت کہتے ہیں چمڑے کو نجاست وغیرہ سے پاک کرنے کو اور دباغت چھال وغیرہ سے ہوتی ہے یا آفتاب میں رکھ کر خشک کرتے ہیں اور بغیر آفتاب کے خشک ہو تو دباغت نہیں ہوتی اور دباغت چاروں اماموں کے نزدیک ثابت ہے۔ امام

ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہر طرح کا چمڑا پاک ہوتا ہے سوائے سور اور آدمی کے چمڑے کے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چمڑا کتے کا بھی پاک نہیں ہوتا۔ (ح۔ع)

٤٩٩ - (١٠) وَعَنْهُ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِّمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ)) فَقَالُوْا ((اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١٤٩٢ ومسلم حدیث (١٠٠۔ ٢٦٢) وابوداود حدیث رقم ١٤٢٠ والنسائی حدیث ٤٢٣٦)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری بطور صدقہ دی گئی اور وہ مرگئی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ''کیوں نہ لیا تم نے چمڑا اس کا؟ پس دباغت دی ہوتی اس کو پھر متنفع ہوتے ساتھ اس کے'' تو لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مردار ہے' آپ نے فرمایا ''صرف ❶ اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کے جو اجزاء کہ کھایا کرتے ہیں جیسے جی تو وہ بعد مرنے کے حرام ہوئی اور سوائے ان کے اور چیزوں سے مانند چمڑے دباغت کئے ہوئے کے اور بال اور سینگ اور مانند ان کے فائدہ اٹھانا یعنی سوداگری کرنا اور کام میں لانا جائز ہے۔ (علی)

٥٠٠ - (١١) وَعَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٦٦٨٦ والنسائی حدیث رقم ٤٢٤٠ واحمد فی مسنده ٦/ ٤٢٩)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہماری بکری مرگئی تو ہم نے اس کے چمڑے کو دباغت دی' پھر ہمیشہ رہے ہم اس میں نبیذ ❶ ڈالتے یہاں تک کہ ہوگئی وہ مشک پرانی۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کھجور اور پانی۔

الفصل الثانی

٥٠١ - (١٢) عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَقُلْتُ اِلْبَسْ ثَوْبًا وَّاَعْطِنِيْ اِزَارَكَ حَتّٰى اَغْسِلَهٗ فَقَالَ ((اِنَّمَا يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْاُنْثٰى وَيُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ))۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ) (ابوداود حدیث رقم ٣٧٥ وابن ماجة حدیث ٥٢٢ واحمد فی المسند ٦/ ٣٣٩)

سیدہ لبابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں تھے انہوں نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا تو میں نے کہا آپ دوسرا کپڑا پہن لیں اور یہ تہبند مجھے دیدیجئے تاکہ میں اسے دھو ڈالوں، آپ نے فرمایا: ''سوائے اس کے نہیں کہ دھویا ❶ جاتا ہے پیشاب لڑکی کا اور چھینٹا دیا جاتا ہے لڑکے کے پیشاب کو۔'' (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: تین میں سے دو سندیں صحیح ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ اس مسئلہ میں تین مذہب ہیں، پہلا یہ کہ لڑکے کے پیشاب سے کپڑے کو پاک کرنے کے لیے صرف چھینٹے پر اکتفا کی جائے اور لڑکی کے پیشاب میں اس پر اکتفا نہ کی جائے اور یہ علی رضی اللہ عنہ اور عطاء' حسن' زہری' اسحاق اور ابن وہب وغیرہ کا قول ہے اور امام مالکؒ سے بھی روایت کیا گیا ہے اور ان کے اصحاب نے کہا ہے کہ یہ شاذ روایت ہے اور دوسرا مذہب اوزاعی کا ہے جو حکایت کیا گیا ہے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ سے اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ دونوں میں دھونا واجب ہے اور یہ مذہب ہے عترت کا اور حنفیہ کا اور باقی کوفیوں کا اور مالکیوں کا۔ (نیل الاوطار)

٥٠٢- (١٣) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِأَبِيْ دَاوُدَ وَالنَّسَائِيْ عَنْ أَبِي السَّمْحِ قَالَ ((يُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ وَيُرَشُّ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ.)) (ابوداود حديث رقم ٣٧٦ والنسائي حديث ٣٠٤ وابن ماجة حديث رقم ٥٢٦)

ابوداؤد اور نسائی کی ابوسمح سے منقول روایت ہے' فرمایا: لڑکی کا پیشاب اور لڑکے کے پیشاب سے چھینٹا دیا جاتا ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٥٠٣- (١٤) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذٰى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُوْرٌ.)) (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَلِابْنِ مَاجَةَ مَعْنَاهُ) (ابوداود حديث ٣٨٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب چلے ایک تمہارا اپنے جوتوں سمیت گندگی پر' تو مٹی ❶ اس کے لیے پاک کر دینے والی ہے'' (ابوداؤد) اور واسطے ابن ماجہ کے معنی اس کے ہیں۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں انقطاع ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس مسئلہ میں بھی تین مذاہب ہیں اول یہ کہ جوتا زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے خشک ہو یا تر، اوزاعی اور ابوحنیفہؒ اور ابو یوسفؒ اور ظاہریہ اور ابوثور اور اسحٰق کا یہی مذہب ہے اور امام احمدؒ اور امام شافعیؒ سے بھی ایک روایت میں ایسا ہی وارد ہوا ہے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ زمین پر رگڑنے سے پاک نہیں ہوتا خواہ نجاست خشک ہو یا تر اور یہ مذہب عترت اور امام شافعیؒ اور امام محمد رحمہ اللہ کا ہے اور جبکہ اکثر کا یہ مذہب ہے کہ خشک نجاست ہو تو رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے تر ہو تو نہیں۔ (نیل الاوطار)

٥٠٤- (١٥) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لَهَا امْرَأَةٌ إِنِّيْ أُطِيْلُ ذَيْلِيْ وَأَمْشِيْ فِي الْمَكَانِ الْقَذِرِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يُطَهِّرُهُ مَا بَعْدَهُ.)) (رَوَاهُ مَالِكٌ وَأَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَقَالَا الْمَرْأَةُ أُمُّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ.) (الموطا حديث رقم ١٦ و احمد في مسنده ٦/ ٢٩٠ و الترمذي حديث رقم ١٤٣ وابوداود حديث ٣٨٣ وابن ماجة حديث رقم ٥٣١ والدارمي حديث رقم ٧٤٢)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے انہیں کہا میں دراز کرتی ہوں دامن اپنا اور ناپاک جگہ چلتی ہوں' ام سلمہ رضی اللہ عنہا ❶ نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''پاک کرتی ❷ ہے اس کو وہ چیز کہ جو بعد اس کے ہے'' (مالک' احمد' ترمذی' ابوداؤد' دارمی) اور کہا ابوداؤد و دارمی نے وہ عورت ❸ پوچھنے والی تھی ام ولد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کی۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پیچ مثل اس جواب اور سوال کے۔ ❷ یعنی اس کے بعد جب تو پاک جگہ میں جاتی ہے تو جو مٹی تیرے دامن کولگتی ہے اس کو پاک کر دیتی ہے اور چاہیے کہ اس کو خشک نجاست پر محمول کیا جائے اس لیے کہ اجماع ہو چکا ہے کہ کپڑا جب پلید ہو جائے تو دھونے کے سوا پاک نہیں ہوتا۔ اشعة اللمعات ❸ اور نام عورت پوچھنے والی کا حمیدہ ہے۔

٥٠٥ - (١٦) وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِ يْكَرِبَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ لُبْسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوْبِ عَلَيْهَا۔ (رواه ابوداوٗد و النسائی)

مقدام بن معد یکرب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے درندوں کے چمڑے پہننے اور ان پر ❶ سوار ہونے ❷ سے منع کیا۔ (ابوداوٗد۔ نسائی)

(ابوداود حديث رقم ٤١٣١ والنسائي حديث رقم ٤٢٥٥)

حکم الحدیث: اس کی سند جید ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ درندے مثل شیر اور چیتا وغیرہ کے۔ ❷ سوار ہونے سے ان پر مراد ہے بچھا کر بیٹھنا اور ان پر سونا اور اس کے منع کی وجہ یہ ہے کہ یہ عادت متکبروں کی ہے۔

٥٠٦ - (١٧) وَعَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَهَى عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِيُّ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَ الدَّارِمِيُّ اَنْ تُفْتَرَشَ) (احمد فی مسنده ٥/ ٧٤ و ابوداود حديث رقم ٤١٣٢ والنسائي حديث رقم ٤٢٥٣ والترمذی حديث ١٧٧١ ومع الزيادة ٤/ ٢١٢ حديث ١٧٧٠ والدارمی حديث رقم ١٩٨٣)

ابوملیح بن اسامہ نے اپنے باپ سے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے درندوں کے چمڑے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ (احمد ابوداوٗد نسائی) اور زیادہ کیا ترمذی اور دارمی نے یہ کہ انہیں بچھایا جائے۔ ❶

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس سے بھی منع کیا۔

٥٠٧ - (١٨) وَعَنْ اَبِى الْمَلِيْحِ اَنَّهٗ كَرِهَ ثَمَنَ جُلُوْدِ السِّبَاعِ (ترمذی) (الترمذی فی السنن ٤/ ٢١٢ من غير ذكر ثمن)

ابوملیح سے روایت ہے کہ آپ نے درندوں کے چمڑوں کی قیمت کو مکروہ رکھا۔ ❶ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند جید ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ درندوں کے چمڑے کی قیمت یعنی بیچنا اور خریدنا ان کا مکروہ ہے، یہ ابن مالکؒ نے کہا اور یہی مذہب ابوملیح کا ہے۔

٥٠٨ - (١٩) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ اَتَانَا كِتَابُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَلَا عَصَبٍ۔ (رواه الترمذی و ابوداوٗد و

سیدنا عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا کہ تم مردار کے چمڑے ❶ اور پٹھے سے نہ نفع لو۔

النسائي و ابن ماجة (الترمذی حدیث رقم ۱۷۲۹ و ابوداود حدیث رقم ۴۱۲۷ والنسائی حدیث رقم ۴۲۵۱ وابن ماجة حدیث رقم ۳۶۱۳)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ساتھ چمڑے اور پٹھے مردار کے پہلے دباغت کرنے سے نفع نہ لو اور بعد دباغت کرنے کے جائز ہے اکثر احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے اور اکثر علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔ (علی)

۵۰۹ - (۲۰) وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ اَنْ يُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَيْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ۔ (رواه مالك و ابوداؤد) (الموطا حدیث رقم ۱۸ و ابوداود حدیث ۴۱۲۴ و النسائی حدیث رقم ۴۲۵۲ وابن ماجة حدیث رقم ۳۶۱۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ فائدہ اٹھایا جائے مردار کے چمڑے ❶ سے جبکہ وہ دباغت کیا جائے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مردار کے چمڑے کے حق میں امام مالک رحمہ اللہ سے دو روایات ہیں' ظاہر تر روایت یہ ہے کہ بعد دباغت کے پاک ہو جاتا ہے لیکن استعمال نہ کیا جائے مگر خشک چیزوں میں اور اس کے علاوہ پانی اور پتلی چیزوں میں استعمال نہ کیا جائے۔ (علی)

۵۱۰ - (۲۱) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّوْنَ شَاةً لَّهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا)) قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُطَهِّرُهَا الْمَآءُ وَالْقَرَظُ۔)) (رواه احمد و ابوداؤد) (احمد فی المسند ۶/ ۳۳۴ وابوداود حدیث رقم ۴۱۲۶ والنسائی حدیث رقم ۴۲۴۸)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گزرے نبی ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی وہ اپنی مری ہوئی بکری گدھے کی طرح گھسیٹ رہے تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''کاش کہ لیا ہوتا تم نے چمڑا اس کا'' انہوں نے عرض کیا کہ یہ مردار ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''پاک کرتا ہے اس کو ❶ پانی اور کیکر کے پتے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس سے طہارت کاملہ حاصل ہوتی ہے پس طہارت منحصر اس پر نہ ہوئی بلکہ دھوپ سے بھی ہو جاتی ہے لیکن مستحب اس طرح ہے جیسے کہ بیان فرمائی۔

۵۱۱ - (۲۲) وَعَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ فَاِذَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَسَاَلَ الْمَآءَ فَقَالُوْا لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

سیدنا سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک میں ایک گھر والوں کے پاس آئے تو ناگہاں وہاں مشک لٹکی ہوئی تھی، آپ نے مانگا پانی تو ان لوگوں نے

ﷺ اِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ ((دِبَاغُهَا طُهُوْرُهَا۔)) (رواه احمد و ابوداوٗد) (احمد فی مسنده ٣/ ٤٧٦ و ابوداود حدیث رقم ٤١٢٥ والنسائی حدیث رقم ٤٢٤٤)

کہا اے اللہ کے رسول! یہ ❶ مردار ہے' فرمایا: ''دباغت اس کو پاک کرنے والی ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی چمڑا دباغت کیا ہوا مردار کا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥١٢- (٢٣) عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْاَشْهَلِ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ لَنَا طَرِيْقًا اِلَى الْمَسْجِدِ مُنْتِنَةً فَكَيْفَ نَفْعَلُ اِذَا مُطِرْنَا قَالَتْ فَقَالَ ((اَلَيْسَ بَعْدَهَا طَرِيْقٌ هِيَ اَطْيَبُ مِنْهَا)) قُلْتُ بَلٰى قَالَ ((فَهٰذِهٖ بِهٰذِهٖ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٣٨٤ وابن ماجة حديث رقم ٥٣٣)

عبدالاشہل کی اولاد میں سے ایک عورت سے روایت ہے کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے مسجد کی طرف گندا راستہ ہے پس کس طرح کریں ہم جس وقت کہ بارش ہو' وہ عورت کہتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا نہیں اس کے بعد (یعنی اس کے علاوہ) کوئی راستہ کہ وہ پاک ہو اس سے؟ وہ کہتی ہے میں نے کہا، ہاں تو آپ نے فرمایا: ''پس یہ ❶ ہے بدلے اس کے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی گندے راستہ سے جو نجاست لگتی ہے اور پھر جب پاک راستہ آتا ہے تو اس نجاست سے پاک ہو جاتی ہے بوجہ اس کے رگڑے جانے پاک زمین پر، معنی اس حدیث کے اور حدیث اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے جو دوسری فصل میں گزری قریب قریب ہیں، پس شاید یہ تندار نجاست کے حق میں فرمایا ہے جو جوتی اور موزہ کو لگے تو اس طرح وہ پاک ہو جاتے ہیں اور پیشاب اور مثل اس کے جوتے اور کپڑے کو یا بعض بدن وغیرہ کو لگے تو بغیر دھونے کے پاک نہیں ہوتے اور اسی طرح کپڑے میں سے نجاست تندار بھی بغیر دھونے کے نہیں پاک ہوتی۔ (ع۔ح)

٥١٣- (٢٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلَا نَتَوَضَّأُ مِنَ الْمَوْطِئِ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی تعليقا بعد الحديث ١٤٣ وابوداود حديث رقم ٢٠٤)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے اور ❶ نہ وضو کرتے تھے ہم زمین پر چلنے سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نہ دھوتے تھے پاؤں۔ ﴿ف﴾ یعنی پاؤں اور جوتا وغیرہ جو راستہ میں چلنے کی وجہ سے آلودہ ہو جاتا تو اس کو نہ دھوتے، یہ خشک نجاست کے بارے میں ہے کیونکہ خشک نجاست زمین پر چلنے سے دور ہو جاتی ہے۔ (حق)

٥١٤- (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ١٧٤ وابوداود حدیث رقم ٣٨٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسجد میں سے کتے ❶ گزرتے تھے اور صحابہ مسجد کو اس وجہ سے دھوتے نہیں تھے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ کتے اور درندے وغیرہ کے آنے جانے سے پاک مکان پلید نہیں ہوتا۔

٥١٥- (٢٦) وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا بَأْسَ بِبَوْلِ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ۔))

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس جانور کا گوشت کھایا جائے اس کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں۔'' ❶

حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ظاہراس حدیث سے تمسک کیا ہے امام مالک رحمہ اللہ' امام احمد رحمہ اللہ' امام محمد رحمہ اللہ اور شافعیہ نے ان جانوروں کا پیشاب کہ جن کا گوشت اور دودھ کھاتے پیتے ہیں' پاک ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام یوسف رحمہ اللہ اور باقی علماء کے نزدیک نجاست محققہ ہے۔ (ع) یہ دونوں روایات مسند احمد میں نہیں۔

٥١٦- (٢٧) وَفِيْ رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ مَا أُكِلَ لَحْمُهُ فَلَا بَأْسَ بِبَوْلِهِ۔ (رواه احمد والدارقطنی) (الدارقطنی حدیث رقم ٤ من باب نجاسة البول......)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس جانور کا گوشت کھایا جائے تو اس کے پیشاب میں کوئی مضائقہ نہیں۔'' (احمد' دار قطنی)

حکم الحدیث: یہ روایت ضعیف ہے۔

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

موزوں پر مسح کرنے کا بیان ❶

الفصل الاول

٥١٧- (١) عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَّلَيْلَةً لِّلْمُقِيْمِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٨٥- ٢٧٦) والنسائی حدیث رقم ١٢٨ وابن ماجة حدیث رقم ٥٥٢)

شریح بن ہانی سے روایت ہے میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کی مدت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ❷ دن اور تین رات مسافر کے لیے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لیے مدت مقرر کی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ موزوں پر مسح جائز ہے ساتھ سنت اور آثار مشہورہ کے اور تصریح کی ہے ایک جماعت نے حدیث کے حفاظ سے کہ حدیث مسح موزہ کی متواتر ہے اور بعض محدثین نے راوی صحابہ رضی اللہ عنہم سے جمع کیے ہیں جن کی تعداد اسی (۸۰) سے زیادہ ہے اور ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں اور ابن عبدالبر نے کہا کہ میں علماء سلف سے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے انکار اس کا کیا ہو۔ (ح۔ع)

❷ یعنی مسافر تین دن اور تین رات تک مسح کیا کرے اور مقیم ایک رات دن اور ابتداء اس مدت کی جمہور علماء کے نزدیک اس وقت سے ہے کہ جب وضو ٹوٹے مثلاً ایک شخص نے دو پہر کو وضو کر کے موزہ پہنا اور شام کو وضو ٹوٹا تو شام سے ایک دن ایک رات گنے گا۔ (ع۔ق)

۵۱۸ - (۲) وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غَزْوَةَ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ اِدَاوَةً قَبْلَ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ ذَهَبَ يَحْسُرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَاَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَاَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِنَاصِيَتِهٖ وَعَلَى الْعِمَامَةِ ثُمَّ اَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ ((دَعْهُمَا فَاِنِّي اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ)) فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا اِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ وَيُصَلِّيْ بِهِمْ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا اَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ فَاَدْرَكَ النَّبِيُّ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ مَعَهُ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ مَعَهُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِيْ سَبَقَتْنَا۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (۱۰۵۔ ۲۷۴) والبخاري مختصرا ومطولا وابو داود حديث ۱۴۹ والنسائي حديث رقم ۱۲۵ وابن ماجة حديث ۵۴۵ والدارمي حديث رقم ۷۱۳)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں شرکت کی' مغیرہ نے کہا' تو رسول اللہ ﷺ ❶ فجر سے پہلے رفع حاجت کے لیے نکلے اور اٹھائی میں نے ساتھ ان کے چھاگل' جب واپس آ ئے شروع ❷ کیا میں نے پانی ڈالنا آپ کے ہاتھوں پر چھاگل سے' پس دھوئے آپ نے دونوں ہاتھ اپنے اور چہرے اپنا اور ان پر صوف کا جبہ تھا' آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کو کھولنا چاہا تو جبہ کی آستینیں تنگ ہوئیں پس نکال لئے دونوں ہاتھ اپنے جبہ کے نیچے سے اور ڈال دیا جبہ کو اپنے کندھوں پر اور دھوئے دونوں ہاتھ' پھر مسح کیا اپنی پیشانی پر اور پگڑی پر' پھر قصد کیا میں نے تا کہ اتاروں میں دونوں موزے ان کے' تو آپ نے فرمایا: ''چھوڑ دے ان کو کیونکہ میں نے پہنا تھا ان کو اس حالت میں کہ پاک تھے'' ❸ پس مسح کیا ان پر' پھر سوار ہوئے اور سوار ہوا میں تو پہنچے ہم طرف قوم کی، وہ نماز پڑھ رہے تھے ❹ اور نماز پڑھاتے تھے ان کو عبدالرحمن بن عوف' اور تحقیق پڑھائی تھی ان کو ایک رکعت' پھر جب انہوں نے نبی ﷺ کا ❺ آنا معلوم کیا تو انہوں نے ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا' تو آپ نے اشارہ کیا طرف ان کی کہ یونہی کھڑا رہ ❻ پس پائی تھی نبی ﷺ نے ایک رکعت ساتھ ان کے' پس جب سلام ❼ پھیرا جماعت نے تو کھڑے ہوئے نبی ﷺ اور کھڑا ہوا میں ساتھ ان کے' پس پڑھی ہم نے وہ رکعت کہ رہ گئی تھی ہم سے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ فجر سے پہلے پائخانے کے لیے تشریف لے گئے، اس میں دلیل ہے اس پر کہ مستحب ہے کہ پہلے داخل ہوتے وقت عبادت کے سامان عبادت کا درست کرے۔ ❷ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی وضو کرا دے تو جائز ہے اور راوی نے بعد ذکر کرنے ہاتھوں کے دھونا چہرے کا ذکر کیا' کلی اور ناک میں پانی دینا نہ ذکر کیا' اختصار کے لیے یا از راہِ نسیان کے یا اس لیے کہ وہ داخل ہیں چہرے کی حد میں۔ ❸ کہ پاک تھے یعنی پاؤں۔ ❹ طرف نماز کے یعنی نماز صبح کے۔ ❺ ارادہ کیا پیچھے ہٹنے کا تا کہ نبی ﷺ امامت کریں۔ ❻ اس سے معلوم ہوا کہ ایک افضل شخص اپنے سے کم درجے والے کی اقتداء کرے تو جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ معصوم ہونا امام کا شرط نہیں اس میں امامیہ کا رد ہے کہ وہ کہتے ہیں شرط ہے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر امام کے آنے کو دیر ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ کب آئے گا تو پھر مستحب ہے کہ امام کا انتظار نہ کریں۔ ❼ اس سے معلوم ہوا کہ جس کی کوئی رکعت امام کے ساتھ پڑھنے سے رہ جائے تو اس کی ادائیگی کے لیے تب اٹھے جب امام سلام پھیر چکے۔

الفصل الثانی

۵۱۹- (۳) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَهُنَّ وَلِلْمُقِیْمِ یَوْمًا وَلَیْلَةً اِذَا تَطَهَّرَ فَلَبِسَ خُفَّیْهِ اَنْ یَمْسَحَ عَلَیْهِمَا۔ (رَوَاهُ الْاَثْرَمُ فِیْ سُنَنِهٖ وَابْنُ خُزَیْمَةَ وَالدَّارَ قُطْنِیُّ وَقَالَ الْخَطَّابِیُّ هُوَ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ هٰکَذَا فِی الْمُنْتَقٰی) (الدار قطنی الحدیث الاول من باب فی المسح علی الخفین ...... واخرج ابن ماجة نحوه فی السنن حدیث رقم ٥٥٦)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے رخصت دی مسافر کو تین دن اور تین راتیں جبکہ مقیم کو ایک دن اور ایک رات جس وقت کہ وضو کیا ہو پس پہنے موزے' یہ کہ مسح کرے ان پر' روایت کی یہ اثرم نے اپنی سنن میں، ابن خزیمہ اور دارقطنی نے' اور کہا خطابی نے یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اسی طرح ❶ منتقی میں ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ منتقی' امام حافظ عبدالسلام ابن تیمیہ حنبلی کی تصنیف انیف ہے' جس کی شرح مسمی نیل الاوطار امام شوکانی نے کی ہے' امام عبدالسلام شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کے دادا ہیں' منتقی کے مزید حالات کے لیے اتحاف النبلاء مقدمہ تحفۃ الاحوذی اور مقدمہ نیل الاوطار کا مطالعہ فرمائیں۔

۵۲۰- (٤) وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَاْمُرُنَا اِذَا کُنَّا سَفْرًا اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ وَلَیَالِیَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ وَّلٰکِنْ مِنْ غَائِطٍ وَبَوْلٍ وَّنَوْمٍ۔ (رواه الترمذی و النسائی) (الترمذی حدیث رقم ٩٦ والنسائی حدیث رقم ١٢٧ و ابن ماجة حدیث رقم ٤٧٨ واحمد فی المسند ٤/ ٢٣٩)

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے ہم کو جس وقت کہ ہوتے ہم مسافر یہ کہ نہ اتاریں ہم موزے اپنے تین دن اور تین رات مگر ❶ جنابت سے' لیکن ہم پائخانہ یا پیشاب یا سونے کی وجہ سے ان کو نہ اتاریں۔ (ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی غسل جنابت کے لیے موزے اتارنے کو فرماتے کہ اس حالت میں مسح درست نہیں اور پاخانہ یا پیشاب یا سونے کے بعد جو وضو کرتے تو حکم تھا کہ موزے نہ اتاریں اور مدت مذکورہ تک مسح کیا کریں۔ (ح)

٥٢١- (٥) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ وَضَّأْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَمَسَحَ اَعْلَى الْخُفِّ وَ اَسْفَلَهُ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ مَعْلُوْلٌ وَ سَأَلْتُ اَبَازُرْعَةَ وَمُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَكَذَا ضَعَّفَهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود حديث رقم ١٦٥ و ابن ماجة حديث رقم ٥٥٠ والترمذی حديث رقم ٩٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو غزوۂ تبوک میں وضو کرایا تو آپ نے مسح کیا اوپر موزے ❶ کے اور نیچے اس کے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی' ابن ماجہ) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث معلول ہے اور پوچھا میں نے ابوزرعہ اور محمد یعنی بخاری سے اس حدیث کا حال' دونوں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں ہے اور اسی طرح ضعیف کہا اس کو ابوداؤد نے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک پشت قدم پر مسح کرنا واجب ہے اور نیچے یعنی تلوے پر سنت ہے اور امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک پشت قدم پر فقط مسح کرے دلیل ان کی یہ ہے کہ اس حدیث میں علماء نے کلام کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں دوسری احادیث اس کے خلاف واقع ہوئی ہیں۔ لہٰذا ان پر عمل کرنا چاہیے۔

٥٢٢- (٦) وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلٰى ظَاهِرِ هِمَا۔ (رواه الترمذی و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٦١ والترمذی حديث رقم ٩٨ وقال حديث حسن)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو موزوں پر ❶ اوپر کی جانب مسح کرتے ہوئے دیکھا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

فوائد الحدیث: ❶ مسح موزہ کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی انگلیاں دائیں پاؤں کے پنجہ پر رکھے اور بائیں ہاتھ کی بائیں پاؤں کے پنجہ پر پھر کھینچ لائے ان کو ٹخنوں کے اوپر تک اور انگلیاں کھلی رکھے۔ (ع)

٥٢٣- (٧) وَعَنْهُ قَالَ تَوَضَّاَ النَّبِيُّ ﷺ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ۔ (رواه احمد' الترمذی' ابوداوٗد و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٤/ ٢٥٢ والترمذی حديث رقم ٩٩ وابوداود حديث رقم ١٥٩ وضعفه وابن ماجة حديث رقم ٥٥٩)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے وضو کیا اور مسح کیا اوپر جرابوں ❶ کے ساتھ نعلین ❷ کے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قاموس میں لکھا ہے کہ جورب لفافہ کے پاؤں کو کہتے ہیں جس کو یہاں جراب کہتے ہیں۔

❷ نعلین میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ مراد جوتا ہے یعنی جوربین پر جوتے کے ساتھ مسح کیا کیونکہ عرب کے جوتوں میں فقط تسمہ ہی لگایا جاتا ہے جو مسح کا مانع نہیں، دوسری مراد یہ ہے کہ مسح کیا ان جوربین پر کہ ان کے نیچے چمڑا لگا تھا۔ (علی قاری)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٢٤- (٨) عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ مَسَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَسِيْتَ قَالَ ((بَلْ اَنْتَ نَسِيْتَ بِهٰذَا اَمَرَنِيْ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ۔ (رواه احمد و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٥٦ واحمد في مسنده ٤/ ٢٥٣)

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا، میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ❶ آپ بھول گئے فرمایا: ''نہیں بلکہ تو بھول گیا' مجھ کو رب میرے عزت والے اور بزرگی والے نے اسی طرح حکم کیا ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی موزے اتار کر پاؤں نہ دھوئے۔

٥٢٥- (٩) وَعَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ لَوْ كَانَ الدِّيْنُ بِالرَّاْيِ لَكَانَ اَسْفَلُ الْخُفِّ اَوْلٰى بِالْمَسْحِ مِنْ اَعْلَاهُ وَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلٰى ظَاهِرِ خُفَّيْهِ۔ (رواه ابوداوٗد وللدارمي معناه) (ابوداود حديث رقم ١٦٢ والدارمي حديث رقم ٧١٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اگر ہوتا دین ساتھ عقل کے' البتہ ❶ ہوتا نیچے کی جانب موزہ کی بہتر ساتھ مسح کرنے کے اوپر کی جانب اس کی سے' اور تحقیق دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ مسح کرتے تھے اوپر کی جانب موزہ اپنے پر۔ (ابوداؤد اور دارمی نے معنی اس کے روایت کیا)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہوتی نیچے کی جانب موزہ کی بہتر ساتھ مسح کے' اس لیے کہ نچلی جانب نجاست وغیرہ پر پڑتی ہے پس پاکی اور ستھرائی اس کی اولیٰ اور انسب معلوم ہوتی ہے از راہ عقل کے لیکن شرع میں عقل کو دخل نہیں بلکہ عقل کامل تابع ہوتی ہے شرع کے کیونکہ عاجز جانتی ہے اپنے کو دریافت کرنے حکمت الٰہیہ سے' پس عاقل کو چاہیے کہ بہر نوع تابع شریعت کا رہے اور تابع عقل کا نہ ہو کہ جو گمراہ ہوئے ہیں قسم کفار سے اور حکماء سے اور اہل ہوا سے سب بہ سبب متابعت عقل ہی کے گمراہ ہوئے ہیں۔ (علی قاری)

بَابُ التَّيَمُّمِ

تیمّم کا بیان ❶

الفصل الاول

٥٢٦- (١) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فضیلت دی گئی ہم کو لوگوں پر ❷ ساتھ تین چیزوں کے، کر

كَصُفُوْفِ الْمَلٰئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طُهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث (٤۔ ٥٢٢) واحمد نحوه في المسند ٥/ ٣٨٣)

دی گئی صفیں ❸ ہماری مانند صفوں ❹ فرشتوں کی اور کر دی گئی واسطے ہمارے زمین ❺ تمام نماز گاہ اور ❻ کر دی گئی مٹی اس کی ہمارے لیے پاک کرنے والی جس وقت کہ نہ پائیں ہم پانی۔''

فوائد الحدیث: ❶ تیمم لغت میں بمعنی قصد کے ہیں اور شرع میں مراد ہے قصد کرنا خاک پاک کا یا اس چیز کا جو قائم مقام خاک کے ہے یعنی چونہ وغیرہ اور ملنا چہرے' ہاتھ پر اس کو ساتھ نیت طہارت کے۔ ❷ یعنی پہلی امتوں ❸ یعنی نماز میں یا جہاد میں۔ ❹ یعنی جیسے ان کو صف باندھ کر عبادت کرنے میں قرب اور بزرگی حاصل ہوتی ہے ویسے ہی ہم کو۔ ﴿ف﴾ پہلی امت میں جماعت کی قید نہ تھی وہ جس طرح چاہتے اس طرح نماز پڑھ لیتے۔ ❺ ان کی کنائس اور بیع کے علاوہ نماز جائز نہ ہوتی تھی، یہ ان کے عبادت خانوں کے نام ہیں۔ ❻ یعنی جس وقت نہ پائیں پانی۔ ﴿ف﴾ ان کو بھی تیمم کرنا درست نہ تھا تو اسی لیے آپ فرمایا کہ ان تینوں باتوں میں ہمیں فضیلت ہے ان پر کہ ہمیں جماعت سے نماز پڑھنے کا حکم ہوا اور وعدہ ایسے ثواب کا ہوا اور ساری زمین مسجد ہوئی، یعنی جہاں نماز پڑھیں گے جائز ہوگی اور جہاں پانی نہ ملے مٹی سے تیمم کر لیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خاص مٹی ہی سے تیمم کرے کسی اور چیز سے نہ کرے جیسا مذہب امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک درست ہے ہر چیز سے کہ وہ جنس زمین سے ہو فریقین کے دلائل مطولات میں مذکور ہیں وہاں سے دیکھنے چاہئیں۔ (ع ح)

٥٢٧- (٢) وَعَنْ عِمْرَانَ قَالَ كُنَّا فِيْ سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا انْفَتَلَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعْتَزِلٍ لَّمْ يُصَلِّ مَعَ الْقَوْمِ فَقَالَ ((مَا مَنَعَكَ يَا فُلَانُ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ الْقَوْمِ)) قَالَ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ وَّلَا مَآءَ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّعِيْدِ فَاِنَّهٗ يَكْفِيْكَ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٣٤٤ ومسلم حديث رقم ٣١٢- ٦٨٢ والنسائي حديث رقم ٣٢١)

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ایک شخص قوم سے الگ بیٹھا ہے جس اس نے قوم کے ساتھ نماز نہ پڑھی تھی تو آپ نے فرمایا: ''اے فلاں! کس چیز نے منع کیا تجھ کو کہ تو نے اپنی قوم کے ساتھ نماز نہیں پڑھی'' اس نے کہا: ''پہنچی مجھ کو جنابت اور نہیں پانی' فرمایا: ''لازم ہے تجھ کو مٹی پس وہ کافی ہے تجھ کو۔''

٥٢٨- (٣) وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِنِّيْ اَجْنَبْتُ فَلَمْ اُصِبِ الْمَآءَ فَقَالَ عَمَّارٌ لِعُمَرَ اَمَا تَذْكُرُ اَنَّا كُنَّا فِيْ سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ ((اِنَّمَا كَانَ يَكْفِيْكَ هٰكَذَا)) فَضَرَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس نے کہا میں جنبی ہوں اور نہیں پایا میں ❶ نے پانی' تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا عمر رضی اللہ عنہ کے لیے' کیا نہیں یاد رکھتے تم کہ تھے ہم سفر میں ❷ پس تم نے نہیں نماز پڑھی ❸ اور میں لیٹا خاک میں ❹ اور نماز پڑھی' پھر ذکر کیا یہ ❺ روبرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو آپ نے فرمایا: ''سوائے اس کے نہیں کہ کفایت کرتا تجھ کو اس طرح سے'' پس مارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَلِمُسْلِمٍ) نَحْوَهُ وَفِيْهِ قَالَ ((اِنَّمَا يَكْفِيْكَ اَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْاَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخُ ثُمَّ تَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ.)) (البخاری حدیث رقم ۳۳۸ وابوداود حدیث رقم ۳۲۲ والنسائی حدیث ۳۱۲ وابن ماجة حدیث رقم ۵۶۹)

دونوں ہاتھ اپنے زمین پر اور پھونک ماری ❻ ان میں، پھر مسح ❼ کیا ساتھ ان کے اپنے چہرے پر اور ہاتھوں اپنے پر۔'' (بخاری اور مسلم میں مانند اس کی ہے اور اس میں ہے کہا) ''سوائے اس کے نہیں کہ کفایت کرتا ہے تجھ کو یہ کہ مارے دونوں ہاتھ اپنے زمین پر، پھر پھونکے پھر مسح کرے ساتھ ان دونوں کے چہرے اپنے پر اور ہاتھوں اپنے پر۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آیا تیمم کروں یا کیا کروں؟ ❷ میں اور تم یعنی اور ہم دونوں جنبی ہوئے۔ ﴿ف﴾ اس حدیث میں جواب عمر رضی اللہ عنہ کا مذکور نہیں، لیکن آیا ہے بعض طرق حدیث میں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو جواب دیا۔ لا تصل یعنی نماز نہ پڑھ جب تک کہ نہ پائے پانی مذہب عمر رضی اللہ عنہ کا یہی تھا کہ جنبی کے لیے تیمم نہیں اور ممکن ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جو سکوت کیا ہو بھول گئے ہوں حکم تیمم کا جنبی کے لیے تو عمار رضی اللہ عنہ نے سارا قصہ بیان کیا تھا تا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو یاد آ جائے کہ جنابت کے لیے بھی تیمم جائز ہے۔ ❸ پس تم نے نماز نہیں پڑھی یعنی اس توقع پر کہ پانی مل جائے گا پہلے جانے وقت کے یا اس اعتقاد پر کہ تیمم قائم مقام وضو کے ہے نہ کہ غسل کے۔ ❹ اور میں لیٹا خاک میں یعنی انہوں نے جانا کہ جیسے پانی غسل میں تمام اعضاء پر پہنچاتے ہیں ویسے ہی خاک پہنچانی چاہیے۔ ❺ پھر ذکر کیا یہ یعنی سارا حال۔ ❻ ہاتھ اس لیے پھونکے کہ مٹی چہرے کو لگ کر چہرہ بگڑ جائے کہ وہ حکم مثلہ میں ہے، پس بعض فرقہ جو بھبوت وغیرہ چہرے کو ملتے ہیں منع ہیں۔ ❼ اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تیمم میں ایک ضرب کافی ہے۔ ﴿ف﴾ اس مسئلہ میں تین مذہب ہیں، اول یہ کہ ہاتھ اور چہرے کے واسطے ایک ہی ضرب کافی ہے جیسے اس حدیث سے ظاہر ہے، عطاء، مکحول، اوزاعی، احمد بن حنبل، اسحٰق، جعفر صادق رحمہم اللہ اور امامیہ کا مذہب یہی ہے اور عام اہل حدیث اسی کے قائل ہیں اور ہادی اور ناصر اور مؤید باللہ اور جو غالب اور امام یحییٰ اور فقہاء کا یہ مذہب ہے کہ واجب دو ضربیں ہیں ایک ضرب منہ کے لیے اور دوسری ضرب ہاتھوں کے لیے اور وہ کئی احادیث سے استدلال کرتے ہیں مگر ان سب میں کلام ہے اور ابن مسیب اور ابن سیرین کا یہ مذہب ہے کہ واجب تین ضربیں ہیں ایک ضرب چہرے کے لیے اور ایک ضرب دونوں کلائیوں کے لیے اور ایک ضرب دونوں پنجوں کے لیے مگر ان کی کوئی دلیل جو تمسک کے لائق اور قابل اطمینان ہو معلوم نہیں۔ (نیل الاوطار)

۵۲۹- (۴) وَعَنْ اَبِي الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُوْلُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ حَتّٰى قَامَ اِلٰى جِدَارٍ فَحَتَّهُ بِعَصًا كَانَتْ مَعَهُ ثُمَّ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيَّ (وَلَمْ اَجِدْ هٰذِهِ الرِّوَايَةَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلٰكِنْ ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ). (الشافعی بهذا اللفظ فی مسنده ص ۱۲)

سیدنا ابوجہیم بن حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ پیشاب کر رہے تھے تو میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا یہاں تک کہ کھڑے ہوئے طرف دیوار کی، پس کھرچا اس کو ساتھ لاٹھی کے جو تھی ساتھ ان کے، پھر رکھے دونوں ہاتھ اپنے دیوار پر، پھر مسح کیا اپنے چہرے پر اور ہاتھوں پر، پھر جواب دیا مجھ کو، صاحب مشکوۃ نے کہا کہ میں نے یہ روایت صحیحین میں نہیں پائی اور نہ کتاب حمیدی میں لیکن ❶ ذکر کیا اس کو محی السنہ نے شرح السنہ میں اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس حدیث کو اس فصل میں مصابیح والے کو نہ لانا تھا۔ ﴿ف﴾ مٹی دیوار کی اس لیے کھرچی کہ اس میں غبار اٹھنے لگی اور اس پر تیمم کرنا افضل ہے اور ثواب کی زیادتی کا باعث ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مستحب ہے طہارت کرنا ذکر اللہ کے لیے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ مستحب ہے ہمیشہ طاہر رہنا۔ (ع)

الفصل الثانی

۵۳۰- (۵) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الصَّعِیْدَ الطَّیِّبَ وَضُوْءُ الْمُسْلِمِ وَاِنْ لَّمْ یَجِدِ الْمَآءَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاِذَا وَجَدَ الْمَآءَ فَلْیَمَسَّهُ بَشَرَهُ فَاِنَّ ذٰلِكَ خَیْرٌ۔)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَی النَّسَائِیُّ نَحْوَهُ اِلٰی قَوْلِهِ عَشْرَ سِنِیْنَ) (الامام احمد ۵/ ۱۵۵ والترمذی حدیث رقم وروی النسائی الی قوله ((عشر سنین)) حدیث ۳۲۲)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پاک مٹی پاک کرنے والی ہے مسلمان کو اگرچہ نہ پائے پانی دس ❶ برس، پس جبکہ پائے ❷ پانی تو لگائے ❸ اس کو بدن اپنے پر، کیونکہ یہ بہتر ہے۔“ (احمد، ترمذی، ابوداود، نسائی) مانند اس کی تا قول عشر سنین۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مراد دس برس سے کثرت مدت ہے، نہ کہ یہی مدت، اس میں دلالت ہے اس پر کہ جانا وقت نماز کا تیمم کو نہیں توڑتا، بلکہ حکم اس کا مانند حکم وضو کے ہے کہ ایک تیمم سے جتنے فرض یا نفل چاہے پڑھے۔ ❷ پس جب کہ پائے پانی یعنی اتنا کہ کفایت کرے غسل کو یا وضو کو اور زیادہ ہو حاجت پینے کی سے اور قادر بھی ہو اس کے استعمال پر۔ ❸ لگائے اس کو بدن پر یعنی وضو کرے یا غسل کرے۔ (علی)

۵۳۱- (۶) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا فِیْ سَفَرٍ فَاَصَابَ رَجُلًا مِّنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِیْ رَأْسِهِ فَاحْتَلَمَ فَسَأَلَ اَصْحَابَهُ هَلْ تَجِدُوْنَ لِیْ رُخْصَةً فِی التَّیَمُّمِ قَالُوْا مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَاَنْتَ تَقْدِرُ عَلَی الْمَآءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ ﷺ اُخْبِرَ بِذٰلِكَ قَالَ ((قَتَلُوْهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ اَلَّا سَاَلُوْا اِذَا لَمْ یَعْلَمُوْا فَاِنَّمَا شِفَاءُ الْعِیِّ السُّؤَالُ اِنَّمَا كَانَ یَكْفِیْهِ اَنْ یَّتَیَمَّمَ وَیُعَصِّبُ عَلٰی جُرْحِهٖ خِرْقَةً ثُمَّ یَمْسَحَ عَلَیْهَا وَیَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابو داود حدیث رقم ۳۳۶ والدار قطنی حدیث رقم ۳ من باب جواز التیمم لصاحب الجرح)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سفر میں نکلے، تو ہم میں سے ایک شخص کو پتھر لگا جس سے اس کے سر میں زخم ہو گیا اور اس کو حاجت نہانے کی ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا، کیا پاتے ہو میرے لیے رخصت تیمم کرنے میں؟ ❶ انہوں نے کہا، ہم تیرے لیے رخصت نہیں پاتے جبکہ تو پانی پر قادر ❷ ہے پس نہایا وہ، پھر مر گیا، پس جب واپس آئے ہم نبی ﷺ کے پاس تو آپ کو خبر دی گئی ساتھ اس امر کے، آپ نے فرمایا: ”مار الوگوں نے اس کو مارے ان کو اللہ تعالیٰ کیوں نہ پوچھا اس وقت کہ نہ جانا پس سوائے اس کے نہیں کہ شفاء بیماری نادانی کی پوچھنا ہے، سوائے اس کے نہیں کفایت کرتا اس کو یہ کہ تیمم کرتا اور باندھتا او پر زخم اپنے کے کپڑا پھر مسح کرتا اس پر اور دھوتا تمام بدن اپنا۔“

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اب وضو واجب ہوا اور تیمم درست نہیں۔ (علی)

❷ اور تو قادر ہے پانی پر یعنی وہ لوگ اس آیت فلم تجدوا ماء سے یہ سمجھے کہ پانی کے ہوتے ہوئے تیمم جائز نہیں اور یہ نہ سمجھے کہ باوجود ہونے پانی کے قادر ہو اس پر اور ضرر بھی نہ کرے جب تیمم جائز نہ ہوگا اور حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ جمع کرے درمیان تیمم اور دھوئے سارے بدن کے جیسا کہ مذہب شافعی کا ہے اور مذہب حنفی میں ایک ہی چیز کرے۔

٥٣٢ - (٧) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ) (ابن ماجة حديث رقم ٥٧٢ وفي الزوائد اسناده منقطع ورواه ايضا البخاري في سننه ١/ ٢٤٠ حديث رقم ٣٣٧)

ابن ماجہ نے عطاء بن ابی رباح سے انہوں نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کو روایت کیا۔

٥٣٣ - (٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَيَمَّمَا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَصَلَّيَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِي الْوَقْتِ فَاَعَادَ اَحَدُهُمَا الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ وَلَمْ يُعِدِ الْاٰخَرُ ثُمَّ اَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَا ذٰلِكَ فَقَالَ لِلَّذِيْ لَمْ يُعِدْ اَصَبْتَ السُّنَّةَ وَ اَجْزَاَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِيْ تَوَضَّاَ وَ اَعَادَ ((لَكَ الْاَجْرُ مَرَّتَيْنِ))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِيُّ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهُ) (ابوداود حديث رقم ٣٣٨ والدارمي حديث رقم ٧٤٤ والنسائي حديث رقم ٤٣٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلے دو شخص سفر میں پس آیا وقت نماز کا اور نہ تھا ساتھ ان کے پانی، پھر تیمم کیا دونوں نے پاک مٹی سے اور نماز پڑھی، پھر پایا پانی نماز کے وقت میں پس ان دونوں میں سے ایک نے نماز دہرائی ساتھ وضو کے اور نہ دہرائی دوسرے نے، پھر آئے وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس، پھر ذکر کیا یہ تو آپ نے اس کو فرمایا کہ جس نے نہ دہرائی تھی نماز، پہنچا ❶ تو سنت کو اور کافی ہے تجھ کو نماز تیری، اور کہا اس شخص سے جس نے کہ وضو کیا تھا اور دہرائی تھی نماز ❷ ''تیرے لیے دوگنا ثواب ہے۔'' (ابوداؤد' داری)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پہنچا تو سنت کو، یعنی شریعت کا حکم اسی طرح تھا جس طرح تو نے کیا کہ بہ سبب پانی کے نہ ملنے کے تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور پھر اس کو نہ دہرایا۔ ❷ دوسرے کو دوہرا ثواب فرمایا اس لیے کہ ایک بوجہ ادائے فرض کے ہوا اور دوسرا بوجہ ادائے نفل کے علماء اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ جب تیمم کرنے والا بعد فارغ ہونے کے نماز سے پانی دیکھے، تو اس پر نماز کا دہرانا لازم نہیں اگرچہ وقت باقی ہو اور اختلاف کیا ہے اس میں کہ جب بعد داخل ہونے کے نماز میں پانی پائے تو جمہور یعنی اکثر علماء تو کہتے ہیں کہ اس نماز کو نہ توڑے اور وہ نماز صحیح ہے اور کہا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ نے ایک روایت میں کہ باطل ہو جاتا ہے تیمم اس کا اور جب تیمم کرے اور پانی ملے پہلے داخل ہونے کے نماز میں پس اجماع ہے علماء کا اس پر کہ تیمم اس کا باطل ہوا۔ (علی قاری)

٥٣٤ - (٩) وَ قَدْ رَوٰى هُوَ وَ اَبُوْدَاوٗدَ اَيْضًا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔ (ابوداود مرسلاً حديث ٣٣٩

اور تحقیق روایت کیا نسائی اور ابوداؤد نے بھی عطاء بن یسار سے بطریق ارسال کے۔

والنسائی مرسلاً عن عطاء حدیث رقم ٤٣٤)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٣٥ - (١٠) وَعَنْ اَبِی الْجُهَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِیُّ حَتّٰی اَقْبَلَ عَلَی الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٣٣٧ ومسلم حدیث رقم ١١٤-٣٦٩ وابوداود حدیث رقم ٣٢٩)

سیدنا ابوجہیم بن حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف ❶ کنوئیں جمل کے سے پس ملا ان سے ایک شخص ❷ اس نے آپ کو سلام کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ آئے دیوار کے پاس پس ❸ اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا پھر سلام کا جواب دیا۔ (بخاری مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ کہ مدینہ میں ❷ یعنی یہی ابوجہیم۔ ❸ یعنی تیمم کیا۔

٥٣٦ - (١١) وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ اَنَّهٗ كَانَتْ يُحَدِّثُ اَنَّهُمْ تَمَسَّحُوْا وَهُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالصَّعِيْدِ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ فَضَرَبُوْا بِاَكُفِّهِمُ الصَّعِيْدَ ثُمَّ مَسَحُوْا بِوُجُوْهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً ثُمَّ عَادُوْا فَضَرَبُوْا بِاَكُفِّهِمُ الصَّعِيْدَ مَرَّةً اُخْرٰی فَمَسَحُوْا بِاَيْدِيْهِمْ كُلِّهَا اِلَی الْمَنَاكِبِ وَالْاٰبَاطِ مِنْ بُطُوْنِ اَيْدِيْهِمْ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٣١٨ والنسائی حدیث رقم ٣١٤)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ انہوں نے مٹی سے تیمم کیا' اس حالت میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' نماز فجر کے لیے' تو مارے ہاتھ اپنے مٹی پر، پھر انہوں نے ایک بار اپنے چہرے کا مسح کیا پھر دوبارہ مارے ہاتھ اپنے مٹی پر اور پھر پھیرے ہاتھ اپنے سب پر یعنی کاندھوں تک اور بغلوں تک اندر ❶ کی جانب اپنے ہاتھوں سے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے لیکن نسائی کی سند متصل اور صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ من بطون ایدیھم میں لفظ من کا ابتداء کے لیے ہے یعنی پہلے ہاتھوں کے اندر کے رخ پر ہاتھ پھیرے ہاتھوں کے اوپر کے رخ پر یا یہ معنی ہیں کہ شروع کیا تیمم کرنا ہتھیلیوں سے اور یہی معنی مناسب ہیں اس مقام کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے جو اس طرح تیمم کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے دیکھا کہ لفظ ید آیت تیمم میں مطلق آیا ہے اور ہاتھ کا اطلاق تمام پر ہوسکتا ہے۔ (ع)

بَابُ الْغُسْلِ الْمَسْنُوْنِ

غسل مسنون کا بیان

الفصل الاول

٥٣٧ - (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

((اِذَا جَآءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَةَ فَلْیَغْتَسِلْ))۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۸۷۷ ومسلم حدیث رقم (۱ـ۸٤٤) وابو داود حدیث رقم ۳٤۰)

نے فرمایا: ''جب آئے ایک تمہارا نماز جمعہ کو پس چاہیے کہ ❶ وہ غسل کرے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ غسل نماز جمعہ کے لیے ہے' اسی طہارت سے جمعہ ادا کرے' اور بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کی تعظیم وتکریم کے لیے ہے اور غسل جمعہ کا جمہور کے نزدیک سنت مؤکد ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ایک روایت کے مطابق واجب ہے۔

۵۳۸- (۲) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ غُسْلُ یَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۸۹۵ ومسلم حدیث رقم (۵ـ۸٤٦) وابو داود حدیث رقم ۳٤۱)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر بالغ پر جمعہ کے دن نہانا واجب ہے۔'' ❶ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ واجب ہے یعنی ثابت ہے کہ لائق نہیں ہے چھوڑنا اس کا اور معنی نہیں ہے کہ واجب ہے تارک اس کا گناہ گار ہوتا ہے کہا ہے علماء نے کہ یہ اور مثل اس کی واسطے تاکید استحباب کے ہے جیسے کہ کہتے ہیں کہ رعایت فلاں کی ہم پر واجب ہے۔

۵۳۹- (۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((حَقٌّ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ یَّغْتَسِلَ فِیْ کُلِّ سَبْعَةِ اَیَّامٍ یَوْمًا یَغْسِلُ فِیْهِ رَاْسَهٗ وَجَسَدَهٗ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۸۹۷ ومسلم حدیث رقم (۹ـ۸٤۹) واحمد فی مسنده ۲/ ۳٤۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حق ❶ ہے ہر مسلمان پر یہ کہ نہائے ہر ہفتہ میں ایک ❷ دن کہ دھوئے اس میں سر اپنا اور بدن اپنا۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ حق ہے یعنی ثابت اور لازم یا لائق ہے ہر مسلمان پر، یعنی عاقل بالغ پر، ابتداء اسلام پر مساجد چھوٹی تھیں اور لوگ صوف-لون) پہنتے تھے اور محنتیں خود کرتے تھے پس جب ان کو پسینہ آتا تو لوگ بو کی وجہ سے ایذا پاتے تھے، اس لئے لفظ واجب فرمایا تاکہ لوگ نہانے کے حکم کو جلدی قبول کرلیں۔ ❷ یعنی جمعہ کو۔

الفصل الثانی

۵٤۰- (٤) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّاَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ)) (رواه احمد' ابوداؤد' الترمذی' النسائی والدارمی) (احمد فی المسند ۵/۱٦ وابو داود حدیث رقم ۳۵٤ والترمذی حدیث رقم ٤۹۷ والنسائی حدیث ۱۳۸۰ والدارمی حدیث رقم ۱۵٤۰)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو ❶ فرض ادا کیا اور خوب فرض ہے وہ اور جس ❷ نے غسل کیا پس غسل بہتر ہے۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے لیکن بہت سے شواہد کی وجہ سے حدیث قوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لفظ فبھا و نعمت کے معنی یہ ہیں فبالفریضۃ اخذ و نعمت الفریضۃ یعنی فرض ادا کیا اور کیا خوب فرض ہے وہ۔ ❷ اور یہ حدیث صریح دلالت کرتی ہے اس پر کہ جمعہ کے دن غسل سنت ہے واجب نہیں۔

۵۴۱- (۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ غَسَّلَ مَیِّتًا فَلْیَغْتَسِلْ))۔ (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَ زَادَ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ مَنْ حَمَلَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ) (ابن ماجۃ حدیث رقم ۱۴۶۳ واحمد فی مسندہ ۲/ ۴۵۴ والترمذی حدیث رقم ۹۹۳ وابوداود حدیث رقم ۳۱۶۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نہلائے مردے کو پس چاہیے کہ وہ ❶ بھی نہائے۔'' (ابن ماجہ اور زیادہ کیا احمد و ترمذی اور ابوداؤد نے اور ❷ ''جو کوئی اٹھائے مردہ کو پس چاہیے کہ وضو کرے'')۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہائے ستھرائی کے لیے کہ شاید چھینٹیں وغیرہ اس کی پڑی ہوں اور یہ امر استحباب کے لیے ہے اکثر علماء کے نزدیک کیونکہ صحیح احادیث میں آ چکا ہے کہ جب تم میت کو غسل دو تو تم پر نہانا واجب نہیں ہے۔ ❷ اور جو کوئی ارادہ کرے مردے کے اٹھانے کا تو وہ وضو اس لیے کرے کہ وقت اٹھانے جناہ کے باوضو رہے گا۔ جب جنازہ رکھا جائے گا تو نماز ہاتھ سے نہ جائے گی اور یہ امر بھی سب کے نزدیک استحباب کے لیے ہے۔ (ع)

۵۴۲- (۶) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَغْتَسِلُ مِنْ اَرْبَعٍ مِنَ الْجَنَابَةِ وَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَمِنَ الْحِجَامَةِ وَمِنْ غُسْلِ الْمَیِّتِ۔ (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۲۴۸ واحمد ۶/ ۱۵۲)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چار چیزوں سے نہانے کا حکم فرماتے ❶ جنابت سے، جمعہ کے دن، سینگی ❷ کھنچوانے سے اور میت کو غسل دینے سے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ثابت نہیں ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میت کو غسل دیا ہو، اس لیے معنی لیغتسل کے یہ لیتے ہیں کہ حکم فرماتے نہانے کا اور ان چار غسلوں میں سے غسل جنابت کا فرض ہے اور باقی مستحب ہیں۔ ❷ اور جو پچھنی لگوائے وہ ستھرائی کے لیے نہائے تاکہ خون وغیرہ سے پاک ہو جائے۔ (علی)

۵۴۳- (۷) وَعَنْ قَیْسِ بْنِ عَاصِمٍ اَنَّهٗ اَسْلَمَ فَاَمَرَهُ النَّبِیُّ ﷺ اَنْ یَّغْتَسِلَ بِمَآءٍ وَسِدْرٍ۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد والنسائی) (الترمذی حدیث رقم ۶۰۵ وابو داود حدیث رقم ۳۵۵ والنسائی حدیث ۱۸۸)

(سیدنا) قیس بن عاصم (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ وہ مسلمان ہوئے ❶ تو حکم کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ نہائیں پانی اور بیری ❷ کے پتوں سے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کافر جو مسلمان ہوا اگر جنبی ہے تو غسل کرنا اسے واجب ہے ورنہ مستحب ہے اور صحیح تر ہے کہ کلمہ شہادت کا پہلے

پڑھے اور نہائے بعد اور سنت ہے اس کو کہ پہلے نہانے کے سر بھی منڈوا دے۔ (ع) ❷ بیری کے پتوں سے نہانے کو فرمایا تا کہ خوب پاکی اور ستھرائی حاصل ہو۔ (ع)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٤٤ - (٨) عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ جَاءُوْا فَقَالُوْا يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَتَرَى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبًا قَالَ لَا وَلٰكِنَّهُ أَطْهَرُ وَ خَيْرٌ لِّمَنِ اغْتَسَلَ وَمَنْ لَّمْ يَغْتَسِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ بِوَاجِبٍ وَ سَأُخْبِرُكُمْ كَيْفَ بَدْءُ الْغُسْلِ كَانَ النَّاسُ مَجْهُوْدِيْنَ يَلْبَسُوْنَ الصُّوْفَ وَيَعْمَلُوْنَ عَلَى ظُهُوْرِهِمْ وَ كَانَ مَسْجِدُهُمْ ضَيِّقًا مُّقَارِبَ السَّقْفِ إِنَّمَا هُوَ عَرِيْشٌ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَعَرِقَ النَّاسُ فِي ذٰلِكَ الصُّوْفِ حَتّٰى صَارَتْ مِنْهُمْ رِيَاحٌ آذٰى بِذٰلِكَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَلَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تِلْكَ الرِّيَاحَ قَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِذَا كَانَ هٰذَا الْيَوْمُ فَاغْتَسِلُوْا وَلْيَمَسَّ أَحَدُكُمْ أَفْضَلَ مَا يَجِدُ مِنْ دُهْنِهٖ وَطِيْبِهٖ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ جَآءَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ وَ لَبِسُوْا غَيْرَ الصُّوْفِ وَكُفُوا الْعَمَلَ وَ وُسِّعَ مَسْجِدُهُمْ وَ ذَهَبَ بَعْضُ الَّذِيْ كَانَ يُؤْذِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا مِّنَ الْعَرَقِ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٣٥٣)

عکرمہ سے روایت ہے کہ اہل عراق سے کچھ لوگ آئے تو انہوں نے کہا اے ابن عباس! آپ کیا سمجھتے ہیں کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے؟ انہوں نے کہا نہیں لیکن وہ بہت پاک کرنے والا ہے اور بہتر ہے اس شخص کے لیے کہ جو نہائے اور جو شخص کہ نہ نہائے تو اس پر واجب نہیں اور میں خبر دیتا ہوں تم کو کس طرح تھا ❶ شروع غسل کا ❷ تھے لوگ فقیر پہنتے تھے صوف اور کام کرتے تھے اپنی پیٹھوں پر اور تھی مسجد ان کی تنگ نیچے چھت کے یعنی صرف وہ چھپر تھا، تو ❸ رسول اللہ ﷺ گرمی کے دن میں نکلے کہ (وہ دن جمعہ کا تھا) اور تر ہو گئے لوگ پسینے میں اس صوف سے یہاں تک پھیلی ان سے بو ایذا دی بہ سبب اس کے بعض نے بعض کو اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بو پائی تو فرمایا: ''لوگو! جب ہو یہ دن تو نہاؤ اور چاہیے کہ لگائے ایک تم میں سے بہتر اس چیز کا کہ پائے تیل اپنے سے اور ❹ خوشبو اپنی سے'' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پھر دیا اللہ تعالیٰ نے مال اور انہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے پہنی پوشاک سوائے صوف کے اور کفایت ❺ کئے گئے محنت سے اور کشادہ کی گئی مسجد ان کی اور جاتی رہی بعض اس چیز کی کہ ایذا دیتی تھی بسبب اس کے بعض ان کا بعض کو ❻ پسینے سے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی سبب اس کے شروع ہونے کا پہلے کیا ہوا ہے۔ ❷ یعنی بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ ❸ مگر چھپر یعنی کھجور کی ٹہنیوں کا۔ ❹ یعنی تیل بالوں کو لگائے اور خوشبو بدن کو۔ ❺ یعنی کفایت کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے بسبب غنی کر دینے کے فراخ ہوئی وجہ معیشت کی بغیر مشقت کے۔ ❻ لفظ من العرق بیان ہے لفظ بعض کا اور بعض سے یہاں مراد اکثر ہے، یعنی اکثر پسینے لوگوں کو ایذا دیتے تھے بسبب حاصل ہونے فراغت کے دفع ہوئے، تو حاصل ساری کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ ہے کہ ابتداء ابتداء اسلام میں غسل واجب تھا پسینے کی کثرت بدبو کی وجہ سے، پھر جب وہ کم ہوا تو منسوخ ہوا وجوب غسل کا اور سنت باقی رہی، یعنی اب جمعہ کا غسل سنت ہے۔ (علی)

بَابُ الْحَيْضِ

حیض کا بیان ❶

الفصل الاول

٥٤٥- (١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ فِيْهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَاَلَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ النَّبِيَّ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ الْاٰيَةَ (البقره: ٢٢٢) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ اِلَّا النِّكَاحَ)) فَبَلَغَ ذَالِكَ الْيَهُوْدَ فَقَالُوْا مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ اَنْ يَّدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَيْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ فَجَاءَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّعَبَّادُ ابْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا اَفَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِيَّةٌ مِّنْ لَّبَنٍ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاَرْسَلَ فِيْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنَّهٗ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٦ - ٣٠٢) وابوداود حديث رقم ٢٥٨ والترمذي حديث رقم ٢٩٧٧ والنسائي حديث رقم ٣٨٨ والدارمي حديث رقم ١٠٥٣ واحمد في مسنده ٣/ ١٣٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود تھے جس وقت کہ حائض ہوتیں عورتیں ان میں' تو نہ کھاتے ساتھ ان کے اور نہ جمع رکھتے ان کو گھروں میں' پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا ❷ تو نازل کی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ''اور سوال کرتے ہیں تجھ سے حیض کے بارے میں سے آخر آیت ❸ تک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کرو تم ❹ سب کچھ سوائے جماع کے'' پس پہنچی یہ خبر یہود کو تو انہوں نے کہا' نہیں ارادہ کرتا یہ شخص ❺ یہ کہ چھوڑے امور دین ہمارے سے کچھ مگر یہ کہ مخالفت کرے ہماری اس میں' پس آئے اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما' پس کہا ان دونوں نے اے اللہ کے رسول! یہود کہتے ہیں ایسا اور ایسا ❻ کیا ہم ان سے مجامعت کریں؟ ❼ پس متغیر ہوا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں تک کہ گمان کیا ہم نے کہ آپ خفا ہوئے ان دونوں پر' پس وہ نکلے دونوں ❽ سامنے آیا ان کو تحفہ دودھ کا طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی' پس بھیجا آپ نے پیچھے ان کے' آپ نے ان کو بلایا ❾ پس جانا انہوں نے کہ نہیں خفا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر۔ ❿

فوائد الحدیث: ❶ حیض کے معنی لغت میں ہیں جاری ہونے کے اور شرع میں مراد ہے اس خون سے کہ جو جاری ہوتا ہے رحم عورت کے سے بغیر بیماری اور جننے کے اور جو خون کہ بسبب بیماری کے نکلتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں اور جو کہ بعد جننے کے جاری ہوتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اور حکم اس کا یہ ہے کہ نماز اور روزہ وغیرہ اس میں نہ کرے اور بعد منقطع ہونے اس کے روزے کی قضا ہے اور نماز کی نہیں۔ (ح ع) ❷ پرہیز کرو کھانے کا ان کے ساتھ حالت حیض میں جیسے کہ یہود کرتے تھے۔ ❸ پوری آیت اس طرح ہے ﴿وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾ (البقره: ٢٢٢) یعنی کہہ کہ وہ پلیدی ہے پس الگ رہو عورتوں سے حالت حیض میں اور نہ نزدیک جاؤ ان کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ مراد الگ ہونے اور نزدیک ہونے سے یہ ہے کہ ان دنوں میں ان سے جماع نہ کرو۔ (ع) ❹ سب کچھ کرو یعنی

ساتھ کھانا اور بیٹھنا اٹھنا مخالطت کرنا اور ساتھ لیٹنا اور بدن کو ہاتھ لگانا۔ ❺ یعنی نبی ﷺ۔ ❻ یعنی یہی پہلا کلام ان کا نقل کیا۔
❼ کیا نہ ہم جماع کریں، یعنی کیا عورتوں کے ساتھ بیٹھنا اور اٹھنا اور کھانا اور پینا نہ کیا کریں' غرض ان کی اس سوال سے یہ تھی کہ یہود اس پر طعن کرتے ہیں اگر آپ فرماتے ہیں تو ہم یہ باتیں ترک کریں تاکہ آپس میں الفت رہے اور کوئی طعن نہ کرے۔ (ع ح)
❽ یعنی یہ جب نکلے تو دیکھا کہ کوئی شخص دودھ بطور تحفہ کے نبی ﷺ کے لیے لاتا ہے۔ ❾ یعنی بلانے کے لیے ایک شخص کو تو وہ ان کو بلا لایا۔
❿ یعنی تاکہ عنایت نبی ﷺ کی معلوم کریں۔

٥٤٦ - (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ وَّكِلَانَا جُنُبٌ وَكَانَ يَاْمُرُنِيْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ وَكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهٗ اِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم (٢٩٩ ـ ٣٠٠ ـ ٣٠١) ومسلم حديث رقم (٥ ـ ٢٩٦)

ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں اور نبی ﷺ نہاتے تھے ایک برتن ❶ سے اور ہوتے ہم دونوں جنبی اور تھے نبی ﷺ حکم فرماتے مجھ کو پس باندھتی ❷ میں تہبند پس آپ لگاتے بدن اپنا مجھ سے اور میں حائضہ ہوتی اور ❸ نبی ﷺ تھے نکالتے اپنا سر میری طرف اور آپ ہوتے اعتکاف میں پس میں آپ کا سر دھوتی اور میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بموجب عادت عرب کے برتن بڑا بھرا ہوا درمیان میں رکھا ہوتا تھا جس سے دونوں صاحب چلو بھر بھر کر نہاتے تھے۔ ❷ پس باندھتی میں تہبند، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حرام ہے فائدہ اٹھانا حائضہ کے عورت زیر ناف سے زانو تک، یعنی وہاں ہاتھ نہ لگائے اور جماع نہ کرے اور یہ مطلب دوسری احادیث سے بھی ثابت ہوتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا ہے اور امام احمد اور امام محمد اور بعض شافعیہ کا یہ مذہب ہے کے حائضہ عورت سے فائدہ اٹھانا سوائے جماع کے جائز ہے۔ ❸ اور تھے نکالتے سر اپنا میری طرف، یعنی دروازہ حجرے کا مسجد کی طرف کھلا ہوا ہوتا تھا اور آپ اپنا سر مبارک حجرے کی طرف نکال دیتے تھے وہاں عائشہ ؓ بیٹھ کر سر مبارک دھو دیتیں، اس سے معلوم ہوا کہ اعتکاف والا اگر بعض اعضاء اپنا مسجد سے نکالے تو اعتکاف باطل نہیں ہوتا۔

٥٤٧ - (٣) وَعَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ فَيَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤ ـ ٣٠٠) وابوداود حديث رقم ٢٥٩ والنسائي حديث رقم ٢٨٢)

ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے کہ میں پانی پیتی جبکہ میں ہوتی حائضہ' پھر دیتی میں پانی نبی ﷺ کو' پس آپ رکھتے چہرہ اپنا اس جگہ کہ رکھتی میں منہ اپنا' پس پیتے نبی ﷺ پانی اور چوستی میں ہڈی ❶ اور ہوتی میں حائضہ' پھر دیتی میں ہڈی نبی ﷺ کو پس آپ رکھتے منہ اپنا اس جگہ کہ رکھتی میں منہ اپنا۔ ❷

فوائد الحدیث: ❶ ہڈی گوشت کی، نبی ﷺ یہ بات بوجہ مخالفت یہود کے اور نہایت محبت عائشہ ؓ کے کرتے تھے اور یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ حائضہ عورت کے ساتھ کھانا پینا اور بیٹھنا جائز ہے اور اعضاء اس کے نجس نہیں (علی قاری)
❷ یعنی دلالت ہے اس پر کہ حائضہ پاک ہے ظاہر میں اور نجس ہے حکماً۔ (علی قاری)

۵۴۸ - (۴) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَّكِئُ فِيْ حِجْرِيْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ - (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ۲۹۷ ومسلم حديث رقم (۱۵ - ۳۰۱) وابوداود حديث رقم ۲۶۰)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں ٹیک لگاتے جبکہ میں حائضہ ہوتی، پھر آپ قرآن پڑھتے۔ (بخاری ومسلم)

۵۴۹ - (۵) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ ﷺ ((نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) فَقُلْتُ اِنِّيْ حَائِضٌ فَقَالَ ((اِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ)) - (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ۱۱-۲۹۸ وابوداود حديث رقم ۲۶۱ والترمذی حديث رقم ۱۳۴)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ❶ ''دے مجھ کو چھوٹا بوریا مسجد میں سے'' پس میں نے کہا میں حائضہ ❷ ہوں، آپ نے فرمایا: ''حیض تیرا تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دے مجھ کو چھوٹا بوریا مسجد میں سے، یعنی مسجد کے باہر کھڑی رہو اور ہاتھ بڑھا کر بوریا مسجد میں سے لے لے۔ ﴿ف﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ مسجد سے باہر کھڑی رہ کر مسجد میں سے کوئی چیز اٹھا لے تو جائز ہے۔ ❷ یعنی میں کس طرح اپنا ہاتھ مسجد میں بڑھاؤں جبکہ میں حیض میں ہوں۔

۵۵۰ - (۶) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهُ عَلَيَّ وَبَعْضُهُ عَلَيْهِ وَاَنَا حَائِضٌ - (متفق عليه) (هذا الحديث غير موجود فی الصحيحين ولا فی احدهما وقد اخرجه ابن ماجة حديث رقم ۶۵۳)

ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے چادر میں، ہوتا بعض ❶ اس کا مجھ پر اور بعض اس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میں حائضہ ہوتی۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بعض اس کا مجھ پر اور بعض اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور میں ہوتی حائضہ۔ ﴿ف﴾ اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کے تمام اعضاء پاک ہیں سوا فرج کے، ورنہ نماز اس کپڑے میں کہ بعض اس کا نجاست پر پڑا ہو اور بعض اس کا نمازی پر ہو نہیں جائز ہوتی، اور کہا سید جمال الدین نے کہ لکھا ہے صاحب تخریج نے کہ یہ حدیث نہیں پائی میں نے صحیحین میں ساتھ ان الفاظ کے، لیکن ان میں مضمون مانند مضمون اس کے ہے اور ابوداؤد میں بھی، واللہ اعلم۔ (ع)

الفصل الثانی

۵۵۱ - (۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اَتٰى حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِيْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) - (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا ((فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ كَفَرَ)) وَقَالَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کہ صحبت کرے ❶ عورت حائضہ سے یا بدفعلی کرے عورت ❷ کے پیچھے سے یا آئے کاہن کے پاس تو اس نے کفر کیا ساتھ اس دین کے جو نازل کیا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔'' (ترمذی، ابن ماجہ، دارمی) اور یہی روایت ابن ماجہ اور

التِّرْمِذِیُّ لَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ اِلَّامِنْ حَكِيْمٍ الا ثُرَمِ عَنْ اَبِی تَمِيْمَةَ عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ) (الترمذی حدیث رقم ١٣٥ وابن ماجة حدیث رقم ٦٣٩ والدارمی حدیث رقم ١١٣٦ وابوداود حدیث رقم ٣٩٠٤ واحمد فی مسنده ٢/ ١١٣٦ و ابو داود فی السنن بمعناه مع تقدیم وتاخیر ٤/ ٢٢٥ حدیث رقم ٣٩٠٤)

دارمی میں اس طرح ہے: ''پس سچا جانے اس کو اس چیز میں جو کہتا ہے تو اس نے کفر کیا۔'' اور کہا ترمذی نے نہیں جانتے ہم اس حدیث کو مگر حکیم اثرم سے کہ نقل کیا ابوتمیمہ سے انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کوئی حلال جان کر کسی حائضہ سے جماع کرے یا کسی عورت سے بدفعلی کرے پیچھے سے (اس کے دبر میں) یا کاہن کو سچا جانے تو وہ کافر ہوتا ہے اور اگر حلال نہ جانے پہلی اور دوسری چیز کو اور کاہن کو سچا نہ جانے تو وہ فاسق ہوتا ہے، اس صورت میں معنی حدیث کے یہ ہوں گے کہ اس نے کفران نعمت کیا اور مراد کاہن سے وہ شخص ہے کہ خبریں بتائے آئندہ زمانہ کی اور یہی حکم ہے نجومی وغیرہ سے پوچھنے کا بھی۔ ❷ یا یہ بدفعلی کرے عورت کے پیچھے سے (یعنی اس کی دبر میں) پیچھے سے بدفعلی کرنے میں جو عورت کی قید لگائی اس میں دلالت ہے کہ مرد سے اغلام بازی کرنا اس سے زیادہ برا ہے۔ (ع)

٥٥٢- (٨) وَعَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) مَا يَحِلُّ لِیْ مِنْ اِمْرَاَتِیْ وَهِیَ حَائِضٌ قَالَ ((مَافَوْقَ الْاِزَارِ وَالتَّعَفُّفُ عَنْ ذٰلِكَ اَفْضَلُ))۔ (رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَقَالَ مُحْيِ السُّنَّةِ اِسْنَادُهٗ لَيْسَ بِقَوِیٍّ) (ابوداود فی السنن ١/ ١٤٦ وقال لیس هو بالقوی)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا: ''اللہ کے رسول! کیا حلال ہے میرے لیے عورت میری سے جبکہ وہ ہو حائضہ؟ آپ نے فرمایا: ''وہ چیز کہ ہو اوپر تہبند کے اور بچنا ❶ اس سے افضل ہے'' (رزین اور کہا محی السنہ نے کہ اسناد اس کی قوی نہیں۔)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تہبند کے اوپر سے بچنا افضل ہے اس لیے کہ مبادا وطی کر بیٹھے اور نبی ﷺ سے جو ثابت ہوا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تہبند کے اوپر اوپر ہاتھ وغیرہ لگاتے تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ اپنے نفس پر قادر تھے اور جبکہ دوسروں سے ایسا نہیں ہوسکتا۔ (ع)

٥٥٣- (٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ وَهِیَ حَائِضٌ فَلْيَتَصَدَّقْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ))۔ (رواه الترمذی و ابوداوٗد و النسائی و الدارمی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ١٣٦ وابوداود حدیث رقم ٢٦٦ والنسائی حدیث رقم ٢٨٩ والدارمی حدیث رقم ١١١٣ وابن ماجة حدیث رقم ٦٤٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہ صحبت کرے ساتھ عورت اپنی کے حالت حیض میں تو اسے چاہیے کہ وہ آدھا ❶ دینار صدقہ کرے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دینار ساڑھے چار ماشے سونے کا ہوتا ہے، اگر سونا سو روپیہ تولہ ہو تو دینار چھ روپے کا ہوا اور آدھا دینار تین روپیہ کا ہوا آج کل یعنی جولائی ۲۰۰۷ء میں سونے کی قیمت فی ماشہ ۱۵۲۰ روپے ہے تو اس حساب سے ساڑھے چار ماشہ سونے کی قیمت ۶۸۴۰ روپے ہوئی تو اس حساب سے حیض کے سرخ خون کی حالت میں جماع کرنے والے کا کفارہ ۶۸۴۰ روپے ہوا اور زرد خون حیض کی حالت میں جماع کرنے والے کا کفارہ ۳۴۲۰ روپے ہوئے کیونکہ سونا فی تولہ ۱۸۲۴۰ روپے ہے واللہ اعلم بالصواب۔ ع۔ خ) کہا خطابی نے کہ اکثر علماء اس پر متفق ہیں کہ کفارہ اس کا استغفار ہے، پس مذہب شافعی اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی یہی ہے لیکن مستحب ہے نزدیک شافعی کے یہ کہ ایک دینار صدقہ کرے اگر صحبت کی ہے آمد خون میں اور نصف دینار دے حالت انقطاع خون میں، اسی طرح ابن ہمام حنفی نے بھی کہا ہے کہ جو کوئی اپنی بیوی سے حلال جان کر اسی حالت میں وطی کرے تو کافر ہوتا ہے اور حرام جان کر کرے تو کبیرہ گناہ کیا اور واجب ہے اس پر توبہ اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک دینار یا آدھا از روئے استحباب کے۔

٥٥٤- (١٠) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِذَا كَانَ دَمٌ اَحْمَرُ فَدِيْنَارٌ وَ اِذَا كَانَ دَمٌ اَصْفَرُ فَنِصْفُ دِيْنَارٍ))۔ (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ١٣٧ والدارمي حديث رقم ١١١١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت کہ ہو خون حیض سرخ، تو ایک دینار اور جس ❶ وقت کہ ہو خون زرد تو آدھا دینار۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جو علماء کہتے ہیں کہ ابتداء خون میں صحبت کرنے کی وجہ سے ایک دینار اور انقطاع میں نصف دینار دینا مستحب ہے تو وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں کیونکہ ابتداء میں خون سرخ ہوتا ہے اور آخری دنوں میں زرد ہو جاتا ہے۔ حق

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٥٥- (١١) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَاَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا ثُمَّ شَانُكَ بِاَعْلَاهَا))۔ (رَوَاهُ مَالِكٌ وَالدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا) (الموطا حديث ٩٣ والدارمي حديث ١٠٣٢)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا حلال ہے میرے لیے عورت میری حالت حیض میں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''خوب مضبوط کر تو اس پر تہبند اس کا، پھر کام تیرا ❶ اوپر اس کے ہے۔'' (مالک، دارمی) بطریق ارسال کے۔

حکم الحدیث: مرسل ہونے کے باوجود سند صحیح ہے۔ ابوداؤد نے صحیح سند سے بیان کیا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تجھے ناف کے اوپر سے فائدہ اٹھانا مباح ہے اور نیچے سے حرام۔

٥٥٦- (١٢) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اِذَا حِضْتُ نَزَلْتُ عَنِ الْمِثَالِ عَلَى الْحَصِيْرِ فَلَمْ نَقْرُبْ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَلَمْ نَدْنُ مِنْهُ حَتّٰى نَطْهُرَ۔ (رواه ابو داؤد) (ابو داود حديث رقم ٢٧١)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس وقت میں حائضہ ہوتی تو میں اترتی بچھونے سے بوریا پر، اور ❶ نہ نزدیک ہوتی میں رسول اللہ ﷺ سے یہاں تک کہ ہم پاک ہو جاتیں۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ روایت منکر ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ظاہر میں یہ حدیث مخالف ہے اوپر کی احادیث کے جو کہ دلالت کرتی ہیں اس پر کہ نبی ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ حالت حیض میں ہمنشینی وغیرہ رکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مباشرت کی احادیث سے منسوخ ہے۔ یا اس حدیث میں نزدیک ہونے سے مراد ہے جماع کرنا، یعنی اس حالت میں جماع نہ کرتے تھے جیسے کہ کلام اللہ میں آیا ﴿ولا تقربوا هن حتى يطهرن﴾ یعنی صحبت نہ کرو عورتوں سے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں۔ (علی قاری)

بَابُ الْمُسْتَحَاضَةِ

مستحاضہ کا بیان ❶

الفصل الاول (پہلی فصل)

٥٥٧- (١) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنِّیْ امْرَاَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَا اَطْهُرُ اَفَاَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ((لَا اِنَّمَا ذَالِكِ عِرْقٌ وَّلَیْسَ بِحَیْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَیْضَتُكِ فَدَعِی الصَّلٰوةَ وَاِذَا اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّیْ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٢٢٨ ومسلم حدیث رقم (٦٢۔ ٣٣٣) وابوداود حدیث رقم ٢٨٢ والترمذی حدیث رقم ١٢٥)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فاطمہ بنت ابی حبیش رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا اے اللہ کے رسول! میں ایک عورت ہوں کہ مجھے استحاضہ کا خون آتا ہے، پس میں نہیں پاک ہوتی، تو کیا میں چھوڑ دوں نماز؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں، سوائے اس کے نہیں کہ یہ خون ایک رگ کا ہے، اور نہیں ہے یہ خون حیض کا، پس جس وقت ❷ کہ آئے حیض تجھ کو پس چھوڑ دے نماز اور جس وقت جاتا رہے تو ❸ دھو اپنے سے خون کو پھر نماز پڑھ۔“ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں کہ جس کے رحم میں سے بغیر ایام حیض اور بغیر نفاس کے خون آتا ہے، رحم میں ایک رگ ہے کہ اس کا نام عادل ہے اس میں سے خون جاری رہتا ہے اور حکم اس کا یہ ہے کہ اس میں نماز اور روزہ اور دوسری عبادات اور صحبت کرنا منع نہیں ١٢ (ح۔ ع) ❷ یہ حکم معتادہ، یعنی اس عورت کا ہے کہ جس کی عادت تھی مثلاً چھ روز یا پانچ روز خون آتا تھا اور اب جب مستحاضہ ہوئی تو عادت کے دنوں کو اس میں ایام حیض کے سمجھے اور ان دنوں میں نماز وغیرہ چھوڑ دے اور جب یہ دن پورے ہو جائیں تو پھر خون دھو کر نہائے اور نماز وغیرہ شروع کرے۔ (علی) ❸ یعنی اور پھر نہا۔

الفصل الثانی

٥٥٨- (٢) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ اَبِیْ حُبَیْشٍ اَنَّهَا كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَقَالَ لَهَا النَّبِیُّ ﷺ ((اِذَا كَانَ دَمُ الْحَیْضِ فَاِنَّهٗ دَمٌ اَسْوَدُ یُعْرَفُ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَاَمْسِكِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِذَا كَانَ

عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے فاطمہ بنت حبیش سے نقل کیا، انہوں نے کہا، کہ انہیں (مجھے) خون استحاضہ آتا تھا، پس کہا واسطے اس کے (میرے) نبی ﷺ نے جس وقت کہ ہو خون حیض کا ❶ پس تحقیق وہ خون سیاہ ہے پہچانا جاتا ہے، اور جس وقت

الْاٰخَرُ فَتَوَضَّئِیْ وَصَلِّیْ فَاِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ۔)) (رواه ابوداؤ و النسائی) (ابوداود حديث رقم ٢٨٦ والنسائي حديث رقم ٣٦٢)

کہ ہو یہ تو ترک جا نماز سے اور جبکہ ہو استحاضہ تو وضو کر اور نماز پڑھ کیونکہ وہ خون رگ کا ہے۔" ❷ (ابوداؤد ونسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی سوا سیاہ رنگ کے دوسرے رنگ کا ہو۔ ❷ اس حدیث کو ابوحاتم نے منکر جانا ہے کیونکہ یہ عدی بن ثابت کی روایت ہے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اس کے دادا سے روایت کرتا ہے اور اس کا دادا معلوم نہیں اور اس حدیث کو ابوداؤد نے بھی ضعیف کہا ہے اور ابن حبان اور حاکم نے اس کو روایت کیا ہے اور دونوں نے اس کو صحیح کہا ہے اور اس حدیث میں دلالت ہے کہ خون کی صفت کی تمیز کا اعتبار کیا جاتا ہے پس اگر سیاہ ہو تو حیض ہے ورنہ استحاضہ اور امام شافعی نے مبتداء کے حق میں ایسا ہی کہا ہے۔ (نیل الاوطار)

٥٥٩ - (٣) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِنَّ امْرَاَةً كَانَتْ تُهْرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَفْتَتْ لَهَا اُمُّ سَلَمَةَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّيَالِيْ وَ الْاَيَّامِ الَّتِیْ كَانَتْ تَحِيْضُهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ قَبْلَ اَنْ يُّصِيْبَهَا الَّذِیْ اَصَابَهَا فَلْتَتْرُكِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّهْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِكَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ۔ (رَوَاهُ مَالِكٌ وَاَبُوْدَاوُدَ وَ الدَّارِمِیُّ وَ النَّسَائِیُّ مَعْنَاهُ) (الموطا حديث رقم ١٠٥ والشافعي في مسنده ص ٣١١ واحمد في مسنده ٦/ ٢٩٣ وابن ماجة حديث رقم ٦٢٣ والدار قطني حديث رقم ٥٧ وابوداود حديث رقم ٢٧٤ والدارمي حديث رقم ٧٨٠ والنسائي حديث رقم ٢٠٨)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت ڈالتی ❶ تھی خون' پس پوچھا فتویٰ واسطے اس عورت کے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے' تو آپ نے فرمایا: "اسے چاہیے کہ دیکھے کتنی راتوں اور دنوں کی، جبکہ وہ ہوتی تھی حائضہ ان دنوں میں مہینے سے پہلے اس سے' کہ پہنچے اس کو بیماری خون کی کہ پہنچی اس کو' تو چاہیے کہ چھوڑ دے نماز موافق ان دنوں کے مہینے میں سے' اور جس وقت ❷ کہ گزرے یہ تو اسے چاہیے کہ نہا ڈالے' پھر چاہیے کہ باندھے لنگوٹ ❸ ساتھ کپڑے کے' پھر نماز پڑھے۔" (مالک' ابوداؤد' دارمی) اور روایت کیا نسائی نے معنی اس کے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کو استحاضہ کا خون آتا تھا اور وہ معتادہ تھی۔ ❷ یعنی وہ دن جب پورے ہو جائیں۔ ❸ مستحاضہ عورت کو چاہیے کہ حتی المقدور خون کو لنگوٹ سے روکے اور لنگوٹ باندھنے کے بعد اگر خون آئے گا تو نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں اور یہی حکم مسلسل البول کا ہے۔

٥٦٠ - (٤) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ جَدُّ عَدِيٍّ اسْمُهٗ دِيْنَارٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ فِی الْمُسْتَحَاضَةِ تَدَعُ الصَّلٰوةَ اَيَّامَ

عدی بن ثابت سے روایت ہے انہوں نے نقل کیا اپنے باپ سے انہوں نے عدی کے دادا سے کہا ❶ یحییٰ بن معین نے دادا عدی کا نام اس کا دینار ہے انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کیا

اَقْرَائِهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيْضُ فِيْهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَ تَصُوْمُ وَتُصَلِّي۔ (رواه الترمذي و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٢٩٧ والترمذي حديث رقم ١٢٦ وابن ماجة حديث رقم ٦٢٥ والدارمي حديث رقم ٧٩٣)

کہ آپ نے مستحاضہ کے حق میں فرمایا: ''چھوڑ دے وہ نماز اپنے حیض کے دنوں کے معمول کے مطابق ❷ پھر نہائے اور وضو کرے ہر نماز کے لیے اور روزے رکھے اور نماز پڑھے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ اس کا راوی ابوالیقظان جس کا نام عمیر بن قیس کوفی جوعدی بن ثابت سے روایت کرتا ہے ضعیف ہے۔ (نیل الاوطار) ❷ شوکانی نے کہا یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مستحاضہ ہر نماز کیلئے نہائے اور ہر نماز کے وقت وضو بھی کرے، لیکن یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح یہ ہے کہ مستحاضہ پر ہر نماز کے لیے وضو کرنا واجب ہے جیسا کہ ملاعلی قاری نے مرقاۃ میں کہا۔

٥٦١- (٥) وَعَنْ حَمْنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ كُنْتُ أُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَسْتَفْتِيْهِ وَاُخْبِرُهُ فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِ اُخْتِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اُسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيْرَةً شَدِيْدَةً فَمَا تَأْمُرُنِي فِيْهَا قَدْ مَنَعَتْنِي الصَّلَاةَ وَ الصِّيَامَ قَالَ ((اَنْعَتُ لَكِ الْكُرْسُفَ فَاِنَّهُ يُذْهِبُ الدَّمَ)) قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَتَلَجَّمِي)) قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَ ((فَاتَّخِذِي ثَوْبًا)) قَالَتْ هُوَ اَكْثَرُ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّمَا اَثُجُّ ثَجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((سَآمُرُكِ بِاَمْرَيْنِ اَيَّهُمَا صَنَعْتِ اَجْزَاَ عَنْكِ مِنَ الْاٰخَرِ وَاِنْ قَوِيْتِ عَلَيْهِمَا فَاَنْتِ اَعْلَمُ)) قَالَ ((لَهَا اِنَّمَا هٰذِهِ رَكْضَةٌ مِنْ رَكَضَاتِ الشَّيْطَانِ فَتَحَيَّضِي سِتَّةَ اَيَّامٍ اَوْ سَبْعَةَ اَيَّامٍ فِي عِلْمِ اللّٰهِ ثُمَّ اغْتَسِلِي حَتّٰى اِذَا رَاَيْتِ اَنَّكِ قَدْ طَهُرْتِ وَاسْتَنْقَاتِ فَصَلِّي ثَلَاثًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً اَوْ اَرْبَعًا وَ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَاَيَّامَهَا وَصُوْمِي فَاِنَّ ذٰلِكِ يُجْزِئُكِ وَكَذٰلِكِ فَافْعَلِي كُلَّ شَهْرٍ كَمَا تَحِيْضُ النِّسَاءُ وَكَمَا يَطْهُرْنَ مِيْقَاتَ حَيْضِهِنَّ وَطُهْرِهِنَّ وَاِنْ قَوِيْتِ عَلٰى اَنْ تُؤَخِّرِيْنَ الظُّهْرَ وَ تُعَجِّلِيْنَ الْعَصْرَ فَتَغْتَسِلِيْنَ وَ

سیدہ حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے استحاضہ کا خون بہت زیادہ آتا تھا تو میں نبی ﷺ کے پاس آئی تاکہ پوچھوں میں آپ سے اور خبر دوں میں آپ کو، اور میں نے آپ کو بہن اپنی زینب بنت جحش کے گھر پایا تو میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! میں مجھے بہت زیادہ خون استحاضہ آتا ہے، کیا حکم کرتے ہیں مجھ کو اس میں، کیونکہ اس نے مجھے روک رکھا ہے نماز اور روزے سے، آپ نے فرمایا: ''بیان کرتا ہوں میں تیرے لیے روئی، پس تحقیق وہ لے جاتی ❶ ہے خون کو، اس نے کہا کہ وہ زیادہ ❷ ہے اس سے، آپ نے فرمایا: ''مانند ❸ لگام کی کپڑا باندھ''، اس نے کہا وہ زیادہ ہے اس سے، آپ نے فرمایا: ''پھر تو کپڑا رکھ'' ❹ اس نے کہا وہ اس سے زیادہ ہے، ❺ سوائے اس کے نہیں کہ ڈالتی ہوں میں خون کو ڈالنا بہت، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تجھے دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں، ان میں سے جو ایک بھی تو کرے تو وہ تجھے کافی ہوگا دوسرے سے اور اگر تو قوت رکھتی ہے دونوں پر تو پھر تو بہتر جانتی ❻ ہے، آپ نے اسے فرمایا: ''یہ استحاضہ نہیں مگر ایک لات مارنا ہے لاتوں ❼ شیطان کی سے، پس حیض ٹھہرا تو چھ ❽ دن یا سات دن بیچ علم الٰہی ❾ کے، پھر نہا ❿ ڈال، یہاں تک کہ جس وقت دیکھے تو کہ پاک ہوئی اور

تَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ وَ تُؤَخِّرِيْنَ الْمَغْرِبَ وَ تُعَجِّلِيْنَ الْعِشَآءَ ثُمَّ تَغْتَسِلِيْنَ وَ تَجْمَعِيْنَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فَافْعَلِي وَ تَغْتَسِلِيْنَ مَعَ الْفَجْرِ فَافْعَلِي وَصُوْمِي إِنْ قَدَرْتِ عَلَى ذٰلِكِ)) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((وَ هٰذَا أَعْجَبُ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ))۔ (رواه احمد، ابوداؤد و الترمذی) (احمد فی مسنده ٦/ ٤٣٩ و ابو داود حدیث رقم ٢٨٧ والترمذی حدیث رقم ١٢٨ وقال حسن صحیح وابن ماجة حدیث رقم ٦٢٢ والثانی حدیث رقم ٦٢٧)

صاف ہوئی پھر نماز پڑھ تیئیس ⓫ دن یا چوبیس ⓬ دن اور روزے ⓭ رکھ کیونکہ یہ کفایت کرتا ہے تجھ کو اور اسی ⓮ طرح سے کرتی جا ہر مہینے میں جیسے کہ حائضہ ⓯ ہوتی ہیں عورتیں اور جیسے کہ پاک ⓰ ہوتی ہیں وقت حیض اپنے کے اور پاک ہونے اپنے کے اور اگر قدرت ⓱ رکھتی ہے اس پر کہ تاخیر کرے نماز ظہر کو اور جلدی کرے نماز عصر کو پس نہا اور جمع کر درمیان دو نمازوں کے جو کہ ظہر اور عصر ہے اور تاخیر کر تو مغرب کو اور جلدی کر تو عشاء کو پھر نہائے تو اور جمع کرے تو درمیان دو نمازوں کے تو کر تو اور نہا تو ساتھ فجر کے، پس کر تو اور روزے رکھ اگر طاقت رکھتی ہے اس پر، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "یہ بہت پسندیدہ ہے مجھے دونوں حکموں میں سے۔" (احمد، ابوداؤد، ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی خون نکلنے کی جگہ روئی رکھ دے تا کہ وہ باہر نہ نکلے۔ ❷ یعنی روئی سے نہیں رک سکتا۔ ❸ یعنی روئی رکھ کر لنگوٹ باندھ لے۔ ❹ یعنی نیچے اس لنگوٹ کے۔ ❺ یعنی بارش کی طرح۔ ❻ یعنی حال اپنا تو خوب جانتی ہے جو چاہے وہ اختیار کر۔

❼ لات مارنا ہے لاتوں شیطان کی یعنی اس وجہ سے شیطان تیری طہارت اور نماز وغیرہ میں فساد ڈالتا اور ضرر پہنچاتا ہے شیطان کو اپنی طاقت کے مطابق راستہ سے بہکانے اور خراب کرنے عبادت میں بہت دخل ہے اس لیے اس کو اس کی طرف نسبت کیا کہ لات اس کی ہے۔

❽ ایک حکم ان کا یہ ہے "فتحیضی" یعنی حیض ٹھہرا، مراد یہ ہے کہ احکام حیض کے اپنے پر جاری کر چھ دن یا سات دن موافق عادت کے، ظاہر یہ ہے کہ وہ عورت معتادہ تھی جو عادت اپنے حیض کی بھول گئی تھی کہ چھ دن تھی یا سات دن، تو نبی ﷺ نے اس کو حکم کیا کہ اندازہ اور سوچ کر یقین سے ان دونوں مدتوں میں سے بنیاد بنا۔ ❾ بیچ علم اللہ کے، یعنی یہ داخل ہے اس چیز میں کہ جانا اللہ تعالیٰ نے امر تیرے سے اور اگر "او" شک کے لیے ہو تو یہ قول راوی کا ہوگا بمعنی واللہ اعلم کے کہ رسول اللہ ﷺ نے ستة ایام فرمایا یا سبعة ایام۔ ❿ یعنی بعد گزرنے مدت مذکورہ کے۔ ⓫ یعنی جس صورت میں کہ ایام حیض کے سات دن ٹھہرا دے۔ ⓬ جس صورت میں کہ ایام حیض کے چھ دن ٹھہرائے۔ ⓭ اور روزے رکھ یعنی رمضان وغیرہ کے ہر مہینے میں اس طرح۔ ⓮ اور اسی طرح کرتی جا، یعنی ہر مہینے میں چھ دن یا سات دن حیض کے شمار کر اور باقی طہر کے۔ ⓯ جیسے کہ حائضہ ہوتی ہیں عورتیں، یعنی جیسے کہ حیض کے دن شمار کرتی ہیں وہ عورتیں کہ جو تیری عادت کی طرح دن بھول گئی ہیں اسی طرح تو بھی شمار کر۔ ⓰ وقت حیض اپنے کے، یعنی اگر وقت حیض ان کے کا اول مہینے میں ہے تو تو بھی اول مہینے کو وقت حیض کا شمار کر اور اگر درمیان مہینے میں ان کا وقت ہو تو تو بھی اسی طرح ہی کر اور اگر آخر مہینے میں ہوں تو تو بھی آخر میں شمار کر، حاصل حکم اول کا یہ ہے کہ چھ یا سات دن کے بعد نہا ڈالا کر اور پھر ہر نماز کے لیے غسل کیا کر۔ ⓱ جملہ ان قویت الخ سے بیان دوسرے حکم کا شروع ہوا، حاصل اس حکم دوسرے کا یہ ہوا کہ ہر روز غسل کرے ایک ظہر اور عصر کے لیے اور ایک مغرب اور عشاء کے لیے اور ایک غسل فجر کے لیے اور پہلا حکم یعنی ہر نماز کے لیے

غسل کرنا صریح مذکور نہیں ہوا لیکن جملہ ان قویت آخر تک میں اشارہ ہے طرف اس کی کیونکہ اس عبارت سے عاجز ہونا اس کا غسل ہر نماز کے سے سمجھا جاتا ہے، یہ مذہب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے اور مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جمع کرنا ہے درمیان دو نمازوں کے ساتھ ایک غسل کے اور یہ مشابہ تر ہے ساتھ اس حدیث کے کہ اس میں آسانی ہے بہ نسبت اس کے کہ ہر نماز کے لیے نہائے چنانچہ اسی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے اپنے قول ”و هذا اعجب الامرين الي“ یعنی غسل کرنا دو نمازوں کے لیے بہت خوش آئند ہے میرے نزدیک دوسرے امر سے کہ وہ نہانا ہے ہر نماز کے لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جو کام امت پر آسان ہوتا تھا اس کو پسند فرماتے تھے اور اسی لیے آپ نے اس کو پسند فرمایا۔ (علی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٦٢- (٦) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ اَبِي حُبَيْشٍ اُسْتُحِيْضَتْ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ تُصَلِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللهِ اِنَّ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ لِتَجْلِسْ فِي مِرْكَنٍ فَاِذَا رَاَتْ صُفَارَةً فَوْقَ الْمَآءِ فَلْتَغْتَسِلْ لِلظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَغْتَسِلْ لِّلْمَغْرِبِ وَ الْعِشَآءِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّ تَغْتَسِلْ لِلْفَجْرِ غُسْلًا وَّاحِدًا وَّتَوَضَّأُ فِيْمَا بَيْنَ ذٰلِكَ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ قَالَ

(ابو داود حديث رقم ٢٩٦)

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! فاطمہ بنت ابی حبیش کو اتنی اتنی مدت سے خون استحاضہ آتا ہے پس وہ نہیں ❶ نماز پڑھتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سبحان اللہ! یہ چھوڑ دینا نماز کا شیطان کی طرف سے ہے اسے چاہیے کہ وہ بیٹھے لگن میں پس جبکہ دیکھے ❷ زردی پانی پر تو البتہ نہائے ظہر اور عصر کے لیے ایک نہانا اور نہائے مغرب اور عشاء کے لیے ایک نہانا اور نہائے فجر کے لیے ایک نہانا اور ❸ وضو کرے درمیان اس کے“ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس گمان پر کہ حکم اس کا بھی حیض جیسا ہو۔ ❷ یعنی جب خون کی زردی پانی پر ظاہر ہونے لگے تو برتن سے علیحدہ ہو کر نئے پانی سے غسل کرا اور پانی کے بھرے ہوئے برتن میں بیٹھنے کا اس لیے حکم دیا کہ خون استحاضہ اور خون حیض کی تمیز کی جا سکے یعنی جب پانی کی سطح پر زردی ظاہر ہوگی تو وہ خون مستحاضہ ہے اور جب سیاہ خون ہوگا تو وہ خون حیض ہے۔ (مرقاۃ) ❸ یعنی جب ضرورت پڑے وضو کی تو وضو کرے عصر اور عشاء کے لیے۔

٥٦٣- (٧) رَوَى مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا اشْتَدَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ اَمَرَهَا اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ)

(ابو داود بعد الحديث رقم ٢٩٦)

اور روایت کیا مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جبکہ دشوار ❶ ہوا اس پر نہانا تو آپ نے حکم فرمایا اس کو جمع کرنے کا درمیان دو نمازوں ❷ کے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ہر نماز کے لیے۔ ❷ یعنی ساتھ ایک غسل کے۔

❁❁❁

كِتَابُ الصَّلٰوةِ

نماز کا بیان

الفصل الاول

٥٦٤- (١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلصَّلَوٰتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَآئِرُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٦ـ ٢٣٣) والترمذى حديث رقم ٤١٨ واحمد فى مسنده ٢/ ٣٥٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک مٹا دیتے ہیں ان گناہوں کو جو ان کے درمیان ہوئے ہیں جبکہ پرہیز کیا جائے بڑے گناہوں سے۔'' (مسلم)

٥٦٥- (٢) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَرَأَيْتُمْ لَوْ اَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ)) قَالُوْا لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهٖ شَيْءٌ قَالَ ((فَذَالِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُوا اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا۔)) (متفق عليه) (البخارى حديث رقم ٥٢٨ واخرجه مسلم حديث رقم (٢٨٣ـ ٦٦٧) والترمذى حديث رقم ٢٨٦٨ والنسائى حديث رقم ٤٦٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بھلا بتلاؤ تو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر پانی کی نہر بہتی ہو وہ ہر روز پانچ بار اس میں نہاتا ہے تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل کچیل باقی رہ جائے گی؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ نہیں' باقی رہتی اس کی میل سے کچھ بھی' آپ نے فرمایا: ''تو یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے' اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہ معاف کرتا ہے۔'' ❶ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی درمیان کے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں مگر کبیرہ نہیں بخشے جاتے بدون فضل الٰہی (یا توبہ) کے۔

٥٦٦- (٣) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِىَّ ﷺ فَاَخْبَرَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ" فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِىْ هٰذَا؟ قَالَ ((لِجَمِيْعِ اُمَّتِىْ كُلِّهِمْ)) وَفِىْ رِوَايَةٍ ((لِّمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ اُمَّتِىْ۔)) (متفق

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ❶ ایک عورت ❷ کا بوسہ لیا' پھر وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اپنا قصور بیان کیا' تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی' اور ان کے دونوں کناروں کے یعنی (صبح اور شام) اور رات کے وقتوں میں نماز پڑھا کر' بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں'' وہ شخص کہنے لگا' اے اللہ کے رسول!

علیه) (البخاری حدیث رقم ٥٢٦ ومسلم حدیث رقم (٣٩ـ ٢٧٧٢) والترمذی حدیث رقم ٣١١٥ واحمد فی مسنده ١/ ٣٨٥ـ ٣٨٦)

کیا یہ حکم خاص میرے لیے ہے؟ آپ نے فرمایا: ''میری ساری امت کے لیے ❸ ہے'' اور ایک روایت میں ہے ''میری امت کے اس شخص کے لیے ہے جو اس پر عمل کرے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اس بوسہ لینے والے شخص کا نام ابوالیسر تھا، ترمذی نے اس سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا کہ آئی میرے پاس ایک عورت کھجوریں مول لینے کے لیے تو میں نے اس کو کہا کہ میرے گھر میں کھجوریں اس سے زیادہ اچھی ہیں پس وہ میرے ساتھ گھر میں آئی' چنانچہ بوس وکنار کیا میں نے اس سے تو اس نے کہا ڈر اللہ تعالیٰ سے پس شرمندہ ہوا میں اور آیا نبی ﷺ کے پاس، جیسے کہ یہاں مذکور ہے۔ ❷ عورت کا نام معلوم نہیں ہوا۔ ❸ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن ان گناہوں اور برائیوں سے مراد صغیرہ گناہ مراد ہیں جیسے پہلی حدیث میں ہے کہ ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہے جب تک کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (قسطلانی)

٥٦٧ - (٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْهُ عَلَیَّ قَالَ وَلَمْ يَسْئَلْهُ عَنْهُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا قَضَى النَّبِیُّ ﷺ الصَّلٰوةَ قَامَ الرَّجُلُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْ فِیَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ ((اَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ اَوْ حَدَّكَ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٦٨٢٣ ومسلم حدیث رقم ٤٥-٢٧٦٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا، اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بیشک میں پہنچا ہوں حد ❶ کو' پس قائم کرو اس کو مجھ پر' راوی نے کہا اور نہ پوچھا آپ نے اس کی حد کا حال اس سے' اور وقت آیا نماز کا تو نماز پڑھی اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور جب پڑھ چکے نبی ﷺ نماز' تو کھڑا ہوا وہ شخص' اس نے کہا اے اللہ کے رسول! بے شک میں پہنچا ہوں حد کو اس لیے قائم کیجیے مجھ پر اللہ تعالیٰ کا حکم، آپ نے فرمایا: ''کیا نہیں پڑھی تو نے نماز ہمارے ساتھ؟'' اس نے کہا' ہاں پڑھی ہے نبی ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے بخشے تیرے لیے تیرے گناہ یا فرمایا تیری حد کو۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی میں نے ایسا کام کیا ہے جو حد کے لائق ہے۔

٥٦٨ - (٥) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ ((اَلصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا)) قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ ((بِرُّالْوَالِدَيْنِ)) قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ ((اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قَالَ حَدَّثَنِیْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِیْ۔ (متفق علیه)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کون سا کام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز کو ❶ اپنے وقت پر پڑھنا'' میں نے پوچھا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا'' میں نے پوچھا پھر کون سا کام؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی

(البخاری حدیث رقم ٥٢٧ ومسلم حدیث رقم (١٣٩ ـ ٨٥) والترمذی حدیث ١٧٣ والنسائی حدیث رقم ٦١٠ واحمد فی مسنده ١/ ٤٠٩ ـ ٤١٠)

راہ میں جہاد کرنا۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تین باتیں مجھ سے بیان کیں اگر میں زیادہ پوچھتا تو آپ مجھے اور بھی زیادہ بیان فرماتے۔

فوائد الحدیث: ❶ دوسری احادیث میں جو دوسرے کاموں کو افضل بتلایا ہے تو وہ اس کے خلاف نہیں کیونکہ آپ ہر شخص کی حالت اور استعداد اور لیاقت دیکھ کر اس کے لیے جو کام سب سے افضل ہوتا وہ بیان فرماتے، اس کے علاوہ وقت اور موقع کا بھی لحاظ ہونا چاہیے کہ مثلاً جب کافر غلبہ کریں تو جہاد سب کاموں سے افضل ہوگا اور یا جب قحط اور گرانی ہو اور لوگوں کو کھانے کی محتاجگی ہو تو کھانا کھلانا سب سے افضل ہوگا اگر ان کاموں میں سے کسی کا بھی موقع نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے افضل ہوگا۔

٥٦٩ - (٦) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ.)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٣٤ ـ ٨٢) ولفظه ((بین الرجل والشرك والكفر ترك الصلاة)) وابوداود حدیث رقم ٤٦٦٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مسلمان) بندے کے درمیان اور کفر کے درمیان (فرق) صرف نماز چھوڑ دینے ❶ کا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جو شخص نماز کی فرضیت کا انکار کر کے نماز کو چھوڑتا ہے وہ بالاتفاق کافر اور خارج از اسلام ہے لیکن اس صورت میں جب کہ وہ نومسلم ہو اور ارکان اسلام سے ناواقف ہو تو پھر وہ کافر نہ ہوگا اور جو شخص نماز کو فرض سمجھتے ہوئے محض سستی اور کاہلی کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے تو اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور جمہور سلف وخلف کا یہ قول ہے کہ ترک صلوٰۃ کا حکم مرتد کی طرح ہے، یعنی اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ترک صلوٰۃ کافر نہیں لیکن کفر کے نزدیک ہو جائے گا اور علی رضی اللہ عنہ اور امام احمد عبداللہ بن مبارک سے منقول ہے کہ وہ کافر ہے۔ بظاہر الفاظ اسی آخری مذہب کی تائید کرتے ہیں اور علماء حدیث نے بھی اسی کو راجح قرار دیا ہے۔

الفصل الثانی

٥٧٠ - (٧) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْئَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهٗ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَهٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ.)) (رواه احمد و ابوداؤد و روى مالك والنسائى) (احمد فی مسنده ٥/ ٣١٧ وابوداود حدیث رقم ٤٢٥ والموطا الحدیث ١٤ من كتاب

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پانچ نمازیں کہ فرض کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے، جس نے اچھا کیا ان کا وضو اور پڑھا ان کو ان کے وقت پر اور پورا کیا ان کا رکوع اور ان کا خشوع تو ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر عہد کہ بخش دے اس کو، اور جو کوئی نہ کرے تو نہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ پر کوئی عہد لازم، اگر چاہے تو بخش دے اس کو اور اگر چاہے تو عذاب کرے اس کو۔'' (احمد، ابوداؤد اور مالک اور نسائی نے بھی اسی طرح روایت کی ہے)

صلاۃ اللیل والنسائی حدیث رقم ٤٦١ وابن ماجۃ حدیث رقم ١٤٠١)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

٥٧١ - (٨) وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلُّوْا خَمْسَكُمْ وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ وَ اَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَ اَطِيْعُوْا اِذَا اَمَرَكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ۔)) (رواہ احمد والترمذی)

(احمد فی المسند ٥/ ٢٥١ والترمذی حدیث رقم ٦١٦ وقال حسن صحیح)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پڑھوتم اپنی پانچوں نمازیں اور روزے رکھو اپنے مہینے رمضان کے اور ادا کرو زکوۃ اپنے مالوں کی اور پیروی کرو تم اپنے حاکم ❶ کی داخل ہو جاؤ گے تم اپنے رب کی جنت میں۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حاکم سے مراد مسلمان بادشاہ اور امیر ہے جو قانون اسلامی کے مطابق حکم کرتا ہے اگر خلاف شرع حکم کرے تو اس کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

٥٧٢ - (٩) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَ هُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَ هُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَ فَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِى الْمَضَاجِعِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ كَذَا رَوَاهُ فِىْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ) (ابوداود حدیث رقم ٤٩٥ والترمذی الی ((عشر سنین)) حدیث رقم ٤٠٨ وقال حسن صحیح)

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور شعیب نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حکم کرو اپنی اولاد کو نماز کا جبکہ وہ ہوں سات ❶ برس کے اور مارو تم ان کو نماز کے چھوڑنے پر جبکہ وہ ہوں دس برس کے اور جدا کر کے ❷ سلاؤ تم ان کو ان کے بستروں میں۔'' (ابوداؤد) اور اسی طرح روایت کیا اس کو امام بغوی نے شرح السنہ میں عمرو بن شعیب سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لڑکے اور لڑکیوں کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم شروع کر دینا چاہیے تاکہ ان کو نماز کی عادت پڑ جائے اور دس برس کی عمر میں چونکہ بلوغت کے قریب پہنچ جاتے ہیں اس لیے نماز چھوڑنے پر تاکیداً مارنا چاہیے اور نماز کے شرائط و آداب بھی سکھلانے چاہئیں۔ ❷ مثلاً بہن بھائیوں کو دس برس میں علیحدہ بستروں میں سلانا چاہیے کیونکہ دس برس کی عمر میں باہم سونے میں شہوانی خیالات کے پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

٥٧٣ - (١٠) وَفِى الْمَصَابِيْحِ عَنْ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ۔

(مصابیح السنۃ حدیث رقم ٤٠٠ وابوداود حدیث رقم ٤٩٤)

اور مصابیح میں سبرہ بن معبد سے۔

٥٧٤- (١١) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ.)) (رواه احمد والترمذی والنسائی و ابن ماجة) (احمد فی المسند ٥/ ٣٤٦ والترمذی حدیث رقم ٢٦٢١ وقال حسن صحیح غریب والنسائی حدیث رقم ٤٦٣ وابن ماجة حدیث ١٠٧٩)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اوران (منافقوں) کے درمیان جو عہد ہے وہ نماز ہے پس جس نے نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ❶ ہو گیا۔'' (احمد و ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ مشرک اور کافر دونوں کا حکم ایک ہے کہ دونوں جہنم میں ہمیشہ رہیں گے' معاذ اللہ اتنی صاف احادیث کو دیکھ کر بھی کوئی نماز ترک کرے تو اس سے زیادہ بد بخت کون ہوگا کہ کم بخت مشرک اور کافر ہو گیا اور دین محمدی سے نکل گیا اللہ تعالیٰ بچائے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٧٥- (١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُوْنَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هٰذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ عَلَى نَفْسِكَ قَالَ وَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ شَيْئًا وَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا فَدَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هٰذِهِ الْآيَةَ وَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ (پ ١٢ رکوع ١٠) فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَهُ خَاصَّةً فَقَالَ ((بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً.)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٤٢- ٢٧٦٣) وابو داود حدیث رقم ٤٤٦٨)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! بیشک میں نے گلے لگایا ایک عورت کو شہر کے کنارے' اور بیشک پہنچا ہوں میں اس سے اس چیز کو کہ جو صحبت کی حد سے کم ❶ ہے' تو میں حاضر ہوں پس جاری کریں مجھ پر شرعی سزا جو چاہیں' تا کہ کہا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے بیشک ڈھانکا تھا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اگر پردہ پوشی رکھتا تو اپنی ذات پر' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہ جواب ❷ دیا اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ' اور کھڑا ہوا وہ شخص اور چل دیا' تو پیچھے بھیجا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور شخص کو جو بلا لایا اس کو اور پڑھی آپ نے اس کے سامنے یہ آیت ''اور قائم رکھ نماز کو دن کے دونوں کناروں میں یعنی صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں' بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں برائیوں کو یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے' تو کہا ایک شخص نے قوم میں سے' اے اللہ کے نبی! یہ حکم خاص اس شخص کے لیے ہے یا تمام لوگوں کے لیے؟ تو آپ نے فرمایا: کہ تمام لوگوں کے ❸ لیے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی صحبت کے علاوہ بوس وکنار سب کچھ کیا ہے۔ ❷ یعنی حکم الٰہی کے انتظار کی وجہ سے جواب نہ دیا۔
❸ پہلی فصل میں جو حدیث اسی طرح کی گزری ہے یہ حدیث اس کی تفصیل ہے یا ممکن ہے کہ وہ قصہ اور شخص کا ہو اور یہ کسی اور کا۔ (مرقاۃ)

٥٧٦- (١٣) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ زَمَنَ الشِّتَاءِ وَالْوَرَقُ يَتَهَافَتُ فَاَخَذَ بِغُصْنَيْنِ مِنْ شَجَرَةٍ قَالَ فَجَعَلَ ذٰلِكَ الْوَرَقُ يَتَهَافَتُ قَالَ فَقَالَ ((يَا اَبَاذَرٍّ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ((اِنَّ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ لَيُصَلِّي الصَّلَاةَ يُرِيْدُ بِهَا وَجْهَ اللهِ يَتَهَافَتُ عَنْهُ ذُنُوْبُهُ كَمَا تَهَافَتُ هٰذَا الْوَرَقُ عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ٥/١٧٩)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ باہر نکلے سردی کے موسم میں جبکہ پتے جھڑتے تھے' تو پکڑیں آپ ﷺ نے درخت کی دو شاخیں' راوی نے کہا کہ جھڑنے ❶ لگے ان میں سے پتے' تو آپ نے فرمایا: ''ابوذر!'' میں نے کہا' میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''بیشک بندہ مسلمان پڑھتا ہے نماز کہ ارادہ کرتا ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ❷ کا' تو گرتے ہیں اس سے گناہ اس کے جیسے کہ جھڑتے ہیں یہ پتے اس درخت سے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چونکہ سخت سردی کی وجہ سے خشک ہوئے تھے اس لیے ہلانے سے گرنے لگے۔ ❷ یعنی اس کے پڑھنے میں کسی کو دکھانے اور سنانے کا خیال نہیں رکھتا بلکہ محض رضائے الٰہی اور اس کی فرمانبرداری کا لحاظ رکھتا ہے۔

٥٧٧- (١٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى سَجْدَتَيْنِ لَا يَسْهُوْ فِيْهِمَا غَفَرَ اللهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔ (رواه احمد بن حنبل) (احمد فی المسند ٥/ ١٩٤)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پڑھیں نماز کی دو رکعات کہ نہ سہو ❶ کیا ان میں، بخشے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ان گناہوں ❷ کو جو اس نے پہلے کیے تھے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نہ غافل ہوا بلکہ پوری توجہ سے پڑھیں۔ ❷ یعنی چھوٹے گناہ۔

٥٧٨- (١٥) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ ذَكَرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا فَقَالَ ((مَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَتْ لَهُ نُوْرًا وَبُرْهَانًا وَ نَجَاةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَّمْ يُحَافِظْ عَلَيْهَا لَمْ تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ اُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ۔ (رواه احمد و الدارمی والبیهقی فی شعب الایمان) (احمد فی مسنده ٢/ ١٦٩ والدارمی حدیث رقم ٢٧٢١ والبیهقی

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک دن نماز کا ذکر کیا ❶ تو فرمایا ''جو شخص محافظت ❷ کرتا ہے نماز پر ہو گی اس کے لیے روشنی کا سبب اور دلیل اور نجات کا ذریعہ قیامت کے دن' اور جو شخص نہیں محافظت کرتا اس پر نہ ہو گی اس کے لیے روشنی اور نہ دلیل اور نہ نجات اور وہ ہو گا قیامت کے دن (عذاب میں مبتلا) قارون' فرعون' ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ۔ (احمد' دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں بیان کیا ہے)

فی شعب الایمان حدیث رقم ۲۸۲۳)

حکم الحدیث: اس کی سند جید ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آپ نے ایک دن نماز کی فضیلت اور اس کی محافظت نہ کرنے پر وعید فرمائی۔ ❷ نماز کی محافظت یہ ہے کہ ہمیشہ پڑھے کبھی ناغہ نہ کرے، نیز نماز کے فرائض، واجبات، سنتیں اور مستحبات سب پوری طرح ادا کرے اور جب نماز اس طرح پڑھی جائے گی تو اس کی محافظت حاصل ہوگی اور وہ ثواب ملے گا جو اس حدیث میں مذکور ہے اور جو شخص اس طرح نہیں پڑھے گا وہ تو عذاب کا مستحق ہوگا جو حدیث میں بیان ہوا ہے یہ وعید اور عذاب اس شخص کے بارے میں جس نے نماز کی محافظت نہ کی ہو اور جو شخص بالکل نہیں پڑھتا اس کا تو اللہ ہی محافظ ہے۔

۵۷۹- (۱٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْاَعْمَالِ تَرْكُهٗ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ۔ (رواه الترمذی)

سیدنا عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اعمال میں سے کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر خیال نہیں کرتے تھے سوا ❶ نماز کے۔ (ترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۲٦۲۲)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا چھوڑنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک بڑے گناہوں سے ہے اور اس کے ترک پر کفر کا اطلاق آتا ہے۔ (غ)

۵۸۰- (۱۷) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِيْلِیْ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَاِنْ قُطِّعْتَ وَ حُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكَ صَلَاةً مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبَ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ۔ (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حديث رقم ٤٠٣٤)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دوست ❶ نے مجھے وصیت کی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر ❷ اگر چہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے تو اور جلا دیا جائے تو، اور نہ چھوڑ تو فرض نماز جان بوجھ کر، اور جو شخص چھوڑتا ہے اس کو جان بوجھ کر تو اٹھ گئی اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ ❸ اور نہ پی تو شراب کیونکہ وہ کنجی ہے ہر برائی ❹ کی۔ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نبی ﷺ۔ ❷ نہ ذات میں اور نہ صفات میں مثلاً علم، قدرت، اختیار، سمع اور بصر وغیرہ یعنی زبان اور دل سے شرک کا اعتقاد نہ کرنا اگر چہ یہ ڈر بھی تجھے دیئے جائیں، ہاں اگر جان جانے یا اعضاء کے کٹنے کا خطرہ ہو تو زبان سے شرک وغیرہ کا کلمہ بول سکتا ہے بشرطیکہ دل ایمان پر مضبوط رہے لیکن افضل بات یہی ہے کہ یہ مصیبت قبول کرے اور زبان سے کلمۂ کفر نہ نکالے اور آپ ﷺ نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کو اسی فضیلت پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ❸ یعنی قتل اور سزا ہے اور جو امن تھا وہ اس کو نہ رہا۔ ❹ اس لیے کہ جب شراب پیتا ہے تو عقل جاتی رہتی ہے اور ہر قسم کی برائیاں سرزد ہوتی ہیں، اس لیے اس کو ام الخبائث، یعنی تمام برائیوں کی ماں کہا ہے، علاوہ ازیں سخت سخت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، مثلاً فالج، لقوہ، رعشہ، استسقا، ورم جگر اور قولنج وغیرہ، اور آخرت کی خرابی تو ظاہر ہے کہ شرابی کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

بَابُ الْمَوَاقِيْتِ

نماز کے اوقات کا بیان

الفصل الاول

۵۸۱- (۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهٖ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَ وَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ))۔ (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم ۱۷۳-۶۱۲ وابوداود حدیث رقم ۳۹۶ وکذلک النسائی حدیث رقم ۵۲۲ وایضا احمد فی مسندہ ۲/ ۲۱۳)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز ظہر کا (اول) وقت یہ ہے کہ جب سورج ڈھل جائے اور (اخیر وقت یہ ہے) کہ ہو سایہ ہر شخص کا اس کے برابر جب تک کہ نہ آئے ❶ عصر کا وقت اور عصر کا وقت یہ ہے کہ جب تک کہ نہ زرد ہو سورج اور نماز مغرب کا وقت یہ ہے کہ جب تک کہ نہ غائب ہو سرخی اور نماز عشاء کا وقت ٹھیک آدھی رات تک ہے اور نماز صبح کا وقت طلوع فجر سے لے کر جب تک کہ نہ نکلے سورج' پس جب نکلے سورج تو رک جا تو نماز سے کیونکہ بیشک وہ نکلتا ہے شیطان کے دو سینگوں ❷ کے درمیان سے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یہ جملہ محض تاکید کے لیے فرمایا ہے ورنہ یہ مفہوم پہلے جملہ میں آ چکا ہے۔ ❷ سورج کا شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلنے کا اکثر علماء یہ مفہوم بیان کرتے ہیں کہ شیطان سورج نکلتے اور غروب ہوتے وقت سورج کے سامنے جا کھڑا ہوتا ہے تا کہ سورج کے پجاریوں کا اصل سجدہ شیطان کو ہو لیکن یہ تخصیص محل نظر ہے کیونکہ ہر غیر اللہ کی پرستش میں درحقیقت شیطان ہی سامنے ہوتا ہے اس لیے سینگوں سے اصل مراد شیطان کا فتنہ ہے جو توحید کے مقابلہ میں سورج کے طلوع اور غروب کے وقت سورج کی پرستش کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، نبی ﷺ نے اس وقت میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا تا کہ توحید پرستوں کی عبادت' شیطان کے پجاریوں کے وقت میں نہ ہو۔

۵۸۲- (۲) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((لَهٗ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کا وقت پوچھا' آپ نے سے فرمایا: ''ان دو دنوں میں ہمارے ساتھ نماز ❶ پڑھ، پس جب سورج ڈھل ❷ گیا تو آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا تو انہوں نے اذان دی' پھر حکم کیا تو انہوں نے ظہر کی تکبیر کہی، پھر آپ نے بلال کو حکم کیا تو انہوں نے عصر کی تکبیر کہی اس وقت سورج بلند'

حِیْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَہٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِیْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ کَانَ الْیَوْمُ الثَّانِیْ اَمَرَہٗ فَاَبْرِدْ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَبِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ یُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّی الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِیْ کَانَ وَصَلَّی الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّی الْعِشَآءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ وَصَلَّی الْفَجْرَ فَاَسْفَرَبِهَا ثُمَّ قَالَ ((اَیْنَ السَّآئِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَاَیْتُمْ۔)) (رواہ **مسلم**) (مسلم حدیث رقم (١٧٦ ـ ٦١٣) والنسائی حدیث ٥١٩ واحمد فی المسند ٥/ ٣٤٩)

سفید (اور) صاف ❸ تھا' پھر آپ نے بلال کو حکم کیا تو انہوں نے مغرب کی تکبیر کہی جب سورج ڈوب گیا پھر آپ نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی تکبیر کہی جب سرخی غائب ہوگئی، پھر آپ نے بلال ﷛ کو حکم کیا تو انہوں نے فجر کی تکبیر کہی جب صبح ❹ صادق طلوع ہوئی اور جب ہوا دوسرا دن تو آپ نے بلال کو حکم دیا کہ ٹھنڈا کرے نماز ظہر کو تو ٹھنڈا کیا اس کو پس خوب ٹھنڈا کیا اس ❺ کو، پھر عصر کی نماز پڑھی اور سورج بلند تھا (لیکن) پہلے روز کی نسبت اس میں دیر ❻ کی اور مغرب کی نماز سرخی ڈوبنے سے پہلے ❼ پڑھی اور پڑھی نماز عشاء کی تہائی رات گزر جانے کے بعد اور فجر کی نماز روشنی میں پڑھی، پھر فرمایا کہ: ''کہاں ہے نماز کے اوقات پوچھنے والا؟'' وہ شخص بولا اے اللہ کے رسول! حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: 'تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان ہے جس کو تم نے دیکھا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ زبانی اوقات بتانے سے آپ نے یہ طریقہ بہتر سمجھا کیونکہ انسان دیکھنے سے خوب سمجھ جاتا ہے۔ ❷ اس سے معلوم ہوا کہ ظہر کا اول وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ سورج ڈھلنے سے دیواروں کا سایہ مشرق کی جانب آ جاتا ہے اور اس کو ہر آنکھ والا پہچان لیتا ہے، صبح سے لے کر دوپہر تک دیواروں کا سایہ مغرب کی جانب رہتا ہے اور یہ سایہ مشرق کی طرف ہٹتا آتا ہے یہاں تک کہ ایک مقام پر آ کر تھم جاتا ہے یہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس وقت جتنا سایہ رہ جاتا ہے اس کو سایۂ زوال یعنی اصل سایہ کہتے ہیں، اب اس کے بعد سایہ مشرق کی جانب رخ کر لیتا ہے اور مغرب کی جانب سے ہٹنا شروع ہوتا ہے ایسا ہوتے ہی سمجھنا چاہیے کہ سورج ڈھل گیا۔ ❸ اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ اس وقت کتنا سایہ تھا جبکہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سایۂ زوال کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو گیا اور عصر کا وقت شروع ہوا۔ ❹ اخیر رات میں پہلے ایک روشنی ظاہر ہوتی ہے جس کا انداز بھیڑیے کی دم کی طرح ہوتا ہے یہ صبح کاذب کہلاتی ہے، اس کے بعد دن کی روشنی آسمان کے کناروں پر چوڑی نمودار ہوتی ہے جس کو ''پو'' پھٹنا کہتے ہیں، یہ صبح صادق ہے اور فجر کی نماز کا وقت اسی روشنی سے شروع ہوتا ہے اور روزہ دار پر کھانا' پینا بھی اسی وقت سے حرام ہوتا ہے۔ ❺ یعنی دوسرے روز اخیر وقت پر پڑھی تاکہ سائل کو نماز کا اول اور اخیر وقت معلوم ہو جائے ٹھنڈا کرنے سے مقصد یہ ہے کہ بہ نسبت دوپہر کے ٹھنڈک ہو گئی اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ظہر کی نماز دوسرے روز ایک مثل سایہ ہو جانے کے بعد پڑھی کیونکہ ایک مثل سائے پر تو ظہر کا وقت ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہوتا ہے جیسا کہ دوسری احادیث میں اس کی تصریح آئی ہے۔

❻ شریعت محمدیہ نے عصر کے اخیر وقت کے بارے میں ایسا قانون بتلا دیا ہے کہ جس کو ہر شخص اپنی آنکھ سے دریافت کر سکتا ہے اور وہ ہے سورج کے رنگ کا بدل جانا، اب جب سورج زرد ہو جائے گا تو عصر کا وقت گزر گیا چنانچہ عبداللہ بن عمرو ﷜ کی حدیث میں ہے کہ عصر کی نماز کا

وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے۔ (مسلم' احمد' نسائی' ابوداؤد) ❼ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت لمبا ہے اس کا شروع غروب آفتاب سے ہے اور اخیر اس کا غروب شفق تک ہے یہی قول ہے تمام اہلحدیث کا۔ امام شافعی اور امام عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ نماز مغرب کا وقت صرف اول وقت ہی ہے اخیر نہیں، ان کی دلیل امامت جبرئیل کی حدیث ہے جس میں دونوں دن مغرب کا ایک ہی وقت مذکور ہے، لیکن صحیح مسلک یہ ہے کہ مغرب کا وقت لمبا ہے۔

الفصل الثانی

٥٨٣- (٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمَّنِیْ جِبْرِيْلُ عِنْدَالْبَيْتِ مَرَّتَيْنِ فَصَلّٰى بِیَ الظُّهْرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَ كَانَتْ قَدْرَ الشِّرَاكِ وَصَلّٰى بِیَ الْعَصْرَحِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْئٍ مِثْلَهُ وَصَلّٰى بِیَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِیَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِیَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ صَلّٰى بِیَ الظُّهْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَهٗ وَصَلّٰى بِیَ الْعَصْرَ حِيْنَ كَانَ ظِلُّهٗ مِثْلَيْهِ وَصَلّٰى بِیَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ اَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِیَ الْعِشَاءَ اِلٰى ثُلُثِ الَّيْلِ وَصَلّٰى بِیَ الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ! هٰذَا وَقْتُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِكَ وَالْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ۔)) (رواه ابوداؤد والترمذی)

(ابوداود حديث رقم ٣٩٣ والترمذی حديث رقم ١٤٩ وقال حديث حسن صحيح وابن ماجة حديث رقم ٦٦٧ واحمد فی مسنده ١/ ٣٣٣)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن لغیرہ ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امامت کی میری جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دوبار' پس نماز پڑھائی مجھ کو ظہر کی جب کہ ڈھل گیا سورج اور سایہ تسمہ کے برابر تھا' اور نماز پڑھائی مجھ کو عصر کی جبکہ ہو گیا سایہ ہر چیز کا اس کے برابر' اور پڑھائی مجھ کو نماز مغرب جبکہ افطار کرتا ہے روزہ دار' اور پڑھائی مجھ کو نماز عشاء جبکہ غائب ہوئی شفق اور پڑھائی مجھ کو صبح کی نماز جبکہ حرام ہوتا ہے کھانا اور پینا روزہ دار پر' اور جب دوسرا دن ہوا تو پڑھائی مجھ کو ظہر کی نماز جبکہ ہو گیا سایہ (ہر چیز کا) اس کے برابر' اور پڑھائی مجھ کو نماز عصر جبکہ ہو گیا سایہ (ہر چیز کا) دوگنا اس سے' اور پڑھائی مجھ کو نماز مغرب جبکہ افطار کرتا ہے روزہ دار اور پڑھائی مجھ کو عشاء کی نماز تہائی رات تک اور پڑھائی مجھ کو فجر کی نماز روشنی میں' پھر جبرائیل علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ وقت آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کا ہے اور آپ کی نماز ان اوقات کے درمیان ہے۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٥٨٤- (٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهٗ عُرْوَةُ اَمَا اِنَّ جِبْرَئِيْلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ عُمَرُ اِعْلَمْ مَا تَقُوْلُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز کو کچھ دیر کر کے پڑھا' تو اس کو عروہ نے کہا سن لو! بیشک اترے ❶ جبرائیل علیہ السلام پس نماز پڑھائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگے کھڑے ہو کر' پس کہا عمر نے ہاں کیا کہتا ہے تو عروہ! تو

يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((نَزَلَ جِبْرَئِيْلُ فَاَمَّنِيْ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهٗ يَحْسِبُ بِاَصَابِعِهٖ خَمْسَ صَلَوٰتٍ۔)) (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ۳۲۲۱ ومسلم حدیث رقم (۱۶۶۔ ۶۱۰) والنسائی حدیث رقم ٤٩٤ وابن ماجة حدیث ٦٦٨)

کہا عروہ ❷ نے' میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا' وہ کہتے تھے میں نے ابومسعود رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ اترے جبرائیل علیہ السلام پس امامت کی انہوں نے میری اور نماز پڑھی میں نے اس کے ساتھ پھر نماز پڑھی میں نے اس کے ساتھ' پھر نماز ❸ پڑھی میں نے اس کے ساتھ' پھر نماز پڑھی میں نے اس کے ساتھ' پھر نماز پڑھی میں نے اس کے ساتھ اور حساب لگاتے جاتے تھے آپ اپنی انگلیوں کے ساتھ نمازوں کا۔''

فوائد الحدیث: ❶ عروہ کا مقصد عمر بن عبدالعزیز کو امامت جبرائیل کی حدیث یاد دلانا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے پہلے روز تمام نمازیں اول وقت میں پڑھائی تھیں، اس سے معلوم ہوا کہ اول وقت میں نماز پڑھنا افضل ہے اور تو نے تاخیر کر کے' اگرچہ تاخیر تھوڑی ہے فضیلت کو کیوں چھوڑا ہے۔ ❷ شاید عمر بن عبدالعزیز کو اس کی خبر نہ ہوگی کہ نماز کے اوقات جبرائیل علیہ السلام نے بتلائے تھے اس لیے انہوں نے عروہ کو تنبیہ کی کہ جو کچھ کہہ رہے ہو اس کو سمجھ کر کہو اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنا ایک امر عظیم ہے، اسے بلاسند نہیں بیان کرنا چاہیے جو عروہ نے اس حدیث کی سند بیان کر کے اس بات کا ثبوت دے دیا کہ میں اس مسئلہ میں علم یقینی رکھتا ہوں۔ ❸ یعنی پانچوں نمازیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پڑھ کر دکھلائیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام کے بعد ہی پڑھیں' کسی نماز میں دیر نہیں کی' دوسری روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام امام تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی تھے، تو مطلب یہ ہوا کہ نماز کا ہر جزو آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے ادا کیا جیسے مقتدی اپنے امام کے پیچھے ادا کرتا ہے۔

۵۸۵ - (۵) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى عُمَّالِهٖ اَنَّ اَهَمَّ اُمُوْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهٗ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ ثُمَّ كَتَبَ اَنْ صَلُّوا الظُّهْرَ اِذَا كَانَ الْفَيْئُ ذِرَاعًا اِلٰى اَنْ يَكُوْنَ ظِلُّ اَحَدِكُمْ مِثْلَهٗ وَالْعَصْرُ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَدْرَ مَا يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فَرْسَخَيْنِ اَوْثَلَاثَةً قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ اِذَا غَابَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فَمَنْ نَامَ فَلَا نَامَتْ عَيْنُهٗ وَالصُّبْحَ وَالنُّجُوْمُ بَادِيَةٌ مُشْتَبِكَةٌ۔ (رواہ مالک) (فی الموطا حدیث رقم ٦ فی کتاب وقوت الصلاۃ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے حاکموں کے نام یہ حکم لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے اہم کام نماز ہے' جس نے محافظت کی نماز کی اور نگہبانی کی اس پر' تو اس نے محافظت کی اپنے دین کی اور جس نے ضائع کیا اس کو تو وہ بہت ضائع کرنے والا ہے اس چیز کو جو نماز ❶ کے سوا ہے' پھر لکھا یہ حکم کہ پڑھو ظہر کی نماز جبکہ ہو سایہ ایک گز یہاں تک کہ ہو جائے سایہ تمہارا تمہارے قد کے برابر اور پڑھو نماز عصر ایسے وقت میں کہ سورج بلند' سفید (اور) صاف روشن ہو بقدر اس چیز کے طے کر چکے سوار دو فرسخ (چھ میل) یا تین فرسخ (نو میل) سورج ڈوبنے سے پہلے اور پڑھو نماز مغرب جب غائب ہو جائے سورج

اور پڑھو عشاء کی نماز جب غائب ہو جائے سرخی تہائی رات تک پس جو شخص سو جائے ❷ تو نہ سوئیں اس کی آنکھیں اور پڑھو نماز صبح کی ایسے وقت میں کہ ستارے ظاہر ہوں بہت (گھنے)۔(مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس نے کہا نماز دین کا ستون ہے اور نیکیوں میں افضل نیکی ہے، نیز برائیوں سے نماز ہی روکتی ہے جب اس کا خیال نہ کیا تو اس کے علاوہ دیگر امور خواہ دینی ہوں یا دنیاوی کیسے ادا کئے جاسکتے ہیں۔ ❷ یعنی عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے جو سو جائے تو اس کے لیے یہ بددعا ہے۔

٥٨٦- (٦) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ قَدْرُ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي الصَّيْفِ ثَلَاثَةَ اَقْدَامٍ إِلٰى خَمْسَةِ اَقْدَامٍ وَفِي الشِّتَآءِ خَمْسَةَ اَقْدَامٍ إِلٰى سَبْعَةِ اَقْدَامٍ۔ (رواه ابوداؤد والنسائی)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر کا موسم گرمی میں تین قدم سے پانچ قدم تک اور موسم سردی میں پانچ قدم سے لے کر سات ❶ قدم تک (ابوداؤد۔نسائی)

(ابوداود حدیث رقم ٤٠٠ والنسائی حدیث رقم ٥٠٣)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اقالیم یعنی ملکوں اور شہروں کے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ امر مختلف ہے مکہ اور مدینہ اقلیم ثانی میں ہیں اور جو شہر اسی اقلیم میں واقع ہوں جیسے حیدرآباد سندھ تو ان میں یہی حکم چل سکتا ہے، اب جو شہر اقلیم سوم میں ہیں مثلاً دہلی یا آگرہ یا اوائل اقلیم سوم ہیں جیسے لکھنو وغیرہ تو ان میں اس سے زیادہ سائے پر یہ وقت آئے گا اور سوڈان' افریقہ اور عدن وغیرہ ملکوں میں اس سے کم میں یہ وقت آجائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ کمی اور قصر سائے کا اسی قدر ہوگا جتنا سورج سمت الرأس سے قریب ہوگا اور جتنا سمت الرأس سے مائل ہوگا تو اسی قدر سایہ دراز اور لمبا ہوگا یہاں تک کہ جو شہر خاص منطقۃ الشمس کے تحت واقع ہیں تو ان میں نصف النہار کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے، بہرحال اس حدیث سے اتنا ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز ایک مثل کے بعد نہیں پڑھتے تھے کیونکہ ہر ایک آدمی کا قد اس کے سات قدم کے برابر ہوتا ہے اس لیے آپ کبھی آدھی مثل اور کبھی اس سے زیادہ پر پڑھتے تھے۔

بَابُ تَعْجِيْلِ الصَّلٰوةِ

جلدی نماز پڑھنے کا بیان ❶

الفصل الاول

٥٨٧- (١) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَاَبِيْ عَلٰى اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ كَيْفَ

سیار بن سلامہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' میرے باپ نے ان سے پوچھا کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْمَكْتُوْبَةَ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الْهَجِيْرَ الَّتِي تَدْعُوْنَهَا الْاُوْلٰى حِيْنَ تَدْحَضُ الشَّمْسُ وَيُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَرْجِعُ اَحَدُنَا اِلٰى رَحْلِهٖ فِي اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَنَسِيْتُ مَاقَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَكَانَ يَسْتَحِبُّ اَنْ يُّؤَخِّرَ الْعِشَآءَ الَّتِيْ تَدْعُوْنَهَا الْعَتَمَةَ وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَنْفَتِلُ مِنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ حِيْنَ يَعْرِفُ الرَّجُلُ جَلِيْسَهٗ وَيَقْرَاُ بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَّلَا يُبَالِيْ بِتَاْخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا۔ (متفق عليه)

(البخاری حدیث رقم ٤٠٥ ومسلم حدیث رقم (٢٣٥ـ ٦٤٧) واللفظ للبخاری وابو داود حدیث رقم ٣٩٨ والنسائی حدیث رقم ٤٩٥)

رسول اللہ ﷺ فرض نمازیں کن اوقات میں پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا' پڑھتے تھے نماز ظہر جس کو تم پہلی نماز کہتے ہو جب ڈھل جاتا سورج اور عصر کی نماز پڑھتے پھر اس کے بعد ہم سے کوئی اپنے گھر میں جو مدینہ کے اخیر میں ہوتا جا پہنچتا اور سورج صاف روشن ہوتا اور کہا سیار نے بھول گیا میں جو کچھ ابو برزہ نے نماز مغرب کے متعلق بتایا تھا' اور آپ عشاء کی نماز میں جس کو تم عتمہ ❷ کہتے ہو' دیر کرنا پسند کرتے تھے' اور اس سے پہلے سو جانا برا جانتے اور اسی طرح اس کے بعد باتیں کرنا ❸ ناپسند کرتے اور آپ صبح کی نماز اس وقت پڑھ کر فارغ ہوتے جب آدمی اپنے پاس والے کو پہچان ❹ لیتا اور ساٹھ آیات سے لے کر سو آیات تک پڑھتے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ عشاء کی نماز میں تہائی رات تک دیر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور نماز عشاء سے پہلے سو جانے کو اچھا نہ سمجھتے اور اس کے بعد باتیں کرنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔

فوائد الحدیث: ❶ نیکیوں میں اصل حکم یہ ہے کہ جلدی ادا کی جائیں ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے: ''فاستبقوا الخیرات'' یعنی بھلائیوں میں بہت جلدی کرو چونکہ نماز نیکی ہے اس لیے اس کو اس کے وقت آ جانے پر فوراً ادا کرنا چاہیے۔ ❷ عتمہ وہ دودھ جو اونٹنی کے تھنوں میں باقی رہنے دیتے تھے پھر تھوڑی رات گزرنے کے بعد اس کو دوہتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ عتمہ کا معنی ''رات کی تاریکی تک دیر کرنے کا ہے'' چونکہ عشا کی نماز کا وقت سرخی غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اس لیے اس کو عتمہ بھی کہتے ہیں عشاء کی نماز کو عتمہ کہنا جائز ہے جیسا کہ بعض احادیث میں آیا ہے لیکن اس کا پسندیدہ نام ''عشاء'' ہے۔ ❸ دنیا کی بے کار باتیں عشاء کے بعد کرنا مکروہ ہیں اور کراہت کی وجہ یہ ہے کہ شاید رات زیادہ گزر جائے اور تہجد کے لیے آنکھ نہ کھلے یا فجر کی نماز اول وقت میں ادا نہ ہو سکے اور یہ وجہ بھی ہے کہ سوتے میں گویا آدمی مر جاتا ہے تو بہتر یہ ہے کہ خاتمہ عبادت پر ہو نہ کہ دنیا کی باتوں پر، اگر دین یا دنیا کی کوئی ضروری باتیں ہوں تو ان کا کرنا جائز ہے جیسے نبی ﷺ نے عشاء کے بعد مسلمانوں کے کاموں کے متعلق سیدنا ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما سے باتیں کیں۔ ❹ یعنی جب آپ نماز فجر سے فارغ ہوتے تو اتنی روشنی ہوتی کہ آدمی اپنے پاس والے کو پہچان لیتا ہے۔

٥٨٨ - (٢) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَاَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ

محمد بن عمرو بن حسن بن علی سے روایت ہے کہ ہم نے جابر بن عبداللہ سے نبی ﷺ کی نماز کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ ظہر کی نماز دن ڈھلے پڑھتے تھے اور پڑھتے نماز عصر کی

بِالْهَاجِرَةِ وَ الْعَصْرَ وَ الشَّمْسُ حَيَّةٌ وَ الْمَغْرِبَ اِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَآءَ اِذَا كَثُرَالنَّاسُ عَجَّلَ وَاِذَا قَلُّوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔ (متفق عليه) (البخاري في صحيحه ٢ / ٢٧ حديث رقم ٥٦٥ واخرجه مسلم حديث رقم (٢٣٣ ـ ٦٤٦) ابو داود حديث رقم ٣٩٧)

جبکہ سورج صاف روشن ہوتا اور نماز مغرب جبکہ سورج ڈوب جاتا اور عشاء کی نماز جبکہ لوگ بہت سے جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھ لیتے تھے اور جب تھوڑے ہوتے تو دیر سے پڑھتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے۔

٥٨٩ - (٣) وَعَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِالظَّهَآئِرِ سَجَدْنَا عَلٰى ثِيَابِنَا اتِّقَآءَ الْحَرِّ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ۔) (البخاري حديث رقم ٥٤٢ ومسلم حديث رقم (١٩١ ـ ٦٢٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ظہر پڑھتے تو گرمی سے ❶ بچنے کے لیے اپنے کپڑوں پر سجدہ کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم) یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نماز ظہر اول وقت میں پڑھنا افضل ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ یہی معمول رہا ہے اور اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ پہنے ہوئے کپڑے پر نمازی بوقت ضرورت سجدہ کر سکتا ہے۔

٥٩٠ - (٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ)) وَ فِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ بِالظُّهْرِ فَاِنَّ ((شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاري حديث رقم ٥٣٦ ـ ٥٣٧ ومسلم حديث رقم (١٨٠ ـ ٦١٨) وابو داود حديث رقم ٤٠٢ وكذلك الترمذي حديث رقم ١٥٧ وكذلك النسائي حديث رقم ٥٠٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب سخت گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو'' اور بخاری کی ایک روایت میں جو ابوسعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے یہ الفاظ ہیں: ''ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی سختی جہنم ❶ کی بھاپ سے ہے اور شکایت کی جہنم نے اپنے رب کے پاس' اور کہا اے میرے رب! میرے بعض حصے نے بعض حصے کو کھا لیا ہے' تو اذن دیا اس کو اللہ تعالیٰ دو سانس لینے کا' ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں' (موسم گرمی میں) جو گرمی کی شدت پاتے ہو تم اس کے گرم سانس سے ہے اور (موسم سردی میں) جو سردی کی شدت پاتے ہو تم اس کے سرد سانس سے ہے۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بعض محدثین نے اس کو حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تشبیہ اور کنایہ ہے یعنی کہ سردی، گرمی بھی جہنم کا ایک نمونہ ہیں ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گرمی کی شدت میں ظہر کی نماز میں کچھ تاخیر کرنا جائز ہے لیکن یہ نہیں ثابت ہوتا کہ ایک مثل کے بعد پڑھے اس لیے کہ حدیث سے مقصد یہ ہے کہ دوپہر کی نسبت کچھ ٹھنڈ ہو جائے اور جب سورج ڈھل جاتا ہے تو دوپہر کی نسبت کچھ خنکی ہو جاتی ہے، یہ غرض نہیں کہ بالکل ٹھنڈک ہو جائے کیونکہ وہ تو شام تک نہیں ہوتی۔

٥٩١ - (٥) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ فَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ

اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''پس شدت اس

مِنَ الْحَرِّ فَمِنْ سَمُوْمِهَا وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْبَرْدِ فَمِنْ زَمْهَرِيْرِهَا۔ (لم اقف علی هذه الرواية فی صحيح البخاری لکن رواه ابن ماجة حديث رقم ٤٣١٩)

چیز کی جو پاتے ہوتم گرمی میں وہ اس کے گرم سانس کی وجہ سے ہے اور شدت اس چیز کی جس کو پاتے ہوتم سردی میں وہ اس کے سرد سانس کی وجہ سے ہے۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ مولانا رحمانی مبارکپوریؒ مرعاۃ المفاتیح میں فرماتے ہیں کہ یہ روایت مجھے صحیح بخاری میں نہیں ملی البتہ اسے مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

٥٩٢- (٦) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاْتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٥٠ ومسلم حديث رقم (١٩٢- ٦٢١) ولم يذكر ((وبعض العوالی ......)) وابوداود حديث رقم ٤٠٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج بلند اور زندہ ہوتا تھا اور آدمی نماز عصر پڑھ کر عوالی (بیرونی بستیوں) کی طرف جاتا' تو وہ پہنچتا ان کے پاس اس حالت میں کہ سورج بلند ہوتا اور بعض عوالی ❶ (بیرونی بستیاں) مدینہ سے چار میل یا اس کے قریب تھیں۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ عَوَالِي' عَالِيَةٌ کی جمع ہے، اس سے وہ مشہور بستیاں ہیں جو مدینہ سے باہر بعض دو' بعض تین اور بعض چار میل بلکہ اس سے بھی زیادہ فاصلہ پر مدینہ کی نسبت کچھ بلندی پر واقع تھیں اور لفظ بعض العوالی امام زہری کا کلام ہے اور اس کو متفق علیہ کہنا صحیح نہیں کیونکہ لفظ ''بعض العوالی'' الخ صرف بخاری کی روایت میں ہے، اس حدیث سے صاف نکلتا ہے کہ عصر کا وقت ایک مثل سائے سے شروع ہوتا ہے ورنہ دو مثل سایہ ہونے کے بعد یہ ممکن نہیں کہ آدمی چار میل یا چھ میل جائے اور سورج میں کوئی تبدیلی نہ آئے۔ (ع وق ص ۱۳۱ ج ۲)

٥٩٣- (٧) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا اصْفَرَّتْ وَكَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَ اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٩٥- ٦٢٢) وابوداود حديث رقم ٤١٣ والترمذی حديث رقم ١٦٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ منافق کی نماز ہے جو بیٹھ کر انتظار کرتا رہتا ہے سورج کا یہاں تک کہ جب زرد ہوتا ہے اور ہوتا ہے شیطان کے دو سینگوں ❶ کے درمیان تو کھڑا ہوتا ہے یہ اور مارتا ہے چار ٹھونگیں ❷ اور نہیں یاد کرتا اللہ تعالیٰ کو ان میں مگر بہت تھوڑا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس کا مطلب باب المواقیت میں بیان ہو چکا ہے۔ ❷ یعنی جلدی جلدی بلا اطمینان سجدہ کرتا ہے جیسے جانور دانہ چگتا ہے کیونکہ منافق کا منشاء ہی نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے نماز صحیح پڑھے بلکہ وہ دنیاوی طور پر مسلمانوں کے ڈر سے نماز پڑھتا ہے اور نماز عصر کے آٹھ سجدوں کے بجائے صرف چار سجدے اس لیے ذکر کیے ہیں کہ پہلے سجدہ کے بعد جب سر اچھی طرح نہیں اٹھایا تو دونوں سجدوں کو ایک شمار کیا ہے اور پھر دیگر نمازوں کے علاوہ خاص کر نماز عصر کا اس لیے ذکر فرمایا ہے کہ اس کی دوسری نمازوں سے زیادہ اہمیت ہے۔ (مرعاۃ)

٥٩٤- (٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَّذِيْ يَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کی فوت ہو جائے نماز عصر کی تو گویا لوٹا گیا ❶ اس

وَمَا لُهٗ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٥٢٢ ومسلم حدیث رقم (٢٠٠۔ ٦٢٦) وابوداود حدیث رقم ٤١٤ والترمذی حدیث رقم ١٧٥)

کا اہل و مال۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جس طرح گھر، مال واسباب لٹ جانے اور فنا ہونے سے افسوس آتا ہے بعینہ نماز عصر کے فوت ہونے پر افسردہ خاطر ہونا چاہیے کیونکہ نماز عصر کے فوت ہونے سے جو ثواب میں کمی واقع ہوتی ہے وہ گھر، مال اور اسباب قربان کرنے پر بھی نہیں پوری ہوتی۔

٥٩٥ - (٩) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَرَكَ صَلَاةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٥٥٣ والنسائی حدیث رقم ٤٧٤ وابن ماجه حدیث رقم ٦٩٤)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص نے چھوڑ دی نماز عصر بیشک ❶ باطل ہوئے اس کے عمل۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث (اہل و مال لٹنے کی) اس شخص کے بارے میں ہے جس کی عصر کی نماز بلاقصد فوت ہو جائے اور (اعمال کے باطل والی حدیث) اس شخص کے لیے ہے جو قصداً ایسا کرتا ہے۔ حنابلہ اس حدیث کو ظاہر پر رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عصر کی نماز چھوڑ دینے والا کافر ہو گیا اور کافر کے تمام نیک کام اکارت ہیں۔ (و)

٥٩٦ - (١٠) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّی الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٥٥٩ ومسلم حدیث رقم (٢١٧۔ ٦٣٧) وابن ماجة حدیث رقم ٦٨٧ واحمد فی مسنده ٤/ ١٤٢)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز مغرب کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پس نماز پڑھ کر ہم میں سے کوئی (مسجد سے) لوٹ جاتا اور (تیر اندازی کرتا) تیر جہاں گرتا اس مقام کو دیکھتا ❶ (یعنی اتنی روشنی ہوتی)۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ اس وقت ہو سکتا ہے جبکہ مغرب کو سورج غروب ہوتے ہی پڑھ لیا جائے۔ (مرعاۃ)

٥٩٧ - (١١) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعَتَمَةَ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاَوَّلِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) (البخاری حدیث رقم ٨٦٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صحابہ نماز عشاء کی شفق غائب ہونے کے بعد سے رات کی پہلی تہائی ❶ تک پڑھتے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ رات کی پہلی تہائی تک عشاء کی نماز کا پسندیدہ وقت ہے اور اس کے بعد صبح سے پہلے پہلے جواز کا وقت ہے۔

٥٩٨ - (١٢) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّی الصُّبْحَ فَتَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٨٦٧ ومسلم ١/ ٤٤٦ حدیث (٢٣٢۔ ٦٤٥) وابوداود حدیث رقم ٤٢٣ والترمذی

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تھے، پس واپس ہوتی عورتیں لپٹی ہوئی اپنی چادروں میں نہیں پہچانی جاتی تھیں اندھیرے ❶ کی وجہ سے۔

حدیث ۱۵۳ والنسائی حدیث رقم ٥٤٦)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی وہ ایک دوسری کو اندھیرے کی وجہ سے نہیں پہچان سکتی تھیں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھنا سنت اور افضل ہے، علاوہ ازیں صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنے کی فضیلت میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں ازاں جملہ ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تادم واپسیں صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے رہے ہیں، ان احادیث سے یہ بات واضح ہو گی کہ صبح کی نماز کو اندھیرے میں پڑھنا سنت اور افضل ہے اگر یہ کام بہتر اور اولیٰ نہ ہوتا تو آپ اس کو ہمیشہ قائم نہ رکھتے، مزید تفصیل کے لیے ابکار المنن ص ۱۸۱ تا ۱۸۳ و تحفۃ الاحوذی ص ۱۴۳ ج ۱ و مرعاۃ ص ۳۹۶ ج ۱ دیکھئے۔

٥٩٩- (١٣) وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ تَسَحَّرَا فَلَمَّا فَرَغَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا قَامَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلّٰى قُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا مِنْ سُحُوْرِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلٰوةِ قَالَ قَدْرُ مَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٥٧٦ واحمد فی مسنده ٣/ ١٧٠)

جناب قتادہ رحمہ اللہ' سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کھائی' پس جب دونوں سحری سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے پس نماز پڑھی' ہم نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سحری کھانے اور صبح کی نماز میں داخل ہونے کے درمیان کتنا فرق تھا؟ انہوں نے کہا تقریباً اتنا فرق تھا کہ ایک آدمی پچاس آیات پڑھ لے۔ (بخاری)

٦٠٠- (١٤) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((كَيْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ اُمَرَاءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اَوْ يُؤَخِّرُوْنَ عَنْ وَقْتِهَا)) قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُنِیْ قَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ٢٣٨۔ ٦٤٨' ابوداود حدیث رقم ٤٣١ و الترمذی حدیث رقم ١٧٦ والنسائی حدیث رقم ٨٥٩)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہوگا اس وقت جبکہ تجھ پر مسلط ہوں گے ایسے حاکم کہ دیر سے پڑھیں گے نماز کو یا پسندیدہ وقت سے دیر کر کے پڑھیں گے؟'' میں نے کہا' پس آپ اس وقت کے لیے کیا حکم دیتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''نماز پڑھ تو اس کے وقت ❶ پر' پس اگر پائے تو اس نماز کو ان کے ساتھ' تو پڑھ لے، بیشک یہ نماز تیرے لیے نفل ہوگی۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ اگر کہیں امام نماز کو تاخیر کر کے پڑھتا ہے تو مقتدیوں کو چاہیے اپنی' اپنی نماز اول وقت میں پڑھ لیں، پھر اگر جماعت میسر آ جائے تو جماعت کے ساتھ بھی پڑھ لیں تا کہ جماعت کی فضیلت بھی حاصل ہو جائے اور محض جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے نماز کو مؤخر نہیں کرنا چاہیے اور یہ حدیث عام ہے ہر نماز کے لیے خواہ فجر ہو یا مغرب یا عصر، پہلی اور اکیلی پڑھی ہوئی نماز فرض ہوگی اور باجماعت پڑھی ہوئی نفلی ہوگی۔

٦٠١- (١٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی سورج نکلنے سے پہلے صبح کی نماز ایک رکعت پا لے تو اس نے صبح کی نماز پالی اور جو کوئی سورج ڈوبنے سے

الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٥٧٩ ومسلم حدیث (١٦٣ـ ٦٠٨) وابوداود حدیث رقم ٤١٢ والترمذی حدیث رقم ٥٢٤)

پہلے عصر کی نماز کی ایک رکعت پا لے تو اس نے عصر کی نماز پا لی۔'' (بخاری،مسلم)

٦٠٢ - (١٦) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَهُ)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٥٥٦ والنسائی واحمد فی مسنده ٢/ ٣٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب پا لے تم میں سے کوئی عصر کی نماز سے ایک رکعت سورج ڈوبنے سے پہلے تو وہ اپنی نماز پوری کر لے اور جب پا لے تم میں سے کوئی فجر کی نماز سے ایک رکعت سورج نکلنے سے پہلے تو وہ بھی اپنی نماز پوری کر لے۔'' ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے عصر اور فجر دونوں نمازوں کا ایک حکم ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک رکعت بھی ان کے وقت گزرنے سے پہلے پالے تو گویا پوری نماز پالی جمہور ائمہ اور علماء کا یہی قول ہے، مگر احناف نے آدھی حدیث پر عمل کیا ہے اور آدھی کو چھوڑ دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ عصر کی نماز تو صحیح ہو جائے گی لیکن فجر کی صحیح نہ ہوگی، اس لیے کہ فجر کا کل وقت عمدہ اور کامل ہے اور کامل وقت میں فرض ہوئی نماز کو ناقص وقت میں ادا کرنا جائز نہیں بخلاف عصر کے کہ وہ سورج زرد ہو جانے پر ناقص طور سے ہی واجب ہوئی تھی تو ناقص طور سے ہی ادا ہو جائے گی احناف کا یہ قیاس صحیح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ حدیث میں حکم موجود ہے کہ فجر کی نماز بھی ادا ہو جائے گی لہٰذا نص کے مقابلہ میں قیاس کرنا خود احناف کے اصول کے خلاف ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے تو خبر واحد اور حدیث ضعیف اور مرسل بلکہ صحابی کے قول کو بھی حجت قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ ان سب کے مقابلہ میں قیاس ترک کیا جائے گا، تو پھر حدیث صحیح اور متصل کے خلاف یہ قیاس کس طرح مقبول ہو سکتا ہے؟ بلکہ جو قیاس حدیث اور قرآن کے خلاف ہو وہ مردود ہے (واز ابن ماجہ)

٦٠٣ - (١٧) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٥٩٧ ومسلم حدیث رقم (٣١٥ـ ٦٨٤) وابوداود حدیث رقم ٤٤٢ والترمذی حدیث رقم ١٧٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کوئی نماز بھول جائے یا سو جائے اس سے تو کفارہ اس کا یہی ہے کہ پڑھے اس کو جب یاد آئے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نہیں کوئی کفارہ اس کا مگر یہی۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ اس کا کفارہ سوا اس کی ادائیگی کے اور کچھ نہیں، یعنی کئی نمازیں پڑھنا یا صدقہ دینا لازمی نہیں، جیسے بلا عذر رمضان کے روزے ترک کرنے سے صدقہ دینا لازم آتا ہے۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ فوت شدہ نماز کا ان اوقات میں بھی پڑھنا جائز ہے جن میں نمازوں کا پڑھنا منع ہے اور جو مر جائے اور اس کے ذمہ نمازیں ہوں تو ان کا ادا کرنا یا ان کے بجائے صدقہ دینا لازم نہیں، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بدلہ اس کا مگر یہی، یعنی اس کا ادا کرنا'' (ع)

٦٠٤- (١٨) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيْطٌ اِنَّمَا التَّفْرِيْطُ فِي الْيَقْظَةِ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ صَلٰوةً اَوْ نَامَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا)) فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ ((وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٣١١۔ ٦٨١) وابوداود حديث رقم ٤٣٧ والترمذى حديث رقم ١٧٧)

جناب ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں کوئی گناہ سو جانے میں صرف گناہ جاگنے کی ❶ حالت میں ہے' تو جب کوئی تم سے کسی نماز کو بھول جائے یا سو جائے اس نماز سے تو پڑھ لے اس کو جب یاد کر لے اس کو' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور قائم کر نماز کو وقت یاد کرنے میرے کے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نماز کے وقت آنے پر ایسے کام کرنے جو نیند اور نسیان کا باعث ہوں جیسے لیٹنا یا تاش یا کوئی اور کھیل کھیلنا وغیرہ، تو جو شخص ایسا کرے گا یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر گیا تو اس سے نماز کی کمی کا حساب لیا جائے گا اور اس کا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

الفصل الثانی

٦٠٥- (١٩) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَا عَلِيُّ ثَلَاثٌ لَا تُؤَخِّرْهَا الصَّلٰوةُ اِذَا اَتَتْ وَ الْجَنَازَةُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَيِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَهَا كُفُوًّا۔)) (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ١٧١ وقال حديث غريب حسن واحمد فى مسنده ١/ ١٠٥)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علی! تین چیزیں ہیں کہ نہ دیر کران کو' نماز جس وقت کہ آئے وقت اس کا' جنازہ ❶ جس وقت کہ تیار ہو اور عورت ❷ بغیر خاوند کے جس وقت کہ پائے تو واسطے اس کے ہم پلہ۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث کا معنی صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور جنازہ جس وقت کہ تیار ہو' کہا اشرف نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ جنازہ کی نماز نہیں مکروہ ہے اوقات مکروہ میں۔ ❷ ایّم کہتے ہیں بغیر خاوند کے عورت کو، خواہ رنڈی ہو اور خواہ کنواری۔ تمام اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کے ترک کرنے والا کافر ہوتا ہے اور نکاح کرنا عورت کا ایسی سنت ہے کہ اکثر احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی ہے، پس عجب ہے کہ جو دعویٰ اسلام کا کرے وہ ایسی سنت کو ترک کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا لحاظ نہ ہوا اور لوگوں کے طعنہ کا خیال ہوا' شاہ عبدالقادر صاحب نے وانکحوا الایامی کی تفسیر میں اسی حدیث کا ترجمہ لکھنے کے بعد آگے پھر لکھا ہے کہ جو کوئی دوسرا خاوند کرنے پر طعن کرے اس کا ایمان سلامت نہیں۔

٦٠٦- (٢٠) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلَاةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ وَالْوَقْتُ الْاٰخِرُ عَفْوُ اللّٰهِ۔)) (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ١٧٢ وقال حديث غريب)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اول وقت نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے' جبکہ آخر ❶ وقت اللہ تعالیٰ کے درگزر فرمانے کا سبب ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ روایت من گھڑت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور آخر وقت اللہ تعالیٰ کے درگزر کرنے کا سبب ہے' وقت آخر سے مراد وقت کراہت کا ہے مثل متغیر ہونے آفتاب کے عصر میں اور عشاء پڑھنی بعد آدھی رات کے کہ یہ سبب عفو کا ہے' یعنی مواخذہ نہیں ہونے کا اس پر کہ ذمہ سے نماز ادا ہوگئی۔ اللھم اجرنا من النار

۶۰۷- (۲۱) وَعَنْ اُمِّ فَرْوَةَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ ((اَلصَّلَاةُ لِاَوَّلِ وَقْتِهَا)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يُرْوَى الْحَدِيْثُ اِلَّامِنْ حَدِيْثِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِي وَهُوَ لَيْسَ بِالْقَوِي عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

(احمد فی مسنده ٦/ ٣٧٤ والترمذی حدیث رقم ١٧٠ وابوداود حدیث رقم ٤٢٦)

سیدہ ام فروہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے دریافت کیا گیا' کون سا عمل افضل ❶ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نماز ❷ اول وقت پڑھنا۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث صرف عبداللہ بن عمر عمری ❸ سے مروی ہے اور وہ محدثین کے نزدیک قوی نہیں (بلکہ ضعیف ہے)۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ افضل الخ یعنی جس کے کرنے سے بہت ثواب حاصل ہو۔ ❷ نماز اول وقت الخ۔ یعنی تمام اعمال سے افضل عمل اول وقت میں نماز پڑھنا ہے۔ ❸ یہ عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں اس لیے انہیں عمری کہا جاتا ہے، ان کے زہد اور کثرت عبادت کی وجہ سے ان کے قوۃ حافظہ میں کمزوری آ گئی تھی اس لیے محدثین نے اس کی حدیث قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ (میزان ج ۲ص ۴۰۵)

۶۰۸- (۲۲) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاةً لِوَقْتِهَا الْاٰخِرِ مَرَّتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ تَعَالٰى۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٣٢٨ وقال ليس اسناده بمتصل وهو حسن غريب واحمد فی مسنده ٦/ ٩٢)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی نماز آخر وقت دو بار نہیں پڑھی ❶ یہاں تک کہ وفات دی ان کو اللہ تعالیٰ نے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں پڑھی نماز الخ۔ نبی ﷺ ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے' جب کبھی تاخیر کی ہے تو جواز کے لیے کی ہے' اسی طرح ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ اول وقت میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ (مرقاۃ)

۶۰۹- (۲۳) وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَزَالُ اُمَّتِيْ بِخَيْرٍ اَوْ قَالَ عَلَى الْفِطْرَةِ مَالَمْ يُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ اِلٰى اَنْ تَشْتَبِكَ النُّجُوْمُ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود فی السنن ١/ ٢٩١ حدیث رقم ٤١٨)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیشہ رہے گی امت میری ساتھ بھلائی کے یا فرمایا فطرت ❶ پر جب تک کہ نہ دیر کریں گے مغرب کو یہاں تک کہ بہت ہوں ستارے۔'' ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فطرت پر الخ یعنی طریقہ اسلام پر۔ ❷ ستارے الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ محض ستارہ نکلنے سے کراہت نہیں، بلکہ جب ستارے زیادہ نکل آئیں تو کراہت ہے' کیونکہ زیادہ ستارے اندھیرا چھا جانے سے نکلتے ہیں۔ نبی ﷺ کی عادت ہمیشہ مغرب کی نماز اول پڑھنے کی تھی' ہاں عذر یا تعلیم کے لیے دیر کی ہو تو یہ الگ بات ہے۔

٦١٠ - (٢٤) وَرَوَاهُ الدَّارِمِيُّ عَنِ الْعَبَّاسِ۔ (الدارمی حدیث رقم ١٢٠٩ وابن ماجة حدیث رقم ٦٨٩)

اور دارمی نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٦١١ - (٢٥) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ لَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهٖ۔)) (رواه احمد' الترمذی و ابن ماجه) (احمد فی المسند ٢/ ٣٥٠ وذكر معه السواك والترمذی حدیث رقم ١٦٧ وقال حدیث حسن صحیح وابن ماجة حدیث رقم ٦٩١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر نہ مشکل جانتا میں امت اپنی پر ❶ تو میں حکم کرتا ان کو کہ تاخیر کریں نماز عشاء میں تہائی یا آدھی رات تک۔'' (احمد و ترمذی و ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تو میں حکم کرتا الخ۔ یعنی وجوباً۔

٦١٢ - (٢٦) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْتِمُوْا بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فَإِنَّكُمْ قَدْ فُضِّلْتُمْ بِهَا عَلٰى سَائِرِ الْأُمَمِ وَلَمْ تُصَلِّهَا أُمَّةٌ قَبْلَكُمْ۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٢١ واحمد فی المسند ٥/ ٢٣٧)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تاخیر کرو تم اس نماز میں کیونکہ بزرگی دیئے گئے ہو ساتھ اس نماز کے تمام امتوں پر' اور نہیں پڑھی یہ نماز کسی امت نے پہلے تمہارے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٦١٣ - (٢٧) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِوَقْتِ هٰذِهِ الصَّلَاةِ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْأٰخِرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْهَا لِسُقُوْطِ الْقَمَرِ لِثَالِثَةٍ۔ (رواه ابوداؤد والدارمی) (ابوداود حدیث رقم ٤١٩ و الدارمی حدیث رقم ١٢١١ والترمذی حدیث رقم ١٦٥)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں خوب جانتا ہوں وقت اس نماز کا یعنی نماز ❶ عشاء پچھلی کا' رسول اللہ ﷺ اس (نماز) کو تیسری ❷ تاریخ کے چاند ڈوبنے کے وقت پڑھا کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عشاء پچھلی الخ عشاء پچھلی اس لیے کہا کہ مغرب کو بھی عشاء کہتے تھے پس مغرب کی بہ نسبت یہ عشاء پچھلی ہے۔ ❷ چاند تیسری الخ عشاء کا مختار وقت یہی ہے کہ جب تیسری رات کا چاند غروب ہو جائے تہائی یا آدھی رات تک اس کا وقت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

٦١٤- (٢٨) وَعَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالدَّارِمِيُّ وَلَيْسَ عِنْدَ النَّسَائِي ((فَاِنَّهٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔)) (الترمذي حديث رقم ١٥٤ وقال حسن صحيح وابو داود حديث ٤٢٤ والدارمي حديث رقم ١٢١٧ والنسائي حديث رقم ٥٤٨)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روشنی میں ❶ پڑھو نماز فجر کو' کیونکہ اس میں بہت زیادہ اجر ہے۔'' (ترمذی' ابوداؤد' دارمی) اور نہیں نزدیک نسائی کے یہ لفظ (فانہ اعظم للاجر)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ روشنی میں الخ۔ امام طحاوی نے غلس کی احادیث میں اور اس حدیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ ابتداء غلس میں کرتے اور انتہا اسفار میں اور اس تطبیق کو بہت سے علماء نے پسند کیا ہے اور بعض نے اسفار سے صبح کا واضح ہونا مراد لیا ہے یعنی اتنی سویرے صبح کی نماز نہ پڑھی جائے کہ صبح ہونے میں شک رہ جائے۔ اسفار کے بعد اصفرار (زردی) ہے آج کل عام لوگ سرخی پھیل جانے کے بعد نماز پڑھتے ہیں جو کسی طرح بھی صحیح نہیں اور اسفار کا حکم آپ نے چاندنی راتوں میں دیا تھا کیونکہ چاند کی روشنی میں صبح جلدی ظاہر نہیں ہوتی تو آپ نے فرمایا صبح ظاہر ہو جانے دیا کرو۔ (عون معبود ص۱۶۲ ج۱)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٦١٥- (٢٩) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ((ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشْرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَاْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ۔)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٢٤٨٥ ومسلم حديث (١٩٨۔ ٦٢٥) واحمد في مسنده ٤/ ١٤٣)

سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے ❶ پھر ذبح کیا جاتا اونٹ پس تقسیم کیا جاتا دس حصے' پھر پکایا جاتا پھر کھاتے ہم گوشت پکا ہوا آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز جلدی پڑھنی چاہیے بوقت پہنچنے سایہ کے ایک مثل کو اور یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا اور ایک روایت امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی ہے (حق) شوکانی نے کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے عصر کی نماز کے بہت جلدی پڑھنے پر کیونکہ اونٹ کا ذبح کرنا پھر اس کا بانٹنا پھر پکانا پھر پکا کر کھانا پھر آفتاب غروب ہونے سے پہلے فارغ ہونا بڑی دلیل ہے عصر کی نماز کے سویرے پڑھنے کی اور یہ جمہور کی دلیل ہے۔ (نیل)

٦١٦- (٣٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم ایک رات

لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذَالِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ ((اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَّا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرَكُمْ وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ)) ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى۔ **(رواه مسلم)** (مسلم حديث رقم (۲۲۰ - ٦۳۹) وابوداود حديث رقم ٤۲۰ والنسائي حديث رقم ٥۳۷)

انتظار کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت نماز عشاء پچھلی کے' آپ ہماری طرف اس وقت تشریف لائے کہ گئی تہائی رات بلکہ بعد اس کے' ہمیں یہ معلوم نہیں کہ گھر میں کوئی ضرورت تھی یا کوئی اور کام، تو آپ نے فرمایا جس وقت کہ نکلے ''تم منتظر ہو نماز کے' نہیں انتظار کرتا ❶ اس کا کوئی اہل دین میں سے سوائے تمہارے اور اگر نہ ہوتا بوجھ امت میری پر تو نماز پڑھتا میں ❷ ساتھ ان کے اس وقت'' پھر حکم کیا مؤذن کو پس تکبیر کہی نماز کی اور نماز پڑھی۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہیں انتظار کرتا اس کا کوئی اہل دین میں سوائے تمہارے، یعنی یہود ونصاریٰ وغیرہما سوائے تمہارے کوئی انتظار اس کا نہیں کرتے اس لیے کہ نماز عشاء مخصوص اسی امت مرحومہ سے ہے پس جتنا انتظار زیادہ کرو گے ثواب زیادہ پاؤ گے کیونکہ یہ وقت آرام کا ہے اس لیے مشقت اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ ❷ البتہ نماز پڑھتا میں ساتھ ان کے اس وقت یعنی لازم کرتا کہ اسی وقت پڑھا کروں، اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ پڑھنا نماز عشاء کا تہائی رات میں افضل ہے۔ (علی)

٦١٧ - (۳۱) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوٰتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ۔ **(رواه مسلم)** (مسلم حديث رقم ۲۲۷-٦٤۳ واحمد في المسند ٥/ ١٠٥)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نمازیں ❶ تمہاری طرح پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز تم سے ذرا دیر کر کے پڑھتے اور نماز ہلکی ❷ پڑھتے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عشاء میں تاخیر مستحب ہے، ہاں اگر کوئی مہلت ہو مثلاً آدمی جلدی اکٹھے ہو جائیں تو جلدی پڑھنی بھی جائز ہے۔ ❷ ہلکی' جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم امامت کراتے تو کمزور نمازیوں کی رعایت کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے' اکثر یوں ہی ہوتا بعض اوقات لمبی قراءت بھی فرماتے اور صبح کی نماز کی دو رکعتوں میں سورۂ اعراف پڑھتے تھے۔ (مرقاۃ ص ۱۴۰ ج ۲)

٦١٨ - (۳۲) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْعَتَمَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى مَضٰى نَحْوٌ مِّنْ شَطْرِ اللَّيْلِ فَقَالَ ((خُذُوْا مَقَاعِدَكُمْ)) فَاَخَذْنَا مَقَاعِدَنَا فَقَالَ ((اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلُّوْا وَاَخَذُوْا مَضَاجِعَهُمْ وَاِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَّا انْتَظَرْتُمُ الصَّلَاةَ وَلَوْلَا ضَعْفُ الضَّعِيْفِ وَسَقَمُ السَّقِيْمِ لَاَخَّرْتُ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ اِلٰى شَطْرِ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز ❶ پڑھی ہم نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز عشاء کی' تو آپ تشریف نہ لائے یہاں تک کہ گزری قریباً آدھی رات، آپ نے فرمایا: ''لازم پکڑے رہو جگہ اپنے بیٹھنے کی، تو لازم پکڑے ❷ رہے ہم جگہ بیٹھنے اپنے کی' آپ نے فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ چکے ہیں ❸ اور پکڑی انہوں نے جگہ سونے اپنے کی' اور تحقیق تم ہمیشہ ❹ ہو نماز میں جب تک کہ ہو منتظر نماز کے' اگر کمزور کی

اللَّيْلِ۔)) (رواہ ابوداؤد والنسائی) (ابوداود حدیث رقم ۴۲۲ والنسائی حدیث رقم ۵۳۸ وابن ماجة حدیث رقم ۶۹۳ واحمد فی مسندہ ۳/ ۵)

کمزوری اور بیماری کی بیماری کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو نصف رات تک مؤخر کرتا۔'' (ابوداؤد ونسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پڑھی ہم نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے نماز عشاء کی یعنی ارادہ کیا ہم نے کہ جماعت سے نماز عشاء کی پڑھیں نبی ﷺ کے ساتھ۔ ❷ لازم پکڑے رہے ہم، یعنی اپنی جگہوں سے متفرق نہ ہوئے۔ ❸ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں یعنی دوسرے محلوں کے لوگ کہ جو اس مسجد میں حاضر نہیں ہوتے نماز عشاء کی پڑھ کر سو رہے یہ معنی مناسب تر ہے ساتھ قول مابعد کے۔ (حق) ❹ تم ہمیشہ ہو نماز میں یعنی حکم اور ثواب نماز ہی جیسا حاصل ہے۔

۶۱۹- (۳۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَشَدَّ تَعْجِيْلاً لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدَّ تَعْجِيْلاً لِلْعَصْرِ مِنْهُ۔ (رواہ احمد و الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۱۶۱ واحمد فی مسندہ ۶/ ۲۸۹)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت جلدی کرتے تھے ظہر کے لیے تم سے ❶ اور تم بہت جلدی کرتے ہو عصر کے لیے آپ ﷺ سے (احمد و ترمذی)

حکم الحدیث: دو میں سے ایک سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ واسطے ظہر کے تم سے یعنی سوا گرمی کے موسم کے، مقصود ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا رغبت دلانا ہے اور پر التزام اتباع کے ہر جگہ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

۶۲۰- (۳۴) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا كَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلَاةِ وَاِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔ (رواہ النسائی) (النسائی حدیث رقم ۴۹۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب گرمی ❶ ہوتی (تو نماز ظہر) دیر سے پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو جلدی پڑھتے تھے۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گرمی کے دنوں میں ظہر کو ٹھنڈا کرنے کا حکم استحباب کے لیے ہے یہی جمہور کا قول ہے اور جبکہ جلدی پڑھنا افضل ہے۔

۶۲۱- (۳۵) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اِنَّهَا سَتَكُوْنُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ اُمَرَاءُ يَشْغَلُهُمْ اَشْيَاءُ عَنِ الصَّلَاةِ لِوَقْتِهَا حَتّٰى يَذْهَبَ وَقْتُهَا فَصَلُّوا الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا)) فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللهِ اُصَلِّيْ مَعَهُمْ قَالَ ((نَعَمْ۔)) (رواہ ابوداؤد)

(ابوداود حدیث رقم ۴۳۳ وفیہ زیادۃ ((نعم ان شئت)))

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ: ''میرے بعد تم پر ایسے حکمران ہوں گے جنہیں باز رکھے گا کام کاج وقت پر نماز پڑھنے سے یہاں تک کہ گزر جائے گا نماز کا وقت، پس تم نماز صحیح ❶ وقت پر پڑھ لو'، ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ لوں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں''۔ (ابوداؤد)

واحمد فی مسندہ ٦/ ٧)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صحیح وقت الخ یعنی اگر چہ تنہا ہو' لیکن اس طرح کہ فساد برپا نہ ہو۔

٦٢٢- (٣٦) وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَآءُ مِنْ بَعْدِي يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلَاةَ فَهِيَ لَكُمْ وَهِيَ عَلَيْهِمْ فَصَلُّوْا مَعَهُمْ مَا صَلُّوا الْقِبْلَةَ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٤٣٤)

سیدنا قبیصہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے جو نماز دیر سے پڑھیں گے ❶ پس یہ تمہارے لیے فائدہ ہے ❷ اور ان پر اس کا بوجھ ہے ❸ پس نماز پڑھو تم ان کے ساتھ جب تک وہ قبلہ رو نماز پڑھیں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشینگوئی صحیح نکلی' خلفاء بنی امیہ کی عادت تھی کہ وہ نمازوں میں دیر کرتے تھے' صحابہ کو یہ عادت ناپسند تھی وہ نماز اول وقت پڑھ لیتے' اگر موقع ملتا تو امراء کے ساتھ بھی ادا کر لیتے' اور اس کو نماز نفل سمجھ لیتے' اب تک بنی امیہ کی سنت پر عمل ہو رہا ہے۔ اکثر احناف نماز خراب کر دیتے ہیں' عصر تو عموماً ایسے وقت میں پڑھی جاتی ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی نماز فرمایا ہے۔ ❷ فائدہ ہے الخ یعنی اگر تم نے پہلے صحیح وقت پر نماز پڑھ لی اور پھر ان کے ساتھ بھی پڑھی تو یہ لوٹائی ہوئی نماز تمہارے لیے نفل ہوگی' تمہیں ثواب زیادہ ملے گا اور اگر پہلے نہ پڑھی تو پھر بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ تم فتنہ اور فساد کے ڈر سے اول وقت میں نہیں پڑھ سکے۔ ❸ بوجھ الخ کیونکہ انہوں نے عمداً تاخیر کی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کو خواہشات نفسانیہ اور دنیاوی کاموں پر قربان کر دیا، اس لیے انہیں اس کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

٦٢٣- (٣٧) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ فَقَالَ اِنَّكَ اِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا تَرٰى وَيُصَلِّيْ لَنَا اِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ الصَّلٰوةُ اَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَاِذَا اَحْسَنَ النَّاسُ فَاَحْسِنْ مَعَهُمْ وَاِذَا اَسَآءُوا فَاجْتَنِبْ اِسَآءَتَهُمْ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٦٩٥)

جناب عبیداللہ بن عدی بن خیار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جبکہ وہ گھرے ہوئے تھے' تو کہا کہ بیشک آپ عامۃ المسلمین کے امام ہیں اور آپ پر جو مصیبت ہے وہ ہمیں معلوم ہے۔ اور نماز پڑھاتا ہے ہمیں فتنہ ❶ پرور امام اور ہم اسے ناپسند کرتے ہیں، عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا نماز لوگوں کے اعمال سے بہتر عمل ہے، جب لوگ اچھا ❷ کام کریں تو اچھے کام میں ان کے شریک ہو جاؤ اور جب برائی کریں تو ان کی برائی سے الگ رہو۔

فوائد الحدیث: ❶ فتنہ پرور الخ۔ اس کا نام کنانہ بن بشر مصری تھا یہ باغیوں کا سرغنہ اور سردار تھا۔
❷ اچھا الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز ہر نیک و بد کے پیچھے جائز ہے لیکن بد کو امام نہیں بنانا چاہیے۔

بَابُ فَضَآئِلِ الصَّلٰوۃِ

فضائل نماز کا بیان ❶

الفصل الاول

٦٢٤- (١) وَعَنْ عُمَارَۃَ بْنِ رُوَیْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (٢١٣۔ ٦٣٤) وابوداود حدیث رقم ٤٢٧ والنسائی حدیث رقم ٤٧١)

سیدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے: ''ہرگز نہ داخل ہوگا آگ میں وہ شخص کہ نماز پڑھے پہلے طلوع آفتاب کے ❷ اور پہلے غروب آفتاب کے یعنی نماز فجر اور عصر۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ فضائل نماز کا بیان۔ نماز دراصل عبادات کا مجموعہ ہے' تلاوت' ذکر' دعا' رکوع' سجود' قومہ اور جلسہ یہ مختلف قسم کی عبادات نماز میں جمع کر دی گئی ہیں، یہ عبادت تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں میں مروج تھی' اس میں جسم اور روح دونوں کی پاکیزگی اور نظافت رکھ دی گئی ہے' کپڑے اور جگہ کی طہارت اس میں ضروری ہے اس قدر نظافتوں کا اثر یقیناً روح کو پاک وصاف کر سکتا ہے۔ نماز کامل اسلام کا بڑا اہم شعار ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ''بین العبد و بین الکفر ترك الصلوٰۃ'' یعنی کفر اور انسان میں نماز کا فرق ہے' مومن بے نماز نہیں ہو سکتا اور کافر کو اس کی پروا نہیں ہوتی، اتنی عظیم الشان عبادت جو مختلف قسم کی عبادات کا مجموعہ ہے ہر قسم کی پاکیزگی جس میں ملحوظ رکھی گئی ہو' جس میں شعائر وعلامات جمع کر دیے گئے ہوں' جب اسے ترک کر دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ اسلام ناپید ہو یا پاکیزگی مفقود ہو' خیر و برکت ختم ہو جائے اور یہی کفر کا بنیادی اثر ہے۔ ❷ فجر اور عصر الخ حدیث کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ عصر کی نماز شغل کی وجہ سے اور صبح کی نماز نیند اور آرام کی وجہ سے زیادہ مشکل معلوم ہوتی ہے جو شخص ان کو بروقت ادا کر سکتا ہے وہ باقی نمازیں بھی ضائع نہیں کرے گا، اس لیے نبی ﷺ نے جنت کی بشارت دی، اس کا یہ مطلب نہیں کہ دو ادا کر لے تو باقی معاف ہو جاتی ہیں۔

٦٢٥- (٢) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔)) (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ٥٧٤ ومسلم حدیث رقم (٢١٥۔ ٦٣٥) والدارمی حدیث رقم ١٤٢٥)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے پڑھیں دو نمازیں ٹھنڈے وقت کی وہ داخل ہوگا جنت میں۔'' (بخاری ومسلم)

٦٢٦- (٣) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلَائِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلَائِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْاَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آتے ہیں بیچ تمہارے ❶ فرشتے رات کو اور فرشتے دن کو اور جمع ❷ ہوتے ہیں نماز فجر میں اور نماز عصر میں' پھر چڑھتے ہیں وہ فرشتے کہ جو رہے تھے تمہارے درمیان' پس

بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٥٥٥ ومسلم حدیث رقم (٢١٠ ـ ٦٣٢) والنسائی رقم ٤٨٥)

پوچھتا ہے ان سے رب ان کا' حالانکہ وہ خوب جانتا ہے احوال بندوں کے' کس طرح چھوڑا تم نے میرے بندوں کو؟ وہ کہتے ہیں چھوڑا ہم نے ان کو اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور گئے ہم ان کے پاس اس حال میں کہ وہ نماز پڑھتے تھے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ آتے ہیں الخ یعنی فرشتے بندوں کے اعمال لکھنے اور لے جانے کے لیے آتے ہیں۔ ❷ جمع ہوتے الخ یعنی صبح کی نماز میں فرشتوں کی دونوں جماعتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں، ایک وہ جماعت جو رات کو رہی تھی اور دوسری وہ جو دن کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے' اسی طرح عصر میں جمع ہو جاتی ہیں، ایک وہ جو دن کو رہی اور دوسری وہ جو رات کے اعمال لکھنے کے لیے آتی ہے۔

٦٢٧ - (٤) وَعَنْ جُنْدُبِ الْقَسْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَاِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ.)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وفی بعض المصابیح القشیری بدل القسری) (مسلم حدیث رقم (٢٦٢ ـ ٦٥٧) واحمد فی المسند ٤/ ٣١٢ بمعناه والترمذی اوله عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ حدیث رقم ٢١٦٤)

سیدنا جندب قسری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھے صبح کی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ❶ میں ہے' پس تم کو چاہیے کہ اپنے کو اس حال میں رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم سے اپنے عہد و ذمہ کی باز پرس نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ جب اپنے ذمے کو کسی سے طلب کرے گا تو اس کو پا لے گا، پھر منہ کے بل اس کو آگ میں ڈال دے گا۔'' (مسلم) اور مصابیح کے بعض نسخوں میں قسری کے بجائے قشیری ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اللہ تعالیٰ کے ذمہ الخ یعنی جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے' اس کو مت ستاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ نے جو اس سے عہد کر رکھا تھا اس کو تم نے توڑا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے گا یا یہ مقصد ہے کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عہد نماز کی وجہ سے ہے' اگر نماز چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دے گا۔

٦٢٨ - (٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦١٥ ومسلم حدیث رقم (١٢٩ ـ ٤٣٧) والنسائی حدیث رقم ٥٤٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر لوگ جان لیں کہ کیا کچھ ثواب ہے اذان دینے میں اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کا تو اس کو نہ پانے کی صورت میں وہ قرعہ ❶ ڈال کر اس کو حاصل کریں اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ ظہر کی نماز کو جلدی ❷ جانے کا کتنا ثواب ہے تو وہ دوڑ کر جائیں اور اگر عشاء اور صبح کی نماز کی فضیلت ان کو معلوم ہو جائے تو وہ ان نمازوں کیلئے طاقت نہ ہونے کی حالت میں گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قرعہ الخ یعنی اذان اور پہلی صف کی ایسی فضیلت ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو جائے تو اذان دینے اور صف اول میں کھڑے ہونے کے بارے میں جھگڑا کریں اور نوبت قرعہ اندازی تک پہنچ جائے۔

❷ تہجر کے معنی سویرے اور اطاعت میں جلدی کرنے کے ہیں۔

٦٢٩ - (٦) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٥٧ ومسلم حدیث رقم (٢٥٢ ـ ٦٥١) وابن ماجة حدیث رقم ٧٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں کوئی نماز زیادہ بھاری منافقوں پر ❶ فجر اور عشاء سے اور اگر ان کو ان کی فضیلت معلوم ہو جائے تو گھٹنوں ❷ کے بل چل کر آئیں۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ منافقوں پر چونکہ منافقوں کے دلوں میں خوف الٰہی اور فکر آخرت نہیں ہوتا' ان کی عبادت محض دکھانے کی ہوتی ہے فجر اور عشاء کے دونوں وقت آرام اور نیند کے ہوتے ہیں، اس لیے یہ دونوں نمازیں ان پر بھاری ہوتی ہیں' اس میں اشارہ ہے کہ مخلص مومن کو ایسی خصلتوں سے بچنا چاہیے۔ ❷ گھٹنوں الخ یعنی اگر پاؤں سے چلنے کی طاقت نہ رکھیں تو ایسے آئیں جیسے ضعیف چلتے ہیں۔

٦٣٠ - (٧) وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٢٦٠ ـ ٦٥٦) وابوداود حدیث رقم ٥٥٥ واحمد فی مسنده ١ / ٥٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص پڑھے نماز عشاء کی با جماعت تو گویا کہ اس نے قیام کیا آدھی رات اور جس نے نماز پڑھی صبح کی با جماعت ❶ تو گویا کہ اس نے نماز پڑھی تمام رات۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز صبح کی' مقصد یہ ہے کہ جو آدمی عشاء کی نماز با جماعت ادا کرے تو اس کو نصف شب کے قیام کا ثواب ملتا ہے اور اگر صبح کی نماز بھی جماعت سے پڑھے تو اس کو ساری رات کے قیام کا ثواب ملے گا یا یہ معنی ہے کہ عشاء کی نماز جماعت سے پڑھنے کا ثواب نصف رات کے قیام کا ہے اور صبح کی نماز جماعت سے پڑھنے کا ثواب ساری رات کے قیام کے برابر ہے۔

٦٣١ - (٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبِ قَالَ وَتَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِيَ الْعِشَآءُ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہ غلبہ حاصل کر لیں دیہاتی لوگ تمہاری نماز مغرب پر، کہا راوی نے دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کو عشاء کہتے ہیں۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ دیہاتی لوگ مغرب کی نماز کو عشاء کہتے ہیں کیونکہ عشی کا لغوی معنی دن کا پچھلا حصہ ہے اور مغرب بھی دن کے پچھلے حصے کے آخر پر آتی ہے، اس لیے مغرب کو عشاء کہہ دیتے اور عشاء کی نماز کو بدو لوگ عتمہ کہتے تھے' عتمہ کا معنی اندھیرا ہے' وہ دودھ دوہتے دوہتے اندھیرا کر دیتے تو اس لیے اس نماز کا نام بھی انہوں نے عتمہ رکھ لیا۔ آپ نے فرمایا تم بول چال میں ہمیشہ فصیح زبان استعمال کرو گنواروں کی زبان بولنا فصاحت کے منافی ہے لہٰذا تم اس کا وہی نام رکھو جو کتاب اللہ وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آیا ہے جیسے ومن بعد صلوٰة العشآء۔ (النور ٥٨)

٦٣٢- (٩) وَقَالَ ((لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَآءَ فَإِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَآءُ فَإِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ۔)) (رواه مسلم) (اخرجه عن عبدالله بن مغفل: البخاری حديث رقم ٥٦٣ واحمد فی المسند ٥/ ٥٥ والثانی - اخرجه عن ابن عمر: مسلم حديث رقم ٢٢٩-٦٤٤ والنسائی حديث رقم ٥٤١)

اور آپ نے فرمایا: ''دیہاتی کہیں تمہاری نماز عشاء کے نام پر غلبہ نہ حاصل کر لیں اس نماز کا نام اللہ تعالیٰ کی کتاب میں عشاء ہے پس وہ گنوار تاخیر کرتے تھے بسبب دودھ دوھنے اونٹوں کے۔'' (مسلم)

٦٣٣- (١٠) وَعَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ ((حَبَسُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَ قُبُوْرَهُمْ نَارًا۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٤٥٣٣ ومسلم حديث رقم (٢٠٥۔ ٦٢٧) وابوداود حديث رقم ٤٠٩ والترمذی حديث رقم ٢٩٨٤)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق ❶ کے دن فرمایا کفار نے ہمیں (وسطیٰ) یعنی نماز عصر سے روک دیا اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ خندق الخ اس کو یوم الاحزاب بھی کہتے ہیں، اس غزوہ کو غزوۂ خندق اس لیے کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی تھی۔ اور احزاب اس وجہ سے کہ مشرکین مکہ، بنی غطفان، بنی اسد، بنی سلیم، بنی سعد اور یہودی تمام مل کر مسلمانوں کے خلاف مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اس حدیث میں فوت شدہ نماز صرف عصر کی نماز کا ذکر ہے اور مؤطا میں ظہر اور عصر دونوں کا اور دیگر روایات میں ہے کہ اس دن آپ کی چار نمازیں، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء قضاء ہوئی تھیں، ان مختلف روایات کی تطبیق یوں ہے کہ واقعہ احزاب کئی دن برپا رہا تھا اور اس واقعہ میں مختلف دنوں میں یہ نمازیں فوت ہوئی ہیں کسی دن عصر کی، کسی دن نماز ظہر اور اسی طرح دوسری نمازیں۔ (مرعاۃ ج١ ص٤١٨)

الفصل الثانی

٦٣٤- (١١) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلَاةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الْعَصْرِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حديث رقم ١٨٢ وقال حسن صحيح واحمد فی المسند ٥/ ٧)

سیدنا ابن مسعود اور سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ صلوٰۃ الوسطیٰ ❶ سے مراد عصر کی نماز ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صلوٰۃ الوسطیٰ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے، یہی قول ہے اکثر صحابہ کرام اور تابعین کا اور امام احمدؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔

٦٣٥- (١٢) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس آیت

قَوْلِهٖ تَعَالٰی ((اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا)) قَالَ تَشْهَدُهٗ مَلَآئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةُ النَّهَارِ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۳۱۳۵ وقال حدیث حسن صحیح وابن ماجة حدیث رقم ۶۷۰)

﴿اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ''اس میں رات اور دن کے فرشتے ❶ حاضر ہوتے ہیں۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرشتے الخ یعنی قرآن الفجر سے مراد صبح کی نماز ہے۔ اس کو قرآن اس لیے کہا کہ اس میں قرآن مجید کی قراءت دوسری نمازوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اور ''مشھود'' سے دن اور رات کے فرشتے مراد ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۳۶- (۱۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَّعَائِشَةَ قَالَا اَلصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الظُّهْرِ ((رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ زَيْدٍ وَالتِّرْمِذِيُّ عَنْهُمَا تَعْلِيْقًا۔)) (مالك عن زيد بن ثابت فی الموطا الحدیث ۲۷ فی كتاب صلاة الجماعة والترمذی عنهما تعليقا بعد حديث رقم ۱۸۲)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے مراد ظہر کی نماز ہے، امام مالک نے زید سے اور ترمذی نے دونوں سے تعلیقاً روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۶۳۷- (۱۴) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَا جِرَةِ وَلَمْ يَكُنْ يُصَلِّي صَلَاةً اَشَدَّ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهَا فَنَزَلَتْ ((حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى)) وَقَالَ اِنَّ قَبْلَهَا صَلَاتَيْنِ وَبَعْدَهَا صَلَاتَيْنِ۔ (رواه احمد و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ۴۱۱ واحمد في المسند ۵/ ۱۸۳)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر جلدی پڑھتے تھے اور صحابہ کرام پر کوئی نماز اس سے زیادہ سخت نہ تھی۔ تو یہ آیت اتری ''ساری نمازوں پر حفاظت کرو خاص کر درمیانی نماز پر'' اور زید بن ثابت نے کہا اس سے پہلے بھی دو نمازیں ہیں اور اس کے بعد بھی دو نمازیں ہیں۔ (احمد وابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۶۳۸- (۱۵) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلَانِ الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى صَلَاةُ الصُّبْحِ (رَوَاهُ فِي الْمُوْطَّا) (مالك فی الموطا بلاغا حديث رقم ۲۸ من كتاب صلاة الجماعة والترمذی تعليقا بعد الحديث ۱۸۲)

امام مالک رحمہ اللہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ صلوٰۃ الوسطیٰ سے صبح کی نماز مراد لیتے تھے۔ (موطا)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔ یہ روایت معضل ہے۔

٦٣٩- (١٦) وَرَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنِ عُمَرَ تَعْلِيْقًا۔ (مالك في الموطا بلاغا حديث رقم ٢٨ من كتاب صلاة الجماعة والترمذي تعليقا بعد الحديث ١٨٢ عن ابن عمر وعن ابن عباس)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بطریق تعلیق کے روایت کیا ہے۔

٦٤٠- (١٧) وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ مَنْ غَدَا إِلَى صَلَاةِ الصُّبْحِ غَدَا بِرَايَةِ الْإِيْمَانِ وَمَنْ غَدَا إِلَى السُّوْقِ غَدَا بِرَايَةِ إِبْلِيْسَ۔)) **(رواه ابن ماجة)** (ابن ماجة حديث رقم ٢٢٣٤ وفي الزوائد في اسناده عباس ابن ميمون متفق على تضعيفه)

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ''جو شخص کہ جائے صبح کو طرف نماز صبح کی، لے جاتا ہے نشان ایمان کا' اور جو شخص کہ جائے طرف بازار کی صبح کو لے جاتا ہے نشان شیطان کا۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت کمزور ہے۔

بَابُ الْأَذَانِ

اذان کا بیان ❶

الفصل الاول

٦٤١- (١) عَنْ أَنَسٍ قَالَ ذَكَرُوْا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ فَذَكَرُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُّوْتِرَ الْإِقَامَةَ قَالَ إِسْمَاعِيْلُ فَذَكَرْتُهُ لِأَيُّوْبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ۔ **(متفق عليه)** (البخاري حديث رقم ٦٠٣ ومسلم حديث رقم ٣٧٨/٣ واللفظ للبخاري وابو داود حديث رقم ٥٠٨)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا ❶ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آگ کا اور ناقوس ❷ کا اور ذکر کیا ❸ یہود اور نصاریٰ کا' تو ❹ حکم کیے گئے بلال رضی اللہ عنہ کہ جفت ❺ کہیں کلمہ اذان کا اور ایک ❻ ایک بار کہیں کلمے تکبیر کے' کہا اسمٰعیل نے ذکر کیا میں نے اس کا ایوب سے تو انہوں نے کہا مگر لفظ قد قامت الصلوٰۃ کا۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اذان، لغۃً اذان کا معنی اطلاع دینا اور خبردار کرنا ہے، شریعت میں اذان کا یہ معنی ہے کہ اس کے مخصوص الفاظ کو بلند آواز سے کہہ کر لوگوں کو اطلاع دی جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے (نیل ونووی) ❷ ناقوس عیسائیوں کی عبادت کی علامت ہے' ناقوس یہ ہے ایک بڑی لکڑی' چھوٹی لکڑی پر مارتے تھے تاکہ آواز پیدا ہو جائے اور آج کل گھنٹے بجاتے ہیں۔ ❸ ذکر کیا، مقصد یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں کفار کی زیادہ مخالفت کی وجہ سے جماعت کا کوئی انتظام نہ تھا' ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ضرورت محسوس ہوئی کہ نماز اکٹھی پڑھی جائے' اس ضمن میں تین تجویزیں پیش ہوئیں مجوس کی طرح آگ جلائی جائے (٢) یہود کی طرح سینگ بجایا جائے (٣) عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے' ان میں قباحت یہ تھی کہ یہ دوسری غیر مسلم قوموں کی نقالی تھی جو ایک زندہ قوم کے لیے موت کے مترادف ہے' اس لیے یہ تمام

چیزیں ناپسند کردی گئیں،عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی آدمی یہ کلمات "الصلواۃ جامعۃ" مدینہ کی گلیوں میں چل پھر کر کہہ دیا کرے تو اچھا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند فرمائی اور یہ ڈیوٹی بلال رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔اسی اثناء میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا جس میں ایک شخص اذان اور اقامت کہہ رہا ہے چنانچہ صبح کو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے اسے پسند فرمایا،اس قسم کے خواب عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دوسرے صحابہ نے بھی دیکھے' جبکہ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی بھی اذان بتائی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منظور فرمایا اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ بلال رضی اللہ عنہ کو یہ کلمات سکھائیں۔اسلام کے مزاج کے لحاظ سے یہ کلمات مناسب تھے اللہ تعالیٰ کی برتری کا ذکر' وحدانیت اور رسالت پر مؤکد شہادت' اس کے بعد صلوٰۃ اور اس کے نتیجہ' فلاح اور کامیابی کے لیے چار آوازیں دے کر اللہ کی توحید اور برتری پر اذان ختم کردی گئی۔گویا اسلام کے مقاصد کی تبلیغ اس میں پوری طرح آ گئی ہے۔ ❹ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔

❺ جفت یعنی اللہ اکبر کے علاوہ (کہ شروع میں وہ چار مرتبہ کہا جاتا ہے) باقی سب کلمات کو دو دو بار کہہ کر اور لا الہ الا اللہ آخر میں صرف ایک بار کہا جائے۔ ❻ ایک ایک بار یعنی تکبیر میں اللہ اکبر کے علاوہ (کہ وہ اول اور آخر میں دو دو بار ہے) باقی سب کلمات ایک ایک بار ہیں۔البتہ قد قامت الصلوٰۃ دو بار ہے۔

٦٤٢ - (٢) وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قَالَ اَلْقٰی عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّاذِیْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ فَقَالَ ((قُلْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ثُمَّ تَعُوْدُ فَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٦ ـ ٣٧٩) و اوله ((الله اكبر الله اكبر)) مرتين وابوداود حديث رقم ٥٠٣)

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کہنا بذات خود سکھائی پس فرمایا: "کہہ اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' گواہ ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ' گواہ ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ' گواہ ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' گواہ ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' پھر دوبارہ کہہ گواہ ہوں میں اس کا کہ نہیں کوئی معبود نہیں مگر اللہ' گواہ ہوں میں اس کا کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ' گواہ ہوں میں اس کا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' گواہ ہوں میں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' آ ؤ تم نماز پر' آ ؤ تم نماز پر' آ ؤ تم مراد ملنے پر' آ ؤ تم مراد ملنے پر' اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔" (مسلم)

الفصل الثانی

٦٤٣ - (٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْاَذَانُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتَیْنِ وَ الْاِقَامَةُ مَرَّةً مَرَّةً غَیْرَ اَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔ (رواه ابوداوٗد والنسائی، الدارمی) (ابو داود حديث

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کلمات اذان دو دو بار' اور کلمات تکبیر ایک ایک بار' اور اس کے علاوہ مؤذن قد قامت الصلوٰۃ' قد ❶ قامت الصلوٰۃ کہتا تھا۔(ابوداؤد' نسائی' دارمی)

رقم ٥١٠ والنسائی حدیث رقم ٦٢٨ والدارمی حدیث رقم ١١٩٣)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دوبار کہہ۔شہادتین کو پہلے ذرا ہلکی آواز سے کہہ کر دوبارہ اونچی آواز سے کہنے کو ترجیع کہتے ہیں' یہ اذان میں سنت ہے' اس طرح سے اذان کے کلمات انیس بنتے ہیں ورنہ پندرہ ہیں۔ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر اذان ترجیع کے ساتھ ہو تو تکبیر دوہری ہونی چاہیے' یعنی تکبیر کے کلمات مع لفظ قد قامت الصلوٰۃ سترہ کلمات ہوں اور اگر اذان بغیر ترجیع ہو تو تکبیر کے کلمات ایک ایک بار ہونے چاہئیں سوائے قد قامت الصلوٰۃ کے۔

٦٤٤- (٤) وَعَنْ اَبِیْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ عَلَّمَهُ الْاَذَانَ تِسْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً وَالْاِقَامَةَ سَبْعَ عَشَرَةَ كَلِمَةً (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ)۔ (احمد فی المسند ٣/ ٤٠٩ و الترمذی حدیث رقم ١٩٢ وابوداود حدیث رقم ٥٠٢ والنسائی حدیث رقم ٦٣٠ وابن ماجة حدیث رقم ٧٠٩ والدارمی حدیث رقم ١١٩٧)

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سکھلائی ان کو اذان انیس ❶ کلمات اور تکبیر سترہ ❷ کلمات۔

(احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اذان انیس کلمات تو یہ ترجیع سمیت ہوتے ہیں یہ بھی دلیل ہے ترجیع کے سنت ہونے کی۔ ❷ اور تکبیر سترہ کلمات اور دوسری صحیح روایات میں اس طرح آیا ہے کہ اقامت کے کلمے ایک ایک بار کہے سوا قد قامت الصلوٰۃ اور اللہ اکبر کے دو دو دو بار کہے' یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور علماء کا ہے۔ابن سید الناس نے کہا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب' عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہم اور حسن بصری' زہری' اوزاعی' امام احمد' اسحٰق' یحییٰ بن یحییٰ اور بن مندہ رحمہم اللہ کا اور بہت سے علماء کا' سوائے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور اہلحدیث کے نزدیک دونوں امر جائز ہیں انہوں نے کسی حدیث کا خلاف نہیں کیا' لیکن تمام احناف سب پر یہ الزام قائم ہوتا ہے کہ افراد اقامت کی احادیث صحیح ہیں اور وہ افراد کو جائز نہیں رکھتے۔

٦٤٥- (٥) وَعَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِیْ سُنَّةَ الْاَذَانِ قَالَ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ قَالَ ((تَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ تَرْفَعُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ تَخْفِضُ بِهَا صَوْتَكَ ثُمَّ تَرْفَعُ صَوْتَكَ بِالشَّهَادَةِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ

سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! سکھلایئے مجھ کو طریقہ اذان کا' کہا راوی نے' پس آپ نے اپنے سر کی اگلی جانب ہاتھ پھیرا ❶ فرمایا: ''کہہ اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر' اللہ اکبر بلند کر تو ساتھ ان کے آواز اپنی کو' پھر کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ، اشہد ان محمد رسول اللہ ان کلمات پر اپنی آواز پست ❷ رکھ' پھر اپنی آواز بلند کر اور اشہد ان لا الہ الا

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ فَاِنْ كَانَ صَلَاةُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابو داود حديث رقم ٥٠٠ والنسائي حديث رقم ٦٣٣)

اللہ، اشهد ان لا الہ الا اللہ (پھر کہہ) اشہد ان محمد رسول اللہ' آ ؤ نماز پڑھنے پر آ ؤ نماز پڑھنے پر آ ؤ رستگاری پر آ ؤ رستگاری پر پس اگر ہو وقت نماز صبح کا کہہ نماز ❸ بہتر ہے نیند سے' نماز بہتر ہے نیند سے' اللہ سب سے بڑا ہے' اللہ سب سے بڑا ہے نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہاتھ پھیرا اگلی جانب ان کے سر پر یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر تا کہ دست مبارک کی برکت اس کے دماغ کو پہنچے اور یاد رکھے دین کی باتیں' بعض نے کہا ہاتھ پھیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر مگر پہلے معنی کو ترجیح ہے چنانچہ ایک نسخہ صحیح ہے مسح راسی میں جو کہ مؤید ہے اس تقریر کے۔ ❷ پست کر تو ساتھ ان کے آواز اپنی، اس کا ظاہر رد کرتا ہے احناف کی اس تاویل کو کہ تکرار شہادتین کا ابو محذورہ کی تعلیم کے لیے تھا اور یہ حدیث بھی ترجیع کے سنت ہونے کی دلیل ہے۔ ❸ اس کے یہ معنی ہیں کہ لذت نماز کی بہتر ہے نیند کی لذت سے نزدیک ارباب ذوق وشوق کے۔

٦٤٦- (٦) وَعَنْ بِلَالٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُثَوِّبَنَّ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ اَبُوْاِسْرَائِيْلَ الرَّاوِيُ لَيْسَ هُوَ بِذَالِكَ الْقَوِيُّ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔) (الترمذي حديث رقم ١٩٨ وابن ماجة حديث رقم ٧١٥ ولفظه ((امرني رسول الله ان اثوب في الفجر ونهاني ان اثوب في العشاء)

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ❶ ''نہ تثویب کر کسی نماز میں مگر بیچ نماز فجر کے۔'' (ترمذی' ابن ماجہ) اور کہا ترمذی نے ابو اسرائیل راوی قوی نہیں ہے۔ ❷ اہل حدیث کے نزدیک۔

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے لیکن حدیث کا معنی صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تثویب سے مراد الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا ہے' یہ فجر کی اذان میں سنت ہے اور دوسری اذانوں میں یہ کلمہ کہنا خلاف سنت ہے' اور تثویب سے مراد وہ فعل نہیں ہے جو اس زمانہ میں اہل بدعت نے نکالا ہے کہ جب اذان کے بعد لوگ آنے میں دیر کرتے ہیں تو مکرر پکارتے ہیں الصلوٰۃ' الصلوۃ یا اس طرح اور الفاظ، یہ سب امور بدعت اور گمراہی ہیں جن سے باز رہنا چاہیے۔
❷ نہیں وہ ایسا قوی یعنی قابل اعتبار ہے۔

٦٤٧- (٧) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِبِلَالٍ ((اِذَا اَذَّنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقَمْتَ فَاحْدُرْ وَاجْعَلْ بَيْنَ اَذَانِكَ وَاِقَامَتِكَ قَدْرَ مَا يَفْرُغُ الْاٰكِلُ مِنْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جس وقت کہ اذان کہے تو پس ٹھہر ٹھہر ❶ کر کہہ اور جس وقت کہ تکبیر کہے تو جلد کہو اور نہ ٹھہر تو

اَكْلِهٖ وَالشَّارِبُ مِنْ شُرْبِهٖ وَالْمُعْتَصِرُ اِذَا دَخَلَ لِقَضَآءِ حَاجَتِهٖ وَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَانَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِالْمُنْعِمِ وَهُوَ اِسْنَادُهٗ مَجْهُوْلٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ۱۹۵ وقال فی اسناده مجهول)

درمیان اذان اپنی اور تکبیر اپنی کے اس قدر کہ فارغ ہو کھانے والا اپنے کھانے سے اور پینے والا اپنے پینے سے اور استنجے والا اپنے استنجے سے جس وقت کہ داخل ہو قضاء حاجت کے لیے اور نہ کھڑے ❷ ہو تم یہاں تک کہ دیکھو مجھ کو۔"

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ٹھہر ٹھہر کر کہہ اور جدا جدا کہہ کلمات کو بعض اس کے کو بعض کے ساتھ سکتہ خفیفہ کے اور کہا ابن حجر نے کہ ڈھیل کر اس میں کہ کہے تو کلمات واضح واضح بغیر کھینچنے کے کہ تجاوز کرے حد سے اور اسی سبب سے تاکید ہے مؤذنوں پر کہ احتراز کریں غلطیوں سے کہ بعض ان کے کفر ہیں۔ ❷ اور نہ کھڑے ہو یعنی نماز کے لیے جس وقت کہ کھڑا ہو مؤذن یہاں تک کہ دیکھو مجھ کو مسجد میں کیونکہ پہلے امام کے کھڑا ہونا رنج بے فائدہ اٹھاتا ہے۔

۶۴۸ - (۸) وَعَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ الصُّدَائِيِّ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَنْ اُذِّنَ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)) فَاَذَّنْتُ فَاَرَادَ بِلَالٌ اَنْ يُقِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَخَا صُدَاءٍ قَدْ اَذَّنَ وَمَنْ اَذَّنَ فَهُوَ يُقِيْمُ۔)) (رواه الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجه) (الترمذی حدیث رقم ۱۹۹ وضعفه وابوداود حدیث ۵۱۴ وابن ماجة حدیث رقم ۷۱۷ واحمد فی المسند ۴/ ۱۶۹)

سیدنا زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اذان کہہ نماز فجر کے لیے پس اذان کہی میں نے پھر ارادہ کیا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ کہ تکبیر کہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "صداء ❶ کے بھائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان ❷ کہے پس وہی تکبیر کہے۔" (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بھائی صداء سے مراد ہے زیاد بن حارث صدائی جو کوئی جس قبیلہ کا ہوتا ہے اس کو عرب میں اس قبیلہ کا بھائی کہتے ہیں۔ ❷ اور جو اذان کہے وہی تکبیر کہے اس سے معلوم ہوا کہ مؤذن کو تکبیر کہنا مستحب ہے کہا شوکانی نے اور حدیث صدائی سے دلیل یعنی بہتر ہے کیونکہ عبداللہ بن زید کی حدیث جس میں بلال رضی اللہ عنہ کی اذان کہنے کا ذکر ہے اور عبداللہ کے تکبیر کہنے کا پہلے سال کا ہے اور صدائی کی حدیث بلاشک بعد کی ہے کہا یہ حافظ ابن سید الناس معمری نے۔ (نیل الاوطار)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۴۹ - (۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ لِلصَّلٰوةِ وَلَيْسَ يُنَادِىْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِتَّخِذُوْا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا تھے مسلمان جس وقت کہ آئے مدینہ میں جمع ہوتے پس اندازہ کرتے اور معین کرتے ایک وقت کہ آئیں اس میں نماز کے لیے اور نہ تھا کوئی پکارنے والا نماز کے لیے پس گفتگو کی ایک دن اس امر

بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُنَادِىْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔)) (متفق عليه)

(البخاری حدیث رقم ٦٠٤ ومسلم فی حدیث (١۔٣٧٧) والترمذی حدیث رقم ١٩٠ والنسائی حدیث رقم ١)

میں تو بعض نے کہا بناؤ مانند ناقوس نصاریٰ کی اور بعض نے کہا بناؤ سینگ مانند سینگ یہودیوں کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا نہیں بھیجتے تم ایک شخص کو جو کہ آواز کرے ساتھ نماز کے پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلال! کھڑا ہو اور آواز کر ساتھ نماز ❶ کے۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ آواز کر ساتھ نماز کے یعنی کہہ ''الصلوۃ جامعۃ'' پس ندا کرنے سے مراد صرف خبر کرنا ہے ساتھ آنے وقت نماز کے، نہ ندا شرعی یعنی اذان میں اس توجیہ سے تطبیق حاصل ہو جاتی ہے تمام احادیث میں کہ ایک مجلس میں پہلے مشورہ کر کے اس طرح آگاہ کرنا ٹھہرا پھر اور مجلس میں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تو نبی ﷺ نے اذان کو شروع کیا یا تو ساتھ آنے وحی کے یا ساتھ اجتہاد کے۔ (علی قاری)

٦٥٠ - (١٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِرَبِّهٖ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاقُوْسِ يُعْمَلُ لِيُضْرَبَ بِهٖ لِلنَّاسِ لِجَمْعِ الصَّلَاةِ طَافَ بِىْ وَ اَنَا نَائِمٌ رَجُلٌ يَحْمِلُ نَاقُوْسًا فِىْ يَدِهٖ فَقُلْتُ يَا عَبْدَاللّٰهِ اَتَبِيْعُ النَّاقُوْسَ قَالَ وَ مَا تَصْنَعُ بِهٖ قُلْتُ نَدْعُوْا بِهٖ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لَهٗ بَلٰى قَالَ فَقَالَ تَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَكَذَا الْاِقَامَةَ فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا رَاَيْتُ فَقَالَ ((اِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٌّ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَيْهِ مَا رَاَيْتَ فَلْيُؤَذِّنْ بِهٖ فَاِنَّهٗ اَنْدٰى صَوْتًا مِنْكَ)) فَقُمْتُ مَعَ بِلَالٍ فَجَعَلْتُ اُلْقِيْهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ بِهٖ قَالَ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِىْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهٗ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِىْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ فَقَدْ رَاَيْتُ مِثْلَ مَا اُرِىَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ الدَّارَمِىُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرِ الْاِقَامَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِىُّ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ لٰكِنَّهٗ لَمْ يُصَرِّحْ قِصَّةَ النَّاقُوْسِ۔) (ابو داود حدیث رقم ٤٩٩)

سیدنا عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جبکہ ❶ حکم کیا رسول اللہ ﷺ نے ساتھ ناقوس کے کہ تیار کیا جائے تاکہ بجادیں اس کو واسطے حاضر ہونے لوگوں کے جماعت نماز کے لیے تو خواب میں دکھائی دیا مجھ کو ایک شخص کہ اٹھا رہا ہے ناقوس کو بیچ ہاتھ اپنے کے پس کہا میں نے اللہ کے بندے! بیچتا ہے تو ناقوس کو؟ کہا اس نے کیا کرے گا تو اس کو؟ کہا میں نے بلائیں گے ہم اس کے ساتھ طرف نماز کی، اس نے کہا کیا نہ بتلاؤں میں تجھ کو وہ چیز کہ بہتر ہے اس سے؟ میں نے اسے کہا کہ ہاں بتلاؤ، کہا عبداللہ نے کہا پس اس نے کہا، کہہ اللہ اکبر آخر اذان تک اور اسی طرح تکبیر کہہ اور جب صبح کی میں نے تو آیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس اور خبر دی میں نے آپ کو اس چیز کی کہ جو دیکھی تھی میں نے تو آپ نے فرمایا ان شاء اللہ یہ خواب ❷ تا کہ صحیح ہے پس کھڑا ہو تو ساتھ بلال کے پس بتلا تو اس کو وہ ان کلمات کے ساتھ اذان کہے اس لیے کہ اس کی آواز تم سے اونچی ہے'' ❸ پس میں کھڑے ہو کر بلال کو بتاتا گیا اور وہ اذان کہتے گئے، راوی نے کہا پس ❹ سنا یہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اور وہ اپنے گھر میں تھے پس عمر رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا کھینچتے ❺ ہوئے نکلے کہتے تھے

وابن ماجة حديث رقم ٧٠٦ والدارمي حديث رقم ١١٨٧ واحمد في مسنده ٤/ ٤٣)

اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم، جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے حمد ہے۔'' (ابوداؤد' دارمی و ابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے اقامت کا ذکر نہیں کیا اور کہا ترمذی نے یہ حدیث صحیح ہے لیکن اس نے ناقوس کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ معنی حکم کرنے کے یہاں یہ ہے کہ ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کرنے کا۔ ❷ خواب صحیح ہے الخ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اذان عبداللہ بن زید کے خواب سے شروع ہوتی ہے حالانکہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی امتی کے خواب پر احکام شریعت کی بنیاد نہیں رکھی جاتی' اصل حقیقت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی پہلے آ چکی تھی اس کے بعد عبداللہ بن زید اور عمر رضی اللہ عنہ نے آ کر اپنے خواب بیان کیے ہیں' اسی لیے آپ نے فرمایا ''تمہارے خواب صحیح'' یعنی وحی کے مطابق ہیں' امام عبدالرزاق اور امام ابوداود نے مراسیل میں عبید بن عمر لیثی سے بیان کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب اذان کا خواب دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دینے کے لیے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ سے پہلے وحی آ چکی ہے۔
❸ اونچی الخ اس سے معلوم ہوا کہ مؤذن بلند آواز اور خوش آواز ہونا چاہیے۔ (نووی)
❹ سنا الخ یعنی اذان کو۔ ❺ کھینچتے یعنی جلدی کی وجہ سے چادر اڑس نہ سکے۔

٦٥١ - (١١) وَعَنْ اَبِي بَكْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ بِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَكَانَ لَا يَمُرُّ بِرَجُلٍ اِلَّا نَادَاهُ بِالصَّلَاةِ اَوْحَرَّكَهُ بِرِجْلِهٖ۔ (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حديث رقم ١٢٦٤)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز کے لیے نکلا' آپ جس شخص کے پاس سے گزرتے تو اسے آواز دیتے یا اس کو اپنے پاؤں کے ساتھ ہلاتے۔ ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہلاتے، اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز کے لیے کسی کو جگانا جائز ہے خواہ آواز دے کر جگائے یا پاؤں ہلا کر۔

٦٥٢ - (١٢) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَآءَ عُمَرَ يُؤْذِنُهٗ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَوَجَدَهٗ نَائِمًا فَقَالَ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ فَاَمَرَهٗ عُمَرُ اَنْ يَجْعَلَهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ۔ (رواه مؤطا) (المؤطا حديث رقم ٨ من كتاب الصلاة)

امام مالک رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ مؤذن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس صبح کی نماز کے لیے اطلاع دینے کے لیے آیا تو اس نے عمر رضی اللہ عنہ کو سویا ہوا پایا' مؤذن نے کہا' نماز نیند سے بہتر ہے' پس عمر رضی اللہ عنہ نے اسے حکم کیا کہ اسے صبح کی نماز میں کہہ۔ ❶ (مؤطا امام مالک)

حکم الحدیث: یہ حدیث معضل یا مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صبح کی نماز میں کہہ، بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تھا کہ صبح کی اذان میں تثویب کیا کر یعنی الصلوٰۃ خیر من النوم کہا کر اور اسی طرح ابومحذورہ کو بھی تثویب کا حکم دیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ میں مؤذن مقرر کیے گئے تھے، اس کا یہ معنی نہیں کہ یہ کلمہ عمر رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں اضافہ کیا ہے' بلکہ عمر رضی اللہ عنہ کو مؤذن کا یہ عمل ناگوار معلوم ہوا جب کہ ان کے پاس آ کر

کہنے لگا "الصلوٰۃ خیر من النوم" تو آپ نے فرمایا یہ کلمہ جہاں کہنا سنت ہے وہاں اس کو کہا کر، یعنی صبح کی اذان میں کہا کر اور یہاں اذان سے خارج میرے پاس یا سوتے کو جگانے کے لیے نہ کہا کرو۔

٦٥٣ - (١٣) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ مُؤَذِّنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِلَالًا ((اَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِي اُذُنَيْهِ)) وَقَالَ ((اِنَّهٗ اَرْفَعُ لِصَوْتِكَ۔)) (رواه ابن ماجه) (ابن ماجة حديث رقم ٧١٠)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سعد بن عمار بن سعد رضی اللہ عنہما جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن ❶ تھے فرماتے ہیں "مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا ❷ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم کیا کہ اذان کے وقت اپنی انگلیاں دونوں کانوں میں داخل کرے اس سے تمہاری آواز اونچی ❸ ہو جائے گی۔" (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ موذن الخ، یہ سعد رضی اللہ عنہ کی صفت ہے۔ ❷ دادا، عمار کے دادا کا نام بھی سعد رضی اللہ عنہ تھا یہی سعد رضی اللہ عنہ مسجد قباء میں مؤذن تھے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے۔ ❸ اونچی یعنی کانوں میں انگلیاں رکھ کر اذان دینے سے آواز بلند ہو جاتی ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَ اِجَابَةِ الْمُؤَذِّنِ

اذان کی فضیلت اور مؤذن کے جواب دینے کا بیان

الفصل الاول

٦٥٤ - (١) عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤۔ ٣٨٧) وابن ماجة حديث رقم ٧٢٥ واحمد في مسنده ٤/ ٩٥)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب سے لمبی ❶ ہوں گی۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لمبی چونکہ نماز اسلام کا رکن ہے، نیک عمل اور اذان اس نیک کام کے لیے دعوت ہے اور دعوت بھی ایسی کہ جس میں اسلام کے بنیادی اصولوں کا اعلان ہے، توحید، نبوت اور صفات الٰہیہ کی منادی ہے اس میں فضیلت ہونی چاہیے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن موذنوں کی گردنیں لمبی ہوں گی، یہ خوبصورتی کی طرف اشارہ ہے بقدر مناسب گردن کی لمبائی خوبصورتی کی دلیل ہے۔

٦٥٥ - (٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: "جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے اور اس کی پیٹھ سے بدبودار ❶ آواز نکلتی ہے حتی کہ وہ

إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ اذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٠٨ ومسلم حديث رقم (١٩ ـ ٣٨٩) وابو داود حدیث رقم ٥١٦ والنسائی حدیث رقم ٦٧٠)

اذان نہیں سنتا اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو وہ (پھر) آ جاتا ہے یہاں تک کہ جب تکبیر کہی جائے تو پھر بھاگ جاتا ہے اور جب تکبیر ہو چکتی ہے تو پھر آ جاتا ہے (اور) انسان کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور کہتا ہے یاد کر' فلاں چیز یاد کر' فلاں چیز اور یاد دلاتا ہے اس چیز کو کہ نہ تھا یاد کرتا یہاں تک کہ آدمی نہیں جانتا کتنی نماز پڑھی۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بد بوداڑ شیطان اذان کی آواز سن کر بھاگتا ہے اور اس کی پیٹھ سے بد بودار ہوائیں نکلتی ہیں، مقصد یہ ہے کہ شیطان توحید کی آواز اور مسلمانوں کی اجتماعی عبادت سے گھبراتا ہے اور اس گھبراہٹ اور اضطراب سے یہ آوازیں نکلتی ہیں اور یہ حقیقۃً ممکن ہے کیونکہ پیدائشی طور پر جن کھاتے پیتے ہیں ان کی پیٹھ سے ہوائیں نکلنا ممکن ہے اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے۔

٦٥٦ - (٣) وَعَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَلَا إِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ إِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٦٠٩ والنسائی حدیث رقم ٦٤٤ وابن ماجة حديث رقم ٦٢٣)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''نہیں سنتے انتہا ❶ آواز مؤذن کی جن اور آدمی اور نہ کوئی چیز مگر یہ کہ گواہی دیں گے اس کے لیے دن قیامت کے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ کوئی چیز، اس سے مراد جمادات حیوانات اور نباتات ہیں، شرعاً اور عقلاً یہ ناممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں بھی ادراک و سمجھ رکھی ہوئی ہو اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو بولنے کی اجازت اور قوت عطا فرما دے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان میں آواز بلند سے بلند ہونی چاہیے تاکہ بہت سی چیزیں اس کی گواہ ہوں اور شیطان دور سے دور چلا جائے۔ مرقاۃ

٦٥٧ - (٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهٗ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُوْا أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١١ ـ ٣٨٤) وابو داود حدیث رقم ٥٢٣ والترمذی حدیث رقم ٣٦١٤ والنسائی حدیث

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب سنو تم مؤذن کو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن ❶ کہتا ہے' پھر مجھ پر درود ❷ بھیجو کیونکہ جو آدمی مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لیے وسیلے ❸ کا سوال کرو' یہ جنت میں ایک مقام ہے' جو اللہ تعالیٰ کے بندوں سے صرف ایک ہی بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں' اور جو شخص میرے لیے وسیلے کی دعا کرے تو اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو چکی۔'' (مسلم)

رقم ٦٧٨ واحمد فی مسنده ٢ / ١٦٨)

فوائد الحدیث: ❶ جیسے مؤذن، ظاہراً اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص موذن کو اذان کہتا ہوا دیکھے اور اس کے کلمات نہ سن سکے دور ہونے کی وجہ سے یا بہرہ ہونے کی بناء پر تو اس پر جواب دینا لازمی نہیں۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ کی اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ اسی طرح صبح کی اذان میں جب مؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم کہے تو سننے والا بعینہ یہی کہے۔ ❷ بھیجو، یعنی اذان کے جواب دینے کے بعد درود شریف پڑھو۔ ❸ وسیلہ، وسیلہ دراصل اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کسی کا قرب حاصل کیا جائے اور یہاں وسیلہ سے مراد جنت کا وہ بلند مقام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا قرب بہت زیادہ ہوگا' اس مقام کا نام وسیلہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں جو کوئی پہنچے گا تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب دوسرے درجہ والوں کی نسبت زیادہ حاصل ہوگا۔ واللہ اعلم

٦٥٨ - (٥) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَحَدُكُمْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٢-٣٨٥) وابوداود حديث رقم ٥٢٨)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت کہے مؤذن اللہ اکبر ❶ اللہ اکبر' تو کہے ایک تمہارا اللہ اکبر' اللہ اکبر' پھر جب مؤذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے ایک تمہارا اشہد ان لا الہ الا اللہ' کہے پھر جب مؤذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے تو ایک تمہارا اشہد ان محمد رسول اللہ کہے' پھر جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو ایک تمہارا لا حول ❷ ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن حی علی الفلاح کہے تو ایک تمہارا لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہے پھر جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو ایک تمہارا اللہ اکبر اللہ اکبر کہے' پھر جب مؤذن لا الہ الا اللہ کہے تو ایک تمہارا لا الہ الا اللہ اپنے صدق دل سے داخل ہوگا بہشت میں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اللہ اکبر۔ یہاں اللہ اکبر کا ذکر صرف دو بار اختصار کی وجہ سے ہوا ہے کیونکہ سمجھانے کے لیے یہی کافی ہے اور اسی طرح اشھد ان لا الہ الا اللہ کا بھی ایک بار ذکر سمجھانے کے لیے ہے۔ (نیل) ❷ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' یعنی نیکی کی ہمت ہے نہ برائی سے بچنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔ یہ معنی ہے ''لا حول ولا قوة الا بالله'' کا۔

٦٥٩ - (٦) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَآءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٦١٤ وابوداود

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہے اس وقت کہ سنے اذان' ❶ اے میرے اللہ! اس پکار پوری ❷ اور نماز قائمہ کے ❸ پروردگار' دے تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور بزرگی اور پہنچا ان کو مقام محمود ❹ میں کہ وعدہ ❺ کیا ہے تو نے اس کا' واجب ہوگی اس کے لیے شفاعت میری دن قیامت کے۔'' (بخاری)

حدیث رقم ۵۲۹ والترمذی حدیث رقم ۲۱۱)

فوائد الحدیث: ❶ کہ سنے اذان، یعنی بعد پوری ہونے اذان کے اور جواب دینے اس کے کہے یہ دعا کہے۔ ❷ پکار پوری، یعنی اذان کے۔ ❸ اور نماز قائمہ کے یعنی ہمیشہ کے کہ قیامت تک قائم رہے گی اور لفظ و الفضیلۃ کے بعد یہ جملہ جو پڑھتے ہیں و الدرجۃ الرفیعۃ یہ کسی روایت میں آیا نہیں۔ ❹ اور پہنچا ان کو مقام محمود میں یعنی اس مقام میں کہ تعریف کیا جائے صاحب اس کا سب کی زبان پر۔ ❺ وعدہ کیا ہے تو نے یعنی جیسا کہ اس آیت عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا میں ہے اور بیہقی کی روایت میں انك لا تخلف المیعاد بھی ہے اور اس کے آگے یا ارحم الراحمین جو زیادہ کرتے ہیں حدیث کی کتابوں میں نہیں ہے۔ (علی)

٦٦٠- (٧) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغِيْرُ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْاَذَانَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا اَمْسَكَ وَاِلَّا اَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَى الْفِطْرَةِ)) ثُمَّ قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ)) فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٩- ٣٨٢) والترمذی حدیث رقم ١٦١٨ وابوداود حدیث رقم ٢٦٣٤ والدارمی حدیث رقم ٢٤٤٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے اور اذان کی طرف کان لگاتے، اگر اذان کی آواز سنتے ❶ تو حملہ سے رک جاتے، ورنہ (بستی پر) حملہ کر دیتے تھے، ایک دفعہ آپ نے ایک شخص کو سنا ❷ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اوپر ❸ اسلام کے ہے'' پھر کہا اس نے ''گواہ ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نکلا ❹ تو آگ سے'' پھر صحابہ نے اس شخص کی طرف دیکھا تو وہ چرانے والا تھا بکریوں کا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سنتے اذان تو لوٹتے، پس انتظار اسی لیے تھا کہ مبادا اس میں مسلمان ہوں اور انجانے سے ان کو لوٹیں، اس سے یہ معلوم ہوا کہ اذان کے ہونے اور نہ ہونے کو نبی ﷺ نے علامت ایمان اور کفر کی فرمایا۔ (علی) ❷ تو ایک شخص کو سنا، یعنی اس حالت میں کہ لوٹ کیلئے گئے تھے۔ ❸ یہ اوپر اسلام کے ہے یعنی اسلئے کہ اذان نہیں کہتے مگر مسلمان۔ ❹ نکلا تو آگ سے یعنی بسبب چھوڑنے شرک کے۔

٦٦١- (٨) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَ لَهٗ ذَنْبُهٗ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٣- ٣٨٦) وابوداود حدیث رقم ٥٢٥ والترمذی حدیث رقم ٢١٠ والنسائی حدیث رقم ٦٧٩)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کہے ❶ اس وقت کہ سنے مؤذن کو میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اکیلا، نہیں کوئی شریک اس کا اور محمد ﷺ بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں، راضی ہوا میں ساتھ اللہ کے از روئے رب ہونے کے اور ساتھ محمد ﷺ کے از روئے رسول ہونے کے اور ساتھ اسلام کے از روئے دین ہونے کے، تو بخشے جاتے ہیں اس کے لیے گناہ اس کے۔'' ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جس وقت کہ موذن اشہد ان لا الہ الا اللہ کہے اس وقت اس کلمہ کو پڑھے یا بعد تمام ہونے اذان کے۔ ❷ گناہ اس کے یعنی چھوٹے گناہ۔

٦٦٢- (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٢٧ ومسلم حدیث رقم (٣٠٤۔ ٨٣٨) والنسائی حدیث رقم ٦٨١ وابن ماجة حدیث رقم ١١٦٢)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''درمیان ہر ❶ دو اذانوں کے نماز ہے' درمیان ہر دو اذانوں کے نماز ہے' پھر تیسری بار اس شخص کے لیے فرمایا کہ جو چاہے۔'' ❷ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دو اذانوں سے مراد اذان اور تکبیر ہے' مکرر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جملہ کو تاکید انوافل پڑھنے درمیان اذان اور تکبیر کے رغبت دلانے کے لیے' اس لیے کہ دعا نہیں رد کی جاتی درمیان ان دونوں کے' واسطے بزرگی اس وقت کے' اور حاصل یہ ہے کہ سنت ہے نماز پڑھنا درمیان اذان اور تکبیر کے۔ ❷ واسطے اس شخص کے کہ جو چاہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہ نماز مستحب ہے' واجب نہیں ہے۔

الفصل الثانی

٦٦٣- (١٠) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْاِمَامُ ضَامِنٌ وَالْمُؤَذِّنُ مُؤْتَمَنٌ اَللّٰهُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِيْنَ))۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَ الشَّافِعِيُّ وَفِي اُخْرٰى لَهُ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ۔) (احمد فی مسنده ٢/ ٤٦١ وابوداود حدیث رقم ٥١٧ والترمذی حدیث رقم ٢٠٧ والشافعی فی مسنده ص ٥٦ بهذا اللفظ)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام ضامن ❶ اور مؤذن امانت ❷ دار ہے' یا الٰہی ہدایت ❸ کر تو اماموں کو اور بخش مؤذنوں کو۔'' (احمد' ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام ضامن ہے' یعنی مقتدیوں کی نماز کی صحت اس کی نماز کی صحت پر موقوف ہے' لہٰذا امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ طہارت میں احتیاط کرے اور نماز کے شرائط و آداب کو اچھی طرح بجالائے۔ (مرعاۃ) ❷ موذن امانت دار ہے کہ لوگ اس کی آواز پر نماز پڑھتے اور روزہ افطار کرنے میں اعتماد کرتے ہیں۔ (مرعاۃ) ❸ ہدایت کر تو اماموں کو یعنی علم و عمل اور اصلاح کی توفیق دے اور بخش موذنوں کو یعنی جو ان سے کمی یا زیادتی ہو جائے اس کو بخش (مرعاۃ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

٦٦٤- (١١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَآءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔)) (رواه الترمذی و

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص صرف ثواب کی غرض سے سات برس اذان کہے تو اس کے لیے دوزخ سے نجات لکھی جاتی ہے۔''

ابوداؤد و ابن ماجه) (الترمذي حديث رقم ٢٠٦ وابن ماجة حديث رقم ٧٢٧)

(ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

٦٦٥- (١٢) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَعْجَبُ رَبُّكَ مِنْ رَاعِي غَنَمٍ فِي رَأْسِ شَظِيَّةٍ لِلْجَبَلِ يُؤَذِّنُ بِالصَّلَاةِ وَيُصَلِّي فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ هٰذَا يُؤَذِّنُ وَ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ يَخَافُ مِنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لِعَبْدِيْ وَاَدْخَلْتُهُ الْجَنَّةَ۔)) (رواه ابوداؤد والنسائي) (ابوداود حديث رقم ١٢٠٣ والنسائي حديث رقم ٦٦٦ واحمد في مسنده ٤/ ١٥٧)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''راضی ہوتا ہے تیرا رب بکریاں چرانے والے ❶ سے جو بکریاں چراتا ہو پہاڑ کی چوٹی پر کہ اذان دیتا ہے وہ نماز کے لیے اور نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے دیکھو میرے اس بندے کی طرف اذان دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اور مجھ سے ❷ ڈرتا ہے پس بخش دیا میں نے اپنے بندے کو اور داخل کروں گا میں اس کو جنت میں۔'' (ابوداؤد نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بکریاں چرانے والے سے کیونکہ اس نے لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کر کے پہاڑ کی چوٹی اختیار کی ہے۔ (مرعاۃ)
❷ یعنی یہ شخص میرے عذاب کے ڈر سے کرتا ہے نہ کہ کسی کے دکھانے کے لیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اکیلے آدمی کے لیے بھی اذان اور تکبیر کہنا مستحب ہے۔ (مرعاۃ)

٦٦٦- (١٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِي بِالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔) (الترمذي حديث رقم ١٩٨٦ وقال حسن غريب واحمد في مسنده ٢٥/ ٢٦ مع تقديم و تاخير)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تین شخص مشک کے ٹیلے پر ہوں گے ایک تو وہ غلام ❶ جس نے اللہ تعالیٰ کا حق ادا کیا اور پھر اپنے آقا کا حق بھی ادا کیا دوسرے وہ شخص کہ جس نے قوم کی امامت کی اور وہ قوم اس سے راضی ❷ رہی تیسرا وہ شخص جو ہر روز اذان دیتا ہے پانچوں نمازوں کی۔'' (ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک کمزور راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ غلام سے مراد مملوک ہے خواہ غلام ہو یا لونڈی۔ ❷ اور وہ قوم اس سے راضی رہی، یعنی اس کے علم ورع اور صحت قراءت نیز نماز کے ارکان اچھی طرح کرنے کی وجہ سے راضی رہی اور قوم سے مراد اہل دین ہیں۔ (مرعاۃ)

٦٦٧- (١٤) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤَذِّنُ يُغْفَرُ لَهُ مَدَى صَوْتِهٖ وَيَشْهَدُ لَهُ كُلُّ رَطْبٍ وَّيَابِسٍ وَّشَاهِدُ الصَّلَاةِ يُكْتَبُ لَهُ خَمْسٌ وَ عِشْرُوْنَ صَلَاةً وَ يُكَفَّرُ عَنْهُ مَا بَيْنَهُمَا)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَرَوَى النَّسَائِيُّ اِلَى قَوْلِهٖ كُلَّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ وَقَالَ لَهُ مِثْلُ اَجْرِمَنْ صَلّٰى۔) (احمد وابوداود حديث رقم ٥١٥ وابن ماجة حديث رقم ٧٢٤ والنسائي الى قوله ((كل رطب يابس)) حديث رقم ٢٤٨)

فرمایا: ''اذان دینے والے کی بخشش کی جاتی ہے اس کی آواز کی حد کے مطابق ❶ اور گواہی دیتے ہیں اس کے لیے تر ❷ اور خشک اور نماز میں حاضر ہونے والے کے لیے لکھا جاتا ہے ثواب پچیس نمازوں کا اور دور کیے جاتے ہیں اس کے وہ گناہ جو درمیان دو نمازوں کے کیے گئے ہیں۔'' (احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ اور نسائی نے صرف ((کل رطب و یابس)) تک بیان کیا اور کہا ((وله مثل اجر من صلى))۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس کی مغفرت اتنی وسیع ہوگی کہ اگر آواز پہنچنے کے مقام تک اس کے گناہ بھرے ہوئے ہوں تو وہ سب بخش دیئے جائیں گے۔ ❷ تر سے مراد وہ چیز ہے جو بڑھتی ہے مثلاً آدمی اور نباتات وغیرہ اور یابس سے مراد جمادات ہیں مثلاً پتھر، مٹی وغیرہ۔

٦٦٨- (١٥) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اجْعَلْنِيْ اِمَامَ قَوْمِيْ قَالَ ((اَنْتَ اِمَامُهُمْ وَاقْتَدِ بِاَضْعَفِهِمْ وَاتَّخِذْ مُؤَذِّنًا لَا يَأْخُذُ عَلٰى اَذَانِهٖ اَجْرًا۔)) (رواه احمد و ابوداؤد، والنسائى) (ابوداود حديث رقم ٥٣١ والنسائى حديث رقم ٦٧٢ واحمد فى مسنده ٤/ ٢١٧)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے میری قوم کا امام مقرر کر دیجئے، آپ نے فرمایا: ''تو ان کا امام ہے، پس خیال رکھ ان میں سے نہایت کمزور کا ❶ اور مقرر کر تو ایسا مؤذن جو اذان دینے کی اجرت ❷ نہ لے۔'' (احمد، ابوداؤد، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی امامت میں کمزور آدمیوں کی رعایت مثلاً قراءت و ارکان اس طرح مت ادا کر کہ کمزور اور بوڑھے تنگ آ جائیں اور نماز چھوڑ دیں۔ ❷ اجرت نہ لے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ موذن کو اذان پر مزدوری مقرر کرنا جائز نہیں اگر لوگ خود بخود خدمت کر دیں تو جائز ہے لہٰذا ضروری ہے کہ جو شخص خود کو اذان کے لیے وقف کرتا ہے تو لوگوں کو چاہیے کہ وہ اس کی خبر گیری کریں۔ (مرعاۃ)

٦٦٩- (١٦) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقُوْلَ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ ((اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔) (ابوداود حديث رقم ٥٣٠ والترمذى حديث رقم ٣٥٨٩ وقال حديث غريب)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھلایا کہ میں مغرب کی اذان کے وقت (یعنی اذان کے بعد) یہ دعا مانگوں ''اے اللہ! یہ وقت ہے تیری رات کے آنے کا اور تیرے دن کے واپس جانے کا اور تیرے پکارنے والوں کی آوازوں کا پس بخش دے تو مجھ کو۔'' (ابوداؤد) اور بیہقی نے دعوات الکبیر میں۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٧٠ - (١٧) وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ اَوْبَعْضِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِی الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اَقَامَهَا اللهُ وَاَدَامَهَا)) وَقَالَ فِی سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِی الْاَذَانِ۔ (رواه ، ابوداؤد)

(ابوداود حدیث رقم ٥٢٨)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ یا بعض اصحاب سے روایت ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہنا شروع کی اور جب انہوں نے کہا قد قامت الصلوٰۃ کہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''((اقامها الله و ادامها)) یعنی قائم رکھے اللہ تعالیٰ نماز کو اور ہمیشہ رکھے'' اور باقی تکبیر میں وہی فرمایا جس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ والی اذان ❶ کی حدیث میں ہو چکا ہے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مقصد یہ ہے کہ تکبیر کے کلمات کا جواب بھی اسی طرح دیا جس طرح تکبیر کہنے والا کہتا گیا' لیکن حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کا جواب لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا اور قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اقامها الله پڑھا۔

٦٧١ - (١٨) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ)) (رواه ابوداؤد و الترمذی) (ابوداود حدیث رقم ٥٢١ والترمذی حدیث رقم ٢١٢ وقال حسن صحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور تکبیر کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی۔'' (ابوداؤد و ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٦٧٢ - (١٩) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْقَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) وَفِی رِوَايَةٍ ((وَتَحْتَ الْمَطَرِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ الدَّارِمِیُّ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَ تَحْتَ الْمَطَرِ۔) (ابوداود حدیث رقم ٢٥٤٠ والدارمی حدیث رقم ١٢٠٠)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا بہت کم رد کی جاتی ہیں ایک تو اذان کے وقت کی دعا اور دوسرے جہاد کے وقت کی دعا جبکہ گھمسان کا رن پڑ رہا ہو'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں یعنی ''بارش میں دعا کرنا۔'' (ابوداؤد و دارمی) لیکن دارمی نے و تحت المطر کو نہیں بیان کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

٦٧٣ - (٢٠) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الْمُؤَذِّنِيْنَ يَفْضُلُوْنَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((قُلْ كَمَا يَقُوْلُوْنَ فَاِذَا

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! اذان دینے والے ہم پر فضیلت رکھتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح موذن کہتے

اِنْتَهَيْتَ فَسَلْ تُعْطَهْ)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٥٢٤)

ہیں تو بھی اسی طرح کہہ اور جب تو جواب اذان سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ تجھ کو دیا جائے گا''۔ ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ موذن کے جواب دینے کے بعد دعا کرنا بہت فضیلت رکھتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِث

٦٧٤- (٢١) عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَاءَ بِالصَّلَاةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَاءِ)) قَالَ الرَّاوِي وَالرَّوْحَاءُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى سِتَّةٍ وَّثَلَاثِيْنَ مِيْلًا (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ١٥-٣٨٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ: ''شیطان جب نماز کی اذان سنتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے یہاں تک کہ پہنچ جاتا ہے مقام روحا ❶ تک''۔ راوی ❷ کا بیان ہے کہ روحا مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی شیطان نمازی سے اس قدر دور ہو جاتا ہے کہ جتنا مقام روحا مدینہ سے دور ہے۔

❷ راوی سے مراد ابوسفیان طلحہ بن نافع ہے جو جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ (مرقاۃ)

٦٧٥- (٢٢) وَعَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَ اِنِّي لَعِنْدَ مُعَاوِيَةَ اِذْ اَذَّنَ مُؤَذِّنُهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ كَمَا قَالَ مُؤَذِّنُهُ حَتّٰى اِذَا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَقَالَ بَعْدَ ذٰلِكَ مَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذٰلِكَ۔ (رواه احمد) (النسائي حديث رقم ٦٧٧ واحمد في مسنده ٤/ ٩١-٩٢)

سیدنا علقمہ بن ابووقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے موذن نے اذان دی تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہی الفاظ کہے جو موذن نے کہے تھے یہاں تک کہ جب موذن نے کہا حی علی الصلوۃ تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور جب موذن نے کہا حی علی الفلاح تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ❶ پھر اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے وہی جملے کہے جو موذن نے کہے تھے پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ اسی طرح فرماتے تھے۔ (احمد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لفظ ''العلی العظیم'' کا اضافہ روایات میں نادر ہے۔ فافہم (مرقاۃ)

٦٧٦- (٢٣) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ بِلَالٌ يُنَادِي فَلَمَّا سَكَتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ قَالَ مِثْلَ هٰذَا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ بلال رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور اذان دینے لگے جب وہ خاموش ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص

يَقِيْنًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔)) (رواه النسائی) (النسائی حدیث رقم ٦٧٤)

اسی طرح (اذان کے جواب میں) کہے یقین سے تو' وہ بہشت میں داخل ہوگا۔'' (نسائی)

حکم الحدیث: اس میں ایک راوی ہے مقبول درجے کا۔

٦٧٧- (٢٤) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يَتَشَهَّدُ قَالَ ((وَ اَنَا وَاَنَا))۔ (ابوداؤد) (ابوداود فی السنن ١/ ٣٦١)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن سے شہادتین کو سنتے تو فرماتے اور میں بھی (شہادت دیتا ❶ ہوں) اور میں بھی (شہادت دیتا ہوں)۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جب مؤذن ''اشہدان لا الٰہ الا اللہ اور اشہدان محمد رسول اللہ'' کہتا ہے تو تو آپ بھی فرماتے جیسے تو گواہی دیتا ہے اسی طرح میں بھی گواہی دیتا ہوں اور دوبار لفظ ''انا' انا'' کا کہنا شہادتین کے جواب میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ امت کی طرح آپ پر بھی اپنی رسالت کی گواہی دینا فرض تھی اور پھر علماء نے اختلاف کیا ہے کہ آپ امت کی طرح گواہی دیتے تھے یا اشهد انی رسول الله کہتے تھے؟ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ آپ دونوں طرح فرماتے تھے کبھی اشہدان محمد رسول اللہ امت کی طرح اور کبھی اشهدانی رسول الله (مرقاۃ)

٦٧٨- (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ اَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَ كُتِبَ لَهُ بِتَاْذِيْنِهٖ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سِتُّوْنَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ اِقَامَةٍ ثَلَاثُوْنَ حَسَنَةً۔)) (رواه ابن ماجه) (ابن ماجة حدیث رقم ٧٢٨ والدار قطنی حدیث رقم ٢٣ من باب ذکر الاقامة واختلاف الروایات فیها من کتاب الصلاة)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بارہ برس تک اذان دے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے اور لکھی جاتی ہیں (اس کے حساب میں) اس کی اذان کے معاوضہ میں روزانہ ساٹھ نیکیاں اور تکبیر کے ہدیہ میں تیس نیکیاں۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ سند کمزور ہے لیکن اس کی دوسری سند صحیح ہے۔

٦٧٩- (٢٦) وَعَنْهُ قَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِالدُّعَاءِ عِنْدَ اَذَانِ الْمَغْرِبِ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔) (فی المشکاة سماه باب تاخیر الاذان والمصابیح سماه فصل)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم کو مغرب کی اذان کے وقت دعا کرنے ❶ کا حکم دیا جاتا تھا' اس کو بیہقی نے دعوات الکبیر میں روایت کیا۔

فوائد الحدیث: ❶ دعا سے مراد شاید وہی دعا ہو جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں گزر چکی ہے۔ اللهم هذا اقبال لیلك الخ

بَابٌ فِيْهِ فَصْلَانِ

اس باب ❶ میں دو فصلیں ہیں

الفصل الاول

٦٨٠ - (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ بِلَالًا يُنَادِيْ بِلَيْلٍ فَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يُنَادِيَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ)) قَالَ وَكَانَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ رَجُلًا اَعْمٰى لَا يُنَادِيْ حَتّٰى يُقَالَ لَهٗ اَصْبَحْتَ اَصْبَحْتَ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦١٧ ومسلم حدیث رقم ٣٦-١٠٩٢ والنسائی حدیث رقم ٦٣٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال اذان دیتا ہے رات میں، پس کھاؤ پیو تم اس وقت تک کہ اذان دے ابن ❷ ام مکتوم'' کہا (راوی نے) ابن ام مکتوم نابینا آدمی تھا اور اس وقت تک اذان نہیں دیتا تھا جب تک اس سے نہ کہا جاتا کہ صبح ہو گئی صبح ہو گئی۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس میں اذان کے بعض احکام کا بیان ہے۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک مسجد میں دو مؤذن مقرر کرنے جائز ہیں، ایک سحری کی اذان کے لیے اور دوسرا نماز کے وقت کی اذان کے لیے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مؤذن تھے، بلال رضی اللہ عنہ سحری کی اذان دیتے تھے اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نماز فجر کی، نیز اس سے ثابت ہوا کہ نابینا شخص کی اذان قابل قبول ہے۔ (ملخص از نیل)

٦٨١ - (٢) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَمْنَعَنَّكُمْ مِنْ سُحُوْرِكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَلَا الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْلُ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ الْمُسْتَطِيْرُ فِي الْاُفُقِ (رواه مسلم وَ لَفْظُهٗ لِلتِّرْمِذِيِّ) (مسلم حدیث رقم (٤٣-١٠٩٤) وابوداود حدیث رقم ٢٣٤٦ والترمذی حدیث رقم ٧٠٦ واللفظ له)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلال کی اذان تم کو تمہاری سحری کھانے سے نہ ❶ روکے اور نہ فجر دراز ❷ البتہ جب افق پر پھیلی ہوئی فجر ❸ نمودار ہو جائے (تو سحری کھانا چھوڑ دو)۔'' (مسلم، لفظ ترمذی کے ہیں۔)

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ وہ سحری کے لیے اذان کہتے ہیں۔ ❷ یعنی صبح کاذب ❸ یعنی صبح صادق

٦٨٢ - (٣) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اَنَا وَابْنُ عَمٍّ لِّيْ فَقَالَ ((اِذَا سَافَرْتُمَا فَاَذِّنَا وَاَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا اَكْبَرُكُمَا۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٦٢٨ ومسلم حدیث رقم (٢٩٢-٦٧٤) والترمذی حدیث ٢٠٥)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور میرے چچا کا بیٹا ہم دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''جب تم دونوں سفر پر جاؤ تو اذان اور تکبیر کہو اور جو تم میں سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔'' (بخاری)

٦٨٣ - (٤) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

((صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ وَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٣١ و الدارمی حدیث رقم ١٢٥٣)

نے ہم سے فرمایا: ''تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی ❶ اذان کہے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ تمہاری امامت کرے۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اذان میں افضلیت کی کوئی شرط نہیں' لیکن یہ ضروری ہے کہ مؤذن ایسا ہو کہ نماز کے اوقات پوری طرح جانتا ہو نیز نیک' بلند آواز' خوش الحان اور اذان کے کلمات صحیح کہنے والا ہو اور امامت کے لیے افضلیت کے اوصاف کے ساتھ عمر میں بڑا ہونا شرط ہے۔ (نیل)

٦٨٤ - (٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ ((لِبِلَالٍ اِكْلَاْ لَنَا اللَّيْلَ)) فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهٗ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ مُوَجِّهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَهُمْ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ((اَيْ بِلَالُ)) فَقَالَ بِلَالٌ اَخَذَ بِنَفْسِيَ الَّذِيْ اَخَذَ بِنَفْسِكَ قَالَ ((اقْتَادُوْا)) فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ ((مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا)) فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (پ ١٦ رکوع ١٠) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٣٠٩-٦٨٠) والنسائی حدیث رقم ٦١٨ وابن ماجة حدیث رقم ٦٩٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خیبر ❶ سے واپس ہوئے تو رات کا سفر کیا جب آخری رات میں آپ کو اونگھ آنے لگی تو آپ آرام کے لیے اترے اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم ہمارے لیے رات کی حفاظت کرو (یعنی جب صبح ہو جائے تو جگا دینا)'' بلال رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں مشغول ہو گئے اور جتنی نماز ممکن تھی پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سو گئے' جب فجر کا وقت قریب آ گیا تو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری (اونٹ) کا سہارا لے لیا یعنی تکیہ لگا لیا اور مشرق کی طرف منہ کر لیا لیکن بلال رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں نیند بھر گئی اور وہ اونٹ سے کمر لگائے سو گئے' پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی اور نہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کی' یہاں تک کہ پہنچی گرمی دھوپ کی اور سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی آپ نے گھبرا کر فرمایا: ''بلال! (تجھ کو کیا ہو گیا؟) بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' غالب آ گئی مجھ پر وہ چیز کہ جس نے غلبہ پایا آپ پر' آپ نے فرمایا: ''کھینچ لے چلو (اپنے اونٹ)'' چنانچہ وہاں سے اونٹوں کو تھوڑی دور آگے لے گئے' پھر وضو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا' پس ❷ انہوں نے تکبیر کہی نماز کی اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا چکے تو فرمایا: ''جو شخص بھول جائے نماز کو اس کو چاہیے کہ جس وقت یاد آئے اس

وقت پڑھ لے'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور قائم کر نماز میری یاد کے لیے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ خیبر مدینہ سے تین منزل پر واقع ہے ۷ھ میں آپ نے محاصرہ کیا اور تقریباً دس روز میں فتح کر لیا۔
❷ ظاہراً اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان نہیں کہی' لیکن ہدایہ میں ہے کہ نبی ﷺ نے لیلۃ التعریس کی صبح کی نماز قضا پڑھی اور اذان و تکبیر دونوں ہی تھیں اور منتقیٰ میں فوائت نماز کے لیے اذان و اقامت کا باب ہے جس میں امام ابن تیمیہ نے ابوداؤد وغیرہ سے حدیث بیان کی ہے جس میں اذان و اقامت دونوں کا ذکر ہے اور امام شوکانی فرماتے ہیں قضا فوائت میں اذان اور تکبیر کہنا مستحب ہے۔ (نیل)

۶۸۵- (۶) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ قَدْ خَرَجْتُ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۶۳۷ ومسلم حدیث رقم (۱۵۶ ـ ۶۰۴) و ابوداؤد حدیث رقم ۵۳۹ والنسائی حدیث رقم ۷۹۰)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو تم اس وقت تک نماز کے لیے کھڑے نہ ہو جب تک مجھ کو (گھر سے) نکلتا ہوا نہ دیکھ لو۔'' (بخاری و مسلم)

۶۸۶- (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَاْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَ اْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَیْکُمُ السَّکِیْنَةُ فَمَا اَدْرَکْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَکُمْ فَاَتِمُّوْا)) (متفق علیه) و فی روایة لِمُسْلِمٍ ((فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا کَانَ یَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ۔)) (البخاری حدیث رقم ۹۰۸ ومسلم حدیث رقم (۱۵۱ ـ ۶۰۲) وابوداود حدیث رقم ۵۷۲ والترمذی حدیث رقم ۳۲۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تکبیر کہی جائے نماز کی تو تم دوڑ کر ❶ نہ آؤ' بلکہ طمانیت کے ساتھ آؤ اور جس قدر نماز تم کو مل جائے پڑھ لو اور جو نہ پاؤ اس کو پورا کر لو۔'' (بخاری و مسلم) اور مسلم کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ اس وقت سے ہی نماز میں ہوتا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیونکہ نماز کے لیے دوڑنا سبب عقل اور غفلت کی نشانی ہے' اگر تکبیر اولیٰ مقصود ہے تو پہلے سے تیار ہونا چاہیے۔

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ۔

اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۶۸۷- (۸) عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ عَرَّسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَیْلَةً بِطَرِیْقِ مَکَّةَ وَوَکَّلَ بِلَالًا اَنْ یُّوْقِظَهُمْ لِلصَّلٰوةِ فَرَقَدَ بِلَالٌ وَرَقَدُوْا حَتّٰى اسْتَیْقَظُوْا وَقَدْ طَلَعَتْ عَلَیْهِمُ الشَّمْسُ فَاسْتَیْقَظَ الْقَوْمُ فَقَدْ فَزِعُوْا

سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک روز آخری رات میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ کے راستہ ❶ میں قیام کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ (صبح کی) نماز کے وقت جگا دے' تو بلال بھی ❷ سو گئے اور دوسرے لوگ بھی اور اس

فَاَمَرَ هُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْكَبُوْا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ وَقَالَ ((اِنَّ هٰذَا وَادٍ بِهٖ شَيْطَانٌ)) فَرَكِبُوْا حَتّٰى خَرَجُوْا مِنْ ذٰلِكَ الْوَادِيْ ثُمَّ اَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْزِلُوْا وَاَنْ يَّتَوَضَّؤُوْا وَ اَمَرَ بِلَالًا اَنْ يُّنَادِيَ لِلصَّلٰوةِ اَوْ يُقِيْمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ رَاٰى مِنْ فَزَعِهِمْ فَقَالَ ((يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَنَا وَلَوْ شَآءَ لَرَدَّهَا اِلَيْنَا فِيْ حِيْنٍ غَيْرِ هٰذَا فَاِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ نَسِيَهَا ثُمَّ فَزِعَ اِلَيْهَا فَلْيُصَلِّهَا كَمَا كَانَ يُصَلِّيْهَا فِيْ وَقْتِهَا)) ثُمَّ الْتَفَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ فَقَالَ ((اِنَّ الشَّيْطَانَ اَتٰى بِلَالًا وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّيْ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُهْدِئُهٗ كَمَا يُهْدَءُ الصَّبِيُّ حَتّٰى نَامَ)) ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَالًا فَاَخْبَرَ بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَابَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ (رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا) (مالك مرسلا فى الموطا حديث رقم ٢٦ من كتاب وقوت الصلاة)

وقت جاگے ❸ جب آفتاب طلوع ہو چکا تھا (اور صبح کی نماز ادا نہ کرنے کے سبب' وہ سب گھبرا ❹ گئے) پس رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ فوراً سوار ہوں اور اس جنگل سے نکل جائیں اور فرمایا: "یہ ایک ایسا جنگل ہے جس پر شیطان مسلط ہے" پس وہ سوار ہوئے اور اس جنگل سے نکل گئے' پھر آپ ﷺ نے حکم کیا کہ اتریں اور وضو کریں اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا کہ اذان کہے اور ❺ تکبیر کہے' پھر نماز پڑھائی آپ نے لوگوں کو اور جب نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کو گھبرایا ہوا پایا اور فرمایا: ❻ "لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہماری روحیں قبض کر لی تھیں اور اگر وہ چاہتا تو ہماری روحوں کو دوسرے وقت واپس ❼ کر دیتا' پس جب تم میں سے کوئی سو جائے اور نماز سے غافل ہو جائے یا نماز کو بھول جائے اور اس غفلت ونسیان سے گھبرا جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس نماز کو اسی طرح پڑھ لے جس طرح اس کے وقت پر اس کو پڑھتا ❽ تھا" اس کے بعد رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: "بلال کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا تھا شیطان اس کے پاس آیا اور اس کو تکیہ لگانے پر آمادہ کر دیا' پھر جب وہ سو گیا تو دیر تک اس کو تھپکتا رہا جس طرح تھپکتے ہیں بچوں کو یہاں تک کہ وہ غافل ہو کر سو گیا" اس کے بعد آپ ﷺ نے بلال کو طلب فرمایا تو بلال رضی اللہ عنہ نے بھی وہی صورت بیان کی جس کو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا تھا' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (بلال کا بیان سن کر) کہا' میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (مالک بطریق مرسل)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اور ہے اور پہلا واقعہ اور کیونکہ پہلا واقعہ خیبر اور مدینہ کے درمیان ہوا تھا اور یہ مکہ اور مدینہ کے درمیان۔ ❷ یعنی تھوڑی دیر کے بعد نیند کے غلبہ کی وجہ سے۔ ❸ یعنی پہلے نبی ﷺ کی آنکھ کھلی پھر صحابہ کرام۔
❹ نماز فوت ہو جانے کی وجہ سے سب گھبرا گئے۔ ❺ اَوْ بمعنی واؤ ہے جس کا معنی اور ہے۔ ❻ یعنی تسلی کے لیے۔

❼ یعنی اس وقت سے پہلے اور نماز کے وقت۔ ❽ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوت شدہ نماز جہریہ کو جہر سے اور سریہ کو سر سے پڑھے۔

٦٨٨- (٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَصْلَتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي اَعْنَاقِ الْمُؤَذِّنِيْنَ لِلْمُسْلِمِيْنَ صِيَامُهُمْ وَصَلَاتُهُمْ.)) (رواه ابن ماجه) (ابن ماجة حديث رقم ٧١٢ وفي الزوائد اسناده ضعيف)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''موذنوں کی گردنوں میں مسلمانوں کی دو چیزیں لٹکی ہوئی ہیں ❶ ان کے روزے اور ان کی نماز۔'' (ابن ماجہ)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی مسلمانوں کے روزے اور نماز ان کی اذان سے وابستہ ہیں، اس لیے موذنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے فرض کو احتیاط سے ادا کریں تا کہ مسلمانوں کی ان دو چیزوں میں خلل نہ آئے۔

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَ مَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ

مساجد اور نمازوں کے مقامات کا بیان

الفصل الاول

٦٨٩- (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ الْبَيْتَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ ((هٰذِهِ الْقِبْلَةُ.)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) (البخاری حدیث رقم ٣٩٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (فتح مکہ کے روز) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے تو اس کے تمام گوشوں میں آپ نے دعا کی لیکن نماز نہیں پڑھی اور باہر نکل آئے پھر باہر آ کر کعبہ کے سامنے آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: ''یہ ہے قبلہ۔'' ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ قبلہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ اس خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم آیا ہے اور یہ کبھی بھی منسوخ ہونے کا نہیں' اس اشارے کے یہ معنی نہیں کہ قبلہ صرف یہی آگے کی جانب ہے اور کعبہ کی دوسری طرف رخ کرنا درست نہیں اور نہ ہی یہ مطلب ہے کہ کعبہ کی طرف رخ کرنا باہر سے معتبر ہے اور اندر نماز پڑھنا درست نہیں، تمام علماء کے نزدیک کعبہ کے اندر نفلی نماز پڑھنا جائز ہے جبکہ فرض نماز پڑھنے میں اختلاف ہے اور جمہور کے نزدیک کعبہ کے اندر فرض نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ (مرقاۃ)

٦٩٠- (٢) (وَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْهُ وَ عَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ) (مسلم حديث رقم (٣٩٥- ١٣٣٠) والنسائی حديث رقم ٢٩١٧ واحمد فی المسند ٥/ ٢٠١)

اور روایت کیا اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے۔

٦٩١- (٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْكَعْبَةَ هُوَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِيُّ وَبِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ بن زید' عثمان بن طلحہ حجبی اور بلال رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کر دیا اور اندر ٹھہرے اور جب

وَمَكَثَ فِيهَا فَسَأَلْتُ بِلَالًا حِينَ خَرَجَ مَاذَا صَنَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ جَعَلَ عَمُودًا عَنْ يَسَارِهِ وَعَمُودَيْنِ عَنْ يَمِينِهِ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَاءَهُ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٠٥ ومسلم حديث ٣٨٨۔ ١٣٢٩ وابوداود حديث رقم ٢٠٢٣ والنسائی حديث رقم ٧٤٩)

آپ باہر نکلے تو میں نے بلال سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ نے ایک ستون بائیں جانب کیا۔ اور دو ستون دائیں جانب کیے اور تین ستون پیٹھ کی طرف' ان دنوں بیت اللہ کے چھ ستون تھے' پھر آپ نے نماز پڑھی۔ ❶ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث میں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو شروع میں بیان ہو چکی اختلاف ہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ نے بیت اللہ میں نماز نہیں پڑھی اور اس حدیث میں ہے کہ آپ نے نماز پڑھی ہے، اس میں ترجیح بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث کو ہے کیونکہ بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ اندر گئے ان کو واقعہ کا صحیح علم ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ اندر نہیں گئے' اس لیے ان کا خیال سماعی ہے، علاوہ ازیں ابن عباس رضی اللہ عنہما اس وقت بہت چھوٹے تھے اور اسامہ رضی اللہ عنہ اگر چہ ساتھ تھے لیکن جب دروازہ بند کیا تو اندھیرا ہو گیا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کسی کونے میں دعا میں مشغول ہو گئے۔ بلال رضی اللہ عنہ خادم تھے اس لیے ان کو نبی ﷺ کے ساتھ رہنا تھا ان اور ان توجہ کی لازمی تھی اس لیے ان کی روایت کو ترجیح ہو گی۔ (سید)

٦٩٢- (٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِيمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١١٩٠ ومسلم حديث رقم (٥٠٥۔ ١٣٩٤) والترمذی حديث رقم ٣٢٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں ایک نماز بہتر ہے دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے' سوائے مسجد حرام کے۔'' (بخاری ومسلم)

٦٩٣- (٥) وَعَنْ اَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِي هٰذَا۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١١٩٧ ومسلم حديث رقم ٤١٥ - ٨٢٧ والترمذی حديث رقم ٣٢٦ والنسائی حديث رقم ٧٠٠)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم رخت سفر نہ باندھو ❶ مگر تین مسجدوں کی طرف' ایک مسجد حرام کی جانب دوسرا مسجد اقصیٰ کی طرف اور تیسرا میری اس مسجد کی طرف۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان تین مساجد کے علاوہ زیارت گاہ کے طور پر اور کہیں سفر نہ کیا جائے' سیر وسیاحت درست ہے' تجارت' جہاد اور ہجرت کے لیے سفر درست ہے لیکن اجر وثواب کے ارادہ سے ان مساجد کے علاوہ نہ کسی مسجد، نہ کسی قبر کی زیارت کے لیے جانا چاہیے اور نہ کسی پہاڑ درخت کی زیارت کے لیے' یہ سفر حج کے مشابہ ہے اور یہ صرف ان تین مساجد کے لیے اجازت دی گئی ہے یعنی مسجد حرام' مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی' مسجد حرام آل اسمٰعیل کی مرکزی عبادت گاہ ہے' مسجد اقصیٰ انبیاء بنی اسرائیل کا مرکز ہے اور مسجد نبوی کو

نبی ﷺ کی وجہ سے مرکزیت اور شرف حاصل ہے' ان کے علاوہ دوسری کوئی جگہ بھی ایسی نہیں جسے ان مساجد کے برابر شرف اور مرکزیت حاصل ہو' اس لیے ان کے علاوہ تعبدی سفر کو روک دیا گیا۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''اہل کفر جاہلیت کے زمانہ میں زیارت گاہوں پر برکت حاصل کرنے کے لیے جایا کرتے تھے اور اس میں بہت سی خرابیاں ہیں اور احکام الٰہیہ کی تحریف' نبی ﷺ نے اس سے اس لیے روک دیا کہ دین کے شعائر میں خبط اور غلط واقع نہ ہو جائے اور یہی طریقے اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی عبادت کا ذریعہ نہ بن جائیں'' شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قبر اور کسی بزرگ کی عبادت گاہ اور طور پہاڑ وغیرہ سب نہی میں داخل ہیں یعنی ان کی طرف بغرض عبادت اور برکت حاصل کرنے کے لیے سفر کرنا حرام ہے۔ (حجۃ اللہ)

٦٩٤ - (٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا بَيْنَ بَيْتِیْ وَمِنْبَرِیْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِیْ عَلٰى حَوْضِیْ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١١٩٦ ومسلم حديث رقم (٥٠٢ - ١٣٩١) والترمذی حديث رقم ٣٩١٥ واحمد فی المسند ٢/ ٢٣٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے اور میرا منبر میرے حوض ❶ پر ہے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جو شخص ان مقامات میں اخلاص اور سنت کے مطابق عبادت کر دے گا تو وہ یقیناً جنت کے باغوں میں پہنچے گا اور حوض کوثر سے شربت پئے گا۔

٦٩٥ - (٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَاْتِیْ مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ مَاشِيًا وَرَاكِبًا فَيُصَلِّیْ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١١٩٣ ومسلم حديث رقم (٥١٦ - ١٣٩٩) وابوداود حديث رقم ٢٠٤٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد قبا ❶ میں کبھی پیدل اور کبھی سواری پر ہر ہفتہ میں تشریف لے جاتے اور اس میں دو رکعات نماز ادا فرماتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قباء، مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پہ واقع ہے اور نبی ﷺ ہجرت کے موقعہ پر مدینہ میں داخل ہونے سے پہلے دو ہفتے تک یہاں ٹھہرے تھے۔ اور اس میں ایک مسجد بنائی اسی کو مسجد قبا کہتے ہیں اور یہی پہلی مسجد ہے جس کو آپ نے تعمیر کیا تھا۔ اس میں جانا پہلی حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں سفر نہ تھا۔

٦٩٦ - (٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ اَسْوَاقُهَا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٢٨٨ - ٦٧١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام آبادیوں میں محبوب ترین (آبادیاں) مساجد ہیں اور بدترین مقامات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بازار ❶ ہیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چونکہ مساجد عبادت اور ذکر الٰہی کے مقامات ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو پسند رکھتا ہے اور بازاروں میں حرص' طمع' خیانت' جھوٹ اور بے حیائی کے کام ہوتے ہیں اس لیے ان کو برا جانتا ہے۔

٦٩٧ - (٩) وَعَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٤٥٠ ومسلم حديث رقم (٢٤ ـ ٥٣٣) والترمذی حديث رقم ٣١٨ والنسائی حديث رقم ٦٨٨)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ❶ مسجد بنائے تو اللہ تعالیٰ بناتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک گھر۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اللہ تعالیٰ کے لیے یعنی خالص اللہ کی رضا مندی کے لیے جبکہ ریا کاری اور نام وری مقصود نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہشت میں گھر کرے (بنائے) گا اور بعض لوگ مساجد پر اپنا نام لکھ دیتے ہیں کہ اس مسجد کا بانی فلاں شخص ہے تو یہ نام لکھوانا اس کے عدم اخلاص کی نشانی ہے لیکن کسی انجمن کی طرف سے بصورت سنگ بنیاد مسجد میں یا مسجد کے دروازے پر پتھر لگوانا کوئی منع نہیں، واللہ اعلم۔

٦٩٨ - (١٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّاللّٰهُ لَهُ نُزُلَهُ مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٦٦٢ ومسلم حديث رقم (٢٨٥ ـ ٦٦٩) واحمد فی المسند ٢/ ٥٠٨ ـ ٥٠٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی ❶ کا سامان کرتا ہے خواہ وہ صبح کو جائے خواہ شام کو۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کی نیت سے مؤخر کرنا افضل ہے۔

٦٩٩ - (١١) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَّالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِّنَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٦٥١ ومسلم حديث رقم ٢٧٧ ـ ٦٦٢)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز کا سب سے زیادہ ثواب اس کو ملتا ہے جس کا گھر سب سے دور ہو باعتبار ❶ مسافت کے اور جو شخص کہ انتظار کرے نماز کا اور امام کے ساتھ نماز پڑھ کر جائے تو اس کا ثواب اس شخص سے زیادہ ہے جو (تنہا) نماز پڑھ کر سو رہے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جتنا گھر دور ہوگا اتنا ہی ثواب زیادہ ملے گا۔ یعنی جتنے دور ہو گے وہاں سے آنے میں قدم بہت رکھو گے وہ اعمال میں لکھے جائیں گے اور زیادہ ثواب کا باعث ہوں گے۔

٧٠٠ - (١٢) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَاَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَنْ يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمْ ((بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ)) قَالُوْا نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ ((يَابَنِيْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسجد کے قریب کچھ مکانات خالی ہوئے تو قبیلہ بنوسلمہ کے لوگوں نے مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کر لیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حال معلوم ہوا تو آپ نے ان سے کہا: ''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا' ہاں اے اللہ

سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٢٨٠۔ ٦٦٥)

کے رسول! ہم نے یہی ارادہ کیا ہے' آپ نے فرمایا: ''بنوسلمہ! تم اپنے گھروں ہی میں رہو' (مسجد کی طرف آنے میں) تمہارے نقش قدم حساب میں لکھے جائیں گے۔'' (مسلم)

٧٠١- (١٣) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((سَبْعَةٌ يُّظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهُ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِيْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَ رَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَ رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّ جَمَالٍ فَقَالَ اِنِّيْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ۔)) (متفق عليه)

(البخاري حديث رقم ٦٦٠ و مسلم حديث رقم (٩١۔ ١٠٣١) و الترمذي حديث رقم ٢٣٩١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات شخص ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس روز اپنے سایہ میں ❶ رکھے گا جس روز کہ اللہ تعالیٰ کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا (۱) امام عادل (۲) وہ جوان جو اپنی جوانی کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں صرف کر دے (۳) جس آدمی کا دل مسجد سے وابستہ ہے' جب نکلے تو پھر واپس آ جائے ❷ (۴) وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھتے ہیں' اسی پر جمع ہوتے ہیں اور اسی پر الگ ❸ ہوتے ہیں (۵) اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا علیحدگی میں اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے (۶) اور جس شخص کو کسی خوبصورت اور خاندانی عورت نے برائی کے لیے بلایا اور اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے (۷) اور جس آدمی نے اس طرح پوشیدہ صدقہ کیا کہ بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں کہ دائیں نے کیا ❹ دیا۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کرے گا اور آخرت کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا اور بعض علماء نے کہا ہے کہ سایہ سے مراد سایہ عرش ہے۔ ❷ گویا مسجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہے وہ اپنی زیارت کرنے والوں کی ضیافت کرتا ہے اور مسجد میں جانے والوں کو محروم نہیں چھوڑتا۔ ❸ یعنی حاضر و غائب میں خالص محبت رکھتے ہیں۔

❹ یعنی ریاء کاری اور ناموری سے بچنے کے لیے انتہائی پوشیدگی سے خرچ کرتا ہے۔

٧٠٢- (١٤) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلٰى صَلٰوتِهِ فِيْ بَيْتِهِ وَفِيْ سُوْقِهِ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ ضِعْفًا وَّذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الْمَسْجِدِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نماز جماعت کے ساتھ پچیس درجہ زیادہ ثواب رکھتی ہے اس نماز سے جو گھر یا بازار میں پڑھے' اور یہ اس وجہ سے کہ جب وضو کیا اور اچھی طرح آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر وضو کیا' پھر مسجد کی طرف چلا خالص نماز کی نیت سے تو جو قدم وہ

خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ فَاِذَا صَلّٰى لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِكَةُ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ وَلَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَّا انْتَظَرَ الصَّلٰوةَ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ)) وَ زَادَ فِيْ دُعَآءِ الْمَلٰئِكَةِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٤٧ ومسلم حدیث (٢٧٢۔ ٦٤٩) وابوداود حدیث رقم ٥٥٩ والترمذی حدیث رقم ٢١٦)

مسجد کی طرف اٹھاتا ہے اس قدم کی بدولت ثواب میں اس کا درجہ بلند کیا جاتا ہے اور دور کیا جاتا ہے اس کے سبب سے اس کا گناہ پھر جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک وہ اپنی نماز ❶ کی جگہ میں رہتا ہے تو فرشتے اس کے لیے یہ دعا کرتے ہیں' اے اللہ! بخشش کر اس کی' یا اللہ رحم کر اس پر اور جب تک تم میں سے کوئی نماز کے انتظار میں رہتا ہے اس کا وہ وقت نماز ہی میں شمار ہوتا ہے'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ''جس وقت کہ داخل ہوتا ہے مسجد میں اس حالت میں کہ ہوتی ہے اس کو نماز روکنے والی'' اور فرشتوں کی دعا میں یہ الفاظ زیادہ ہیں ''اے اللہ! بخش دے اس کو' اے اللہ! تو بہ قبول کر اس کی جب تک کہ وہ ایذا نہ دے کسی کو مسجد میں اور جب تک اس کا وضو ❷ نہ ٹوٹے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فضیلت اس وقت حاصل ہوگی کہ جب نمازی اپنی جگہ پر بیٹھا رہے' اگر نماز پڑھ کر دوسری جگہ بیٹھ گیا تو یہ فضیلت فوت ہو جائے گی۔
❷ مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کو ہاتھ یا زبان سے تکلیف دے گا یا وضو ٹوٹے گا تو فرشتے دعا نہیں کریں گے۔

٧٠٣- (١٥) وَعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٦٨۔ ٧١٣) وابوداود حدیث ٤٦٥ والنسائی حدیث رقم ٧٢٩)

سیدنا ابو سید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی داخل ہو مسجد میں تو اس کو چاہیے کہ یہ دعا کرے' اے اللہ! اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور جب مسجد سے باہر نکلے تو یہ کہے: اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل ❶ چاہتا ہوں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ فضل سے مراد رزق حلال ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کی طلب لو جاتا ہے۔

٧٠٤- (١٦) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَّجْلِسَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٤٤٤ ومسلم حدیث رقم (٦٩۔ ٧١٤) وابوداود حدیث رقم ٤٦٧)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ بیٹھنے سے پہلے دو رکعات ❶ نماز پڑھے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تحیۃ المسجد مستحب ہے۔

٧٠٥- (١٧) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٣٠٨٨ ومسلم حدیث رقم (٧٤۔ ٧١٦) واللفظ له وابوداود حدیث رقم ٢٧٨١)

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو عموماً چاشت کے وقت آتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر مسجد میں (تھوڑی دیر) بیٹھتے۔ ❶ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر جب سفر سے آئے تو گھر جانے سے پہلے مسجد میں جائے اور دو رکعت نماز پڑھ کر کچھ دیر بیٹھے۔

٧٠٦- (١٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٧٩۔ ٥٦٨) وابوداود حدیث رقم ٤٧٣ وابن ماجة حدیث رقم ٧٦٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یہ سنے کہ کوئی آدمی اپنی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کر رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ یہ کہے' اللہ تعالیٰ تیری چیز واپس نہ دے اس لیے کہ مسجدیں اس کام کے لیے نہیں بنائی گئیں۔'' (مسلم)

٧٠٧- (١٩) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَتَأَذّٰى مِمَّا يَتَأَذّٰى مِنْهُ الْإِنْسُ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٨٥٤ ومسلم حدیث رقم (٧٢۔ ٥٦٤) واللفظ لمسلم والنسائی حدیث رقم ٧٠٧)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کہ اس بدبودار درخت ❶ یعنی لہسن اور پیاز میں سے کچھ کھائے تو وہ ہماری مسجدوں کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے بھی اس چیز سے ایذا پاتے ہیں جس سے انسان اذیت پاتے ہیں۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جس طرح بدبو سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے لہٰذا لہسن' پیاز کھا کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے کیونکہ مسجد ملائکہ کے آنے کی جگہ ہے اور وہ ایذا پائیں گے اور اس میں ہر بدبودار چیز داخل ہے خواہ کھانے کی قسم سے ہو یا پینے سے۔ (مرقاۃ)

٧٠٨- (٢٠) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٤١٥ ومسلم (٥٥۔ ٥٥٢) وابوداود حدیث رقم ٤٧٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو دفن کر دیا جائے۔'' (بخاری و مسلم)

۷۰۹- (۲۱) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُهَا وَسَیِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔)) (رواه مسلم)

(مسلم حدیث رقم (۵۷۔ ۵۵۳) وابن ماجة حدیث رقم ۳۶۸۳ واحمد فی المسند ۵/ ۱۷۸)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے نیک و بد اعمال میرے سامنے پیش کئے گئے' میں نے اس کے نیک اعمال میں راستہ سے اذیت دینے والی چیز کو دور کر دینا پایا اور بد اعمال میں مسجد کے اندر تھوکنا جس کو دفن نہ کیا گیا ہو۔'' (مسلم)

۷۱۰- (۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَلَا یَبْصُقْ اَمَامَهٗ فَاِنَّمَا یُنَاجِی اللّٰهَ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ وَلَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَاِنَّ عَنْ یَّمِیْنِهٖ مَلَكًا وَّلْیَبْصُقْ عَنْ یَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمَیْهِ فَیَدْفِنُهَا۔)) (البخاری حدیث رقم ۴۱۶ ومسلم حدیث رقم (۵۳۔ ۵۵۰) وابن ماجة حدیث رقم ۱۰۲۲ واللفظ للبخاری)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو وہ اپنے سامنے نہ تھوکے' اس لیے کہ جب تک وہ نماز کی حالت میں ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہے اور نہ تھوکے دائیں جانب اس لیے کہ ادھر فرشتے ہوتے ہیں بلکہ بائیں جانب تھوکے یا قدموں کے نیچے اور پھر اس کو دبا دے۔''

۷۱۱- (۲۳) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ ((تَحْتَ قَدَمِهِ الْیُسْرٰی۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۴۱۴ ومسلم حدیث رقم (۵۲۔ ۵۴۸)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''بلکہ تھوکے بائیں قدم کے نیچے۔'' (بخاری ومسلم)

۷۱۲- (۲۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ لَمْ یَقُمْ مِنْهُ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۴۴۴ ومسلم حدیث رقم (۱۹۔ ۵۲۹) واحمد فی المسند ۶/ ۱۲۱)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض موت میں فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ ❶ گاہ بنالیا۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ گاہ بنانا دو طرح کا ہوتا ہے' ایک یہ کہ سجدہ قبروں کو کریں ان کی عبادت کیلئے جیسے بت پرست بت پوجتے ہیں اور دوسرا یہ کہ مقصود اور منظور عبادت اللہ تعالیٰ کی رکھیں لیکن اعتقاد یہ کریں کہ ان کی قبروں کی طرف متوجہ ہونا نماز میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور اس کی رضا کا سبب ہے' تو یہ دونوں طریقے غیر مشروع اور ناپسند ہیں اور پہلا تو صریح شرک اور کفر ہے اور جبکہ دوسرا حرام ہے۔

۷۱۳- (۲۵) وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ

سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

یَقُوْلُ ((اَلَا وَاِنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَآءِ هِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسَاجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوْا الْقُبُوْرَ مَسَاجِدَ اِنِّیْ اَنْهٰکُمْ عَنْ ذَالِكَ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۲۳۔ ۵۳۲)

کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''خبردار! بے شک تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اپنے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کو مسجد بنا لیا تھا' خبردار تم قبروں کو مسجد نہ بنانا' میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔'' (مسلم)

۷۱۴- (۲۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِجْعَلُوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ مِنْ صَلَاتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۴۳۲ ومسلم حدیث (۲۰۸۔ ۷۷۷) وابوداود حدیث رقم ۱۰۴۳)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے گھروں میں بھی اپنی نمازوں میں سے کچھ پڑھا کرو اور ان (گھروں) کو قبریں نہ بناؤ۔'' (بخاری و مسلم)

الفصل الثانی

۷۱۵- (۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ۔)) (رواہ الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۳۴۴ وقال حدیث حسن صحیح وابن ماجة حدیث رقم ۱۰۱۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے'' (یعنی مدینہ والوں کا اور ان لوگوں کا جو مدینہ کے مانند ہیں)۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی دو میں سے ایک سند حسن ہے۔

۷۱۶- (۲۸) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ خَرَجْنَا وَفْدًا اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَایَعْنَاهُ وَصَلَّیْنَا مَعَهٗ وَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّ بِاَرْضِنَا بِیْعَةً لَّنَا فَاسْتَوْهَبْنَاهُ مِنْ فَضْلِ طَهُوْرِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ ثُمَّ صَبَّهٗ لَنَا فِیْ اِدَاوَةٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ ((اخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَیْتُمْ اَرْضَکُمْ فَاکْسِرُوْا بِیْعَتَکُمْ وَانْضَحُوْا مَکَانَهَا بِهٰذَا الْمَآءِ وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا)) قُلْنَا اِنَّ الْبَلَدَ بَعِیْدٌ وَالْحَرُّ شَدِیْدٌ وَالْمَآءُ یُنْشَفُ فَقَالَ ((مُدُّوْهُ مِنَ الْمَآءِ فَاِنَّهٗ لَا یَزِیْدُهٗ اِلَّا طِیْبًا۔)) (رواہ النسائی) (النسائی حدیث رقم ۷۰۱)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک جماعت کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے پس ہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت ❶ کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی' اور ہم نے بتایا کہ ہمارے وطن میں ہمارا ایک گرجا ❷ ہے' پھر ہم نے عرض کیا کہ آپ اپنے وضو سے بچا ہوا پانی دے دیں' آپ نے پانی منگایا اور وضو کیا اور کلی کی پھر وہ ہمارے برتن میں ڈال دیا اور ہمیں جانے کی اجازت دی اور فرمایا: ''جب اپنے وطن پہنچو تو گرجا توڑ دو اور اس کی زمین پر یہ پانی بہا دو اور اسے مسجد بنا لو'' ہم نے عرض کیا' ہمارا شہر بہت دور ہے اور گرمی سخت ہے پانی خشک ہو جائے گا' آپ نے فرمایا: ''اس میں اور پانی ملا لینا' پانی کی طہارت میں اس سے

اضافہ ہی ہوگا۔'' (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بیعت کی یعنی بیعت اسلام پر۔ ❷ گرجا۔ طلق بن علی کا وفد ۹ھ یعنی عام الوفود میں آپ کی خدمت میں پہنچا تھا۔ یہ لوگ عیسائی تھے، جب اسلام لائے تو گرجا کے بارے میں دریافت کیا کہ اب اسے کیا کریں توڑ ڈالیں یا رہنے دیں؟ آپ نے فرمایا اسے توڑ ڈالو اور میرے وضو سے اس بچے ہوئے پانی کو اس کی جگہ میں تبرکاً چھڑک دو، اس سے معلوم ہوا کہ غیر مسلموں کے عبادت خانوں کو مسجد نہیں بنا سکتے بلکہ اسے توڑ کر از سر نو مسجد بنا کر عبادت کرنا چاہیے۔

۷۱۷- (۲۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فِي الدُّوْرِ وَاَنْ يُنَظَّفَ وَيُطَيَّبَ۔)) (رواه ابوداود و الترمذی و ابن ماجة)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم اپنے محلوں میں مساجد بنائیں' پاک وصاف رہیں اور خوشبو لگائیں۔ (ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ)

(ابوداود حدیث رقم ٤٥٥ والترمذی حدیث ٥٩٤ وابن ماجة حدیث رقم ٧٥٨)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۷۱۸- (۳۰) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا اُمِرْتُ بِتَشْيِيْدِ الْمَسَاجِدِ)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتُزَخْرِفُنَّهَا كَمَا زَخْرَفَتِ الْيَهُوْدُ وَ النَّصَارٰى۔ (رواه ابوداود)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں حکم دیا گیا مجھ کو مساجد کے چونا گچ کرنے کا'' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا البتہ زینت کرو گے تم مساجد کی جس طرح کہ زخرف ❶ کرتے ہیں یہود ونصاریٰ اپنے عبادت خانوں کی۔ (ابوداؤد)

(ابوداود حدیث رقم ٤٤٨ والبخاری تعلیقا باب بناء المساجد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ زخرف۔ اصل میں طلا اور کسی چیز کی کمال خوبی کو کہتے ہیں یعنی مساجد کو نقش ونگار اور ٹیپ ٹاپ پر زور دیں گے اور نماز سے گریز کریں گے، امام ابن حبان نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس حدیث کو موقوفاً بیان کیا ہے یعنی یہود اور نصاریٰ جب عمل سے محروم ہوگئے تو گرجے بڑے شاندار بنانے لگے، اسی طرح تم جب اخلاص سے محروم ہوجاؤ گے تو تم بھی عالی شان مساجد بناؤ گے۔

۷۱۹- (۳۱) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ۔)) (رواه ابوداود، والنسائی و الدارمی و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ٤٤٩ والنسائی حدیث رقم ٦٨٩ والدارمی حدیث رقم ١٤٠٨ وابن ماجة حدیث ٧٣٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ مساجد کے متعلق فخر کیا کریں گے۔'' (ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

۷۲۰- (۳۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أُجُوْرُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ ذُنُوْبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرَذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُوْرَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ أَوْاٰيَةٍ أُوْتِيَهَا رَجُلٌ ثُمَّ نَسِيَهَا۔)) (رواه الترمذی و ابوداوٗد) (الترمذی حدیث رقم ۲۹۱۶ وقال غریب لا نعرفه الا من هذا الوجه وابو داود حدیث رقم ٤٦١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے ثواب میرے روبرو پیش کئے گئے' یہاں تک کہ مسجد سے کوڑا اور خاک نکالنے اور صفائی کرنے کا ثواب بھی اور پیش کئے گئے میرے سامنے میری امت کے گناہ' ان گناہوں میں مجھے اس سے بڑا کوئی گناہ نظر نہیں آتا کہ کسی کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت یاد ہو پھر اس نے اس کو بھلا ❶ دیا ہو۔'' (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں دو جگہ انقطاع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس آیت کی طرف اشارہ ہے: ﴿يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ بِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا﴾ (التحریم: ۸) ''یعنی قیامت کے روز مؤمنوں کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں طرف چلتا ہوگا وہ کہیں گے اے رب ہمارے! ہمارے نور کو پورا کر دے'' مومن لوگ دنیا میں جب نماز کے لیے اندھیروں میں چلتے تھے تو اس کا بدلہ قیامت کو یہ ملے گا کہ ان کو پورا نور عطا ہوگا۔

۷۲۱- (۳۳) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ) (ابوداود حدیث رقم ٥٦١ والترمذی حدیث رقم ۲۲۳)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن پورے نور کی بشارت دے دو۔'' (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے' بہت سے شواہد کی وجہ سے۔

۷۲۲- (۳٤) وَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ وَاَنَسٍ۔ (ابن ماجة عن سهل حدیث رقم ۷۸۰ وعن انس حدیث ۷۸۱)

اور ابن ماجہ نے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۷۲۳- (۳۵) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِي قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا رَاَيْتُمُ الرَّجُلَ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوْا لَهُ بِالْإِيْمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔)) (رواه الترمذی و ابن ماجة والدارمی) (الترمذی حدیث رقم ۲٦۱۷ وقال غریب

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دیکھو تم ایک شخص کو کہ خبر گیری ❶ کرتا ہے مسجد کی تو اس کے مومن ہونے کی گواہی دو' کیوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''نہیں آباد کرتا اللہ تعالیٰ کی مساجد کو' مگر وہ شخص کہ ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور دن آخرت پر۔'' (ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی)

حسن وابن ماجة حديث رقم ٨٠٢ ولفظه ((يعتاد))

والدارمی حديث رقم ١٢٢٣)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ خبرگیری۔ یعنی جو آدمی مسجد میں بیٹھا رہے وہاں علم حاصل کرے اور مسجد کو پاک صاف کرے تو اس کے ایمان کی شہادت دینی چاہیے۔

٧٢٤- (٣٦) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ قَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ (ﷺ) ائْذَنْ لَنَا فِي الْاِخْتِصَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَصَى وَلَا اخْتَصَى إِنَّ خِصَاءَ أُمَّتِي الصِّيَامُ)) فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي السِّيَاحَةِ فَقَالَ ((إِنَّ سِيَاحَةَ أُمَّتِي الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللهِ)) فَقَالَ ائْذَنْ لَنَا فِي التَّرَهُّبِ فَقَالَ ((إِنَّ تَرَهُّبَ أُمَّتِي الْجُلُوْسُ فِي الْمَسَاجِدِ انْتِظَارَ الصَّلَاةِ۔)) (رواه في شرح السنة) (رواه في شرح السنة ٢/ ٣٧٠ حديث ٤٨٤)

سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہمیں خصی ہونے کی اجازت فرمائیے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کسی کو خصی ❶ کرے یا خود خصی ہو تو وہ ہم سے نہیں' میری امت میں روزے رکھنے سے خصی ہونے کا مطلب پورا ہو جاتا ہے'' میں نے عرض کیا' ہمیں سیاحت ❷ کی اجازت فرما دیں' آپ نے فرمایا: ''میری امت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا سیاحت ہے'' میں نے عرض کیا' ہمیں راہب بننے کی اجازت دیں'' آپ نے فرمایا: ''مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا میری امت کی رہبانیت ہے۔'' (روایت کیا اس کو شرح السنہ میں)

حکم الحدیث: اس کی سند سے میں واقف نہیں ہو سکا۔

فوائد الحدیث: ❶ خصی ہونا یہ ہے کہ قوت مردی کو بالکل فنا کر دے اور اسلام میں اس کی اجازت نہیں، اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ انسان قانون کے مطابق چلنے کی عادت سیکھے، فطری قوت کو فنا کر دینا کوئی خوبی نہیں، بلکہ ضبط اور قانون الٰہی کی پابندی کرنا خوبی ہے، علاوہ ازیں خصی ہونے سے نسل کشی اور گوشہ نشینی ہے۔ ❷ سیاحت بے فائدہ اور دور از کار چیزیں ہیں اسلام ایسی چیزوں کو ختم کرنے آیا ہے۔ فافہم

٧٢٥- (٣٧) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَائِشٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُوْرَةٍ قَالَ فِيْمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلٰى قُلْتُ أَنْتَ أَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَتَلَا وَكَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ مُرْسَلًا وَلِلتِّرْمِذِيِّ نَحْوُهٗ۔)) (الدارمی

سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے (خواب میں) اپنے پروردگار کو بہترین صورت میں دیکھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں فرشتے مقربین؟ کہا میں نے' تو زیادہ جانتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس رکھا اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ درمیان میرے کندھوں کے' تو پائی میں نے سردی اس کی درمیان اپنے سینے کے' اور جان لی میں نے وہ چیز کہ تھی جو آسمانوں اور زمین میں اور آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ''اور

حدیث رقم ۲۱٤۹ عن عبدالرحمن بن عائش اخرجه الترمذی تعلیقاً من قول البخاری ٥/ ٣٤٤ بعد حدیث ٣٢٣٥)

اسی طرح سے دکھلایا ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو تصرف آسمانوں کا اور زمین کا تاکہ ہو وہ یقین کرنے والوں میں سے۔" روایت کیا اس کو دارمی نے بطریق ارسال کے اور روایت کیا اسی طرح ترمذی نے۔

٧٢٦- (٣٨) عَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَزَادَفِيْهِ قَالَ ((يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِی فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى قُلْتُ نَعَمْ فِی الْكَفَّارَاتِ وَ الْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَالْمَشْیُ عَلَى الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَ اِبْلَاغُ الْوُضُوءِ فِی الْمَكَارِهِ وَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَ مَاتَ بِخَيْرٍ وَ كَانَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَيَوْمِ وَ لَدَتْهُ اُمُّهٗ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ قَالَ وَالدَّرَجَاتُ اِفْشَاءُ السَّلَامِ وَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَ النَّاسُ نِيَامٌ وَلَفْظُ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَمَا فِی الْمَصَابِيْحِ لَمْ اَجِدْهُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اِلَّا فِی شَرْحِ السُّنَّةِ۔)) (الترمذی حدیث رقم ٣٢٣٥ ورواه فی شرح السنة)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم جانتے ہو اوپر کی جماعت فرشتوں کی کس بات میں جھگڑ رہی ہے؟ میں نے کہا، ہاں کفارات میں، اور کفارات یہ ہیں مساجد میں نماز کے بعد ٹھہرنا (۲) اور جماعت کے لیے چل کر جانا (۳) اور تکلیف کے وقت پوری طرح وضو کرنا اور جس نے کیا یہ تو وہ زندہ رہے گا ساتھ بھلائی کے اور مرے گا ساتھ بھلائی کے اور ہوگا پاک اپنے گناہوں سے یا مانند اس دن کے کہ جنا اس کو اس کی ماں نے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس وقت نماز پڑھ چکو تو کہہ یا الٰہی! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے نیکیوں کے کرنے کا اور چھوڑنا برائیوں کا اور مسکینوں کی دوستی ❶ اور جب تو اپنے بندوں کو کسی فتنہ ❷ میں ڈالنا چاہے تو مجھے فتنہ ❸ کے بغیر اپنی طرف قبض کر لے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ❹ اور درجات ہیں عام ❺ کرنا سلام کا، اور کھانا کھلانا اور نماز پڑھنا رات کو اس وقت کہ جب لوگ سو رہے ہوں۔" (اور لفظ اس حدیث کے جیسے کہ مصابیح میں ہیں نہیں پایا میں نے ان کو عبدالرحمٰن سے مگر شرح السنہ میں)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور مسکینوں کی دوستی یعنی میں ان کو دوست رکھوں یا وہ مجھے دوست رکھیں۔ ❷ فتنہ کا یعنی گمراہی کا یا سزا پہنچانے کا۔ ❸ بغیر فتنہ کے یعنی غیر گمراہ۔ ❹ درجات یعنی وہ عمل جن سے بندے کا مرتبہ درگاہ الٰہی میں بلند ہوتا ہے۔ ❺ سلام کو عام کرنا یعنی ہر مسلمان سے سلام کرنا خواہ واقف ہو یا ناواقف اور کھانا کھلانا اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھنا، یہ ایسی صفات ہیں جن سے تواضع، بخشش اور عبادت کی عادت پیدا ہوتی ہے، لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے اندر تواضع، انکساری اور عبادت کی صفت پیدا کرے۔

۷۲۷- (۳۹) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلٰثَةٌ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰهِ رَجُلٌ خَرَجَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰهِ حَتّٰی یَتَوَفَّاهُ فَیُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْیَرُدَّهٗ بِمَانَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِیْمَةٍ وَرَجُلٌ رَاحَ اِلَی الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰهِ وَ رَجُلٌ دَخَلَ بَیْتَهٗ بِسَلَامٍ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَی اللّٰهِ))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) (ابوداود حدیث رقم ۲۴۹۴)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمیوں کا اللہ تعالیٰ ضامن ہے ❶ (۱) جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ ضامن ہے کہ اسے موت کے بعد جنت میں داخل کرے یا ثواب اور غنیمت سمیت اس کے گھر واپس کرے۔ (۲) اور وہ شخص جو مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے (۳) اور وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام ❷ کہہ کر داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی سلامتی کا ضامن ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ضامن الخ یعنی ان تین آدمیوں کے اجر کو اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی ضائع نہیں کرے گا اور دنیوی تفکرات سے بھی محفوظ رکھے گا۔ ❷ سلام کہہ کر یعنی اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہہ کر گھر میں داخل ہو یا یہ کہ گھر میں سلامت رہنے کی نیت سے داخل ہو جائے اور بدعات اور فتن وغیرہ سے اپنے دین کو بچانے کے لیے لوگوں سے علیحدہ ہو جائے۔

۷۲۸- (۴۰) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ مُتَطَهِّرًا اِلٰی صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ وَمَنْ خَرَجَ اِلٰی تَسْبِیْحِ الضُّحٰی لَا یُنْصِبُهٗ اِلَّا اِیَّاهُ فَاَجْرُهٗ كَاَجْرِ الْمُعْتَمِرِ وَ صَلٰوةٌ عَلٰی اَثَرِ صَلٰوةٍ لَا لَغْوَ بَیْنَهُمَا كِتَابٌ فِیْ عِلِّیِّیْنَ))۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ) (احمد فی المسند ۵/ ۲۶۸ وابوداود حدیث رقم ۵۵۸)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص باوضو ہو کر نکلتا ہے گھر سے طرف مسجد کی ادائے فرض نماز کیلئے' تو ثواب اس کا مانند ثواب حج کرنے والے احرام باندھنے والے کے ہے اور جو شخص کہ نکلا طرف نفل پڑھنے چاشت ❶ کے' اس کے سوا اسے کوئی اور مطلب نہ ہو تو ثواب اس کا مانند عمرہ کرنے والے کے ہے اور نماز پڑھنا ❷ پیچھے نماز کے کہ نہ بیہودہ کلام ہو درمیان ان دونوں کے' تو یہ ایسا عمل ہے کہ جو لکھا جاتا ہے علیین ❸ میں۔''

فوائد الحدیث: ❶ چاشت: چاشت کی نماز کو تسبیح سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ جس طرح ذکر اذکار فرض نہیں ایسے ہی یہ نماز بھی واجب نہیں ہے۔ ❷ نماز پڑھنا۔ اس سے مراد ہے کہ ہمیشہ نماز کو قائم رکھنا اور نماز کے خلاف جس قدر بھی چیزیں ہیں ان سے پرہیز کر کے نماز کی پوری حفاظت کرنا۔ ❸ علیین ایک دفتر ہے جس میں اعلیٰ درجہ کے مؤمنوں کے اعمال کا اندراج ہوتا ہے' مقصد یہ ہے کہ جس طرح محرم حاجی کا اجر کسی صورت میں بھی کم نہیں ہوتا تو اسی طرح اس کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوتی۔

۷۲۹- (۴۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا)) قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا رِیَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب گزرو تم بہشت کے باغوں میں سے' میوہ کھاؤ'' کہا گیا اے اللہ کے رسول! بہشت کے باغ کیا ہیں؟ آپ

((اَلْمَسَاجِدُ)) قِيْلَ وَمَا الرَّتْعُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) (الترمذی حدیث رقم ۳۵۰۹ وقال حسن غریب)

نے فرمایا: ''مساجد'' ❶ کہا گیا اے اللہ کے رسول! میوہ کھانا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف اور منکر ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مساجد، چونکہ عبادت اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہے اور جو جگہ عبادت کے لیے مقرر کی جائے تو وہ یقیناً افضل ہو گی اور وہ بھی قرب الٰہی کا ذریعہ ہو گی، اس لیے نبی ﷺ نے مساجد کو جنت کے باغوں سے تعبیر فرمایا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو اس میں چرو' چرنے کا مطلب عبادت ہے، یعنی جب مسجد میں آ ؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

۷۳۰- (۴۲) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اَتَى الْمَسْجِدَ لِشَيْءٍ فَهُوَ حَظُّهُ.)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ.) (ابوداود حدیث رقم ۴۷۲)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص جس کام کے لیے مسجد میں آئے ❶ تو (آخرت میں) اسے وہی کچھ ملے گا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مسجد میں آئے۔ اس حدیث کا مفہوم بعینہ حدیث ''انما الاعمال بالنیات'' کے مطابق ہے یعنی مسجد میں آنے سے پہلے نیت ٹھیک کر لینی چاہیے، اگر نیک کام کی نیت کرے گا تو اس کا اجر اس کو ملے گا' مثلاً کوئی نماز کے لیے آیا یا پڑھنے پڑھانے کے لیے آیا تو اس کا اجر اس کو ملے گا' اگر بدنیت لے کر مسجد میں آیا مثلاً جوتا چرانے یا ڈائری لکھنے آیا تو اس کو مسجد کی طرف چل کر آنے کا اجر نہیں ملے گا بلکہ وہ گناہ گار ہے۔

۷۳۱- (۴۳) وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَدَّتِهَا فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ ((رَبِّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ)) - وَاِذَا خَرَجَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ ((رَبِّ اغْفِرْلِي ذُنُوْبِي وَافْتَحْ لِي اَبْوَابَ فَضْلِكَ))۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَتِهِمَا قَالَتْ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَكَذَا اِذَا خَرَجَ قَالَ ((بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بَدَلَ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَسَلَّمَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ الْحُسَيْنِ لَمْ تُدْرِكْ فَاطِمَةَ الْكُبْرٰى۔)) (الترمذی

محترمہ فاطمہ بنت حسین اپنی دادی سیدہ فاطمۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ❶ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود و سلام اور یہ دعا پڑھتے ''اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلتے تو درود و ❷ سلام کہتے اور یہ دعا پڑھتے ''اے میرے رب! میرے گناہ معاف کر اور اپنے فضل کے دروازے مجھ پر کھول دے'' (ترمذی احمد و ابن ماجہ) اور احمد و ابن ماجہ کی روایت میں اس طرح ہے کہ آپ جب مسجد میں داخل ہوتے یا نکلتے تو فرماتے ''میں اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے (مسجد میں آیا ہوں) اور اللہ کے رسول پر سلام ہو یہ دعا ''صلی علی محمد وسلم'' کی جگہ پڑھتے۔ اور کہا ترمذی نے

حدیث رقم ۳۱٤ وقال حدیث حسن ولیس اسناده بمتصل واحمد فی المسند ٦/ ۲۸۲ وابن ماجة حدیث رقم ۷۷۱ وذکر بسم الله والسلام علی رسول الله)

اس حدیث کی سند متصل نہیں کیونکہ فاطمہ بنت حسین نے فاطمہ الکبریٰ کا زمانہ ❸ نہیں پایا۔

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی فاطمہ بنت محمد ﷺ ❷ درود شریف یعنی فرماتے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد الخ۔
❸ زمانہ نہیں پایا' اس لیے کہ جب فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو حسین رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی لہٰذا اس کی سند متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور منقطع کی تعریف مقدمہ میں دیکھئے۔

۷۳۲- (٤٤) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِي الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَيْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِيْهِ وَاَنْ يَتَحَلَّقَ النَّاسُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَبْلَ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ۔ (رواه ابوداؤد والترمذی) (ابوداود والترمذی حدیث رقم ۳۲۲ وقال حدیث حسن)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں شعر ❶ پڑھنے' اس میں خرید وفروخت کرنے' اور جمعہ کے دن سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد وترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شعر۔ مسجد میں اچھے اشعار پڑھنا جن میں توحید یا نصیحت کی باتیں ہوں تو اجازت ہے اور برے اشعار پڑھنا منع ہیں اور مسجد میں خرید وفروخت بھی مکروہ ہے' جمہور کا یہی مذہب ہے' لیکن اگر کوئی کر لے تو بیع صحیح ہوگی' اس کا توڑنا جائز نہیں ہے' جمعہ کے روز مسجد میں حلقے بنا کر بیٹھنا جمہور کے نزدیک ممنوع ہے (نیل)

۷۳۳- (٤٥) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَبِيْعُ اَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ فَقُوْلُوْا لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ وَاِذَا رَاَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيْهِ ضَالَّةً فَقُوْلُوْا لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ۔)) (رواه الترمذی و الدارمی) (الترمذی حدیث رقم ۱۳۲۱ والدارمی حدیث رقم ۱٤۰۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت دیکھو تم کسی شخص کو کہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے مسجد میں کچھ' پس کہو نہ نفع دے اللہ تعالیٰ تیری سوداگری میں اور جس وقت دیکھو تم کسی شخص کو کہ اعلان کرتا ❶ ہے مسجد میں گم شدہ چیز کا' تو کہو کہ نہ لوٹائے اللہ تعالیٰ تجھ پر۔'' (ترمذی و دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اعلان کرتا ہے الخ۔ یعنی بلند آواز سے ڈھونڈتا ہے اور شور کرتا ہے اور گم ہوئی چیز مراد جاندار چیز ہے' یہ معنی لفظ ''ضالہ'' کا ہے' یہ لفظ مذکر اور مونث دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' یہ لفظ جانداروں کے لیے خاص ہے اور بے جان چیزوں کے گم ہونے پر عرب لوگ لفظ ''ضائع اور لقیط'' بولتے ہیں۔ (نیل) اس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز کسی دوسری جگہ گم ہوئی ہو تو اس کی تلاش کے لیے مسجد میں بلند آواز کرنا شور برپا کرنا منع ہے اور یہ بلا ضرورت گفتگو ہے مساجد کا ادب اس کے منافی ہے اگر چیز مسجد ہی میں گم

ہوئی ہو یا ممکن ہو کہ مسجد میں تذکرہ کرنے سے چیز مل جائے گی تو ایسی صورت میں مسجد میں تذکرہ کرنا ممنوع نہیں۔

٧٣٤- (٤٦) وَعَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ ((نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ اَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ يُنْشَدَ فِيهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِيهِ الْحُدُودُ۔)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ فِي سُنَنِهِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُولِ فِيهِ عَنْ حَكِيمٍ۔) (ابوداود حديث رقم ٤٤٩٠ واحمد مختصرا في مسنده ٣/ ٤٣٤)

سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا کہ قصاص ❶ لیا جائے مسجد میں اور یہ کہ پڑھے جائیں مسجد میں شعر اور یہ کہ قائم کی جائیں اس میں حدیں ❷ (ابوداؤد) اور صاحب جامع الاصول حکیم ❸ سے۔

حکم الحدیث: شاہد کی بنا پر یہ حدیث ثابت ہے مضبوط ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قصاص: یعنی خون کا بدلہ۔ ❷ حدود یعنی زنا اور شراب وغیرہ کی حدود۔ ❸ حکیم سے یعنی لفظ ابن حزام کے بغیر

٧٣٥- (٤٧) وَفِي الْمَصَابِيحِ عَنْ جَابِرٍ۔ (مصابيح السنة ١/ ٢٩٧ حديث رقم ٥٢٠)

اور مصابیح ❶ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مصابیح میں یہ حدیث جابر سے اور جامع الاصول میں یہ جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ حکیم سے مروی ہے۔

٧٣٦- (٤٨) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ نَهَى عَنْ هَاتَيْنِ الشَّجَرَتَيْنِ يَعْنِي الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَقَالَ ((مَنْ اَكَلَهُمَا فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا)) وَقَالَ ((اِنْ كُنْتُمْ لَا بُدَّا اٰكِلِيهِمَا فَاَمِيتُوْهُمَا طَبْخًا۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٣٨٢٧ واحمد في المسند ٤/ ١٩)

معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ان دو درختوں ❶ کے کھانے سے یعنی پیاز اور تھوم اور فرمایا: ”جو شخص ان کو کھائے تو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے“ آپ نے فرمایا: ”اگر تم نے ان کو ضرور ہی کھانا ہو تو ان کو پکا کر ان کی بدبو دور کر کے کھاؤ۔“ (ابوداؤد)

فوائد الحدیث: ❶ درختوں الخ۔ یعنی کوئی بھی بدبودار چیز کھا پی کر مسجد میں نہیں آنا چاہیے خواہ پیاز، لہسن ہو یا حقہ، سگریٹ یا کوئی اور بدبودار چیز، اگر پیاز، لہسن کھانا ضروری ہو تو ان کو پکا کر ان کی بدبو کو دور کر دینا چاہیے۔

٧٣٧- (٤٩) وَعَنْ اَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ اِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحَمَّامَ)) (رواه ابوداؤد و الترمذي والدارمي) (ابوداود حديث رقم ٤٩٢ والترمذي حديث رقم ٣١٧ وابن ماجة حديث رقم ٧٤٥ و الدارمي حديث رقم ١٣٩٠)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پوری زمین ہی مسجد ہے سوا قبرستان اور حمام کے۔“ (ابوداؤد، ترمذی، دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۷۳۸- (۵۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُصَلّٰى فِي سَبْعَةِ مَوَاطِنَ فِي الْمَزْبَلَةِ وَ الْمَجْزَرَةِ وَ الْمَقْبَرَةِ وَ قَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَفِي الْحَمَّامِ وَفِي مَعَاطِنِ الْاِبِلِ وَفَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِ اللّٰهِ۔ (رواه الترمذى و ابن ماجة) (الترمذي حديث رقم ٣٤٦ وقال اسناده ليس بذاك القوى وابن ماجة حديث رقم ٧٤٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مقامات میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ❶ (۱) لید پھینکنے کی جگہ (۲) ذبح خانہ (۳) قبرستان (۴) راستہ کے درمیان (۵) حمام ❷ (۶) اونٹ بٹھانے کی جگہ (۷) بیت اللہ کی چھت۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ منع فرمایا الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سات مقامات کے علاوہ (جن کا ذکر اس حدیث میں ہوا ہے) اسلام میں ساری زمین مسجد ہے' ہر جگہ نماز درست ہے' کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ اور ذبح خانہ میں اس لیے منع فرمایا کہ یہ مقامات گندے ہوتے ہیں۔ نماز پاک جگہ میں ہونی چاہیے۔ راستہ کے درمیان' اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں اس وجہ سے روکا کہ ان مقامات میں خیالات منتشر ہونے کا کھٹکا ہوتا ہے' جبکہ نماز میں اطمینان چاہیے۔ قبرستان میں قبر پرستی سے مشابہت ہوگی جو اسلام میں اسی طرح ممنوع ہے جیسے بت پرستی اور بیت اللہ کی چھت پر نماز بیت اللہ کے احترام کے منافی ہے۔ ❷ حمام الخ آج کل جس طرح نہانے کے حمام ہیں عرب میں اس طرح کے نہیں ہوتے تھے بلکہ وہ ایک وسیع مکان میں حوض اور ٹونٹیاں لگی ہوتی تھیں جہاں مرد' عورتیں ننگے نہاتے تھے ان حماموں کی مثال آج کے موجودہ دور میں' سینما گھر اور سوئمنگ پول وغیرہ ہیں اس لیے ایسے مقامات میں جہاں عریانی' فحاشی ہو نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

۷۳۹- (۵۱) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلُّوْا فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَلَا تُصَلُّوْا فِي اَعْطَانِ الْاِبِلِ۔)) (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ٣٤٨ وابن ماجة حديث رقم ٧٦٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھو جبکہ اونٹ کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز مت پڑھو۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کا ایک شاہد موجود ہے جسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۷۴۰- (۵۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِيْنَ عَلَيْهَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ۔ (رواه ابوداؤد و الترمذى والنسائى) (ابوداود حديث رقم ٣٢٣٦ والترمذى حديث رقم ٣٢٠ والنسائي حديث رقم ٢٠٤٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت ❶ فرمائی قبروں پر جانے والی عورتوں پر اور ان لوگوں پر جو ان پر مساجد ❷ بنائیں اور چراغ جلائیں۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لعنت الخ۔ ابتداء اسلام میں قبروں کی زیارت سے مردوں اور عورتوں کو منع کر دیا گیا تھا' بعد میں اجازت دی گئی' اب اگر عورتوں کے جزع' فزع کرنے کا خطرہ نہ ہو تو ان کو بھی اجازت ہے' ورنہ نہیں جیسے کہ نبی ﷺ نے اپنی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا کو حمزہ رضی اللہ عنہ کی مثلہ شدہ لاش پر آنے سے روک دیا تھا' لیکن جب انہوں نے یقین دلایا کہ میں جزع' فزع بالکل نہیں کروں گی تو آپ نے ان کو اجازت دے دی۔ ❷ قبروں پر مساجد اور ان پر چراغ جلائیں یہ لعنت کے کام موجودہ دور میں عام ہو چکے ہیں کئی اسلامی ممالک اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں یہ سلسلہ عام ہے اور لاتعداد مساجد قبروں کی وجہ سے مشہور و معروف ہیں اور ان کے لیے زائرین دور دراز سے سفر کر کے صرف اس لیے یہاں آتے ہیں کہ ان قبر والوں سے اپنی مرادیں مانگیں اس لیے کہ وہ ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں جو کہ واضح اور کھلم کھلا شرک ہے اور مشرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہے کہ وہ نہیں بخشا جائے گا اگر وہ اسی حالت میں مر گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر مساجد بنانے والوں اور ان پر چراغ جلانے (چراغاں وغیرہ کرنے) والوں پر کیوں لعنت فرمائی کیا ہے کوئی غور و فکر کرنے والا۔ اس میں کئی ایک قباحتیں ہیں مثلاً بے حیائی' بے پردگی' عشق معاشقے اور عورتوں کا بغیر محرم کے ان مزارات پر عبادت کے لیے رات گزارنا (جبکہ عورت کی عبادت کی جگہ اس کا اپنا گھر افضل ہے) یہ یہود و نصاریٰ کی سنت ہے وہ یہود و نصاریٰ جو کہ لعنتی' مغضوب اور ضالین ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت' داؤد اور عیسیٰ علیہم السلام اور خاتم الانبیاء والمرسلین جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی لعنت ہے تو ایسے لوگوں کے جاری کردہ کام کس طرح ثواب کے حامل ہو سکتے ہیں الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری' عذاب الیم اور عذاب مھین کا باعث ہیں۔ افسوس ان نام نہاد مسلمانوں پر جو ان مزارات کے حامی' ان کے مجاورین اور ان کی کمائی کھانے والوں پر جو خود تو تباہ ہوئے ہی ہیں ساتھ ساتھ سادہ لوح مسلمانوں کو تباہ کرنے کا ذمہ بھی اٹھا لیا ہے' یہی تو شیطان کے حامی' اس کی جماعت اور اس کی اولاد ہیں جو اپنے پیٹ کی خاطر امت مسلمہ کو جہنم کا ایندھن بنانے پر کوشاں اور مگن ہیں۔ اے کلمہ گو مسلم! یاد رکھ قبر والوں کے نام پر بنائی گئیں "مساجد' مساجد کا حکم نہیں رکھتیں اس لیے یہاں پر کی گئی تمام عبادات بے کار ہیں اگر یقین نہیں تو سورۃ الجن پارہ نمبر ۲۹' آیت نمبر ۱۸ کا ترجمہ پڑھ لیجئے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے مساجد میں غیر اللہ کو پکارنے سے منع فرمایا ہے' تو کیا ان مزارات والوں کے نام پر بنائی گئی مساجد میں ان مزارات والوں کو پکار پکار کر ان سے حاجات وغیرہ طلب نہیں کی جاتیں۔ اگر یقین نہ ہو تو ابھی کسی مزار والی مسجد میں جا کر مشاہدہ کر لیں تو لہٰذا مزارات کے لیے سفر کرنا' وہاں قیام کرنا' چراغاں کرنا' عبادت وغیرہ کرنا ان تمام باتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب جناب محمد ﷺ نے سختی سے منع فرمایا ہے اور جبکہ آپ ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کا مشن اور خود اسلام کا بھی یہی مشن ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بچایا جائے۔ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم کی ہدایت نصیب فرمائے۔ (ع۔ خ۔ ا)

۷۴۱- (۵۳) وَعَنْ اَبِی اُمَامَةَ قَالَ اِنَّ حِبْرًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْبُقَاعِ خَيْرٌ فَسَكَتَ عَنْهُ وَقَالَ ((اَسْكُتُ حَتّٰى يَجِیْءَ جِبْرِيْلُ)) فَسَكَتَ وَجَآءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَسَاَلَ فَقَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ وَلٰكِنْ اَسْاَلُ رَبِّی تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ جِبْرِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّی دَنَوْتُ مِنَ اللّٰهِ دُنُوًّا مَا دَنَوْتُ مِنْهُ قَطُّ قَالَ ((وَ كَيْفَ كَانَ يَا جِبْرِيْلُ)) قَالَ ((كَانَ بَيْنِی وَبَيْنَهٗ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سی جگہ بہتر ہے؟ تو آپ خاموش ہو گئے اور فرمایا کہ: "میں جبرئیل کے آنے تک خاموش رہوں گا" چنانچہ آپ خاموش رہے اور جبرئیل علیہ السلام آ گئے' تو آپ نے پوچھا' جبرئیل علیہ السلام نے کہا اس کے متعلق جس سے پوچھا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے لیکن سوال کروں گا میں اپنے رب تبارک و تعالیٰ سے' پھر کہا جبرئیل نے اے محمد ﷺ! میں آج اللہ تعالیٰ سے

سَبْعُوْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ فَقَالَ شَرُّ الْبِقَاعِ اَسْوَاقُهَا وَ خَيْرُ الْبِقَاعِ مَسَاجِدُهَا))۔ (رَوَاهُ حَبَّانُ فِي صَحِيْحِهٖ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ) (احمد فی المسند ٤/ ٨١)

اس قدر قریب ہوا ہوں کہ پہلے کبھی اتنا قریب نہیں ہوا' آپ نے فرمایا: ''یہ کیسے ہوا اے جبرئیل؟'' انہوں نے کہا میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نور کے ستر ہزار پردے موجود تھے' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''برے مقامات بازار ہیں اور بہترین مقامات ان کی مساجد ہیں'' روایت کیا اس کو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٧٤٢- (٥٤) وَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ ((يَقُوْلُ مَنْ جَآءَ مَسْجِدِي هٰذَا لَمْ يَاْتِ اِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهٗ اَوْ يُعَلِّمُهٗ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَ مَنْ جَآءَ لِغَيْرِ ذٰلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ اِلَى مَتَاعِ غَيْرِهٖ۔)) (رواه ابن ماجة والبيهقي شعب الايمان) (ابن ماجة حديث رقم ٢٢٧ والبيهقي فـي شعب الايمان حديث رقم ١٦٩٨)

۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جو میری ❶ اس مسجد میں آئے اور اس کا مقصد علم ❷ سیکھنے اور سکھانے کے سوا کچھ نہ ہو تو وہ مجاہد فی سبیل اللہ کے مرتبہ کے برابر ہے اور جو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے آئے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جو دوسرے کے سامان کو دیکھ ❸ رہا ہو۔ (ابن ماجہ' شعب الایمان بیہقی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ میری اس مسجد الخ چونکہ آپ کی مسجد عظیم الشان ہے اس لیے اپنی مسجد مبارک کا نام لیا ورنہ دوسری مساجد کا بھی یہی حکم ہے۔ ❷ علم الخ علم کی فضیلت کی بناء پر خاص کر علم کا ذکر کیا ہے ورنہ نماز' اعتکاف' تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی کا بھی یہی حکم ہے۔ ❸ دیکھ رہا ہو الخ۔ یعنی ایک آدمی آ کر مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور دوسرا بالکل خاموش ہو کر بیٹھ جائے تو قیامت کے دن جب نمازی کو اس کا اجر ملے گا تو یہ بیٹھ رہنے والا اس کے ثواب کو اس طرح حسرت سے دیکھے گا جیسے کوئی غریب آدمی کسی دولت مند کی دولت کو حسرت کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔

٧٤٣- (٥٥) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَاْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَكُوْنُ حَدِيْثُهُمْ فِي مَسَاجِدِهِمْ فِي اَمْرِ دُنْيَاهُمْ فَلَا تُجَالِسُوْهُمْ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِمْ حَاجَةٌ))۔ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ) (لم نجده)

حسن رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا وقت آئے گا کہ ان کی دنیاوی کاموں کی گفتگو مساجد میں ہوا کرے گی' تم ان کے پاس مت بیٹھو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں سے کوئی ضرورت ❶ نہیں۔'' (شعب الایمان بیہقی)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ضرورت الخ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے بیزار ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے عہد سے خارج ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی

اطاعت وعبادت کو قبول نہیں فرمائے گا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مساجد میں بیہودہ گفتگو یا بے فائدہ گفتگو کرنا منع ہے۔

٧٤٤- (٥٦) وَعَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِيْ رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِيْ بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتُمَا أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا قَالَا مِنْ أَهْلِ الطَّآئِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَأَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٤٧٠ ولفظه ((اهل البلد)) بدل ((اهل المدينة))

سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں سو رہا تھا تو مجھے ایک شخص نے کنکر مارا' میں نے دیکھا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے' آپ نے فرمایا جاؤ' ان دو شخصوں کو لے آؤ' چنانچہ میں ان کو آپ کے پاس لایا' تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم کون ہو؟'' کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا ہم طائف کے رہنے والے ہیں' عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمہیں ضرور سزا ❶ دیتا' بلند ❷ کر رہے ہو تم اپنی آوازیں رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ سزا دیتا الخ۔ چونکہ تم مسافر ہو' نیز آداب مسجد سے ناواقف ہو اس لیے تمہیں اب معاف کیا جاتا ہے۔
❷ شور کر رہے ہو الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مساجد میں بلند آواز سے باتیں کرنا منع ہیں امام طیبی فرماتے ہیں خواہ علمی گفتگو ہی کیوں نہ ہو۔

٧٤٥- (٥٧) وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَنَى عُمَرُ رَحَبَةً فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ تُسَمَّى الْبُطَيْحَاءَ وَقَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَّلْغَطَ أَوْ يُنْشِدَ شِعْرًا أَوْيَرْفَعَ صَوْتَهُ فَلْيَخْرُجْ إِلَى هٰذِهِ الرَّحْبَةِ۔ (رواه فى المؤطا) (مالك بلاغا فى الموطا حديث رقم ٩٣ من كتاب قصر الصلاة فى السفر)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد کے ایک کونے میں ایک چبوترا بنایا جسے بطیحاء کہتے تھے' اور فرمایا: ''جو شخص شور کرنا چاہے یا شعر پڑھنا چاہے یا اونچی آواز میں بات کرنا چاہے تو وہ اس چبوترے کی طرف چلا جائے۔'' (موطا)

حکم الحدیث: بغیر سند کے بیان کی ہے۔

٧٤٦- (٥٨) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذَالِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهٖ فَقَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِيْ رَبَّهُ وَإِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ)) ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ ((أَوْ يَفْعَلُ هٰكَذَا۔)) (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٤٠٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے (مسجد میں) قبلہ کی طرف ❶ تھوک دیکھا' تو یہ ناگوار گزرا آپ کو یہاں تک کہ دیکھا گیا اثر اس کا آپ کے چہرے پر' آپ کھڑے ہوئے اور کھرچ دیا اسے اپنے ہاتھ سے' پھر فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور بے شک اس کا رب ❷ اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے' پس نہ تھوکے تم میں سے کوئی قبلہ کی جانب' لیکن اپنے بائیں جانب یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے' پھر آپ نے اپنی چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور

اس میں تھوکا پھر اسے آپس میں مل دیا اور فرمایا یا اس طرح کرے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ قبلہ کی طرف الخ یعنی اس دیوار پر آپ نے تھوک دیکھی جو قبلہ کی جانب تھی' اس لیے آپ سخت ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے تمام لوگوں کو ڈانٹا کہ نماز میں بندہ درحقیقت اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے' تو ایسی حالت میں تھوکنا نہایت بے ادبی اور آداب مسجد کے خلاف ہے۔ ❷ اس کا رب الخ یعنی جب نمازی نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی اس کے سامنے ہوتی ہے تو ایسی حالت میں تھوکنا سخت بے ادبی ہے اگر ضروری تھوکنا ہے اور مسجد کے علاوہ کہیں اور جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو بائیں جانب تھوک لے اور اگر مسجد میں نماز ادا کر رہا ہے تو پھر کپڑے میں تھوک کر مل ڈالے۔

٧٤٧- (٥٩) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ ((لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ)) فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((نَعَمْ)) وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ ((اِنَّكَ قَدْ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٤٨١)

سیدنا سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ (اور وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں) سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم کی امامت کرائی اور اس نے قبلہ کی طرف تھوکا جبکہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے اور جب وہ فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی قوم سے فرمایا: ''آئندہ یہ تمہاری امامت نہ کرائے'' اس کے بعد اس نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اس کی قوم نے اسے روکا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کی اطلاع دی' تو اس نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے پوچھی ❶ آپ نے فرمایا: ''ہاں'' صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرا خیال ہے آپ نے فرمایا: ❷ ''تو نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دی ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند میں جہالت ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پوچھا الخ یعنی امامت سے روکنے کی تصدیق طلب کی کہ واقعی آپ نے قوم کو میرے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا ہے۔ ❷ آپ نے فرمایا الخ اس فقرہ میں آپ نے منع کا سبب بیان کیا ہے کہ تو نے ایسا کام کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پسند نہیں کرتے۔

٧٤٨- (٦٠) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ احْتُبِسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ عَنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلَاةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجَوَّزَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ لَنَا ((عَلٰى مُصَافِّكُمْ كَمَا اَنْتُمْ)) ثُمَّ انْفَتَلَ اِلَيْنَا ثُمَّ قَالَ ((اَمَا اِنِّيْ سَاُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِيْ

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نماز صبح میں دیر سے آئے رسول اللہ ﷺ یہاں تک کہ ہم سورج کی ٹکیہ دیکھنے کے قریب ہو گئے' آپ جلدی سے نکلے' اقامت ❶ (تکبیر) کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے مختصر نماز پڑھائی اور جب سلام پھیرا تو آپ نے بلند آواز سے فرمایا: ''اپنی اپنی صفوں پر بیٹھے رہو'' پھر ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: ''میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ میں آج تمہارے پاس کیوں دیر

عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّىْ قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَلِیْ فَنَعَسْتُ فِیْ صَلَاتِیْ حَتّٰى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّیْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَامُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِیْ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فَرَاَيْتُهٗ وَضَعَ كَفَّهٗ بَيْنَ كَتِفَیَّ حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ اَنَا مِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَیَّ فَتَجَلّٰى لِیْ كُلُّ شَیْءٍ وَعَرَفْتُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِی الْكَفَّارَاتِ قَالَ مَاهُنَّ قُلْتُ مَشْیُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَالْجُلُوْسُ فِی الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ وَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ حِيْنَ الْكَرِيْهَاتِ قَالَ ثُمَّ فِيْمَ قُلْتُ فِی الدَّرَجَاتِ قَالَ وَمَا هُنَّ قُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَلِيْنُ الْكَلَامِ وَ الصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ سَلْ قُلْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَاِذَا اَرَدْتَّ فِتْنَةً فِیْ قَوْمٍ فَتَوَفَّنِیْ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ وَاَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِیْ اِلٰى حُبِّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّهَا حَقٌّ فَادْرُسُوْهَا ثُمَّ تَعَلَّمُوْهَا))۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ سَاَلْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ۔) (الترمذی حدیث رقم ۳۲۳۵ وقال حدیث حسن صحیح)

سے آیا ہوں' میں رات کو اٹھا اور میں نے وضو کیا اور میں نے جس قدر مقدر میں تھی نماز پڑھی اور میں نماز میں سو گیا یہاں تک کہ میں بوجھل ❷ ہو گیا تو اچانک ہی میں نے وہاں اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! میں نے کہا حاضر ہوں اے رب' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''فرشتوں کی بلند جماعت کس چیز میں گفتگو کر رہی ہے؟'' میں نے عرض کیا مجھے معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ ❸ یہی فرمایا' آپ نے فرمایا' میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھوں کے درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی میں محسوس کی' جس سے میرے سامنے ہر چیز روشن ❹ ہو گئی اور میں نے پہچان لی' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اے محمد! میں نے عرض کیا' میں حاضر ہوں' میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''فرشتوں کی بلند جماعت کس معاملہ میں گفتگو کر رہی ہے؟ میں نے عرض کیا' کفارات میں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا مساجد کی طرف پیدل جانا' اور نماز کے بعد مساجد میں بیٹھنا اور تکلیف کے اوقات میں پوری طرح وضو کرنا' اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا: ''کس چیز میں گفتگو کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا' درجات میں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''وہ کیا ہیں؟'' میں نے عرض کیا' کھانا کھلانا' نرمی سے گفتگو کرنا اور رات کو نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ کچھ مانگ لیں' میں نے کہا' اے اللہ! میں توفیق چاہتا ہوں تجھ سے نیک کام کرنے کی اور برے کاموں سے بچنے کی' مسکینوں سے محبت کی اور آپ مجھے بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں اور جب آپ کسی کو آزمانا چاہیں تو مجھے آزمائش کے بغیر موت دے دیں' اے اللہ! میں تیری محبت چاہتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے محبت کریں اور ایسے اعمال سے محبت جو مجھے تیری محبت کے قریب کر دیں اور رسول

اللہ ﷺ نے فرمایا ''یہ خواب صحیح ہے اسے یاد کرو اور آگے پڑھاؤ۔'' (احمد و ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور میں نے محمد بن اسمٰعیل (امام بخاری) سے دریافت کیا اس حدیث کے متعلق تو انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اقامت الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تثویب کا معنی اقامت ہے اور جواذ ان سے پہلے درود پڑھتے ہیں وہ تثویب نہیں۔ ❷ بوجھل الخ یعنی گہری نیند آ گئی۔ اس حدیث سے صریحاً معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اسی حالت میں یہ سوال و جواب ہوئے۔ (حق) ❸ تین دفعہ الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے تین بار یہی بات پوچھی اور میں نے ہر بار یہی جواب دیا۔ ❹ روشن الخ۔ نبی ﷺ پر جو ہر چیز روشن ہوئی تھی یہ وقتی تھی اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنا بے کیف ہاتھ اٹھالیا تو وہ کیفیت بھی نہ رہی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد بھی بہت سے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں جن میں نبی ﷺ کو ان کا انجام معلوم نہ ہو سکا' ان میں سے بعض کی تشریح قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیث میں' اگر یہ چیز ہمیشہ رہتی تو ہرگز ایسا نہ ہوتا۔

٧٤٩- (٦١) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ)) قَالَ ((فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ قَالَ الشَّيْطَانُ حُفِظَ مِنِّي سَائِرَ الْيَوْمِ۔)) (رواه ابو داؤد) (ابوداود حديث رقم ٤٦٦)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دعا پڑھتے تھے' میں اللہ کی عظمت' اس کی ذات کی کرامت اور اس کی قدیم سلطنت کے ذریعے پناہ لیتا ہوں' شیطان مردود سے' آپ نے فرمایا: ''پس جب یہ دعا کہے تو شیطان کہتا ہے کہ دن کا باقی حصہ مجھ سے محفوظ رہا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٧٥٠- (٦٢) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔)) (رواه مالك مرسلا) (الموطا حديث رقم ٨٥ من كتاب قصر الصلاة في السفر)

جناب عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! میری قبر کو بت ❶ نہ بنانا کہ لوگ اسے پوجیں' ان لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا بہت غضب ہوا جن لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو مساجد بنایا۔'' (مالک مرسل)

حکم الحدیث: یہ روایت موصولاً بھی صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بت نہ بنانا الخ۔ نبی ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یا اللہ! میری قبر بھی میرے انتقال کے بعد بت نہ بن جائے کہ لوگ پوجا کرنے لگیں یعنی جیسے دوسری قبریں شرک کے اڈے بنے ہوئے ہیں کہ وہاں لوگ میلے لگاتے ہیں' عرض کرتے' منتیں مانتے' چڑھاوے چڑھاتے' سجدے کرتے اور دعائیں مانگتے ہیں' ایسا میری قبر کو نہ بنانا' نبی ﷺ نے یہ دعا اپنی امت پر شفقت کی وجہ سے فرمائی اور پھر اس کی وجہ بھی بیان کی یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیاء کی قبروں پر ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ کا ان پر غضب نازل ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو

قبول فرمایا اور آپ کے روضۂ اطہر پر آج تک کوئی سجدہ نہیں ہوا اور نہ ہی چڑھاوا چڑھا ہے اور نہ ہی کوئی اور خرابی ہوئی ہے اللھم صل وسلم علیہ۔

۷۵۱- (٦٣) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْتَحِبُّ الصَّلَاةَ فِي الْحِيطَانِ قَالَ بَعْضُ رُوَاتِهِ يَعْنِي الْبَسَاتِينَ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ بْنِ اَبِي جَعْفَرٍ قَدْ ضَعَّفَهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَغَيْرُهُ۔

(الترمذی حدیث رقم ٣٣٤)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ باغوں میں نماز پڑھنا پسند فرماتے تھے' بعض راویوں نے کہا ''حیطان'' ❶ کا معنی باغات ہیں (احمد' ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے' اسے صرف حسن بن ابی جعفر نے روایت کیا ہے امام یحییٰ بن سعید وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حیطان جمع حائط کی ہے اور یہ حائط واحد ہے' جس کا معنی دیوار ہے' باغات کے گرد دیوار ہونے کی وجہ سے عرب لوگ باغات کو حیطان کہتے تھے' نبی ﷺ باغات میں نماز پڑھنا اس لیے پسند فرماتے کہ ان میں علیحدگی نیز نماز سے ان کے پھلوں میں برکت ہوتی ہے۔ (مرعاۃ)

۷۵۲- (٦٤) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ وَصَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِ الْقَبَائِلِ بِخَمْسٍ وَ عِشْرِيْنَ صَلَاةً وَ صَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُجَمَّعُ فِيْهِ بِخَمْسِ مِائَةِ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهُ فِي مَسْجِدِي بِخَمْسِيْنَ اَلْفَ صَلَاةٍ وَ صَلَاتُهُ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ بِمِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجة حدیث رقم ١٤١٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی کی نماز کا اجر گھر میں ایک نماز کے برابر ہے اور محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور جس مسجد میں جمعہ پڑھایا جاتا ہو اس میں پانچ سو نماز کا اجر ملتا ہے اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا اجر ملتا ہے جبکہ مسجد حرام میں ایک لاکھ نماز کا اجر ملتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۷۵۳- (٦٥) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قَالَ قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى)) قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ ((اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُ مَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٣٣٦٦ ومسلم حدیث رقم (٢- ٥٢٠)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا ''مسجد حرام (خانہ کعبہ)'' میں نے کہا' پھر کون سی؟ آپ نے فرمایا ''مسجد اقصیٰ'' میں نے دریافت کیا' ان دونوں میں کتنا فاصلہ ہے؟ آپ نے فرمایا ''چالیس سال'' ❶ پھر زمین تمہارے لیے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو۔'' (بخاری ومسلم)

والفظ له والنسائی حدیث رقم ٦٩٠)

فوائد الحدیث: ❶ چالیس سال الخ عرب میں ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ تعمیر فرمایا اور شام میں یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک مسجد تعمیر کی جو بعد میں بیت المقدس کے نام سے مشہور ہوئی اور ان میں چالیس سال کا فاصلہ ہے' بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ بیت المقدس سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا' غلط ہے' سلیمان علیہ السلام نے پہلی ہی مسجد کو شہید کر کے دوبارہ وسیع اور خوبصورت کر کے بنایا تھا' واللہ اعلم (مرعاۃ وغیرہ)

بَابُ السَّتْرِ

ستر ڈھانپنے کا بیان ❶

الفصل الاوّل

٧٥٤- (١) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٣٥٦ ومسلم حدیث رقم (٢٧٨ ـ ٥١٧) والترمذی حدیث رقم ٣٣٩)

سیدنا عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر دیکھا کہ آپ ایک کپڑا لپیٹے ❷ ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے اور کپڑے کے دونوں کنارے آپ کے دونوں کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ستر الخ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فضیلت عطا فرمائی ہے' یہ لباس پہنتا ہے باقی مخلوق میں لباس رائج نہیں' لباس میں انسان کے لیے دو مقصد رکھے گئے ہیں۔ (۱) نیت (۲) پردہ' پردہ کرنا نماز میں فرض ہے' نماز کے لیے اگر ستر نہ ڈھانپا جائے تو نماز فاسد ہوگی' ستر کی حد میں علماء کا اختلاف ہے' احناف کے نزدیک گھٹنے سے ناف تک ستر ہے' شوافع موٹی ران سے ناف تک ستر سمجھتے ہیں' امام احمد اور امام مالک صرف قبل سے دبر تک کو ستر کہتے ہیں اور جمہور اہل علم کا یہی مذہب ہے کہ ران ستر ہے۔ غرض ستر کی جو بھی حد کسی کے نزدیک ہو لیکن اس بات میں سب متفق ہیں کہ ستر کا ڈھانپنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی' اس کے سوا کوئی اور عضو ننگا ہو جائے تو نماز ہو جائے گی' ستر کے بعد کندھوں کا مرتبہ ہے یہ کم از کم حد ہے جسے ڈھانپنا نماز میں ضروری ہے' نبی ﷺ نے فرمایا' اگر ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو کندھوں پر ضرور کپڑا ہونا چاہیے' ایک شخص نے کہا کیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تمام لوگوں کو دو کپڑے میسر آ جاتے ہیں؟ عمر رضی اللہ عنہ سے نماز میں لباس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا' جب اللہ تعالیٰ وسعت دے تو تم اس وسعت سے فائدہ اٹھاؤ' نبی ﷺ اور عمر رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ لباس میں توفیق اور وسعت کا لحاظ رکھنا ضروری ہے' امام بخاری نے فرمایا: کھاؤ' پیو' پہنو' صدقہ کرو' جب تک اسراف اور تکبر نہ ہو۔ وسعت ہوتے ہوئے ننگے سر' ننگے بدن نماز ادا کرنا مصالح شرعیہ کے منافی ہے' اسے سنت سمجھنا تو بڑی بات ہے اسے پسندیدہ اور مناسب کہنا بھی مشکل ہے' البتہ اگر اس میں شبہ ہو جائے کہ ننگے سر یا ننگے پیٹ نماز نہیں ہوتی تو جواز اظہار کے لیے کبھی ایسا کرنا درست ہے بلکہ مسنون بھی۔ ❷ کپڑا لپیٹے الخ' یہ اشتمال کا معنی ہے اس کی صورت یہ ہے کہ دائیں کنارے کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر لے آئے اور اسی طرح بائیں کنارہ کو بائیں بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے کے اوپر لے

آئے اور گردن کے پیچھے گرہ لگا دے اس صورت کو عربی میں اشتمال کہتے ہیں۔

۷۵۵- (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصَلِّيَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۳۵۹ ومسلم حدیث رقم (۲۷۷-۵۱٦) و ابوداود حدیث رقم ٦۲٦ و النسائی حدیث رقم ۷٦۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھے'' (جب تک کہ) اس کے کاندھوں ❶ پر اس کا کوئی حصہ نہ ہو۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ کاندھوں پر الخ جمہور اہل علم کے نزدیک یہ نہی تنزیہ پر اور امام احمد کے نزدیک تحریم پر محمول ہے، واللہ اعلم (نیل)

۷۵٦- (۳) وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۳٦۰ وابوداود حدیث رقم ٦۲۷ و احمد فی المسند ۲/ ۲۵۵)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ''جو شخص ایک کپڑے میں نماز ادا کرے تو اس کے دونوں کناروں ❶ کو ایک دوسرے کے خلاف کندھوں پر ڈال لے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ دونوں کناروں الخ یعنی جیسے اشتمال کا طریقہ ہے۔

۷۵۷- (٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ))۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّلْبُخَارِيِّ قَالَ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى عَلَمِهَا وَاَنَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَخَافُ اَنْ تَفْتِنَنِيْ۔ (البخاری حدیث رقم ۳۷۳ ومسلم حدیث رقم ٦۲-۵۵٦ وابوداود حدیث رقم ۹۱٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چادر میں نماز پڑھی، جس میں نقش و نگار ❶ تھے، آپ نے اس کے نقش و نگار کو دیکھا اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ چادر لے جاؤ اور ابوجہم سے اس کی انبجانیہ لے آؤ اس (چادر) نے ابھی مجھے نماز سے غافل کر دیا۔ (بخاری، مسلم) بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''میں اس کے نقش و نگار کو نماز میں دیکھتا رہا، میں ڈرا کہ مجھے فتنہ میں نہ ڈالے۔''

فوائد الحدیث: ❶ نقش و نگار الخ ابوجہم صحابی تھے ان کا نام عامر بن حذیفہ ہے یہ دو چادریں لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے ایک خوبصورت (دھاری دار) ہدیۃً پیش کی، اس میں نقش و نگار تھے جب نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ اس کے نقش و نگار پر لگی تو آپ نے ابوجہم سے دوسری سادہ چادر بدل لی جو ''انبج'' کی بنی ہوئی تھی، تبادلہ اس لئے فرمایا کہ ابوجہم یہ نہ سمجھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر ناراض ہو کر واپس فرمائی ہے۔

۷۵۸- (۵) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ ((اَمِيْطِيْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّهٗ لَا يَزَالُ تَصَاوِيْرُهٗ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ایک پردہ تھا جس کے ساتھ انہوں نے اپنے گھر کی ایک جانب کو ڈھانپ رکھا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ: ''یہ

تَعْرِضُ لِیْ فِیْ صَلٰوتِیْ)) (رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ٣٧٤ واحمد فی المسند ٣/ ١٥١)

پردہ ہٹا دو' اس کی تصویریں نماز میں ہمیشہ میرے سامنے آتی رہی ہیں۔" (بخاری)

٧٥٩- (٦) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اُهْدِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرُّوْجُ حَرِیْرٍ فَلَبِسَهٗ ثُمَّ صَلّٰی فِیْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهٗ نَزْعًا شَدِیْدًا كَالْكَارِهِ لَهٗ ثُمَّ قَالَ لَا یَنْبَغِیْ هٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٣٧٥ ومسلم حدیث رقم (٢٣۔ ٢٠٧٥) والنسائی حدیث رقم ٧٧٠ واحمد فی المسند ٤/ ١٤٩)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ریشمی ❶ قبا تحفہ کے طور پر دی گئی' تو آپ نے اسے پہن کر نماز پڑھی' پھر فارغ ہوئے تو ناپسند فرماتے ہوئے اسے کھینچ کر اتار دیا' اور فرمایا کہ: "یہ متقی لوگوں کا لباس نہیں ہے۔" (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ایک ریشمی الخ یعنی پہلے پہن کر نماز پڑھی' بعد ازاں جبرائیل علیہ السلام نے آ کر بتایا کہ ریشمی کپڑا پہننا مردوں کے لیے جائز نہیں تو آپ نے اسے اتار دیا' صحیح مسلم میں اس کی تصریح ہے۔

الفصل الثانی

٧٦٠- (٧) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ اَصِیْدُ اَفَاُصَلِّیْ فِی الْقَمِیْصِ الْوَاحِدِ قَالَ ((نَعَمْ وَازْرُرْهُ وَلَوْ بِشَوْكَةٍ۔)) (رواہ ابوداؤد والنسائی نحوہ) (ابوداود حدیث رقم ٦٣٢ والنسائی حدیث رقم ٧٦٥ واحمد فی المسند ٤/ ٤٩)

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں شکار کرتا ہوں' کیا میں ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: "ہاں اسے بٹن لگا دو۔ ❶ اگر چہ وہ کانٹوں کے ہوں۔" (ابوداؤد ونسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بٹن الخ اس حدیث میں دلیل ہے کہ ایک ہی کپڑے میں نماز جائز ہے' بشرطیکہ قمیص کو بٹن لگے ہوں' بٹن اس لیے ضروری ہیں کہ رکوع اور سجود میں شرم گاہ نظر نہ آئے۔ اسلام نے جس طرح یہ بھی پسند کیا ہے کہ آدمی دوسرے سے اپنی شرم گاہ چھپائے اسی طرح یہ پسند کیا کہ آدمی اپنی شرم گاہ کو خود بھی حتی الامکان نہ دیکھے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی حیاداری جو مشہور ہے وہ یہی تھی اور خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اسی معنی میں موجود ہے۔

٧٦١- (٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُصَلِّیْ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذْهَبْ فَتَوَضَّاْ)) فَذَهَبَ وَتَوَضَّاَ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ اَمَرْتَهٗ اَنْ یَتَوَضَّاَ قَالَ ((اِنَّهٗ كَانَ یُصَلِّیْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَهٗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ اِزَارَهٗ۔)) (رواہ ابوداؤد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا (اور) اس کا تہبند لٹک رہا تھا' اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "جا کر وضو کر" ❶ تو وہ گیا اور وضو کیا پھر آیا تو ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے وضو کا حکم کیوں فرمایا؟ آپ نے فرمایا: "وہ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا ❷ اور جو شخص تہبند لٹکا کر نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس

(ابو داود حدیث رقم ٦٣٨ وذکر ((اذهب فتوضا)) مرتین)

کی نماز قبول نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وضوٹوٹ جاتا ہے اس لیے آپ نے اسے وضو کرایا۔ ❷ اگر تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہوا ہو تو نماز نہیں ہوتی۔

٧٦٢- (٩) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ۔)) (رواہ ابوداؤد والترمذی) (ابو داود حديث رقم ٦٤١ والترمذی حدیث رقم ٣٧٧ وقال حدیث حسن وابن ماجة حديث رقم ٦٥٥)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بالغ ❶ عورت کی نماز چادر کے بغیر نہیں ہوتی۔'' (ابوداؤد۔ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بالغ الخ۔ یہ حائض کا ترجمہ ہے کیونکہ حیض بھی اس عورت کو آتا ہے جو بالغ ہو'اس سے معلوم ہوا کہ بالغ عورت کا سرستر ہے جس کا ڈھانپنا ضروری ہے'اسی طرح اگر باریک کپڑا پہنے جس میں بدن اور بال معلوم ہوں تو ایسے کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔

٧٦٣- (١٠) وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ قَالَ إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُوْرَ قَدَمَيْهَا۔ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَذَكَرَ جَمَاعَةً وَقَفُوْهُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ۔ (ابو داود حديث رقم ٦٤٠ واوله مالك حديث رقم ٣٨ من كتاب صلاة الجماعة)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا عورت کرتے اور چادر میں نماز پڑھ سکتی ہے جبکہ اس نے تہبند نہ پہنا ہو؟ آپ نے فرمایا جب کرتا لمبا ہو جس سے پاؤں کی پیٹھ ❶ ڈھکی (چھپی) ہوئی ہو تو نماز درست ہے۔ (ابوداؤد) اور محدثین کی ایک جماعت نے کہا اسے موقوف بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پیٹھ الخ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کے قدموں کی پیٹھ بھی ڈھانپنی ضروری ہے اگر قمیص کو بٹن لگے ہوں اور قدموں تک لمبی ہو تو عورت ایک چادر اور ایک قمیص میں نماز پڑھ سکتی ہے۔

٧٦٤- (١١) وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَهَى عَنِ السَّدْلِ فِي الصَّلَاةِ وَأَنْ يُغَطِّيَ الرَّجُلُ فَاهُ۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی) (ابو داود حديث رقم ٦٤٣ والترمذی حدیث رقم ٣٧٨ واحمد في المسند ٢/ ٣٤١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں سدل ❶ اور چہرہ ڈھانپنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: ترمذی کی سند ضعیف ہے لیکن ابوداؤد کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سدل کے دو معنی ہیں اور دونوں ہی نماز میں منع ہیں ایک یہ کہ آدمی کندھوں پر کپڑا ڈال لے اور کھلا چھوڑ دے یعنی

اس کو جسم پر نہ لپیٹے یعنی دائیں' بائیں کندھے پر نہ ڈالے یہ منع ہے کیونکہ یہ متکبرین کی عادت ہے اور دوسرا یہ ہے کہ آدمی اپنے گرد اس طرح کپڑا لپیٹ لے کہ ہاتھ وغیرہ اس سے باہر نہ نکل سکیں' یہ بھی منع ہے کیونکہ اس سے رکوع اور سجدہ نیز رفع الیدین نہیں ہو سکے گی۔

٧٦٥- (١٢) وَعَنْ شَدَّادِبْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوْا الْيَهُوْدَ فَاِنَّهُمْ لَا يُصَلُّوْنَ فِي نِعَالِهِمْ وَلَا خِفَافِهِمْ۔ (رواه ابو داوٗد)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مخالفت کرو تم یہودیوں ❶ کی' کیونکہ وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔'' (ابوداؤد)

(ابو داود حدیث رقم ٦٥١)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہودیوں کی الخ۔ یعنی یہودی وغیرہ جوتوں اور موزوں میں نماز پڑھنا ممنوع سمجھتے ہیں تم جوتوں سمیت نماز پڑھو تاکہ ان کی مخالفت ہو' نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوتوں سمیت بھی نماز پڑھ لیتے تھے اور جوتوں کے بغیر بھی' اس وقت مساجد کا نظم ہماری مساجد کی طرح نہ تھا' عام طور پر مساجد میں فرش تھا' چٹائیاں نہیں ہوتی تھیں اور ایسی مساجد میں جوتوں سمیت نماز سے کچھ فرق نہیں پڑتا ویسے بھی خشک ممالک کے بازار' کوچوں میں گندگی کم ہوتی ہے' غرض اگر جوتا پاک اور صاف ہو تو جوتے سمیت مسجد میں آنا نماز ادا کرنا درست ہے۔

٧٦٦- (١٣) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي بِاَصْحَابِهٖ اِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهٖ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ الْقَوْمُ اَلْقَوْا نِعَالَهُمْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَلَاتَهٗ قَالَ ((مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى اِلْقَائِكُمْ نِعَالَكُمْ)) قَالُوْا رَاَيْنَاكَ اَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَاَلْقَيْنَا نِعَالَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ جِبْرِيْلَ اَتَانِي فَاَخْبَرَنِي اَنَّ فِيْهِمَا قَذَرًا اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَنْظُرْ فَاِنْ رَاٰى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيْهِمَا۔)) (رواه ابو داوٗد و الدارمي) (ابو داود حديث رقم ٦٥٠ والدارمي حديث رقم ١٣٧٨ واحمد في المسند ٣/ ٢٠)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے جوتے اتارے دیئے اور انہیں اپنی بائیں جانب رکھ دیا تو جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے' اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم فرمائی تو فرمایا ''تمہیں کیا ہوا کہ تم نے اپنے جوتے اتار دیئے ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا' ہم نے آپ کو جوتے اتارتے دیکھا' تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے تو جبرئیل علیہ السلام نے آ کر بتایا ہے کہ ان جوتوں میں گندگی ہے اس لیے جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے آئے تو خیال کرے' اگر دیکھے ان میں کوئی گندگی تو ❶ ان کو صاف کر کے نماز پڑھے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گندگی الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر جوتے میں گندگی لگی ہوئی ہو خواہ وہ خشک ہو یا تر' رگڑ لینے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے' نیز اس میں دلیل ہے کہ جوتے میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

٧٦٧- (١٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتے دائیں

نَعْلَيْهِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلَا عَنْ يَّسَارِهٖ فَتَكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِ غَيْرِهٖ اِلَّا اَنْ لَّا يَكُوْنَ عَنْ يَّسَارِهٖ اَحَدٌ وَ لْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((اَوْلِيُصَلِّ فِيْهِمَا)) (رواه ابوداؤد روى ابن ماجة، معناه) (ابو داود حديث رقم ٦٥٤ وابن ماجة حديث رقم ١٤٣٢)

طرف نہ رکھے اور نہ ہی بائیں طرف' کیونکہ وہ دوسرے کی دائیں طرف ہوں گے اگر بائیں جانب کوئی شخص نہ ہو تو اس طرف رکھ لے ورنہ اپنے پاؤں کے درمیان رکھ لے'' ایک روایت میں ہے ''یا اپنے جوتوں میں ہی پڑھ لے۔'' (ابوداؤد/ابن ماجہ)

حکم الحدیث: دو میں سے ایک سند حسن اور دوسری صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٧٦٨- (١٥) وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ عَلٰى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٢٨٤۔ ٥١٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ آپ چٹائی ❶ پر نماز پڑھ رہے تھے' اسی پر ہی آپ سجدہ کرتے تھے' ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ایک ہی کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چٹائی الخ اس سے معلوم ہوا کہ صفوں وغیرہ پر نماز پڑھنا درست ہے۔

٧٦٩- (١٦) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ حَافِيًا وَّ مُنْتَعِلًا۔ (رواه ابوداؤد) (ابو داود حديث رقم ٦٥٣ وابن ماجة حديث رقم ١٠٣٨)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ننگے پاؤں اور جوتوں سمیت نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

٧٧٠- (١٧) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ صَلّٰى جَابِرٌ فِيْ اِزَارٍ قَدْ عَقَدَهٗ مِنْ قِبَلِ قَفَاهُ وَ ثِيَابُهٗ مَوْضُوْعَةٌ عَلَى الْمِشْجَبِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ تُصَلِّيْ فِيْ اِزَارٍ وَاحِدٍ فَقَالَ اِنَّمَا صَنَعْتُ ذٰلِكَ لِيَرَانِيْ اَحْمَقُ مِثْلُكَ وَاَيُّنَا كَانَ لَهٗ ثَوْبَانِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٣٥٢ واحمد في المسند ٣/ ٣٣٥)

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ نماز پڑھی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ایک چادر میں جسے اس نے گردن کے پیچھے باندھ رکھا تھا اور اس نے کپڑے سہ پائی ❶ پر رکھے ہوئے تھے کسی شخص نے کہا کہ آپ ایک چادر میں کیوں نماز پڑھتے ہیں؟ اس نے کہا میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ تم جیسا انجان ❷ مجھے دیکھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو کپڑے کس کے پاس ہوتے تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ سہ پائی الخ یہ لفظ مشجب کا ترجمہ ہے اور مشجب وہ چیز ہے کہ جس پر کپڑے وغیرہ رکھے جاتے ہیں۔
❷ انجان الخ مقصد یہ ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے اگر دو کپڑے میسر آ سکیں تو ان میں نماز بہتر اور افضل ہے' دو کپڑوں کے بعد

سرڈھانپنے کے لیے سر پر کچھ رکھنا' ٹوپی' پگڑی یا کوئی اور کپڑا' مردوں کے لیے اس کے متعلق شریعت میں کوئی تصریح نہیں آئی' البتہ عورت کے لیے ضروری ہے کہ سر پر کپڑا رکھے۔ آج کل مردوں کے لیے سرڈھانپنے کے متعلق بعض لوگوں کا سخت رویہ ہے وہ کہتے ہیں کہ بلا سرڈھانپے نماز نہیں ہوتی اور بعض حضرات عام حالات میں اچھا لباس پہنتے ہیں مگر نماز کے وقت ننگے سر کھڑے ہو جاتے ہیں' حالانکہ زیادہ سے زیادہ جواز کہا جاتا ہے غرض اگر لباس میسر آ سکے تو پھر ایک کپڑا پہن کر پڑھنا جائز اور دو کپڑوں میں ادا کرنا بہتر اور افضل ہے صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کیا ایک کپڑے میں نماز درست ہے؟ آپ نے فرمایا کیا سب لوگوں کو دو دو کپڑے میسر ہو سکتے ہیں؟ پھر کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو تم بھی وسعت سے کام لو' آدمی کو اپنے بدن پر کپڑے استعمال کرنے چاہئیں تہبند اور چادر میں نماز پڑھے یا تہبند اور قمیص میں یا تہبند اور قبا میں یا پاجامہ اور چادر میں یا پاجامہ اور قمیص میں یا پاجامہ اور قبا میں' یا جانگیہ اور قبا میں یا جانگیہ اور قمیص میں' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جانگیہ اور چادر کا بھی ذکر کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کا مقصد ایک ہی ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑے کی اجازت دیتے وقت یہ وجہ ظاہر فرمائی تھی کہ تمام لوگوں کو دو' دو کپڑے میسر نہیں آ سکتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اسی بنا پر فرمایا کہ جب ہو جائے تو وسعت کے مطابق کام کرو' اس اصل کے مطابق مختلف قسموں کا ذکر فرمایا جس میں ایک سے زیادہ پسندیدہ اور مناسب کہنا بھی مشکل ہے' البتہ اگر عوام میں یہ شبہ ہو جائے کہ ننگے سر یا ننگے پیٹ نماز نہیں ہوتی تو اظہار جواز کے لیے ایسا کرنا درست بلکہ مسنون ہے۔

۷۷۱- (۱۸) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ الصَّلَاةُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ سُنَّةٌ كُنَّا نَفْعَلُهُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَلَا يُعَابُ عَلَيْنَا فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّمَا كَانَ ذَاكَ اِذْ كَانَ فِي الثِّيَابِ قِلَّةٌ فَاَمَّا اِذَا وَسَّعَ اللهُ فَالصَّلَاةُ فِي الثَّوْبَيْنِ اَزْكٰى۔ (رواه احمد) (احمد فی المسند ۵/ ۱۴۱)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا ایک کپڑے میں نماز پڑھنا سنت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس سنت پر عمل کرتے تو معیوب نہ سمجھا جاتا تھا تو سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ کپڑوں میں کمی کی وجہ سے تھا اور جب اللہ تعالیٰ نے فراخی فرما دی تو (پھر) دو کپڑوں میں نماز بہتر ہے۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

بَابُ السُّتْرَةِ

سترہ کا بیان ❶

الفصل الاول

۷۷۲- (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَغْدُوْا اِلَى الْمُصَلّٰى وَ الْعَنَزَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ تُحْمَلُ وَ تُنْصَبُ بِالْمُصَلّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹۷۳ وابن ماجة

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صبح عید گاہ میں تشریف لے جاتے اور چھوٹا سا نیزہ ❷ آپ کے سامنے عید گاہ میں گاڑ دیا جاتا تھا' اور آپ اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ (بخاری)

حدیث رقم ۱۳۰٤)

فوائد الحدیث: ❶ سترہ الخ۔نماز میں کسی دوسری طرف توجہ مناسب نہیں'اسی وجہ سے نمازی کے سامنے سے گزرنا منع ہے۔ مکانات اور مساجد میں ستون اور دیواریں توجہ کو روکنے کا کام دیتی ہیں لیکن میدان میں نظر کی تحدید کے لیے کوئی چیز نہیں ہوتی' ایسی جگہ نبی ﷺ چھوٹا سا نیزہ یا کجاوہ یا کوئی لکڑی جس کی لمبائی کم از کم ڈیڑھ فٹ ہوتی سامنے گاڑ لیتے' اسے شریعت کی زبان میں سترہ کہا گیا ہے' مٹی کے ڈھیر سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے' سترہ نہ ہونے کی صورت میں اگر کوئی چیز سامنے سے گزر جائے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹتی' جن احادیث میں نماز ٹوٹنے کا ذکر آیا ہے'اس سے مراد خشوع اور توجہ میں خلل واقع ہونا معلوم ہوتا ہے' نماز اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضری کی ایک صورت ہے' غلام آقا کے سامنے جب حاضر ہو تو ان کے درمیان حائل ہونا ادب کے خلاف ہے' اس لیے نمازی کے سامنے سے گزرنے سے سختی سے روکا گیا ہے' سترہ سامنے قریب گاڑنا چاہیے اور اس کی باہر کی جانب سے اگر کوئی گزرے تو کوئی حرج نہیں۔ ❷ نیزہ الخ۔ اکثر اوقات یہ معمول تھا کہ خادم چھوٹا سا نیزہ یا برچھی ساتھ رکھتے تھے تاکہ آپ اسے اپنے سامنے بطور سترہ کے کھڑا کریں یا رفع حاجت کے موقعہ پر ڈھیلے توڑیں۔

۷۷۳- (۲) وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرَاَیْتُ النَّاسَ یَبْتَدِرُوْنَ ذَالِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَیْنِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدَیِ الْعَنَزَةِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۳۷٦ و مسلم حدیث رقم ۲۵۰ ـ ۵۰۳)

سیدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں دیکھا آپ مقام ابطح میں ایک چمڑے کے سرخ خیمہ میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے وضو کا پانی لیے کھڑے تھے اور لوگ وضو کا یہ پانی لینے کے لیے جلدی کر رہے تھے جس کو جتنا کچھ پانی مل جاتا تو وہ اسے مل لیتا اور جس کو نہ ملتا تو وہ اپنے ساتھی کے ہاتھوں کی تراوٹ سے لے لیتا' پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے چھوٹا سا نیزہ پکڑا اور اسے گاڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سرخ حلہ ❶ لپیٹ کر نکلے اور نیزہ کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ اور میں نے دیکھا لوگ اور چار پائے باہر ❷ کی طرف سے گزر رہے تھے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سرخ حُلّہ الخ' حُلہ دو کپڑوں کو کہا جاتا ہے' جسے آج کل سوٹ کہتے ہیں' لیکن نبی ﷺ کے ان دو کپڑوں میں ایک سرخ دھاری دار لنگی تھی اور ایک چادر' نیز صرف سرخ لنگی نہ تھی بلکہ دھاری دار تھی کیونکہ خالص سرخ رنگ مردوں کے لیے زیبا نہیں (زاد المعاد) ❷ باہر کی طرف الخ۔اس سے معلوم ہوا کہ سترے کے پرے (باہر) سے لوگوں اور جانوروں کا گزرنا ممنوع نہیں ہے اور سترہ ہوتے ہوئے گزرنے والی چیز سے نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

۷۷٤- (۳) وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَعْرِضُ رَاحِلَتَهٗ فَیُصَلِّیْ اِلَیْهَا (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَزَادَ

سیدنا نافع ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنی سواری سامنے بٹھا لیتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔

اَلْبُخَارِیُّ قُلْتُ اَفَرَأَیْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّکَابُ قَالَ کَانَ یَأْخُذُ الرَّحْلَ فَیُعَدِّلُهُ فَیُصَلِّی اِلٰی اٰخِرَتِهٖ۔ (البخاری حدیث رقم ۵۰۷ ومسلم حدیث رقم ۲۴۷-۵۰۲)

(بخاری ومسلم) اور بخاری میں یہ الفاظ زیادہ ہیں ''میں نے کہا' بتلایئے جب اونٹ چرنے کے لیے چلے جاتے (تو پھر کیا کرتے؟) ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا (پھر) آپ کجاوہ اٹھا کر سامنے رکھ لیتے اور اس کے آخری حصہ کی طرف نماز پڑھتے۔

۷۷۵- (۴) وَعَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا وَضَعَ اَحَدُکُمْ بَیْنَ یَدَیْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْیُصَلِّ وَلَا یُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۲۴۱-۴۹۹) وابوداود حدیث رقم ۶۸۵ والترمذی حدیث رقم ۳۳۵)

سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکھ لے اپنے سامنے کجاوہ کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی اور چیز تو نماز پڑھے اور جو کچھ اس کے باہر سے گزرے تو اس کی کوئی پروا نہ کرے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پرواہ نہ کرے الخ یعنی سترے سے پرے (باہر) گزرنے والی چیز کی پروا نہ کرے کیونکہ سترہ کی وجہ سے اس کی نماز کے خشوع کو قطع نہیں کرتی یا گزرنے والا پرواہ نہ کرے اس لیے کہ سترے سے پرے (باہر) گزرنا ممنوع نہیں۔

۷۷۶- (۵) وَعَنْ اَبِیْ جُهَیْمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّیْ مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یَقِفَ اَرْبَعِیْنَ خَیْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ یَمُرَّ بَیْنَ یَدَیْهِ)) قَالَ اَبُو النَّضْرِ لَا اَدْرِیْ قَالَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً. (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۵۱۰ ومسلم حدیث ۲۶۱-۵۰۷ وابوداود حدیث ۷۰۱ والترمذی حدیث رقم ۳۳۶)

سیدنا ابوجہیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا یہ جان لے کہ اس پر کتنا گناہ ہے؟ تو اس کے لیے چالیس (سال' مہینے یا دن) ٹھہرنا اس کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہے'' کہا ابوالنضر نے مجھے یہ معلوم نہیں کہ میرے استاد نے چالیس ❶ دن کہے یا مہینے یا سال۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چالیس الخ اس حدیث کو امام مالک' احمد' ترمذی' ابوداود' نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ امام بزار نے اپنی مسند میں ابوجہیم سے چالیس سال نقل کئے ہیں۔ امام طحاوی نے مشکل الآثار میں کہا ہے کہ چالیس برس مراد ہیں نہ چالیس دن اور نہ ہی چالیس ماہ' کیونکہ اس کی تائید میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ثابت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا کبیرہ گناہ ہے' اس میں فرض اور نفل نماز کا کوئی فرق نہیں اور اسی طرح منفرد اور امام کی نماز کا بھی کوئی فرق نہیں' گزرنے والے کے لیے سب کا گناہ یکساں ہے اور اگر جماعت ہو رہی ہو تو مقتدیوں کو سترہ کی کوئی ضرورت نہیں ان کے لیے خود امام سترہ ہے' لیکن امام اپنے سامنے سترہ رکھے۔

۷۷۷- (۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایسی چیز کی طرف نماز پڑھے جو

يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَّجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَلِمُسْلِمٍ مَعْنَاهُ۔ (البخاري حديث ٥٠٩ ومسلم حديث (٢٥٩۔ ٥٠٥) وابوداود حديث ٧٠٠)

اس کو لوگوں سے چھپا دے تو کوئی آدمی اس کے آگے سے (یعنی سترہ کے اندر سے) گزرنا چاہے تو اسے روکنا چاہیے' اگر وہ انکار کرے تو اس سے لڑنا چاہیے (کیونکہ) وہ تو شیطان ❶ ہے۔'' یہ الفاظ بخاری کے ہیں اور مسلم میں اس کے معنی ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ شیطان الخ نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو شیطان اس لیے کہا ہے کہ شیطان کا کام ہے کہ نمازی کی توجہ نماز سے ہٹا کر دوسری طرف کرنا اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کر دینا ہے اور آگے سے گزرنے والا بھی نمازی کی توجہ آگے سے گزر کر اپنی طرف کر لیتا ہے' گویا یہ دونوں ایک ہی کام کر رہے ہیں اس لیے وہ بھی شیطان ہے اور یہ بھی شیطان' اس حدیث میں لڑنے کا جو حکم ہے اس سے مراد ہتھیاروں سے لڑائی نہیں بلکہ صرف روکنا مقصود ہے اور وہ بھی اس طرح کہ نماز کے منافی نہ ہو (مرعاۃ وغیرہ)

٧٧٨- (٧) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((تَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِيْ ذَالِكَ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (٢٦٦۔ ٥١١) وابن ماجة حديث ٩٥٠ واحمد ٢/ ٤٢٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''توڑ دیتی ❶ ہے نماز کو عورت' گدھا اور کتا' جبکہ بچاتی ہے اس کو کجاوہ کی پچھلی لکڑی یا اس کی مثل (کوئی اور چیز)۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ توڑ دیتی الخ دراصل نماز کسی بھی چیز کے گزرنے سے نہیں ٹوٹتی' البتہ خشوع اور خضوع میں ضرور فرق آ جاتا ہے جو کہ نماز کی روح ہے جب وہ نہ رہی تو گویا نماز ٹوٹ گئی' مزید تفصیل کے لیے مرعاۃ ج ا ص ۵۰۴ شرح مشکوٰۃ اور المحلی ابن حزم مع تعلیق احمد شاکر کا مطالعہ فرمالیں۔

٧٧٩- (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاِعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٣٨٣ ومسلم حديث رقم (٢٦٧۔ ٥١٢) وابوداود حديث ٧١١)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں آپ کے سامنے جنازہ کی طرح لیٹی ❶ رہتی تھی۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لیٹی رہتی یعنی یہ حدیث گویا ایک جواب ہے کہ تم تو کہتے ہو کہ عورت کے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' حالانکہ میں خود نبی ﷺ کے سامنے لیٹی رہتی اور آپ نماز پڑھتے رہتے تھے اور آپ کی نماز نہ ٹوٹتی تھی۔

٧٨٠- (٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک گدھی پر سوار ہو کر آیا اور ان دنوں میں قریب البلوغ تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے' سامنے کوئی دیوار نہ تھی تو میں صف کے بعض حصے کے آگے سے گزرا اور گدھی کو چرنے

تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث ۴۹۳ ومسلم حدیث (۲۵۴۔ ۵۰۴) وابوداود حدیث ۷۱۵)

کے لیے چھوڑ دیا اور خود میں صف میں شامل ہو گیا تو اس کو کسی نے برا نہ منایا۔ ❶ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ برا منایا الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گدھے کے نمازی کے آگے گزرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

الفصل الثانی

۷۸۱- (۱۰) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ تِلْقَآءَ وَجْهِهٖ شَيْئًا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَنْصِبْ عَصَاهُ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهٗ عَصًا فَلْيَخْطُطْ خَطًّا ثُمَّ لَا يَضُرُّهٗ مَا مَرَّ اَمَامَهٗ۔)) (رواه ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث ۶۸۹ وابن ماجة حدیث ۹۴۳ واحمد ۲/ ۲۴۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی تم سے نماز پڑھے تو اپنے سامنے کوئی چیز رکھ ❶ لے پس اگر نہ ملے تو اپنی لاٹھی (چھڑی) کھڑی کر لے اور اگر لاٹھی نہ ہو تو خط کھینچ لے پھر جو چیز اس کے آگے سے گزرے تو اس سے کوئی نقصان ❷ نہیں ہوتا۔'' (ابوداود۔ ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رکھ لے الخ۔ مثلاً لاٹھی یا کوئی اور چیز۔ ❷ نقصان الخ سترہ خواہ کیسا ہی ہو اس سے آگے گزرنے والا آدمی نظر تو آتا ہے لیکن یہ خیال کہ میں نے سترہ رکھا ہوا ہے نفرت پیدا ہونے نہیں دیتا' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سترہ کی قسم کوئی معین نہیں بلکہ کسی چیز کو نمازی اپنے سامنے کھڑا کر لے تو کافی ہے' بلکہ لکیر کھینچنا بھی کافی ہو سکتا ہے' علماء نے اختلاف کیا ہے کہ لکیر کیسی ہونی چاہیے امام احمد فرماتے ہیں لکیر ہلال (چاند) نما ہونی چاہیے۔

۷۸۲- (۱۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ اِلٰى سُتْرَةٍ فَلْيَدْنُ مِنْهَا لَا يَقْطَعُ الشَّيْطَانُ عَلَيْهِ صَلَاتَهٗ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث ۶۹۵ والنسائی حدیث ۷۴۸)

سیدنا سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سترہ کی طرف نماز پڑھے تو وہ اس کے قریب ❶ کھڑا ہو (تاکہ) شیطان اس کی نماز کو نہ توڑ دے۔'' (ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قریب الخ نمازی کو چاہیے کہ سترہ کے اتنا قریب کھڑا ہو کہ سجدہ میں اس کا سر سترہ کے پاس چلا جائے یعنی سترہ سے تقریباً تین ہاتھ کے اندازہ پر کھڑا ہونا چاہیے۔ (مرعاۃ)

۷۸۳- (۱۲) وَعَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ((مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي اِلٰى عُوْدٍ وَلَا

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نماز پڑھتے ہوں کسی لکڑی'

عَمُوْدٍ وَلَا شَجَرَةٍ إِلَّا جَعَلَهُ عَلَى حَاجِبِهِ الْأَيْمَنِ أَوِ الْأَيْسَرِ وَ لَا يَصْمُدُ لَهُ صَمْدًا۔)) (رواه ابوداوٗد)
(ابوداود حديث ٦٩٣ واحمد في المسند ٦/ ٤)

ستون اور درخت کی طرف مگر آپ اسے دائیں طرف کرتے یا بائیں طرف اور آپ اس کی ❶ طرف سیدھے کھڑے نہ ہوتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور نہ اس کی طرف الخ مشرک لوگ چونکہ اپنے معبودوں کے سامنے کھڑے ہو کر ان کی پوجا کرتے ہیں آپ نے ان کی مشابہت سے پرہیز کیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ سترہ کو سجدہ ہو رہا ہے۔ (مرعاۃ) اس لیے سترہ بالکل ناک کی سیدھ میں نہ ہو بلکہ تھوڑا سا دائیں یا بائیں طرف ہو۔

٧٨٤- (١٣) وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي بَادِيَةٍ لَنَا وَمَعَهُ عَبَّاسٌ فَصَلّٰى فِي صَحْرَاءَ لَيْسَ بَيْنَ يَدَيْهِ سُتْرَةٌ وَحِمَارَةٌ لَنَا وَ كَلْبَةٌ تَعْبَثَانِ بَيْنَ يَدَيْهِ فَمَا بَالَى بِذٰلِكَ۔ (رواه ابوداوٗد و النسائي، نحوه) (ابوداود حديث ٧١٨ والنسائي حديث رقم ٧٥٣ واحمد ١/ ٢١١)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم جنگل ❶ میں تھے آپ کے ساتھ عباس رضی اللہ عنہ تھے اور آپ نے کھلے میدان میں نماز پڑھی' آپ کے سامنے کوئی سترہ نہ تھا اور ہماری گدھی اور کتیا آپ کے سامنے کھیلتی تھیں تو آپ نے ان کی کوئی پرواہ نہ کی۔ (ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہم جنگل الخ عرب لوگ سال میں (غالباً چیت اور ساون میں) کچھ دن جنگل میں جا کر رہتے تھے تاکہ کھلی آب و ہوا میں صحت اچھی رہے اور ہر خاندان کا الگ جنگل ہوتا تھا' جب ہاشمی لوگ باہر گئے ہوں گے تو ان کے پاس نبی ﷺ بھی تشریف لے گئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سترہ رکھنا واجب نہیں' بلکہ مستحب ہے' ویسے سترہ رکھنے کے متعلق علماء میں اختلاف ہے' بعض واجب کہتے ہیں جیسے امام احمد اور بعض مستحب سمجھتے ہیں' امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا یہی مسلک ہے۔ (مرعاۃ)

٧٨٥- (١٤) وَعَنْ أَبِي سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَقْطَعُ الصَّلَاةَ شَيْءٌ وَ ادْرَأُوْا مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث ٧١٩)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں توڑتی نماز کو کوئی چیز لیکن جس قدر ہو سکے گزرنے سے روکو (کیونکہ جان بوجھ کر آگے سے) گزرنے والا تو شیطان ہے۔'' (ابوداؤد)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٧٨٦- (١٥) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔ (متفق عليه)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو جاتی تھی اور میرے پاؤں آپ کی قبلہ جانب میں ہوتے' جب آپ سجدہ کرتے تو مجھے دبا دیتے تو میں پاؤں سمیٹ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں

(البخاری حدیث ٥١٣ ومسلم حدیث (٢٧٢۔ ٥١٢) وابوداود حدیث ٧١٢ والنسائی حدیث ١٦٨)

پاؤں پھیلا دیتی اور گھروں میں اس وقت چراغ ❶ نہیں (ہوتے) تھے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چراغ نہیں تھے الخ گویا ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عذر بیان کیا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سجدہ کی جگہ پاؤں کیوں رکھ دیتی تھی اس کی وضاحت کے لیے آپ فرماتی ہیں کہ ان دنوں میں چراغ نہیں ہوتے تھے' نیند کے غلبہ سے پاؤں سیدھے کر لیتی اور وہ آپ کے سجدہ کی جگہ میں آ جاتے تھے (جان بوجھ کر نہیں)۔

٧٨٧- (١٦) وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((لَوْ یَعْلَمُ اَحَدُکُمْ مَالَهٗ فِی اَنْ یَمُرَّبَیْنَ یَدَیْ اَخِیْهِ مُعْتَرِضًا فِی الصَّلَاةِ کَانَ لَاَنْ یُّقِیْمَ مِائَةَ عَامٍ خَیْرٌ لَّهٗ مِنَ الْخُطْوَةِ الَّتِی خَطَا۔)) **(رواه ابن ماجة)** (ابن ماجة حدیث رقم ٩٤٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم میں سے کوئی جان لے کہ کیا گناہ ہے اس پر نمازی کے آگے گزرنے میں عرضا نماز کی حالت میں' تو اس کے لیے ''سو سال کھڑا رہنا بہتر ہے اس قدم سے جو اس نے نمازی کے سامنے گزرنے سے اٹھایا ہے''۔ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

٧٨٨- (١٧) وَعَنْ کَعْبِ الْاَحْبَارِ قَالَ لَوْ یَعْلَمُ الْمَارُّ بَیْنَ یَدَیِ الْمُصَلِّی مَاذَا عَلَیْهِ لَکَانَ اَنْ یُّخْسَفَ بِهٖ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّمُرَّبَیْنَ یَدَیْهِ وَفِی رِوَایَةٍ اَهْوَنَ عَلَیْهِ۔ **(رواه مالك)** (الموطا حدیث رقم ٣٥ من کتاب قصر الصلاة فی السفر)

کعب احبار فرماتے ہیں کہ اگر جان لے نمازی کے آگے گزرنے والا اس جرم کو جو اس پر عائد ہوتا ہے تو زمین میں دھنس جانا اسے اس سے بہتر معلوم ہو اور ایک روایت میں ہے کہ: ''زمین میں دھنس جانا اس سے آسان معلوم ہو۔'' (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے لیکن مقطوع ہے۔

٧٨٩- (١٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلَّى اَحَدُکُمْ اِلٰی غَیْرِ السُّتْرَةِ فَاِنَّهٗ یَقْطَعُ صَلَاتَهُ الْحِمَارُ وَ الْخِنْزِیْرُ وَ الْیَهُوْدِیُّ وَ الْمَجُوْسِیُّ وَ الْمَرْاَةُ وَ تُجْزِئُ عَنْهُ اِذَا مَرُّوْا بَیْنَ یَدَیْهِ عَلٰی قَذْفَةٍ بِحَجَرٍ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث ٧٠٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بغیر سترہ کے نماز پڑھے تو اس کی نماز کو توڑتا ہے گدھا' خنزیر' یہودی' مجوسی اور عورت اور کافی ہوتی ہے نماز بلاسترہ جب یہ چیزیں پتھر پھینکنے کی مسافت کے برابر سے گزریں۔'' ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کا مرفوع ہونا مشکوک ہے البتہ موقوف ہونا صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جتنی دور پتھر جا کر پڑتا ہے اتنی دور پرے نماز پڑھنے والے کے آگے سے یہ چیزیں جو کہ مذکور ہوئیں اگر گزر جائیں تو کفایت کرتی ہیں نہ ٹوٹنے نماز سے یعنی قصور نماز میں نہیں آتا اور لکھا ہے علماء نے کہ مراد پتھر پھینکنے سے رمی جمار ہے حج میں' یعنی وہ کنکر کہ حج میں مناروں پر مارتے ہیں مقدار اس کی تین ہاتھ لکھی ہے۔ اور مراد نماز ٹوٹنے سے نماز میں قصور کا آنا ہے۔ (میرے خیال میں پتھر پھینکنے کا مطلب یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیانی انگلی کو ملا کر اس میں پتھر رکھ کر پھینکا جائے تو پتھر جہاں جا کر گرے تو وہاں سے

گزرنے والا نماز میں مخل نہیں ہوتا۔ اس کا تجربہ کرنے سے اندازہ ہوا کہ پتھر تقریباً تین صف آگے تک جا کر گرتا ہے تو گویا تین صفوں کے آگے سے گزرنا ناقص نماز نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (ع۔خ۔ا)

بَابُ صِفَةِ الصَّلٰوةِ

صفت نماز کا بیان ❶

الفصل الاول

۷۹۰-(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَعَلَیْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ ((وَعَلَیْكَ السَّلَامُ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ((اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا))۔ وَفِیْ رِوَایَةٍ ((ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث ۷۵۷ ومسلم حدیث (۴۵-۳۹۷) وابوداود حدیث ۸۵۶ والترمذی رقم ۳۰۳ والنسائی حدیث رقم ۱۰۵۳ وابن ماجة حدیث ۱۰۶۰ واحمد ۲/ ۴۳۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کونے میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے نماز پڑھی ❷ پھر آیا' اور اس نے آپ سے سلام کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ''واپس جا پس نماز پڑھ' کیونکہ تو نے ❸ نہیں نماز پڑھی'' تو وہ واپس گیا پھر نماز پڑھی' ❹ پھر آیا' آپ سے سلام کیا' آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ''واپس جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی'' تو اس نے کہا تیسری بار یا اس بار کے ❺ بعد کہ جو تیسری کے ہے' اللہ کے رسول! مجھے سکھلایئے' تو آپ نے فرمایا: ''جس وقت کھڑا ہو ❻ تو طرف نماز کی' تو پورا کر وضو' پھر قبلہ رخ کھڑا ہو' پھر تکبیر کہہ' پھر پڑھ جو آسان ہو ساتھ تیرے قرآن سے' پھر رکوع کر یہاں تک کہ ٹھہرے تو رکوع میں اطمینان سے' پھر اٹھا سر ❼ اپنا یہاں تک کہ سیدھا ہو تو کھڑا' پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان کرے تو سجدہ میں' پھر اٹھا سر یہاں تک کہ اطمینان کر کے بیٹھے تو' پھر سجدہ کر یہاں تک کہ اطمینان کرے تو سجدہ میں' پھر اٹھا ❽ سر اپنا یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھے تو' اور ایک ❾ روایت میں یہ ہے کہ ''پھر اٹھا تو سر یہاں تک کہ سیدھا ❿ کھڑا ہو تو' پھر کر یہ اپنی ساری نماز میں۔'' (متفق علیہ)

فوائد الحدیث: ❶ صفت نماز کی یعنی اوصاف نماز کے لکھے ہیں کہ کس طرح پڑھے اور ارکان اور اجزا اس کے کیا ہیں۔ ❷ پس نماز پڑھی اس شخص نے' یعنی رعایت تعدیل ارکان اور قومہ اور جلسہ کی خوب نہ کی۔ ❸ امام شوکانی نے کہا یہ حدیث دلالت کرتی ہے

اوپر فرض ہونے طمانیت کے یعنی ارکان میں یعنی رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ وغیرہ میں اس لیے کہ نبی ﷺ نے طمانیت کے نہ ہونے سے نفی کی نماز کی۔ ❹ پس نماز پڑھی یعنی جس طرح کہ پہلے پڑھی تھی۔ ❺ اس بار میں بعد تیسری بار کے ہے یعنی چوتھی بار میں۔ ❻ کھڑا ہو تو طرف نماز کی یعنی ارادہ کرے تو نماز کا۔ ❼ پھر اٹھا یعنی رکوع سے سر اٹھا۔ ❽ پھر اٹھا سر اپنا یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھے اس سے جلسۂ استراحت مراد ہے اور جلسۂ استراحت یہ ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر اٹھے یہ بھی نماز کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ (جبکہ آج کل اکثریت اس سنت سے غافل ہے) ❾ یعنی اس روایت میں جلسۂ استراحت کا ذکر نہیں ہے۔ ❿ یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو تو یعنی دوسری رکعت کے لیے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ نرمی کرے جاہل پر مسائل سکھانے میں اور دلیل ہے اس پر کہ مستحب ہے سلام کرنا وقت ملنے کے اگرچہ مکرر ہو اور تھوڑی دیر کے بعد ہو۔ (سید)

۷۹۱- (۲) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ كَانَ اِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَاْسَهٗ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيْمِ۔ (رواه مسلم) (مسلم ۲٤۰- ٤۹۸ وابو داود حديث رقم ۷۸۳ واحمد ٦/ ۱۹٤)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع کرتے نماز ساتھ تکبیر ❶ کے اور شروع کرتے قراءت ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے اور تھے جب رکوع کرتے نہ بلند کرتے سر اپنا اور نہ پست کرتے سر کو لیکن درمیان ❷ اس کے اور تھے جس وقت کہ اٹھاتے سر اپنا رکوع سے تو نہ سجدہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہوتے اور جب اٹھاتے تھے سر اپنا سجدہ سے تو نہ سجدہ کرتے (دوسرا) یہاں تک کہ سیدھے بیٹھتے اور تھے پڑھتے بعد ہر دو رکعات کے التحیات اور تھے بچھاتے ❸ بایاں پاؤں اپنا اور کھڑا رکھتے دایاں پاؤں اپنا اور تھے منع کرتے عقبہ ❹ شیطان سے اور منع فرماتے کہ پھیلائے آدمی بازو درندوں کی طرح اور ختم کرتے نماز کو سلام ❺ کہہ کر۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تھے رسول اللہ ﷺ الخ اس میں دلیل ہے کہ نماز نہیں شروع ہو سکتی سوا تکبیر کے اور یہی جمہور کا مذہب ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک منعقد ہو جاتی ہے ایسے لفظ سے جس میں تعظیم پائی جائے (یہ کہ حدیث کے خلاف ہے اس لیے اس پر عمل جائز نہیں)۔ (نیل) ❷ لیکن درمیان اس کے یعنی نہ بہت بلند کرتے نہ بہت پست بلکہ گردن اور پیٹھ برابر رکھتے۔ ❸ بچھاتے الخ تشہد میں پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنا یہ صرف درمیانے تشہد کی صورت ہے ورنہ آخری تشہد میں تورّک سنت ہے تورک یہ ہے کہ آدمی دونوں پاؤں دائیں جانب باہر نکال دے اور بائیں مقعد (چوتڑ) پر بیٹھ جائے اس کی تصریح ابوحمید ساعدی کی اگلی حدیث میں آ رہی ہے۔ ❹ عقبۃ الشیطان یہ ہے کہ آدمی اپنی پوری مقعد پر بیٹھ جائے اور پنڈلیاں کھڑی کرے اور ہاتھوں کو زمین پر پھیلائے جیسے کہ کتا بیٹھتا ہے امام ابوعبیدہ وغیرہ نے اس کو اقعاء بھی کہا ہے اس طرح بیٹھنا بالاتفاق مکروہ ہے۔ (نیل) ❺ سلام اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز کو صرف سلام کہہ کر ختم کرنا مشروع ہے اس کے علاوہ نماز کے خلاف کوئی حرکت کر کے نماز کو ختم کرنا ناجائز ہے۔

۷۹۲- (۳) وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ فِیْ

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کی ایک جماعت میں کہا

نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَا اَحْفَظُكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَاَيْتُهُ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَآءَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهُ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَكَانَهُ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث ۸۲۸ وابوداود مع زیادة و سیاق مغایر حدیث ۷۳۰)

میں بہت زیادہ یاد رکھتا ہوں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو میں نے آپ کو دیکھا جب آپ تکبیر کہتے تو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اور جب رکوع کرتے تو مضبوط پکڑتے اپنے گھٹنوں کو اور ہموار کرتے اپنی پیٹھ کو اور جب سر اٹھاتے تو اس طرح سیدھے کھڑے ہوتے کہ ہر ہڈی اپنے ٹھکانے پر چلی جاتی اور جب سجدہ کرتے تو ہاتھ زمین پر رکھ دیتے نہ بچھاتے اور نہ ہی سمیٹتے اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف کرتے اور جب دو رکعتوں میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا کر لیتے اور جب آخری رکعت میں تشہد بیٹھتے تو بایاں پاؤں آگے کر لیتے ❶ اور دایاں کھڑا کر لیتے اور مقعد (چوتڑ) کے سہارے بیٹھ جاتے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ آگے اسے تورک کہتے ہیں' تعریف پہلے گزر چکی' امام مالک' امام شافعی اور جمہور محدثین کے نزدیک یہ مسنون ہے۔

۷۹۳- (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ وَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السُّجُوْدِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث ۷۳۵ ومسلم حدیث ۲۲- ۳۹۰ وابوداود رقم ۷۲۲ والترمذی حدیث رقم ۲۵۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اٹھاتے ہاتھ اپنے برابر کاندھوں کے جب کہ شروع کرتے نماز اور جس وقت کہ تکبیر کہتے رکوع کے لیے اور جس وقت اٹھاتے ❶ سر اپنا رکوع سے تو اٹھاتے دونوں ہاتھ اسی طرح سے اور کہتے: ''جس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اس نے اس کی سن لی' اے اللہ! سب حمد تیرے ہی لیے ہے'' اور نہیں کرتے تھے یہ (رفع یدین) سجود میں۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اٹھاتے' یعنی رکوع کو جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرتے' نبی ﷺ آخری عمر تک رفع یدین سے نماز پڑھتے رہے ہیں چنانچہ مالک بن حویرث' وائل بن حجر رضی اللہ عنہما ۹ھ کے بعد مسلمان ہوئے ہیں یعنی نبی ﷺ کی وفات سے سات' آٹھ ماہ قبل' وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے خود نبی ﷺ کو نماز میں رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا ہے' امام مجد الدین صاحب القاموس سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں کہ رفع الیدین میں جس قدر احادیث اور آثار ہیں اتنی کسی اور مسئلہ میں نہیں ہیں' چنانچہ رفع الیدین میں چار سو احادیث اور آثار مروی ہیں تفصیل مطولات میں ہے (مرعاۃ) سفر السعادۃ' بیہقی جزء القراۃ امام بخاری اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ۔

۷۹٤- (٥) وَعَنْ نَّافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَفَعَ يَدَيْهِ وَاِذَا قَامَ

جناب نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے جس وقت کہ داخل ہوتے نماز میں تو تکبیر کہتے اور اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے اور جس وقت رکوع کرتے تو اٹھاتے دونوں ہاتھ

مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذَالِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (البخاری حدیث رقم ٧٣٩)

اپنے اور جس وقت کہتے سمع اللہ لمن حمدہ تو اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے اور جب اٹھتے دو رکعات سے تو اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے اور مرفوع کیا اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

٧٩٥- (٦) وَعَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَفِىْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يُحَاذِىَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَيْهِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث ٧٣٧ ومسلم حدیث (٢٥- ٣٩١) والنسائی حدیث ٨٨٠ وابن ماجة حدیث ٨٥٩ والدارمی رقم ١٢٥١ واحمد ٣/ ٤٣٦)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت تکبیر کہتے تو اٹھاتے دونوں ہاتھ اپنے یہاں تک کہ برابر کرتے ان کو اپنے کانوں کے اور جس وقت اٹھاتے سر اپنا رکوع سے تو کہتے سمع اللہ لمن حمدہ' کرتے مانند اس کی اور ایک روایت میں ہے ''آپ دونوں ہاتھ اپنے کانوں کی لو تک برابر کرتے۔ (بخاری ومسلم)

٧٩٦- (٧) وَعَنْهُ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّىْ فَاِذَا كَانَ فِىْ وِتْرٍ مِنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ قَاعِدًا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث ٥٢٣ وابوداود حدیث ٧٤٤ والترمذی حدیث ٢٥٧)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ جس وقت ہوتے نماز کی طاق رکعت میں تو نہ کھڑے ہوتے یہاں تک کہ سیدھے ❶ بیٹھتے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ سیدھے بیٹھتے یعنی پہلی اور تیسری رکعت میں دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد لحظہ بھر بیٹھتے' یہ بیٹھنا جلسہ استراحت کہلاتا ہے اور بیٹھنے کے بعد زمین پر دونوں ہاتھوں کے تکیہ سے اٹھتے' امام شافعی اور ائمہ حدیث کے نزدیک یہ سنت ہے جبکہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ جلسہ مسنون نہیں۔

٧٩٧- (٨) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِى الصَّلٰوةِ كَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا وَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث ٥٤- ٤٠١)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' جب آپ نماز میں داخل ہوئے تو ہاتھ اٹھائے اور تکبیر کہی پھر کپڑا لپیٹ ❶ لیا' پھر دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ❷ اور جب ارادہ کیا رکوع کا تو اپنے ہاتھ کپڑے سے نکالے اور رفع یدین کی اور تکبیر کہہ کر رکوع کیا اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو دونوں ہاتھ اٹھائے اور جب سجدہ کیا تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کیا (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لپیٹ یعنی سخت سردی کی وجہ سے چادر میں ہاتھ لپیٹ لئے' کذا قال العلماء۔ ❷ رکھا' یہ حدیث نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل ہے' صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی' آپ نے اپنا دایاں

ہاتھ' بائیں ہاتھ پر رکھا اور سینہ پر ہاتھ باندھ لیے' امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس مسئلہ میں یہ حدیث سب سے زیادہ صحیح ہے' مسند احمد میں ہے کہ صحابی بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ سلام دائیں اور بائیں جانب پھیرتے تھے اور سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے' علی رضی اللہ عنہ آیت فصل لربك وانحر کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وانحر سے مراد یہ ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھے جائیں (دارقطنی' بیہقی' حاکم باسناد حسن) جمہور کا یہی مذہب ہے۔

۷۹۸- (۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۷۴۰)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں کو حکم کیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔ ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ رکھے' نماز سے مقصود دل کے خضوع وخشوع توبہ' انابت' پشیمانی' شرمندگی' اطاعت' بندگی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی اور اپنی عاجزی اور درماندگی کا اظہار' نیز دل ودماغ اور نفس وروح میں پاکی' صفائی اور طہارت پیدا کرنا ہے' اس بنا پر نماز کے لیے ایسے آداب وارکان مقرر کئے گئے ہیں کہ جن سے انسان کے اندر اس قسم کے جذبات کو تحریک اور نشوونما ہو' مثلاً نماز پڑھنے والا یہ سمجھے کہ وہ شہنشاہ عالم کے دربار میں کھڑا ہے' ہاتھ باندھے رہے' نظر نیچی کئے رہے' طور وطریق اور حرکات وسکنات میں ادب واحترام کا لحاظ رکھے۔ (میرک شاہ از مرعاۃ)

۷۹۹- (۱۰) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث ۷۱۹ ومسلم حدیث (۲۸۔ ۳۹۲) والنسائی حدیث ۱۱۵۰ واحمد فی المسند ۲/ ۴۵۴)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت ارادہ کرتے تھے کھڑے ہونے کا طرف نماز کی تو تکبیر کہتے جس وقت کہ کھڑے ہوتے' پھر تکبیر کہتے جس وقت کہ رکوع کرتے' پھر کہتے سمع اللہ لمن حمدہ جس وقت اٹھاتے پیٹھ اپنی رکوع سے' پھر کہتے کھڑے ہوئے اے رب واسطے تیرے سب تعریف' پھر تکبیر کہتے جس وقت جھکتے' پھر تکبیر کہتے جس وقت کہ اٹھاتے سر اپنا' پھر تکبیر کہتے جس وقت کہ دوسرا سجدہ کرتے' پھر تکبیر کہتے جس وقت کہ اٹھاتے سر اپنا' پھر کرتے یہ اپنی نماز میں' یہاں تک کہ پورا کرتے اس کو اور تکبیر کہتے جب کھڑے ہوتے دو رکعت پڑھ کر بیٹھنے کے بعد۔

۸۰۰- (۱۱) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث ۱۶۴-۷۵۶ والترمذی حدیث ۳۸۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہتر نمازوں میں وہ نماز ہے کہ جس میں قیام لمبا ہو۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ قیام لمبا ہو' اس سے معلوم ہوا کہ لمبا قیام زیادہ رکوع اور زیادہ سجدے کرنے سے افضل ہے' یہ حدیث ان احادیث کے مخالف نہیں جن میں سجدہ کی فضیلت بیان ہوئی ہے' کیونکہ اس حدیث میں زیادہ فضیلت کا ذکر ہے جو کہ قیام کے متعلق ہے' زیادہ

فضیلت اور مطلق فضیلت میں کوئی مخالفت نہیں ہے اور یہ ظاہر ہے کہ نوافل میں لمبے قیام کی زیادہ فضیلت ہے۔

الفصل الثانی

٨٠١- (١٢) عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ فِیْ عَشْرَةٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالُوْا فَاعْرِضْ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ رَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یُکَبِّرُ ثُمَّ یَقْرَأُ ثُمَّ یُکَبِّرُ وَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ ثُمَّ یَرْکَعُ وَیَضَعُ رَاحَتَیْهِ عَلٰی رُکْبَتَیْهِ ثُمَّ یَعْتَدِلُ فَلَا یُصَبِّیْ رَاْسَهٗ وَلَا یُقْنِعُ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ فَیَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ یَرْفَعُ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ ثُمَّ یَهْوِیْ اِلَی الْاَرْضِ سَاجِدًا فَیُجَافِیْ یَدَیْهِ عَنْ جَنْبَیْهِ وَیَفْتَحُ اَصَابِعَ رِجْلَیْهِ ثُمَّ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی فَیَقْعُدُ عَلَیْهَا ثُمَّ یَعْتَدِلُ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مَوْضِعِهٖ مُعْتَدِلًا ثُمَّ یَسْجُدُ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ وَ یَرْفَعُ وَیَثْنِیْ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی فَیَقْعُدُ عَلَیْهَا ثُمَّ یَعْتَدِلُ حَتّٰی یَرْجِعَ کُلُّ عَظْمٍ اِلٰی مَوْضِعِهٖ ثُمَّ یَنْهَضُ ثُمَّ یَصْنَعُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ کَبَّرَ وَرَفَعَ یَدَیْهِ حَتّٰی یُحَاذِیَ بِهِمَا مَنْکِبَیْهِ کَمَا کَبَّرَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ یَصْنَعُ ذٰلِكَ فِیْ بَقِیَّةِ صَلٰوتِهٖ حَتّٰی اِذَا کَانَتِ السَّجْدَةُ الَّتِیْ فِیْهَا التَّسْلِیْمُ اَخْرَجَ رِجْلَهُ الْیُسْرٰی وَقَعَدَ مُتَوَرِّکًا عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْسَرِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالُوْا صَدَقْتَ هٰکَذَا کَانَ یُصَلِّیْ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ وَ رَوَی التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَهْ مَعْنَاهُ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ وَّفِیْ رِوَایَةٍ لِاَبِیْ دَاوٗدَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں فرمایا کہ میں تم سب سے زیادہ جانتا ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کو‘ صحابہ نے کہا تو اسے بیان کرو‘ انہوں نے کہا جب نبی ﷺ نماز کے لیے قیام فرماتے تو اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں کے برابر‘ پھر تکبیر کہتے‘ پھر قراءت کرتے پھر‘ تکبیر فرماتے اور کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے‘ پھر رکوع کرتے اور رکھتے اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر‘ اور پیٹھ سیدھی کرتے‘ سر نیچا کرتے نہ اونچا کرتے‘ پھر سر اٹھاتے اور کہتے ”سمع اللہ لمن حمدہ“ پھر اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کاندھوں کے برابر اور سیدھے کھڑے ہو جاتے‘ پھر اللہ اکبر کہہ کر زمین کی طرف جھکتے اور سجدہ فرماتے اور اپنے ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں سے الگ رکھتے اور مروڑتے پاؤں کی انگلیاں ❶ پھر سر اٹھاتے ❷ اور بایاں پاؤں دوہرا کر کے اس پر بیٹھ جاتے‘ پھر سیدھے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی‘ ❸ پھر سجدہ کرتے‘ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھاتے اور بایاں پاؤں ❹ بچھا کر اس پر بیٹھ جاتے‘ پھر سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر آ جاتی ❺ پھر اٹھ کر دوسری رکعت اسی طرح ادا فرماتے ❻ پھر جب دو رکعات ❼ سے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے اور کاندھوں تک ہاتھ اٹھاتے‘ جس طرح شروع نماز میں کیا تھا‘ پھر باقی نماز میں اسی طرح کرتے یہاں تک کہ جب آخری سجدہ فرماتے تو بایاں پاؤں دوہرا کر لیتے اور دائیں مقعد (چوتڑ) پر بیٹھ جاتے‘ پھر سلام پھیرتے۔ ❽ ان تمام نے کہا تو نے صحیح کہا‘ واقعی آپ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابوداؤد

حُمَيْدٍ ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَاَنَّهٗ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَ وَتَّرَيَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ وَقَالَ ثُمَّ سَجَدَ فَاَمْكَنَ اَنْفَهٗ وَ جَبْهَتَهُ الْاَرْضَ وَنَحّٰى يَدَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَ وَضَعَ كَفَّيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَفَرَّجَ بَيْنَ فَخِذَيْهِ غَيْرَ حَامِلٍ بَطْنَهٗ عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ فَخِذَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَاَقْبَلَ بِصَدْرِ الْيُمْنٰى عَلٰى قِبْلَتِهٖ وَ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَكَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَ اَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ يَعْنِي السَّبَّابَةَ وَ فِيْ اُخْرٰى لَـهٗ وَ اِذَا قَعَدَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ قَعَدَ عَلٰى بَطْنِ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى وَ نَصَبَ الْيُمْنٰى وَاِذَا كَانَ فِي الرَّابِعَةِ اَفْضٰى بِوَرِكِهِ الْيُسْرٰى اِلَى الْاَرْضِ وَ اَخْرَجَ قَدَمَيْهِ مِنْ نَاحِيَةٍ وَّاحِدَةٍ۔

(ابوداود حديث ٧٣٠ والدارمي حديث ١٣٥٦ والترمذي حديث رقم ٣٠٤ بمعناه وابن ماجة حديث ١٠٦١ واحمد ٥/ ٤٢٤ والرواية الاولى ابوداود حديث ٧٣٤ والثانية ابوداود حديث ٩٦٨)

دارمی) اور روایت کیا ترمذی اور ابن ماجہ نے معنی اس کے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے اور ایک روایت ابوداؤد میں ابوحمید کی حدیث سے یہ ہے کہ ''پھر رکوع کیا' پھر رکھے دونوں ہاتھ اپنے اوپر دونوں گھٹنوں پر' گویا کہ پکڑے ہوئے ہیں ان کو اور مانند ❾ چلے کی کیا اپنے دونوں ہاتھوں کو' پس دور رکھا کہنیوں کو دونوں پہلوؤں اپنے سے اور کہا راوی نے پھر سجدہ کیا پس اچھی طرح لگایا ❿ ناک اپنا اور پیشانی اپنی کو زمین پر اور ہاتھ دونوں پہلوؤں سے الگ رکھے اور رکھیں اپنی دونوں ہتھیلیاں کاندھوں کے برابر اور کھلے رکھے اپنے دونوں ران' نہ ڈالا ان پر اپنے پیٹ کا بوجھ یہاں تک کہ آپ فارغ ہو کر تشہد کے لیے بیٹھ گئے اور بایاں پاؤں بچھا دیا اور دائیں پاؤں کو قبلہ رخ کر دیا اور رکھا دایاں ہاتھ اوپر گھٹنے دائیں کے اور بایاں ہاتھ اپنا اوپر بائیں گھٹنے کے اور اشارہ ⓫ کیا ساتھ انگلی اپنی' یعنی سبابہ کے۔ اور ابوداؤد کی ایک روایت میں کہ جس وقت کہ بیٹھتے دو رکعات کے بعد تو بیٹھتے اوپر تلوے پاؤں بائیں اپنے کے اور کھڑا کرتے دایاں پاؤں اپنا اور جس وقت کہ ہوتے چوتھی رکعت میں تو لگاتے بایاں مقعد (چوتڑ) طرف زمین کی اور نکالتے دونوں پاؤں اپنے ایک طرف۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور موڑتے انگلیاں تاکہ قبلہ رخ ہو جائیں۔ ❷ اٹھاتے سر اپنا یعنی سجدہ سے۔ ❸ معتدلاً یعتدل کا مفعول مطلق تاکید کے لیے ہے۔ ❹ اور موڑتے بایاں پاؤں' یعنی جلسۂ استراحت کے لیے۔ ❺ اعتدال یعنی اطمینان کرتے۔ ❻ پھر کرتے دوسری رکعت میں اسی طرح یعنی ثناء اور اعوذ کے علاوہ پہلی رکعت کی طرح کرتے۔ ❼ دو رکعات پڑھ کر' یعنی تشہد پڑھ کر۔ ❽ کہ پیچھے اس کے ہے سلام' یعنی آخری رکعت کا دوسرا سجدہ کہ اس کے بعد التحیات اور سلام ہے۔ ❾ تن کر رکھا یعنی جس طرح کمان چلا سخت تنا ہوا کمان سے دور ہوتا اس طرح ہاتھوں کو تنا کہ پہلوؤں سے ہاتھ الگ رہے۔ ❿ ناک' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ناک اور پیشانی دونوں کو زمین پر رکھنا ضروری ہے' ان کے رکھنے کے بغیر سجدہ پورا نہ ہوگا۔ ⓫ اشارہ کیا یعنی شہادت کی انگلی سے' اس انگلی کو سبابہ اس لیے کہتے ہیں کہ عرب لوگ جاہلیت میں گالی دیتے وقت اس انگلی کو اٹھاتے تھے سَبّ کا معنی گالی دینا ہے' اسلام میں اس انگلی کا نام شہادت کی انگلی کہ تسبیح اور توحید کے وقت اس سے اشارہ کیا جاتا ہے' اس اشارہ میں کسی کو اختلاف نہیں۔ (فتح)

٨٠٢- (١٣) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ اَبْصَرَ النَّبِيَّ

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

ﷺ حِيْنَ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى كَانَتَا بِحِيَالِ مَنْكِبَيْهِ وَحَاذٰى إِبْهَامَيْهِ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَرْفَعُ لَهُ إِبْهَامَيْهِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ۔) (ابوداود حديث ٧٢٤ والرواية الثانية ١/ ٤٧٣ حديث ٧٣٧ والنسائي حديث رقم ٨٨٢)

کو دیکھا جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھائے اور انگوٹھے کو کانوں کے برابر کیا پھر تکبیر کہی۔ (ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ دونوں انگوٹھوں کو کانوں کی لو تک اٹھایا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

٨٠٣- (١٤) وَعَنْ قَبِيْصَةَ بْنِ هُلْبٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِيْنِهِ۔ (رواه الترمذي و ابن ماجه) (الترمذي حديث ٢٥٢ وقال حديث حسن وابن ماجة ١/ ٦٦ حديث ٨٠٩ واحمد ٥/ ٢٢٦)

قبیصہ بن ہلب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے اور بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیتے تھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

٨٠٤- (١٥) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَعِدْ صَلَاتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَقَالَ عَلِّمْنِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أُصَلِّي قَالَ ((إِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَمَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلٰى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَّ فَمَكِّنَّ السُّجُوْدَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ)) هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ مَعَ تَغْيِيْرٍ يَسِيْرٍ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلتِّرْمِذِيِّ قَالَ ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَتَوَضَّأْ كَمَا أَمَرَكَ اللّٰهُ بِهِ ثُمَّ تَشَهَّدْ فَأَقِمْ فَإِنْ كَانَ مَعَكَ قُرْآنٌ فَاقْرَأْ وَإِلَّا فَاحْمَدِ

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور اس نے مسجد میں نماز پڑھی، پھر آیا اور سلام کیا نبی ﷺ سے تو نبی ﷺ نے فرمایا "پھر پڑھ نماز اپنی، اس لیے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی"، تو اس نے کہا، مجھے سکھلایئے اے اللہ کے رسول! کس طرح پڑھوں میں نماز؟ آپ نے فرمایا "جب متوجہ ہو تو طرف قبلہ کے پس اللہ اکبر کہہ، پھر پڑھ سورۂ فاتحہ اور جو کچھ ❶ چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ پڑھے تو پھر جب رکوع کرے تو رکھ اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر اور ٹھہر تو رکوع اپنے میں اور پھیلا اور برابر رکھ پیٹھ اپنی کو اور جب اٹھائے تو سر اپنا تو سیدھی کر پیٹھ اپنی اور اٹھا❷ سر اپنا یہاں تک کہ پھر آئیں ہڈیاں طرف اپنے جوڑوں کے اور جب سجدہ کرے تو تو ٹھہر واسطے سجدہ کے اور جب اٹھائے تو سر اپنا تو بیٹھ اوپر بائیں ران اپنی کے، پھر کر یہ ہر رکوع اور سجدہ میں یہاں تک کہ اطمینان ❸ کرے تو" یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور روایت کیا اس کو ابوداؤد نے تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اور روایت کئے

اللّٰهَ وَ كَبِّرْهُ وَهَلِّلْهُ ثُمَّ ارْكَعْ.)) (ابو داود حديثين رقم ٨٥٩- ٨٦٠ مع بعض التغاير وللترمذي معناه حديث ٣٠٢ وقال حديث حسن والنسائي حديث رقم ١٠٥٣ والدارمي حديث رقم ١٣٢٩ واحمد في المسند ٤/ ٣٤٠)

ترمذی اور نسائی نے معنی اس کے اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا "جب تو کھڑا ہو طرف نماز کی تو وضو کر جیسا کہ حکم کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس کے، پھر کلمہ شہادت ❹ پڑھ پھر اچھی طرح نماز ادا کر اور اگر ❺ تجھے قرآن یاد ہو تو پڑھ، ورنہ ❻ الحمد للہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ ❼ کہہ پھر رکوع کر۔"

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور جو کچھ چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ پڑھے تو یعنی سورۂ فاتحہ اور سورت جو چاہے پڑھ۔ کہا ملا علی قاریؒ نے جمہور کے نزدیک فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے۔ ❷ اور اٹھا سر اپنا یعنی سیدھا کھڑا ہو۔ ❸ یہاں تک کہ اطمینان کرے تو یعنی رکوع اور قومہ اور سجدہ اور جلسہ میں۔ ❹ پھر کلمہ شہادت پڑھ یعنی جیسا کہ وضو کے بعد پڑھنا آیا ہے یا معنی تشہد کے یہ ہیں کہ اذان کہہ۔ ❺ پھر اچھی طرح نماز ادا کر یہ معنی ہیں فاقم کے یہ معنی ہیں کہ تکبیر کہہ۔ ❻ پس اگر ہو یعنی تجھے یاد ہو۔ ❼ اور اگر نہ یاد ہو اس سے معلوم ہوا کہ جس کو قرآن یاد نہ ہو تو وہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر بجائے قرآن کے پڑھے جیسے کہ کوئی نو مسلم ہو۔

٨٠٥- (١٦) وَعَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلصَّلَاةُ مَثْنٰى مَثْنٰى تَشَهُّدٌ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَتَخَشُّعٌ وَّتَضَرُّعٌ وَّتَمَسْكُنٌ ثُمَّ تُقْنِعُ يَدَيْكَ يَقُوْلُ تَرْفَعُهُمَا اِلٰى رَبِّكَ مُسْتَقْبِلًا بِبُطُوْنِهِمَا وَجْهَكَ وَتَقُوْلُ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَذَا وَ كَذَا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَهُوَ خِدَاجٌ.)) (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ٣٨٥ واحمد في المسند ١/ ٢١١)

سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ❶ "نماز دو دو رکعت ہے پھر ہر دو رکعت کے بعد تشہد ہے اور خشوع، عجز اور مسکنت ظاہر کرنا چاہیے، پھر ہاتھ اٹھا اپنے، پھر فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یعنی ❷ ہتھیلیاں اونچی اٹھا کر چہرے کی طرف کر ❸ اور یارب یارب کہتے ہوئے دعا کر اور جو شخص ایسا ❹ نہ کرے تو اس کی نماز ناقص ہے۔" ❺ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز دو رکعت ہے یعنی نفل نماز افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت پڑھے، خواہ دن ہو، خواہ رات، جمہور کا یہی مذہب ہے۔ ❷ یہ الفاظ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے ہیں، انہوں نے آپ کے لفظ تقنع یدیك کی تفسیر کی ہے۔ ❸ سامنے کرنے والا ہو دونوں ہتھیلیاں اپنی یعنی جیسے کہ ادب دعا کا ہے۔ ❹ اور جس شخص نے یہ نہ کیا، یعنی جو ذکر کیا گیا ہے یا دعا نہ کی۔ ❺ ایسی اور ایسی، یعنی ناقص ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٨٠٦- (١٧) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْسَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيّ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ

سعید بن حارث بن معلی سے روایت ہے، نماز پڑھائی ہم کو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو ❶ پکار کر کہی تکبیر جب کہ اٹھایا

حِيْنَ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَ حِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَقَالَ هٰكَذَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٨٢٥)

سر اپنا سجدے سے اور جب کہ سجدہ کیا اور جب کہ اٹھے دو رکعت پڑھ کر اور کہا اسی طرح دیکھا میں نے نبی ﷺ کو۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ مقصود یہ ہے کہ امام تمام تکبیرات پکار کر کہے اور خاص یہی چند تکبیرات اتفاقاً بیان کیں ہوسکتا ہے کہ انہی تکبیرات کا ذکر ہوا ہو اس لیے یہی بیان کیں اور اسماعیل کی روایت میں مزید تکبیرات کا ذکر بھی آیا ہے (حق)

٨٠٧- (١٨) وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ شَيْخٍ بِمَكَّةَ فَكَبَّرَ ثِنْتَيْنِ وَ عِشْرِيْنَ تَكْبِيْرَةً فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ اَحْمَقٌ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ سُنَّةُ اَبِي الْقَاسِمِ ﷺ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٧٨٨)

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک عمر رسیدہ شخص کے پیچھے ❶ مکہ میں نماز پڑھی' تو انہوں نے بائیس تکبیرات کہیں ❷ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا یہ تو احمق ہے' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے گم کرے تجھ کو ماں تیری' یہ ابوالقاسم ﷺ کی سنت ہے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ ایک عمر رسیدہ شخص کے پیچھے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے۔ ❷ پس کہیں بائیس تکبیریں یہ بائیس تکبیریں چار رکعات میں ہوتی ہیں مع تکبیر تحریمہ کے اور مروان اور بنی امیہ نے یہ تکبیریں پکار کر کہنا چھوڑ دی تھیں' اس لیے عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پکار کر تکبیرات کہنے پر تعجب کیا۔

٨٠٨- (١٩) وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ مُرْسَلًا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الصَّلَاةِ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمْ تَزَلْ تِلْكَ صَلَاتُهٗ ﷺ حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔ (رواه مالك) (الموطا حدیث رقم ١٧ من کتاب الصلاة)

سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے نماز میں جب جھکتے ❶ اور اٹھتے ❷ اور ہمیشہ رہی یہ نماز نبی ﷺ کی یہاں تک کہ ❸ آپ نے ملاقات کی اللہ تعالیٰ سے۔ (مالک)

فوائد الحدیث: ❶ جب جھکتے یعنی رکوع اور سجدے کے لیے۔ ❷ اور اٹھتے یعنی وقت قومہ اور جلسہ اور قیام کے۔ ❸ ملاقات کی اللہ تعالیٰ سے یعنی وفات پائی۔

٨٠٩- (٢٠) وَعَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً مَعَ تَكْبِيْرِ الْاِفْتِتَاحِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيْحٍ عَلٰى هٰذَا الْمَعْنٰى۔) (ابوداود حدیث رقم ٧٤٧ والترمذی حدیث رقم ٢٥٧ وقال حدیث عبدالله بن مسعود حسن والنسائی حدیث رقم ١٠٥٨)

علقمہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہم سے کہا کیا نہ پڑھاؤں میں تم کو نماز رسول اللہ ﷺ کی؟ تو انہوں نے نماز پڑھائی اور نہ اٹھائے دونوں ہاتھ اپنے مگر ایک بار ساتھ تکبیر شروع کرنے نماز کے' (ترمذی' ابوداؤد اور نسائی) اور کہا ابوداؤد نے ان معانی میں یہ صحیح ❶ نہیں۔

حکم الحدیث: یہ حدیث اور اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ صحیح نہیں امام عبداللہ بن مبارک نے کہا میرے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے اسی طرح امام ابن ابی حاتم امام احمدؒ اور ان کے استاذ امام یحییٰ بن آدم امام ابوداؤد اور امام دارقطنی نے اس حدیث کو غلط اور باطل قرار دیا ہے اور امام ابن جوزی نے تو اسے موضوع کہا ہے تفصیل بڑی کتابوں میں ہے۔

۸۱۰- (۲۱) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔)) (رواه ابن ماجة)

(ابن ماجة حديث رقم ۸۰۳)

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھڑے ہوتے تھے نماز کے لیے تو قبلہ رخ ہو کر اٹھاتے ہاتھ اپنے اور کہتے: ''اللہ اکبر۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۸۱۱- (۲۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ وَفِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَآءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((يَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللهَ اَلَا تَرٰی كَيْفَ تُصَلِّیْ اِنَّكُمْ تَرَوْنَ اِنَّهٗ يَخْفٰى عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللهِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ كَمَا اَرٰی مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ۲/ ۴۴۹)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز پڑھائی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی اور آخری صف میں ایک شخص بری طرح نماز پڑھ رہا تھا' جب اس نے سلام پھیرا تو اسے رسول اللہ ﷺ نے بلایا ''اے فلاں! کیا نہیں ڈرتا تو اللہ تعالیٰ سے' کیا نہیں دیکھتا تو کس طرح پڑھتا ہے نماز؟ تحقیق تم گمان کرتے ہو کہ پوشیدہ رہتی ہیں مجھ پر جو چیزیں تم کرتے ہو' اللہ کی قسم! میں جس طرح سامنے دیکھتا ہوں ❶ اپنے پیچھے سے بھی ویسا ہی دیکھتا ہوں۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دیکھتا ہوں' آپ کا پیچھے کی طرف سے دیکھنا صرف نماز کی حالت میں ہوتا تھا اور یہ دیکھنا بھی آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے (نماز میں یہ دیکھنا بھی کبھی کبھار ہوتا) ہمیشہ نہیں ہوتا تھا اور پھر یہ ذاتی نہ تھا بلکہ کشف' وحی یا الہام کے ذریعے ہوتا تھا' تو ایسی احادیث سے یہ عقیدہ بنانا کہ نبی ﷺ عالم الغیب تھے اور ہر چیز آپ کے سامنے موجود رہتی اور جو ہو چکا اور جو آئندہ ہونے والا ہے ان تمام کا آپ کو علم تھا ایسی تمام باتیں قرآن وسنت اور ائمہ فقہ کے سراسر خلاف ہیں اور ان کے شواہد قرآن وحدیث میں بے شمار موجود ہیں۔ ازاں جملہ آپ کی اونٹنی کے گم ہونے کا ایک واقعہ ہے کہ معلوم نہ ہوا کہ کہاں ہے' منافقوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) کہتا ہے میں آسمان کی خبریں جانتا ہوں اور اپنی اونٹنی کا علم نہیں کہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں میں وہی جانتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ مجھے معلوم کرا دے اور بتلا دے' اب اس نے مجھے بتلا دیا کہ وہ فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں اٹکی ہوئی ہے'' اور یہ بھی فرمایا: میں بشر ہوں بلا معلوم کروانے کے لیے دیوار کے پیچھے جو کچھ ہو رہا ہے میں نہیں جانتا۔

بَابُ مَا یُقْرَأُ بَعْدَ التَّکْبِیْرِ

تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھا جائے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٨١٢- (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یَسْکُتُ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَاءَةِ اِسْکَاتَةً فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْکَاتُكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَبَیْنَ الْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٧٤٤ ومسلم حدیث رقم (١٤٧ - ٥٩٨) واللفظ للبخاری وابو داود حدیث رقم ٧٨١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے رسول اللہ ﷺ خاموش ❶ رہتے درمیان تکبیر اور درمیان قراءت کے کاموش رہنا' میں نے کہا' میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول! آپ کاموش رہتے ہیں درمیان تکبیر اور درمیان قراءت کے (تو اس میں) آپ کیا کہتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''میں کہتا ہوں یا الٰہی! دوری ڈال درمیان میرے اور درمیان میرے گناہوں کے جیسے کہ دوری ❷ رکھی تو نے درمیان مشرق اور مغرب کے' یا الٰہی! پاک کر مجھ کو گناہوں سے جیسا کہ پاک کیا ❸ جاتا ہے سفید کپڑا میل سے' یا الٰہی! دھو ❹ ڈال گناہ میرے ساتھ پانی' برف اور اولوں کے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ خاموش رہتے یعنی پکار کر نہ پڑھتے۔ ❷ جیسے کہ دوری رکھی الخ یعنی بہت بخش گناہ میرے۔ ❸ جیسا کہ پاک کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل سے' یعنی خوب پاک کر گناہوں سے۔ ❹ یا الٰہی! دھو ڈال' مراد یہ ہے کہ پاک کر مجھ کو گناہوں سے ساتھ طرح طرح کی بخششوں کے' تو بیان مبالغہ منظور ہے بخشش میں' ورنہ حقیقتاً ان چیزوں سے دھونا مراد نہیں۔

٨١٣- (٢) وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ کَبَّرَ ثُمَّ قَالَ ((وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کھڑے ہوتے تھے نماز کے لیے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ تھے جس وقت شروع کرتے نماز' تو اللہ اکبر ❶ کہتے' پھر کہتے ''میں نے اپنے چہرے کو اس ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے زمین اور آسمان کو پیدا فرمایا' یک سو ❷ ہو کر اور نہیں میں شرک کرنے والوں سے' تحقیق نماز میری اور عبادت میری اور زندہ رہنا میرا اور مرنا میرا اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے' نہیں کوئی شریک اس کا اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا

جَمِيْعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ)) وَإِذَا رَكَعَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ)) فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُّ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ اٰخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) و فی روایة للشافعي وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ وَ الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَ إِلَيْكَ لَا مَنْجَا مِنْكَ وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ.)) (مسلم حديث رقم (۲۰۱ - ۷۷۱) وابوداود حديث رقم ۷۶۰ وذكر ((وانا اول المسلمين)) والترمذي حديث رقم ۳۴۲۱ والنسائي الى قوله ((استغفرك واتوب اليك)) حديث رقم ۸۹۷ ورواية الشافعي اخرجها في الام)

ہوں میں اور میں ہوں مسلمانوں میں سے' یاالٰہی! تو بادشاہ ہے نہیں کوئی معبود مگر تو' تو ہے پروردگار میرا اور میں ہوں بندہ تیرا' ظلم کیا میں نے نفس اپنے پر اور اقرار کیا ❸ میں نے اپنے گناہوں کے ساتھ' پس بخش میرے لیے میرے سارے گناہ' اس لیے کہ نہیں بخشا گناہوں کو مگر تو اور راستہ دکھا مجھے بہترین اخلاق کا' راستہ نہیں دکھاتا بہترین اخلاق کا کوئی مگر تو اور پھیر مجھ سے اخلاق بد' نہیں پھیرتا مجھ سے اخلاق بد مگر تو' حاضر ہوں میں خدمت تیری میں اور حکم بجالانے تیرے میں اور خیر تمام تیرے ہاتھ میں ہے اور ❹ برائی نہیں نسبت کی جاتی طرف تیری' میں قائم ہوں ساتھ قوت تیری کے اور رجوع تیری طرف رکھتا ہوں بابرکت ہے تو اور بلند ❺ ہے تو' بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اور توبہ کرتا ہوں تیری طرف یاالٰہی رجوع کیا میں نے تیرے لیے اور میں تجھ پر ایمان لایا اور تیری اطاعت اختیار کی' عاجزی کی تیرے لیے میرے کان' میری آنکھوں' میرے دماغ' میری ہڈیوں اور میرے پٹھوں نے' اور جب سر اٹھاتے رکوع سے تو کہتے ''اے اللہ! تیری اس قدر تعریف ہے جس سے زمین آسمان اور ان کے درمیان خلا بھرپور ہو جائے اور اس کے بعد جو چیز تو چاہے بھر ❻ جائے'' اور جب سجدہ کرتے تو کہتے یاالٰہی تیرے ہی لیے سجدہ کیا میں نے اور تجھ پر ایمان لایا میں اور تیری اطاعت اختیار کی' اور سجدہ کیا میرے چہرے نے اس ذات کو جس نے پیدا کیا اور صورت دی اس کو اور کھولے کان اس کے اور آنکھیں اس کی' اللہ تعالیٰ بابرکت بہتر پیدا کرنے والا'' پھر آخر میں تشہد اور سلام کے درمیان یہ دعا پڑھتے: ''یاالٰہی! بخش میرے لیے گناہ کہ آگے کئے میں نے اور جو پیچھے کئے میں نے اور جو پوشیدہ کئے میں نے اور جو ظاہر کئے میں نے اور جو کہ زیادتی کی میں ❼ نے اور وہ گناہ جو تو زیادہ جانتا ہے

ان کو مجھ سے' تو آگے ❽ کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے ❾ کرنے والا ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔'' (مسلم) اور شافعی ❿ کی روایت میں ہے ''کہ برائی کی نسبت تیری طرف نہیں' ہدایت والا وہ ہے جسے تو ہدایت دے میں تیرے سہارے ہوں اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے' تیرے بغیر نجات ہے نہ پناہ' تو بہت برکت والا ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ اللہ اکبر کہتے الخ کہا شوکانی نے اس میں سراحت ہے کہ اللہ اکبر کہنے کے بعد ہے۔ ❷ یک سو ہو کر یعنی حال یہ کہ میں متوجہ ہونے والا ہوں طرف حق کی اور بیزار ہوں دین باطل سے۔ (نیل) ❸ اقرار کیا' اس لیے کہ تو نے فرمایا ہے کہ جو بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوا میرے دربار میں آئے تو میں اسے بخشوں گا۔ ❹ اور برائی نہیں الخ آپ نے یہ ادباً اور تعظیماً فرمایا' ورنہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہیں' درحقیقت پیدا کرنے میں کوئی برائی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر چیز کی پیدائش میں علیحدہ علیحدہ حکمتیں رکھی ہیں۔ برائی اگر ہے تو مخلوقات میں ہے جیسے فرمایا ﴿من شر ما خلق﴾ میں پناہ مانگتا ہوں مخلوق کی برائی سے' بعض علماء نے کہا ہے کہ برائی نہیں نزدیک کرنے والی طرف تیری کہ اس سے تیری درگاہ میں قرب حاصل کیا جائے یا یہ معنی ہے کہ شر نہیں چڑھتی تیری طرف یعنی مقبول نہیں ہوتی جیسے فرمایا: ﴿الیہ یصعد الکلم الطیب﴾ اس کی طرف صرف پاکیزہ باتیں چڑھتی ہیں۔ ❺ بلند ہے تو' یعنی تو ذاتاً اور صفاتاً تمام مخلوق سے اوپر ہے۔ ❻ بھر جائے' اللہ تعالیٰ کی وسیع تر کائنات جس میں یہ تمام آسمانوں اور زمین ایک ذرۂ بے مقدار ہیں' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا ان میں کیسے سما سکتی ہے' زمین اور آسمانوں کا نام اس لیے لیا گیا کہ انسانی مشاہدہ میں یہ سب سے بڑی مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے مقابلے میں ایک نابود ذرہ ہیں اسی لیے ان کے ذکر کے بعد فرمایا' یا الٰہی! ان کے بعد جتنے جہاں تو چاہے وہ بھی تیری حمد سے بھر جائیں کیونکہ تو بے انداز تعریفوں کا مالک تیری صفات کی کوئی انتہا نہیں' تیرے رحم وکرم کی کوئی حد نہیں' یا اللہ! مجھ حقیر پر تقصیر کو محض اپنے رحم سے معاف فرما دے۔
❼ اور جو کہ زیادتی کی میں نے بعض اعمال میں اور خرچ کرنے مال میں۔ ❽ آگے کرنے والا ہے قدر اور عزت میں۔ ❾ اور تو ہے پیچھے ڈالنے والا یعنی قدر اور عزت میں۔ ❿ اور بیچ روایت شافعی کے یعنی بعد لفظ والخیر فی یدیک کے یوں آیا ہے۔

۸۱۶- (۳) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهُ قَالَ ((اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ)) فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ ((اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ)) فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ ((اَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَاِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَاْسًا)) فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِيَ النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ ((لَقَدْ رَاَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَّبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ۱٤۹۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور صف میں داخل ہوا' اس کا دم چڑھا ❶ ہوا تھا' تو اس نے کہا ''اللہ بہت بڑا ہے' سب تعریف واسطے اللہ کے' تعریف بہت پاکیزہ برکت کی گئی اس میں'' پس جب ادا کر چکے رسول اللہ ﷺ نماز اپنی تو کہا ''کون تم سے کہنے والا تھا ان کلموں کو؟'' پس چپ رہی قوم' پھر فرمایا ''کون تھا تم میں سے کہنے والا ان کلموں کو'' پس چپ ❷ رہی قوم پھر فرمایا ''کون تھا تم میں سے کہنے والا ان کلموں کو کیونکہ اس نے نہیں کہی قباحت کی بات'' تو کہا ایک شخص نے کہ آیا تھا میں اور تحقیق پھول گیا تھا سانس میرا

۶۰۰) وابو داود حدیث رقم ۷۶۳ والنسائی حدیث رقم ۹۰۱ واحمد فی المسند ۳/ ۱۰۶)

پس کہے میں نے یہ کلمات' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھے میں نے بارہ فرشتے جو جلدی کرتے تھے کہ کونسا ان میں سے اٹھا کر لے جائے ان (کلمات) کو۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دم چڑھا' یہ بات محض واقعہ بیان کرنے کے لیے کہی ورنہ کلمات کے کہنے اور عذر بیان کرنے میں اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان ان کلمات کا کہنا بھی مسنون ہے۔ ❷ پس چپ رہی قوم' یعنی جو حاضر تھے بلحاظ اس کے شاید ہم سے خطا ہوئی ہو کہ اس کے سبب سے خطاب عتاب کی گئی۔ (یہاں قوم سے مراد وہ لوگ یعنی صحابہ کرام ہیں جو آپ کے ساتھ جماعت میں شامل تھے)۔

الفصل الثانی

۸۱۵- (۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ۔) (ابوداود حدیث رقم ۷۷۶ والترمذی حدیث ۲۴۳ وابن ماجة حدیث ۸۰۶)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب شروع کرتے نماز تو فرماتے تھے: ''پاک ❶ ہے تو الٰہی اور پاکی بیان کرتے ہیں ہم ساتھ تعریف تیری کے اور بابرکت ہے نام تیرا اور بلند ہے بزرگی تیری اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے۔'' (ترمذی اور ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پاک ہے تو' اس حدیث کی سند میں حارثہ بن ابی الرجال اور ابوسعید کی روایت علی بن نجاد جس کی کنیت ابواسمٰعیل ہے محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہیں' امام احمد نے کہا بہترین دعا سند کے لحاظ سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کیونکہ وہ متفق علیہ ہے پھر علی رضی اللہ عنہ کی اور باقی تمام میں کلام ہے۔ (نیل)

۸۱۶- (۵) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَارِثَةَ وَ قَدْ تُكُلِّمَ فِيْهِ مِنْ قِبَلِ حِفْظِهٖ۔ (ابن ماجة عن ابی سعید الخدری حدیث رقم ۸۰۴)

اور روایت کیا یہ ابن ماجہ نے سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حارثہ نے بیان کی ہے اور اس کے حافظہ میں ائمہ حدیث نے اعتراض کیا ہے۔

۸۱۷- (۶) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلَاةً قَالَ ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا)) ثَلَاثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے' آپ نے کہا: ''اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' اللہ بہت بڑا ہے' اور تعریف ہے واسطے اللہ کے بہت اور تعریف ہے واسطے اللہ کے بہت اور تعریف ہے واسطے اللہ کے بہت اور پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی صبح ❶ اور شام تین ❷ بار پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے

أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ ((وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا)) وَذَكَرَ فِيْ اٰخِرِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَقَالَ عُمَرُ نَفْخُهُ الْكِبْرُ وَ نَفْثُهُ الشِّعْرُ وَ هَمْزُهُ الْمُؤْتَةُ۔ (ابو داود حديث رقم ٧٦٤ وابن ماجة حديث رقم ٨٠٧ وذكر ((اللهم انى اعوذبك من الشيطان الرجيم)) واحمد فى المسند ٤/ ٨٠)

شیطان سے اور تکبر اس کے سے اور شعروں اس کے سے اور وسوسے اس کے سے۔'' (ابوداؤد وابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے نہیں ذکر کیا لفظ و الحمد لله كثيرًا کا اور ذکر کیا اس کے آخر میں من الشیطان الرجیم اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے نفخ شیطان ❸ کا کبر ہے اور نفث ❹ اس کا شعر پڑھنا ہے اور ہمز ❺ اس کا جنون ہے۔

حکم الحدیث: ان دونوں کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صبح اور شام یعنی ہمیشہ ❷ تین بار سبحان الله بكرة و اصيلا کو بھی تین بار پڑھتے مثل پہلے کلمات کے۔ ❸ مراد نفخ شیطان سے تکبر اور خود پسندی ہے کہ اس میں آدمی کو ڈالتا ہے یعنی تکبر کرواتا ہے اور اس کو اس کی نظر میں اچھا کر کے دکھلاتا ہے گویا کہ اس میں تکبر پھونکتا ہے۔ ❹ نفث سے مراد خلاف شرع دم ہے جو شیطان آدمی پر کرتا ہے یا کرواتا ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ نفث سے مراد بد مضمون اشعار ہیں جو آدمی کے ذہن میں ڈالتا ہے اور اس سے کہلواتا ہے جیسے برے منتر اور کفر وفسق کے الفاظ وغیرہ۔ واللہ اعلم ❺ همز سے مراد طعن کرنا اور وسوسہ ڈالنا ہے جیسے اس آیت میں ﴿و اعوذبك من همزات الشياطين﴾ وسوسے مراد ہیں۔

٨١٨- (٧) وَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَ سَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَصَدَّقَهُ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ۔ (رواه ابوداؤد وروى الترمذى و ابن ماجة والدارمى نحوه) (ابو داود حديث رقم ٧٧٩ والترمذى حديث رقم ٢٥١ وكذلك ابن ماجة حديث رقم ٨٤٤ وايضا الدارمى حديث رقم ١٢٤٣ واحمد فى المسند ٥/ ٧)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یاد رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے ایک سکتہ ❶ جس وقت کہ تکبیر تحریمہ کہہ چکتے اور دوسرا سکتہ جس وقت کہ فارغ ہوتے ''غير المغضوب عليهم و لا الضالين'' پڑھنے سے پس تصدیق کی اس کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے۔ (ابوداؤد ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے مانند اس کی روایت کیا)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پہلے سکتہ سے نہ پکار کر کے پڑھنا مراد ہے اور یہ بالاتفاق جائز ہے دوسرا سکتہ امام شافعی کے نزدیک صفت ہے تاکہ مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ سکیں اور امام سے منازعت لازم نہ آئے جو کہ ممنوع ہے۔

٨١٩- (٨) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَ لَمْ يَسْكُتْ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ و ذكره الحميدى فى افراده و كذا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ کھڑے ہوتے ❶ تھے دوسری رکعت پڑھ کر شروع کرتے پڑھنا الحمد للہ رب العالمین سے اور نہ خاموش رہتے اسی طرح ہے صحیح مسلم میں اور حمیدی اور صاحب جامع

صاحب الجامع عن مسلم وحده۔ (مسلم حدیث رقم (۱۴۸۔ ۵۹۹)

الاصول نے اس حدیث کوصرف مسلم کی روایت قرار دیا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جب کھڑے ہوتے یعنی جب دوسرا شفعہ (دوگانہ) شروع فرماتے تو دعائے استفتاح کے لیے سکتہ نہ کرتے بلکہ الحمد ہی سے شروع کر دیتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۲۰- (۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلَاةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ۔)) (رواه النسائی)

(النسائی حدیث رقم ۸۹۶)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب شروع کرتے نماز تو اللہ اکبر کہتے پھر فرماتے ''نماز میری اور عبادت میری اور زندہ رہنا میرا اور مرنا میرا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہان کو پالنے والا ہے' نہیں کوئی شریک اس کا اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں اور میں ہوں اول مسلمان۔ یا الٰہی! راستہ دکھا مجھ کو واسطے بہترین اعمال کے اور بہترین اخلاق کے' نہیں راستہ دکھا تا واسطے بہترین اعمال کے اور اخلاق کے مگر تو' بچا مجھ کو برے اعمال سے اور برے اخلاق سے' نہیں بچا تا برے اعمال سے اور برے اخلاق سے مگر تو۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۸۲۱- (۱۰) وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ يُصَلِّي تَطَوُّعًا قَالَ ((اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ)) وَذَكَرَ الْحَدِيثَ مِثْلَ حَدِيثِ جَابِرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ ((وَ أَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ)) ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ)) ثُمَّ يَقْرَأُ۔ (رواه النسائی) (النسائی حدیث رقم ۸۹۸)

سیدنا محمد مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نفل نماز کے لیے قیام فرماتے تو کہتے ''اللہ اکبر' میں نے اپنا چہرہ متوجہ کیا اس ذات کے لیے جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور نہیں میں مشرکوں سے اور ذکر کی حدیث مانند حدیث جابر کے مگر کہا محمد نے ''وانا من المسلمین'' پھر کہا' یا الٰہی! تو ہی بادشاہ ہے' نہیں کوئی معبود مگر تو' پاک ہے تو اور تعریف ہے تجھ کو' پھر پڑھتے قراءت۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ

نماز میں قراءت کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٨٢٢- (١) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَصَاعِدًا۔ (البخاری حدیث رقم ٧٥٦ ومسلم حدیث رقم (٣٤۔ ٣٩٤) وابو داود حدیث رقم ٨٢٢ والترمذی حدیث رقم ٢٤٧ والنسائی حدیث رقم ٩١٠ وا بن ماجة حدیث رقم ٨٣٧)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''نہیں ہوتی نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے سورۂ فاتحہ۔'' (بخاری' مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ ''نہیں نماز اس کی جو نہ پڑھے سورۂ فاتحہ اور زیادہ۔''

فوائد الحدیث: ❶ قراءت نماز میں الخ نماز ایسی عبادت ہے جس میں ہمہ تن انسان اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کے ذکر سے برکت حاصل کرتا ہے سب سے اہم اور ضروری ذکر قرآن مجید ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید مختلف مقامات سے پڑھتے اور سورۂ فاتحہ ہر رکعت میں پڑھتے تھے' سورۂ فاتحہ میں چونکہ قرآن مجید کے اہم مضامین آ گئے ہیں مثلاً توحید' صفات باری تعالیٰ' حشر ونشر' سزا جزا' عبادت اور استعانت کی تخصیص' تاریخ کے مختلف ادوار کا ذکر اجمالاً آ گیا ہے' یعنی جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور جو لوگ گمراہی کی وجہ سے اس کے غضب کے مستحق بنے سب کو مختصراً ذکر کیا۔ فاتحہ کو مختصراً پورا قرآن سمجھنا چاہیے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قراءت کو لازمی اور فرض قرار دیا ہے' احادیث میں ہے کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص اور نا تمام ہوگی۔

٨٢٣- (٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ ثَلٰثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ قَالَ اقْرَأْ بِهَا فِيْ نَفْسِكَ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ عَبْدِيْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِيْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى حَمِدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَثْنٰى عَلَيَّ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ قَالَ مَجَّدَنِيْ عَبْدِيْ وَاِذَا قَالَ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز پڑھے اور نہ پڑھے اس میں سورۂ فاتحہ تو وہ نماز ناقص ہے' کہا اس کو تین بار' نہیں پوری ہوتی'' تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ہوتے ہیں ہم پیچھے امام کے۔ تو اس وقت کیا کریں؟) انہوں نے کہا پڑھ تو اس کو دل میں' اس لیے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تقسیم کی میں نے نماز ❶ درمیان اپنے اور درمیان بندے اپنے کے آدھوں ❷ آدھ اور میرے بندے کے لیے ہے جو مانگے' پس جب کہتا ہے بندہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تعریف کی میری

نَسْتَعِيْنُ قَالَ هٰذَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ عَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ فَاِذَا قَالَ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ قَالَ هٰذَا لِعَبْدِيْ وَلِعَبْدِيْ مَا سَأَلَ۔ (رواہ مسلم)

(مسلم حدیث رقم (۳۸۔ ۳۹۵) وابو داود حدیث رقم ۸۲۱ والترمذی حدیث رقم ۲۹۵۳ والنسائی حدیث رقم ۹۰۹ وابن ماجة حدیث رقم ۸۳۸ ومالك فی الموطا حدیث رقم ۳۹ من کتاب الصلاۃ واحمد فی المسند ۲/ ۲۸۵)

بندے میرے نے اور جس وقت بندہ کہتا ہے الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثنا کی مجھ پر میرے بندے نے اور جس وقت بندہ کہتا ہے مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تعظیم کی میری میرے بندے نے اور جس وقت بندہ کہتا ہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ درمیان میرے ❸ اور درمیان میرے بندے کے ہے اور میرے بندہ کے لیے ہے ❹ جو اس نے مانگا اور جس وقت بندہ کہتا ہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے بندے کیلئے ہے اور میرے بندے کیلئے ہے جو اس نے مانگا۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تقسیم کی میں نے نماز الخ نماز سے مراد یہاں سورۂ فاتحہ ہے' یہ حدیث وجوب قراءت خلف الامام کی دلیل ہے' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو اس حدیث کے راوی ہیں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا ہر نمازی پر فرض ہے' خواہ وہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد' کیونکہ سورۂ فاتحہ کی اتنی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ہی نماز رکھ دیا' اب اگر کوئی شخص خواہ مقتدی ہو خواہ امام یا منفرد سورۂ فاتحہ نہ پڑھے گا تو اس کی نماز ہرگز نہ ہوگی' صحیح مرفوع احادیث جو وجوب فاتحہ خلف الامام پر دلالت کرتی ہیں انہیں دیکھ کر علماء محققین حنفیہ نے بھی فاتحہ خلف الامام کا اقرار کیا ہے' مثلاً شیخ الاسلام نظام الملہ والدین مولانا عبدالرحیم جو باتفاق علماء ماوراء النہر وخراسان مذہب حنفی کے ایک مجتہد ہیں آپ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے' مولانا عبدالحئی لکھنوی امام الکلام میں فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا یہی مذہب معلوم ہوتا ہے اور مکروہ اور حرام بتانا ان کے مقلدین کی باتیں ہیں۔ (امام الکلام ص ۳۷ ہند) شاہ عبدالرحیم والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' شاہ عبدالعزیز' ملا جیون مجدد الف ثانی' امام غزالی' خواجہ نظام الدین وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین یہ تمام حضرات فاتحہ خلف الامام کے قائل تھے اور خود بھی پڑھتے تھے' اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے تحقیق الکلام از مولانا عبدالرحمن مبارک پوری برہان العجاب از مولانا بشیر سہوانی کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔ ❷ آدھوں آدھ الخ سورۂ فاتحہ کی سات آیات ہیں تین خالص اللہ تعالیٰ کی ثنا کی ہیں یعنی مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ تک اور ایک اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ بندے اور اللہ کے درمیان مشترک ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں اقرار بندگی اور وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں بندے کی طلب حاجت ہے اور اس کے بعد جو تین آیات ہیں ان میں خالص بندے کی دعا ہے۔ ❸ یہ درمیان میرے یعنی عبادت اللہ تعالیٰ کے لیے اور مدد مانگنا بندے کے لیے ہیں۔ ❹ اور بندے کے لیے یعنی اس کی مدد کرتا ہوں۔

۸۲٤- (۳) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ (رواہ مسلم) (البخاری حدیث رقم ۷٤۳ ومسلم حدیث رقم (۵۰۔ ۳۹۹) واللفظ للبخاری

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما شروع کرتے تھے نماز ❶ ساتھ الحمد للہ رب العالمین کے۔ (مسلم)

وابو داود حدیث رقم ۷۸۲ والترمذی حدیث رقم ۲٤٦ والنسائی حدیث رقم ۹۰۷)

فوائد الحدیث: ❶ نماز ساتھ الحمد کے الخ اس حدیث کے ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ پڑھتے ہی نہ تھے لیکن ایسا نہیں بسم اللہ پڑھنے پر سب کا اتفاق ہے اختلاف صرف جہر اور سر میں ہے' دراصل بات یہی ہے کہ دونوں طرح جائز ہے نبی ﷺ کبھی بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی آہستہ اور بسم اللہ کو جہراً اور سراً پڑھنے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت نہیں' صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کی آیت ہے لیکن اسے جہراً اور سراً پڑھنا ایک علیحدہ مسئلہ ہے' مزید تفصیل کے لیے مرعاۃ ص ۵۹۱/۰۷۱ور دیگر شرح حدیث کا مطالعہ کریں۔

۸۲۵- (٤) وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ)) فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ ((فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ وَلِمُسْلِمٍ نَحْوُهٗ وَفِیْ اُخْرٰی لِلْبُخَارِیِّ قَالَ ((اِذَا اَمَّنَ الْقَارِئُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَّافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) (البخاری حدیث رقم ۷۸۰ ومسلم حدیث رقم (۷۲۔ ٤١٠) وابو داود حدیث رقم ۹۳٦ والترمذی حدیث رقم ۲۵۰ والنسائی حدیث رقم ۹۲۸ وابن ماجة حدیث رقم ۸۵۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس وقت آمین کہے امام تو تم آمین کہو' کیونکہ ❶ جو شخص کہ موافق ہو جائے آمین ❷ اس کی اور آمین فرشتوں کی تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔'' (بخاری' مسلم) اور ایک روایت میں ہے فرمایا ''جس وقت کہے امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۝ تو کہو آمین' کیونکہ جو شخص کہ مطابق ہو کہنا اس کا کہنے فرشتوں کے تو اس کے پہلے گناہ معاف ہو گئے'' (بخاری ومسلم) اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے آپ نے فرمایا ''جب قاری آمین کہے ❸ تو تم آمین کہو' کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں پس جو شخص کہ موافق ہوا آمین اس کی فرشتوں کی آمین سے تو اس کے پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی امام جب فاتحہ کے بعد آمین کہتا ہے تو اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں لہٰذا تم بھی آمین کہو۔ لفظ آمین اسماء افعال سے ہے اس کے معنی ہیں اے اللہ میری دعا قبول فرما' مشہور روایات میں آمین مد اور تخفیف کے ساتھ ہے اسے شد کے ساتھ پڑھنا غلط ہے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام جہری قراءت میں بلند آواز سے آمین کہے کیونکہ اگر امام کی آواز مقتدی کو نہ سنی جائے گی تو وہ کیسے امام کی آمین کے بعد آمین کہے گا' آمین بلند آواز سے کہنے کے متعلق احادیث وآثار بے شمار موجود ہیں' تفصیل کے لیے سنن بیہقی' دار قطنی' فتح الباری' تعلیق المجد از مولانا عبدالحئی لکھنوی' نیل الاوطار' تحفۃ الاحوذی اور مرعاۃ شرح مشکوٰۃ دیکھئے۔

❷ قاری یعنی امام یا مطلق پڑھنے والا اور فرشتوں سے عمل لکھنے والا فرشتہ یا ان کے علاوہ اور فرشتے مراد ہیں۔

❸ پس کہو آمین یعنی امام کی آمین کے ساتھ فوراً آمین کہو تاخیر نہ کرو۔

۸۲٦- (۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ۔)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔) (مسلم حديث رقم (٦٢ ـ ٤٠٤) وابو داود حديث رقم ٩٧٢ والنسائي حديث رقم ١٠٦٤ والدارمي حديث رقم ١٣١٢ واحمد في المسند ٤/ ٤٠١)

نے فرمایا: ''جس وقت کہ پڑھو تم نماز' پس سیدھی کرو اپنی صفوں کو اور پھر تم میں سے ایک شخص امام بنے' جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جس وقت وہ کہے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تو تم کہو آمین' مقبول کرے گا دعا تمہاری اللہ تعالیٰ' اور جس وقت وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو کیونکہ امام رکوع کرتا ہے پہلے تمہارے اور اٹھتا ہے پہلے تم سے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ بدلے ❶ اس کے ہے'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم یہ دعا کہو' اے اللہ سب تعریف تیرے لیے ہے' اللہ تمہاری تعریف سن لے گا'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یہ بدلے اس کے ہے الخ اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی اور امام کے رکوع اور سجود کی مقدار برابر ہونی چاہیے' امام نے جس قدر مقتدیوں سے پہلے رکوع کیا اور پہلے سر اٹھایا اسی مقدار کے برابر مقتدیوں نے امام کے پیچھے تاخیر کی' لہٰذا یہ پہلے رکوع کرنے اور سر اٹھانے کا بدلہ ہے۔

٨٢٧ - (٦) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَتَادَةَ وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔ (مسلم عن قتادة فقط في الصحيح حديث رقم (٦٣ ـ ٤٠٤) وابن ماجة حديث ابي هريرة حديث رقم ٨٤٦)

اور مسلم کی ایک روایت میں جو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے یہ الفاظ زیادہ ہیں: ''اور جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو۔'' ❶

فوائد الحدیث: ❶ تم خاموش رہو الخ یہ حدیث فصل ثالث میں بھی آئے گی' امام مسلم نے ان الفاظ کو صحیح کہا ہے لیکن دیگر تمام محدثین نے اس کی صحت انکار کیا ہے' امام بیہقی نے اپنی سنن میں امام ابوداؤد سے نقل کیا ہے کہ یہ الفاظ محفوظ نہیں ہیں' اسی طرح یحییٰ بن معین ابو حاتم' رازی' دارقطنی' حافظ ابوعلی' نیشاپوری اور دیگر ائمہ محدثین نے ان الفاظ کو غیر صحیح قرار دیا ہے' غرض ان الفاظ کے ضعف پر حفاظ حدیث کا اجماع ہے اور خود امام مسلم نے بھی اقرار کیا ہے کہ ان الفاظ پر محدثین نے اتفاق نہیں کیا اور امام مسلم نے ان کو اپنے نزدیک صحیح جانتے ہوئے بھی اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلم میں یہ الفاظ موجود ہیں پھر یہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ امام مسلم نے ان کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلم کا جو نسخہ ہمارے ہاں متداول ہے یہ ان کے شاگرد ابو اسحاق کا لکھا ہوا ہے اس میں امام ابو اسحٰق کی یہ گفتگو درج ہے کہ میں نے امام مسلم سے کہا کہ ابوبکر بن اخت ابی النضر ان الفاظ ''و اذا قراء فانصتوا'' کے بارے میں اعتراض کرتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ الفاظ صحیح ہیں؟ تو امام مسلم نے کہا میں ان کو صحیح سمجھتا ہوں' پھر ابو اسحٰق نے امام مسلم سے یہ دوسرا سوال کیا کہ آپ کے نزدیک اگر یہ الفاظ صحیح ہیں تو آپ نے ان کو اپنی صحیح میں جو آپ نے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہے درج کیوں نہیں کیا؟ امام مسلم نے جواب دیا' وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہو میں نے اس کو اپنی صحیح میں درج کرنے کا التزام نہیں کیا' بلکہ میں نے اپنی صحیح میں صرف وہ احادیث

درج کی ہیں جن کی صحت پر ائمہ حدیث نے اتفاق کیا ہے چونکہ ان الفاظ پر ائمہ کا اتفاق نہیں اس لیے میں نے ان کو اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔

٨٢٨- (٧) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتٰبِ وَسُوْرَتَیْنِ وَ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْکِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا وَّیُطَوِّلُ فِی الرَّکْعَةِ الْاُوْلٰی مَا لَا یُطِیْلُ فِی الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ وَهٰکَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰکَذَا فِی الصُّبْحِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٧٧٦ و مسلم حدیث رقم (١٥٤ ـ ٤٥١) واللفظ للبخاری و النسائی حدیث رقم ٩٧٨ واحمد فی المسند ٤/ ٣٨٣)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ظہر میں بیچ پہلی دو رکعتوں کے سورہ فاتحہ اور دو سورتیں اور پچھلی دو رکعتوں میں فقط سورۂ فاتحہ اور سناتے ہم کو آیت کبھی' لمبی کرتے قراءت پہلی رکعت میں اس قدر کہ نہ لمبی کرتے دسری رکعت میں اور اسی طرح عصر میں کرتے اور اسی طرح صبح میں۔(بخاری ومسلم)

٨٢٩- (٨) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کُنَّا نَحْزِرُ قِیَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِیَامَهٗ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرْآءَةِ آلٓمٓ تَنْزِیْلُ السَّجْدَةِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ قَدْرَ ثَلٰثِیْنَ اٰیَةً وَّحَزَرْنَا قِیَامَهٗ فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذَالِكَ وَحَزَرْنَا فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰی قَدْرِ قِیَامِهٖ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ ذَالِكَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٥٦ ـ ٤٥٢) وابوداود حدیث رقم ٨٠٤ والنسائی حدیث رقم ٤٧٥)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اندازہ کرتے کھڑے ہونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا ظہر میں اور عصر میں' تو اندازہ کیا ہم نے آپ کے قیام کا ظہر کی پہلی دو رکعات میں بقدر سورۂ الم تنزیل السجدہ ❶ کے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ہر رکعت میں تقریباً تیس آیات کی مقدار قیام کرتے اور اندازہ کیا ہم نے ظہر کی پچھلی دو رکعات کا تو ان میں آپ کی قراءت اس سے نصف ❷ تھی اور عصر کی پہلی دو رکعات ظہر کی پچھلی دو رکعات کے برابر تھیں اور عصر کی آخری دو رکعات عصر کی پہلی دو رکعات سے نصف تھیں۔(مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مقدار پڑھنے الم تنزیل السجدہ کے یعنی ہر رکعت میں اس قدر پڑھتے جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ہر رکعت میں بقدر تیس آیات کے تلاوت فرماتے تھے۔ ❷ مقدار آدھی کے' اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ ظہر اور عصر کی آخری دو رکعات میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ اور قرآن بھی پڑھنا درست ہے اور ضروری صرف سورۂ فاتحہ ہے۔

٨٣٠- (٩) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقْرَءُ فِی الظُّهْرِ بِاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَفِیْ رِوَایَةٍ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الْعَصْرِ نَحْوَ ذَالِكَ وَفِی الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذَالِكَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٧٠ ـ ٤٥٩) وابوداود حدیث رقم ٨٠٦

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ظہر میں واللیل اذا یغشی اور ایک روایت میں ہے کہ پڑھتے تھے سبح اسم ربك الاعلی اور عصر میں مانند اس کے اور صبح میں لمبی قرأت اس سے۔(مسلم)

والنسائی حدیث رقم ۹۸۰)

۸۳۱- (۱۰) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۷۶۵ ومسلم حدیث رقم (۱۷۴۔ ۴۶۳) واللفظ له وابوداود حدیث رقم ۸۱۰)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا پڑھتے تھے مغرب ❶ میں سورۂ طور۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مغرب میں سورۂ طور' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قراءت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے' نبی ﷺ اوقات اور حالات کے مطابق کبھی لمبی سورتیں پڑھ لیتے اور کبھی چھوٹی' عام دستور یہ تھا کہ صبح کی نماز میں طوال مفصل (سورہ حجرات سے لے کر سورہ بروج تک) ظہر عصر اور عشاء میں اوساط مفصل (سورہ بروج سے لے کر سورہ لم یکن اللذین تک) اور مغرب کی نماز میں قصار مفصل (سورہ لم یکن اللذین سے آخر قرآن تک) پڑھی جاتی تھیں۔

۸۳۲- (۱۱) وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۷۶۳ ومسلم حدیث رقم (۱۷۳۔ ۴۶۲) وابوداود حدیث رقم ۸۱۰ والنسائی حدیث رقم ۹۸۵)

سیدہ ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ مغرب میں سورۂ والمرسلات عرفا سنا پڑھتے تھے۔ (بخاری ومسلم)

۸۳۳- (۱۲) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَاتِيْ فَيَؤُمُّ قَوْمَهٗ فَصَلّٰى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهٗ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى وَحْدَهٗ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهٗ اَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ۔ وَلَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَلَاُخْبِرَنَّهٗ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى قَوْمَهٗ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مُعَاذٍ وَقَالَ ((يَا مُعَاذُ اَفَتَّانٌ اَنْتَ اِقْرَاْ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَالضُّحٰى' وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى' وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۶۰۶ ومسلم حدیث رقم (۱۷۸۔ ۴۵۶) وابوداود

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے نبی ﷺ کے ساتھ' پھر آتے اور امام ہوتے ❶ اپنی قوم کے' ایک رات انہوں نے نماز پڑھی ساتھ نبی ﷺ کے عشاء کی' پھر آئے اپنی قوم میں' اور امام ہوئے ان کے تو شروع کیا سورہ بقرہ کو تو ایک شخص نماز سے الگ ہو گیا' اس نے سلام پھیرا پھر نماز پڑھی اکیلے اور چلا گیا' لوگوں نے اس کو کہا' کیا منافق ❷ ہو گیا تو اے فلاں؟ اس نے کہا' واللہ! میں منافق نہیں ہوا' میں رسول اللہ کے پاس جا کر ضرور شکایت کروں گا چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا' اے اللہ کے رسول! ہم اونٹوں والے ہیں ❸ محنت کرتے ہیں ہم دن کو' اور معاذ نے نماز پڑھی ساتھ آپ کے عشاء کی' پھر آئے اپنی قوم کے پاس تو شروع کی سورۂ بقرہ' متوجہ ہوئے رسول اللہ ﷺ طرف معاذ کے' اور فرمایا: ''اے معاذ! ❹ کیا فتنہ

حدیث رقم ۷۹۰ والنسائی حدیث رقم ۹۹۸)

میں ڈالنے والا ہے تو؟ پڑھو والشمس و ضحھا ❺ اور والضحی واللیل اذا یغشی اور سبح اسم ربك الاعلیٰ۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پس امام ہوتے' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نفل پڑھنے والے کی اقتداء فرض پڑھنے والا کر سکتا ہے' امام شافعی' امام احمد اور اہل حدیث کا یہی مذہب ہے اور معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ نماز نفل ہوتی تھی اور قوم کے فرض ہوتے تھے' اس لیے کہ جو شخص فرض ادا کر کے پھر لوٹائے تو لوٹائی ہوئی نماز نفل ہی ہوتی ہے۔ ❷ کیا منافق ہوگیا تو؟ الخ یعنی جماعت سے علیحدہ ہو کر تو نے نماز میں سستی کا مظاہرہ کیا ہے جو منافقوں کا کام ہے۔ ❸ ہم اونٹ والے ہیں یعنی پانی کھینچتے ہیں ساتھ ان کے درختوں اور کھیتوں میں دیتے ہیں' مجھے اس میں تکلیف ہوئی کیونکہ میں دن کا تھکا ہوا تھا۔ ❹ کہا اے معاذ! کیا فتنہ میں ڈالنے والا ہے تو یعنی لوگوں سے جماعت چھڑوا کر دین میں خلل ڈلواتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام کو سنت ہے نماز میں تخفیف کرنا اور نماز میں رعایت کرنا ضعیفوں کی۔ (مرعاۃ) ❺ پڑھ والشمس وضحھا' یعنی پہلی رکعت میں پہلی سورت اور دوسری میں دوسری اور تیسری چوتھی صورت میں مطلق جمع مراد ہے ترتیب مراد نہیں اور ابن حجر نے کہا ہے کہ احتمال ہے کہ ان چاروں سورتوں میں سے پہلی اور تیسری سورت پہلی رکعت میں اور دوسری اور چوتھی سورت دوسری رکعت میں پڑھنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو تو اس سورت میں بیان جواز کے لیے ہوگا۔ (مرقاۃ)

٨٣٤- (١٣) وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِشَآءِ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٧٦٩ ومسلم حدیث رقم (١٧٧ ـ ٤٦٤) وابن ماجة حدیث رقم ٨٣٥)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھتے تھے عشاء میں ❶ والتین والزیتون اور نہیں سنا میں نے کسی کو زیادہ خوش آواز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پڑھتے تھے عشا میں والتین یعنی دونوں رکعتوں میں سے ایک رکعت میں والتین پڑھتے اور دوسری میں کچھ اور۔

٨٣٥- (١٤) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيْفًا۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٦٨ ـ ٤٥٨) واحمد فی المسند ٥/ ٩١)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے فجر میں ق والقرآن المجید اور مانند اس کے اور تھی نماز نبی کی پیچھے نماز فجر ❶ کے ہلکی۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اور تھی نماز الخ یعنی فجر کی نماز میں قراءت لمبی پڑھتے اور دوسری نماز میں اس سے کم' اس لیے کہ وہ وقت قبولیت دعا اور برکت کا ہوتا ہے۔

٨٣٦- (١٥) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ١٦٤ ـ ٤٥٦) وابوداود حدیث رقم ٨١٧)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے تھے نماز فجر میں واللیل اذا عسعس۔ (مسلم)

۸۳۷- (۱۶) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى جَآءَ ذِكْرُ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ اَوْ ذِكْرُ عِيْسٰى اَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سُعْلَةٌ فَرَكَعَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (۱٦۳۔ ٤٥٥) وابوداود حديث رقم ٦٤٩)

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو مکہ میں فجر کی نماز پڑھائی ❶ تو آپ نے شروع کی سورۂ مومنین ❷ یہاں تک کہ آیا ذکر موسیٰ ❸ و ہارون کا یا ذکر عیسیٰ ❹ علیہم السلام کا، در پیش ❺ آئی نبی ﷺ کو کھانسی تو آپ نے رکوع کیا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مکہ میں یعنی بعد فتح مکہ کے۔ ❷ سورہ مومنین یعنی قد افلح المومنون۔ ❸ ذکر موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا اس آیت میں ہے ثم ارسلنا موسی و اخاه هارون الاية ❹ اور عیسیٰ علیہ السلام کا اس آیت میں ہے وجعلنا ابن مريم و امه الآية ❺ در پیش آئی کھانسی یعنی ان کے ذکر سے روئے یہاں تک کہ غالب ہوئی آپ پر کھانسی پس سورہ تمام نہ کر سکے رکوع کر دیا۔

۸۳۸- (۱۷) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالٓمّٓ تَنْزِيْلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ۸۹۱ ومسلم حديث رقم (٦٥۔ ۸۸۰) وابوداود حديث رقم ۱۰۷٤ والنسائي حديث رقم ۹٥٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ❶ کہ پڑھتے تھے نبی ﷺ ❷ فجر کی نماز میں دن جمعہ کے ❸ الم تنزیل پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں هل اتی علی الانسان۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ طیبی نے کہا کہ ان احادیث میں کان استمرار کے لیے نہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے قول ﴿کیف نکلم من کان فی المهد صبيا﴾ میں ہے۔ (مرقاۃ) ❷ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ حدیث میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے اس کی ہمیشگی ثابت ہو پس اولیٰ یہ ہے کہ ان کی قراءت اور ترک پر مداومت نہ کی جائے۔ (مرقاۃ ملخصاً)
❸ شاید اس کی حکمت یہ ہے کہ آپ کو ذکر کرنا مبدا اور معاد کا اور آدم علیہ السلام اور جنت اور دوزخ کے پیدا کرنے کا اور جنتیوں اور دوزخیوں اور احوال قیامت کا مقصود تھا اور یہ سب جمعہ کے دن واقع ہوگا۔ (مرقاۃ)

۸۳۹- (۱۸) وَعَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ الْجُمُعَةَ فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَفِي الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٦۱۔ ۸۷۷) وابوداود حديث رقم ۱۱۲٤ والترمذي

سیدنا عبیداللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خلیفہ بنایا مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ پر اور نکلا مروان طرف مکہ کی، تو نماز پڑھائی ہم کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی اور پڑھی سورۂ جمعہ پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں سورۂ اذا جاءک المنافقون اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے سنا یہ دونوں سورتیں جمعہ ❶ کے دن۔ (مسلم)

حدیث رقم ۵۱۹)

فوائد الحدیث: ❶ دن جمعہ کے یعنی نماز جمعہ میں۔

۸۴۰- (۱۹) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَهَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قَالَ وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَّاحِدٍ قَرَاَ بِهِمَا فِي الصَّلٰوتَيْنِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٦٢ ـ ٨٧٨) وابوداود حديث رقم ١١٢٢ والترمذى حديث ٥٣٣)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے دونوں عیدوں میں اور جمعہ میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور ھل اتاك حديث الغاشية نعمان نے کہا اور جب جمع ہو عید اور جمعہ ایک دن میں، تو پڑھتے یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں۔ (مسلم)

۸۴۱- (۲۰) وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَاَلَ اَبَا وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيَّ مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ فَقَالَ كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ وَاِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤ ـ ٨٩١) وابوداود حديث رقم ١١٥٤ والترمذى حديث رقم ٥٣٤)

سیدنا عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے، کیا پڑھتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید قربان میں اور فطر میں؟ تو انہوں نے کہا کہ پڑھتے تھے ان دونوں میں ❶ سورہ ق و القرآن المجيد اور اقتربت الساعة۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پڑھتے یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں یعنی عید اور جمعہ میں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز میں ہمیشہ سورہ جمعہ اور منافقون ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ کبھی یہ دونوں سورتیں پڑھتے اور کبھی سورہ اعلیٰ اور سورہ غاشیہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں سورتوں کا ان نمازوں میں پڑھنا مستحب مؤکد ہے۔

۸۴۲- (۲۱) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٩٨ ـ ٧٢٦) والنسائى حديث رقم ٩٤٥)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو سنتوں میں قل يايها الكفرون اور قل هو الله احد پڑھتے تھے۔ (مسلم)

۸۴۳- (۲۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ((قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا)) وَالَّتِيْ فِيْ اٰلِ عِمْرَانَ ((قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ١٠٠ ـ ٧٢٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی دو رکعات میں قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَيْنَا پڑھتے اور وہ آیت جو سورت آل عمران میں ہے قُلْ ❶ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ عیدین میں ہمیشہ سورہ اعلیٰ اور غاشیہ ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ کبھی یہ دونوں اور کبھی سورہ ق اور سورہ قمر اور مقصود عمر رضی اللہ عنہ کا اس پوچھنے سے یہ تھا کہ حاضرین اس کو سنیں ورنہ باوجود اس قرب کے جو کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رکھتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال واقوال سے واقف تھے نہ جاننا ان کا اس مسئلہ کو بعید تھا۔ (ح)

الفصل الثانی

٨٤٤- (٢٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهٗ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِذَاكَ۔) (الترمذی حدیث رقم ٢٤٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے ❶ نماز اپنی ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے۔ ❷ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث نہیں اسناد ❸ اس کی ایسی۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شروع کرتے الخ اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے کیونکہ بسم اللہ کا پڑھنا فاتحہ سے پہلے متفق علیہ ہے، اختلاف ہے تو جہر اور سر میں ہے اور اصل بات یہ ہے کہ دونوں امر جائز ہیں۔
❷ اس سے معلوم ہوا کہ بعض سورت کا خصوصاً پڑھنا سورت کے درمیان میں مکروہ نہیں ہے (ح ومنتقی) ❸ قوی نہیں اسناد اس کی۔

٨٤٥- (٢٤) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقَالَ ((اٰمِيْنَ)) مَدَّبِهَا صَوْتَهٗ۔ (رواه الترمذی و ابو داؤد والدارمی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ٢٤٨ وقال حدیث حسن وابو داود حدیث رقم ٩٣٢ وذكر ((رفع)) بدل ((مد)) والدارمی حدیث رقم ٢٤٧)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب پڑھا غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ تو کہا آمین، لمبی کی ❶ ساتھ اس کے آواز اپنی۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دراز کی آواز آمین کو پکار کر کہنا اس کا مراد ہے، اور آمین کہنا بعد فاتحہ کے سنت ہے بالاتفاق۔ (١٢ ح وع ١٢) کہا حافظ نے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ کہا ابن سید الناس نے یہ حدیث صحیح ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر مشروع ہونے آمین کہنے کے واسطے امام کے اور اس کے اونچا کہنے کے اور کھینچنے آواز کے ساتھ اس کے اور یہی قول ہے شافعی اور احمد اور اسحٰق کا۔ (نیل باختصار) اور فرمایا: محدث ترمذی نے یہی قول ہے بہت سے علماء کا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین سے اور اہل حدیث کا بھی یہی قول ہے کہ امام پکار کر آمین کہے اور مقتدی بھی اور اس کی دلیل بہت سی صحیح احادیث ہیں کتب حدیث میں اور حنفیہ کہتے ہیں کہ آمین آہستہ کہنی چاہیے اور دلیل ان کی وائل بن حجر کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آہستہ سے آمین کہتے محدثین نے کہا کہ شعبہ نے اس میں خطا کی صحیح یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے آمین کہتے تھے، اب نہ رہے حنفیہ کے پاس مگر آثار صحابہ اور وہ کیوں کر مقابل ہو سکتے ہیں احادیث صحیح مشہورہ کے۔

٨٤٦- (٢٥) وَعَنْ اَبِيْ زُهَيْرِ النُّمَيْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَاَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِي الْمَسْاَلَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بِاَيِّ شَيْءٍ يَخْتِمُ قَالَ ((بِآمِيْنَ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٩٣٨)

سیدنا زہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک رات نکلے اور ہم آئے ایک شخص کے پاس وہ بہت مبالغہ کرتا تھا سوال کرنے میں' تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''واجب ❶ کیا اگر ختم کیا'' ❷ کہا ایک شخص نے قوم میں سے ساتھ کس چیز کے ختم کرے؟ فرمایا: ❸ ''آمین کے ساتھ۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ واجب کیا یعنی جنت کو اپنے لیے یا مغفرت کو یا قبولیت دعا کو۔ ❷ اگر ختم کیا یعنی مہر لگائی اس لیے کہ آمین مہر ہے رب العالمین کی کہ آفات و بلیات دفع ہوتی ہیں بسبب اس کے۔ ❸ ختم کرے ساتھ آمین کے کہ بمنزلہ مہر کے ہے اور تمام و کامل ہوتی ہے دعا ساتھ اس کے۔

٨٤٧- (٢٦) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ صَلَّى الْمَغْرِبَ بِسُوْرَةِ الْاَعْرَافِ فَرَّقَهَا فِيْ رَكْعَتَيْنِ۔ (رواه النسائي) (النسائي حديث رقم ٩٩١)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ❶ مغرب کی ساتھ سورہ اعراف کے' متفرق پڑھا اس کو دونوں رکعات میں۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ مغرب میں قراءت مختصر پڑھتے تھے اور بیان جواز کے لیے لمبی قراءت پڑھی کہ جائز یوں بھی ہے۔

٨٤٨- (٢٧) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ كُنْتُ اَقُوْدُ لِرَسُوْلِ ﷺ نَاقَتَهٗ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لِيْ ((يَاعُقْبَةُ اَلَا اُعَلِّمُكَ خَيْرَ سُوْرَتَيْنِ قُرِئَتَا)) فَعَلَّمَنِيْ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ قَالَ فَلَمْ يَرَنِيْ سُرِرْتُ بِهِمَا جِدًّا فَلَمَّا نَزَلَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ صَلّٰى بِهِمَا صَلَاةَ الصُّبْحِ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَرَغَ اِلْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ ((يَا عُقْبَةُ كَيْفَ رَاَيْتَ۔)) (رواه احمد وابوداؤد و النسائي) (احمد في المسند ٤/ ١٤٩-١٥٠ وابوداود حديث رقم ١٤٦٢ والنسائي حديث رقم ٩٥٣)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں کھینچتا رسول اللہ ﷺ کے لیے اونٹنی ان کی سفر میں' تو آپ نے مجھے فرمایا: ''عقبہ! کیا نہ سکھلاؤں میں تجھ کو بہتر ❶ سورتیں کہ پڑھی گئیں؟'' تو آپ نے سکھلائیں مجھ کو قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس' کہا عقبہ نے تو نہیں دیکھا مجھ کو خوش کیا گیا میں ساتھ ان دونوں کے بہت اور جب اترے صبح کی نماز کے لیے تو پڑھا ان دونوں کو صبح کی نماز میں لوگوں کے لیے اور جب فارغ ہوئے تو میری طرف توجہ کی اور فرمایا ''عقبہ! ❷ کیسا دیکھا تو نے؟'' (احمد' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: ابوداؤد والی سند کمزور ہے لیکن نسائی میں مختصراً ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بہترین سورتیں کہ پڑھی گئی یعنی مقدمہ تعوذ یعنی پناہ مانگنے میں بہترین۔ ❷ پس فرمایا' حاصل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے عقبہ سے سوال کر کے یہ سورتیں سکھائی تو دیکھا ان کو کہ کچھ بہت خوش نہ ہوئے اس لیے کہ ان میں بیان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور پاکی وغیرہ کا مانند دوسری سورتوں کے نہیں' تو نبی ﷺ نے صبح کی نماز میں ان کو پڑھ کر فرمایا عقبہ! کیسی دیکھی تو نے فضیلت ان کی کہ صبح کی نماز میں جو کہ افضل نمازوں کی ہے اور قرأت لمبی اس میں مستحب ہے' ان کو پڑھا میں نے۔

٨٤٩- (٢٨) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پڑھتے تھے ❶ نماز مغرب میں جمعہ کی رات قل یایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد۔ (شرح السنہ)

(البغوی فی شرح السنۃ ٣/ ٨١ وابن حبان حدیث ١٨٣٨)

حکم الحدیث: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز مغرب سے مراد فرض اس کا ہے اور ابن حبان نے بعد لفظ قل ھو اللہ کے باقی حدیث یوں نقل کی ہے وفی العشاء سورۃ الجمعۃ والمنافقون یعنی شب جمعہ کی عشاء میں یہ دونوں سورتیں پڑھتے تھے اور کہا ابن ملک نے یہ اور مثل اس کی محمول دوام پر نہیں ہے' بلکہ کبھی کچھ پڑھتے کبھی کچھ تا کہ لوگ اس کا جواز معلوم کر لیں۔

٨٥٠- (٢٩) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ۔ (ابن ماجۃ حدیث رقم ٨٣٣)

ابن ماجہ نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا مگر اس نے نہیں ذکر کیا "شب جمعہ کا۔"

٨٥١- (٣٠) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا اُحْصِيْ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَفِي الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الْفَجْرِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) (الترمذی حدیث رقم ٤٣١ وقال حدیث غریب)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں گن سکتا ❶ میں کہ کس قدر سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے تھے مغرب کی بعد کی رکعات اور فجر سے پہلی کی دو رکعات میں قل یایھا الکفرون اور قل ھو اللہ احد۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس حدیث کا شاہد موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں گن سکتا یعنی اکثر بار نبی ﷺ کو یہ پڑھتے دیکھا کہ بسبب کثرت کے گن نہیں سکتا۔

٨٥٢- (٣١) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ (ابن ماجۃ حدیث رقم ١١٤٨ ابن عمر ١١٤٩ ولم یذکر ((بعد المغرب))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مگر اس نے نہیں ذکر کیا بعد مغرب کے۔

٨٥٣- (٣٢) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ اَحَدٍ اَشْبَهَ صَلَاةً بِرَسُوْلِ

سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں نماز پڑھی میں نے پیچھے کسی کے کہ بہت مشابہ ہو نماز

اللهِ ﷺ مِنْ فُلَانٍ قَالَ سُلَيْمَانُ صَلَّيْتُ خَلْفَهُ فَكَانَ يُطِيْلُ الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَ يُخَفِّفُ الْأُخْرَيَيْنِ وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ وَيَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِقِصَارِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ بِوَسْطِ الْمُفَصَّلِ وَيَقْرَأُ فِي الصُّبْحِ بِطِوَالِ الْمُفَصَّلِ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ اِلَى وَيُخَفِّفُ الْعَصْرَ) (النسائی حديث رقم ٩٨٣ والنسائی حديث رقم ٨٢٧ واحمد في المسند ٢/ ٣٠٠)

کے پڑھنے میں ساتھ رسول اللہ ﷺ کے فلاں ❶ شخص سے کہا سلیمان نے نماز پڑھی میں نے پیچھے ❷ ان کے تو تھے وہ لمبا کرتے پہلی دو رکعات ظہر کی اور ہلکی کرتے تھے دو پچھلی اور ہلکی کرتے تھے نماز عصر کو اور پڑھتے تھے مغرب میں سورتیں ❸ چھوٹی مفصل کی اور پڑھتے تھے عشاء میں بیچ کی سورتیں مفصل کی اور پڑھتے تھے صبح میں لمبی سورتیں مفصل کی۔ (نسائی' ابن ماجہ) نے لفظ و **یخفف العصر تك**۔

حکم الحدیث: ان دونوں کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مراد فلاں شخص سے' بعض نے کہا علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض نے کہا کہ کوئی اور شخص حاکم تھا مدینہ کا مروان کی طرف سے' وہ مراد ہے۔ ❷ پیچھے ان کے یعنی فلاں کے۔ ❸ چھوٹی مفصل کی مراد مفصل سے او پر قول مشہور کے سورتیں اخیر قرآن کی ہیں سورہ حجرات سے آخر تک اور سورتیں اس میں تین ہیں دراز اور بیچ کے درجہ کی اور چھوٹی پس حجرات سے بروج تک جو سورتیں ہیں ان کو طوال مفصل کہتے ہیں اور بروج سے لم یکن تک کو اوساط مفصل اور باقی کو قصار مفصل۔ ح ۱۲

٨٥٤- (٣٣) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ فَقَرَأَ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ الْقِرَاءَةُ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ ((لَعَلَّكُمْ تَقْرَءُوْنَ خَلْفَ اِمَامِكُمْ)) قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ ((لَا تَفْعَلُوْا اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَاِنَّهُ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْبِهَا))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَلِلنَّسَائِيِّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّاَبِيْ دَاوُدَ قَالَ ((وَاَنَا اَقُوْلُ مَالِيْ يُنَازِعُنِي الْقُرْآنُ فَلَا تَقْرَءُوْا بِشَيْءٍ مِّنَ الْقُرْآنِ اِذَا جَهَرْتُ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْآنِ۔)) (ابوداود حديث رقم ٨٢٣ والترمذی حديث رقم ٣١١ وقال حديث حسن واحمد في المسند ٥/ ٣٢٢ والنسائی حديث رقم ٩٢٠ وابوداود رواية ((مالی انازع ......)) حديث ٨٢٤)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم پیچھے تھے نبی ﷺ کے نماز فجر میں' آپ نے پڑھا قرآن' تو بھاری ہوا ❶ آپ پر پڑھنا اور جب پڑھ چکے نماز تو فرمایا ''شاید کہ تم پڑھا کرتے ہو پیچھے امام اپنے کے؟'' کہا ہم نے جی ہاں' اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا ''نہ کیا کرو ❷ تم مگر سورۃ فاتحہ کیونکہ نہیں نماز اس شخص کی جو نہ پڑھے یہ سورہ'' (ابوداوٗد' ترمذی اور نسائی کے معنی اس کے اور بیچ ایک روایت ابوداوٗد کے ہے کہا ''اور میں ❸ کہتا تھا جبکہ قراءت مجھ پر بھاری ہوئی ❹ کیا ہے میرے لیے کہ نزاع کرتا ہے مجھ سے قرآن' تو نہ پڑھو تم کچھ قرآن سے جس وقت کہ میں پکار کر پڑھوں مگر سورۃ ❺ فاتحہ۔''

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس بھاری ہوا آپ پر پڑھنا' یعنی برا معلوم ہوا آپ کو لوگوں کا بلند آواز سے پڑھنا یا مراد یہ ہے کہ آپ کی

قرأت میں التباس آنے لگا۔ ❷ نہ کیا کرو یعنی نہ پڑھا کرو کچھ اور یہ نہی محمول ہے جہری نمازوں پر جیسے ابوداؤد کی روایت میں اس کی صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا ((اذا جھرت بہ)) یعنی میں جب بلند آواز سے قرآن پڑھوں تو سوا فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو۔ ❸ اور میں کہتا تھا یعنی اپنے دل میں۔ ❹ کیا ہے میرے لیے یعنی دشوار ہوتا ہے پڑھنا اس کا مجھ پر تو مجھے معلوم ہوا کہ مجھ سے تمہارے اونچا پڑھنے کی وجہ سے پڑھا نہیں جاتا۔ (نیل) ❺ مگر سورہ فاتحہ' شوکانی نے کہا اس حدیث سے دلیل لی ہے اس شخص نے جو فاتحہ کے پڑھنے کا امام کے پیچھے قائل ہے' شوکانی نے کہا اور یہی حق ہے اور انہوں نے جواب دیا ہے آیت ﴿فاستمعوا لہ و انصتوا﴾ اور حدیث ﴿و اذا قرأ فانصتوا﴾ کا یہ عمومات ہیں اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے اور مبنی کرنا عام کا خاص پر واجب ہے جیسا کہ اصول میں ثابت ہو چکا ہے اور اس سے فرار کی کوئی صورت نہیں۔ الی آخر ما قال الشوکانی فی النیل۔

٨٥٥- (٣٤) وَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْصَرَفَ مِنْ صَلَاةٍ جَهَرَ فِيْهَا بِالْقِرَاءَةِ فَقَالَ ((هَلْ قَرَأَ مَعِیَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اٰنِفًا)) فَقَالَ رَجُلٌ نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((اِنِّیْ اَقُوْلُ مَالِیْ اُنَازَعُ الْقُرْاٰنَ)) قَالَ فَانْتَهَی النَّاسُ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْمَا جَهَرَ فِيْهِ بِالْقِرَاءَةِ مِنَ الصَّلَوَاتِ حِيْنَ سَمِعُوْا ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔" (رواہ مالك و احمد و ابوداؤدو الترمذی و النسائی و روی ابن ماجة نحوہ) (احمد فی المسند ٢/ ٢٤٠ ومالك حديث رقم ٢٤ من كتاب الصلاة وابو داود حديث ٨٢٦ والترمذی حديث ٣١٢ والنسائی حديث ١٤١ وابن ماجة بمعناه حديث ٨٤٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اس نماز سے کہ پکار کر پڑھی اس میں قرأت' تو آپ نے فرمایا ''کیا اب پڑھا ہے ساتھ میرے کسی نے تم میں سے؟'' تو عرض کیا ایک شخص نے کہ ہاں اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ''میں کہتا تھا کیا ہے میرے لیے کہ چھینا جھپٹی کرتا ہوں قرآن سے؟'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس باز ❶ رہے لوگ پڑھنے سے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے بیچ اس نماز کے کہ پکار کر پڑھتے تھے اس میں قراءت نمازوں میں سے' اس وقت سے کہ سنا یہ رسول اللہ ﷺ سے۔ (مالک' احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی) اور روایت کی ابن ماجہ نے مانند اس کی۔

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔ اس حدیث کا شاہد بھی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس باز رہے لوگ' یعنی جہری نمازوں میں لوگوں نے پکار کر پڑھنا چھوڑ دیا یا سورت کا پڑھنا ہی چھوڑ دیا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا چھوڑ دیا جیسا کہ احناف نے سمجھا ہے کیونکہ اس کے بغیر تو نماز ہی نہیں ہوتی اور یہ حدیث عام ہے یا مطلق اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے اور مقید ہے' تو عام مبنی ہوگا خاص پر۔

٨٥٦- (٣٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَيَاضِیِّ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْمُصَلِّیَ يُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلْيَنْظُرْ مَا يُنَاجِيْهِ وَلَا يَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ۔)) (رواہ احمد) (احمد ٤/ ٣٤٤ ومالك حديث رقم ٢٩ من كتاب الصلاة)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا بیاضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز پڑھنے والا سرگوشی کرتا ہے اپنے پروردگار سے' تو اسے ❶ چاہیے کہ فکر کرے اس چیز کی جو سرگوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے ساتھ اس کے اور نہ بلند کرے آواز بعض تمہارا بعض ❷ پر ساتھ قرآن کے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس چاہیے یعنی ذکر اور قرآن حضور قلب اور تامل اور خضوع اور خشوع سے پڑھے۔ ❷ ساتھ پڑھنے قرآن کے یعنی خواہ نماز میں خواہ خارج نماز سے۔

۸۵۷- (۳۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَاَ فَاَنْصِتُوْا۔)) (رواه ابوداوٗد والنسائی و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ٦٠٤ والنسائی حدیث رقم ٩٢٢ وابن ماجة حدیث ٨٤٦ واحمد ٢/ ٤٢٠)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوائے اس کے نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے امام کہ پیروی کیا جائے ساتھ اس کے، تو جس وقت وہ اللہ اکبر ❶ کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جس وقت ❷ وہ پڑھے قرأت تو تم خاموش رہو۔'' (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس جس وقت، ابن حجر نے کہا کہ مقتدی امام کے بعد تکبیر کہے نہ ساتھ اس کے اور نہ پہلے اس کے۔ ❷ اور جس وقت پڑھے، پہلے گزر چکا ہے کہ یہ حدیث عام ہے اور عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث خاص ہے اور بنا عام کی خاص پر واجب ہے اور یہی حدیث ((من كان له امام فقراءة الامام قراءة له)) کہا حافظ نے فتح میں یہ حدیث ضعیف ہے تمام حفاظ کے نزدیک اور حافظ نے فتح میں اس کے سارے طریق اکٹھے کیے۔

۸۵۸- (۳۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ لَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اٰخُذَ مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْئًا فَعَلِّمْنِیْ مَا يُجْزِئُنِیْ قَالَ ((قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا لِلّٰهِ فَمَاذَا لِیْ قَالَ قُلْ ((اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ)) فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدَيْهِ وَقَبَضَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَمَّا هٰذَا فَقَدْ مَلَاَ يَدَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ))۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَانْتَهَتْ رِوَايَةُ النَّسَائِيِّ عِنْدَ قَوْلِهٖ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ابوداود حدیث ٨٣٢ والنسائی حدیث ٩٢٤ واحمد ٤/ ٣٥٣)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اور اس نے کہا میں نہیں ❶ طاقت رکھتا یہ کہ سیکھوں قرآن سے کچھ، پس سکھلائیے مجھے وہ چیز جو میرے لیے کافی ہو، آپ نے فرمایا ''پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں پھرنا گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے'' اس نے کہا، اے اللہ کے رسول! کے یہ تو اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو کہہ ''یا الٰہی! رحم کر مجھ پر اور عافیت سے رکھ مجھ کو اور ہدایت کر مجھ کو اور روزی دے مجھ کو'' تو اشارہ کیا اس نے اس طرح سے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے اور بند ❷ کیا ان کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سن لو! اس شخص نے بھرے ہاتھ اپنے نیکی ❸ سے۔'' (ابوداؤد) اور

تمام ہوئی روایت نسائی کی قول ان سے الا باللہ تک

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کہا ملا علی قاری نے مصنف اس حدیث کو جو باب القراءۃ میں لایا اس قرینہ سے یہ معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ وہ شخص قرآن میں سے اس قدر نہ یاد کر سکتا تھا کہ جس سے نماز درست ہوتی' لیکن یہ تعجب ہے کہ ایک شخص عربی زبان ہو کر اس قدر نہ یاد کر سکے اگر بقدر ان کلمات کے آیت قرآن کی یاد کرتا تو کافی تھی؟ جواب اس شبہ کا یہ تھا کہ وہ شخص ابھی مسلمان ہوا تھا اور وقت نماز کا آ گیا اور قرآن اتنا یاد نہیں کر سکتا تھا تو آسانی کے لیے یہ سکھلا دیا یا حمل کی جائے گی یہ حدیث ابتداء اسلام پر کہ ان دونوں میں بنا امر کی آسانی پر تھی اور اولیٰ یہی توجیہہ ہے۔ ❷ اور بند کیا ان کو یعنی ہاتھوں کو یعنی اشارہ کیا اس نے کہ یاد رکھا میں نے اور نگاہ رکھا میں نے جو آپ نے فرمایا' جیسے کہ کوئی چیز نفیس ہاتھ لگتی ہے تو اس کو مٹھی میں بند کر لیتا ہے۔ (ع) ❸ من الخیر اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرآن نہ پڑھ سکے تو وہ تسبیحات پڑھے اور اس کو نہیں پہنچتا کہ قرآن کا ترجمہ پڑھے کسی اور عبارت کے ساتھ سوائے نظم قرآن کے' تعلیق السندھی علی النسائی۔

٨٥٩ - (٣٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا قَرَاَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى قَالَ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى۔)) (رواه احمد و ابوداؤد) (احمد فی المسند ١ / ٢٣٢ وابوداود حديث ٨٨٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت پڑھتے تھے ❶ سبح اسم ربك الاعلیٰ فرماتے سبحان ربی الاعلیٰ۔ (احمد' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے لیکن اس کے دو شاہد موجود ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ سبح اسم ربک الاعلی کے معنی یہ ہیں کہ "پاکی بیان کر نام پروردگار اپنے کی جو کہ بلند ہے" پس اس حکم بجالانے کے لیے فرماتے تھے کہ پاکی بیان کرتا ہوں اپنے رب کی جو کہ بلند مرتبہ ہے۔

٨٦٠ - (٣٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَرَاَ مِنْكُمْ وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ)) فَانْتَهٰى اِلٰى ((اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ)) فَلْيَقُلْ بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَمَنْ قَرَاَ ((لَا اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ)) فَانْتَهٰى اِلٰى اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى فَلْيَقُلْ ((بَلٰى)) وَمَنْ قَرَاَ ((وَالْمُرْسَلَاتِ)) فَبَلَغَ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ فَلْيَقُلْ ((اٰمَنَّا بِاللّٰهِ))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ) اِلٰى قَوْلِهٖ ((وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ۔)) (رواه ابوداؤد' ترمذی) (ابوداود حديث ٨٨٧ والترمذی حديث ٣٣٤٧ واحمد ١ / ٢٤٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پڑھے تم میں سے سورہ والتین والزیتون اور پہنچے ❶ الیس اللہ باحکم الحاکمین تک تو چاہیے کہ کہے بلی ❷ وانا علی ذلک ❸ من الشاھدین اور جو شخص پڑھے لا اقسم بیوم القیمۃ اور پہنچے اس آیت تک الیس ❹ ذلک بقادر علی ان یحیی الموتی تو چاہیے کہ کہے ❺ بلی اور جو کوئی پڑھے والمرسلات پس پہنچے اس آیت تک فبای ❻ حدیث بعدہ یومنون تو چاہیے کہ کہے آمنا باللہ" (ابوداؤد اور ترمذی نے ❼ اس قول وانا علی ذلک من الشاھدین۔ تک روایت کیا ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی کیا نہیں اللہ تعالیٰ بڑا حاکم تمام حاکموں کا۔ ❷ فلیقل بلی و انا الخ اور ایک روایت میں ہے کہ کہے بلی انه علی کل شی ء قدیر اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلی و انا علی ذلك من الشاهدين اور ایک روایت میں آیا ہے جب آیت اتری رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سبحان ربی و بلی' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص سبح اسم ربك الاعلی پڑھے امام ہو یا اور کوئی تو اسے چاہیے کہ سبحان ربی الاعلی' پڑھے اور جو شخص سورہ قیامہ پڑھے آخر تک تو چاہیے کہ پڑھے سبحانك اللهم بلی امام ہو یا کوئی اور۔ فتح البیان (مرقاۃ) ❸ یعنی ہاں اور میں اس پر شاہدوں میں سے ہوں۔ ❹ یعنی کیا نہیں یہ اللہ تعالیٰ قادر اس پر کہ زندہ کرے مردوں کو۔ ❺ یعنی ہاں قادر ہے۔ ❻ یعنی پس ساتھ کس بات کے پیچھے اس کے ایمان لائیں گے۔ ❼ یعنی ایمان لائے ہم ساتھ اللہ تعالیٰ کے۔

٨٦١- (٤٠) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَرَاَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا فَسَكَتُوْا فَقَالَ ((لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلَى الْجِنِّ لَيْلَةَ الْجِنِّ فَكَانُوْا اَحْسَنَ مَرْدُوْدًا مِنْكُمْ كُنْتُ كُلَّمَا اَتَيْتُ عَلٰى قَوْلِهٖ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ قَالُوْا لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔)

(الترمذی حدیث ٣٢٩١ وقال حدیث غریب لا نعرفه الا من حدیث الولید ابن مسلم عن زهير بن محمد)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے تو آپ نے انہیں سورۃ الرحمٰن اول سے آخر تک سنائی' تمام صحابہ کاموش رہے' پھر آپ نے فرمایا: ''پڑھی تھی میں نے یہ سورت جنوں پر اس رات کہ جمع ہوئے ❶ تھے جن پس تھے وہ اچھے جواب دینے میں تم سے تھا میں جبکہ پہنچتا اوپر کہنے اس آیت کے ❷ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ تو وہ کہتے جواب میں لا بشیء ❸ من نعمك ربنا نكذب فلك الحمد۔'' (ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث منکر ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کہ جمع ہوئے تھے جن یعنی ایمان لانے کے لیے اور قرآن سننے کے لیے۔ ❷ یعنی پس کون سی نعمت کو نعمتوں پروردگار اپنے کی سے جھٹلاتے ہو تم اے جن و انس! ❸ یعنی نہیں کوئی چیز نعمتوں تیری سے اے رب ہمارے جھٹلاتے ہم' پس تیرے ہی لیے سب تعریف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٨٦٢- (٤١) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِنْ جُهَيْنَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَاَ فِي الصُّبْحِ ((اِذَا زُلْزِلَتْ)) فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا فَلَا اَدْرِيْ اَنَسِيَ اَمْ قَرَاَ ذٰلِكَ عَمْدًا۔ (رواه ابو داؤد) (ابو داود حدیث ٨١٦)

سیدنا معاذ بن عبداللہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ میں سے ایک شخص نے انہیں خبر دی اس نے معاذ رضی اللہ عنہ کو کہ اس نے سنا رسول اللہ ﷺ کو کہ پڑھی ❶ نماز صبح میں آپ نے سورۂ اذا زلزلت دونوں رکعات میں' پس نہیں جانا میں نے آپ بھول گئے یا پڑھی یہ قصداً (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی پوری سورت اذا زلزلت پہلی رکعت میں پڑھی پھر پوری دوسری میں ظاہر یہ ہے کہ اس طرح قصداً نبی ﷺ نے پڑھا بیان جواز کے لیے کہ اصل سنت اس میں ادا ہو جاتی ہے اور افضل عدم تکرار ہے یعنی ایک سورت دو رکعات میں مکرر نہ پڑھے خصوصاً فرائض میں۔ ع بزیادت۔

٨٦٣- (٤٢) وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ اِنَّ اَبَابَكْرِ الصِّدِّيْقَ صَلَّى الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِيْهِمَا بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا۔ (رواه مالك) (مالك حديث رقم ٣٣ من كتاب الصلاة)

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی صبح کی' تو پڑھی ❶ دونوں رکعات میں سورہ بقرہ۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند میں انقطاع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس پڑھی' یعنی متفرق ایک سورت دونوں میں پڑھی کہ کچھ حصہ ایک میں پڑھا اور کچھ حصہ ایک میں' یہ بھی بیان جواز کے لیے کیا مداومت اس پر نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہوئی اکثر پوری سورت پڑھتے تھے اور یہ تفریق پڑھنا اور تھا۔

٨٦٤- (٤٣) وَعَنِ الْفَرَافَصَةِ بْنِ عُمَيْرِ الْحَنَفِيِّ قَالَ مَا اَخَذْتُ سُوْرَةَ يُوْسُفَ اِلَّا مِنْ قِرَاءَةِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ اِيَّاهَا فِي الصُّبْحِ مِنْ كَثْرَةِ مَا كَانَ يُرَدِّدُهَا۔ (رواه مالك) (المؤطا حديث ٣٥ من كتاب الصلاة)

فرافصہ بن عمیر حنفی سے روایت ہے نہیں سیکھی میں نے سورہ یوسف مگر پڑھنے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اس کو صبح کی نماز میں بسبب ❶ بہت پڑھنے ان کے اس کو۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بسبب بہت پڑھنے ان کے' بعض علماء نے کہا ہے کہ سورۂ یوسف کا ہمیشہ پڑھنا سعادت شہادت کا باعث ہے اور یہ مجرب ہے۔

٨٦٥- (٤٤) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ صَلَّيْنَا وَرَآءَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الصُّبْحَ فَقَرَاَ فِيْهِمَا بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ وَ سُوْرَةِ الْحَجِّ قِرَاءَةً بَطِيْئَةً قِيْلَ لَهٗ اِذًا لَقَدْ كَانَ يَقُوْمُ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ قَالَ اَجَلْ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ٣٤ من كتاب الصلاة)

عامر بن ربیعہ سے روایت ہے نماز پڑھی میں نے پیچھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صبح کی' تو پڑھی اس میں سورۂ یوسف اور سورۂ حج پڑھنا ٹھہر ٹھہر کر' کہا گیا واسطے عامر کے اس وقت البتہ کھڑے ہوں گے عمر وقت ❶ طلوع فجر کے' کہا ''ہاں''۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وقت طلوع فجر کے یعنی اول وقت کھڑے ہوتے ہوں گے کہ اس قدر پڑھتے تھے۔

٨٦٦- (٤٥) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِيْرَةٌ وَلَا كَبِيْرَةٌ اِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ۔ (رواه مالك)

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے ❶ انہوں نے نقل کیا اپنے دادا سے' کہا نہیں مفصل سے ❷ کوئی سورت چھوٹی اور نہ بڑی مگر کہ میں نے سنی رسول اللہ ﷺ سے امامت کرتے تھے ساتھ اس کے لوگوں کی نماز فرض میں۔ (مالک)

(ابو داود حدیث ٨١٤)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اپنے باپ سے یعنی شعیب سے۔ ❷ یہ بیان جواز کے لیے تھا کہ لوگ معلوم کریں کہ ہر سورت پڑھنا نماز میں جائز ہے۔

٨٦٧- (٤٦) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَـرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِحٰمٓ الدُّخَانِ رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مُرْسَلًا۔ (النسائی حدیث رقم ٩٨٨)

سیدنا عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں ❶ حم دخان۔ روایت کی یہ نسائی نے بطریق ارسال کے۔

حکم الحدیث: اگر مرسل نہ ہوتو اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حم دخان دونوں رکعات میں پڑھی پوری حم یا بعض۔ ع

بَابُ الرُّكُوْعِ

رکوع کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٨٦٨- (١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ اِنِّي لَاَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ۔)) (البخاری حدیث ٧٤٢ و مسلم حدیث ١١٠۔ ٤٢٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھی طرح رکوع ❷ اور سجود کرو' اللہ کی قسم! بیشک میں ❸ دیکھتا ہوں تم کو اپنے پیچھے سے''۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لغت میں رکوع کے معنی جھکنے کے ہیں اور کتاب وسنت کی رو سے یہ نماز کا ایک رکن ہے۔ ❷ رکوع اور سجود کو اچھی طرح ادا کرنا یہ ہے کہ ان میں جلدی نہیں کرنی چاہیے' بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ان کو ادا کرنا چاہیے۔ ❸ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھے سے دیکھنا از راہ معجزہ تھا' مزید تحقیق باب صفۃ الصلوۃ تیسری فصل کی حدیث میں دیکھیں۔

٨٦٩- (٢) عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ ﷺ وَسُجُوْدُهُ وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَا خَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٧٩٢ ومسلم حدیث (١٩٣۔ ٤٧١) والنسائی حدیث ١٠٦٥ وأبو داود حدیث ٨٥٤)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع' سجدہ' دو سجود کے درمیان ❶ بیٹھنا اور جب اُٹھتے ❷ رکوع سے سوائے قیام اور التحیات (تشہد) کے تقریباً سب ہی برابر تھے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی یہ چاروں چیزیں سوا کھڑے ہونے اور بیٹھنے کے قریباً برابر ہوتی تھیں۔ قیام میں قراءت اور قعود میں

التحیات پڑھنے کی وجہ سے لمبی ہوتی تھی اور باقی ارکان مقدار میں تقریباً سب ہی برابر تھے۔ ❷ یعنی رکوع کے بعد قومہ میں دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے ہم گمان کرتے کہ یہ رکعت جس کا رکوع کیا ہے اس کو چھوڑ کر آپ ﷺ از سر نو قیام شروع کر دیا ہے' اسی طرح سجدہ کے بعد اتنی دیر ٹھہرتے کہ ہم سمجھتے کہ کیا ہوا سجدہ چھوڑ دیا ہے۔

٨٧٠- (٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث ١٩٦-٦٧٣ وأحمد ٣/ ٢٠٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو کھڑے رہتے' یہاں تک کہ ہم کہتے آپ نے یہ رکعت چھوڑ دی ❶ ہے پھر سجدہ کرتے اور دو سجدوں کے درمیان اس قدر بیٹھتے کہ ہم خیال کرتے کہ آپ نے کیا ہوا سجدہ چھوڑ دیا ہے (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے "فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ" اس حکم کے مطابق آپ رکوع و سجود میں تسبیح اور تعریف کرتے اور بخشش مانگتے تھے' کیونکہ رکوع و سجود خشوع و خضوع کی بہترین حالت ہے لیکن دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۃ "اذا جاء نصر الله" الخ کے نازل ہونے کے بعد رکوع و سجود کے علاوہ بھی آپ اکثر یہی ذکر کرتے تھے۔

٨٧١- (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) يَتَاَوَّلُ الْقُرْآنَ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث ٨١٧ ومسلم حديث ٢١٧-٤٥٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا کثرت سے کرتے تھے "یا الٰہی! تو پاک ہے' اے ہمارے رب! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں' اے اللہ! تو مجھ کو بخش دے" آپ اس عمل کو قرآن کے حکم کے موافق کرتے تھے (بخاری و مسلم)

٨٧٢- (٥) وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٢٢٣-٤٨٧ وابوداود حديث ٨٧٢ والنسائي حديث ١٠٤٨ واحمد ٦/ ١٩٣)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں یہ دعا پڑھتے تھے "بہت پاک ہے' نہایت پاک ہے پروردگار فرشتوں کا اور روح (جبرائیل علیہ السلام) کا۔" (مسلم)

٨٧٣- (٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلَا اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَاَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا اَوْسَاجِدًا فَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٢٠٧-٤٧٩ وأبوداود حديث ٨٧٦ والنسائي رقم ١٠٤٥ والدارمي

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خبردار! بیشک مجھ کو ❶ منع کیا گیا ہے کہ میں رکوع یا سجدہ میں قرآن پڑھوں' پس تم رکوع میں پروردگار کی عظمت بیان کرو ❷ اور سجدہ میں دعا کرنے کی کوشش کرو' تو لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کی جائے۔" (مسلم)

حديث ١٣٢٥ وأحمد ١٥٥)

فوائد الحدیث: ❶ رکوع وسجود میں قرآن مجید کے پڑھنے کی ممانعت کی حکمت ہماری عقل سے بالاتر ہے اور ہم اس کو معلوم نہیں کر سکتے۔ ہم محض اللہ تعالیٰ کے حکم بجالانے کے پابند ہیں' مزید تفصیل کے لیے مرقاۃ ج ۲ ص ۳۱۱ ملاحظہ کریں۔ ❷ نبی ﷺ نے فرمایا: سجدہ کی حالت میں بندہ اپنے مالک کے بہت نزدیک ہوتا ہے' لہٰذا سجدہ میں بہت دعا کیا کرو اور سجدہ میں دعا کرنے اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنے کے الفاظ بھی آپ نے بیان کر دیے ہیں جو کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہیں۔

٨٧٤- (٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث ٧٩٦ ومسلم حدیث رقم ٧١-٤٠٩ وأبوداود حدیث ٨٤٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو کیونکہ جس شخص کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا' (تو) اس کے گزرے ہوئے گناہ ❶ بخش دیے جائیں گے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس عمل سے صغیرہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۱۲)

٨٧٥- (٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث (٢٠٢-٤٧٦) وابوداود حدیث رقم ٨٤٦ وابن ماجة حدیث ٨٧٨ واحمد ٤/ ٣٥٣)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو کہتے سنا ''اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جس نے اس کی تعریف کی یا الٰہی! اے ہمارے رب تیری ہی تعریف ہے آسمانوں بھر اور زمینوں بھر اور اس چیز کے بھرنے کے مطابق جو تو چاہے' ❶ اس کے بعد۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی آسمانوں اور زمینوں کے بعد اور چیزیں جو ابھی تک پیدا نہیں کیں' آئندہ پیدا کرے گا یا پھر اس سے عرش اور کرسی مراد ہیں (مرقاۃ ج ۲ ص ۳۱۲)

٨٧٦- (٩) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَآءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے ''یا الٰہی اے ہمارے رب! تیری ہی تعریف ہے آسمانوں (کے) بھر (نے کے برابر) اور زمین بھر (نے کے برابر) اور بقدر بھرنے اس چیز کے جو تو چاہے بعد اس کے' اے لائق تعریف اور عظمت کے لائق تر تو ہی ہے اُس چیز کے جو بندہ ❶ نے کہا ہے' اور ہم

مِنْكَ الْجَدُّ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (٢٠٥-٤٧٧) وابوداود ١/ ٥٢٩ حديث رقم ٨٤٧ والنسائي حديث رقم ١٠٦٨ والدارمي حديث ١٣١٣ واحمد ٣/ ٨٧)

سب تیرے ہی بندے ہیں۔ یاالٰہی نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جوتو نے عطا کی اورنہیں کوئی عطا کرنے والا اس چیز کو جس کوتو نے روک دیا' اورنہیں فائدہ دیتی دولت مندکوتیرے عذاب سے دولت مندی ❷ اس کی۔(مسلم)

فوائد الحديث: ❶ بندہ سے' نبی ﷺ مراد ہیں یا پھر تمام بندے۔

❷ دولت مندی اس کی یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف عمل صالح ہی نفع بخش ہیں' وہاں مال ودولت کی کوئی ضرورت نہیں (مرقاۃ)

٨٧٧- (١٠) وَعَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ وَرَآءَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ وَرَآءَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا)) قَالَ اَنَا قَالَ ((رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلٰثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حديث ٧٩٩ وابوداود حديث ٧٧٠ والنسائي حديث ١٠٦٢ والموطا حديث ٢٥ عن كتاب القرآن واحمد ٤/ ٣٤٠)

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے' پس جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے "سمع الله لمن حمده" پس ایک شخص نے جو آپ کے پیچھے اس نے یہ کلمات کہے "ربنا ولك الحمد حمدا كثيرًا طيبا مباركا فيه" جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: "ابھی بولنے والا کون تھا؟" اس شخص نے کہا' میں تھا' آپ نے فرمایا: "میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کرتے تھے ان کلمات کے (ثواب) لکھنے میں کہ کون سا ان میں سے اس کو پہلے ❶ لکھتا ہے۔" (بخاری)

فوائد الحديث: ❶ اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص کو نبی ﷺ کے پاس چھینک آئی تو اس نے یہ دعا پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ حَتّٰى يَرْضٰى رَبُّنَا وَبَعد الرِّضٰى وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: کس نے یہ کلمات پڑھے ہیں؟ اس شخص نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ کلمات میں نے پڑھے ہیں' آپ نے فرمایا میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کرتے تھے کہ کون سا ان میں سے اس کا پہلے ثواب لکھے۔ (مرقاۃ ص۳۱۴)

الفصل الثانی

٨٧٨- (١١) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِنِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَاتُجْزِئُ صَلَاةُ الرَّجُلِ حَتّٰى يُقِيْمَ ظَهْرَهُ فِى الرُّكُوْعِ وَ السُّجُوْدِ))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔) (ابوداود حديث ٨٥٥ والترمذی

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نہیں قبول ہوتی نماز آدمی کی جب تک کہ رکوع اور سجود میں اپنی پیٹھ کو سیدھا ❶ نہ کرے۔" (ابوداؤد' ترمذی' نسائی ابن ماجہ دارمی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

حدیث ٢٦٥ وقال حدیث حسن صحیح والنسائی حدیث رقم ١٠٢٧ وابن ماجة حدیث ٨٧٠ والدارمی حدیث ١٣٢٧)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سیدھا نہ کرے الخ نماز میں تعدیل ارکان جمہور محدثین نیز امام شافعی، امام احمد، امام امالک اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک اس حدیث کے مطابق فرض ہے، اسی طرح رکوع کے بعد قومہ اور دو سجدوں کے بعد جلسہ استراحت میں طمانیت (اطمینان سے بیٹھنا) فرض ہے۔ (مرقاۃ جلد جلد ص ٣١٥٢)

٨٧٩- (١٢) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ((فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ)) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِجْعَلُوْهَا فِي رُكُوعِكُمْ)) فَلَمَّا نَزَلَتْ ((سَبِّحِ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰى)) قَالَ ((اِجْعَلُوْهَا فِي سُجُوْدِكُمْ)) (رواه ابوداود، ابن ماجة و الدارمی) (ابوداود حدیث رقم ٨٦٩ وابن ماجة حدیث ٨٨٧ والدارمی حدیث ١٣٠٥ واحمد ٤/ ١٥٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ ''پس پاکی بیان کر اپنے باعظمت رب کے نام کے ساتھ'' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کرو (پڑھو) تم اس آیت کا مضمون اپنے رکوع ❶ میں'' پھر جب یہ آیت نازل ہوئی ''پاکی بیان کر اپنے پروردگار کے نام کی'' تو آپ نے فرمایا: ''کرو (پڑھو) تم اس آیت کا مضمون اپنے سجود میں۔'' ❷ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہونے کا احتمال رکھتی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم کہو۔ ❷ یعنی سجود میں سبحان ربی الاعلی کہو۔

٨٨٠- (١٣) وَعَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوْعِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْتَمَّ رُكُوْعُهُ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ وَاِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِي سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْتَمَّ سُجُوْدُهُ وَذٰلِكَ اَدْنَاهُ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ عَوْنًا لَمْ يَلْقَ ابْنَ مَسْعُوْدٍ۔) (ابوداود حدیث ٨٨٦ وابن ماجه حدیث ٨٩٠ والترمذی حدیث ٢٦١)

سیدنا عون بن عبداللہ، سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو وہ اپنے رکوع میں سبحان ربی العظیم تین بار کہے تو بے شک اس کا رکوع پورا ہوا اور یہ ادنیٰ درجہ ❶ ہے اور جب سجدہ کرے تو سبحان ربی الاعلی تین بار کہے تو بے شک اس کا سجدہ پورا ہوا اور یہ ادنیٰ درجہ ہے۔'' (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ اور کہا ترمذی نے اس کی اسناد متصل نہیں کیونکہ عون نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی رکوع کے پورا ہونے کا یہ ادنیٰ درجہ ہے' اگر اس سے کم تسبیح کہی تو رکوع اور سجود پورے نہیں ہوں گے۔ کمال کا اوسط درجہ پانچ بار اور اعلیٰ درجہ سات بار اور نہایت کمال درجہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ (یعنی سات مرتبہ سے زیادہ بھی تسبیح کہنا) (مرقاۃ)

۸۸۱- (۱۴) وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ يَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) وَفِي سُجُوْدِهِ ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى)) وَمَا أَتٰى عَلٰى آيَةِ رَحْمَةٍ إِلَّا وَقَفَ وَسَأَلَ وَمَا أَتٰى عَلٰى آيَةِ عَذَابٍ إِلَّا وَقَفَ وَتَعَوَّذَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُوْدَاوُدَ وَ الدَّارِمِيُّ وَرَوَى النَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ إِلٰى قَوْلِهِ الْأَعْلٰى وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔) (الترمذی حدیث ۲۶۲ وابوداود حدیث رقم ۸۷۱ والنسائی حدیث رقم ۱۰۴۶ و ابن ماجة حدیث ۸۸۸ والدارمی حدیث ۱۳۰۶ واحمد ۵/ ۳۸۲)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ اپنے رکوع میں ''سبحان ربی العظیم'' اور اپنے سجود میں ''سبحان ربی الاعلیٰ'' کہتے تھے اور جب قراءت میں کوئی رحمت کی آیت آتی تو آپ ٹھہر جاتے اور دعا ❶ مانگتے اور جب کوئی عذاب کی آیت آتی تو ٹھہرتے اور پناہ مانگتے۔ (ترمذی' ابوداؤد' دارمی اور روایت کی نسائی اور ابن ماجہ نے۔ ان کے قول ''اعلیٰ'' تک اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں خواہ فرض ہو یا نفل ہر قاری اور غیر قاری کے لیے ان امور کو بجالانا مستحب ہے' اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصحاب السنن کے علاوہ امام مسلم نے بھی بیان کی ہے۔ (مرقات جلد۲ص ۳۱۶)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۸۸۲- (۱۵) وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَيَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ ((سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَ الْعَظَمَةِ۔)) (رواه النسائی) (النسائی حدیث ۱۰۴۹ وابوداود حدیث ۸۷۳)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو جب آپ نے رکوع کیا تو رکوع میں بقدر قراءت سورۂ بقرہ (کی قرأت جتنا) وقفہ کیا اور کہتے تھے اپنے رکوع میں' پاکی ہے طاقت' بادشاہت' بڑائی اور عظمت والے کی۔ (نسائی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

۸۸۳- (۱۶) وَعَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَشْبَهَ صَلَاةً بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ هٰذَا الْفَتٰى يَعْنِي عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قَالَ فَحَزَرْنَا

سیدنا ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے' میں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی ایسے شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز اس نوجوان کی نماز سے زیادہ

رُكُوْعَهُ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ وَ سُجُوْدَهُ عَشْرَ تَسْبِيْحَاتٍ۔ (رواه ابوداود' النسائی) (ابوداود حدیث ۸۸۸ والنسائی حدیث ۱۱۳۵)

مشابہ ہو یعنی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے' ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ❶ اندازہ کیا ہم نے اس کے رکوع کا دس تسبیحات اور سجدے کا بھی دس تسبیحات۔ (ابوداؤد ونسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اندازہ کیا الخ۔ یعنی جتنی دیر میں وہ رکوع اور سجدہ میں دیر کرتے (ٹھہرتے) تو ہم دس تسبیحات پڑھ لیتے' اس سے ہم نے اندازہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دس تسبیحات پڑھتے ہوں گے۔

۸۸۴- (۱۷) وَعَنْ شَقِيْقٍ قَالَ إِنَّ حُذَيْفَةَ رَاٰى رَجُلًا لَايُتِمُّ رُكُوْعَهُ وَلَا سُجُوْدَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ دَعَاهُ فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ مَا صَلَّيْتَ قَالَ وَاَحْسِبُهُ قَالَ وَلَوْ مُتَّ مُتَّ عَلٰى غَيْرِ الْفِطْرَةِ الَّتِيْ فَطَرَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث ۷۹۱)

سیدنا شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ رکوع اور سجود پورا نہیں کر رہا تھا' پس جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر کہا تو نے نماز نہیں پڑھی' راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' اگر تو اسی حالت میں مرجائے تو مرے گا تو اسلام کے طریقہ کے خلاف' ❶ جس پر اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ہے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ارکان نماز میں تعدیل فرض ہے' کیوں کہ ایسی تہدید و وعید فرائض کے ترک کرنے پر ہی وارد ہوتی ہے۔ طریقہ اسلام کے خلاف مرے گا یعنی کافر ہو کر مرے گا' اس لیے کہ رکوع وسجود کو اچھی طرح نہ کرنے کی وجہ سے جب نماز پوری نہ ہوئی تو گویا بالکل نہ ہوئی' یہ تو اس شخص کا حال ہے جو اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا اور جو لوگ قصداً نماز ترک کرتے ہیں وہ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین نیز امام احمد و اسحاق رحمہم اللہ کے نزدیک کافر ہیں (مرقاۃ جلد ۲ ص ۳۱۷)

۸۸۵- (۱۸) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ ((لَايُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ۵/ ۳۱۰ والدارمی حدیث رقم ۱۳۲۸)

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چوری کرنے کے اعتبار سے سب سے برا شخص وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری ❶ کرتا ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نماز کا رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چوری کرتا ہے الخ نماز میں چوری کرنے والے کو اس لیے برا کہا ہے کہ بعض اوقات مال چرانے والا اس دنیا میں مال سے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور مالک سے گناہ معاف کرا لیتا ہے یا حد شرعی لگ جانے سے اس کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں' تو عذاب آخرت سے نجات پا جاتا ہے۔ بخلاف اس چور کے کہ وہ اپنے نفس کا حق چراتا ہے یعنی ثواب اور اجر اور اس کے بدلہ عذاب الٰہی پاتا ہے' سو اضر راور

نقصان کے اس کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا' اعاذنا اللہ۔

٨٨٦- (١٩) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَا تَرَوْنَ فِي الشَّارِبِ وَ الزَّانِي وَالسَّارِقِ)) وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ فِيْهِمُ الْحُدُوْدَ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ((هُنَّ فَوَاحِشُ وَفِيْهِنَّ عَقُوْبَةٌ وَاَسْوَءُ السَّرِقَةِ الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ)) قَالُوْا وَ كَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((لَايُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔)) (رواه مالك و احمد و روى الدارمي نحوه) (الموطا حديث ٧٢ من كتاب قصر الصلاة في السفر)

سیدنا نعمان بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم شراب پینے والے' زنا کرنے والے اور چوری کرنے والے کے بارہ میں کیا خیال رکھتے ہو؟'' اور آپ کا یہ سوال شرعی حدود کے نازل ہونے سے پہلے تھا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''وہ کبیرہ گناہ ہیں اور اُن میں سزا ہے اور بدترین چوری وہ ہے جو آدمی اپنی نماز میں کرتا ہے'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اے اللہ کے رسول! وہ کس طرح چراتا ہے اپنی نماز سے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ نماز کا رکوع اور سجود پورا نہیں کرتا۔'' (مالک' احمد اور دارمی نے بھی اس کی مانند روایت کی ہے۔)

حکم الحدیث: اس کی سند مرسل صحیح ہے اور گذشتہ حدیث اس کی شاہد ہے۔

بَابُ السُّجُوْدِ وَ فَضْلِهٖ

سجدہ ❶ کی کیفیت اور اس کی فضیلت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٨٨٧- (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَى الْجَبْهَةِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَالشَّعَرَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث ٨١٢ ومسلم حديث ٢٣٠۔٤٩٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں ❷ پر سجدہ کروں' پیشانی پر' دونوں ہاتھوں پر' گھٹنوں پر' دونوں قدموں کے پنجوں پر اور ہم کپڑوں ❸ اور بالوں کو اکٹھا نہ کریں۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ کے لغوی معنی زمین پر سر رکھنے اور عاجزی کرنے کے ہیں۔ اور کتاب وسنت کے رو سے یہ نماز کا ایک اعلیٰ رکن ہے۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سات ہڈیوں پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ لہٰذا سجدہ کرنے والے پر ضروری ہے کہ وہ ان سات ہڈیوں پر سجدہ کرے اور صرف پیشانی پر اکتفانہ کرے۔ (نیل الاوطار) ❸ کپڑوں کو الخ یعنی سجدہ میں جاتے وقت خاک آلودہ ہونے کے خیال سے کپڑے نہ سمیٹیں' نیز چادر وغیرہ کو گھٹنے کے درمیان سمیٹنا اور قمیص کے بازؤں کو اڑسنا (اوپر چڑھانا) منع ہے اور اسی طرح بالوں کو اکٹھا کرنا بھی مکروہ ہے' غرض ہر چیز کو اس کی طبعی حالت پر چھوڑنا چاہیے تاکہ یہ چیزیں بھی سجدہ کریں۔ (مرقاۃ)

٨٨٨- (٢) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث ۱٤۱ ومسلم حدیث رقم ۲۲۳۔٤۹۳)

"تم میں سجود اطمینان ❶ کرو اور تم میں سے کوئی شخص بھی (سجود میں) اپنے ہاتھ کتے کی طرح نہ پھیلائے۔" (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ میں اطمینان سے مراد یہ ہے کہ پیٹھ ہموار رکھے اور دونوں کہنیاں زمین سے اٹھائے رکھے۔ نیز پیٹ کو ران سے الگ رکھے اور کم از کم تین مرتبہ تسبیحات پڑھے۔ اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ سجدہ میں یہ امور واجب ہیں (نیل)

۸۸۹۔ (۳) وَعَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا سَجَدْتَّ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث ۲۳٤۔٤۹٤ واحمد فی المسند ٤/ ۲۸۳)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو جب سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین ❶ پر رکھ اور اپنی کہنیوں کو اونچا رکھ ❷۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ زمین پر الخ۔ سجدہ میں ہتھیلیاں کاندھوں کے برابر رکھے، جیسے کہ ابوحمید ساعدی کی روایت میں اس کی تصریح ہے۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی وقال صحیح) ❷ یعنی زمین سے۔

۸۹۰۔ (٤) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ جَافٰى بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى لَوْاَنَّ بَهْمَةً اَرَادَتْ اَنْ تَمُرَّ تَحْتَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ، هٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوٗدَ كَمَا صَرَّحَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ بِاِسْنَادِهٖ وَلِمُسْلِمٍ بِمَعْنَاهُ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ لَوْ شَآءَتْ بَهْمَةٌ اَنْ تَمُرَّبَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ۔ (مسلم حدیث رقم ۲۳۷۔٤۹٦ وابوداود حدیث ۸۹۸ والنسائی حدیث ۱۱۰۹ وابن ماجة حدیث ۸۸۰ والدارمی حدیث رقم ۱۳۳۱ واحمد ٦/ ۳۳۱)

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو جدا ❶ رکھتے یہاں تک کہ اگر بکری کا بچہ درمیان سے گذرنا چاہتا تو گذر جاتا۔ (یہ ابوداؤد کے ❷ لفظ ہیں جیسا کہ خود امام بغوی نے شرح السنہ میں اس کی تصریح کی ہے اور مسلم میں اس کے معنی ہیں) میمونہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب نبی ﷺ سجدہ کرتے اگر بکری کا بچہ گذرنا چاہتا تو وہ آپ کے ہاتھوں کے درمیان سے گزر جاتا۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی دونوں بازو اور پیٹ ران سے الگ رکھتے تھے۔ ❷ یہ لفظ ابوداؤد الخ۔ مصنف کی غرض اس عبارت سے یہ ہے کہ امام بغوی کو یہ حدیث فصل میں نہیں لانی چاہیے تھی کیوں کہ فصل اول میں شیخین کی روایات ہوتی ہیں اور یہ ابوداؤد کی روایت ہے۔

۸۹۱۔ (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث ۳۹۰ ومسلم حدیث ۲۳۵۔ ٤۹۵)

سیدنا عبداللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ ❶ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سجدہ کرتے تو کشادہ کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوتی (یعنی نظر آتی)۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بحینہ عبداللہ کی ماں ہے اور مالک ان کا باپ ہے اسی لیے مالک کو تنوین سے پڑھتے ہیں اور مالک اور ابن

کے درمیان الف ثابت رکھتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ مالک بحینہ کا بیٹا نہیں ہے' بلکہ ابن مالک اور ابن بحینہ دونوں ہی عبداللہ کی صفات ہیں۔

۸۹۲- (۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ۲۱۶- ۴۸۳ وابوداود حديث رقم ۸۷۸)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے سجدہ میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے "یاالٰہی! میرے سب گناہ بخش دے' خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے' پہلے اور پچھلے' ظاہر اور پوشیدہ۔" ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پوشیدہ گناہوں سے مراد وہ ہیں جو لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں ہے۔

۸۹۳- (۷) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِیْ عَلٰی بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِی الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَيَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (۲۲۲- ۴۸۶) وابوداود حديث ۸۷۹ و الترمذی حديث رقم ۳۴۹۳ ومالك حديث رقم ۳۱ من كتاب القرآن واحمد ۶/ ۵۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا' میں نے آپ کو تلاش کیا' تو میرے ہاتھ آپ کے قدموں پر پہنچے آپ مسجد میں (سجدہ میں) تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: "یاالٰہی! بے شک میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضا کے ساتھ تیرے غضب ❶ سے اور تیری عافیت کے ساتھ تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری رحمت کے ذریعہ تیرے غصہ سے' میں نہیں ❷ شمار کر سکتا تیری تعریف کو تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود ❸ اپنی تعریف کی۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تیرے غضب سے الخ یعنی ایسے کاموں سے پناہ مانگتا ہوں جو تیرے غضب کا باعث بنیں۔ ❷ نہیں شمار کر سکتا الخ یعنی میں تیری کماحقہ تعریف نہیں کر سکتا۔ جس طرح کہ تیرا حق ہے۔ ❸ تو نے خود اپنی تعریف کی مثلاً اس آیت میں فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

۸۹۴- (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَاَكْثِرُوا الدُّعَآءَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث (۲۱۵- ۴۸۲) وابوداود حديث ۸۷۵ والنسائی حديث ۱۳۷ واحمد ۲/ ۴۲۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بندہ اپنے رب سے' سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ سجدہ ❶ میں ہوتا ہے' پس تم سجدہ میں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وہ سجدہ میں ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ نماز میں بہر حال بندہ سے نزدیک ہے اور سجدہ میں سب سے زیادہ نزدیک ہوتا

ہے۔اس لیے دعا کا حکم فرمایا (مرقاۃ)

٨٩٥- (٩) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَرَاَ ابْنُ اٰدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِيْ يَقُوْلُ يَا وَيْلَتٰى اُمِرَ ابْنُ اٰدَمَ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ وَاُمِرْتُ بِالسُّجُوْدِ فَاَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٣٣ ـ ٨١) وابن ماجة حديث ١٠٥٣ واحمد ٢/ ٤٤٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آدم کا بیٹا سجدہ کی آیت پڑھتا ہے' پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان (اس سے) علیحدہ ہو کر روتا ہے اور کہتا ہے ہائے افسوس' ابن آدم کو سجدہ کا حکم کیا گیا' اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم دیا گیا' میں نے انکار کیا تو میرے لیے دوزخ ہے۔'' (مسلم)

٨٩٦- (١٠) وَعَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَتَيْتُهُ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ ((سَلْ)) فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ ((اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ)) قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ ((فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث ٢٢٦ ـ ٤٩٠ والنسائي حديث ١١٣٨)

سیدنا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہتا تھا تو میں آپ کے پاس وضو کا پانی اور دیگر ضرورت کی چیزیں (مثلاً مسواک وغیرہ) لایا کرتا تھا' تو ایک روز آپ نے مجھ سے فرمایا کہ: ''کچھ مانگ'' میں نے کہا' آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں' آپ نے فرمایا: ''کیا اس کے علاوہ اور بھی کچھ چاہتا ہے؟'' میں نے کہا' بس یہی میری خواہش ❶ ہے' آپ نے فرمایا: ''پس اپنی ذات سے زیادہ ❷ سجود کر کے میری مدد کر۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مطلب ہے الخ یعنی اس کے سوا میرا کوئی اور سوال نہیں' بس یہی مطلب ہے جو میں نے عرض کر دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ طالب صادق کو دنیا فانی کی لذات کی بجائے اُخروی نعمتوں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔جو کہ لازوال ہیں۔ ❷ زیادہ سجود کر کے' یعنی بہت نوافل پڑھا کر اور سجود میں بہت رویا کرتا کہ تو اس مرتبہ کے قابل ہو جائے۔

٨٩٧- (١١) وَعَنْ مَعْدَانَ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِيَ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)) قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ

سیدنا معدان بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی' میں نے کہا' مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ جس کی وجہ سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟ وہ خاموش ہو گئے' میں نے دوبارہ پوچھا وہ پھر بھی ❶ خاموش رہے' میں نے تیسری بار پھر سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا: ''تو اللہ کے لیے اپنے اوپر زیادہ سجود ❷ (کرنا) لازم کر لے اس لیے کہ تو اللہ تعالیٰ کے

(رواہ مسلم) (مسلم حدیث (۲۲۵۔ ۴۸۸) والترمذی مختصرا حدیث ۳۸۸ و النسائی حدیث ۱۱۳۹ واحمد ۵/ ۲۷۶)

لیے جو سجدہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں تیرے مرتبہ کو بلند کرے گا اور اس کے بدلہ تیرے گناہ کو دور کرے گا'' معدان کہتے ہیں پھر ملا میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے' میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو ثوبان نے دیا تھا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وہ پھرالخ ثوبان رضی اللہ عنہ نے دوبار اس لیے خاموشی اختیار کی تاکہ سائل کی رغبت اور شوق میں اضافہ ہو۔ ❷ بہت سجود الخ سجود سے نماز یا تلاوت یا شکر کے سجود مراد ہیں۔

الفصل الثانی

۸۹۸- (۱۲) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ قَبْلَ يَدَيْهِ وَإِذَا نَهَضَ رَفَعَ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ۔ (رواه ابوداود' الترمذی' النسائی' ابن ماجة و الدارمی) (ابوداود حدیث ۹۳۸ والترمذی حدیث ۲۶۸ وقال حدیث حسن غریب والنسائی حدیث ۱۰۸۹ وابن ماجة حدیث ۸۸۲ والدارمی حدیث ۱۳۲۰)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنوں کو زمین پر اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔ (ابوداوٗد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ ودارمی)

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

۸۹۹- (۱۳) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِذَا سَجَدَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَبْرُكْ كَمَا يَبْرُكُ الْبَعِيْرُ وَلْيَضَعْ يَدَيْهِ قَبْلَ رُكْبَتَيْهِ))۔ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ قَالَ أَبُوْسُلَيْمَانَ الْخَطَّابِيُّ حَدِيْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَثْبَتُ مِنْ هٰذَا وَقِيْلَ هٰذَا مَنْسُوْخٌ۔) (ابوداود حدیث ۹۴۰ والنسائی حدیث ۱۰۹۱ والدارمی حدیث ۱۳۲۱ و احمد ۲/ ۳۸۱)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو (وہ اس طرح) نہ بیٹھے جیسے اونٹ بیٹھتا ہے' اور اپنے ہاتھ زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھے۔'' (ابوداوٗد' نسائی' دارمی' کہا امام سلیمان خطابی نے وائل بن حجر کی حدیث اس حدیث سے زیادہ ثابت ❶ ہے اور کہا گیا ہے یہ حدیث منسوخ ہے۔)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ زیادہ ثابت الخ امام خطابی کا یہ فیصلہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارہ میں صحیح نہیں ہے' کیونکہ وائل بن حجر کی حدیث دراصل ضعیف ہے' اس لیے کہ وائل بن حجر کی حدیث کو صرف شریک بن عبداللہ نخعی بیان کرتا ہے اور اُس اکیلے کی روایت بالاتفاق غیر مقبول

ہے اور اس کی تائید میں تقریباً تین روایات اور بھی ہیں ان میں بعض منقطع اور بعض مرسل ہیں، غرض وہ تمام کی تمام ضعیف اور ناقابل اعتبار ہیں گویا کہ اُن کا وجود بھی نہیں ہے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح یا حسن لذاتہ ہے اور اس کے شواہد جتنے بھی ہیں وہ سب صحیح اور حسن ہیں، اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث درحقیقت وائل بن حجر کی حدیث کے لیے ناسخ ہے لہٰذا سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھ رکھنے چاہئیں اور اُٹھتے وقت پہلے گھٹنے اُٹھانے چاہئیں، مزید تفصیل مرعاۃ ص ۲۵۶ ج ا و تحفۃ الاحوذی ص ۲۳۰ ج ا)

۹۰۰ - (۱۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي۔)) (رواه ابوداود و الترمذي) (ابوداود حديث ۸۵۰ والترمذي حديث ۲۸۴ وابن ماجة حديث ۸۹۸ واحمد ۱/ ۳۷۱)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے: ''یا الٰہی! بخش مجھ کو اور مجھ پر رحم کر اور ہدایت کر مجھے اور عافیت سے رکھ مجھے اور مجھے روزی عطا کر۔'' (ابوداؤد و ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۹۰۱ - (۱۵) وَعَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ ((رَبِّ اغْفِرْلِي۔)) (رواه النسائي و الدارمي) (النسائي حديث ۱۱٤٥ والدارمي حديث ۱۳۲٤ وابوداود حديث ۸۷٤ وابن ماجة حديث ۸۹۷ واحمد ٥/ ۳۹۸)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ ''اے میرے رب! مجھے بخش۔'' (نسائی و دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۰۲ - (۱۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِبْلٍ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نَقْرَةِ الْغُرَابِ وَافْتِرَاشِ السَّبُعِ وَاَنْ يُوَطِّنَ الرَّجُلُ الْمَكَانَ فِي الْمَسْجِدِ كَمَا يُوَطِّنُ الْبَعِيرُ۔ (رواه ابوداود، النسائي و الدارمي) (ابوداود حديث رقم ۸٦۲ والنسائي حديث رقم ۱۱۱۲ وابن ماجة حديث رقم ۱٤۲۹ والدارمي حديث رقم ۱۳۲۳)

سیدنا عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا سجدہ میں کوے کی طرح ٹھونگیں ❶ مارنے اور درندے کی طرح ہاتھوں کو بچھا دینے سے اور مسجد میں جگہ مقرر کرنے سے بھی منع فرمایا ہے جس طرح کہ اونٹ جگہ مقرر کرتا ہے۔ ❷ (ابوداؤد، نسائی و دارمی)

حکم الحدیث: یہ حدیث شواہد کے اعتبار سے حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ٹھونگیں الخ یعنی سجود اور رکوع سے جلدی سر نہیں اٹھانا چاہیے جیسے کوا دانے اٹھانے کے وقت جلدی جلدی زمین پر چونچ مار کر دانا اٹھاتا ہے، کوے کے ذکر میں خصوصیت یہ ہے کہ جس طرح یہ بخیل اور خائن ہے تو اسی طرح جلدی جلدی نماز پڑھنے والا آدمی بھی کوے کی طرح اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں خیانت کرتا ہے۔ ❷ اونٹ الخ مسجد چونکہ تمام مسلمانوں کی مشترکہ جگہ ہے اس

لیے اس میں ایک جگہ مقرر کر لینا اور دوسروں کو اس جگہ سے روکنا مکروہ اور ممنوع ہے۔

٩٠٣- (١٧) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((يَا عَلِيُّ إِنِّيْ أُحِبُّ لَكَ مَا أُحِبُّ لِنَفْسِي وَأَكْرَهُ لَكَ مَا أَكْرَهُ لِنَفْسِيْ لَا تُقْعِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ۔)) (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ٢٨٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے علی! میں تیرے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو میں اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور برا سمجھتا ہوں تیرے لیے اس چیز کو جس کو برا خیال کرتا ہوں اپنے لیے لہٰذا تو دو سجدوں کے درمیان اقعاء ❶ نہ کر۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس میں ایک راوی سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اقعاء نہ کر۔ اقعاء کا معنی یہ ہے کہ آدمی سرین (چوتڑ) زمین سے لگائے اور ران اور پنڈلیوں کو کھڑا رکھے اور ہاتھ زمین پر کتے کی طرح بچھادے نماز میں اس طرح بیٹھنا منع ہے۔

٩٠٤- (١٨) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَنَفِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى صَلَاةِ عَبْدٍ لَا يُقِيْمُ فِيْهَا صُلْبَهُ بَيْنَ خُشُوْعِهَا وَسُجُوْدِهَا۔)) (احمد في المسند ٤/ ٢٢)

سیدنا طلق بن علی حنفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس بندے کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو اپنی نماز کے رکوع اور سجدہ میں پیٹھ کو سیدھا نہیں رکھتا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٠٥- (١٩) وَعَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ وَضَعَ جَبْهَتَهُ بِالْأَرْضِ فَلْيَضَعْ كَفَّيْهِ عَلَى الَّذِي وَضَعَ عَلَيْهِ جَبْهَتَهُ ثُمَّ إِذَا رَفَعَ فَيَرْفَعْهُمَا فَإِنَّ الْيَدَيْنِ تَسْجُدَانِ كَمَا يَسْجُدُ الْوَجْهُ۔ (الموطا حديث رقم ٦٠ من كتاب قصر الصلاة في السفر وابو داود حديث ٨٩٣)

نافع رحمہ اللہ، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرماتے تھے جو شخص اپنی پیشانی زمین پر رکھے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو اس جگہ پر رکھے جہاں پیشانی رکھی ہے پھر جب سجدہ سے اٹھے تو ہاتھوں کو بھی اٹھائے، کیونکہ ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں جس طرح کہ چہرہ سجدہ کرتا ہے (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ التَّشَهُّدِ

تشہد کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٩٠٦- (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلَى

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد بیٹھتے تو اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اور دائیں ہاتھ کو

رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلٰثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

دائیں گھٹنے پر رکھتے ❷ تھے اور بند کرتے اپنا ہاتھ مثل عدد ترپن کے اور اشارہ کرتے شہادت کی انگلی سے۔

(مسلم حديث ١١٥ ـ ٥٨٠)

فوائد الحدیث: ❶ التحیات کو تشہد اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں کلمہ شہادتین ہوتا ہے۔
❷ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں پر رکھنے مستحب ہیں اور اس مسئلہ میں تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔(نیل)

٩٠٧ - (٢) وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْاِبْهَامَ يَدْعُوْ بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ بَاسِطَهَا عَلَيْهَا. (مسلم حديث ١١٤ ـ ٥٨٠)

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ: ''جب آپ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور اپنے دائیں ہاتھ کی اُس انگلی کو جو انگوٹھے کے قریب ہے اٹھاتے یعنی اس کے ساتھ اشارہ کرتے اور بائیں ہاتھ کو کھلا ہوا بائیں گھٹنے پر رکھتے۔'' (مسلم)

٩٠٨ - (٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَعَدَ يَدْعُوْا وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ اِبْهَامَهُ عَلٰى اِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. (مسلم حديث ١١٣ ـ ٥٧٩)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب التحیات میں بیٹھتے تو اپنے دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے تھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ❶ اور اپنے انگوٹھے کو اپنی درمیانی انگلی پر رکھ کر حلقہ ❷ بناتے اور بائیں ہاتھ سے اپنا بایاں گھٹنا پکڑتے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اشارہ کرتے الخ۔ اس حدیث سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب آپ التحیات میں بیٹھتے تو شروع ہی سے انگلی کو اٹھاتے اور سلام تک اسی حالت سے بیٹھے رہتے اہل حدیث کا یہی قول اور اسی پر عمل ہے امام محمد نے مؤطا میں کہا ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے اور امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ مرقاۃ میں ہے کہ امام مالک امام شافعی رحمہم اللہ اور امام احمد کا بھی یہی قول ہے۔ غرض سلف امت میں اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں لیکن متاخرین حنفیہ نے اس میں خلاف کیا ہے اور یہ احناف کی مخالفت واضح حدیث نیز تمام ائمہ محدثین صحابہ کرام فقہاء عظام تابعین تبع تابعین کے مذہب کے مقابلہ میں ہے۔ لہٰذا یہ لغو اور باطل ہے۔ ❷ اس کی صورت اس طرح ہے کہ چھنگلیا اور اس کے ساتھ والی دونوں انگلیاں بند کرے اور شہادت کی انگلی کھلی رکھے اور انگوٹھے کے سر کو شہادت انگلی کی جڑ میں رکھے (یہ عرب کی گنتی ہے)۔

٩٠٩ - (٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى مِيْكَآئِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ ((لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو التحیات میں یہ کہتے تھے ''اللہ پر سلام ہے اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہے جبرائیل علیہ السلام پر میکائیل علیہ السلام پر سلام ❶ ہے فلاں پر'' ایک دن جب نبی ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہماری طرف

اَللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْهُ.)) (متفق علیه)

(البخاری حدیث رقم ۸۳۱ ومسلم حدیث رقم (۵۵۔ ۴۰۲) وابوداود حدیث رقم ۹۶۸ والنسائی حدیث ۱۱۶۸ وابن ماجة حدیث رقم ۸۹۹ والدارمی حدیث ۱۳۴۰ واحمد ۱/ ۳۸۶)

متوجہ ہو کر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پر سلام نہ کہو کیونکہ اللہ خود سلام ❷ ہے، جب تم میں سے کوئی نماز میں ❸ بیٹھے تو یہ کہے: ''تمام قولی بندگی، تمام بدنی بندگی ❹ اور تمام مالی بندگی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، آپ پر سلامتی، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں، اللہ کے نبی! سلام ہے ہم پر اور تمام اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر، (آپ نے فرمایا) جو شخص یہ دعا نماز میں کہتا ہے تو پہنچتی ہے برکت اس کی ہر نیک بندے کو جو آسمان اور زمین میں ہے۔'' (اور اس دعاء کے آخر میں یہ کلمہ پڑھے) ''میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر اس کے بعد جو دعا اس کو ❺ پسند ہو وہ مانگے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی فرشتوں میں سے بعض فرشتوں پر یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی پر غرض التحیات کے عوض ہم یہ کلمات پڑھتے تھے۔ ❷ اللہ سلام ہے۔ یعنی سالم ہے اور تمام نقصانوں سے پاک ہے، اور سلامتی کی دعا اس کے لیے ہو جس کے لیے نقصان اور خوف کا خطرہ ہو، اللہ تعالیٰ ان تمام چیزوں سے بالاتر ہے۔ ❸ نماز میں بیٹھے الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درمیان والا التحیات بھی واجب ہے کیونکہ تشہد کے متعلق جتنی بھی احادیث آئی ہیں وہ سب مطلق ہیں اور اُن میں آخری تشہد کی کوئی قید نہیں ہے۔ (نیل ونووی) ❹ قولی الخ۔ قولی عبادت سے ذکر الٰہی اور تسبیح وغیرہ مراد ہے، اور بدنی بندگی سے نماز اور مالی بندگی سے زکوٰۃ صدقات وغیرہ نیکیاں مراد ہیں (نیل وفتح) ❺ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات میں سلام سے پہلے دنیا وآخرت کے کاموں کی کامیابی کے لیے دعا کرنا جائز ہے۔ اور گناہ اور ظلم کی دعا کرنا منع ہے۔ یہی مذہب جمہور کا ہے۔ (نیل)

۹۱۰- (۵) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُوْلُ ((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبٰتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))۔ (رَوَاهُ مُسْلِم) وَلَمْ اَجِدْ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَلَا فِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو التحیات اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھاتے آپ فرماتے تھے: ''تمام بابرکت قولی عبادات اور تمام بدنی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں، سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں آپ پر اے اللہ کے نبی! سلام ہے ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ

((سَلَامٌ عَلَيْكَ وَ سَلَامٌ عَلَيْنَا)) بِغَيْرِ اَلِفٍ وَلَامٍ وَلٰكِنْ رَوَاهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنِ التِّرْمِذِيِّ۔ (مسلم حديث رقم ٦٠ ٤٠٣ وابوداود حديث رقم ٩٧٤ والترمذي حديث رقم ٢٩٠)

کے رسول ہیں۔'' (اس کو مسلم نے روایت کیا) اور نہیں پایا ❶ میں نے صحیحین میں اور نہ ہی جمع بین الصحیحین میں لفظ سلام علیک اور سلام علینا بغیر الف ولام کے' لیکن روایت کیا اس کو جامع الاصول والے نے ترمذی کے حوالہ سے)

فوائد الحدیث: ❶ نہیں پائے الخ' اس عبارت سے ایک شبہ کو دور کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی مصابیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد میں یہ الفاظ سَلَامٌ عَلَيْكَ اور سَلَامٌ عَلَيْنَا بغیر الف ولام کے پائے اور یہاں مشکوۃ میں معرف باللام ہیں تو اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ بغیر الف اور لام والی روایت صحیحین کی نہیں بلکہ ترمذی کی ہے اور معرف باللام والی روایت مسلم کی ہے۔ لہٰذا اس کو صحاح (فصل اول) میں ترمذی کی روایت نہیں لانا چاہیے تھی فافہم۔

الفصل الثاني

٩١١ - (٦) وَعَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ جَلَسَ فَافْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَحَدَّ مِرْفَقَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ حَلْقَةً ثُمَّ رَفَعَ اِصْبَعَهُ فَرَاَيْتُهُ يُحَرِّكُهَا يَدْعُوْبِهَا۔ (رواه ابوداود والدارمي) (احمد في المسند ٤/ ٣١٨ والدارمي حديث رقم ١٣٥٧ وابوداود حديث رقم ٩٥٧ والنسائي حديث ١٢٦٨)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ: ''آپ ﷺ نماز میں ❶ بیٹھے اور بچھایا اپنا بایاں پاؤں اور اپنے بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور اپنی دائیں کہنی اپنی دائیں ران سے الگ ❷ رکھی اور دو انگلیوں کو بند کر کے حلقہ ❸ بنایا' پھر اٹھایا اپنی انگلی کو تو میں نے دیکھا کہ آپ ہلاتے تھے اس کو یعنی اس کے ساتھ اشارہ کرتے تھے۔ (ابوداؤد' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھے الخ یعنی دوسرے سجدہ سے سر اٹھانے کے بعد آپ تشہد میں بیٹھے۔ یہ ایک لمبی حدیث کا ایک حصہ ہے جس میں صرف تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت بیان کی گئی ہے باقی یہاں مذکور نہیں ہے۔ ❷ الگ الخ یعنی التحیات میں دائیں کہنی ران سے ملائی نہیں بلکہ الگ رکھی۔ ❸ حلقہ کی کیفیت میں مختلف روایات آئی ہیں اور ہر ایک نے جس طرح دیکھا اسی طرح بیان کر دیا۔ واللہ اعلم

٩١٢ - (٧) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهِ اِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَزَادَ اَبُوْدَاوُدَ وَلَا يُجَاوِزُ بَصَرُهُ اِشَارَتَهُ۔) (ابوداود حديث رقم ٩٩٠ والنسائي حديث ١٢٧٥)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ التحیات میں جب کلمہ شہادت پڑھتے تو انگلی سے اشارہ کرتے تھے لیکن اس کو ہلاتے نہ ❶ تھے۔ (ابوداؤد' نسائی اور ابوداؤد میں یہ الفاظ زیادہ ہیں' اور آپ کی نظر اشارہ سے آگے ❷ نہیں بڑھتی تھی۔)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ التحیات میں کلمہ شہادت کے وقت' صرف شہادت کی انگلی کو اٹھاتے تھے' بار بار ہلاتے نہ تھے' اور وائل بن حجر کی حدیث میں جو تحریک سبابہ کا ذکر آیا ہے' اس سے بھی صرف سبابہ انگلی کا اٹھانا مراد ہے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مسلم میں صریحاً آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم التحیات میں کلمہ شہادت کے موقع پر انگلی سے اشارہ کرتے اور اسے ہلاتے نہیں تھے (عون جلد اص ۳۷۵) ❷ آگے نہ بڑھتی الخ یعنی انگلی اٹھاتے وقت نظر انگلی پر ہی رکھتے کسی اور طرف نہ دیکھتے تھے تاکہ توحید کا معنی دل میں حاضر رہے' اور خشوع وخضوع حاصل رہے۔

۹۱۳ - (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَدْعُوْ بِاِصْبَعَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ «اَحِّدْ اَحِّدْ». (الترمذی والنسائی و البیهقی فی الداعوات الکبیر) (الترمذی حدیث ۳۵۵۷ والنسائی حدیث ۱۲۷۱ واحمد ۲/ ۵۲۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص ❶ التحیات میں دو انگلیوں سے اشارہ کر رہا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ایک انگلی سے ایک انگلی سے'' (ترمذی' نسائی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا)۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شخص سے مراد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ صحابی ہیں۔ جیسا کہ ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں تصریح آئی ہے۔

۹۱۴ - (۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَنْ یَجْلِسَ الرَّجُلُ فِی الصَّلَاةِ وَهُوَ مُعْتَمِدٌ عَلٰی یَدِهٖ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوٗدَ فِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ نَهٰی اَنْ یَعْتَمِدَ الرَّجُلُ عَلٰی یَدَیْهِ اِذَا نَهَضَ فِی الصَّلَاةِ۔) (ابوداود حدیث ۹۹۲ واحمد ۲/ ۱۴۷ والروایة الثانیة' ابوداود عقب الحدیث)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ آدمی نماز میں اس حال میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھ پر ٹیک لگانے والا ہو۔ (احمد' ابوداؤد اور ابوداؤد کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ منع کیا آپ نے اس سے کہ ٹیک لگائے آدمی اپنے ہاتھوں پر جب کھڑا ہو نماز میں۔)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۹۱۵ - (۱۰) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الرَّکْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ کَاَنَّهٗ عَلَی الرَّضْفِ حَتّٰی یَقُوْمَ۔ (احمد ۱/ ۳۸۶ وابوداود حدیث ۹۹۵ والترمذی حدیث ۳۶۶ والنسائی حدیث ۱۱۷۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی دو رکعات (کے تشہد) میں اس طرح ہوتے گویا کہ آپ گرم پتھر پر بیٹھنے والے ❶ ہیں یہاں' تک کہ کھڑے ہو جاتے (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مقصد یہ ہے کہ پہلے التحیات میں کم بیٹھتے تھے لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ التحیات کے علاوہ کوئی اور دعا بھی نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ پہلا قعدہ آخری قعدہ کی نسبت کم ہوتا تھا فافہم۔ علاوہ ازیں اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ کیونکہ اس میں ابوعبیدہ نامی راوی نے اپنے باپ سے سماع نہیں کیا (عون ج اص ۳۷۷)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۱۶- (۱۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلٰوَاتُ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَسْاَلُ اللهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ النَّارِ.)) (النسائی حدیث ۱۱۷۵)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے جس طرح قرآن کی کوئی سورت سکھائی ہوتی' اور وہ تشہد یہ ہے ''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اور اللہ کی توفیق سے' تمام قولی' تمام بدنی اور تمام پاکیزہ مالی عبادات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں' اے نبی! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکات ہمیشہ نازل ہوں' سلام ہے ہم پر اور تمام اللہ تعالیٰ کے نیک بخت بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ سے جنت مانگتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ دوزخ سے''۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس میں ایک راوی ضعیف ہے۔

۹۱۷- (۱۲) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ اِذَا جَلَسَ فِي الصَّلَاةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهٖ وَاَتْبَعَهَا بَصَرَهٗ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((لَهِيَ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنَ الْحَدِيْدِ)) يَعْنِي السَّبَّابَةَ. (احمد فی المسند ۲/ ۱۱۹)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نظر کو انگلی پر رکھتے' پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ❶ (انگلی کا اشارہ) شیطان پر لوہے (نیزہ وغیرہ) سے زیادہ سخت ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ انگلی کا اشارہ الخ۔ آپ کے قول میں ''لَهِيَ'' کی ضمیر شہادت کی انگلی کی طرف لوٹتی ہے یعنی شہادت کی انگلی سے کلمہ اشہدان لا الہ کہنے پر اشارہ کرنا اور الا اللہ کہنے پر رکھنا شیطان پر نیزہ وغیرہ مارنے سے بھی زیادہ سخت ہے' کیونکہ اس سے شیطان کی امید ختم ہو جاتی ہے کہ اب نمازی کفر وشرک میں واقع نہیں ہوگا۔ (شہادت کی انگلی اٹھانے اور رکھنے کے متعلق مزید تفصیل عون المعبود ج ۱ ص ۳۷۵ میں دیکھیں)۔

۹۱۸- (۱۳) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَانَ يَقُوْلُ مِنَ السُّنَّةِ اِخْفَاءُ التَّشَهُّدِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ.) (ابو داود حدیث

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ تشہد کو آہستہ پڑھنا ❶ سنت ہے (ابو داؤد' ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے۔

۹۸٦ والترمذی ۲/ ۸٤ حدیث ۲۹۱)

حکم الحدیث: مستدرک حاکم کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سنت الخ صحابی جب کسی کام کے متعلق یہ کہے کہ ''یہ سنت ہے'' تو وہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہوتی ہے' جمہور محدثین اور فقہاء کا یہی مذہب ہے (مرقاۃ)

بَابُ الصَّلٰوةِ ❶ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ فَضْلِهَا

نبی ﷺ پر درود پڑھنے اور اس کی فضیلت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

۹۱۹- (۱) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِيْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ بَلٰى فَاَهْدِهَا لِيْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ))۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اِلَّا اَنَّ مُسْلِمًا لَمْ يَذْكُرْ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ فِي الْمَوْضِعَيْنِ۔ (البخاری حدیث رقم ۳۳۷۰ ومسلم حدیث رقم ٦٦۔ ٤۰٦)

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے ملاقات کی مجھ سے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے اور کہا' کیا میں تجھ کو وہ چیز بطور ہدیہ نہ دوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے؟ میں نے کہا ہاں! ضرور وہ چیز مجھے ہدیہ دیجیے! انہوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ پر اور اہل بیت پر ہم کس طرح درود بھیجیں؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلام بھیجنے کی کیفیت تو ہم کو سکھلا ❷ دی ہے' آپ نے فرمایا درود اس طرح کہو ❸ ''اے اللہ! رحمت بھیج محمد (ﷺ) پر اور آل محمد ❹ پر جیسے کہ رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم پر بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے اے اللہ برکت بھیج محمد (ﷺ) پر اور آل محمد پر' جیسے کہ رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور آل ابراہیم پر۔ بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ❺ ہے۔'' (بخاری' مسلم) لیکن مسلم نے دونوں مقامات میں ''علی ابراہیم'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

فوائد الحدیث: ❶ صلوٰۃ کے معنی درود' دعا' رحمت اور استغفار کے ہیں' بندوں کی طرف سے۔ نبی ﷺ پر درود بھیجنے سے مراد آپ کے لیے رحمت الٰہی مانگنا ہے۔ ❷ سکھلا دی الخ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے' سلام کی کیفیت تو ہم نے التحیات میں معلوم کر لی ہے' اب درود کس طرح بھیجیں؟ ❸ اس طرح کہو الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قعدہ میں التحیات اور تشہد کے بعد درود شریف کا پڑھنا واجب ہے' سیدنا عمر' سیدنا عبداللہ بن عمر' سیدنا ابن مسعود' سیدنا جابر بن زید رضی اللہ عنہم اور امام شعبی' محمد بن کعب قرظی ابوجعفر باقر' ہادی' قاسم' امام شافعی' امام احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ اور قاضی ابوبکر بن عربی رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے یہی صحیح اور حق ہے' امام مالک'

امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ اور اُن کے اصحاب کے نزدیک تشہد میں درود شریف واجب نہیں ہے۔

❹ آل بمعنی اہل وعیال کے ہے اور اس کے معنی تابع دار کے بھی آتے ہیں۔

٩٢٠ - (٢) وَعَنْ اَبِیْ حُمَيْدِنِ السَّاعِدِيِّ قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُوْلُوْا ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) (البخاری حدیث رقم ٣٣٦٩ ومسلم حدیث رقم ٦٩۔ ٤٠٧)

سیدنا ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے آپ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس طرح کہو ❶ ''اے اللہ! رحمت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر جیسے رحمت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر اور برکت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور آپ کی بیویوں پر اور آپ کی اولاد پر جیسے برکت بھیجی تو نے ابراہیم (علیہ السلام) پر بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مگر مسلم نے الخ یعنی نہ پہلے درود میں اور نہ دوسرے درود میں، مسلم کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں ''کما صلیت علی آلِ ابراہیم'' اور ''کما بارکت علی آلِ ابراہیم'' درود شریف کے الفاظ مختلف آئے ہیں اور یہ سب ہی جائز ہیں، لیکن بہترین جامع الفاظ وہ ہیں جو عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی حدیث میں آئے ہیں، جس کو بخاری مسلم اور دیگر محدثین نے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

٩٢١ - (٣) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔)) (مسلم حدیث رقم ٤٠٨ وابوداود حدیث رقم ١٥١٤ والترمذی حدیث رقم ٤٨٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا۔'' (مسلم)

الفصل الثانی

٩٢٢ - (٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً وَّاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرُ خَطِيْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ۔)) (النسائی حدیث رقم ١٢٩٧ واحمد فی المسند ٣/ ١٠٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ بخشے جائیں گے اور اس کے لیے دس درجات بلند کیے جائیں گے۔'' (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٢٣ - (٥) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَوْلَى النَّاسِ بِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً۔)) (الترمذی حدیث رقم ٤٨٤)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر اکثر ❶ درود پڑھنے والا

ہے۔" (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام ابن حبان نے اس حدیث کے ضمن میں بہت خوب بات کہی وہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر اصحاب الحدیث ہوں گے کیوں کہ امت میں اُن سے بڑھ کر کوئی زیادہ درود پڑھنے والا نہیں ہے وہ قولاً فعلاً ہر لحاظ سے آپ پر درود بھیجتے ہیں (مرقاۃ ص۳۰ ج۲)

٩٢٤- (٦) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِي مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ۔)) (النسائی حدیث رقم ١٣٨٢ والدارمی حدیث رقم ٢٧٧٤ واحمد فی المسند ١/ ٤٥٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے بہت سے فرشتے سیر کرنے والے ہیں جو مجھ کو میری امت کا سلام پہنچا دیتے ہیں۔" (نسائی ودارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٢٥- (٧) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا مِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلٰى رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔)) (ابوداود حدیث رقم ٢٠٤١ واحمد فی المسند ٢/ ٥٢٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایسا کوئی شخص نہیں جو مجھ پر سلام بھیجے مگر اللہ تعالیٰ میری روح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب ❶ دیتا ہوں۔" (ابوداؤد اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا)۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جواب دیتا ہوں۔ اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن قسیط عن ابی ہریرہ مختلف فیہ راوی ہے یحییٰ بن معین اور امام نسائی نے اس کو ضعیف کہا ہے اس مسئلہ کی مزید تحقیق کے لیے ("صیانته الانسان عن وسوسته الشیخ دحلان" ومرعاۃ ص۶۸۴ تا ۶۹۰ اور اردو میں شیخ الحدیث محمد اسمٰعیل صاحب السلفی رحمہ اللہ کا رسالہ "مسئلہ حیات النبی" کا) مطالعہ کیجیے۔

٩٢٦- (٨) وَعَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ۔)) (ابوداود حدیث رقم ٢٠٤٢ واحمد فی المسند ٢/ ٣٦٧)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے کہ: "تم اپنے گھروں ❶ کو قبروں کی طرح نہ بناؤ اور میری قبر پر عید اور خوشی نہ کرو ❷ اور مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تم جہاں بھی ہو تمہارا درود مجھ کو پہنچ جاتا ہے۔" (نسائی)

حکم الحدیث: ابوداؤد ۲۰۴۲ کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی مردوں کی طرح گھروں میں پڑے اور سوئے نہ رہو۔ بلکہ جس طرح مساجد میں عبادت کر کے نور ایمانی حاصل کرتے ہو۔ اسی طرح گھروں میں بھی نفلی نماز اور ذکر و درود پڑھ کر گھروں کو پر رونق بناؤ۔ ❷ خوشی نہ کرو الخ۔ یعنی میری قبر کو عید گاہ کی

طرح نہ بناؤ اور زیب وزینت' لغو ولہو اور گانے بجانے کے لیے نہ جمع ہو جیسے یہود ونصاریٰ اپنے انبیاء اور صلحاء کی قبروں پر کرتے ہیں۔ مگر افسوس کہ نام نہاد مسلمانوں نے آج یہود ونصاریٰ سے بڑھ کر قبروں پر جا کر خرافات کرنا شروع کر دی ہیں اعاذنا اللہ منہم

۹۲۷- (۹) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُغْفَرَلَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْاَحَدُ هُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ۔)) (الترمذی حدیث رقم ۳۵٤۵ واحمد فی المسند ۲/۲٥٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خاک آلودہ ہو ناک اُس شخص کی جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہیں بھیجا۔ اور خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی کہ جس پر رمضان آیا اور وہ گزر گیا اور اس نے مغفرت حاصل نہیں کی اور خاک آلودہ ہو ناک اس شخص کی کہ جس کے ماں' باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک نے اس کے سامنے بڑھاپا پایا اور انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہیں کیا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

۹۲۸- (۱۰) وَعَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالبِشْرُ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَ ((اِنَّهٗ جَاءَ نِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَامُحَمَّدُ اَنْ لَّا يُصَلِّيْ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَايُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔)) (النسائی حدیث رقم ۱۲۹۵ والدارمی حدیث رقم ۲۷۷۳ واحمد فی المسند ٤/ ۳۰)

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی معلوم ہوتی تھی' آپ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ کے پروردگار نے فرمایا ہے کیا آپ یہ پسند نہیں کہ آپ کی امت میں سے کوئی شخص آپ پر درود بھیجے اور میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور آپ کی امت میں سے کوئی شخص آپ پر سلام بھیجے اور میں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔'' (نسائی ودارمی)

حکم الحدیث: اس میں ایک مجہول راوی ہے۔

۹۲۹- (۱۱) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ فَقَالَ ((مَاشِئْتَ)) قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ ((مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ النِّصْفَ قَالَ ((مَاشِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ ((مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ)) قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِيْ كُلَّهَا قَالَ ((اِذًا تُكْفٰى

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں' تو آپ کے لیے اپنی دعا سے کتنا مقرر کروں؟ آپ نے فرمایا: ''جس قدر چاہے تو'' میں نے کہا' چوتھائی' آپ نے فرمایا: ''جس قدر چاہے تو اگر (اس سے) زیادہ کرے گا تو تیرے لیے بہتر ہوگا'' میں نے کہا' آدھا' آپ نے فرمایا: ''جس قدر چاہے تو' اگر زیادہ کرے گا' تو تیرے لیے بہتر ہوگا'' میں نے

هَمُّكَ وَيُكَفَّرُلَكَ ذَنْبُكَ.)) (الترمذی حدیث رقم ٢٤٥٧)

کہا' مقرر کیا میں نے آپ کے درود کے لیے اپنی ساری دعا کا وقت' آپ نے فرمایا: ''اب اس سے تیرے تمام دین ودنیا کے مقاصد ❶ پورے ہو جائیں گے اور تجھ سے تیرے گناہ دور کیے جائیں گے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پورے الخ۔ نبی ﷺ پر کثرت سے درود بھیجنا' رزق کی فراوانی' برکات کا سبب' نیز قضائے حاجات کا موجب اور ہموم غموم کے دور ہونے کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ سلف وخلف کا اس کے متعلق پورا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ شیخ عبدالرحیم والد ماجد شاہ ولی اللہ مرحوم فرماتے ہیں۔ ''بھا وَجدنا' ماوجدنا''۔ یعنی جو کچھ ہمیں ملا ہے وہ سب درود ہی کی برکت سے ملا ہے (فصل الخطاب' القول الجمیل)

٩٣٠- (١٢) وَعَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَاعِدٌ اِذْدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((عَجَّلْتَ اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اِذَا صَلَّيْتَ فَقَعَدْتَّ فَاحْمَدِ اللّٰهَ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَصَلِّ عَلَيَّ ثُمَّ ادْعُهٗ)) قَالَ ثُمَّ صَلّٰى رَجُلٌ اٰخَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَحَمِدَ اللهَ وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((اَيُّهَا الْمُصَلِّيْ اُدْعُ تُجَبْ.)) (الترمذی حدیث رقم ٣٤٧٦ والنسائی حدیث رقم ١٢٨٤ واحمد فی المسند ٦/ ١٨)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص آیا' اس نے نماز پڑھی اور پھر (اس طرح) یہ دعاء مانگی یاالٰہی مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جلدی ❶ کی تو نے اے نماز پڑھنے والے' جب تو نماز پڑھے تو آخر میں بیٹھ ❷ اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کر جو اس کی عظمت کے لائق ہو' اور درود بھیج مجھ پر پھر مانگ اللہ تعالیٰ سے جو چاہیے' راوی نے کہتے ہیں کہ پھر ایک اور شخص نے اس کے بعد نماز پڑھی تو اس نے اللہ کی تعریف کی اور نبی ﷺ پر درود بھیجا' نبی ﷺ نے اس کو فرمایا: ''اے نمازی! دعا کر' تیری دعا قبول کی جائے گی۔'' (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس لیے کہ تو نے دعا کی ترکیب ترک کردی ہے۔ ❷ یعنی نماز سے شروع ہونے کے بعد بیٹھ' اور اس طرح دعا کر کہ پہلے اللہ کی حمد وثنا بیان' پھر نبی ﷺ پر درود بھیج اور پھر اپنے لیے دعا کر' یہ حدیث اس طرح کی اور دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حمد وصلوٰۃ پڑھنا چاہیے۔

٩٣١- (١٣) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّيْ وَالنَّبِيُّ ﷺ حَاضِرٌ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مَعَهٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللهِ تَعَالٰى ثُمَّ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِيْ فَقَالَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور نبی ﷺ تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے' پس جب نماز کے بعد میں بیٹھا ❶ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف کی پھر نبی ﷺ پر درود بھیجا' پھر

النَّبِيُّ ﷺ ((سَلْ تُعْطَهْ سَلْ تُعْطَهْ)) (الترمذی حدیث رقم ۵۹۳ واحمد فی المسند ۲/ ۳۸۶)

میں نے اپنے لیے دعا کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''مانگ' دیا جائے گا تو' مانگ دیا جائے گا تو۔''

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جب میں نماز ادا کرنے کے بعد بیٹھا' یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ دعا میں پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے' پھر نبی ﷺ پر درود پڑھے اور پھر اپنے لیے دعا کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۹۳۲- (۱۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى اِذَا صَلّٰى عَلَيْنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ نِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔)) (ابوداود حدیث رقم ۹۸۲)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کو پورا پورا ثواب ملے جب کہ وہ ہم پر اور اہل بیت پر درود بھیجے' تو اس کو اس طرح درود پڑھنا چاہیے یا الٰہی! رحمت بھیج محمد (ﷺ) پر جو نبی امی ہیں اور ان کی بیویوں ❶ پر جو مسلمانوں کی مائیں ہیں' اور ان کی اولاد پر اور ان کے اہل بیت پر' جیسے کہ رحمت بھیجی تو نے آل ابراہیم (علیہ السلام) پر' بے شک تو تعریف کیا گیا اور بزرگ ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ آپ کی بیویاں اور آپ کی اولاد آل میں داخل ہیں' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ درود شریف دعاؤں میں سے سب سے افضل دعا ہے۔ (نیل)

۹۳۳- (۱۵) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنِ الْحُسَيْنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ۔) (الترمذی حدیث رقم ۳۵۴۶ واحمد فی المسند ۱/ ۲۰۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخیل وہ شخص ہے کہ جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔'' (ترمذی' احمد اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے۔)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح شاہد کی وجہ سے۔

۹۳۴- (۱۶) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص میری قبر کے پاس (ہوتے ہوئے) مجھ پر درود بھیجتا ہے تو میں اسے سن لیتا ہوں اور جو شخص مجھ پر دور

فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)۔ (البیھقی فی شعب الایمان حدیث رقم ۱۵۵۳)

سے درود بھیجتا ہے تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔'' (بیہقی ❶ شعب الایمان)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک کذاب راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بیہقی الخ۔سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث موضوع ہے۔اس کے تمام راوی نا قابل قبول اور بعض جھوٹے ہیں۔تعجب ہے صاحب مشکوٰۃ پر کہ اس کے بیان کرنے کے بعد اس کے متعلق کچھ نہیں ذکر کیا' اس میں ابو عبدالرحمٰن بن محمد بن مروان سدی انتہائی نا قابل حجت ہے بلکہ بعض نے اسے کذاب کہا ہے یعنی بہت جھوٹا ہے (مرعاۃ ج ا ص ۲۹۹)

۹۳۵-(۱۷) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَنْ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَمَلَائِكَتُهُ سَبْعِيْنَ صَلَاةً۔ (احمد فی المسند ۲/ ۱۸۷)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص نبی ﷺ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ ستر ۷۰ بار رحمت بھیجتا ہے اور ستر ۷۰ بار اس کے لیے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

۹۳۶- (۱۸) وَعَنْ رُوَيْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلَّى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ۔)) (احمد فی المسند ٤/ ۱۰۸)

سیدنا رویفع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص محمد ﷺ پر درود بھیجے اور کہے یا الٰہی! ان کو وہ مقام عطا فرما جو قیامت کے دن تیرے نزدیک مقرب ہے۔ ❶ تو اس کے لیے میری شفاعت ❷ واجب ہو جاتی ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مقرب جگہ سے' مقام محمود مراد ہے۔ ❷ شفاعت' نبی ﷺ کی شفاعت سب مسلمانوں کے لیے ہے۔لیکن درود بھیجنے والے اور اس دعا کرنے والے کے لیے یہ درجہ خاص حاصل ہوتا ہے کہ اس کے لیے شفاعت واجب ہوتی ہے۔

۹۳۷- (۱۹) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ اَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهٗ، فَقَالَ ((مَالَكَ)) فَذَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ ((اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلَاةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ۔)) (احمد فی المسند ۱/ ۱۹۱)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور باغ میں تشریف لے گئے اور آپ نے اتنا لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی' عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ آپ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: ''تجھے کیا ہوا؟'' ❶ تو میں نے آپ کو واقعہ بتایا' آپ نے فرمایا: ''جبرائیل علیہ السلام نے مجھے کہا کیا میں آپ کو خوشخبری نہ دوں' جو اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو میں اس پر رحمت بھیجوں گا اور جو شخص آپ پر سلام بھیجے گا

تو میں اس پر سلام بھیجوں گا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: یہ حدیث جید ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کیا ہوا۔ یعنی تجھے کون سی چیز پیش آئی کہ تیرے چہرے پر غم اور گھبراہٹ نظر آ رہی ہے۔

۹۳۸- (۲۰) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ۔ (الترمذی حدیث رقم ٤٨٦ والنسائی حدیث رقم ١٣٠٩)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دعا اس وقت آسمان اور زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اس دعا میں سے کوئی چیز اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تو اپنے نبی پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

بَابُ الدُّعَآءِ فِي التَّشَهُّدِ

تشہد میں دعا پڑھنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

۹۳۹- (۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ)) فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ فَقَالَ ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ۔)) (البخاری حدیث رقم ٨٣٢ ومسلم حدیث رقم (١٢٩۔ ٥٨٩) وابوداود حدیث رقم ٨٨٠)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں دعا مانگتے تو یہ کلمات کہتے ''اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ قبر کے عذاب سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ اے اللہ میں تیرے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں گناہ سے اور قرض سے' ایک شخص نے یہ دعا سن کر آپ سے کہا' بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ قرض سے بہت پناہ ❶ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جب آدمی مقروض ہوتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا اور وعدہ خلافی کا مرتکب ہوتا ہے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مانگتے الخ یعنی تشہد کے بعد یہ دعا مانگتے' عذاب قبر متواتر احادیث سے ثابت ہے اس کا انکار کفر ہے' مسیح دجال آخر زمانہ میں پیدا ہوگا' اس کے متعلق مفصل بیان کتاب کے آخر میں آئے گا ان شاءاللہ' دجال کو مسیح اس لیے کہتے ہیں کہ اس کی دائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی یعنی کانا ہوگا' زندگی کا فتنہ یہ ہے کہ مختلف مصائب میں مبتلا ہونا اور ان میں صبر وتحمل نہ کرنا اور موت کا فتنہ یہ ہے کہ حالت نزع میں شیطان ابلیس کا وسوسہ ڈالنا اور قبر میں منکر نکیر کے سوالات' نیز عذاب قبر وحشر کی طرف اشارہ ہے اور قرض کے فتنہ کی وجہ حدیث میں واضح موجود ہے۔

۹۴۰- (۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ ((اِذَا فَرَغَ اَحَدُکُمْ مِنَ التَّشَھُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔)) (البخاری حدیث رقم ١٣٧٧ ومسلم حدیث رقم (١٣٠ ـ ٥٨٨) وابوداود حدیث رقم ٩٨٣)

فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آخری تشہد سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ذریعہ چار چیزوں سے پناہ طلب کرے' عذاب دوزخ سے' عذاب قبر سے' زندگی اور موت کے فتنہ سے' اور مسیح دجال کے شر اور فتنہ سے۔'' (مسلم)

٩٤١- (٣) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ ((قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔)) (مسلم حدیث رقم ١٣٤ ـ ٥٩٠ وابوداود حدیث رقم ٩٨٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان (صحابہ اور اہل بیت) کو یہ دعا اس طرح سکھاتے تھے جس طرح کہ قرآن کی کوئی سورت سکھاتے' آپ فرماتے کہو: ''یا الٰہی! پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ مسیح دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ زندگی اور موت کے فتنہ سے۔'' (مسلم)

٩٤٢- (٤) وَعَنْ اَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ دُعَآءً اَدْعُوْ بِهٖ فِيْ صَلٰوتِيْ قَالَ ((قُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَ ارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔)) (البخاری حدیث رقم ٨٣٤ ومسلم حدیث رقم (٤٨ ـ ٢٧٠٥) والترمذی حدیث رقم ٣٥٣١ والنسائی حدیث رقم ١٣٠٢ واحمد فی المسند ١ / ٤)

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی دعا سکھلا یئے جو کہ میں اپنی نماز ❶ میں مانگوں؟ آپ نے فرمایا ''کہو یا الٰہی! بے شک میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر بڑا ❷ ظلم اور گناہوں کو سوائے تیرے کوئی نہیں بخشتا' بخش مجھ کو خصوصی طور پر بخشنا اور مجھ پر رحم کر یقیناً تو ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز میں الخ۔ یعنی تشہد اور درود کے بعد مانگوں۔ ❷ بڑا ظلم الخ اس سے معلوم ہوا کہ ماسوا انبیاء علیہم السلام کے ہر انسان خواہ کتنا ہی بزرگ ہو وہ قصور سے خالی نہیں رہتا اس لیے ہمہ وقت استغفار کرتے رہنا چاہیے (فتح)

٩٤٣- (٥) وَعَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ۔ (مسلم حدیث رقم (١١٦ ـ ٥٩٢) والنسائی حدیث رقم ١٣١٧ وابن ماجه حدیث

عامر بن سعد اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں سلام پھیرتے یہاں تک کہ میں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا تھا۔ (مسلم)

رقم ۹۱۵ والدارمی حدیث رقم ۱۳٤٥ واحمد فی المسند ۱/ ٤۹۰)

۹٤٤- (٦) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ (البخاری حدیث رقم ۸٤٥ والنسائی حدیث رقم ۱۳٦۳ وابن ماجه حدیث رقم ٤٤)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے بیٹھتے ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھتے ۔ یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ امام نماز سے فارغ ہونے کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھے' دائیں اور بائیں طرف منہ کر کے بیٹھنا مشروع نہیں ہے فافہم (نیل)

۹٤٥- (٧) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ۔ (مسلم حدیث رقم (٦١ـ ۷۰۸) والنسائی حدیث رقم ۱۳۵۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز پڑھنے کے بعد اپنے دائیں طرف سے پھرتے تھے ۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پھرتے الخ ۔ یعنی مقتدیوں کی طرف جب منہ کرتے تو دائیں طرف سے پھرتے تھے ۔

۹٤٦- (٨) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلٰوتِهٖ يَرٰى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَسَارِهٖ۔ (البخاری حدیث رقم ۸۵۲ ومسلم حدیث رقم (۵۹ـ ۷۰۷) وابوداود حدیث رقم ۱۰٤۲ والنسائی حدیث رقم ۱۳٦۰ وابن ماجه حدیث رقم ۹۳۰)

سیدنا عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں سے شیطان کا حصہ ❶ مقرر نہ کرے یعنی اس امر کو لازم خیال کرے کہ نماز کے بعد صرف دائیں طرف ❷ سے ہی پھرے' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اکثر دیکھا ہے کہ آپ بائیں ❸ جانب سے پھرتے تھے ۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ حصہ الخ ' یعنی ایک چیز لازم نہیں اس کو اپنے اوپر لازم کرنا ایسی صورت میں اپنے کو شیطان کے تابع کرنا ہے اور ایسی صورت میں نماز ناقص ہو جاتی ہے' اس سے معلوم ہوا کہ مندوبات (جواز کی صورتوں) کو وجوب کا مرتبہ دینا مکروہ اور حرام ہے ۔ (مرقاۃ)

❷ یعنی اعتقاد کرے کہ ہم پر صرف دائیں طرف پھرنا ہی واجب ہے (نیل)

❸ بائیں جاب الخ ۔ یعنی جب مقتدیوں کی طرف چہرہ کرتے' تو بائیں جانب سے پھرتے ۔ مقتدیوں کی طرف چہرہ کرنے کے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں' مثلاً انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جسے مسلم نے روایت کیا ہے ۔ ''کہ میں نے آپ کو اکثر دیکھا کہ آپ دائیں طرف سے پھرتے'' اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس کے خلاف ہے' یعنی آپ اکثر دائیں جانب پھرتے تھے' ان میں مطابقت اس طرح ہے کہ کچھ مدت دائیں طرف سے پھرتے اور کچھ مدت بائیں طرف سے تو ہر ایک نے اپنے علم کے مطابق بیان کر دیا کہ اکثر اس طرح کیا کرتے تھے لہٰذا دونوں طرح ہی جائز ہیں اور ان میں سے کسی ایک کو اپنے پر لازم کرنا گناہ ہے (مرعاۃ)

۹٤٧- (٩) وَعَنِ الْبَرَّآءِ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ((رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ.)) (مسلم حديث رقم (٦٢۔ ٧٠٩) وابو داود حديث رقم ٥٠٤٥ و الترمذی حديث رقم ٣٣٩٨ وابن ماجه حديث رقم ٣٨٧٧)

پیچھے نماز پڑھتے تو اس بات کو پسند کرتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب ہوں تا کہ آپ متوجہ ہوں ہم پر اپنے چہرہ مبارک ❶ سے (براء رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے سلام کے بعد یہ دعا مانگتے ہوئے سنا ''اے میرے رب! مجھ کو اپنے عذاب سے بچا اس دن جبکہ تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا۔''

فوائد الحدیث: ❶ چہرہ مبارک سے یعنی سلام پھیرنے کے وقت بائیں جانب سے پہلے ہم پر رخ انور فرمائیں اس لیے ہم پسند کرتے تھے کہ سلام کے وقت سب سے پہلے ہم پر آپ کی نظر مبارک پڑے۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ سلام پھیرنے کے بعد دائیں جانب چہرہ کر کے بیٹھتے تھے کیونکہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو کہ بخاری نے بیان کی ہے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ آپ سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے بیٹھتے تھے (مرعاۃ)

٩٤٨- (١٠) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اِنَّ النِّسَآءَ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ اِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ الرِّجَالُ. (البخاری حديث رقم ٨٦٦ وابن ماجه حديث رقم ٣٨٧٧ واحمد فی المسند ٦/ ٣١٦)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب عورتیں فرض نماز کا سلام پھرتیں تو فوراً اٹھ کر چلی جاتیں جبکہ رسول اللہ ﷺ اور تمام مرد نمازی ❶ بیٹھے رہتے تھے' پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو نمازی لوگ کھڑے ہوتے اور چلے جاتے (بخاری) اور ذکر کریں گے ہم جابر بن سمرہ کی حدیث ''باب الضحک'' میں ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فوائد الحدیث: ❶ آپ کا بیٹھنا مختلف تھا' بحسب اختلاف اوقات کبھی اس قدر بیٹھتے کہ اللھم انت السلام دعا پڑھتے اور کبھی اس سے کچھ زیادہ ذکر کر کے اٹھتے اور کبھی آفتاب نکلتے تک بیٹھے رہتے۔

الفصل الثانی

٩٤٩- (١١) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِيَدِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ يَا مُعَاذُ)) فَقُلْتُ وَاَنَا اُحِبُّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((فَلَا تَدَعْ اَنْ تَقُوْلَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ رَبِّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ)). رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِيُّ اِلَّا اَنَّ اَبَادَاوٗد لَمْ يَذْكُرْ قَالَ مُعَاذٌ وَ اَنَا اُحِبُّكَ. (ابو داود حديث رقم ١٥٢٢ والنسائی

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''اے معاذ! بے شک میں تجھے دوست رکھتا ہوں' پس میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: ''تو ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا کبھی بھی نہ چھوڑ ''اے میرے رب! تو اپنے ذکر اور اپنے شکر اور اپنی بہترین عبادت میں' میری مدد فرما۔ (احمد' ابوداؤد) مگر ابوداؤد نے یہ الفاظ قال معاذ وانا

حدیث رقم ۱۳۰٤ والموطا حدیث رقم ١٦ من کتاب الشعر واحمد ٥/ ٢٤٧)

أُحبك" ذکر نہیں کیے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٥٠- (١٢) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ)) حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ وَعَنْ يَّسَارِهٖ ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ)) حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْاَيْسَرِ۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ النَّسَائِيُّ وَلَمْ يَذْكُرِ التِّرْمِذِيُّ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهٖ۔) (ابوداود حدیث رقم ۹۹٦ والترمذی حدیث رقم ۲۹٥ والنسائی حدیث رقم ۱۳۲۳ والدارمی حدیث رقم ۱۳٤٥)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے کہتے "السلام علیکم و رحمۃ اللہ" یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی اور اپنی بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے کہتے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار مبارک کی سفیدی دکھائی دیتی (ابوداوٗد' نسائی' ترمذی) اور ترمذی نے یہ الفاظ "حتی یُرٰی بَیَاضُ خَدِّہٖ" کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٥١- (١٣) وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ۔ (مسلم حدیث رقم ١١٩- ٥٨٢ و ابن ماجه حدیث رقم ٩١٦)

ابن ماجہ نے اسے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

٩٥٢- (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ انْصِرَافِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ صَلَاتِهٖ اِلٰى شِقِّهِ الْاَيْسَرِ اِلٰى حُجْرَتِهٖ۔ (البغوی حدیث رقم ٧٠٢)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد اکثر بائیں جانب پھر ❶ جاتے یعنی اپنے حجرہ کی طرف (شرح السنہ)

حکم الحدیث: میں اس کی سند سے واقف نہیں ہو سکا اور ابھی صحیحین کے حوالے سے اس معنی کی روایت گذری ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پھر جاتے الخ۔ اس پھرنے سے مراد نماز سے فارغ ہونے کے بعد اُٹھ کر چلا جانا ہے اور آپ جب گھر ہوتے تو حجرہ کی طرف چلتے جو آپ کی جائے نماز سے بائیں جانب تھا (مرعاۃ)

٩٥٣- (١٥) عَنْ عَطَاءِ نِ الْخُرَاسَانِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يُصَلِّي الْاِمَامُ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ حَتّٰى يَتَحَوَّلَ))۔ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ عَطَاءُ الْخُرَاسَانِيُّ لَمْ يُدْرِكِ الْمُغِيْرَةَ۔) (ابوداود حدیث رقم ١٦١ وابن

عطاء خُراسانی' سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "امام اس جگہ نماز نہ پڑھے جہاں اُس نے ابھی نماز پڑھی ہے یہاں تک کہ وہ وہاں سے ہٹ جائے۔" (ابوداوٗد' ابوداوٗد نے کہا کہ عطاء خراسانی نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی۔) ❶

ماجة حديث رقم ١٤٢٨)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام جہاں فرض نماز پڑھے وہاں نفل اور سنن نہ پڑھے' حدیث میں امام کا ذکر اتفاقی ہے اور اس سے ہر نمازی مراد ہے' اس حدیث کی سند منقطع ہے کیونکہ عطاء نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی لہٰذا یہ حدیث ضعیف ہے۔(مرقاۃ)

٩٥- (١٦) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَضَّهُمْ عَلَى الصَّلَاةِ وَ نَهَاهُمْ اَنْ يَنْصَرِفُوْا قَبْلَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلَاةِ۔ (ابوداود حديث رقم ٦٢٤ واحمد في المسند ٣/ ٢٤٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شوق دلاتے تھے ان صحابہ کو نماز ❶ کا اور منع کرتے تھے ان کو اس بات سے کہ پلٹیں (اپنی جگہ سے ہٹیں) نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھرنے (مقتدیوں کی طرف متوجہ ہونے) سے پہلے۔ (ابوداؤد) ❷

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نماز با جماعت پڑھنے کا شوق دلاتے تھے۔ ❷ یعنی مجھ سے پہلے سلام نہ پھیرو یا یہ مقصد ہے کہ تم میرے اٹھنے سے پہلے اٹھ کر نہ جاؤ تاکہ مرد اور عورتیں باہم مل نہ جائیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٩٥٥- (١٧) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ صَلَاتِهٖ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْاَلُكَ الثُّبَاتَ فِى الْاَمْرِ وَ الْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَاتَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا تَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ))۔ (رَوَاهُ النَّسَائِىُّ وَرَوَى اَحْمَدُ نَحْوَهُ) (النسائي حديث رقم ١٣٠٤ واحمد في المسند ٤/ ١٢٣)

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد یہ دعاء پڑھتے تھے ''اے اللہ! میں تجھ سے دین میں ثابت قدمی اور پختگی ہدایت پر مانگتا ہوں' اور تجھ سے تیری نعمتوں کا شکر ادا کرنا اور تیری عبادت کی خوبی مانگتا ہوں اور تجھ سے قلب سلیم ❶ اور سچی زبان اور تجھ سے وہ بھلائی مانگتا ہوں جس کو تو جانتا ہے اور پناہ مانگتا ہوں اس برائی سے جو تجھ کو معلوم ہے اور معافی چاہتا ہوں ان گناہوں سے جن کو تو جانتا ہے۔'' (نسائی' احمد)

حکم الحدیث: اس کی ایک سند صحیح موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قلب سلیم یعنی تمام برے عقائد اور ہر قسم کے شہوانی خیالات سے پاک ہو۔

٩٥٦- (١٨) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ بَعْدَ التَّشَهُّدِ ((اَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ وَاَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ ﷺ)) (النسائي

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تشہد کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''کلاموں میں سے بہترین کلام اللہ تعالیٰ کی ہے اور طریقوں میں سے بہترین

حدیث رقم ۱۳۱۱ وابن ماجه حدیث رقم ۱۸)

طریقہ محمد ﷺ کا ہے۔" (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۹۵۷- (۱۹) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ فِي الصَّلَاةِ تَسْلِيْمَةً تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَمِيْلُ إِلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ شَيْئًا۔ (الترمذی حدیث رقم ۲۹٦)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں سامنے کے ❶ رُخ سلام پھیرتے تھے' پھر چہرہ کو تھوڑا سا دائیں جانب پھیر لیتے تھے (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث امام ترمذی' دارقطنی' حاکم اور بیہقی نے بطریق عمرو بن سلمہ تنیسی عن زہیر بن محمد بیان کی ہے' امام ابن حجر رحمہ اللہ نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ عمرو بن سلمہ کی تمام روایات جو زہیر بن محمد سے مروی ہیں باطل ہیں لہٰذا یہ حدیث بھی باطل ہے۔ مذہب حق وہی ہے جس پر تمام صحابہ کرام' تابعین' تبع تابعین اور تمام محدثین عظام متفق ہیں کہ دائیں اور بائیں طرف دونوں مرتبہ سلام کہنا مسنون ہے' اور جن احادیث میں صرف ایک سلام کا ذکر ہے وہ تمام ضعیف ہیں۔ (مرعاۃ)

۹۵۸- (۲۰) وَعَنْ سَمُرَةَ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَّرُدَّ عَلَى الْإِمَامِ وَنَتَحَابَّ وَأَنْ يُّسَلِّمَ بَعْضُنَا عَلَى بَعْضٍ۔ (ابوداود حدیث رقم ۱۰۰۱ وابن ماجه حدیث رقم ۹۲۲)

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرنے میں ہم کو حکم دیا کہ ہم امام کے جواب کی نیت کریں اور اس چیز کا کہ ہم آپس میں محبت رکھیں ❶ اور ایک دوسرے کو سلام کریں۔ ❷

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی نمازیوں سے محبت کریں۔

❷ یعنی آپس میں ایک دوسرے کی بھی نیت کریں دائیں طرف میں' دائیں طرف والوں کی اور بائیں طرف والوں کی نیت کریں۔

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

نماز کے بعد ذکر (اذکار) کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْأَوَّلُ (پہلی فصل)

۹۵۹- (۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ۔ (البخاری حدیث رقم ۸٤۲ ومسلم حدیث رقم ۱۲۰-۵۸۳ و ابوداود حدیث رقم ۱۰۰۲ والنسائی حدیث رقم ۱۳۳۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو اللہ اکبر ❶ کہنے سے پہچانتا تھا۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اللہ اکبر سے یہاں مراد ذکر ہے جو نماز سے فارغ ہونے کے بعد بلند آواز سے کیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ نماز کے بعد ایک بار یا تین بار تکبیر کہتے تھے' واللہ اعلم

٩٦٠- (٢) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُوْلُ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔)) (مسلم حديث رقم (١٣٦ـ ٥٩٢) وابوداود حديث رقم ١٥١٢ والترمذي حديث رقم ٢٩٨ـ والنسائي حديث رقم ١٣٣٨ وابن ماجه حديث رقم ٩٢٤ والدارمي حديث رقم ١٣٤٧)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو اس دعا پڑھنے کے اندازہ کے مطابق بیٹھتے ''اے اللہ! تو سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے بابرکت ہے تو اے عظمت اور بخشش کے مالک۔'' (مسلم)

٩٦١- (٣) وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔)) (مسلم حديث رقم (١٣٥ـ ٥٩١) والدارمي حديث رقم ١٣٤٨ واحمد ٥/ ٢٧٥)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ استغفار پڑھتے اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''اے اللہ! تو سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے بابرکت ہے تو اے عظمت اور عزت کے مالک۔'' (مسلم)

٩٦٢- (٤) وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔)) (البخاري حديث رقم ٨٤٤ ومسلم حديث رقم (٢٠٥ـ ٤٧٧) وابوداود حديث رقم ١٥٠٥ والترمذي حديث رقم ٢٩٩ والنسائي حديث رقم ١٣٤١ وابن ماجه حديث رقم ١٣٤٩ والدارمي حديث رقم ١٣٤٩ واحمد في المسند ٣/ ١٧)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ! نہیں کوئی روکنے والا اس چیز کو جو تو نے دی اور نہیں کوئی دینے والا اس چیز کو جو تو نے روک دی اور نہیں نفع دیتی کسی دولت مند کو تیرے عذاب سے اس کی دولت مندی۔'' (بخاری ومسلم)

٩٦٣- (٥) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلٰوتِهِ يَقُوْلُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰى ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو بلند آواز سے یہ کلمہ پڑھتے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ۔)) (مسلم حديث رقم (١٣٩ ـ ٥٩٤) وابوداود حديث رقم ١٥٠٦ والنسائي حديث رقم ١٣٤٠ واحمد ٤/ ٥)

نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے ہے سب تعریف' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر گناہوں سے رُکنے کی ہمت ہے' نہ عبادت کرنے کی طاقت' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں' سب نعمتیں اسی کی ہیں اور اسی کے لیے ہے بزرگی' اور اسی کے لیے ہے تعریف اچھی' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم خالص کرنے والے ہیں اس کے لیے دین کو اگرچہ کافر اس کو برا سمجھیں۔'' (مسلم)

٩٦٤ - (٦) وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّهُ كَانَ يُعَلِّمُ بَنِيْهِ هٰؤُلَآءِ الْكَلِمٰتِ وَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ دُبُرَ الصَّلٰوةِ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔)) (البخاري حديث رقم ٦٣٦٤ ومسلم حديث رقم (٥٢ ـ ٢٧٠٦) والترمذي حديث رقم ٣٥٦٧ والنسائي حديث رقم ٥٤٩٦ وابن ماجه حديث رقم ٣٨٤٤ واحمد في المسند ١/ ١٨٦)

سیدنا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی اولاد کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات کے ذریعہ پناہ مانگتے تھے ''یا الٰہی! میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ بزدلی ❶ سے اور پناہ مانگتا ہوں بخل سے' اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ ناکارہ ❷ عمر سے' اور پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ دنیا کے فتنہ اور قبر کے عذاب سے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ بزدلی سے اس لیے پناہ مانگی کہ یہ بہت سے واجبات میں خلل انداز ہوتی ہے نیز حق نہ بیان کرنے کا بھی یہ سبب بنتی ہے۔ ❷ ناکارہ عمر جیسے عقل میں خلل آ جانا اور اعضاء کا نہایت کمزور ہو جانا اور ایسی حالت میں انسان دوسروں کے لیے مصیبت بن جاتا ہے اعاذنا اللہ منہا

٩٦٥ - (٧) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوْا يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دولت مندوں نے بلند درجات اور جنت کی دائمی نعمتوں کو حاصل کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اس کا کیا سبب ہے؟'' انہوں نے کہا' وہ نماز پڑھتے ہیں جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں' وہ روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں' وہ صدقہ ❶ کرتے ہیں جبکہ ہم خیرات نہیں کر سکتے اور وہ

وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ اَفْضَلَ مِنْكُمْ اِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ)) قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً)) قَالَ اَبُوْ صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا سَمِعَ اِخْوَانُنَا اَهْلُ الْاَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَلَيْسَ قَوْلُ اَبِيْ صَالِحٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ ((تُسَبِّحُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ عَشْرًا وَّتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا وَ تُكَبِّرُوْنَ عَشْرًا بَدَلَ ((ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ۔))

(البخاری حدیث رقم ۸۴۳ ومسلم حدیث رقم (۱۴۲۔ ۵۹۵) والنسائی رقم ۱۳۵۳ وابن ماجة حدیث رقم ۹۲۷ والدارمی حدیث رقم ۱۳۵۳ واحمد فی المسند ۵/ ۱۹۶)

غلاموں کو آزاد کرتے ہیں اور ہم آزاد نہیں کر سکتے' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایک ایسی چیز نہ بتاؤں کہ تم اس کے ذریعہ اُن لوگوں کے درجات حاصل کرلو گے جو تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اور تم ان لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ گے جو تمہارے پیچھے ہیں اور تم میں سے کوئی شخص افضل نہیں ہوگا مگر صرف وہ شخص جو وہی عمل کرے جو تم کرتے ہو؟'' انہوں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہاں بتا دیجئے' آپ نے فرمایا: ''سبحان اللہ' اللہ اکبر اور الحمد للہ ۳۳' ۳۳ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھو ابو صالح راوی نے کہا پس فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ آئے تو انہوں نے کہا: ''ہمارے مال دار بھائیوں نے اس بات کو سن لیا ہے جو ہم نے کیا اور انہوں نے بھی اس پر عمل کرنا شروع کر دیا'' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ❷ ہے وہ جس کو چاہتا ہے' دیتا ہے۔''(بخاری ومسلم) اور ابو صالح راوی کے قول سے آخر تک صرف مسلم میں ہے اور بخاری کی ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ''سبحان اللہ' الحمد ❸ اور اللہ اکبر ۳۳' ۳۳ مرتبہ کی بجائے دس' دس مرتبہ پڑھو''

فوائد الحدیث: ❶ یعنی صدقہ اور غلام آزاد کر کے (ف) ❷ یعنی جن کو اس ذکر کی خبر نہیں۔
❸ ان کلمات کا پڑھنا مختلف طریق سے آیا ہے۔ ان میں سے جس طرح بھی کوئی پڑھے گا سنت ادا ہو جائے گی' لیکن زیادہ تعداد میں پڑھنا (جیسا کہ حدیث میں ہے) افضل ہے۔ (مرقاۃ)

۹۶۶- (۸) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَسْبِيْحَةً وَّ ثَلٰثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ تَكْبِيْرَةً۔))

(مسلم حدیث رقم ۱۴۵۔ ۵۹۶ والنسائی حدیث رقم ۱۳۴۹)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز کے بعد کہنے کے چند الفاظ ہیں جن کو ہر فرض نماز کے بعد کہنے والا ثواب سے ناامید نہیں ہوتا' تینتیس بار سبحان اللہ کہنا' تینتیس بار الحمد للہ کہنا اور چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر کہنا۔'' (مسلم)

۹۶۷- (۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَحَمِدَاللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (مسلم حديث رقم (١٤٦ ـ ٥٩٧) والترمذی حديث رقم ٣٤٦٦ والنسائی حديث رقم ١٣٥٤)

فرمایا: ''جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمدللہ اور تینتیس مرتبہ اللہ اکبر کہے تو یہ ننانوے ہوئے اور سو کی تعداد کو پورا کرنے کے لیے یہ کہے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے بادشاہی اور اسی کے لیے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ دریا کی جھاگ کے برابر ہوں۔'' (مسلم)

الفصل الثانی

٩٦٨- (١٠) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ ((جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔)) (الترمذی حديث رقم ٣٤٩٩)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا، اے اللہ کے رسول! کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''رات کے درمیانی حصہ میں جو آخری رات کے قریب ہو اور فرض نمازوں کے بعد۔'' (ترمذی) ❶

حکم الحدیث: اس کی سند میں تدلیس ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کا درمیانی حصہ اور فرض نماز کے بعد دعا، قبول ہونے کا وقت ہے (نیل)

٩٦٩- (١١) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَاَ بِالْمُعَوِّذَاتِ فِیْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (ابوداود حديث رقم ١٥٢٣ والترمذی حديث رقم ٢٩٠٣ والنسائی حديث رقم ١٣٣٦ واحمد فی المسند ٤/ ١٥٥)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ہر نماز کے بعد معوذات ❶ پڑھوں (احمد و ابوداؤد و نسائی اور بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کیا)

حکم الحدیث: مسند احمد ۴/ ۱۵۵-۲۰۱ کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ معوذات سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کے شروع میں لفظ ''اعوذ'' آتا ہے جیسے قل اعوذ برب الفلق الخ اور قل اعوذ برب الناس الخ اور لفظ معوذات جمع اس نے لائے ہیں کہ جمع میں کم از کم عدد دو ہے، واللہ علم (مرعاۃ)

٩٧٠- (١٢) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً مِّنْ وُّلْدِاِسْمَاعِيْلَ وَلَاَنْ اَقْعُدَ مَعَ قَوْمٍ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے نماز صبح سے آفتاب نکلنے تک، مجھے اس بات سے بہت پسندہ ہے کہ آزاد کروں میں چار غلام اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے،

يَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُعْتِقَ اَرْبَعَةً۔)) (ابوداود حديث رقم ٣٦٦٧)

اور میرا ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے نماز عصر سے آفتاب غروب ہونے تک مجھے بہت پسندیدہ ہے کہ آزاد کروں میں چار غلام۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

٩٧١- (١٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلَّى الْفَجْرَ فِيْ جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللّٰهَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهٗ كَاَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ)) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ))۔ (الترمذی حديث رقم ٥٨٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے' پھر سورج نکلنے تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے' پھر سورج نکلنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے راوی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا' یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ دہرائے'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

٩٧٢- (١٤) وَعَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا اِمَامٌ لَّنَا يُكْنٰى اَبَا رِمْثَةَ قَالَ صَلَّيْتُ هٰذِهِ الصَّلَاةَ اَوْ مِثْلَ هٰذِهِ الصَّلَاةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَ عُمَرُ يَقُوْمَانِ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَكَانَ رَجُلٌ قَدْ شَهِدَ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ فَصَلّٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ سَلَّمَ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى رَاَيْنَا بَيَاضَ خَدَّيْهِ ثُمَّ انْفَتَلَ كَانْفِتَالِ اَبِيْ رِمْثَةَ يَعْنِيْ نَفْسَهٗ فَقَامَ الرَّجُلُ الَّذِيْ اَدْرَكَ مَعَهُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الصَّلَاةِ يَشْفَعُ فَوَثَبَ عُمَرُ فَاَخَذَ بِمَنْكِبَيْهِ فَهَزَّهٗ ثُمَّ قَالَ اجْلِسْ فَاِنَّهٗ لَنْ يَّهْلِكَ اَهْلُ الْكِتَابِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ صَلَاتِهِمْ فَصْلٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ ﷺ بَصَرَهٗ فَقَالَ ((اَصَابَ اللّٰهُ بِكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔)) (ابوداود حديث رقم ١٠٠٧)

ازرق بن قیس سے روایت ہے نماز پڑھائی ہم کو ایک امام نے جس کی کنیت ابو رمثہ تھی' اس نے کہا پڑھی میں نے یہ نماز یا اسی نماز کے مانند' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ' ابو رمثہ نے کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ اگلی صف میں آپ کی دائیں طرف کھڑے ہوئے تھے' اور ایک شخص نماز کی پہلی تکبیر میں حاضر ہوا تھا' پس نماز پڑھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے' پھر سلام پھیرا آپ نے اپنی دائیں طرف اور بائیں طرف' یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی' پھر پھرے آپ ایک طرف (مثل پھرنے ابی رمثہ کے' یعنی خود اپنی ذات سے مراد ہے) پس کھڑا ہوا وہ شخص جو پہلی تکبیر میں آ کر شریک ہوا تھا۔ شروع کیں اس نے دو رکعات ❶ تو عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے اور اس کے دونوں کندھوں کو پکڑ کر حرکت دی' پھر کہا بیٹھ جا اس لیے کہ اہل کتاب نہیں ہلاک ہوئے مگر اس وجہ سے کہ ان کی

نمازوں میں کوئی فرق نہیں ❷ ہوتا تھا' یہ سن کر نبی ﷺ نے نگاہ اٹھائی اور فرمایا: ''ابن خطاب! پہنچایا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو راہ حق پر''۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ان دو رکعات سے مراد سُنن رواتب میں سے ہیں جو کہ نماز ظہر' مغرب اور عشاء کے بعد دو' دو عدد میں پڑھی جاتی ہیں' یہ نماز بھی ان تینوں میں سے کوئی ایک ہوگی' سنن رَوَاتب وہ سنتیں ہیں جو فرض نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جاتی ہیں ان کی تعداد بارہ ہے' چار نماز ظہر سے پہلے اور دو بعد میں' دو نماز مغرب کے بعد اور دو ہی نماز عشاء کے بعد اور دو نماز فجر سے پہلے۔ واللہ اعلم

❷ فرق سے یا تو کلام کرنے سے فرق مراد ہے جیسے مسلم کی حدیث میں ہے جو سیدنا سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہم کو حکم کیا کہ ہم نماز نہ ملائیں' فرق سے مراد ہے کہ فرض نماز کے بعد یا تو باہر نکل جائیں یا کلام کریں یا جگہ بدل لیں' جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی کو یہ بات عاجز کرتی ہے کہ جب وہ نماز ادا کرے تو آگے بڑھ جائے یا پیچھے ہٹ جائے یا دائیں اور بائیں ہٹ کر کھڑا ہو جائے' اس حدیث کو اس باب میں اس لیے بیان کیا ہے کہ فرض نماز کے بعد ذکر کو ترک نہیں کرنا چاہیے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فرض نماز کو نفل نماز سے نہیں ملانا چاہیے۔ (مرقاۃ)

٩٧٣- (١٥) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نُسَبِّحَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ وَ نَحْمَدَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَنُكَبِّرَ أَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ فَأُتِيَ رَجُلٌ فِي الْمَنَامِ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقِيْلَ لَهُ أَمَرَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تُسَبِّحُوْا فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ كَذَا وَ كَذَا قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِيْ مَنَامِهِ نَعَمْ قَالَ فَاجْعَلُوْهَا خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ وَاجْعَلُوْا فِيْهَا التَّهْلِيْلَ فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدًا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((فَافْعَلُوْا)) (النسائی حدیث رقم ١٣٥٠ والدارمی حدیث رقم ١٣٥٤ واحمد فی المسند ٥/ ١٨٤)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حکم دیا گیا ہے کہ ہم نماز کے بعد سبحان اللہ' الحمدللہ ۳۳' ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ کہیں پس ایک انصاری شخص نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا جس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تم کو یہ حکم دیا ہے کہ تسبیح پڑھو تم ہر نماز کے بعد اتنی' اتنی' انصاری نے خواب میں فرشتہ سے کہا کہ ہاں! پھر فرشتہ نے کہا مقرر کرو تم ان تینوں کلمات کی تعداد پچیس' پچیس اور شامل کرو اس میں لا الہ الا اللہ پچیس مرتبہ' جب صبح ہوئی تو وہ انصاری فوراً نبی ﷺ کی خدمت حاضر ہوا اور اس نے اپنا خواب سنایا' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ''تم اس پر عمل کرو۔'' (احمد' نسائی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

٩٧٤- (١٦) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى أَعْوَادِ هٰذَا الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ ((مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ وَمَنْ قَرَأَهَا حِيْنَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر کی سیڑھیوں پر یہ کہتے ہوئے سنا کہ: ''جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو موت ❶ کے سوا کوئی چیز جنت میں جانے سے نہیں روکتی اور جو شخص آیۃ الکرسی کو سوتے

اَمَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى دَارِهٖ وَدَارِ جَارِهٖ وَاَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهٗ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔) (البيهقي حديث رقم ٢٣٩٥)

وقت پڑھے' اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی اور جتنے مکانات اس کے مکان کے گرد ہوں' ان سب کو امن میں رکھتا ہے۔'' (بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا اور کہا اس کی اسناد ضعیف ہیں۔)

حکم الحدیث: اس کی سند بہت کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت تو دخول جنت کی مانع نہیں بلکہ جنت میں پہنچانے والی ہے اور دخول جنت سے مانع درحقیقت زندگی ہے کہ آدمی اس جہان میں اس کا پابند ہے؟ جواب یہ ہے کہ انسان اور دخول جنت کے درمیان موت ایک پردہ ہے اور جب موت واقع ہو جاتی ہے تو دخول جنت حاصل ہو جاتا ہے واللہ اعلم

٩٧٥- (١٧) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ غَنْمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَنْصَرِفَ وَ يَثْنِيَ رِجْلَيْهِ مِنْ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ وَ الصُّبْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عَشْرَ مَرَّاتٍ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَكَانَتْ لَهٗ حِرْزًا مِّنْ كُلِّ مَكْرُوْهٍ وَّحِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ وَلَمْ يَحِلَّ لِذَنْبٍ اَنْ يُّدْرِكَهٗ اِلَّا الشِّرْكَ وَكَانَ مِنْ اَفْضَلِ النَّاسِ عَمَلًا اِلَّا رَجُلًا يَّفْضُلُهٗ يَقُوْلُ اَفْضَلَ مِمَّا قَالَ۔)) (احمد في المسند ٤/ ٢٢٧)

سیدنا عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز کی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اور مغرب و صبح کی نماز کے بعد پاؤں موڑنے ❶ سے پہلے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کے لیے ہے سب تعریف۔ اس کے ہاتھ میں ہے بھلائی' وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے' اور وہ ہر چیز پر قادر ہے'' تو لکھی جاتی ہیں اس کے لیے ہر ایک مرتبہ کے بدلہ میں دس نیکیاں اور مٹائی جاتی ہیں اس کی دس برائیاں اور بلند کیے جاتے ہیں اس کے دس درجات اور ہوتے ہیں یہ کلمات اس کے لیے امان (محافظ) ہر بری چیز سے اور امان شیطان مردود سے اور کوئی گناہ اس کو ہلاکت کی طرف نہیں لے جاتا مگر شرک' اور ہوگا وہ شخص عمل کے اعتبار سے بہترین انسان مگر وہ شخص جو اس سے زیادہ عمل کرتا ہوگا وہ افضل ہوگا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جس طرح التحیات کے لیے بیٹھتا ہے اسی طرز پر بیٹھے ہوئے پڑھے۔

٩٧٦- (١٨) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهٗ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اِلٰى قَوْلِهٖ ((اِلَّا الشِّرْكَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((صَلَاةَ الْمَغْرِبِ)) وَلَا بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَ قَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ

اور ترمذی نے بھی اسی طرح ابوذر رضی اللہ عنہ سے ''الا الشرك'' تک روایت کیا ہے اور ترمذی نے یہ الفاظ ''صلوة المغرب اور بیده الخیر'' نہیں بیان کیے' اور کہا یہ حدیث حسن صحیح

حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ٣٤٧٣) غریب ہے۔

٩٧٧- (١٩) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ بَعْثًا قِبَلَ نَجْدٍ فَغَنِمُوْا غَنَائِمَ كَثِيْرَةً وَّاَسْرَعُوْا الرَّجْعَةَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَّالَمْ يَخْرُجْ مَارَاَيْنَا بَعْثًا اَسْرَعَ رَجْعَةً وَّلَا اَفْضَلَ غَنِيْمَةً مِنْ هٰذَا الْبَعْثِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى قَوْمٍ اَفْضَلَ غَنِيْمَةً وَّاَفْضَلَ رَجْعَةً قَوْمًا شَهِدُوْا صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ جَلَسُوْا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاُولٰٓئِكَ اَسْرَعُ رَجْعَةٍ وَاَفْضَلُ غَنِيْمَةً)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ اَبِي حُمَيْدِنِ الرَّاوِي هُوَ ضَعِيْفٌ فِي الْحَدِيْثِ۔)

(الترمذی حدیث رقم ٣٤٧٣)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے نجد کی طرف ایک فوج بھیجی، انہوں نے بہت غنیمت حاصل کی اور بہت جلدی واپس آئے تو ایک شخص نے کہا جوان کے ساتھ نہیں گیا تھا کہ ہم نے کوئی فوج نہیں دیکھی جو اتنی جلدی واپس آئی ہو اور اس فوج سے زیادہ مال غنیمت حاصل کیا ہو تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم کو ایک ایسی قوم نہ بتلاؤں میں جو غنیمت حاصل کرنے میں زیادہ ہو اور واپسی میں بھی بہتر ہو، قوم وہ ہے جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئی ہو، پھر سورج نکلنے تک بیٹھی ہوئی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی رہی ہو تو یہی ❶ وہ لوگ ہیں جو واپسی میں بہت جلد آنے والے ہیں اور غنیمت میں زیادہ ہیں۔'' (ترمذی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے اور حماد بن ابی حمید راوی ضعیف ہے۔)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس یہی لوگ الخ یعنی ان لوگوں نے سامان دنیا حاصل کیا جو کہ فانی اور زوال پذیر ہے اور ان لوگوں نے تھوڑی سی دیر میں ثواب آخرت حاصل کیا جو کہ باقی اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔ فرمان الٰہی ہوتا ہے ''مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ'' آیت ٩٦ النحل۔ یعنی جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

بَابُ مَا لَا يَجُوْزُ مِنَ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوةِ وَمَا يُبَاحُ مِنْهُ

نماز میں ناجائز اور جائز کام (حرکات وغیرہ) کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

٩٧٨- (١) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِاَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ اُمِّيَاهُ مَا شَانُكُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِاَيْدِيْهِمْ عَلٰى اَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَاَيْتُهُمْ

سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اچانک لوگوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی، میں نے کہا ''يَرْحَمُكَ اللّٰه'' (یہ سن کر) لوگوں نے میری طرف گھورا۔ ❷ میں نے اپنے دل میں کہا کہ تم کو تمہاری ماں گم کرے تم کیوں میری طرف

يُصَمِّتُوْنَنِي لٰكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِاَبِيْ هُوَ وَاُمِّيْ مَا رَاَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا كَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هِيَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَآءَةُ الْقُرْآنِ)) اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَآءَ نَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ ((فَلَا تَاْتِهِمْ)) قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ((ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ)) قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّخُطُّوْنَ قَالَ ((كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حدیث رقم (۳۳۔ ۵۳۷) وابوداود حدیث رقم ۹۳۰ والنسائی حدیث رقم ۹۳۰ واحمد فی المسند ۵/ ۵٤۷)

دیکھتے ہو؟ لوگوں نے اپنے ہاتھوں ❸ کو اپنی رانوں پر مارنا شروع کیا جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ کو خاموش ❹ کرنا چاہتے ہیں تو مجھے غصہ تو آیا لیکن خاموش رہا اور جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد' میں نے کسی کو آپ سے زیادہ شفیق اور اچھا سکھانے والا نہیں پایا' اللہ کی قسم! آپ نے مجھ کو ڈانٹا نہ مارا اور نہ برا کہا (بلکہ یہ) فرمایا: ''بے شک یہ نماز ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جو (نماز کے علاوہ) آدمیوں کے ساتھ کی جاتی ہے' نماز ❺ تو صرف نام ہے تسبیح' تکبیر اور قرآن پڑھنے کا (یا اسکی مانند ❻ کچھ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں بالکل نومسلم ❼ ہوں' اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہم کو دین اسلام دیا ہے اور ہم میں چند ایسے آدمی ہیں جو کاہنوں کے پاس آتے جاتے ہیں' آپ نے فرمایا: ''تو اُن کے پاس نہ جا'' اور میں نے کہا اور ہم میں سے بعض لوگ شگون لیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ ایک ❽ چیز ہے کہ وہ اس کو اپنے دلوں میں پاتے ہیں' تو یہ وہم ان کو کسی کام سے نہ روکے' پھر میں نے کہا اور ہم سے بعض لوگ خط ❾ کھینچتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ایک نبی تھے جو خط کھینچتے تھے تو جس شخص کا خط اس کے خط کے موافق ہوا تو وہ اس بات کو حاصل ❿ کر لیتا ہے۔'' (مسلم) کہا صاحب مشکوٰۃ نے آپ کے قول ''لکنی سکت'' کو میں نے صحیح مسلم میں اور حمیدی کی کتاب میں اسی طرح پایا ہے اور جامع اصول میں لفظ لکنی ⓫ کے اوپر لفظ ''کذا'' کے ساتھ تصحیح کی گئی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی اس باب میں اُن کاموں کا بیان ہے جن کا نماز میں کرنا مکروہ اور حرام ہے اور اُن کا جو نماز میں مباح ہیں۔ ❷ اس لیے کہ تو نماز کے اندر چھینک کا جواب دیتا ہے۔ ❸ تاکہ میں خاموش رہوں۔ ❹ کیونکہ میں نماز میں کلام کرنے کی ممانعت نہیں جانتا تھا۔ ❺ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں کلام کرنا مطلقاً حرام ہے خواہ کسی ضرورت کے لیے ہو یا بلا ضرورت (نیل) ❻ یا مانند لخ۔ راوی

کو شک ہے کہ آپ نے اس طرح فرمایا یا اس کی مثل کچھ اور الفاظ فرمائے۔ ❼ یعنی میں دین کے سب احکام نہیں جانتا۔ ❽ یعنی یہ وہم ہے نفع اور ضرر میں اس کا کوئی اثر نہیں ہے۔ ❾ خط الخ۔ جیسے رمّال خط کھینچ کر احکام اور احوال بتاتے ہیں۔ ❿ حاصل الخ' اس عبارت سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ علم رمل جائز ہے' بلکہ یہ تعلیق بالمحال ہے کیونکہ وہ خط اس نبی کا معجزہ تھا نیز اس خط کی کیفیت نامعلوم ہے اور جب کیفیت ہی معلوم نہیں تو پھر اس کے موافق ہونا محال ہے' لہٰذا رمل بالکل منع ہے۔ ⓫ مقصد یہ ہے کہ لفظ "لٰکِنِّی سَکَتُّ" مصابیح میں ساقط ہے جس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ لفظ صحیح نہیں' صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں کہ یہ لفظ ثابت ہے چنانچہ جامع الاصول میں لفظ لکنی کے اوپر لفظ کذا لکھ کر تصحیح کی گئی ہے کہ یہ لفظ اصول میں اسی طرح ہے' اور لفظ کذا' تصحیح کی علامت ہے' جیسے "ص" یا صح لکھ دیتے ہیں (مرقاۃ)

٩٧٩- (٢) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِالنَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ ((اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ لَشُغْلًا)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٣٨٧٥ ومسلم حديث رقم ٣٤-٥٣٨ وابوداود حديث رقم ٩٢٣ وابن ماجه حديث رقم ١٠١٨ واحمد في المسند ١/ ٣٧٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں سلام کہتے کہ آپ نماز میں ہوتے' تو آپ ہمارے سلام کا جواب دیتے' جب ہم نجاشی ❶ کے پاس سے آئے تو ہم نے آپ کو (دوران نماز) سلام کیا' تو آپ نے ہم کو جواب نہ دیا' ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم پہلے آپ کو نماز میں سلام کہا کرتے تھے تو آپ ہم کو جواب دے دیا کرتے تھے' ❷ آپ نے فرمایا: "بے شک نماز میں' ایک شغل ❸ ہے۔" (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ہجرت حبشہ کے بعد جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ خوش خبری سنی کہ آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں رونق افروز ہو گئے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم حبشہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس وقت کا حال بیان کرتے ہیں کہ ہم نے پہلی عادت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا (نیل) ❷ یعنی اب' آپ نے جواب کیوں نہیں دیا۔ ❸ مشغولیت الخ یعنی قرآن مجید پڑھنے اور تسبیح اور دعا اور مناجات کرنے کا شغل ہے جو کہ لوگوں سے کلام کرنے سے مانع ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام کا جواب نماز میں نہیں دینا چاہیے بلکہ نماز سے فارغ ہو کر دیا جائے۔ (والتفصیل فی المطولات کنیل الاوطار وعون المعبود ص ٣٤٧ ج ٦ اوتحفۃ الاحوذی وغیرہا)

٩٨٠- (٣) وَعَنْ مُعَيْقِيبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ ((اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ١٢٠٧ ومسلم حديث رقم (٤٩/ ٥٤٦)

سیدنا معقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے بارہ میں فرمایا جو برابر کرتا ہے سجدہ کی جگہ کی مٹی کو اگر ایسا کرنا ضروری ہو تو صرف ایک بار کر لیا کر۔ (بخاری ومسلم)

٩٨١- (٤) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْخَصْرِ فِي الصَّلٰوةِ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ١٢٢٠ ومسلم حديث رقم (٤٦/ ٥٤٥) وابوداود حديث رقم ٩٤٧ والترمذي حديث رقم ٣٨٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں پہلو (کوکھ) پر ہاتھ رکھنے سے منع فرمایا ہے (بخاری ومسلم)

٩٨٢- (٥) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((هُوَ اخْتِلَاسٌ يَّخْتَلِسُهُ الشَّيْطٰنُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔)) (متفق عليه)

(البخاری حديث رقم ٧٥١ وابوداود حديث رقم ٩٠٩ والترمذی حديث رقم ٥٩٠ والنسائی حديث رقم ١١٩٦ واحمد ٦/ ١٠٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا نماز میں ادھر ادھر دیکھنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ اچک لینا ہے کہ شیطان بندہ کی نماز میں سے اچک لیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

٩٨٣- (٦) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ اَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِي الصَّلٰوةِ اِلَى السَّمَآءِ اَوْ لَتُخْطَفُنَّ اَبْصَارُهُمْ۔ (رواه مسلم) (البخاری حديث رقم ٧٥٠ ومسلم حديث رقم (١١٨ ـ ٤٢٩) والنسائی حديث رقم ١١٩٣ وابن ماجه حديث رقم ١٠٤٥ والدارمی حديث رقم ١٣٠١ واحمد ٣/ ١٠٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ نماز میں دعا کے وقت آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانے سے باز ❶ رہیں یا اچک لی جائیں گی ان کی آنکھیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ باز رہیں الخ اس لیے کہ اللہ عزوجل جلالہ کی ذات مقدس آسمان کی طرف عرش معلی پر ہے اور بندہ جب نماز میں کھڑا ہو تو ادب یہ ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھے۔

٩٨٤- (٧) وَعَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهِ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا۔ (متفق عليه) (مسلم حديث رقم ٤٢ ـ ٥٤٣) والنسائی حديث رقم ١٢٠٥ واحمد في المسند ٥/ ٢٩٦)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص ❶ آپ کے کاندھے پر تھی' جب آپ رکوع فرماتے تو امامہ کو اتار دیتے اور جب سجدہ سے فارغ ہوتے تو پھر اس کو کاندھوں پر بٹھا لیتے۔ (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اور اُمامہ الخ۔ اُمامہ آپ کی نواسی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں اور ابوالعاص آپ کے داماد تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت اس قسم کے کام نماز کو باطل نہیں کرتے' خواہ قلیل ہوں یا کثیر۔ (مزید تفصیل کے لیے مطولات اور تعلیق المجد از ص ۱۵۴ مولانا عبدالحی لکھنوی کا مطالعہ کیجیے)۔

٩٨٥- (٨) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا تَثَآءَبَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث رقم (٥٧ ـ ٢٩٩٥) وابوداود

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے جب کسی کو نماز کے اندر جمائی آئے تو وہ امکان بھر اس کو روکے' اس لیے کہ جمائی کے وقت شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔'' (مسلم)

حدیث رقم ۵۰۲۷ والترمذی حدیث رقم ۳۷۰)

۹۸۶- (۹) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ ((اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْیَکْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا یَقُلْ هَا فَاِنَّمَا ذَالِکُمْ مِّنَ الشَّیْطَانِ یَضْحَكُ مِنْهُ.)) (مسلم حدیث رقم ۵۶- ۲۹۹۴ وابوداود حدیث رقم ۵۰۲۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: (کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ''جب کسی کو نماز میں جمائی آئے' تو جس قدر ممکن ہو اس کو روکے اور ''ہا'' ❶ نہ کہے' اس لیے کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اور وہ اس سے ہنستا ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ ہا الخ۔ جیسے جمائی کے وقت بے اختیار یہ لفظ کبھی منہ سے نکل جاتا ہے۔

۹۸۷- (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاَخَذْتُهٗ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ عَلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ دَعْوَةَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ فَرَدَدْتُّهٗ خَاسِئًا.)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۴۶۱ ومسلم حدیث رقم (۳۹- ۵۴۱) واحمد ۲/ ۲۹۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنوں میں سے ایک دیو ❶ آج رات بھاگ آیا تا کہ میری نماز کو خراب کرے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس پر قدرت دی میں نے اس کو پکڑ لیا اور ارادہ کیا کہ اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تا کہ تم اس کو دیکھ لو تو فوراً مجھے اپنے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی یہ دعا ❷ یاد آ گئی ''اے رب مجھ کو ایسا ملک عطا فرما کہ میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہ ہو۔'' تو میں نے اس کو ذلیل بنا کر چھوڑ دیا۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دیو الخ۔ یعنی سرکش شیطان' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنوں کے جسم کثیف ہیں جنہیں دیکھنا' پکڑنا باندھنا اور قید کرنا ممکن ہے' اور ان کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے۔ ❷ دعا یاد الخ۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم باندھ رکھتے تو اس سے یہ بات لازم آتی کہ سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول نہیں ہوئی۔ اس لیے آپ نے اس کو چھوڑ دیا تا کہ یہ دعا انہی کے حق میں محفوظ رہے۔

۹۸۸- (۱۱) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَّابَهٗ شَیْءٌ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلْیُسَبِّحْ فَاِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ)) وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ((اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَآءِ.)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۲۰۴ ومسلم حدیث رقم ۱۲۰۴ ومسلم حدیث رقم (۱۰۲- ۴۲۱) وابوداود حدیث رقم ۹۴۰)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو نماز میں کوئی بات پیش آئے ❶ تو چاہیے کہ وہ سبحان اللہ کہے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے مخصوص ہے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں' آپ نے فرمایا سبحان اللہ کہنا مردوں کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پیش آئے الخ۔ یعنی اس کو کوئی بلائے یا کچھ مانگے اور بلانے والے کو اس کا نماز میں ہونا معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں مرد سبحان اللہ کہہ کر اور عورت تالی بجا کر آگاہ کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۹۸۹- (۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ قَبْلَ اَنْ نَّاْتِیَ اَرْضَ الْحَبَشَۃِ فَیَرُدُّ عَلَیْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَۃِ اَتَیْتُہٗ فَوَجَدْتُہٗ یُصَلِّی فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ حَتّٰی اِذَا قَضٰی صَلٰوتَہٗ قَالَ ((اِنَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ مِنْ اَمْرِہٖ مَا یَشَآءُ وَاِنَّ مِمَّا اَحْدَثَ اَنْ لَّا تَتَکَلَّمُوْا فِی الصَّلٰوۃِ)) فَرَدَّ عَلَیَّ السَّلَامَ۔ (ابوداود حدیث رقم ۹۲٤ واحمد فی المسند ۱/ ۳۷۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتے تھے جب کہ آپ نماز میں ہوتے' یہ واقعہ حبشہ سے واپسی سے پہلے کا ہے' پھر جب ہم حبشہ سے واپس آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' میں نے آپ کو سلام کیا' آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تو آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے جس حکم کو چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے' اور اب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم ظاہر کیا ہے کہ نماز میں بات چیت نہ کیا کرو۔'' پھر آپ نے میرے سلام کا جواب دیا۔

۹۹۰- (۱۳) وَقَالَ ((اِنَّمَا الصَّلٰوۃُ لِقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ فَاِذَا کُنْتَ فِیْھَا فَلْیَکُنْ ذَالِکَ شَاْنُکَ۔)) (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۹۳۱)

اور فرمایا: ''نماز صرف قرآن پڑھنے کے لیے ہے پس جب تو نماز کی حالت میں ہو تو تجھ کو یہی کرنا چاہیے۔'' (ابوداؤد)

۹۹۱- (۱٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ لِبِلَالٍ کَیْفَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یَرُدُّ عَلَیْھِمْ حِیْنَ کَانُوْا یُسَلِّمُوْنَ عَلَیْہِ وَھُوَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ کَانَ یُشِیْرُ بِیَدِہٖ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ النَّسَائِیِّ نَحْوُہٗ وَعِوَضُ بِلَالٍ صُھَیْبٌ۔) (الترمذی حدیث رقم ۳٦۸ والنسائی حدیث رقم ۱۱۸۷)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی حالت میں کس طرح سلام کا جواب دیتے تھے' جبکہ صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کو سلام کرتے تھے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: ''آپ اپنے ہاتھ سے اشارہ کر دیا کرتے تھے۔'' (ترمذی) اور نسائی کی روایت بھی اسی طرح ہے اور نسائی میں بلال رضی اللہ عنہ کی بجائے صہیب رضی اللہ عنہ ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

۹۹۲- (۱۵) وَعَنْ رِفَاعَۃَ ابْنِ رَافِعٍ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَعَطَسْتُ فَقُلْتُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ مُبَارَکًا عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی فَلَمَّا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنْصَرَفَ فَقَالَ ((مَنِ الْمُتَکَلِّمُ فِی الصَّلٰوۃِ)) فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَھَا الثَّانِیَۃَ فَلَمْ یَتَکَلَّمْ اَحَدٌ ثُمَّ قَالَھَا

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تو نماز میں مجھ کو چھینک آ گئی اور میں نے اسی حالت میں کہا: ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' بہت زیادہ تعریف بہت پاکیزہ برکت اور برکت کی گئی' جیسی کہ پسند کرتا ہے ہمارا رب'' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''نماز میں باتیں کرنے

الثَّالِثَةَ فَقَالَ رِفَاعَةُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ اِبْتَدَرَهَا بِضْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مَلَكًا اَيُّهُمْ يَصْعَدُبِهَا۔)) (رواه الترمذی' ابوداؤد والنسائی) (البخاری حدیث رقم ۷۹۹ ومسلم حدیث رقم ۱٤۹۔ ۶۰۰ وابوداود حدیث رقم ۷۷۰ والترمذی حدیث رقم ٤۰٤ والنسائی حدیث رقم ۹۳۱ والموطا حدیث رقم ۲۵ من کتاب القرآن واحمد ٤/ ۳٤۰)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

والا کون ہے؟'' پس کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے پھر دوبارہ پوچھا تو سب خاموش رہے' تیسری مرتبہ آپ نے پوچھا تو رفاعہ رضی اللہ عنہ (راوی) نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ہوں' نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تیس سے زیادہ فرشتے ان کلمات کو لے جانے میں جلدی کر رہے تھے کہ کون ان کو پہلے لے جائے۔'' (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

۹۹۳- (۱۶) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلتَّثَاءُبُ فِي الصَّلٰوةِ مِنَ الشَّيْطٰنِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَفِي اُخْرٰى لَهٗ وَلِابْنِ مَاجَةَ فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى فِيْهِ۔) (الترمذی حدیث رقم ۳۷۰ وابن ماجه حدیث رقم ۹۶۸)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں جمائی لینا شیطان کی طرف سے ہے تو جب تم میں سے کسی کو نماز میں جمائی آئے تو جس قدر ممکن ہو اس کو روکے۔'' (ترمذی اور ترمذی کی ایک دوسری حدیث میں اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔'')

۹۹٤- (۱۷) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُكُمْ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ خَرَجَ عَامِدًا اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يُشَبِّكَنَّ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَاِنَّهٗ فِي الصَّلٰوةِ۔) (رواه احمد' الترمذی' ابوداؤد' النسائی و الدارمی) (ابوداود حدیث رقم ۵۶۲ والترمذی حدیث رقم ۳۸۶ والدارمی حدیث رقم ۱٤۰٤ واحمد فی المسند ٤/ ۲٤۳)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کے دو شاہد ہیں۔

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کا ارادہ کر کے مسجد کی طرف چلے تو وہ انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر نہ چلے کیونکہ وہ نماز ہی میں ہے۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی)

۹۹۵- (۱۸) وَعَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَزَالُ اللهُ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ مُقْبِلًا عَلَى الْعَبْدِ وَهُوَ فِيْ صَلَاتِهٖ مَالَمْ يَلْتَفِتْ فَاِذَ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ بزرگ و برتر برابر بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے جب تک کہ نماز پڑھنے والا ادھر' ادھر نہ

الْتَفَتَ اِنْصَرَفَ عَنْهُ۔)) (رواہ احمد' ابوداؤد والنسائی والدارمی) (ابوداود حدیث رقم ۹۰۹ والنسائی حدیث رقم ۱۱۹۵ والدارمی حدیث رقم ۱۴۲۳ واحمد فی المسند ۵/ ۱۷۲)

دیکھے ❶ پس جب ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی توجہ اس سے ہٹ جاتی ہے۔'' (احمد' ابوداؤد' نسائی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ادھر ادھر نہ دیکھے الخ کیونکہ اس طرح کرنے سے خشوع اور خضوع ختم ہو جاتا ہے نیز اللہ تعالیٰ سے روگردانی کا سبب ہے اور شیطان کو وسواس ڈالنے کا موقع مل جاتا ہے جس سے نماز کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔

۹۹۶- (۱۹) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَا اَنَسُ اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ سُنَنِ الْكَبِيْرِ مِنْ طَرِيْقِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ يَرْفَعُهُ)۔ (البیھقی فی السنن الکبیر ۲/ ۲۸۴)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اے انس! اپنی نگاہ کو وہاں رکھ جہاں تو سجدہ کرتا ہے۔ (پوری ❶ نماز میں) روایت ❷ کیا اس کو بیہقی نے مرفوعاً سنن کبیر میں حسن عن انس کے طریق سے۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ساری نماز میں الخ یعنی قیام میں سجدہ کی جگہ پر اور رکوع میں پشت قدم پر اور سجدہ میں ناک کی طرف اور التحیات میں بھی سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنی چاہیے۔ ❷ اصل مشکوٰۃ میں یہاں سفید جگہ چھوٹی ہوئی ہے' کسی شارح نے یہ حوالہ نقل کر دیا ہے۔ (مرقاۃ)

۹۹۷- (۲۰) وَعَنْهُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بُنَيَّ اِيَّاكَ وَالْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ الْاِلْتِفَاتَ فِي الصَّلٰوةِ هَلَكَةٌ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَفِي التَّطَوُّعِ لَا فِي الْفَرِيْضَةِ۔)) (رواہ الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۵۸۹)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے بیٹے! نماز میں ادھر ادھر دیکھنے سے بچ کیونکہ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ❶ کا سبب ہے' اگر دیکھنا ضروری ❷ ہو تو نفل نماز میں مضائقہ ❸ نہیں (البتہ) فرض نماز میں نہیں ہونا چاہیے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف اور منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہلاکت الخ۔ اس لیے کہ نماز میں منہ پھیرنا گویا اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے منہ پھیرنا ہلاکت کا سبب ہے۔ (نیل) ❷ دیکھنا ضروری الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت ادھر' ادھر دیکھنا نفلی نماز میں جائز اور فرض نماز میں منع ہے۔ (نیل) ❸ امام حازمی فرماتے ہیں التفات منسوخ ہو گیا ہے۔

۹۹۸- (۲۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَلْحَظُ فِي الصَّلٰوةِ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا وَّ لَا يَلْوِيْ عُنُقَهُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ۔ (رواہ الترمذی والنسائی) (الترمذی حدیث رقم ۵۸۷ والنسائی حدیث رقم ۱۲۰۱ واحمد فی المسند ۱/ ۲۷۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں کن آنکھوں (آنکھ کے کنارے) سے دائیں اور بائیں دیکھ لیا کرتے تھے لیکن گردن کو پشت کی جانب نہ پھیرتے تھے۔ (ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۹۹۹- (۲۲) وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَفَعَهٗ قَالَ ((اَلْعُطَاسُ وَالنُّعَاسُ وَالتَّثَاءُبُ فِي الصَّلٰوةِ وَالْحَيْضُ وَالْقَيْءُ وَالرُّعَافُ مِنَ الشَّيْطٰنِ)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۲۷٤۸ وابن ماجه حدیث رقم ۹٦۹)

سیدنا عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چھینکنا' اونگھنا' جمائی لینا نماز میں' حیض کا جاری ہونا اور قے ہونا اور نکسیر پھوٹنا' یہ سب شیطان ❶ کی جانب سے ہیں۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شیطان کی جانب سے ہیں کیونکہ ان سب چیزوں کا شیطان سبب ہے یا یہ سب چیزیں جب نماز میں واقع ہوں تو ان سے شیطان خوش ہوتا ہے اور یہ حدیث' اس حدیث کے منافی نہیں جس میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ چھینکنے کو پسند کرتا ہے'' کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نماز کے علاوہ چھینکنے کو پسند کرتا ہے اور نماز میں مکروہ ہے۔

۱۰۰۰- (۲۳) وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُصَلِّيْ وَلِجَوْفِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ يَعْنِيْ يَبْكِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ صَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحٰى مِنَ الْبُكَاءِ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَرَوَى النَّسَائِيُّ الرِّوَايَةَ الْاُوْلٰى وَ اَبُوْدَاوُدَ الثَّانِيَةَ) (ابو داود حدیث رقم ۹۰٤ والترمذی حدیث رقم ۱۲۱٤ واحمد فی المسند ٤/ ۲۵)

مطرف بن عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں' انہوں نے کہا کہ: ''میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آیا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیٹ میں ہنڈیا کی طرح جوش تھا یعنی آپ رو رہے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے اور آپ کے سینے میں آواز تھی رونے کی وجہ سے چکی کی آواز کی طرح ❶ (احمد) اور نسائی نے حدیث کے پہلے حصہ کو روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے دوسرے حصہ کو۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی رو رہے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا نماز کو باطل نہیں کرتا' واللہ اعلم

۱۰۰۱- (۲٤) وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ))۔ (رواه احمد' الترمذی' وابو داؤد' النسائی و ابن ماجة) (ابو داود حدیث رقم ۹٤۵ والترمذی حدیث رقم ۳۷۹ والنسائی حدیث رقم ۱۱۹۱ وابن ماجه حدیث رقم ۱۰۲۷ واحمد فی المسند ۵/ ۱۵۰)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہو تو ہاتھ سے کنکریوں کو نہ ہٹائے' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے سامنے ہوتی ہے۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس میں ایک مجہول راوی ہے۔

۱۰۰۲ - (۲۵) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ رَأَى النَّبِيُّ ﷺ غُلَامًا لَنَا يُقَالُ لَهُ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ ((يَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَكَ))۔ (رواه الترمذي) (والترمذي حديث رقم ۳۸۱)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ہمارے ایک غلام کو دیکھا جس کا نام افلح تھا' وہ جب سجدہ کرتا تو پھونک مارتا تھا' آپ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا: "افلح! اپنے چہرہ کو خاک آلودہ ❶ کر۔" (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحت کے درجے کی نہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ خاک الخ یعنی پھونک نہ مار بلکہ چہرہ کو خاک آلودہ ہونے دے کیونکہ اس میں عاجزی سے بہت ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۱۰۰۳ - (۲۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْاِخْتِصَارُ فِي الصَّلٰوةِ رَاحَةُ اَهْلِ النَّارِ))۔ (رواه في شرح السنة) (البغوي في شرح السنة حديث رقم ۷۳۰)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "نماز میں پہلو پر ہاتھ رکھنا دوزخیوں کی راحت ❶ کی صورت ہے۔" (شرح السنہ)

حکم الحدیث: اسے بغیر سند کے بیان کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے سنن میں موصولا بھی بیان کیا ہے لیکن وہ منکر ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ راحت الخ یعنی دوزخی لوگ محشر میں زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے جب بہت تکلیف اٹھائیں گے تو پہلوؤں پر ہاتھ رکھ کر آرام لیں گے چونکہ یہ عادت دوزخیوں کی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں' اس لیے نماز میں اس حالت سے منع فرمایا تا کہ ان سے مشابہت نہ ہو۔ (مرقاۃ)

۱۰۰۴ - (۲۷) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ۔)) (رواه احمد' ابوداؤد' الترمذي و النسائي معناه) (ابوداود حديث رقم ۹۲۱ والترمذي حديث رقم ۳۹۰ والنسائي حديث رقم ۱۲۰۲ وابن ماجه حديث رقم ۱۲۴۵ واحمد في المسند ۲/ ۲۳۳)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مار ڈالو دو سیاہوں ❶ کو نماز میں یعنی سانپ اور بچھو کو۔" (احمد' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی نے اس کے معنی بیان کیے ہیں۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو سیاہوں کو الخ یہ حدیث بھی دلیل ہے اس بات پر کہ نماز میں بوقت ضرورت عمل کثیر نماز کو فاسد نہیں کرتا بعض لوگوں نے جو اس میں قیدیں لگائی ہیں ان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ (نیل)

۱۰۰۵ - (۲۸) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي تَطَوُّعًا وَالْبَابُ عَلَيْهِ مُغْلَقٌ جِئْتُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں نفل نماز پڑھتے تھے اور دروازہ بند تھا' پس میں گھر

فَاسْتَفْتَحْتُ فَمَشٰی فَفَتَحَ لِیْ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی مُصَلَّاهُ وَذَكَرَتْ اَنَّ الْبَابَ كَانَ فِی الْقِبْلَةِ ۔ (رواه احمد' ابوداؤد' الترمذی و النسائی نحوه) (ابوداود حدیث رقم ۹۲۲ والترمذی حدیث رقم ۶۰۱ والنسائی حدیث رقم ۱۲۰۶ واحمد ۶/ ۲۳۴)

میں آتی تو آپ دروازہ کھول دیتے اور پھر مصلے پر جا کر نماز میں مشغول ہو جاتے ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ دروازہ قبلہ ❶ کی جانب تھا۔ (احمد' ابوداؤد' ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قبلہ کی جانب تھی اس سے معلوم ہوا کہ نفل نماز میں بوقت ضرورت چلنا جائز ہے۔ (نیل)

۱۰۰۶- (۲۹) وَعَنْ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا فَسَا اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ فَلْيَنْصَرِفْ وَلْيَتَوَضَّأْ وَلْيُعِدِ الصَّلَاةَ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِیُّ مَعَ زِيَادَةٍ وَ نُقْصَانٍ۔ (ابوداود حدیث رقم ۲۰۵ والترمذی حدیث رقم ۱۱۶۶ والدارمی حدیث رقم ۱۱۴۱)

سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی نماز کی حالت میں بغیر آواز کے ہوا خارج ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ جا کر وضو کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔'' (ابوداؤد اور ترمذی نے کچھ کمی اور بیشی سے بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۰۰۷- (۳۰) وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُكُمْ فِی صَلَاتِهٖ فَلْيَأْخُذْ بِاَنْفِهٖ ثُمَّ لِيَنْصَرِفْ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱۱۴ وابن ماجه حدیث رقم ۱۲۲۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک ❶ کو پکڑے اور وضو کو چلا جائے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ناک الخ تا کہ لوگ یہ سمجھیں کہ نکسیر پھوٹی ہے' یہ اس لیے فرمایا کہ اس میں عیب کی پردہ پوشی ہے اور اگر ویسے ہی چلا جائے تو اس میں قدرے شرم ساری ہے اور ایسی بات کو لوگ عموماً نقص اور عیب میں شمار کر لیتے ہیں۔ اس سے علماء نے استنباط کیا ہے کہ جو نفس الامر میں ایک بات کا مستحق ہے اور وہ بات ظاہراً محل اعتراض ہو تو ایسی بات کو دل میں پوشیدہ رکھے تا کہ لوگ اس کی بے عزتی نہ کریں اور جو عیب اس میں نہیں ہے وہ اس کی طرف منسوب نہ کریں اور یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ معاریض میں سے ہے۔

۱۰۰۸- (۳۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا اَحْدَثَ اَحَدُكُمْ وَقَدْ جَلَسَ فِیْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَقَدْ جَازَتْ صَلٰوتُهٗ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی ہوا اس وقت خارج ہو جبکہ وہ نماز کے آخری قعدہ میں سلام پھیرنے سے پہلے ہو تو اس کی نماز پوری ❶ ہو گئی۔'' (ترمذی) امام ترمذی نے فرمایا

حَدِيْثٌ اِسْنَادُهُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَدِ اضْطَرَبُوْا فِي اَسْنَادِهِ۔) (الترمذی حدیث رقم ٤٠٨)

کہ اس حدیث کی اسناد مضبوط نہیں ہے اور انہوں نے اس اسناد سے اضطراب کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پوری الخ۔ یہ حدیث قابل حجت نہیں کیونکہ اسے تمام محدثین نے ضعیف کہا ہے اور امام ترمذی نے کہا کہ اس کی سند قوی نہیں ہے لہٰذا بلا سلام پھیرنے کے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور سلام پھیرنا نماز کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اور سلام پھیرنا فرض ہے یہی مذہب ہے جمہور علماء صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا' رضوان اللہ علیہم اجمعین (فتح)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٠٠٩ - (٣٢) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا كَبَّرَ اِنْصَرَفَ وَاَوْمَاَ اِلَيْهِمْ اَنْ كَمَا كُنْتُمْ ثُمَّ خَرَجَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَآءَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ ((اِنِّي كُنْتُ جُنُبًا فَنَسِيْتُ اَنْ اَغْتَسِلَ)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ) (ابن ماجه حدیث رقم ١٢٢٠ واحمد فی المسند ٢/ ٤٤٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے ارادہ سے تشریف لائے جب تکبیر کہی گئی تو ان (اپنے صحابہ) کی طرف اشارہ کیا کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو' پھر آپ مسجد سے باہر نکلے غسل کیا اور اس حال میں واپس تشریف لائے کہ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور صحابہ کو نماز پڑھائی پھر نماز کے بعد آپ نے فرمایا: ''میں جنبی ❶ (ناپاک) تھا اور غسل کرنا بھول گیا تھا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ میں جنبی الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بھول بھی جایا کرتے تھے۔ (نیل)

١٠١٠ - (٣٣) وَرَوٰى مَالِكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ مُرْسَلًا۔ (الموطا حدیث رقم ٧٩ من كتاب الطهارة)

اور امام مالک رحمہ اللہ نے عطا بن یسار رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے مرسل ہے۔

١٠١١ - (٣٤) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ اُصَلِّي الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاٰخُذُ قَبْضَةً مِّنَ الْحَصٰى لِتَبْرُدَ فِيْ كَفِّيْ اَضَعُهَا لِجَبْهَتِيْ اَسْجُدُ عَلَيْهَا لِشِدَّةِ الْحَرِّ۔ (رواه ابوداؤد وروى النسائي نحوه) (ابوداود حدیث رقم ٣٩٩ والنسائی حدیث رقم ١٠٨١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ظہر کی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھا کرتا تھا اور کنکریوں کی مٹھی ❶ بھر لیتا تھا تا کہ وہ میرے ہاتھ میں ٹھنڈی ہو جائیں (پھر) میں ان کو اپنی پیشانی کے لیے گرمی کی شدت کی وجہ سے (سجدہ کی جگہ پر) رکھتا تھا اور ان پر سجدہ کرتا تھا۔ (ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مثلی الخ۔اس حدیث میں دلیل ہے کہ اتنا کام کرنا نماز میں معاف ہے۔

١٠١٢- (٣٥) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ ((اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ)) ثُمَّ قَالَ ((اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ)) ثَلٰثًا وَبَسَطَ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُوْلُهٗ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَّ يَدَكَ قَالَ ((اِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ اِبْلِيْسَ جَآءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَّارٍ لِّيَجْعَلَهٗ فِي وَجْهِيْ فَقُلْتُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ فَلَمْ يَسْتَاْخِرْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَنْ اٰخُذَهٗ وَاللّٰهِ لَوْ لَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمَانَ لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يَلْعَبُ بِهٖ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (٤٠ـ ٥٤٢) والنسائی حدیث رقم ١٢١٥)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ''میں اللہ تعالیٰ کے ذریعہ تجھ سے پناہ مانگتا ہوں'' پھر آپ نے کہا ''لعنت کرتا ہوں میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت'' یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ کہے اور آپ نے آگے کو ہاتھ بڑھایا گویا آپ کسی چیز کو پکڑنا چاہتے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو ہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو نماز کے اندر ایسی بات کہتے سنا ہے کہ اس سے پہلے کبھی آپ کو کہتے نہیں سنا اور ہم نے آپ کو ہاتھ پھیلاتے بھی دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن شیطان آگ کا انگارہ لے کر آیا تھا تاکہ وہ اس کو میرے چہرہ پر لگا دے میں نے کہا میں تجھ سے اللہ کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں۔'' تین مرتبہ میں نے یہ الفاظ کہے پھر میں نے کہا میں تجھ کو لعنت بھیجتا ہوں اللہ تعالیٰ کی لعنت' تین مرتبہ لیکن وہ میرے آگے سے نہ ہٹا' پھر میں نے اس کو پکڑ لینے کا ارادہ کیا' اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان (علیہ السلام) کی دعا نہ ہوتی تو صبح کرتا شیطان بندھا ہوا ❶ اور مدینہ کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔''

فوائد الحدیث: ❶ بندھا ہوا الخ۔اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں موذی چیز کا دور کرنا جائز ہے۔

١٠١٣- (٣٦) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَرَدَّ الرَّجُلُ كَلَامًا فَرَجَعَ اِلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ اِذَا سُلِّمَ عَلٰى اَحَدِكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلَا يَتَكَلَّمْ وَ لْيُشِرْ بِيَدِهٖ۔ (رواہ مالك) (الموطا حدیث رقم ٧٦ من کتاب قصر الصلاۃ)

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک شخص کے قریب سے گذرے جو نماز پڑھ رہا تھا' آپ نے اس کو سلام کیا اور اس نے زبان سے سلام کا جواب دیا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پھر اس کے پاس گئے اور اس سے کہا جب تم میں سے کسی کو نماز کی حالت میں سلام کیا جائے تو وہ زبان سے جواب نہ دے بلکہ ہاتھ سے اشارہ کر دے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ السَّهْوِ

سجدہ سہو ❶ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٠١٤ - (١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَآءَهُ الشَّیْطَانُ فَلَبَسَ عَلَیْهِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ.)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ١٢٣٢ ومسلم حدیث رقم ٨٢-٣٨٩ وابوداود حدیث رقم ١٠٣٠ والترمذی حدیث ٣٩٦ والنسائی حدیث رقم ١٢٥٢ و الموطا حدیث رقم ١ من کتاب السهو واحمد فی المسند ٢/ ٢٤١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کو شبہ میں ڈالتا ہے' یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں پس جب تم میں سے کسی کو ایسی حالت پیش آئے تو وہ بیٹھ کر (سہو کے) دو سجدے کرے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نبی ﷺ کو اقوال و احکام کے پہنچانے میں کبھی بھی سہو اور نسیان نہیں ہوا' ہاں افعال میں ہو جایا کرتا تھا' تاکہ لوگوں کو بھول اور چوک کے مسائل معلوم ہو جائیں چنانچہ آپ کو نماز میں سہو ہوا تاکہ آپ کی امت کو اس مسئلہ کا پتہ چل جائے' سو اللہ تعالیٰ نے اس کے تدارک کے لیے دو سجدے مقرر کر دیئے' کیونکہ بھول شیطان کے اثر سے ہوتی ہے اور سجدہ سے شیطان کو دکھ ہوتا ہے' تو سہو کے سجود میں یہ حکمت ہوئی کہ شیطان آئندہ بھلانے سے باز رہے گا' جبکہ اسے معلوم ہوگا کہ میرے بھلانے سے بندہ کو زیادہ ثواب ملے گا۔ سہو کے سجود نماز میں کمی اور بیشی ہو جانے نیز فرض یا مسنون رکن کے چھوٹ جانے سے مشروع ہوئے ہیں اور شک پیدا ہونے سے کہ کتنی رکعات پڑھی ہیں اور جب امام سہو کے سجود کرے تو مقتدی بھی کریں' اب اس میں اختلاف ہے کہ سہو کے سجود سلام پھیرنے سے پہلے کئے جائیں یا بعد میں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سلام سے پہلے کیے جائیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ سلام کے بعد کیے جائیں۔ امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں' زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد اور کمی کی صورت میں سلام پھیرنے سے قبل سہو کے سجود کیے جائیں۔ بہتر مسئلہ یہ ہے کہ جن مقامات میں سجدہ سہو نبی ﷺ سے ثابت ہے وہاں جیسے آپ نے کیا ہے ویسا ہی کرے' جہاں سلام سے پہلے کیا ہے تو سلام سے پہلے کرنا چاہیے اور جہاں سلام کے بعد کیا ہے تو وہاں سلام کے بعد کرنا چاہیے اور ان کے علاوہ مقامات میں اختیار ہے خواہ سلام سے پہلے کرے یا سلام کے بعد۔ (تحفۃ الاحوذی ج ١ص ٣٠٤)

١٠١٥ - (٢) وَعَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا شَكَّ اَحَدُکُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ یَدْرِ کَمْ صَلّٰی ثَلٰثًا اَوْ اَرْبَعًا فَلْیَطْرَحِ

عطاء بن یسار سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے متعلق یہ شک پیدا ہو کہ کتنی نماز پڑھی ہے تین رکعات یا

الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِّاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِّلشَّيْطَانِ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) و رواه مالك عن عطاء مرسلا' وفي روايته ((شَفَعَ بِهَاتَيْنِ السَّجْدَتَيْنِ)) (مسلم حديث رقم ٨٨/ ٥٧١ والموطا حديث رقم ٦٢ من كتاب الصلاة)

چار رکعات تو وہ شک کو دور کر دے اور ایک خاص تعداد کا یقین کر لے اور پھر اس یقین کی بنا پر نماز کو پوری کر کے سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے' اگر اس نے پانچ رکعات پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے ان کو چھ بنا دیں گے اور اگر پوری چار پڑھی ہوں گی تو یہ (دو سہو کے) سجدے شیطان کی ذلت کا باعث ہوں گے۔'' (مسلم) اور روایت کیا اس کو امام مالک نے عطاء سے مرسل اور اس کی روایت میں یہ ہے کہ ''یہ دو سجدے اس کو دوگانہ بنا دیں گے۔''

١٠١٦ - (٣) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوْا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٤٠١ ومسلم حديث رقم (٩٢- ٥٧٢) وابو داود حديث رقم ١٠٢٢ والنسائي حديث رقم ١٢٥٤ وابن ماجه حديث رقم ١٢٠٣ واحمد في المسند ١/ ٣٧٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ظہر میں پانچ رکعات پڑھیں' پس آپ سے پوچھا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''کیسے؟'' انہوں نے عرض کیا آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں' پس آپ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے' اور ایک روایت میں ہے' میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں' میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو' پس جب میں بھول جاؤں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو' اور جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے تو وہ ایک صحیح رائے قائم کر کے اس رائے کے مطابق نماز کو پورا کرے' پھر سلام پھیرے اور دو سجدے کرے۔'' (بخاری' مسلم)

١٠١٧ - (٤) وَعَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ قَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ قَدْ سَمَّاهَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَ لٰكِنْ نَسِيْتُ اَنَا قَالَ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَاَ عَلَيْهَا كَاَنَّهٗ غَضْبَانٌ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتْ سَرْعَانُ الْقَوْمِ مِنْ اَبْوَابِ

ابن سیرینؒ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلے پہر کی نمازوں میں سے ایک نماز پڑھائی' ابن سیرین نے کہا کہ نام بتایا اس (نماز) کا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لیکن میں بھول گیا' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس پڑھائیں ہم کو آپ نے دو رکعات پھر سلام پھیر ❶ دیا اور کھڑے ہوئے ایک لکڑی کے پاس جو مسجد کے سامنے رکھی ہوئی تھی' پس آپ نے اس پر ٹیک لگائی گویا آپ ناراض ہیں اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا اور انگلیوں میں انگلیاں ڈال لیں

الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ (رضی اللہ عنہما) فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَالَ ((لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ)) فَقَالَ ((اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ)) فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَا تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَلَفْظُهٗ لِلْبُخَارِيِّ وَفِيْ اُخْرٰى لَهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْلَ ((لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ)) ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(البخاری حدیث رقم ٤٨٢ ومسلم حدیث رقم ٩٧۔ ٥٧٣) والنسائی حدیث رقم ١٢٢٤)

اور اپنے رخسار کو اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھا اور نکلے جلد باز ❷ لوگ مسجد کے دروازوں سے' تو صحابہ نے کہا' کیا نماز کم ❸ ہوگئی ہے؟ اور صحابہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے (لیکن) دونوں ڈر گئے آپ سے بات کرنے سے' اور لوگوں میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھوں میں لمبائی تھی' اس کو ذوالیدین کہا جاتا تھا' اس نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا آپ بھول گئے یا نماز کم ہوگئی؟ پھر آپ نے فرمایا: ❹ ''کیا تم بھی ایسا ہی کہتے ہو جس طرح ذوالیدین کہتا ہے؟'' صحابہ نے کہا' جی ہاں' پس آپ آگے بڑھے اور پڑھی نماز جو چھوٹ گئی تھی' پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پہلے کی طرح یا اس سے لمبا' پھر اٹھا سر اپنا اور تکبیر کہی' پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پہلے کی طرح یا اس سے لمبا' پھر اٹھایا سر اپنا اور تکبیر کہی' پس بار بار ❺ سوال کیا لوگوں نے ابن سیرین سے کیا' پھر آپ نے سلام پھیرا تھا' ابن سیرین کہتے تھے کہ مجھے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا' پھر آپ نے سلام پھیرا تھا۔ (بخاری' مسلم اور یہ لفظ صحیح بخاری کے ہیں اور ان دونوں کی ایک اور روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدلے ''لم انس ولم تقصر'' کے ''ان دونوں میں سے کچھ بھی نہیں ہوا'' تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! ان میں سے کچھ تو ضرور ہوا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سلام پھیر دیا الخ یعنی تیسری رکعت کے لیے نہ اٹھے۔

❷ جلد باز الخ۔ جلد باز لوگوں سے وہ لوگ مراد ہیں جو نماز کا سلام پھیرنے کے بعد فوراً اپنے کاموں کے لیے چلے جاتے ہیں۔

❸ کم ہوگئی الخ یعنی چار سے دو ہی ہوگئیں کہ آپ نے دو ہی پڑھی ہیں۔

❹ فرمایا الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بھول کر نماز میں بات کرے تو نماز فاسد نہیں ہوتی' اسی طرح اس شخص کی بھی نماز فاسد نہیں ہوتی جو سمجھے کہ میں نے پوری کر لی ہے' ہاں اگر معلوم ہونے کے بعد بات کی تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی اور اسے نماز از سر نو پڑھنا پڑے گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جب نماز کی کمی معلوم ہوگئی تو پھر انہوں نے کوئی بات نہیں کی اور اس حدیث میں اس امر کی بھی دلیل ہے کہ افعال کثیرہ جو نماز کی جنس سے ہوں' جب بھول سے نماز میں واقع ہو جائیں یا نماز کے پورا ہونے کے ظن سے صادر ہو جائیں تو وہ نماز کو نہیں توڑتے (مزید تفصیل کے لیے دیکھیں نیل الاوطار)

❺ بار بار پوچھا۔ الخ امام ابن سیرین کا مقصد یہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لفظ "ثم سلم" جو میں نے ذکر کیا ہے یہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مجھے یاد نہیں بلکہ یہ لفظ عمران بن حصین کی روایت سے یہاں لایا ہوں۔

۱۰۱۸ - (۵) وعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَ هُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۲۲٤ ومسلم حدیث رقم (۸۵۔ ۵۷) وابوداود حدیث رقم ۱۰۳٤ والترمذی حدیث رقم ۳۹۱ والنسائی حدیث رقم ۱۲۲۲ والدارمی حدیث رقم ۱٤۹۹)

سیدنا عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ظہر کی نماز پڑھائی اور پہلی دو رکعات پڑھ کر قعدہ میں نہ بیٹھے (اور تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو گئے) تو صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے یہاں تک کہ جب آپ نماز مکمل کر چکے تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے سلام پھیرنے کا انتظار کیا' (لیکن) آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہہ کر (سجدہ میں چلے گئے) اور سلام سے پہلے دو سجود کیے' پھر آپ نے سلام پھیرا۔ (بخاری' مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰۱۹ - (٦) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهِمْ فَسَهَا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ تَشَهَّدَ ثُمَّ سَلَّمَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ) (الترمذی حدیث رقم ۳۹۵)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو نماز پڑھائی اور بھول گئے' پس سہو کے دو ❶ سجود کیے پھر تشہد پڑھی اور سلام پھیرا (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن غریب ❷ ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو سجود الخ۔ یعنی سلام پھیرنے کے بعد جیسا کہ تیسری فصل کی پہلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے جس کو مسلم نے انہی سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❷ حسن غریب ہے' اس کو ابوداوٗد' ابن حبان اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ امام ابوداوٗد اس پر خاموش رہے ہیں اور امام منذری نے امام ترمذی کی تحسین کو برقرار رکھا ہے لیکن امام بیہقی اور ابن حبان وغیرہ نے اس کو ضعیف کہا ہے کیونکہ اس کی سند میں اشعث نامی راوی نے سجدہ سہو کے بعد تشہد کا ذکر کیا ہے جبکہ دیگر حفاظ اور ثقہ راوی سجدہ سہو کے بعد تشہد کا ذکر نہیں کرتے تو لہٰذا تشہد کی زیادتی سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے میں شاذ ہے اور اہل علم میں بھی اس میں اختلاف ہے' جمہور محدثین کے نزدیک اگر سجدہ سہو قبل از سلام کیا جائے تو پھر سجدہ سہو کے بعد تشہد پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر سجدہ سہو سلام کے بعد کیا جائے تو پھر نمازی کو اختیار ہے خواہ کرے یا نہ کرے (ملخص از تحفہ جلد ا ص ۳۰۵)

۱۰۲۰ - (۷) وَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا قَامَ الْاِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَاِنْ ذَكَرَ قَبْلَ اَنْ يَّسْتَوِيَ قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب امام دو رکعت پڑھ کر (التحیات پڑھے بغیر) کھڑا ہو جائے' اگر اس کو سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد

وَاِنْ اسْتَویٰ قَائِمًا فَلَا یَجْلِسْ وَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیِ السَّھْوِ۔)) (رواہ ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ۱۰۳۶ وابن ماجه حدیث رقم ۳۹۵)

آ جائے تو (اسے چاہیے کہ) وہ بیٹھ جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا ہے تو پھر نہ ❶ بیٹھے اور سہو کے دو سجود کرے۔'' (ابوداوٗد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تو نہ بیٹھے الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو اس وقت تک بیٹھ سکتا ہے اگرچہ قیام کے قریب ہوگیا ہو۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۲۱ - (۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّی الْعَصْرَ وَسَلَّمَ فِیْ ثَلٰثِ رَکْعٰتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ اِلَیْهِ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَکَانَ فِیْ یَدَیْهِ طُوْلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَذَکَرَ لَهٗ صَنِیْعَهٗ فَخَرَجَ غَضْبَانَ یَجُرُّ رِدَآءَهٗ حَتّٰی انْتَهٰی اِلَی النَّاسِ فَقَالَ ((اَصَدَقَ هٰذَا)) قَالُوْا نَعَمْ فَصَلّٰی رَکْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَیْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۰۱ ـ ۵۷٤) وابن ماجه حدیث رقم ۱۲۱۵)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پر سلام پھیر دیا' پھر آپ اپنے گھر چلے گئے' تو ایک شخص جس کا نام خرباق تھا اور اس کے ہاتھ لمبے تھے وہ آپ کے پاس گیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! پھر اس نے ذکر کیا آپ کے سامنے آپ کا بھول جانا' پس نکلے آپ غصہ میں اپنی چادر کو کھینچتے ہوئے یہاں تک کہ پہنچے لوگوں تک' تو آپ نے فرمایا: ''کیا یہ صحیح کہتا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا جی ہاں' تو آپ نے ایک رکعت پڑھی پھر سلام پھیرا اور پھر دو سجود کیے' پھر سلام پھیرا۔ (مسلم)

۱۰۲۲ - (۹) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ((مَنْ صَلّٰی صَلَاةً یَشُکُّ فِی النُّقْصَانِ فَلْیُصَلِّ حَتّٰی یَشُکَّ فِی الزِّیَادَةِ))۔ (رواہ احمد) (احمد فی المسند ۱/۱۹۵)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''جس شخص نے نماز پڑھی اور اس کو یہ شک پیدا ہوا کہ نماز کم ❶ پڑھی ہے تو وہ اور پڑھ لے یہاں تک کہ زیادتی کا شک پیدا ہو جائے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے لیکن مسند احمد میں یہی روایت ایک اور سند سے ہے جو اسے تقویت پہنچاتی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کم پڑھی الخ۔ مقصد یہ ہے کہ اس کی رائے مستقل نہ ہو کہ کتنی نماز پڑھی ہے' اگر نماز کی کمی میں شک ہو تو کم عدد اختیار کرے کیونکہ اس میں احتیاط ہے اور اگر غلطی ہوگی تو یہی ہوگی کہ نماز زیادہ ہو جائے گی اور وہ زیادتی کم رہنے سے بہتر ہے۔

بَابُ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ

تلاوت قرآن کے سجدوں کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٠٢٣ - (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجَدَ النَّبِيُّ ﷺ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٤٨٦٢ والترمذی حدیث رقم ٥٧٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے سورہ النجم میں سجدہ ❷ کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں، مشرکوں، جنوں اور انسانوں نے بھی سجدہ ❸ کیا۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ سجدوں کا الخ۔ سجدۂ تلاوت اکثر ائمہ کرام کے نزدیک سنت ہے اگر نہ بھی کیا جائے تو کوئی گناہ نہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں سجدۂ تلاوت کے سنت ہونے کا باب باندھا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے۔ ❷ سجدہ کیا الخ۔ یعنی جب آپ آیت سجدہ پر پہنچے تو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے لیے سجدہ کیا اور مسلمانوں نے آپ کی پیروی کرتے ہوئے سجدہ کیا۔ اس سے معلوم ہوا قاری کے پاس جو لوگ ہوں وہ بھی قاری کے ساتھ سجدہ کریں۔ ❸ سجدہ کیا الخ یہ حدیث ان لوگوں پر حجت ہے جو کہتے ہیں کہ مفصل سورتوں میں سجدہ نہیں ہے۔

١٠٢٤ - (٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٠٧-٥٧٨) والترمذی حدیث رقم ٥٧٣ والنسائی حدیث رقم ٩٦٣ وابن ماجه حدیث رقم ١٠٥٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ اذا السمآء انشقت اور اقرا باسم ربك میں سجدہ کیا۔ (مسلم)

١٠٢٥ - (٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ السَّجْدَةَ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهٗ فَنَزْدَحِمُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا لِجَبْهَتِهٖ مَوْضِعًا يَسْجُدُ عَلَيْهِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١٠٧٦ ومسلم حدیث رقم ١٠٤ ـ ٥٧٥ والدارمی حدیث رقم ١٤٧٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (قرآن کریم کی) سجدہ کی آیت پڑھتے اور ہم آپ کے پاس موجود ہوتے تو آپ بھی سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے ❶ تھے اور اتنا ازدحام (رش) ہو جاتا کہ ہم میں سے بعض لوگوں کو سجدہ کرنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ کرتے الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سننے والے کے لیے اس وقت سجدہ تلاوت مشروع ہے جبکہ قاری بھی سجدہ کرے ورنہ نہیں۔

١٠٢٦ - (٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَرَاْتُ عَلَى

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول

رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١٠٧١ ومسلم حديث رقم (١٠٦ ـ ٥٧٧) وابوداود حديث رقم ١٤٠٤ و الترمذی حديث رقم ٥٧٦)

اللہ ﷺ کے سامنے سورۃ النجم پڑھی اور سجدہ ❶ نہ کیا۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اور سجدہ نہ کیا الخ۔ یہ حدیث دلیل ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (متقی)

١٠٢٧ - (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَجْدَةُ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَآئِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَسْجُدُ فِيْهَا۔ (البخاری حديث رقم ١٠٦٩ والترمذی حديث رقم ٥٧٧ والدارمی حديث رقم ١٤٦٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سورہ "ص" کا سجدہ تاکیدی سجود ❶ میں سے نہیں ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سورہ میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ تاکیدی الخ۔ یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ تلاوت کا سجدہ واجب نہیں ہے۔ (نیل)

١٠٢٨ - (٦) وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مُجَاهِدٌ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ءَاَسْجُدُ فِيْ صٓ فَقَرَاَ ((وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ)) حَتّٰى اَتٰى ((فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ)) فَقَالَ نَبِيُّكُمْ ﷺ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَّقْتَدِيَ بِهِمْ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٤٦٣٢)

اور ایک روایت میں ہے کہ مجاہد نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سورہ "ص" میں سجدہ کروں؟ تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی "ومن ذریته داؤد سلیمان سے فبهداهم اقتده تک اور پھر کہا تمہارے نبی ﷺ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی پیروی کریں۔ (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٠٢٩ - (٧) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ اَقْرَاَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسَ عَشْرَةَ سَجْدَةً فِي الْقُرْاٰنِ مِنْهَا ثَلَاثٌ فِي الْمُفَصَّلِ وَفِيْ سُوْرَةِ الْحَجِّ سَجْدَتَيْنِ۔ (رواه ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ١٤٠١ وابن ماجه حديث رقم ١٠٥٧)

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قرآن کریم میں مجھے پندرہ سجود پڑھائے، ان میں سے تین تو مفصل (سورتوں) میں ہیں اور دو سجود ❶ سورہ حج میں ہیں۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو سجود الخ امام احمد اور جمہور محدثین نے اسی حدیث کی بنا پر کہا ہے کہ قرآن مجید میں پندرہ سجود ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ چودہ ہیں اور وہ سورہ حج کے دوسرے سجدہ کو نماز کا سجدہ بتاتے ہیں لیکن خود نبی ﷺ جن پر قرآن مجید اترا ہے آپ نے دو سجود بتلائے ہیں تو پھر تاویل کی کیا ضرورت ہے؟ سورہ حج میں ایک سجدہ "اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ" کے بعد ہے اور دوسرا "تفلحون" آیت کے بعد اور دس سجود ان سورتوں میں ہیں، اعراف، رعد، نحل، بنی اسرائیل، مریم، فرقان، نمل، الم سجدہ، ص اور فصلت یعنی نجم و انشقت اور اقراء۔

١٠٣٠ - (٨) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فُضِّلَتْ سُوْرَةُ الْحَجِّ بِاَنَّ فِيْهَا سَجْدَتَيْنِ قَالَ ((نَعَمْ وَمَنْ لَّمْ يَسْجُدْ هُمَا فَلَا يَقْرَأْهُمَا)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ لَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَفِي الْمَصَابِيْحِ فَلَا يَقْرَأْهَا كَمَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) (رواه ابوداوٗد و الترمذی) (ابوداوٗد حدیث رقم ١٤٠٢ والترمذی حدیث رقم ٥٧٨)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! سورۂ حج کو فضیلت دی گئی ہے اس وجہ سے کہ اس میں دو سجود ہیں تو آپ نے فرمایا کہ: "ہاں اور جو شخص یہ دونوں سجود نہ کرے تو وہ ان دونوں آیات کو نہ ❶ پڑھے۔" (ابوداؤد، ترمذی، اور امام ترمذی نے کہا اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ہے اور مصابیح میں "فلایقراھا" کے الفاظ اسی طرح ہیں جیسا کہ شرح السنہ میں ہیں۔

حکم الحدیث: اس میں ایک ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ پڑھے الخ۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ سجدۂ تلاوت واجب ہے مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور قابل حجت نہیں جیسا کہ امام ترمذی نے کہا اس حدیث کی اسناد قوی نہیں ہیں کیونکہ اس کی سند میں ابن لہیعہ ایک راوی ہے جو کہ تمام محدثین کے نزدیک ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے۔ (تحفہ جلد ا ص ۴۰۳)

١٠٣١ - (٩) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ فِيْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ فَرَأَوْا اَنَّهُ قَرَأَ تَنْزِيْلَ السَّجْدَةِ۔ (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٨٠٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ظہر کی نماز میں سجدہ کیا پھر کھڑے ہوئے اور پھر رکوع کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ آپ نے نماز میں الم تنزیل السجدہ پڑھی ہے (ابوداؤد)

١٠٣٢ - (١٠) وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ عَلَيْنَا الْقُرْاٰنَ فَاِذَا مَرَّ بِالسَّجْدَةِ كَبَّرَ وَسَجَدْنَا مَعَهُ۔ (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٤١٣ والدارمی حدیث رقم ١٥٥٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ہمارے سامنے قرآن کریم پڑھا کرتے اور جس وقت سجدہ کی آیت آتی تو آپ تکبیر ❶ کہتے اور سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تکبیر کہتے الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر مشروع ہے۔ (نیل)

١٠٣٣ - (١١) وَعَنْهُ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ عَامَ الْفَتْحِ سَجْدَةً فَسَجَدَ النَّاسُ كُلُّهُمْ مِّنْهُمُ الرَّاكِبُ وَالسَّاجِدُ عَلَى الْاَرْضِ حَتّٰى اَنَّ الرَّاكِبَ لَيَسْجُدُ عَلٰى يَدِهِ۔ (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٤١١ والدارمی حدیث رقم ١٥٥٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے زمانہ میں سجدہ کی ایک آیت پڑھی تو آپ کے ساتھ تمام لوگوں نے سجدہ کیا، ان میں بعض سوار تھے اور بعض نے زمین پر سجدہ کیا یہاں تک کہ سواروں نے اپنے ہاتھوں پر ❶ سجدہ کیا۔ (ابواداؤد)

حکم الحدیث: اس میں ایک کمزور راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہاتھوں پر الخ۔اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ سوار کے لئے سواری پر ہی سجدۂ تلاوت ہاتھ پر کرنا جائز ہے اسے نیچے اترنے کی ضرورت نہیں' نیز سجدۂ تلاوت میں وضو اور جہت قبلہ بھی شرط نہیں لیکن یہ حدیث ضعیف ہے کیونکہ اس کی سند میں مصعب بن ثابت راوی ضعیف ہے۔

١٠٣٤ - (١٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَسْجُدْ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ مُنْذُ تَحَوَّلَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٤٠٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد مفصل سورتوں میں سے کسی سورت میں سجدہ نہیں کیا۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٠٣٥ - (١٣) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ فِي سُجُوْدِ الْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ ((سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِي خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) (ابوداود حديث رقم ١٤١٤ والترمذى حديث رقم ٥٨٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات میں تلاوت قرآن کے سجود میں یہ پڑھا کرتے تھے ''میرے چہرہ نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اس کو پیدا کیا' کان بنائے اور آنکھیں عطا کیں اپنی قوت اور قدرت سے۔'' (ابوداؤد' ترمذی' نسائی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

١٠٣٦ - (١٤) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ رَاَيْتُنِي اللَّيْلَةَ وَاَنَا نَائِمٌ كَاَنِّيْ اُصَلِّيْ خَلْفَ شَجَرَةٍ فَسَجَدْتُ فَسَجَدَتِ الشَّجَرَةُ لِسُجُوْدِيْ فَسَمِعْتُهَا تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِي بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِي عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجْدَةً ثُمَّ سَجَدَ فَسَمِعْتُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ مِثْلَ مَا اَخْبَرَهُ الرَّجُلُ عَنْ قَوْلِ الشَّجَرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَتَقَبَّلْهَا كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ وَ قَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔) (الترمذى حديث رقم ٣٤٢٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے رسول! رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک درخت کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں' میں نے تلاوت قرآن کا سجدہ کیا اور درخت نے بھی (میرے ساتھ) سجدہ کیا' پھر میں نے اس درخت کو یہ کہتے سنا' اے اللہ! اس سجدہ کے سبب میرے لیے ثواب لکھ اور دور کر گناہ میرے اور مقرر کر اپنے پاس میرا ذخیرہ اور قبول کر میرے سجدہ کو جس طرح قبول کیا تو نے اپنے بندے داؤد (علیہ السلام) کے سجدہ کو' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) نبی ﷺ نے سجدہ کی ایک آیت پڑھی اور سجدہ کیا' پھر میں نے سنا کہ آپ اسی طرح کہتے (یعنی دعا پڑھتے) تھے جس طرح آپ سے بیان کیا تھا اس شخص نے

درخت کا واقعہ (ترمذی و ابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے یہ الفاظ "وتقبلها منی کما تقبلتها من عبدك داوٗد" بیان نہیں کیے اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۳۷ - (۱۵) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَرَاَ ((وَالنَّجْمِ)) فَسَجَدَ فِیْهَا وَسَجَدَ مَنْ کَانَ مَعَهٗ غَیْرَ اَنْ شَیْخًا مِنْ قُرَیْشٍ اَخَذَ کَفًّا مِّنْ حَصًی اَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهٗ اِلٰی جَبْهَتِهٖ وَقَالَ یَکْفِیْنِیْ هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَیْتُهٗ بَعْدُ قُتِلَ کَافِرًا۔ (متفق علیه) وَزَادَ الْبُخَارِیُّ فِیْ رِوَایَةٍ وَهُوَ اُمَیَّةُ بْنُ خَلَفٍ. (البخاری حدیث رقم ۱۰۷۰ ومسلم حدیث رقم (۱۰۵ ـ ۵۷٦) وابوداود حدیث رقم ۱٤۰٦)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ النجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور جو لوگ آپ کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے بھی سجدہ کیا' لیکن قریش کے ایک بوڑھے نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھری اور ان کو پیشانی سے لگا لیا اور کہا' میرے لیے یہی کافی ❶ ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ شخص کفر کی حالت میں مارا گیا (بخاری' مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ وہ شخص امیہ بن خلف تھا۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی ازراہ تکبر یہ حرکت کی یہ قصہ فتح مکہ سے پہلے کا ہے۔

۱۰۳۸ - (۱٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ سَجَدَ فِیْ صٓ وَقَالَ ((سَجَدَهَا دَاوٗدُ تَوْبَةً وَنَسْجُدُهَا شُکْرًا۔)) (رواه النسائی) (النسائی حدیث رقم ۹۵۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور آپ نے فرمایا: "داؤد علیہ السلام نے سورۂ ص کا یہ سجدہ توبہ کے طور پر کیا تھا اور ہم شکر گذاری کے لیے کرتے ہیں۔" (نسائی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

بَابُ اَوْقَاتِ النَّهْیِ

ان اوقات کا بیان جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۳۹ - (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا یَتَحَرّٰی اَحَدُکُمْ فَیُصَلِّیْ عِنْدَ طُلُوْعِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی سورج طلوع ہونے کے وقت اور اس کے

الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا)) وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ ((اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَدَعُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ وَلَا تَحَيَّنُوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٣٢٧٢۔ ٣٢٧٣ ومسلم حدیث رقم (٢٨٩۔ ٨٢٨) والنسائی حدیث رقم ٥٧٠ والموطا حدیث رقم ٤٥ من کتاب القرآن)

غروب ہونے کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے۔'' اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جب سورج کا کنارہ نکل آئے تو نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ بالکل نکل آئے اور جب سورج کا کنارہ غروب ہو جائے تو (اس وقت بھی) نماز کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ بالکل غروب ہو جائے اور سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے کے وقت نماز کا ارادہ نہ کرو' اس لیے کہ سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔'' (بخاری' مسلم)

١٠٤٠ - (٢) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ثَلٰثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا اَنْ نُصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَمِيْلَ الشَّمْسُ وَ حِيْنَ تَضَيَّفَ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ حَتّٰى تَغْرُبَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٢٩٣۔ ٨٣١) والترمذی حدیث رقم ١٤٣٢ والنسائی حدیث ٥٦٥ و احمد فی المسند ٤/ ١٥٢)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین اوقات میں نماز پڑھنے سے ہم کو منع فرمایا کرتے تھے اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے ❶ سے بھی منع فرماتے تھے ایک تو آفتاب نکلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو دوسرا اس وقت کہ دوپہر کا سایہ قائم ہو یہاں تک کہ آفتاب کا سایہ ڈھل جائے اور تیسرا اس وقت جبکہ آفتاب غروب ہونے لگے یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بعض علماء نے کہا ہے کہ دفن سے مراد نماز جنازہ کا پڑھنا ہے لیکن یہ قول ضعیف ہے کیونکہ نماز جنازہ اتفاقاً اس وقت میں مکروہ نہیں ہے لہٰذا حدیث کی تفسیر ایسی چیز کے ساتھ جائز نہیں جو اجماع کے خلاف ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ دفن کی تاخیر جان بوجھ کر ان اوقات تک کرنا منع ہے جیسے عصر کی نماز کی تاخیر عمداً بلا عذر سورج زرد ہونے تک منع ہے ہاں اگر بلا قصد ان اوقات میں مردہ دفن کرنے کا عمل ہو جائے تو پھر کوئی مکروہ نہیں۔ (نووی)

١٠٤١ - (٣) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٥٨١ ومسلم حدیث رقم (٢٨٦۔ ٨٢٦) وابوداود حدیث رقم ١٢٧٦ والترمذی حدیث رقم ١٨٣ والنسائی حدیث رقم ٥٦٢ وابن ماجه حدیث رقم

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح کی نماز کے بعد کوئی نماز ❶ نہیں جب تک کہ سورج نہ نکل آئے اور عصر کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔'' (بخاری' مسلم)

١٢٥٠ والدارمی حدیث رقم ١٤٣٣ واحمد ١/ ١٨)

فوائد الحدیث: ❶ نماز نہیں الخ جمہور محدثین کے نزدیک ان اوقات میں نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اور نفی بمعنی نہی ہے اور تقدیر عبارت یوں ہوگی "لاتصلّی" (نیل)

١٠٤٢ - (٤) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَقَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِيْنَ تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِيْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَيْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ وَحِيْنَئِذٍ يَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِيْ عَنْهُ قَالَ مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ يُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ فَيُمَضْمِضُ وَيَسْتَنْشِقُ فَيَسْتَنْثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ وَفِيْهِ وَخَيَاشِيْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا وَجْهِهٖ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَاْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَاْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَ لَهٗ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور میں بھی مدینہ آیا' میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ مجھ کو نمازوں کے اوقات سے آگاہ فرمائیے تو آپ نے فرمایا: "صبح کی نماز پڑھ اور پھر نماز سے رک جا جب تک کہ آفتاب طلوع ہو کر بلند نہ ہو جائے ❶ اس لیے کہ آفتاب شیطان کے دو سینگوں ❷ کے درمیان طلوع ہوتا ہے اور اس وقت کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں' پھر نماز پڑھ (اشراق کی) کہ اس وقت کی نماز حاضر کی گئی ہے' حاضر ❸ ہوتے ہیں (اس میں) فرشتے یہاں تک کہ سایہ نیزہ ❹ کے برابر ہو جائے' پھر نماز سے رک جا' اس لیے کہ اس وقت دوزخ کو گرم کیا (بھڑکایا) جاتا ہے' پھر جب سایہ ڈھل جائے (تو ظہر کی) نماز پڑھ اس لیے کہ یہ وقت فرشتوں کی حاضری کا ہے یہاں تک کہ تو عصر کی نماز پڑھ لے پھر نماز سے رک جا آفتاب کے غروب ہونے تک' اس لیے کہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں۔" راوی نے کہا اس کے بعد میں نے عرض کیا' اے اللہ کے نبی! وضو کے متعلق بھی آگاہ فرمائیے' آپ نے فرمایا: "تم میں سے جو شخص وضو کا پانی لے کر کلی کرے' پھر ناک میں پانی دے کر اس کو جھاڑ دے تو اس کے چہرہ' اس کے منہ اور اس کے ناک کے نتھنوں کے گناہ ڈھل جاتے ہیں' پھر جب وہ اپنے چہرہ کو دھوتا ہے جس طرح اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو ڈھل ❺ جاتے ہیں پانی کے ساتھ اس کے چہرہ سے اس کی داڑھی کے کناروں تک' پھر جب دھوتا ہے اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک تو پانی کے ساتھ ڈھل

اُمُّـهُ.)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (٢٩٤۔ ٨٣٢) والنسائی حدیث رقم ٥٧٢ واحمد ٤/ ٢٦٣)

جاتے ہیں اس کے ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں تک پھر جب مسح کرتا ہے اپنے سر کا تو پانی کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں گناہ اس کے سر کے بالوں کی طرف سے پھر جب دھوتا ہے اپنے پاؤں کو ٹخنوں تک تو پانی کے ساتھ ڈھل جاتے ہیں اس کے پاؤں کے گناہ اس کی انگلیوں تک پھر اگر کھڑا ہوا اور نماز پڑھے اور اللہ کی حمد اور تعریف ❻ بیان کرے اور اس کی بزرگی کا اظہار کرے جس کا وہ اہل ہے اور اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بلند نہ ہو جائے الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ سورج بلند ہونے کے بعد نفل نماز اور دیگر کوئی قضا' نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے۔ (نووی) ❷ سینگوں الخ یعنی کافر لوگ اس وقت سورج کی پرستش کرتے ہیں جو کہ درحقیقت شیطان کی پوجا ہے' بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ شیطان اس وقت اپنا سر سورج کے نزدیک کر دیتا ہے کہ جو لوگ سورج کو سجدہ کریں تو وہ سجدہ گویا اس مردود کو ہو۔ چونکہ اس وقت شیطان کا فتنہ برپا ہوتا ہے اس لیے اس وقت نماز سے منع فرمایا۔ (نووی) ❸ حاضر ہوتے ہیں فرشتے الخ' ان کے آنے سے دعا قبول ہوتی ہے اور رحمت حاصل ہوتی ہے۔ ❹ نیزہ کے برابر الخ یعنی ٹھیک دوپہر کے وقت اور مکہ اور مدینہ اور ان کے گردونواح کے علاقہ میں ہوتی ہے کہ بڑے دنوں میں زمین پر بالکل سایہ نہیں پڑتا۔ (مرقاۃ) ❺ گناہ ڈھل الخ۔ ان گناہوں سے مراد گناہ صغیرہ ہیں اور جبکہ کبیرہ گناہ حد (سزا) یا توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ) ❻ تعریف الخ یعنی نماز کے بعد۔

١٠٤٣ - (٥) وَعَنْ كُرَيْبٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَالْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الْاَزْهَرِ اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَآئِشَةَ فَقَالُوْا اِقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا ثُمَّ دَخَلَ فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ قُوْلِيْ لَهٗ تَقُوْلُ اُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَمِعْتُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَاَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا قَالَ ((يَابْنَةَ اَبِيْ اُمَيَّةَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّهٗ اَتَانِيْ نَاسٌ مِنْ

کریب سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما' مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن ازہر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا' اور کہا کہ انہیں سلام کہنا اور ان سے عصر کے بعد ❶ دو رکعات کے متعلق پوچھنا؟ کہا کریب نے پس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور میں نے ان کو پیغام ان کا پہنچایا تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ تو میں ان تینوں کی طرف واپس گیا پھر انہوں نے مجھ کو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا (میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور اپنا مقصد بیان کیا) ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو ان دو رکعات سے منع کرتے ہوئے سنا پھر میں نے آپ کو یہ دو رکعات پڑھتے دیکھا' پھر آپ اندر آئے ❷ تو میں نے آپ

عَبْدِالْقَيْسِ فَشَغَلُوْنِى عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۲۳۳ ومسلم حدیث رقم (۲۹۷ - ۸۳٤) وابوداود حدیث رقم ۱۲۷۳ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۵۹ والدارمی حدیث رقم ۱٤۳٦ واحمد ٦/ ۳۰۳)

کی طرف لونڈی کو یہ کہہ کر بھیجا کہ میری طرف سے کہنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے اے اللہ کے رسول! میں نے آپ سے سنا تھا کہ آپ ان دو رکعات ❸ سے منع کرتے تھے اور اب میں نے آپ کو یہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہے' آپ نے فرمایا: ''اے امیہ کی بیٹی ❹ تو نے عصر کے بعد دو رکعات کے متعلق پوچھا ہے اور بات یہ ہے کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ آئے تھے' پس باز رکھا انہوں نے مجھ کو ان دو رکعات سے جو ظہر کے بعد (کی) ہیں' تو یہ ❺ وہ دو رکعات ہیں۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ عصر کے بعد الخ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود منع کرنے کے جو خود پڑھتے تھے اس کا کیا سبب تھا؟ ❷ گھر میں آئے الخ یعنی صحن میں پڑھ کر مکان کے اندر آئے۔ ❸ ان دو رکعات الخ یعنی عصر کے بعد کی دو رکعات سے۔ ❹ ابوامیہ کی بیٹی الخ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے باپ کی کنیت ابوامیہ اور حذیفہ نام تھا۔ ❺ اگر نوافل وقتیہ فوت ہوں تو ان کی قضا عصر کی نماز کے بعد جائز ہے چنانچہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد فوت شدہ نماز ادا کی جا سکتی ہے اور اسی حدیث کا ایک حصہ بیان کیا ہے۔ امام طحاوی فرماتے ہیں عصر کی نماز کے بعد نوافل پڑھنا آپ کا خاصہ تھا' اور امام بیہقی فرماتے ہیں عصر کی نماز کے بعد نوافل کو ہمیشہ پڑھنا آپ کا خاصہ تھا لیکن قضا کے طور پر عصر کی نماز کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ (نیل)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۰٤٤ - (٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَاَى النَّبِيُّ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((صَلَاةُ الصُّبْحِ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي لَمْ أَكُنْ صَلَّيْتُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا فَصَلَّيْتُهُمَا الْآنَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ وَقَالَ إِسْنَادُ هٰذَا الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِمُتَّصِلٍ لِأَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ إِبْرَاهِيمَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَنُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ قَيْسِ بْنِ قَهْدٍ نَحْوُهُ۔) (ابوداود حدیث رقم ۱۲٦۷)

محمد بن ابراہیم' قیس بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صبح کی نماز دو دو رکعات ہیں۔'' اس شخص نے عرض کیا' میں نے فرض نماز سے پہلے کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں اس لیے میں نے ان کو اس وقت پڑھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ❶ ہو گئے (ابوداؤد' ترمذی) اور کہا ترمذی نے اس حدیث کی اسناد متصل نہیں ہے کیونکہ محمد بن ابراہیم نے قیس بن عمرو سے سنا نہیں اور شرح السنہ اور مصابیح کے بعض نسخوں میں یہ روایت قیس بن قہد سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: اس حدیث کی کچھ اور سندیں اور شواہد موجود ہیں جو اسے صحت تک پہنچا دیتے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ خاموش ہو گئے الخ محدثین کی اصطلاح میں اس کو سنت تقریری کہتے ہیں یعنی آپ کے سامنے ایک کام ہوا ہو اور آپ اس کو دیکھ کر خاموش ہو گئے گویا آپ راضی ہو گئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر فجر کی سنتیں فرضوں سے پہلے نہ پڑھی جا سکیں تو نماز صبح کے بعد پڑھنا جائز ہیں' امام عطاء' طاؤس' ابن جریج' عمرو بن دینار اور دیگر محدثین کا یہی مذہب ہے۔ امام احمد' مالک اور اسحاق کے نزدیک سورج نکلنے کے بعد پڑھی جائیں۔ صحیح بات یہ ہے کہ دونوں امر سنت سے ثابت ہیں۔ فرضوں کے بعد سنت تقریری سے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور طلوع سورج کے بعد قول سے ثابت ہے لہٰذا دونوں پر عمل کرنا جائز ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور امام شافعی رحمہ اللہ سے دونوں طرح منقول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابویوسف کے نزدیک فرضوں کے بعد فجر کی سنتیں پڑھنا منع ہیں ان کا یہ قول احادیث صحیحہ کے بالکل مخالف ہے کیونکہ فجر وغیرہ کی سنتوں کی قضا آپ سے ثابت ہے' امام ترمذی کا قول کہ ''یہ حدیث متصل السند نہیں ہے بلکہ مرسل اور منقطع ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ کا یہ قول صحیح نہیں ہے' اس لیے کہ یہ حدیث بہت سی متصل سندات سے ثابت ہے اور ان سندات کی تفصیل نیل الاوطار میں ملاحظہ فرمائیں۔

١٠٤٥ - (٧) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا اَحَدًا طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَيَّةَ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ.)) (رواه الترمذی وابوداؤد والنسائی) (ابوداود حديث رقم ١٨٩٤ والترمذی حديث رقم ٨٦٨ والنسائی حديث رقم ٢٩٢٤ وابن ماجه حديث رقم ١٢٥٤ والدارمی حديث رقم ١٩٢٦)

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بنی عبد مناف! ❶ تم کسی کو بیت اللہ کا طواف کرنے اور (بیت اللہ میں) نماز پڑھنے سے نہ روکو خواہ رات یا دن کا کوئی بھی وقت ہو۔'' (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بنی عبد مناف چونکہ بیت اللہ کے متولی تھے' حج کی تمام خدمات کا بندوبست انہی کے ذمہ تھا مثلاً حجاج کو آب زم زم پلانا اور ان کی خدمت کرنا وغیرہ کا' انہوں نے ذمہ لے رکھا تھا' اس لیے آپ نے ان کو مخاطب کر کے یہ الفاظ فرمائے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بیت اللہ کا طواف اور طواف کے بعد دو نفل ہر وقت جائز ہیں' وہاں ان اوقات مکروہہ کا کوئی اثر نہیں ہے۔ اہلحدیث امام شافعی' امام احمد' امام اسحاق بن راہویہ اسی کے قائل ہیں۔ امام سفیان ثوری' امام ابوحنیفہ اور امام مالک بیت اللہ کو بھی مستثنیٰ نہیں کرتے' انہوں نے اس حدیث کی تاویل اس طرح کی ہے کہ ''اے بنی عبد مناف اوقات مکروہہ کے علاوہ جس وقت بھی کوئی طواف اور نماز پڑھنا چاہے تو اس کو مت روکو۔'' لیکن یہ تاویل حدیث کے ظاہر الفاظ کے بالکل مخالف ہے' اس لیے کہ ان اوقات کے علاوہ تو پہلے بھی کوئی پابندی نہ تھی اور نہ ہی کوئی سمجھتا تھا اور نہ ہی بنی عبد مناف کسی کو منع کرتے تھے' اس تاویل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے' علاوہ ازیں بعض روایات میں بصراحت موجود ہے کہ ''اوقات مکروہہ میں بھی مت منع کرو۔'' (نیل)

١٠٤٦ - (٨) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلَاةِ نِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. (رواه الشافعی) (الشافعی فی مسنده)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوپہر کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے مگر جمعہ ❶ کے دن۔ (شافعی)

ص ٦٣)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے لیکن حدیث کا معنی درست ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مگر جمعہ الخ۔ جس طرح بیت اللہ تمام اوقات مکروہہ سے مستثنیٰ ہے اور یہ بیت اللہ کا خاصہ ہے' اسی طرح جمعہ کے دن کو صرف زوال سے مستثنیٰ کیا گیا ہے' زوال کے وقت نماز سے اس لیے منع کیا کہ اس وقت شیطانی فتنہ' سورج کی پرستش کی صورت میں برپا ہوتا ہے' نیز آپ نے فرمایا جہنم جھونکی جاتی ہے' جمعہ کے دن لوگوں کے اجتماع اور اجتماعی عبادات سے اللہ تعالیٰ ان دونوں چیزوں کو نہیں ہونے دیتا' اس لیے جمعہ کے دن زوال سے پہلے نوافل اور سنن پڑھنا جائز ہیں۔ محدثین' امام شافعی' امام ابن قیم اور ان کے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کا یہی مسلک ہے۔ (رحمہم اللہ)

١٠٤٧ - (٩) وَعَنْ اَبِی الْخَلِيْلِ عَنْ اَبِی قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ كَرِهَ الصَّلَاةَ نِصْفَ النَّهَارِ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَالَ ((اِنَّ جَهَنَّمَ تُسَجَّرُ اِلَّا يَوْمَ الْجُمُعَةِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ اَبُو الْخَلِيْلِ لَمْ يَلْقَ اَبَا قَتَادَةَ۔) (ابوداود حديث رقم ١٠٨٣)

ابوخلیل' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت نماز ناپسند فرماتے تھے یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے' مگر جمعہ کے دن اور فرمایا: ''جمعہ کے دن کے علاوہ (باقی تمام دنوں میں) جہنم جھونکی جاتی ہے۔'' (ابوداؤد) اور کہا امام ابوداؤد نے ابوخلیل سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو نہیں ملا۔ ❶

حکم الحدیث: اس میں انقطاع کے علاوہ ایک ضعیف راوی بھی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں ملا الخ یہ حدیث اگرچہ منقطع اور مرسل ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے عمل رحمہم اللہ سے اسے تقویت حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ اس وقت میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور مرسل حدیث کو جب صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے تقویت مل جائے تو وہ بالاتفاق مقبول ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٠٤٨ - (١٠) وَعَنْ عَبْدِ اللهِ الصُّنَابِحِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ تَطْلُعُ وَمَعَهَا قَرْنُ الشَّيْطَانِ فَاِذَا ارْتَفَعَتْ فَارَقَهَا ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ قَارَنَهَا فَاِذَا زَالَتْ فَارَقَهَا فَاِذَا دَنَتْ لِلْغُرُوْبِ قَارَنَهَا فَاِذَا غَرَبَتْ فَارَقَهَا وَنَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الصَّلَاةِ فِی تِلْكَ السَّاعَاتِ۔ (رواه مالك و احمد والنسائی) (النسائی حديث رقم ٥٥٩ وابن ماجه حديث رقم ١٢٥٣ والموطا حديث رقم ٤٤ من كتاب القرآن واحمد فی المسند ٤/ ٣٤٨)

سیدنا عبداللہ صنابحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جب سورج طلوع ہوتا ہے تو شیطان کے سینگ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اور جب سورج اونچا ہوتا (پوری طرح طلوع ہو جاتا) ہے تو الگ ہو جاتے ہیں پھر جب (سورج) سر کے برابر ہوتا ہے تو شیطان اس کے نزدیک ہو جاتا ہے اور جب (سورج) ڈھل جاتا ہے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے اور جب غروب ہونے کے قریب ہوتا ہے تو شیطان اس کے نزدیک آ جاتا ہے اور جب غروب ہو جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان اوقات میں نماز سے منع فرمایا ہے۔'' (مالک' احمد' نسائی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

١٠٤٩- (١١) وَعَنْ اَبِیْ بَصْرَةَ الْغِفَارِیِّ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمُخَمَّصِ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَالَ ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰی يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) وَالشَّاهِدُ النَّجْمُ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) (مسلم حديث رقم (٢٩٢ـ ٨٣٠) والنسائی حديث رقم (٥٢١ واحمد ٦/ ٣٩٧)

سیدنا ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مخمص میں ❶ نماز عصر پڑھائی اور فرمایا: ''بیشک یہ نماز پیش کی گئی تھی تم سے پہلے لوگوں پر تو انہوں نے اسے ضائع کر دیا اور اب جو شخص اس پر محافظت کرے گا تو اس کے لیے دوگنا اجر ہے اور اس کے بعد کوئی (نفلی) نماز نہیں ہے یہاں تک کہ شاہد طلوع ہو جائے'' اور شاہد ستارہ (کا نام) ہے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مخمص ایک جگہ کا نام ہے۔

١٠٥٠- (١٢) وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلٰوةً لَقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَمَا رَاَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰی عَنْهُمَا يَعْنِی الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ (رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) (البخاری حديث رقم ٥٨٧)

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم ایک نماز پڑھتے ہو' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور ہم نے تو آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں ❶ دیکھا' اور آپ اس سے منع کرتے تھے یعنی عصر کی نماز کے بعد دو رکعات نماز پڑھنے سے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ نہیں دیکھا الخ پہلی فصل میں صحیحین کی حدیث سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام لوگوں کو عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنے سے منع فرمادیا تھا اور آپ خود جو دو رکعات پڑھتے تھے' آپ ظہر کی نماز کے بعد والی دو سنتوں کی قضا دیا کرتے تھے جو ایک دفعہ آپ سے وفد عبدالقیس کے آنے کی وجہ سے رہ گئی تھیں' پھر آپ انہیں ہمیشہ پڑھتے رہے کیونکہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جو نیک کام ایک دفعہ کرتے تو پھر اسے ہمیشہ قائم رکھتے' چونکہ آپ یہ دو رکعات گھر میں پڑھتے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ نہ تھا اس لیے انہوں نے اپنے علم کی بنا پر کہا کہ ہم نے آپ کو یہ نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

١٠٥١- (١٣) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ وَقَدْ صَعِدَ عَلٰی دَرَجَةِ الْكَعْبَةِ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ يَعْرِفْنِیْ فَاَنَا جُنْدُبٌ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ۔)) (رواه احمد ورزين) (احمد فی المسند ٥/ ١٦٥)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے خانہ کعبہ کی سیڑھی ❶ پر چڑھ کر فرمایا: جس نے مجھے پہچان لیا اس نے پہچان لیا اور جس نے نہیں پہچانا ❷ تو وہ جان لے میں کہ جندب ہوں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ''صبح کے طلوع ہونے کے بعد کوئی (نفل) نماز نہیں' یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے اور نہ ہی عصر کی ❸ نماز کے بعد کوئی (نفل) نماز ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو

جائے مگر مکہ میں' تین بار فرمایا۔'' (احمد' رزین)

حکم الحدیث: یہ حدیث شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سیڑھی۔ خانہ کعبہ کا دروازہ بلند ہے' اس پر چڑھنے کے لیے سیڑھی ہے' سنا ہے کہ وہ سیڑھی ایام حج کے علاوہ چاہ زمزم کے پاس رکھی رہتی ہے واللہ اعلم۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کا اصل نام سیدنا جندب رضی اللہ عنہ ہے۔ ❷ پہچانا الخ یعنی میری سچائی کو' اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے جو آپ نے ان کے بارہ میں فرمایا تھا کہ ''روئے زمین پر اور آسمان کے نیچے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سب سے سچا ہے''
❸ بعد نماز عصر الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عصر کی نماز کے بعد سے سورج غروب ہونے تک نفل نماز جائز نہیں۔

بَابُ الْجَمَاعَةِ وَفَضْلِهَا

جماعت ❶ اور اس کی فضیلت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۰۵۲ - (۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٦٤٥ ومسلم حدیث رقم ٢٤٩ - ٦٥٠ والنسائی حدیث رقم ٨٣٧ والموطا حدیث رقم ١ من کتاب صلاۃ الجماعة واحمد فی المسند ٢/ ٦٥)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''باجماعت نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس ❷ درجہ فضیلت رکھتی ہے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جماعت۔ بعض ائمہ نے جماعت کو فرض کہا ہے اور بعض سنت مؤکدہ کہتے ہیں۔ غرض جہاں تک ہو سکے نماز باجماعت ادا کرنا ضروری ہے۔ ❷ ستائیس۔ بعض روایات میں چوبیس اور پچیس کا بھی ذکر آیا ہے یہ روایات باہم مختلف نہیں ہیں' بلکہ مقصد یہ ہے کہ کم از کم چوبیس درجہ زائد ثواب ملتا ہے۔

۱۰۵۳ - (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ فَيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰی رِجَالٍ وَّفِیْ رِوَايَةٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَوْ يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَرْقًا سَمِيْنًا اَوْ مِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ۔)) (متفق علیه) (مسلم حدیث رقم (٢٤١ ـ ٦٥١) وابوداود حدیث

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بیشک میں نے قصد کیا ہے کہ میں حکم دوں لکڑیاں جمع کرنے کا کہ وہ جمع کی جائیں' پھر نماز کے لیے اذان کا حکم دوں' پھر حکم دوں کسی شخص کو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے' پھر جاؤں میں ان لوگوں کے گھروں کی طرف۔ (ایک روایت میں ہے) ''جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے' پس ان کے گھروں کو ان پر جلا دوں'' ❶ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

رقم ٥٤٨ والترمذی حدیث رقم ٢١٧ والنسائی حدیث رقم ٨٤٨ وابن ماجه حدیث رقم ٧٩١)

میں میری جان ہے! اگر ان میں سے ہر ایک جانتا ہو کہ اسے (مسجد میں) ایک موٹی ہڈی یا عمدہ قسم کے دو پائے ملیں گے تو وہ نماز عشاء میں ضرور حاضر ہو۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جلا دوں الخ اس سے معلوم ہوا کہ تارک جماعت کو مالی سزا دی جا سکتی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت کے ساتھ ملنا واجب ہے اور اسے عمداً چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو آدمی جماعت کے ساتھ نہ ملتا اسے منافق سمجھتے تھے۔

١٠٥٤ - (٣) وَعَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِیَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰی فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَیْسَ لِیْ قَائِدٌ یَقُوْدُنِیْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّرَخِّصَ لَهٗ فَیُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهٗ فَلَمَّا وَلّٰی دَعَاهُ فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَاَجِبْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٢٥٥ـ ٦٥٣) وابوداود حدیث رقم ٥٥٢ والنسائی حدیث رقم ٨٥٠ وابن ماجه حدیث رقم ٧٩٢ واحمد ٣/ ٤٢٣)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے پاس کوئی آدمی نہیں جو مجھے مسجد کی طرف لے آئے' پس اس نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہ آپ اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت دیدیں' آپ نے اسے اجازت دے دی پھر جب وہ واپس لوٹا تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: ''کیا تو اذان سنتا ہے؟'' اس نے کہا' جی ہاں! آپ نے فرمایا: ''اسے قبول کر (یعنی تجھے مسجد میں آنا ❶ چاہیے۔)'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مسجد میں الخ۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے' امام شافعی' امام احمد اور اہلحدیث کا یہی مذہب ہے۔

١٠٥٥ - (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِیْ لَیْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِیْحٍ ثُمَّ قَالَ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَاْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَةٌ ذَاتُ بَرْدٍ وَمَطَرٍ یَّقُوْلُ اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٦٦٦ ومسلم حدیث رقم (٢٢ـ ٦٩٧) وابوداود حدیث رقم ١٢٧٥ والموطا حدیث رقم ١٠ من کتاب الصلاۃ واحمد فی المسند ٢/ ٧٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اذان دی ایک رات کہ جس میں بہت زیادہ ہوا اور ٹھنڈک تھی پھر فرمایا: ''خبردار! اپنے گھروں میں ❶ نماز پڑھو' پھر کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم فرماتے تھے جب رات کو سردی اور بارش ہوتی تو وہ اذان میں کہتا' خبردار! اپنے گھروں میں نماز پڑھو۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ گھروں الخ اس کلمہ کو نفس اذان میں اور اذان کے بعد کہنا' دونوں طرح جائز ہے اور حی علی الصلوۃ و حی علی الفلاح کی جگہ کہے' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی عذر ہو تو جماعت میں شامل ہونے کے پابندی نہیں ہے' ہاں اگر ان حالات کے باوجود پھر بھی چلا جائے تو بہت بڑی فضیلت ہے۔

۱۰۵۶ - (۵) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا وُضِعَ عَشَآءُ اَحَدِكُمْ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُ وْا بِالْعَشَآءِ وَلَا يَعْجَلْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُوْضَعُ لَهُ الطَّعَامُ وَتُقَامُ الصَّلٰوةُ فَلَا يَاتِيْهَا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ وَاِنَّهُ لَيَسْمَعُ قِرَآءَةَ الْاِمَامِ۔ (متفق عليه)

(البخاری حدیث رقم ۶۷۳ ومسلم حدیث رقم (۶۶۔ ۵۵۹) والترمذی حدیث رقم ۳۵۳ والنسائی حدیث رقم ۸۵۳ وابن ماجه حدیث رقم ۹۳۵ والدارمی حدیث رقم ۱۲۸۰ واحمد فی المسند ۶/ ۴۰)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے سامنے رات کا کھانا رکھا جائے اور نماز قائم کر دی جائے تو پہلے کھانا کھائے اور نہ جلدی کرے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہو۔'' اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا رکھا جاتا اور نماز شروع ہو جاتی تو وہ نماز میں شامل نہ ہوتے یہاں تک کہ کھانے سے فارغ ہوتے' حالانکہ وہ امام کی قراءت سن رہے ہوتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

۱۰۵۷ - (۶) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۶۷۔ ۵۶۰)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''کھانے کی موجودگی میں نہیں نماز ہوتی اور نہ جب اسے پیشاب اور پاخانہ روک رہا ہو۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ روک رہا ہو الخ مقصد یہ ہے کہ نماز میں خشوع اور خضوع چاہیے' اگر بھوک لگی ہو اور کھانا حاضر ہو یا پیشاب اور پاخانہ نے روک رکھا ہو تو پہلے ان چیزوں سے فارغ ہو جانا چاہیے تاکہ نماز آرام سے پڑھی جاسکے' ان احادیث کے ظاہری الفاظ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان چیزوں کے ہوتے ہوئے نماز بالکل نہیں ہوتی۔

۱۰۵۸ - (۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۶۳ - ۷۱۰ وابوداود حدیث رقم ۱۲۶۶ والترمذی حدیث رقم ۴۲۱ و النسائی حدیث رقم ۸۶۵ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۵۱ والدارمی ۱/ ۴۰۰ واحمد فی المسند ۲/ ۳۳۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کی تکبیر کہی جائے تو فرض نماز کے علاوہ کوئی اور نماز نہیں ❶ ہوتی۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہیں الخ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب فرض نماز کی تکبیر کہی جائے اور جماعت کھڑی ہو جائے تو پھر اس فرض نماز کے علاوہ جس کے لیے یہ تکبیر کہی گئی ہے اور کوئی نماز نہیں ہوتی' اگر تکبیر سے پہلے کسی نے سنت پڑھنا شروع کر رکھی ہوں اور آخری رکعت کا رکوع کر لیا ہو تو جلدی سے پورا کر کے جماعت سے مل جائے' ورنہ سنت توڑ کر جماعت کے ساتھ شامل ہو کر فرض پڑھے' پھر بعد میں سنت پڑھ لے اور اس میں فجر کی نماز کی سنتوں کی کوئی تخصیص نہیں' امام شافعی' امام احمد اور جمہور محدثین کا بھی یہی مسلک ہے۔

١٠٥٩ - (٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا اسْتَأْذَنَتِ امْرَأَةُ أَحَدِكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٢٣٨ ومسلم حديث رقم (١٣٤ ـ ٤٤٢) والدارمي حديث رقم ١٢٧٨ واحمد في المسند ٢/ ٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں جانے کے لیے اجازت مانگے تو وہ (خاوند) اسے مت روکے۔'' (بخاری' مسلم)

١٠٦٠ - (٩) وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤٢ ـ ٤٤٣) والنسائي حديث رقم ٥١٢٩)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی عورت مسجد میں جائے تو وہ خوشبو نہ لگائے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ لگائے الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو زینت اور خوشبو کے علاوہ مساجد میں جا کر نماز باجماعت اور جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ (نیل)

١٠٦١ - (١٠) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤٣ ـ ٤٤٣) وابوداود حديث رقم ٤١٧٥ و النسائي ٥١٢٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت خوشبو لگائے تو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ آئے۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٠٦٢ - (١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَاءَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ۔)) (رواه ابوداود) (ابوداود حديث رقم ٥٦٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو اور (ویسے) ان کے گھر ❶ ان کے لیے بہتر ہیں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ان کے گھر الخ عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا اس لیے افضل ہے کہ اس میں فتنہ کا خوف نہیں ہوتا۔

١٠٦٣ - (١٢) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مُخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورت کی نماز اپنے مکان کے اندر ❶ اس کے صحن کی نماز سے افضل ہے اور اس کی نماز کوٹھڑی میں' اس کے مکان کی

صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۵۷۰)

نماز سے زیادہ بہتر ہے۔'' (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مکان کے اندرالخ مطلب یہ ہے کہ عورت جتنی پوشیدہ اور پردہ میں رہے بہتر ہے کیونکہ اس کی بنا ہی پردہ ہے۔

۱۰۶۴- (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اِنِّي سَمِعْتُ حِبِّي اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ اِمْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰی تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَرَوَى اَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ نَحْوَهٗ) (ابوداود حدیث رقم ۴۱۷۴ والنسائی حدیث رقم ۵۱۲۷ وابن ماجه حدیث رقم ۴۰۰۲ واحمد ۲/ ۲۴۶)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے محبوب ابوالقاسم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اس عورت کی نماز قبول نہیں ہوتی جو مسجد میں جانے کے لیے خوشبو لگائے' یہاں تک کہ غسل کرے وہ جنابت کی طرح۔'' ❶ (ابوداوٗد' احمد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جنابت الخ یعنی سارا بدن پانی سے دھوئے اور اگر کپڑوں کو لگائی ہے تو کپڑوں کو بدل ڈالے کیونکہ خوشبو اور زینت میں سخت فتنہ کا ڈر ہے۔ (مرقاۃ)

۱۰۶۵- (۱۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ وَاِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَكَذَا)) يَعْنِي زَانِيَةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ نَحْوَهٗ) (ابوداود حدیث رقم ۴۱۷۳ والترمذی حدیث رقم ۲۷۸۶ واحمد ۴/ ۴۱۳)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر آنکھ ❶ زنا کار ہے' اور بیشک عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس ❷ میں سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے'' یعنی زنا کار ہے۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہر آنکھ الخ یعنی اجنبی عورت کو شہوت سے دیکھنا اور اس کی طرف نظر کرنا زنا ہے' اعاذنا اللہ منہا۔ ❷ کسی مجلس الخ یعنی مردوں کی مجلس میں اور چاہتی ہو کہ مرد مجھے دیکھیں تو ایسی عورت زنا کار ہے۔ (مرقاۃ)

۱۰۶۶- (۱۵) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَوْمًا الصُّبْحَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ ((اَشَاهِدٌ فُلَانٌ)) قَالُوْا لَا قَالَ ((اَشَاهِدٌ فُلَانٌ)) قَالُوْا لَا قَالَ ((اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلَاتَيْنِ اَثْقَلُ الصَّلَوَاتِ عَلَى

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہم کو صبح کی نماز پڑھائی' اور جب سلام پھیرا تو فرمایا: ''کیا فلاں شخص حاضر ہے؟'' صحابہ نے کہا' نہیں' آپ نے فرمایا: ''کیا فلاں شخص حاضر ہے؟'' صحابہ نے کہا' نہیں' آپ

الْمُنَافِقِيْنَ وَلَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِيْهِمَا لَاَتَيْتُمُوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الرُّكَبِ وَاِنَّ الصَّفَّ الْاَوَّلَ عَلٰى مِثْلِ صَفِّ الْمَلَائِكَةِ وَلَوْ عَلِمْتُمْ مَافَضِيْلَتُهٗ لَا بْتَدَرْتُمُوْهُ وَ اِنَّ صَلَاةَ الرَّجُلِ مَعَ الرَّجُلِ اَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ وَحْدَهٗ وَصَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلَيْنِ اَزْكٰى مِنْ صَلَاتِهٖ مَعَ الرَّجُلِ وَمَا كَثُرَ فَهُوَ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ۔) (رواہ ابوداؤد و النسائی) (ابوداودی حدیث رقم ٥٥٤ والنسائی حدیث رقم ٨٤٣)

نے فرمایا: ''یہ دونوں نمازیں منافقوں پر تمام نمازوں سے بہت بھاری ہیں اور اگر تم ان کے اجر کو جان لو' تو تم لازمی شامل ہو جاؤ اگرچہ تمہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے اور تحقیق پہلی صف' فرشتوں کی ❶ صف کی طرح ہے اور اگر تم اس کی فضیلت کو جان لو تو اس کے لیے تم جلدی دوڑ کر آ ؤ اور تحقیق ایک آدمی کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا اکیلے پڑھنے سے افضل ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ نماز پڑھنا ایک کے ساتھ مل کر پڑھنے سے افضل ہے اور جس قدر زیادہ ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ❷ ہیں۔'' (ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں جہالت اور اضطراب ہے لیکن اس کا شاہد ہے جو اسے حسن کے درجہ تک لے جاتا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرشتوں کی الخ یعنی ثواب اور قرب الٰہی میں فرشتوں کی طرح ہے۔ ❷ پسند ہیں الخ اس سے معلوم ہوا کہ جماعت میں جس قدر آدمی زیادہ ہوں بہتر ہیں اور جماعتیں درجات کے لحاظ سے مختلف ہیں اور ستائیس گنا اجر مطلق جماعت کے لیے ہے اور جن احادیث میں اس سے کم درجات کا ذکر ہے تو اس سے کم از کم اجر مراد ہے۔ (نیل)

١٠٦٧ - (١٦) وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَامِنْ ثَلَاثَةٍ فِىْ قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيْهِمُ الصَّلَاةُ اِلَّا قَدِاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَاِنَّمَا يَاْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ۔)) (رواہ احمد وابوداؤد' النسائی) (ابوداود حدیث رقم ٥٤٧ والنسائی حدیث رقم ٨٤٧ ـ واحمد فی المسند ٦/ ٤٤٦)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی بستی اور نہ ہی کوئی جنگل کہ اس میں تین آدمی موجود ہوں اور ان میں نماز باجماعت قائم نہ کی جائے تو یقیناً ان پر شیطان غالب ❶ ہو جاتا ہے' لہٰذا تم جماعت کا التزام کرو کیونکہ ریوڑ سے دور رہنے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔'' (احمد' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ غالب الخ یعنی جو آدمی جماعت سے علیحدہ ہو جائے شیطان اس پر غالب آ جاتا ہے' جیسے ریوڑ سے دور رہنے والی بکری کو بھیڑیا لے جاتا ہے اسی طرح شیطان بھی انسان کے ایمان کے لیے بھیڑیا ہے اور جماعت سے الگ رہنے والے پر شیطان قبضہ کر لیتا ہے۔

١٠٦٨ - (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِىَ فَلَمْ يَمْنَعْهُ مِنِ اتِّبَاعِهٖ عُذْرٌ)) قَالُوْا وَمَا الْعُذْرُ قَالَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اذان سنے اور اس کو نماز میں حاضر ہونے سے کوئی عذر نہیں روکتا'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا عذر کیا ہے؟ آپ

((خَوْفٌ اَوْ مَرَضٌ لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلٰوۃُ الَّتِی صَلّٰی۔)) (رواہ ابوداوٗد والدارقطنی) (ابوداود حدیث رقم ۵۵۱ وابن ماجه حدیث رقم ۷۹۳)

نے فرمایا: ''خوف یا بیماری' تو نہیں قبول ❶ کی جاتی نماز اس کی جو اس نے پڑھی۔'' (ابوداوٗد' دارقطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں قبول الخ۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نماز با جماعت واجب ہے اور بعض علماء نے تو جماعت کو صحت نماز کے لیے شرط قرار دیا ہے' الغرض بلا عذر جماعت کو ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ جہاں تک ہو سکے جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا چاہیے۔

۱۰۶۹ - (۱۸) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ وَوَجَدَ اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَبْدَأْ بِالْخَلَاءِ۔)) (رواہ الترمذی ومالك و ابوداوٗد و النسائی نحوہ) (ابوداود حدیث رقم ۸۸ والترمذی حدیث رقم ۱۴۲ والنسائی حدیث رقم ۸۵۲ وابن ماجه حدیث رقم ۶۱۶ والموطاء حدیث رقم ۴۹ من کتاب قصر الصلاۃ والدارمی حدیث رقم ۱۴۲۷ واحمد ۴/ ۳۵)

سیدنا عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جب نماز قائم کی جائے اور کرے تم میں سے کوئی بیت الخلاء کی ضرورت محسوس کرے تو وہ پہلے پاخانہ سے فراغت حاصل کرے۔'' (ترمذی' مالک' ابوداوٗد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۷۰ - (۱۹) وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثٌ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ يَفْعَلَهُنَّ لَا يَؤُمَّنَّ رَجُلٌ قَوْمًا فَيَخُصَّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يَنْظُرْ فِي قَعْرِ بَيْتٍ قَبْلَ اَنْ يَسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ ذَالِكَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا يُصَلِّ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰى يَتَخَفَّفَ)) (رواہ ابوداوٗد و للترمذی نحوہ) (ابوداود حدیث رقم ۹۱ والترمذی حدیث رقم ۳۵۷۔ وابن ماجه حدیث رقم ۹۲۳ واحمد فی المسند ۵/ ۲۸۰)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین باتیں کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کو کرے (۱) ایسا شخص کسی قوم کی امامت نہ کرے جو سوائے ان کے ❶ صرف اپنے ہی لیے دعا کرے' پس اگر (وہ ایسا) کرے گا تو اس نے ان کی خیانت کی (۲) اور کوئی کسی کے گھر کے اندر' اجازت مانگنے سے پہلے نظر نہ کرے پس اگر (وہ ایسا) کرے گا تو اس نے ان کی خیانت کی (۳) اور نہ نماز پڑھے کوئی اس حالت میں کہ اسے پاخانہ کی حاجت محسوس ہو اور وہ اسے روک رہا ہو یہاں تک کہ اس سے ہلکا ہو جائے۔'' (ابوداوٗد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں جہالت اور اضطراب ہے حدیث کے پہلے حصہ کو من گھڑت کہا ہے اور بقیہ حصہ کے شواہد موجود ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ سوائے ان کے الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ امام خائن ہے جس نے مقتدیوں کو چھوڑ کر صرف اپنے ہی لیے دعا مانگی کیونکہ انہوں نے اسے اپنا پیشوا بنایا اور اس نے صرف اپنا طمع کیا تو یہ ایک طرح کی خیانت ہے۔

۱۰۷۱ - (۲۰) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تُؤَخِّرُو الصَّلَاةَ لِطَعَامٍ وَلَا لِغَيْرِهِ۔)) (رواه فى شرح السنة) (ابوداود حديث رقم ۳۷۵۸ والبغوى حديث رقم ۸۰۰)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم نماز کو کھانے ❶ وغیرہ کے لیے مؤخر نہ کرو۔'' (شرح السنۃ)

حکم الحدیث: اس میں ایک منکر راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کھانے الخ مقصد یہ ہے کہ اگر بھوک سخت نہ ہو اور کھانا بھی تیار نہ ہو یا پیشاب' پاخانہ نے زیادہ تنگ نہ کر رکھا ہو تو پہلے نماز پڑھنا چاہیے ورنہ نماز کو مؤخر کرنا بالاتفاق درست ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۰۷۲ - (۲۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ اِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَاْتِيَ الصَّلٰوةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسَاجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ ((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُّسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰذِهِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِّنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَّخْطُوْهَا حَسَنَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَّعْلُوْمُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (۲۵۶ ـ ۶۵۴) وابوداود حديث رقم ۵۵۰ والنسائى حديث رقم ۸۴۹ وابن

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس حالت میں دیکھا کہ نماز باجماعت سے کوئی پیچھے نہیں رہتا تھا مگر وہی شخص جس کا نفاق مشہور تھا یا بیمار' بیشک بعض اوقات بیمار ❶ دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر چلتا یہاں تک کہ وہ نماز میں شامل ہوتا۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں سکھلائیں اور ہدایت کی راہوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز باجماعت پڑھی جائے اس مسجد میں جہاں اذان ہوتی ہو ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: ''جس شخص کو پسند ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کل مسلمان ہو کر ملے تو وہ ان پانچوں نمازوں کی حفاظت کرے جب بھی ان کے لیے اذان دی جائے' پس تحقیق اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائیں تمہارے نبی کے لیے ہدایت کی راہیں اور تحقیق باجماعت نمازیں بھی ہدایت کی راہوں میں سے ہیں' اور اگر تم اپنے گھروں میں نمازیں پڑھنے لگو جیسا کہ نماز پڑھتا ہے یہ پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دو گے اور اگر تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو تم گمراہ ہو جاؤ گے اور جو شخص بھی اچھا وضو کرے پھر نماز کے ارادہ سے مساجد میں سے کسی مسجد کی طرف جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں

ماجه حديث رقم ٧٧٧ واحمد في المسند ١/ ٤١٤)

ایک نیکی لکھتا ہے اور بلند کرتا ہے اس کے بدلہ ایک درجہ اور معاف کرتا ہے اس کے بدلہ ایک گناہ اور تحقیق میں نے خود کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس حالت میں دیکھا کہ کوئی نماز سے پیچھے نہیں رہتا تھا مگر وہی شخص جس کا نفاق سب کو معلوم ہوتا اور تحقیق ایسا بھی ہوتا کہ ایک آدمی بیمار (خالص مومن) لایا جاتا ❷ تھا دو آدمیوں کے سہارا دے کر یہاں تک کہ اسے صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بیمار الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جماعت ایک ایسا مہتم بالشان امر ہے جس میں مشقت اٹھا کر بھی شامل ہونا چاہیے۔ ❷ لایا جاتا الخ اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک جماعت کو گمراہی کا سبب قرار دیا ہے اور پھر اس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ بیماری کی حالت میں بھی سخت مشقت اٹھا کر جماعت میں شامل ہوتے تھے۔

١٠٧٣ - (٢٢) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَوْ لَا مَافِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ وَ اَمَرْتُ فِتْيَانِي يُحَرِّقُوْنَ الْبُيُوْتَ بِالنَّارِ۔)) (رواه احمد) (احمد في المسند ٢/ ٢٦٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر عورتیں اور چھوٹے بچے گھروں میں نہ ہوتے تو میں عشاء کی نماز کو قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں میں سے کسی کو حکم کرتا کہ وہ ان گھروں کو آگ سے جلا دیں۔'' ❶ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جلا دیں الخ جماعت کے ترک پر یہ بہت بڑی وعید ہے' عام عبادات میں اخفا کو پسند فرمایا گیا ہے لیکن ارکان فرائض میں جہر اور اعلان کو پسند فرمایا گیا' ایسے امور جو فرض کے طور پر ضروری ہوں ان میں ریا کو دخل نہیں ہوتا بلکہ ان میں اداء فرض کا پہلو غالب ہوتا ہے' تاکہ کام اپنے وقت پر صحیح ہو سکے۔ اس پابندی میں انفرادی طور پر عموماً تساہل کا امکان ہوتا ہے' ایسے فرائض میں اجتماعیت مفید ہوتی ہے اس لیے جماعت کی تاکید فرمائی اور اس کے ترک پر سخت ناراضگی اور بہت بڑی وعید کا اظہار فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ترک جماعت بہت بڑا گناہ گار ہے۔

١٠٧٤ - (٢٣) وَعَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كُنْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَخْرُجْ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُصَلِّيَ۔)) (رواه احمد) (احمد في المسند ٢/ ٥٢٧)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حکم کیا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم مسجد میں ہو اور نماز کے لیے اذان دی جائے تو نہ نکلے تم میں سے کوئی یہاں تک کہ نماز جماعت سے پڑھ لے۔ (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن یا صحیح ہے۔

١٠٧٥ - (٢٤) وَعَنْ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ بَعْدَ مَا اُذِّنَ فِيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ ﷺ۔ (رواه مسلم) (مسلم

ابو الشعثاء سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد سے اذان کے بعد نکلا تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

حدیث رقم (۲۵۸ـ۶۵۵) وابوداود حدیث رقم ۵۳۶ والترمذی حدیث رقم ۲۰۴ والنسائی حدیث رقم ۶۸۳ وابن ماجه حدیث رقم ۷۳۳ والدارمی حدیث رقم ۱۲۰۵ واحمد ۲/ ۴۱۰)

۱۰۷۶ - (۲۵) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اَدْرَكَهُ الْاَذَانُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ وَهُوَ لَا يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ فَهُوَ مُنَافِقٌ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجه حديث رقم ۷۳۴)

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مسجد میں اذان سن لے پھر وہ بلاضرورت مسجد سے چلا جائے اور اس کا خیال واپس ❶ آنے کا نہ ہو تو وہ یقیناً منافق ہے۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ واپس آنے کا الخ ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر بلاضرورت مسجد سے نکلے اور واپس آنے کا خیال نہ ہو تو وہ آدمی منافق ہے اگر ضرورت ہو مثلاً پیشاب' پاخانہ کی حاجت ہو یا دوسری مسجد میں امام ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

۱۰۷۷ - (۲۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((مَنْ سَمِعَ النِّدَآءَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَا صَلَاةَ لَهُ اِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔)) (رواه الدارقطنی) (ابن ماجه حديث رقم ۷۹۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اذان سن کر اسے قبول نہ کرے تو اس کی نماز نہیں ہو گی مگر عذر سے۔'' (دارقطنی)

حکم الحدیث: ابن ماجہ ۷۹۳ کی سند صحیح ہے۔

۱۰۷۸ - (۲۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اُمِّ مَكْتُوْمٍ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَثِيْرَةُ الْهَوَّامِ وَالسِّبَاعِ وَاَنَا ضَرِيْرُ الْبَصَرِ فَهَلْ تَجِدُلِي مِنْ رُخْصَةٍ فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَحَيَّ هَلًا)) وَلَمْ يُرَخِّصْ۔ (رواه ابوداوٗد والنسائی) (ابوداود حديث رقم ۵۵۳ والنسائی حديث رقم ۸۵۱ وابن ماجه حديث رقم ۷۹۲)

سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! مدینہ میں زہریلے جانور اور درندے بہت ہیں اور میں نابینا ہوں' تو کیا آپ میرے لیے جماعت میں نہ آنے کی کوئی رخصت پاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کیا: ''تو ''حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح'' کی آواز سنتا ہے؟'' اس نے کہا ہاں' آپ نے فرمایا کہ: ''پھر تجھے آنا چاہیے'' اور آپ نے اسے اجازت نہ دی۔ (ابوداوٗد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۷۹ - (۲۸) وَعَنْ اُمِّ الدَّرْدَآءِ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ اَبُو الدَّرْدَآءِ وَهُوَ مُغْضَبٌ فَقُلْتُ مَا اَغْضَبَكَ قَالَ

سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا ❶ سے روایت ہے کہ میرے پاس ابودرداء رضی اللہ عنہ آئے اور وہ بہت غصہ میں تھے' میں نے کہا تمہیں

وَاللّٰہِ مَا اَعْرِفُ مِنْ اَمْرِ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَیْئًا اِلَّا اَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَ جَمِیْعًا۔ (البخاری حدیث رقم ٦٥٠ واحمد فی المسند ٦/ ٤٤٣)

کس نے غصہ میں ڈالا ہے؟ اس نے کہا' اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا محمد ﷺ کی امت کی کوئی بات کہ باقی رہی مگر وہ صرف نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ ام درداء رضی اللہ عنہا الخ امام علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی دو بیویاں تھیں دونوں کو ہی ام درداء کہا جاتا تھا' ام درداء کبریٰ صحابیہ ہیں ان کا نام خیرہ بنت ابی حدرد ہے۔ یہ بڑی زاہدہ عابدہ اور فاضلہ تھیں اور یہ ابودرداء رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی فوت ہوگئی تھیں (رضی اللہ عنہا)' ام درداء صغریٰ ان کا نام ہجیمہ یا جہیمہ ہے' یہ صحابیہ نہیں بلکہ تابعیہ ہیں نبی ﷺ کے انتقال کے بعد سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد کیا تھا اور یہاں یہی ام درداء صغریٰ مراد ہیں۔ (رحمۃ اللہ علیہا) (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۸)

١٠٨٠- (٢٩) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ حَثْمَۃَ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَدَ سُلَیْمَانَ بْنَ اَبِیْ حَثْمَۃَ فِیْ صَلَاۃِ الصُّبْحِ وَاِنَّ عُمَرَ غَدَا اِلَی السُّوْقِ وَ مَسْکَنُ سُلَیْمَانَ بَیْنَ الْمَسْجِدِ وَالسُّوْقِ فَمَرَّ عَلَی الشِّفَآءِ اُمِّ سُلَیْمَانَ فَقَالَ لَھَا لَمْ اَرَ سُلَیْمَانَ فِی الصُّبْحِ فَقَالَتْ اِنَّہٗ بَاتَ یُصَلِّیْ فَغَلَبَتْہُ عَیْنَاہُ فَقَالَ عُمَرُ لَاَنْ اَشْھَدَ صَلَاۃَ الصُّبْحِ فِیْ جَمَاعَۃٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَقُوْمَ لَیْلَۃً۔ (رواہ مالک) (الموطا حدیث رقم ٧ من کتاب صلاۃ الجماعۃ)

سیدنا ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سلیمان ❶ بن ابی حثمہ کو نماز صبح میں نہ پایا اور عمر رضی اللہ عنہ صبح سویرے ہی بازار گئے' سلیمان کا گھر مسجد اور بازار کے درمیان تھا تو عمر رضی اللہ عنہ سلیمان کی والدہ سیدہ شفاء رضی اللہ عنہا ❷ کے پاس سے گذرے تو اسے کہا کہ میں نے صبح کی نماز میں سلیمان کو نہیں دیکھا' ❸ اس نے کہا وہ رات نماز پڑھتا رہا اور صبح اسے سخت نیند آ گئی' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے صبح کی نماز میں باجماعت حاضر ہونا ❹ بہت پسند ہے رات کے قیام سے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سلیمان الخ سیدنا سلیمان بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں' یہ بڑے پایہ کے متقی اور فاضل تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ بازار سے لوگوں کو قیام رمضان کے لیے اکٹھا کر کے لائیں۔ (زرقانی) ❷ شفاء کا سلسلہ نسب یہ ہے: شفاء بنت عبداللہ بن عبدشمس بن خلف القرشیہ العدویہ' یہ قبل از ہجرت اسلام لائیں اور پہلے مہاجرین میں ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائی تھیں' پہلے ان کا نام لیلیٰ تھا بعدازاں سیدہ شفاء رضی اللہ عنہا نام سے مشہور ہوئیں (استیعاب ج ۴ ص ۳۳۲) ❸ نہیں دیکھا الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام کو اپنی رعیت کی نیکیوں میں حاضری لینی چاہیے (تعلیق المجد ص ۱۴۰) ❹ حاضر ہونا الخ اس سے معلوم ہوا کہ صبح کی نماز کو جماعت سے پڑھنا رات کی نماز اور تہجد سے افضل ہے۔

١٠٨١- (٣٠) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((اِثْنَانِ فَمَا فَوْقَھُمَا جَمَاعَۃٌ۔)) (رواہ ابن ماجۃ) (ابن ماجہ حدیث رقم ٩٧٢ واحمد فی المسند ٥/ ٦٩)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دو شخص ❶ اور دو سے زیادہ جماعت ہیں۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو شخص یعنی جماعت کے لیے کم از کم دو آدمی کافی ہیں خواہ ان میں ایک نابالغ یا عورت ہو اور یہ حکم ہر نماز کے لیے عام ہے' جو جمعہ اور عیدین کو بھی شامل ہے' اہل حدیث کا بھی یہی مسلک ہے۔

١٠٨٢ - (٣١) وَعَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَآءَ حُظُوْظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ)) فَقَالَ بِلَالٌ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُاللّٰهِ اَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ اَنْتَ لَنَمْنَعُهُنَّ۔ (مسلم حديث رقم ١٤ ـ ٤٤٢ وابوداود حديث رقم ٥٦٦ وابن ماجه حديث رقم ١٦ واحمد في المسند ٢/ ١٤٠)

سیدنا بلال بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ روکو تم عورتوں کو مساجد کے حصے سے' جب وہ تم سے اجازت مانگیں'' بلال نے کہا ہم انہیں ضرور منع کریں گے تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا' میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ذکر کرتا ہوں اور تو کہتا ہے ہم انہیں ضرور منع کریں گے۔''

١٠٨٣ - (٣٢) وَفِيْ رِوَايَةِ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ فَسَبَّهٗ سَبًّا مَّا سَمِعْتُهٗ مِثْلَهٗ قَطُّ وَقَالَ اُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ١٣٥ ـ ٤٤٢)

سالم بن عبداللہ عن ابیہ کی روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے بلال کی طرف متوجہ ہو کر ان کو بہت برا بھلا کہا' میں نے کبھی نہیں سنا کہ انہوں نے کسی کو اس طرح برا بھلا کہا ہو ❶ اور کہا میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ ہم انہیں ضرور منع کریں گے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ برا بھلا کہا الخ طبرانی میں بصراحت آیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے پر تین مرتبہ لعنت کی اور پھر تا زندگی ان سے کلام نہیں کیا۔

١٠٨٤ - (٣٣) وَعَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((لَا يَمْنَعَنَّ رَجُلٌ اَهْلَهٗ اَنْ يَّاْتُوا الْمَسَاجِدَ فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فَاِنَّا نَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ هٰذَا قَالَ فَمَا كَلَّمَهٗ عَبْدُاللّٰهِ حَتّٰى مَاتَ۔ (رواه احمد) (احمد في المسند ٢/ ٣٦)

سیدنا مجاہد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو مساجد میں آنے سے نہ روکے'' تو عبداللہ کے بیٹے نے کہا بیشک ہم ان کو روکیں گے' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تو ایسا کہتا ہے' مجاہد نے کہا کہ پھر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے وفات تک کلام نہیں کیا۔''

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصَّفِّ

صفوں کو سیدھا کرنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٠٨٥ - (١) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ اَنْ يُّكَبِّرَ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهٗ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ ((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ.)) (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ٧١٧ ومسلم حدیث رقم (١٢٨ ـ ٤٣٦) وابو داود حدیث رقم ٦٦٣ والترمذی حدیث رقم ٢٢٧ والنسائی حدیث رقم ٨١٠ وابن ماجه حدیث رقم ٩٩٤ واحمد فی المسند ٤/ ٢٧٧)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس طرح سیدھا کرتے تھے کہ گویا ان کی برابری سے تیروں کو سیدھا کرنا چاہتے تھے یہاں تک کہ آپ نے سمجھ لیا کہ ہم آپ سے صفیں درست کرنا سیکھ گئے ہیں پھر ایک دن آپ آئے اور کھڑے ہوئے یہاں تک کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہیں تو آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی چھاتی صف سے باہر بڑھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! صفوں کو برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔'' (مسلم)

١٠٨٦ (٢) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَآصُّوْا فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ) قَالَ ((اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِيْ.)) (البخاری حدیث رقم ٧١٩ ومسلم حدیث رقم (١٢٥ ـ ٤٣٤) والنسائی حدیث رقم ٨١٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف توجہ کر کے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو اور ایک دوسرے سے مل جاؤ' کیونکہ میں دیکھتا ہوں تم کو پیچھے سے۔'' (بخاری)۔ صحیحین میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''صفوں کو مکمل کرو پس میں تمہیں اپنی پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

١٠٨٧ (٣) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اِلَّا اَنَّ عِنْدَ مُسْلِمٍ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ. (البخاری حدیث رقم ٧٢٣ ومسلم حدیث رقم (١٢٤ ـ ٤٣٣) وابو داود حدیث رقم ٦٦٨ وابن

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صفوں کو سیدھا کرو کیونکہ صفوں کی درستگی نماز کی درستگی میں شامل ہے۔'' (بخاری، مسلم) مگر مسلم میں ہے کہ: ''اس سے نماز پوری ❶ ہوتی ہے۔''

ماجه حديث رقم ٩٧٦ والدارمی حديث رقم ١٢٢٦ واحمد فی المسند ٤/ ١٢٢)

فوائد الحدیث: ❶ نماز پوری الخ اسلام نے فرض عبادت میں اجتماعیت کو خاص اہمیت دی ہے' اجتماع میں اگر نظم نہ ہو تو اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے' صفوں کی درستگی سے اجتماع میں نظم نمایاں ہو سکتا ہے' نماز کے وظائف کی تکمیل کے لیے بھی صف بندی بے حد مؤثر ہو سکتی ہے اور دل کے کوائف میں بھی اس سے بہت اثر ہوتا ہے' اس لیے نبی ﷺ صفوں کی اصلاح کے لیے پوری کوشش فرمایا کرتے تھے جب تک صفیں درست نہ ہو جاتیں تو آپ نماز شروع نہ فرماتے' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صفوں میں باہم مل کر کھڑے ہونا واجب ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوشش فرماتے کہ پاؤں سے پاؤں' کندھے سے کندھا' پنڈلی سے پنڈلی مل جائے' یعنی جس قدر ممکن ہو سکے صف ملی ہوئی ہونی چاہیے' سیدھی اور درست ہونی چاہیے اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونے اور پاؤں ملانے سے تنگ نہیں ہونا چاہیے۔

١٠٨٨ (٤) وعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ ((اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ لِيَلِيَنِیْ مِنْكُمْ اُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) قَالَ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ اَشَدُّ اِخْتِلَافًا. (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٢٢-٤٣٢) وابوداود حديث رقم ٦٧٤ والنسائی حديث رقم ٨٠٧ وابن ماجه حديث رقم ٩٧٦ والدارمی حديث رقم ١٢٢٦ واحمد فی المسند ٤/ ١٢٢)

سیدنا ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ❶ میں ہمارے کندھوں پر ہاتھ رکھتے تھے اور فرماتے برابر ہو جاؤ اور نہ اختلاف کرو' ورنہ تمہارے دل مختلف ❷ ہو جائیں گے' تم میں سے سمجھدار اور عقلمند لوگوں کو میرے قریب کھڑا ہونا چاہیے' پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے جلتے ہوں' پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے جلتے ہوں' سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آج کل تم لوگوں میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یعنی جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے۔
❷ مختلف الخ اس لیے کہ ظاہری اختلاف' باطنی اختلاف کی دلیل ہے۔ (نیل)

١٠٨٩ (٥) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيَلِيَنِیْ مِنْكُمْ اُوْلُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلٰثًا وَّاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٢٣-٤٣٢) وابوداود حديث رقم ٦٧٥ والترمذی حديث رقم ٢٢٨ والدارمی حديث رقم ١٢٦٧ واحمد فی المسند ١/ ٤٥٧)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے سمجھ دار اور دانشمند لوگ میرے قریب ❶ کھڑے ہوں' پھر وہ لوگ جو ان سے ملتے جلتے ہوں (یہ کلمہ آپ نے تین بار فرمایا) اور تم اپنے کو بازاروں کے شور سے بچاؤ۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قریب الخ یعنی پہلی صف میں امام کے قریب عقلمند اور اہل علم' تجربہ کار لوگ کھڑے ہوں تاکہ وہ نماز کے ادب کو پوری طرح سیکھ سکیں' اگر امام بھول جائے تو اسے بروقت متوجہ کر سکیں' تاکہ اجتماع میں کوئی ایسی غلطی نہ ہونے پائے جس سے آئندہ کے لیے

مغالطہ کی راہ کھل جائے۔ نیز امام کو اگر کوئی ضرورت پیش آ جائے تو پیچھے سے کسی کو امام بنایا جا سکے اگر امام کے پیچھے بے علم آدمی ہوں گے تو یہ ضرورت پوری نہ ہو سکے گی اس لیے نبی ﷺ پسند فرماتے تھے کہ ان کے قریب مہاجرین اور انصار سے عظیم المرتبت صحابہ کھڑے ہوں دوسری صف میں وہ لوگ جوان سے کم درجہ میں ہوں تیسری میں لڑکے اور چوتھی میں عورتیں کھڑی ہوں۔

۱۰۹۰ (٦) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ اَصْحَابِهٖ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ ((تَقَدَّمُوْا وَاْتَمُّوْا بِیْ وَلْیَاْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَایَزَالُ قَوْمٌ یَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰی یُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۰۔ ۴۳۸) وابوداود حدیث رقم ۶۸۰ والنسائی حدیث رقم ۷۹۵ وابن ماجه حدیث رقم ۹۷۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ میں تاخیر دیکھی تو آپ نے فرمایا: ''آگے بڑھو اور میری اقتداء کرو اور تم سے بعد والے لوگوں کو تمہاری اقتدا کرنی چاہیے' قوم میں ہمیشہ پیچھے ہٹتی رہیں گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں پیچھے کر دے گا۔'' (مسلم)

۱۰۹۱ (٧) وَعَنْ جَابِرِبْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَرَاٰنَا حَلَقًا فَقَالَ ((مَالِیْ اَرٰكُمْ عِزِیْنَ)) ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ ((اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا)) فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ ((یُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰی وَیَتَرَاصُّوْنَ فِی الصَّفِّ))۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۱۱۹۔ ۴۳۰) وابوداود حدیث رقم ۶۶۱ والنسائی حدیث رقم ۸۱٦ وابن ماجه حدیث رقم ۹۹۲)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے' آپ نے دیکھا کہ ہم حلقوں کی شکل تھے' آپ نے فرمایا: ''کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں گروہ ❶ گروہ دیکھ رہا ہوں؟'' پھر ہمارے ❷ پاس تشریف لائے اور فرمایا کیوں نہیں صفیں بناتے تم جیسے فرشتے ❸ اپنے رب کے حضور میں صفیں بناتے ہیں؟ ہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! فرشتے اپنے رب کے حضور میں کس طرح صفیں بناتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''پہلے پہلی ❹ صفوں کو پورا کرتے ہیں اور باہم صفوں میں مل کر کھڑے ہوتے ہیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ گروہ' گروہ الخ یعنی ایسے نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بے اتفاقی کی علامت ہے۔ ❷ پھر الخ یعنی پہلی بار تشریف لا کر واپس چلے گئے اور دوسری بار پھر تشریف لائے اور یہ فرمان فرمایا۔ ❸ فرشتے الخ اس سے معلوم ہوا کہ نماز اور دیگر عبادات میں فرشتوں کی اقتداء بھی مستحسن ہے۔ ❹ پہلی الخ یعنی پہلے' پہلی صف بالکل پوری ہو جاتی ہے پھر دوسری صف شروع کرتے ہیں' علی ہذا القیاس تیسری اور چوتھی وغیرہ۔

۱۰۹۲ (٨) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَیْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَیْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۲۔ ۴۴۰) وابوداود

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں پہلی ❶ صف سب سے بہتر اور افضل ہے اور آخری صف سب سے بری ہے اور عورتوں کی صفوں میں سب سے آخری صف افضل اور بہتر ہے جبکہ

حدیث رقم ۱۰۰۰ والترمذی حدیث رقم ۲۲٤ واحمد فی المسند ۳/ ۱٦)

پہلی صف سب سے بری ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پہلی صف الخ پہلی صف کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث ہیں' مردوں کی پہلی صف ہمیشہ بہتر ہے کیونکہ ایک تو انہوں نے پہلے آنے کی فضیلت حاصل کی اور دوسرا عورتوں سے میل ملاپ سے بچے اور مردوں کی پچھلی صف اس لیے بری کہ ایک تو پہلے آنے کی فضیلت سے محروم رہے اور دوسرا عورتوں کی مخالطت کے فتنہ کا ان کو زیادہ خطرہ ہے۔ اور عورتوں کی پہلی صف اس لیے بری ہے کہ مردوں کے قریب ہے اور پچھلی اس لیے اچھی ہے کہ مردوں کے میل' ملاپ سے دور ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۰۹۳ (۹) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رُصُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَقَارِبُوْا بَيْنَهَا وَحَاذُوْا بِالْاَعْنَاقِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ اِنِّیْ لَاَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَاَنَّهَا الْحَذَفُ۔)) (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٦٦٧ والنسائی حدیث رقم ۸۱۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنی صفوں کو خوب ملاؤ اور ان میں بالکل قریب قریب کھڑے ہو (اکرو) اور تم اپنی گردنوں کو برابر ❶ رکھو' مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تحقیق دیکھتا ہوں میں شیطان کو کہ وہ داخل ہوتا ہے صفوں کے شگافوں میں گویا کہ وہ بھیڑ کا ❷ بچہ ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ برابر الخ یعنی باہم مل کر کھڑے ہونا چاہیے' پاؤں سے پاؤں' کندھے سے کندھا' پنڈلی سے پنڈلی مل جائے' غرض جس قدر ممکن ہو سکے صف ملی ہوئی' سیدھی اور درست ہونی چاہیے ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہونے' پاؤں سے ملانے کی مخالفت نہیں کرنا چاہیے۔ ❷ یمن اور حجاز میں چھوٹی' چھوٹی بکریوں کو ''حـذَف'' کہتے ہیں جبکہ اس حدیث میں بھیڑ کے چھوٹے بچے مراد ہیں اور خود حدیث میں بھی اس کی تفسیر موجود ہے۔ (نووی)

۱۰۹٤ (۱۰) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَتِمُّوا الصَّفَّ الْمُقَدَّمَ ثُمَّ الَّذِیْ يَلِيْهِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّقْصٍ فَلْيَكُنْ فِی الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔)) (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٦٧١ والنسائی حدیث رقم ۸۱۸)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہلے پوری کرو تم پہلی صف کو' پھر اس صف کو جو اس کے متصل ہے اور جو نقص اور کمی ہو وہ پچھلی صف میں ہونی چاہیے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۰۹۵ (۱۱) وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ يَلُوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوْلٰى وَمَا مِنْ خَطْوَةٍ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صلوۃ بھیجتے ہیں ان لوگوں پر جو بترتیب پہلی صفوں ❶ میں کھڑے ہوتے

اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ خَطْوَةٍ يَمْشِيْهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٦٦٤ والنسائي حديث رقم ٨١١)

تھے اور نہیں کوئی قدم جو بہت پسندیدہ ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدم سے جو اٹھاتا ہے آدمی اس کو صف ❷ ملانے کے لیے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پہلی صفوں میں الخ یعنی سب سے افضل وہ آدمی ہے جو امام کے پیچھے کھڑا ہو پھر درجہ بدرجہ اس کے ساتھ آ کر ملنے والے یعنی سب سے افضل پہلا' پھر دوسرا پھر تیسرا' اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی صف میں کھڑے ہونے والوں کے بھی مختلف مراتب ہیں' جتنا کوئی امام کے قریب اور دائیں طرف کھڑا ہوگا وہ اسی قدر زیادہ افضل ہے اور یہ معاملہ صرف نماز ہی میں نہیں بلکہ جمعہ اور عیدین کے خطبہ میں بھی یہی حکم ہے کہ جتنا کوئی امام سے قریب ہو تو اسی قدر ہی بہتر ہے۔ ❷ صف ملانے الخ یعنی اگر صف میں جگہ خالی رہ گئی ہو تو وہاں جا کر کھڑا ہو جائے۔

١٠٩٦ (١٢) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مَيَامِنِ الصُّفُوْفِ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٦٧٦ وابن ماجة حديث رقم ١٠٠٥)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے صفوں کی دائیں طرف صلوٰت بھیجتے ہیں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

١٠٩٧ (١٣) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوْفَنَا اِذَا قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ فَاِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٦٦٥)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو درست فرمایا کرتے تھے جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے اور جب ہم برابر ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٠٩٨ (١٤) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((عَنْ يَمِيْنِهِ اِعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَعَنْ يَسَارِهِ اعْتَدِلُوْا سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٦٧٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف فرماتے: ''برابر ہو جاؤ اور صفیں درست کرو اور اپنی بائیں طرف بھی اسی طرح فرماتے کہ برابر ہو جاؤ اور اپنی صفیں درست کرو۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٠٩٩ (١٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((خِيَارُكُمْ اَلْيَنُكُمْ مَنَاكِبَ فِي الصَّلَاةِ)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٦٧٢)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جن کے کاندھے نماز میں نرم ہوں۔'' ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نرم ہوں الخ یعنی اگر کوئی آدمی صف میں کھڑا ہوا اور اس کندھے پر ہاتھ رکھ کر اگر کوئی کہے کہ برابر ہو جاؤ اور پاؤں سے پاؤں ملا کر کھڑے ہو تو اسے فوراً مان لینا چاہیے، تکبر اور ضد نہیں کرنی چاہیے نیز نماز میں اتنا تن کر کھڑا نہ ہونا چاہیے کہ ساتھ والے نمازی سجدہ اور قیام میں اٹھتے، بیٹھتے اس کی کہنیوں سے تکلیف محسوس کریں، بلکہ اپنے کاندھوں کو نرم رکھنا چاہیے تاکہ ساتھ والے آدمی تکلیف نہ پائیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۰۰ (۱۶) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ ((اِسْتَوُوْا اسْتَوُوْا اسْتَوُوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ خَلْفِيْ كَمَا اَرَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ۔)) (رواه ابوداؤد) (النسائی حدیث رقم ۸۱۳)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے تھے: ''برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ، برابر ہو جاؤ، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنے پیچھے سے جس طرح کہ دیکھتا ہوں اپنے آگے سے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۱۰۱ (۱۷) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ ((وَعَلَى الثَّانِيْ)) وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ وَحَاذُوْا بَيْنَ مَنَاكِبِكُمْ وَلِيْنُوْا فِيْ اَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَسُدُّوا الْخَلَلَ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَذَفِ)) يَعْنِيْ اَوْلَادَ الضَّاْنِ الصِّغَارِ۔ (رواه احمد) (احمد فی المسند ۵/ ۲۶۲)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں پہلی صف پر'' صحابہ نے کہا، اے اللہ کے رسول! اور دوسری ❶ پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں پہلی صف پر'' صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اور دوسری پر، آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں پہلی صف پر'' صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اور دوسری پر، آپ نے فرمایا: ''اور دوسری پر (بھی)'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درست کرو تم اپنی صفوں کو اور اپنے کاندھوں کو برابر کرو اور نرم ہو جاؤ تم اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں اور شگافوں کو بند کرو، کیونکہ شیطان داخل ہوتا ہے تمہارے درمیان مانند بھیڑ کے بچے کے'' یعنی بھیڑ کے چھوٹے بچوں کی طرح۔ (احمد)

حکم الحدیث: پہلے حصہ کی سند ضعیف ہے اور دوسرے کی صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور دوسری پر الخ مطلب یہ ہے کہ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ فرمایئے کہ پہلی اور دوسری دونوں پر رحمت بھیجتے ہیں یہاں واؤ عاطفہ کے یہی معنی ہیں اور اس عطف کو 'عطف تلقین' کہتے ہیں، یعنی پہلی صف کے لیے جو فرمایا ہے، یہی دوسری صف کے لیے فرمایئے۔

١١٠٢ (١٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَقِيْمُوا الصُّفُوْفَ وَحَاذُوْا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِيْنُوْا بِاَيْدِيْ اِخْوَانِكُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَهُ قَطَعَهُ اللّٰهُ.)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) وَرَوَى النَّسَائِيُّ مِنْهُ قَوْلَهُ مَنْ وَّصَلَ صَفًّا اِلٰى اٰخِرِهٖ) (ابو داود حدیث رقم ٦٦٦ و النسائی حدیث رقم ٨١٩)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنی صفوں کو سیدھا کرو اپنے کندھوں کو برابر کرو اور شگافوں کو بند کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور نہ چھوڑو شیطان کیلئے شگاف اور جو شخص صف کو جوڑے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جوڑے گا اور جو اسے توڑے گا' تو اللہ تعالیٰ اسے توڑے گا۔'' ❶ (ابوداؤد) اور امام نسائی نے ''ومن وصل صفًا'' سے آخر تک روایت کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ توڑے گا الخ اس باب کی ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ صفیں سیدھی کرو اور خالی جگہوں اور شگافوں کو بند کرو' اس حدیث میں اس شخص کے لیے سخت وعید ہے جو صف میں خلل رکھے اور اس کے لئے بشارت ہے جو صف کو ملائے' نماز میں حرکت کرنا' ناپسندیدہ فعل ہے' لیکن اگر صف بندی کے لئے ملنے کی ضرورت ہو تو اس نقل و حرکت کو ثواب کا باعث سمجھا گیا ہے۔

١١٠٣ (١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((تَوَسَّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ)) (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حدیث رقم ٦٨١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم امام کو درمیان میں کھڑا کرو اور شگافوں کو بند کرو۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١١٠٤ (٢٠) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَاَخَّرُوْنَ عَنِ الصَّفِّ الْاَوَّلِ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ فِي النَّارِ.)) (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حدیث رقم ٦٧٩)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم پہلی صف سے ہمیشہ پیچھے ہٹتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں آگ میں ❶ ڈل دے گا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے لیکن اس کا شاہد صحیح مسلم میں موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آگ الخ یعنی جو لوگ پیچھے ہٹتے رہیں گے یا تو وہ جہنم میں جا گریں گے اور اگر جہنم سے بچ بھی گئے تو جنت میں پہلے کبھی بھی نہ جائیں گے بلکہ دیر سے جائیں گے۔

١١٠٥ (٢١) وَعَنْ وَابِصَةَ ابْنِ مَعْبَدٍ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُّصَلِّي خَلْفَ الصَّفِّ وَحْدَهٗ فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّعِيْدَ الصَّلَاةَ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.) (ابو داود حدیث رقم ٦٨٢ والترمذی حدیث رقم ٢٣٠

سیدنا وابصہ بن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ صف سے پیچھے اکیلا نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ نماز کو دوبارہ ❶ پڑھے (احمد' ترمذی' ابوداؤد) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے۔

واحمد فی المسند ٤/ ٢٢٨)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دوبارہ الخ یعنی اگر پہلی صف میں جگہ ہو اور بلا عذر کوئی آدمی صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے تو امام احمد اور محدثین کے نزدیک اس کی نماز نہیں ہوئی، بعض علماء کے نزدیک ہو جاتی ہے، امام ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی کا یہی قول ہے، اب اس میں اختلاف ہے کہ اگر پہلی صف میں جگہ نہ ہو تو اکیلا نماز پڑھے یا اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ لے، احناف اور اکثر شوافع نیز امام عطاء، ابراہیم نخعی اگلی صف سے آدمی کھینچ لینا جائز سمجھتے ہیں، امام طبری، امام احمد، امام اسحاق کے نزدیک اکیلا کھڑا ہو کر نماز پڑھے، پہلی صف سے آدمی نہ کھینچے، امام مالک، امام اوزاعی بھی اسی طرف گئے ہیں لیکن ان کے نزدیک آدمی کھینچ لینا بھی درست ہے۔ مزید تفصیل نیل ص ۱۹۸ ج ۳ میں ہے۔

بَابُ الْمَوْقِفِ

امام کے پیچھے کھڑے ہونے کی جگہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١١٠٦ (١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ رضی الله عنها فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ فَعَدَلَنِيْ كَذَالِكَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ اِلَى الشِّقِّ الْاَيْمَنِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٦٩٧ ومسلم حدیث رقم ١٩٢ ـ ٧٦٣) وابوداود حدیث رقم ٦١٠ والترمذی حدیث رقم ٢٣٢ والنسائی حدیث رقم ٨٤٢ وابن ماجه حدیث رقم ٩٧٣ والدارمی حدیث رقم ١٢٤٤ واحمد ١/ ٢٤٩)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سویا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور میں بھی اٹھ کر آپ کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا، تو آپ نے پیچھے کی طرف سے میرا ہاتھ پکڑا اور پھیر کر مجھے اسی طرح اپنی پیٹھ کے پیچھے سے، دائیں جانب برابر کھڑا کر دیا۔ (بخاری، مسلم)

١١٠٧ (٢) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِيُصَلِّيَ فَجِئْتُ حَتّٰى قُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ فَاَخَذَ بِيَدِيْ فَاَدَارَنِيْ حَتّٰى اَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهٖ ثُمَّ جَآءَ جَبَّارُبْنُ صَخْرٍ فَقَامَ عَنْ يَّسَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَ بِيَدَيْنَا جَمِيْعًا فَدَفَعَنَا حَتّٰى اَقَامَنَا خَلْفَهٗ۔ (رواه مسلم)

(مسلم حدیث رقم ١٨١ ـ ٧٦٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے میں آیا اور آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا ❶ تو آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پیچھے سے پھیر کر مجھے اپنی دائیں ❷ جانب کھڑا کر دیا، پھر جبار بن صخر آئے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیا ❸ یہاں تک کہ ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بائیں جانب کھڑا ہو گیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ نفل نماز با جماعت ادا کرنا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شخص کی اقتداء جائز ہے جس نے پہلے امامت کی نیت نہ کی ہو۔ ❷ دائیں جانب الخ اس سے ثابت ہوا کہ اگر مقتدی ایک مرد ہو تو وہ امام کی دائیں طرف کھڑا ہو' جمہور کے نزدیک یہ امر واجب ہے (نیل) ❸ ہٹا دیا الخ اس سے ثابت ہوا کہ اتنی حرکت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ (قاضی عیاض)

١١٠٨ (٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ اَنَا وَيَتِيْمٌ فِيْ بَيْتِنَا خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَاُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ٧٢٧)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور ایک یتیم نے ہمارے گھر میں نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے تھیں۔ (سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں) (مسلم)

١١٠٩ (٤) وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى بِهٖ وَبِاُمِّهٖ اَوْ خَالَتِهٖ قَالَ فَاَقَامَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَاَقَامَ الْمَرْاَةَ خَلْفَنَا۔ (رواه مسلم) (النسائی حدیث رقم ٨٠٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مجھے' میری والدہ اور میری خالہ کو نماز پڑھائی' تو آپ نے مجھے اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور عورتوں کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پیچھے کھڑا کیا الخ اس سے معلوم ہوا کہ مردوں کی صف آگے ہو اور عورتوں کی پیچھے' عورت مرد کے ساتھ برابر کھڑی نہیں ہو سکتی۔

١١١٠ (٥) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّهُ انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ ثُمَّ مَشٰى اِلَى الصَّفِّ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَلَا تَعُدْ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٧٨٣)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کی طرف اس حالت میں پہنچا کہ آپ رکوع میں تھے' تو میں نے صف میں ملنے سے پہلے رکوع کیا' پھر چل کر صف میں شامل ہو گیا تو پھر نبی ﷺ کے پاس اس بات کا ذکر کیا گیا' تو آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تیرے شوق کو زیادہ کرے آئندہ ایسا نہ کرنا۔'' ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ آئندہ ایسا نہ کرنا الخ۔ یہ ''لَاتَعُدْ'' کا ترجمہ ہے اس لفظ میں علماء کے کئی اقوال ہیں' ان میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ ''باب نصر'' سے یعنی عَادَ يَعُوْدُ عَوْدًا' امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں یہی معنی کیے ہیں کہ ''آئندہ ایسا نہ کرنا کہ صف میں ملنے سے پہلے رکوع کرے اور پھر چل کر صف میں ملنے سے پہلے تکبیر تحریمہ حرام ہے' امام احمدؒ امام اسحاقؒ اور امام ابن خزیمہ محدثین کا یہی مذہب ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١١١١ (٦) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كُنَّا ثَلَاثَةً اَنْ يَّتَقَدَّمَنَا اَحَدُنَا۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٢٣٣)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ جب ہم تین آدمی ہوں تو ہم میں سے ایک امام بنے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۱۱۲ (۷) وَعَنْ عَمَّارٍ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ بِالْمَدَائِنِ وَقَامَ عَلٰی دُكَّانٍ يُصَلِّي وَالنَّاسُ اَسْفَلَ مِنْهُ فَتَقَدَّمَ حُذَيْفَةُ فَلَمَّا فَرَغَ عَمَّارٌ مِنْ صَلَاتِهٖ قَالَ لَهٗ حُذَيْفَةُ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِذَا اَمَّ الرَّجُلُ الْقَوْمَ فَلَا يَقُمْ فِي مَقَامٍ اَرْفَعَ مِنْ مَقَامِهِمْ اَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ)) فَقَالَ عَمَّارٌ لِذٰلِكَ اتَّبَعْتُكَ حِيْنَ اَخَذْتَ عَلٰی يَدَيَّ۔ (رواه ابو داوٗد) (ابو داود حدیث رقم ۵۹۸)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مدائن ❶ میں لوگوں کو نماز پڑھائی اور وہ کھڑے ہوئے ایک دکان پر نماز پڑھانے کے لیے اور لوگ ان سے بہت نیچے تھے تو سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ پکڑ لیے اور عمار رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے ہو لیے یہاں تک کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں نیچے اتار دیا اور جب عمار رضی اللہ عنہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو انہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ: ''جب تم میں سے کوئی آدمی کسی قوم کی امامت کرائے تو وہ ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جو ان کی جگہ سے اونچی ہو یا اس طرح سے کچھ اور فرمایا؟ تو عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اسی لیے میں آپ کے پیچھے ہو لیا تھا جب آپ نے میرے ہاتھ پکڑے تھے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مدائن دریائے دجلہ کے کنارے بغداد کے قریب ایک پرانا شہر ہے اس سے معلوم ہوا کہ امام اور متقدی دونوں کو ایک ہی سطح پر کھڑا ہونا چاہیے اور امام کا بلند جگہ پر کھڑا ہونا مکروہ ہے ہاں البتہ لوگوں کو تعلیم دینے کی خاطر اونچا کھڑے ہو کر نماز پڑھانا جائز ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تعلیم کے ارادہ سے منبر پر نماز پڑھائی تھی۔

۱۱۱۳ (۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِنِ السَّاعِدِيِّ اَنَّهٗ سُئِلَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ نِ الْمِنْبَرُ فَقَالَ هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَهٗ فُلَانٌ مَوْلٰی فُلَانَةَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَكَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلْفَهٗ فَقَرَاَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلْفَهٗ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰی فَسَجَدَ عَلَى الْاَرْضِ ثُمَّ عَادَ اِلَی الْمِنْبَرِ ثُمَّ قَرَاَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ رَجَعَ الْقَهْقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرْضِ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ۔ وَفِي الْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ نَحْوَهٗ وَفِيْ اٰخِرِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((يَااَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِيْ وَ لِتَعْلَمُوْا صَلٰوتِيْ۔))

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر کس چیز سے بنایا گیا تھا؟ انہوں نے کہا' مقام غابہ ❶ کے جھاؤ کے درخت سے اور اس کو فلاں عورت کے غلام ❷ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنایا تھا اور کھڑے ہوئے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنا گیا اور رکھا گیا تو اس پر قبلہ ❸ رخ کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے' آپ نے قراءت کی اور رکوع کیا اور لوگوں نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے سر اٹھایا' پھر آپ پچھلی طرف لوٹے اور زمین پر سجدہ کیا' پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہوئے اور قراءت کی اور رکوع کیا' پھر سر اٹھایا اور پچھلی طرف لوٹے اور زمین پر سجدہ کیا' یہ بخاری کے الفاظ ہیں' اور بخاری و مسلم میں اسی طرح

(البخاری حدیث رقم ۹۱۷ ومسلم حدیث رقم (٤٤۔ ٥٤٤) والنسائی حدیث رقم ۷۳۹)

ہے اور کہا راوی نے آخر حدیث میں، پس جب آپ فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف توجہ کر کے فرمایا: ''اے لوگو! میں نے اس طرح اس لیے کیا ہے تا کہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز جان (سیکھ) لو۔''

فوائد الحدیث: ❶ غابہ درختوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ تھا جو مدینہ منورہ سے نو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ❷ غلام کے نام میں بہت اختلاف ہے، تقریباً صحیح یہ ہے کہ اس کا نام میمونہ تھا، عورت کا نام معلوم نہیں ہو سکا، اتنا معلوم ہے کہ وہ انصار سے تھی۔ (صح)
❸ قبلہ رخ الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام جب مقتدیوں کی تعلیم کا ارادہ کرے تو اسے اونچی جگہ کھڑے ہو کر امامت کرانا جائز ہے، نیز معلوم ہوا کہ ضرورت کے لئے ایک، دو قدم آگے، پیچھے ہونا درست ہے، اس سے نماز میں کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

۱۱۱٤ (۹) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ حُجْرَتِهٖ وَالنَّاسُ يَأْتَمُّوْنَ بِهٖ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجْرَةِ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱۲٦)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ میں نماز پڑھی اور لوگ اقتداء کرتے تھے آپ کی حجرہ کے پیچھے سے۔ ❶ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پیچھے سے الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی چیز حائل ہو کہ امام کا اٹھنا، بیٹھنا اور انتقال ارکان کا صحیح طور پر پتہ نہ چل سکے تو امام کی اقتداء جائز ہے، اس حجرہ سے مراد وہ حجرہ ہے جو آپ نے اعتکاف کے لئے مسجد میں چٹائی سے بنایا تھا، جگہ کی تنگی کی بناء پر اگر کچھ مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہو جائیں اور باقی نیچے یا اوپر جیسے آج کل مساجد دوہری چھت (کئی کئی منزلوں) والی ہوتی ہیں، امام نیچے ہوتا ہے اور بعض مقتدی اوپر تو یہ جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۱٥- (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكِ نِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ اَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَفَّ الرِّجَالَ وَصَفَّ خَلْفَهُمُ الْغِلْمَانُ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمْ فَذَكَرَ صَلَاتَهٗ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا صَلٰوةُ قَالَ عَبْدُ الْاَعْلٰى لَا اَحْسِبُهٗ اِلَّا قَالَ ((اُمَّتِیْ))۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٦۷۷)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ انہوں نے کہا: آپ نے نماز قائم فرمائی اور صف بنائی پہلے مردوں نے اور پھر ان کے پیچھے لڑکوں نے صفیں بنائیں، پھر آپ نے ان کو نماز پڑھائی اور ابو مالک نے آپ کی نماز کی کیفیت کا ذکر کیا پھر آپ نے فرمایا کہ اسی طرح ہے نماز، عبدالاعلیٰ نے کہا میں یہی سمجھتا ہوں کہ آپ نے فرمایا ''میری امت کی'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۱۱٦- (۱۱) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا فِیْ

قیس بن عباد سے روایت ہے میں ایک دفعہ مسجد میں پہلی

الْمَسْجِدِ فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ فَجَبَذَنِی رَجُلٌ مِّنْ خَلْفِیْ جَبْذَةً فَنَحَّانِیْ وَ قَامَ مَقَامِیْ فَوَ اللّٰهِ مَا عَقَلْتُ صَلَاتِیْ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِذَا هُوَ اُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ یَافَتٰی لَا یَسُوْٓ ءُكَ اللّٰهُ اِنَّ هٰذَا عَهْدٌ مِّنَ النَّبِیِّ ﷺ اِلَیْنَا اَنْ نَّلِیَهٗ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَقَالَ هَلَكَ اَهْلُ الْعَقْدِ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ مَا عَلَیْهِمْ اٰسٰی وَلٰكِنْ اٰسٰی عَلٰی مَنْ اَضَلُّوْا قُلْتُ یَا اَبَا یَعْقُوْبَ مَا تَعْنِیْ بِاَهْلِ الْعَقْدِ قَالَ الْاُمَرَآءُ۔ (رواه النسائی)

(النسائی حدیث رقم ۸۰۸ واحمد فی المسند ۵/ ۱٤۰)

صف میں کھڑا تھا کہ اچانک کسی آدمی نے مجھے پیچھے سے کھینچ لیا اور مجھے ایک طرف کر دیا اور میری جگہ خود کھڑا ہو گیا' پس اللہ کی قسم مجھے اپنی نماز کی ہوش نہ رہی ❶ غصہ کی وجہ سے اور جب نماز سے فارغ ہوا تو وہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے تو انہوں نے کہا' اے نوجوان! تجھے اللہ تعالیٰ تکلیف سے ہمیشہ بچائے وہ یہ عہد تھا ہم سے نبی ﷺ کا کہ ہم آپ سے قریب کھڑے ہوں' پھر وہ قبلہ رخ کھڑے ہوئے اور کہا مجھے رب کعبہ کی قسم! اہل عقد ہلاک ہو گئے' تین بار کہا۔ پھر کہا واللہ مجھے ان کی ہلاکت کا افسوس نہیں' لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ انہوں نے دوسرے لوگوں کو گمراہ اور برباد کر دیا' میں نے کہا آپ کی اہل عقد سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا' امراء لوگ۔ ❷ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ ہوش رہی الخ قیس بن عبادہ نوجوان لڑکے تھے' عمر پختہ نہ تھی' سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو کھینچ لیا اور ان کی جگہ خود کھڑے ہو گئے' اس سے سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں اس قدر غصہ آیا کہ نماز بھول گئی کہ میرے ساتھ بڑی بے انصافی ہوئی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے نماز کے بعد ان کی تسلی کے لیے مسئلہ کی وضاحت کر دی کہ نبی ﷺ کا حکم اسی طرح ہے کہ امام کے قریب عقلمند اور اہل علم کھڑے ہوا کریں' اس لیے میں نے تجھے کھینچا ہے اور ساتھ ہی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے دعا بھی کی۔

❷ امراء الخ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے ہیں' شاید سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بعض عمال کا شکوہ کیا کہ وہ صفوں کی درستگی میں بے پروائی کرتے ہیں۔ (اصابہ واستیعاب)

بَابُ الْاِمَامَةِ

امامت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۱۷ (۱) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِی الْقِرْآءَةِ سَوَآءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَآءً

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قوم کی وہ شخص امامت ❶ کرائے جو کتاب اللہ کا بہت قاری ہو ❷ اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو پھر جو سنت کا زیادہ ماہر ہو' اور اگر وہ سنت کی مہارت میں برابر ہوں تو پھر

فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَّلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ سُلْطَانِهٖ وَلَا يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى تَكْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ)) (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهٖ۔) (مسلم حدیث رقم (٢٩٠ ـ ٦٧٣) وابوداود حدیث رقم ٥٨٢ والنسائی حدیث رقم ٧٨٠ وابن ماجه حدیث رقم ٩٨٠)

جس نے پہلے ہجرت کی ہو ❸ اور اگر وہ ہجرت میں برابر ہوں تو پھر ان میں سے بڑی عمر والا امامت کرائے، کوئی شخص کسی شخص کی حکومت میں اور اس کے گھر میں اس کی نشست گاہ میں بغیر اس کی اجازت کے نہ بیٹھے۔'' (مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اور نہ امامت کرائے کوئی شخص کسی کی اس کے گھر میں۔

فوائد الحدیث: ❶ امامت الخ اسلام میں امام کا لفظ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے (۱) بادشاہ جو ملک کا نظام کتاب وسنت کی روشنی میں چلائے اس کو امام کبریٰ، امارت یا خلافت کہتے ہیں۔ (۲) امام نماز، اس باب میں نماز کی امامت کے احکام اور آداب بیان ہوں گے۔
❷ قاری الخ امامت اعزازی عہدہ ہے، امام کے اخلاق اور عادات کا اثر اس کے اتباع پر ہونا قدرتی ہے، انسان فطرۃً اس آدمی کی اقتداء کرتا ہے جسے وہ بہتر سمجھتا ہے، بہتر یہی ہے کہ امام بلا معاوضہ کام کرے، عوام اس کے عمل کو بیع یا اجارہ کی نظر سے نہ دیکھیں لیکن اجرت حرام نہیں، امام میں درج ذیل خوبیوں کا ہونا ضروری ہے (۱) امام قرآن مجید کا عالم ہو، (۲) سنت کی مہارت کے ساتھ، سنت کا پابند ہو (۳) ہجرت میں سب سے اول ہو (۴) عمر رسیدہ ہو۔ ❸ جس نے پہلے ہجرت کی ہو الخ ہجرت سے اپنا ملک چھوڑ کر اسلامی ملک میں چلا جانا ہی مراد نہیں بلکہ ہجرت سے عام ہجرت بھی مراد ہے۔ (نیل)

١١١٨ (٢) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانُوْا ثَلٰثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَاُهُمْ))۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَ ذُكِرَ حَدِيْثُ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ فِيْ بَابٍ بَعْدَ فَضْلِ الْاَذَانِ۔ (مسلم حدیث رقم (٢٨٩ ـ ٦٧٢) والنسائی حدیث رقم ٧٨٢ والدارمی حدیث رقم ١٢٥٤)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امامت کرائے اور ان میں سے امامت کا زیادہ مستحق وہ ہے جو قرآن کو بہت جاننے والا ہو۔'' (مسلم) اور مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث ''باب فضل الاذان'' کے ذیلی باب میں ذکر ہو چکی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١١١٩ (٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ قُرَّآءُكُمْ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٥٩٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے اچھے آدمی ❶ کو اذان پڑھنا چاہیے اور تم میں سے کتاب اللہ کو زیادہ جاننے والا امامت کرائے۔'' (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اچھے آدمی کو الخ اس لیے کہ اذان کی دعوت بہترین کلمات پر مشتمل ہے اللہ تعالیٰ کی عظمت، کبریائی، ہیبت اور جلال کی شہادت، توحید باری تعالیٰ اور نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار، نجات اور نماز کی دعوت وغیرہ، ایسی دعوت کے لئے ضروری ہے کہ دعوت

دینے والا' خود ان پر ایمان رکھتا ہو' ان پر عامل ہو' دوسری شرط یہ ہے کہ وہ پر امامت اجرت نہ لے۔

١١٢٠ (٤) وَعَنْ اَبِیْ عَطِیَّةَ الْعُقَیْلِیْ قَالَ كَانَ مَالِكُ بْنُ الْحُوَیْرِثِ یَأْتِیْنَا اِلٰی مُصَلَّانَا یَتَحَدَّثُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ یَوْمًا قَالَ اَبُوْ عَطِیَّةَ فَقُلْنَا لَهٗ تَقَدَّمْ فَصَلِّهٖ قَالَ لَنَا قَدِّمُوْا رَجُلًا مِّنْكُمْ یُصَلِّیْ بِكُمْ وَ سَأُحَدِّثُكُمْ لِمَ لَا اُصَلِّیْ بِكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ یَقُوْلُ ((مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَا یَؤُمَّهُمْ وَ لْیَؤُمَّهُمْ رَجُلٌ مِّنْهُمْ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ) اِلَّا اَنَّهٗ اِقْتَصَرَ عَلٰی لَفْظِ النَّبِیِّ ﷺ۔ (ابوداود حدیث رقم ٥٩٦ والترمذی حدیث رقم ٣٥٦ والنسائی حدیث رقم ٧٨٧ واحمد فی المسند ٥/ ٥٣)

ابوعطیہ عقیلی سے روایت ہے کہ سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہماری مسجد میں آتے اور ہمارے ساتھ باتیں کرتے تھے' ایک دن نماز کا وقت ہو گیا اور ابوعطیہ کہتے ہیں ہم نے انہیں کہا آگے ہو کر آپ ہمیں نماز پڑھائیں' انہوں نے کہا تم آگے کروا پنے میں سے کسی شخص کو تا کہ وہ تمہیں نماز پڑھائے' میں تمہیں ابھی ایک حدیث سناؤں گا کہ میں نے تمہیں کیوں نماز نہیں پڑھائی' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جو شخص کسی قوم کے پاس بطور زیارت ❶ کے جائے تو ان کی امامت نہ کرائے اور انہی لوگوں میں سے کوئی شخص ان کی امامت کرائے۔'' (ابوداؤد' ترمذی' نسائی) مگر امام نسائی نے صرف نبی ﷺ کی حدیث بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: اس میں ایک مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ زیارت الخ اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ مہمان کے لئے امامت کرانا جائز نہیں' امام مالک' امام اسحاق کا یہی مذہب ہے مگر باب کے شروع میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ''اِلَّا بِاِذْنِهٖ'' استثنا آیا ہے یعنی مہمان' میزبان کی اجازت سے امامت کرا سکتا ہے' یہ حدیث صحیح ہے' امام مسلم نے اپنی صحیح میں بیان کی ہے' امام شافعی' امام احمد' امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ اس کو جائز سمجھتے ہیں جبکہ امام اسحاق اجازت کے بعد بھی جائز نہیں سمجھتے (مرعاۃ ص ١٠٦ ج ٢)

١١٢١ (٥) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اِسْتَخْلَفَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اِبْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ یَؤُمُّ النَّاسَ وَهُوَ اَعْمٰی۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٥٩٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا' وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے' حالانکہ وہ نابینا ❶ تھے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے اس کے دو شاہد ہیں اور وہ صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نابینا تھے الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نابینا آدمی کی امامت بلا کراہت جائز ہے' امام ابواسحاق مروزی اور امام غزالی نابینا آدمی کی امامت کو بینا آدمی کی امامت سے افضل سمجھتے ہیں کیونکہ چیزوں کے نہ دیکھنے کی وجہ سے اس کے دل میں زیادہ خشوع ہوتا ہے' الغرض نابینا آدمی کی امامت مسلّم اور جائز ہے۔ (مرعاۃ ج ٢ ص ١٠٧)

١١٢٢ (٦) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ اٰذَانَهُمْ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ وَ امْرَاَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَیْهَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین آدمیوں کی نماز ان کے کانوں سے اوپر ❶ نہیں جاتی (١) بھاگا ہوا غلام جب تک کہ وہ واپس نہ آئے (٢) وہ عورت جو اس حالت میں رات گذارتی ہے کہ خاوند اس کا

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔)
(الترمذی حدیث رقم ۳۵۸)

اس پر ناراض ہے۔'' (۳) اور وہ امام جس پر قوم ناراض ہو (ترمذی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اوپر نہیں جاتی الخ یعنی قبول نہیں ہوتی جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے جس کو امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۱۱۲۳ (۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ لَا تُقْبَلُ مِنْهُمْ صَلَاتُهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَى الصَّلَاةَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ اَنْ يَأْتِيَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهُ وَرَجُلٌ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَهُ۔)) (رواه ابوداوٗد و ابن ماجة)
(ابوداود حدیث رقم ۵۹۳ وابن ماجه حدیث رقم ۹۷۱)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی نماز قبول نہیں ہوتی (۱) جو شخص آگے ہو کر کسی قوم کو نماز پڑھاتا ہے اور قوم اس پر ناراض ہو (۲) اور وہ شخص جو نماز پڑھے پیچھے یعنی نماز کے وقت گزر جانے کے بعد (۳) اور وہ شخص جو غلام بنائے کسی آزاد آدمی کو۔'' (ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۱۲۴ (۸) وَعَنْ سُلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَتَدَافَعَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُوْنَ اِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ۔)) (رواه احمد و ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ۵۸۱ واحمد فی المسند ۶/ ۳۸۱)

سیدہ سلامہ بنت حر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تحقیق قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے ذمہ امامت لگائیں گے (اور) نمازیوں کو امام نہیں ملے گا ❶ جوان کو نماز پڑھائے۔'' (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں ملے گا الخ یعنی دین کا علم کم ہو جائے گا' لوگ دنیا کے حصول کا علم تو سیکھیں گے لیکن علم دین سے ناواقف ہو جائیں گے' یہاں تک کہ نوبت بایں جا رسید کہ جماعت کرانے کے لئے بھی کوئی آدمی نہ ملے گا' ہر ایک دوسرے کو کہے گا کہ تو جماعت کرا' کیونکہ کسی کو نماز اور جماعت کے احکام و آداب کا علم نہ ہو گا' البتہ اگر از راہ اعزاز دوسرے کو افضل جان کر امامت کے لئے کہا جائے تو یہ اس میں داخل نہیں ہے۔

۱۱۲۵ (۹) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْجِهَادُ وَاجِبٌ عَلَيْكُمْ مَعَ كُلِّ اَمِيْرٍ بَرًّا كَانَ اَوْ فَاجِرًا وَاِنْ عَمِلَ الْكَبَآئِرَ وَالصَّلَاةُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكُمْ خَلْفَ كُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا كَانَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر جہاد فرض ہے ہر امام کے ساتھ خواہ وہ نیک ہو یا فاجر ❶ اگرچہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے اور نماز تم پر واجب ہے ہر مسلمان کے پیچھے خواہ وہ نیک ہو یا فاجر' اگرچہ وہ

اَوْفَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْکَبَآئِرَ وَالصَّلَاۃُ وَاجِبَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ بَرًّا کَانَ اَوْفَاجِرًا وَّاِنْ عَمِلَ الْکَبَآئِرَ۔))

(رواہ ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۲۰۳۳)

کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے اور نماز واجب ہے ہر مسلمان پر خواہ وہ نیک ہو یا فاجر' اگرچہ وہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کرے۔" (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یا فاجراً لخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فاسق کی امامت جائز ہے بشرطیکہ اس کا فسق حد کفر کو نہ پہنچا ہو لیکن یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ یہ حدیث مکحول سے مروی ہے اور مکحول نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نہیں سنی' اس لیے فاسق' فاجر اور بدعتی کو امام بنانا جائز نہیں ہے' ہاں اگر کبھی کبھار اتفاقاً جماعت کرا دے تو کوئی مضائقہ نہیں' مزید تفصیل کے لئے مرعاۃ ج ۲ ص ۱۱۰ کی طرف رجوع کریں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۲۶ (۱۰) عَنْ عَمْرِوبْنِ سَلِمَۃَ قَالَ کُنَّا بِمَآءٍ مَّمَرِّ النَّاسِ یَمُرُّ بِنَا الرُّکْبَانُ نَسْأَلُھُمْ مَا لِلنَّاسِ مَالِلنَّاسِ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ فَیَقُوْلُوْنَ یَزْعَمُ اَنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَہٗ اَوْحٰی اِلَیْہِ اَوْحٰی اِلَیْہِ کَذَا وَکُنْتُ اَحْفَظُ ذَالِکَ الْکَلَامَ فَکَاَنَّمَا یُغَرّٰی فِیْ صَدْرِیْ وَکَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسْلَامِھِمُ الْفَتْحَ فَیَقُوْلُوْنَ اُتْرُکُوْہُ وَقَوْمَہٗ فَاِنَّہٗ اِنْ ظَھَرَ عَلَیْھِمْ فَھُوَ نَبِیٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا کَانَتْ وَقْعَۃُ الْفَتْحِ بَادَرَ کُلُّ قَوْمٍ بِاِسْلَامِھِمْ وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِھِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُکُمْ وَاللّٰہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ ﷺ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ فَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَکْثَرَ قُرْاٰنًا مِّنِّیْ لِمَا کُنْتُ اَتَلَقّٰی مِنَ الرُّکْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ وَکَانَتْ عَلَیَّ بُرْدَۃٌ کُنْتُ اِذَا سَجَدْتُّ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِّنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اسْتَ قَارِئِکُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِیْ قَمِیْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَیْءٍ فَرَحِیْ بِذَالِکَ الْقَمِیْصِ۔

سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ ❶ سے روایت ہے کہ ہم ایک پانی کے کنارے پر رہتے تھے جو لوگوں کی گزرگاہ پر واقع تھا' سوار ہمارے پاس سے گزرتے ہم ان سے پوچھتے لوگوں کا کیا حال ہے ❷ اس شخص کی کیا صفت ❸ ہے؟ تو لوگ بتاتے تھے کہ ان کا خیال ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے' اس کی طرف فلاں' فلاں احکام وحی کیے ❹ (اور) کلام کو ❺ (میں) اس طرح یاد کر لیتا کہ گویا وہ کلام میرے سینہ میں پیوست ہو جاتا تھا اور عرب قبائل اپنے اسلام کے فیصلہ کے لیے فتح مکہ کا انتظار کرتے تھے۔ ❻ وہ کہتے تھے کہ چھوڑ دو ان کو اور ان کی قوم کو' اگر وہ غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہے' پھر جب فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی اور جلدی پہنچا آپ کی خدمت میں میرا باپ اپنی قوم کے اسلام کی اطلاع لے کر' پس جب (میرا والد) واپس آیا تو اس نے کہا واللہ! میں تمہارے پاس سچے نبی کے ہاں سے آیا ہوں اور آپ نے فرمایا ہے پڑھو نماز فلاں' فلاں وقت میں اور فلاں نماز فلاں وقت میں' اور جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور جو تم میں سے قرآن زیادہ جانتا ہو وہ تمہاری امامت کرائے' پس (جب) ❼

(رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ٤٣٠٢ واحمد فی المسند ٥/ ٢٣٠)

میری قوم نے دیکھا تو مجھ سے کوئی زیادہ قرآن نہیں جانتا تھا اس لیے کہ میں قرآن سیکھتا رہتا تھا راہ گزر سواروں سے چنانچہ لوگوں نے مجھے آگے ❽ کھڑا کر دیا اور میری عمر چھ یا سات سال کی تھی اور مجھ پر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ سکڑ جاتی تھی' تو قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری (امام) کے چوتڑ تو ڈھانپ لو پھر پس انہوں نے میرے لیے ایک قمیص بنوا دی' میں کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوا' جس قدر مجھے اس قمیص سے خوشی حاصل ہوئی (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں (تقریب ص۳۹۲) ❷ کیا حال ہے؟ الخ یعنی یہ کیا دین نکال لیا ہے؟ ❸ کیا صفت الخ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ ❹ وحی کیے ہیں الخ یعنی قرآن مجید جس کو قافلہ والے پڑھتے تھے۔ ❺ اس کلام کو الخ یعنی قرآن مجید کو۔ ❻ فتح مکہ کا الخ یعنی اگر مکہ فتح ہوا تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے۔ ❼ پس جب دیکھا الخ یعنی امام بنانے میں سوچ بچار کیا۔
❽ آگے الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ کی امامت درست ہے' کیونکہ عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کو جب امام مقرر کیا گیا تو اس وقت ان کی عمر چھ یا سات سال کی تھی' بعض لوگوں نے نابالغ کی امامت کو مکروہ سمجھا ہے اور کہا ہے کہ سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نماز سے مراد' نفل نماز مراد ہے' اس شبہ کا ازالہ خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صَلُّوا صَلٰوةَ كذا فِی حِيْنِ كَذَا الخ" یعنی فلاں نماز' فلاں وقت میں پڑھو' ان الفاظ سے ثابت ہوا کہ سیدنا عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس نماز کا ذکر ہے اس سے فرض نماز مراد ہے اور نفل مراد لینا سینہ زوری ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے مرعاة ونیل کی طرف رجوع کریں۔)

١١٢٧ (١١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ كَانَ يَؤُمُّهُمْ سَالِمٌ مَّوْلٰى اَبِىْ حُذَيْفَةَ وَفِيْهِمْ عُمَرُ وَ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالْاَسَدِ۔ (البخاری حدیث رقم ٦٩٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب پہلے مہاجرین مدینہ منورہ آئے تو ان کی امامت سیدنا ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام ❶ سالم رضی اللہ عنہ کراتا تھا' حالانکہ ان میں عمر اور ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ غلام الخ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ نابالغ' نابینا اور غلام کی امامت درست ہے' سیدنا سالم رضی اللہ عنہ' ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کے غلام تھے اور وہ آزاد ہونے سے پہلے امامت کرایا کرتے تھے۔ (مرعاة ج۲ ص۱۱۴)

١١٢٨ (١٢) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلَاتُهُمْ فَوْقَ رُؤُسِهِمْ شِبْرًا رَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ وَ امْرَأَةٌ بَاتَتْ وَ زَوْجُهَا عَلَيْهَا سَاخِطٌ وَ اَخَوَانِ مُتَصَارِمَانِ۔)) (رواہ ابن ماجة) (ابن ماجه حدیث رقم ٩٧١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین آدمی ہیں کہ ان کے سروں کے اوپر ایک بالشت بھی اونچی نہیں ہوتیں ان کی نمازیں (۱) وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرائے اور وہ اسے ناپسند کرتے ہوں (۲) اور وہ عورت جو رات گزارے اس حالت میں کہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو (۳) اور وہ دو

بھائی جو آپس میں ناخوش ہوں۔'' (ابن ماجہ)

بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ

امام ❶ پر جو حقوق واجب ہیں ان کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١١٢٩ (١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوةً مِّنَ النَّبِيِّ ﷺ وَاِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ اَنْ تُفْتَنَ اُمُّهٗ۔ **(متفق عليه)** (البخاری حديث رقم ٧٠٨ ومسلم حديث رقم ١٩٠-٤٦٩' ابوداود حديث رقم ٧٨٩' الترمذی حديث رقم ٣٧٦' النسائی حديث رقم ٨٢٥' ابن ماجه حديث رقم ٩٩٠ واحمد فی المسند٥/٣٠٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھی جس کی نماز بہت ہلکی اور کامل بھی ہو نبی ﷺ کی نماز سے اور آپ (جب) بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز میں تخفیف کر دیتے تاکہ اس کی ماں کو تکلیف نہ ہو۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دنیا میں کوئی نظام بھی یکطرفہ بالادستی سے نہیں چل سکتا' اس لیے شریعت نے امام کو مقتدیوں پر فوقیت اور برتری عطا کر دی ہے' امام بہتر آدمی ہونا چاہیے' اسی طرح مقتدی لوگوں کے بھی کچھ حقوق ہیں' امام کے لئے ان کی بجا آوری ضروری ہے' چنانچہ اس باب میں امام اور مقتدی دونوں کے حقوق بیان ہوئے ہیں۔

١١٣٠ (٢) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَا اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِيِّ فَاَتَجَوَّزُ فِيْ صَلٰوتِيْ مِمَّا اَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهٖ مِنْ بُكَآئِهٖ)) (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٧٠٩ وابن ماجه حديث رقم ٩٨٩)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نماز شروع کرتا ہوں اور اسے لمبی کرنا چاہتا ہوں' پھر میں بچے کے رونے کی آواز سن لیتا ہوں' تو میں نماز کو مختصر کر دیتا ہوں' اس لیے کہ میں جانتا ہوں' اس کی ماں کو اس کے رونے سے غم ❶ ہوتا ہے۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ غم الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام کو اطمینان کے ساتھ اختصار سے کام لینا چاہیے' مقتدی بیمار' حاجت مند کمزور اور بوڑھا ہو تو امام کو نماز میں اس کا خیال رکھنا چاہیے' بچہ روئے تو نماز میں اس کی ماں کے جذبات کا خیال رکھے یعنی قراءت چھوٹی کرے اور رکوع' سجود' قومہ' جلسہ نہایت اطمینان سے ادا کرے کیونکہ ان کو اچھی طرح ادا نہ کرنے سے تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

١١٣١ (٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ السَّقِيْمَ وَالضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار' کمزور اور بڑی عمر کے آدمی

لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَآءَ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۷۰۳ ومسلم حدیث رقم ۱۸۳۔ ۴۷۶) وابوداود حدیث رقم ۷۹۴ والترمذی حدیث رقم ۲۳۶ وللنسائی حدیث رقم ۸۲۳ وابن ماجه حدیث رقم ۸۷)

ہوتے ہیں' اور جب اکیلا نماز پڑھے تو جس قدر چاہے لمبی ❶ نماز پڑھے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لمبی الخ اس سے ثابت ہوا کہ اکیلے آدمی پر کوئی پابندی نہیں خواہ قراءت لمبی کرے یا چھوٹی۔

۱۱۳۲ (۴) عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَا صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۷۰۴ ومسلم حدیث رقم (۱۸۲۔ ۴۶۶) وابوداود حدیث رقم ۷۹۵ وابن ماجه حدیث رقم ۹۸۴ والدارمی حدیث رقم ۱۲۵۹ واحمد ۴/ ۱۱۸)

سیدنا قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم میں صبح کی نماز میں فلاں ❶ آدمی کی وجہ سے حاضر نہیں ہوتا وہ ہم کو بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے' پس میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ کو وعظ میں ناراض ہوتے ہوئے کبھی' جتنا کہ اس دن ناراض دیکھا' پھر فرمایا: ''بیشک تم میں سے بعض آدمی لوگوں کو نفرت دلاتے ہیں' پس تم میں سے جو بھی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ اختصار سے پڑھائے اس لیے کہ ان میں کمزور اور بوڑھے اور حاجتمند ہوتے ہیں۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ فلاں الخ یہ امام سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے' قباء میں امامت کراتے تھے' نماز سے پیچھے رہنے والا ایک غلام تھا' مسند ابویعلی میں ہے کہ جب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لمبی سورت شروع کی تو غلام نے نماز توڑ دی' سیدنا ابی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں غلام کی شکایت کی اور غلام نے سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی شکایت بیان کی تو نبی ﷺ سیدنا ابی رضی اللہ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور یہ واقعہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے ان کا واقعہ اس کے علاوہ ہے۔ (فتح الباری ج ۲ ص ۳۳۹)

۱۱۳۳ (۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَاءُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ)) (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) (البخاری حدیث رقم ۶۹۴)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ تمہیں نماز پڑھاتے ہیں' اگر وہ درست پڑھائیں تو تمہیں اس کا اجر ملے گا اور اگر وہ خطا ❶ کریں تو تمہیں اس کا اجر ملے گا اور ان پر اس کا بوجھ ہوگا۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ خطا الخ نبی ﷺ نے وصیت فرمائی کہ جب برے حاکم ہوں گے اور امامت کرائیں گے تو نماز کے شرائط وآداب نہیں ادا کریں گے لہٰذا اس وقت تم اپنی نماز درست ادا کرنا' تمہیں اجر ملے گا' اگر وہ بھی درست پڑھیں تو انہیں بھی فائدہ ہے ورنہ تمہیں ان کی غلطی کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِيْ۔

اور اس باب میں دوسری فصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١١٣٤ (٦) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِى الْعَاصِ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ)). (رواه مسلم وَفِى رِوَايَةٍ لَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُ ((اُمَّ قَوْمَكَ)) قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَجِدُ فِىْ نَفْسِىْ شَيْئًا قَالَ ((اُدْنُهُ)) فَاَجْلَسَنِى بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِىْ صَدْرِى بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ ((تَحَوَّلْ)) فَوَضَعَهَا فِى ظَهْرِى بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ ((اُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِنَّ فِيْهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ.)) (مسلم حديث رقم ١٨٦- ٤٦٨)

سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے یہ آخری عہد لیا کہ جب تو کسی قوم کی امامت کرائے تو ان کو نماز ہلکی پڑھا۔ (مسلم) مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی سے فرمایا: ''تو اپنی قوم کی امامت کرا' میں نے کہا اے اللہ کے رسول! تحقیق میں اپنے دل میں اس کے بارہ میں کچھ کھٹکا سا محسوس ❶ کرتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھایا پھر اپنی ہتھیلی میرے سینے میں' چھاتیوں کے درمیان رکھی' پھر فرمایا: ''ذرا پہلو بدل'' پھر رکھا آپ نے اپنی ہتھیلی کو میری پیٹھ پر دونوں کندھوں کے درمیان پھر فرمایا: ''تو اپنی قوم کی امامت کرا' اور جو شخص کسی قوم کی امامت کرائے تو ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ ان میں بوڑھے' بیمار' کمزور اور حاجتمند ہوتے ہیں اور جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جس طرح چاہے نماز پڑھے۔

١١٣٥ (٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُنَا بِالتَّخْفِيْفِ وَيَؤُمُّنَا بِالصَّافَّاتِ. (رواه النسائى) (النسائى حديث رقم ٨٢٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم فرماتے تھے نماز میں تخفیف کا اور آپ سورۂ صافات ❷ سے نماز پڑھاتے تھے۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ محسوس الخ مسلم کی ایک اور روایت میں اس طرح بھی ہے کہ مجھے نماز میں وسوسے بہت آتے تھے' میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے وسواس بہت آتے ہیں جن میں قراءت بھی بھول جاتا ہوں' آپ نے فرمایا ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' تین بار پڑھ کر بائیں طرف پھونک لیا کر چنانچہ سیدنا عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ وظیفہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ مرض دور فرما دیا اور امامت کے متعلق جب فرمایا تو شاید اس لیے عذر کیا کہ یہ فریضہ بہت اہم ہے اس کی بجا آوری مشکل ہے تو نبی ﷺ نے سینہ پر ہاتھ رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے شیطانی وسواس اور اشکالات سب دور کر دیئے۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔ ❷ صافات الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قراءت میں اصل یہ ہے کہ موقع اور محل کی مناسبت سے کبھی آپ قراءت مختصر کر لیتے اور کبھی لمبی' اسی طرح ائمہ مساجد کو چاہیے کہ موقع' محل کا لحاظ رکھیں۔

بَابُ مَا عَلَى الْمَامُوْمِ مِنَ الْمُتَابَعَةِ وَحُكْمِ الْمَسْبُوْقِ

مقتدی کے لئے امام کی متابعت کی تاکید اور مسبوق ❶ کے حکم کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۳۶ (۱) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَاِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهٗ حَتّٰى يَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَى الْاَرْضِ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٦٩٠ ومسلم حديث رقم (١٩٧ ـ ٤٧٤) وابو داود حديث رقم ٦٢٢ والترمذی حديث رقم ٢٨١)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے اور جب آپ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے' تو ہم میں سے کوئی آدمی بھی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا ❷ تھا' یہاں تک کہ نبی ﷺ اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مسبوق الخ امام اور مقتدی کے بغیر جماعت نہیں ہو سکتی' اس لیے شریعت اسلامیہ نے جس طرح امام کی ذمہ داریوں کو واضح فرمایا تو اسی طرح مقتدی کے فرائض کی بھی تفصیل بیان فرمایا ہے تاکہ یہ اجتماعی نظام پوری طرح مکمل ہو جائے' اور اس اجتماعیت سے جس قدر فائدہ اٹھایا جانا ممکن اٹھایا جا سکے' مقتدی کے مختلف حالات ہوتے ہیں' ''مدرک'' جو اول سے آخر تک امام کے ساتھ شامل رہے۔ ''لاحق'' امام کے ساتھ شامل ہو کر کسی عذر (وضو ٹوٹنے' غشی آنے' خوف آنے وغیرہ) کسی وجہ سے امام سے علیحدہ ہو جائے' اور پھر عذر دور ہونے کے بعد امام کے ساتھ شامل ہو جائے اور ''مسبوق'' وہ ہے کہ امام کچھ حصہ نماز پڑھ چکے' اس کے بعد نماز میں شامل ہو ان تمام حالات میں ''مسبوق'' پر کچھ ذمہ داریاں ہیں' جنہیں پورا کرنا اس کا فرض ہے۔ (یعنی نماز کے دوران میں شامل ہونے والا) ❷ نہ جھکاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک امام دوسرے رکن میں نہ چلا جائے تو مقتدی دوسرے رکن کی طرف جانا شروع بھی نہ کرے کیونکہ اسی صورت میں ہی اس کا رکن پورا ہوگا' ورنہ جتنا اس نے امام کے پیچھے شروع کیا تھا' اگلا رکن اگر امام کے ساتھ شروع کرے گا تو پچھلے رکن میں اسی قدر کمی رہ جائے گی۔

۱۱۳۷ (۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ اِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْاِنْصِرَافِ فَاِنِّيْ اَرٰكُمْ اَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١١٢ ـ ٤٣٦) والدارمی حديث رقم ١٣١٧ واحمد فی المسند ٣/ ١٢٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ایک دن نماز پڑھائی اور جب نماز پڑھ چکے تو آپ ہماری طرف توجہ فرمائی اور فرمایا: ''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں' تو تم مجھ سے سبقت نہ کرو ❶ رکوع میں' نہ سجود میں' نہ قیام میں اور نہ ہی فارغ ہونے میں' تحقیق میں تمہیں دیکھتا ہوں آگے سے اور پیچھے سے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ کروالخ مطلب یہ ہے کہ مقتدی کو کسی صورت میں بھی امام سے آگے نہیں بڑھنا چاہیے بلکہ تمام ارکان میں امام کی اقتداء کرنا لازم ہے مثلاً جب امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی پھر رکوع میں جائیں اور اسی طرح جب امام سجدہ میں چلا جائے تو مقتدی اس کے بعد سجدہ میں جانا شروع کریں۔

۱۱۳۸ (۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تُبَادِرُوا الْاِمَامَ اِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اِلَّا اَنَّ الْبُخَارِيَّ لَمْ يَذْكُرْ ((وَاِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ))۔ (مسلم حدیث رقم (۸۷۔ ۴۱۵) والنسائی حدیث رقم ۸۳۰ وابن ماجه حدیث رقم ۹۶۰ واحمد فی المسند ۲/ ۴۴۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم امام سے نہ جلدی کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ ''ولا الضالین'' کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہے تو تم ''اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہو (بخاری، مسلم) مگر امام بخاری نے ''ولا الضالین'' کا ذکر نہیں کیا۔

۱۱۳۹ (۴) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ فَصَلّٰى صَلٰوةً مِّنَ الصَّلَوَاتِ وَهُوَ قَاعِدٌ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهٗ قُعُوْدًا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا اَجْمَعُوْنَ)) قَالَ الْحُمَيْدِيُّ قَوْلُهٗ اِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا هُوَ فِيْ مَرَضِهِ الْقَدِيْمِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ النَّبِيُّ ﷺ جَالِسًا وَّالنَّاسُ خَلْفَهٗ قِيَامٌ لَمْ يَاْمُرْهُمْ بِالْقُعُوْدِ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ ﷺ هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ وَاتَّفَقَ مُسْلِمٌ اِلٰى اَجْمَعُوْنَ وَزَادَ فِيْ رِوَايَةٍ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا۔ (البخاری حدیث رقم ۶۸۹ ومسلم حدیث رقم (۷۷۔ ۴۱۱) وابوداود حدیث رقم ۶۰۱ والترمذی حدیث رقم ۳۶۱ والنسائی حدیث رقم ۸۳۲

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک گھوڑے پر سوار ہوئے تو اس سے گر پڑے اور آپ کا دایاں پہلو زخمی ہو گیا تو آپ نے نمازوں میں سے ایک نماز بیٹھ کر پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھی، پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے، جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر پڑھو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ''ربنا لک الحمد'' کہو اور جب امام بیٹھ ❶ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔'' امام حمیدی ❷ نے کہا آپ کا یہ فرمان کہ جب امام بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو یہ آپ کی پہلی بیماری میں تھا، پھر اس کے بعد نبی ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے اوران کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور نبی ﷺ کے کاموں میں سے آخری کام پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ بخاری کے الفاظ ہیں اور مسلم نے ''صلوا

وابن ماجه حديث رقم ١٢٣٧ والموطا حديث رقم ١٦ من كتاب صلاة الجماعة واحمد في المسند ٣/ ١١٠)

جلوسا اجمعون" تک متفق طور پر ذکر کیا ہے اور ایک روایت میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ تم امام سے اختلاف نہ کرو جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو۔

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھ کر الخ یہ حدیث ''ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو آگے آ رہی ہے'' منسوخ ہے اور اس حدیث میں نبی ﷺ کے مرض الموت کی حالت بیان کی گئی ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اور لوگوں نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی' چنانچہ امام حمیدی فرماتے ہیں کہ امام کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم پہلی بیماری میں تھا' اس کے بعد آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے' آپ نے ان کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور یہ اصول ہے کہ نبی ﷺ کی آخری سنت پر عمل کرنا چاہیے۔ ❷ حمیدی الخ یہ ''جمع بین الصحیحین'' کے مصنف نہیں ہیں بلکہ ان کا نام عبداللہ بن زبیر ہے جو امام سفیان ثوری اور امام شافعی کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استاد ہیں۔

١١٤٠ (٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ ((مُرُوْا اَبَا بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ)) فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمَّا سَمِعَ اَبُوْ بَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمٰى اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَجَاءَ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَّسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يُّصَلِّيْ قَائِمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَاعِدًا يَقْتَدِيْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يَقْتَدُوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا يَسْمَعُ اَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ التَّكْبِيْرَ۔ (البخاری حديث رقم ٦٨٤ ومسلم حديث رقم (٩٥ ـ ٤١٨) والنسائی حديث رقم ٨٣٣ وابن ماجه حديث رقم ١٢٣٢ والدارمی حديث رقم ١٣٣٦ واحمد فی المسند ٦/ ١٥٩)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بہت بیمار ہو گئے تو بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع کے لیے آئے' آپ نے فرمایا: ''ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے'' پس ابوبکر رضی اللہ عنہ ان بیماری کے دنوں ❶ میں نمازیں پڑھاتے رہے' پھر ایک دن نبی ﷺ نے طبیعت میں کچھ آرام محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں ❷ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے اور آپ کے دونوں پاؤں زمین پر (بیماری و نقاہت سے) کھنچے آ رہے تھے' یہاں تک کہ آپ مسجد میں داخل ہوئے' جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو محسوس کیا تو وہ پیچھے ہٹنے لگے' تو ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں' تو آپ آئے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے بیٹھ کر اور ابوبکر رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کرتے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے (بخاری' مسلم) اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو تکبیر سناتے تھے۔ ❸

فوائد الحدیث: ❶ دنوں میں الخ یہ تقریباً سترہ نمازیں بنتی ہیں۔ ❷ دو آدمیوں الخ ایک سائید پر عباس رضی اللہ عنہ تھے جو گھر سے مسجد تک

اٹھالائے اور دوسری سائیڈ سے آدمی بدلتے رہے‘ کبھی فضل بن عباس‘ کبھی اسامہ بن زید اور کبھی علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

❸ تکبیر سناتے الخ اس سے معلوم ہوا کہ مجمع زیادہ ہو یا امام بیمار ہو اس کی آواز ہلکی ہو تو اجازت ہے کہ کوئی مقتدی اس کی آواز پہنچائے‘ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کے لئے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صرف انہی کو منتخب فرمایا اور یہ امامت صغریٰ امامت کبریٰ کی طرف اشارہ ہے۔ ذلك فضل الله يوتيه من يشآء‘ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر امام کو کوئی عذر ہو تو وہ اپنی طرف سے کسی کو خلیفہ بنا سکتا ہے۔ (نووی)

١١٤١ (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ۔)) (متفق عليه)

(البخاری حدیث رقم ٦٩١ ومسلم حدیث رقم (١١٤ ـ ٤٢٧) وابوداود حدیث رقم ٦٢٣ والترمذی حدیث رقم ٥٨٢ والنسائی حدیث رقم ٨٢٨ وابن ماجه حدیث رقم ٩٦١ والدارمی حدیث رقم ١٣١٦ واحمد ٢/ ٥٠٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا نہیں ڈرتا وہ شخص جو اٹھاتا ہے سر اپنا امام سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے ❶ کے سر کی طرح بنا دے۔“ (بخاری‘ مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ گدھے الخ اس سے معلوم ہوا کہ امام سے پہلے سر اٹھانا یا کسی رکن میں پہلے جانا حرام ہے‘ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس سے نماز بالکل باطل ہو جاتی ہے۔ بعض بزرگوں نے مشکوۃ کے حواشی میں ایک شخص کا واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ چہرہ ڈھانپے رکھتا تھا ایک روز کھولا تو گدھے کی طرح تھا‘ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس نے یہ حدیث سن کر شبہ کیا اور عمداً امام سے پہلے سر اٹھایا‘ جس سے اس کا سر گدھے کی طرح ہو گیا‘ اعاذنا اللہ منہ‘ واللہ اعلم (مشکوۃ ص۱۰۲)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١١٤٢ (٧) وَعَنْ عَلِيٍّ وَمُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الصَّلَاةَ وَ الْاِمَامُ عَلٰى حَالٍ فَلْيَصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْاِمَامُ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔)

(الترمذی حدیث رقم ٥٩١)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز کیلئے آئے تو امام جس حالت میں ہو تو وہ بھی اسی طرح کرے کہ جس طرح امام کرتا ہے۔“ ❶ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ امام کرتا ہے الخ اس سے ثابت ہوا کہ امام جہاں بھی ہو سجدہ میں‘ جلسہ میں‘ قومہ میں‘ تشہد میں یا رکوع میں تو آنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ امام کے ساتھ اسی حال میں شامل ہو جائے‘ جس حال میں امام ہے اور امام کے کھڑے ہونے کا انتظار نہ کرے جیسے عوام لوگ (اور خصوصاً احناف) کرتے ہیں۔ (نیل)

۱۱۴۳ (۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا جِئْتُمْ اِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سُجُوْدٌ فَاسْجُدُوْا وَلَا تَعُدُّوْهُ شَيْئًا وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابو داود حديث رقم ۸۹۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم نماز کے لیے آؤ اور ہم سجدہ میں ہوں تو تم بھی سجدہ کرو اور اسے رکعت نہ شمار کرو اور جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت ❶ پائی تو اس نے نماز کا ثواب پالیا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رکعت الخ بعض نے رکعت سے رکوع مراد لیا ہے یعنی امام کو رکوع میں پانے والا، رکعت کو پانے والا ہے لیکن رکعت سے رکوع مراد لینا مجاز ہے اور حقیقت چھوڑ کر مجازی معنی بلا قرینہ مراد لینا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے فافہم۔ ہاں اگر سورہ فاتحہ پڑھ کر امام کے رکوع میں شامل ہو جائے تو پھر اس کی رکعت ہو جائے گی ورنہ نہیں، مزید تفصیل کے لیے تحفۃ الاحوذی، فتح الباری اور نیل ج ۲ ص ۲۲۶ کی طرف رجوع کریں۔

۱۱۴۴ (۹) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلّٰى لِلّٰهِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْ جَمَاعَةٍ يُدْرِكُ التَّكْبِيْرَةَ الْاُوْلٰى كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ)) (رواه الترمذى) (الترمذی، حديث رقم ۲٤۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص چالیس دن خالص اللہ تعالیٰ کیلئے باجماعت تکبیر تحریمہ میں شامل ہو کر نماز پڑھے تو اس کے لئے دو خلاصیاں لکھی جاتی ہیں ایک خلاصی دوزخ کی آگ سے اور دوسری خلاصی نفاق سے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۱۴۵ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ رَاحَ فَوَجَدَ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا اَعْطَاهُ اللّٰهُ مِثْلَ اَجْرِ مَنْ صَلَّاهَا وَحَضَرَهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا۔)) (رواه ابوداؤد و النسائى) (ابو داود حديث رقم ٥٦٤ والنسائی حديث رقم ۸۵۵ واحمد فی المسند ۲/ ۳۸۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اچھی طرح وضو کرے پھر وہ نماز کیلئے جائے تو اس نے لوگوں کو پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اسے اسی شخص کے مانند اجر عطا ❶ کرے گا جس نے جماعت میں حاضر ہو کر نماز پڑھی، نہیں کم کرتا یہ ثواب دینا اس کو ان لوگوں کے اجر سے کچھ بھی۔'' (ابوداؤد، نسائی)

حکم الحدیث: اس میں ایک مجہول راوی ہے لیکن اس کا ایک شاہد موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عطا کرے گا الخ یہ اجر اس شخص کے لئے ہے جس نے جان بوجھ کر دیر نہ کی ہو، مثلاً سو گیا یا بھول گیا ایسی صورت میں مسجد میں آیا اور جماعت ہو چکی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو جماعت کا اجر دے گا۔

۱۱۴۶ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا جبکہ

رَجُلٌ وَقَدْ صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((اَلَا رَجُلٌ يَتَصَدَّقُ عَلٰى هٰذَا فَيُصَلِّي مَعَهُ)) فَقَامَ رَجُلٌ فَصَلّٰى مَعَهُ. (رواه الترمذی وابوداؤد) (الترمذی حدیث رقم ۲۲۰ واحمد فی المسند ۳/ ۵)

رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے آپ نے فرمایا: ''کیا نہیں کوئی شخص جو اس پر صدقہ کرے؟'' یعنی اس کے ساتھ نماز پڑھے' تو کھڑا ہوا ایک شخص ❶ اور اس نے اس کے ساتھ (دوبارہ) نماز پڑھی۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک شخص الخ سنن بیہقی میں ہے کہ وہ آدمی جس نے اٹھ کر اس کے ساتھ نماز پڑھی تھی وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے' اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی اکیلے کو نماز پڑھتا دیکھے تو مستحب ہے کہ وہ اس کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے اگر چہ وہ نماز باجماعت پڑھ چکا ہو' نیز معلوم ہوا کہ صدقہ صرف مال ہی سے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک نفع جو کسی کو دین یا دنیا میں پہنچایا جائے وہ صدقہ ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۱۴۷ (۱۲) عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ ((اَصَلَّى النَّاسُ)) فَقُلْنَا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ فَقَالَ ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ ((اَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) قَالَتْ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ ((اَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ ((اَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْ

سیدنا عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' میں نے کہا کیا آپ مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا حال نہ سنائیں گی ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' کیوں نہیں (ضرور سناؤں گی) عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' جب نبی ﷺ بہت بیمار ہو گئے' آپ نے فرمایا کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟ ہم نے کہا' نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں' آپ نے فرمایا: ''میرے لگن (تھال) میں پانی رکھو' ام المؤمنین فرماتی ہیں پس ہم نے پانی رکھ دیا' آپ نے غسل کیا اور آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ بیہوش ❶ ہو گئے' پھر آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا ❷ انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: ''میرے لیے لگن میں پانی رکھ دو' ام المؤمنین فرماتی ہیں پس آپ بیٹھے اور آپ نے غسل کیا' پھر جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ بیہوش ہو گئے' پھر آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے کہا نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میرے

بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَاعُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذَالِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ خِفَّةً وَّخَرَجَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْ بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَا اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ بِاَنْ لَّا يَتَاَخَّرَ فَقَالَ ((اَجْلِسَانِيْ اِلٰى جَنْبِهٖ)) فَاَجْلَسَاهُ اِلٰى جَنْبِ اَبِيْ بَكْرٍ وَّالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ وَقَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِيْ عَآئِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيْثَهَا فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِيْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ. (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٦٨٧ ومسلم حديث رقم ٩٠/ ٤١٨ والنسائي حديث رقم ٨٣٤)

لیے لگن میں پانی رکھ دو پس آپ بیٹھے اور غسل کیا' پھر جب آپ نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو آپ بیہوش ہو گئے' پھر آپ کو ہوش آیا تو فرمایا: ''کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟'' ہم نے کہا' نہیں اے اللہ کے رسول! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور لوگ بیٹھے مسجد میں عشاء کی نماز کیلئے نبی ﷺ کا انتظار کر رہے تھے' تو نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں' ان کے پاس قاصد ❸ آیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں' ابوبکر رضی اللہ عنہ (چونکہ وہ بہت نرم ❹ مزاج تھے) نے کہا اے عمر! آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں ❺ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کہا' آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دنوں میں نماز پڑھائی پھر نبی ﷺ نے اپنی طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس کیا' اور نکلے نبی ﷺ نماز ظہر کیلئے دو آدمیوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان دونوں میں ایک عباس رضی اللہ عنہ ❻ تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے اور جب آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو وہ پیچھے ہٹنا شروع ہو گئے' نبی ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹیں' آپ نے فرمایا کہ: ''مجھے ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دو'' تو انہوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا اور نبی ﷺ بیٹھے ❼ ہوئے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا' میں نے ان سے کہا' کیا نہ بیان کروں میں آپ کے سامنے وہ حدیث جو مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے متعلق بیان کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں' تو میں نے ان کے سامنے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی اور انہوں نے اس میں سے کسی بات کا نہ انکار کیا' مگر یہ کہا کیا تجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسرے شخص کا نام لیا تھا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' میں نے کہا نہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بے ہوش ہو گئے الخ۔ یہ بے ہوشیاں بیماری کی شدت سے تھیں۔ (نووی) ❷ آپ کا انتظار الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر امام کے آنے کی توقع ہو اور نماز کا وقت باقی ہو تو امام کا انتظار کرنا جائز ہے۔ (نووی) ❸ قاصد الخ یعنی بلال رضی اللہ عنہ۔ ❹ نرم مزاج تھے الخ یعنی انہیں جلدی رونا آ جاتا تھا۔ ❺ نماز پڑھائیں الخ کیونکہ میں نبی ﷺ کی جگہ پر کھڑے ہونے کا متحمل نہیں ہوں' آپ پڑھائیں' اس سے ثابت ہوا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں۔ (نووی) ❻ عباس الخ یعنی نبی ﷺ کے چچا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسری طرف کے آدمی کا نام اس لیے نہیں لیا کہ اس طرف ایک شخص مقرر نہ تھا' بلکہ باری باری آتے تھے۔ ❼ بیٹھے الخ یعنی نبی ﷺ امام تھے اور ابوبکر مقتدی' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

۱۱۴۸ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ مَنْ اَدْرَكَ الرَّکْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ قِرَاءَةُ اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَدْ فَاتَهٗ خَیْرٌ کَثِیْرٌ۔ (رواه مالك) (الموطا حدیث رقم ۱۸ من کتاب وقوت الصلاة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جس شخص نے رکعت کو پا لیا' پس اسنے نماز پا لی ❶ اور جس شخص سے سورہ فاتحہ پڑھنی رہ گئی' تو تحقیق وہ بڑے ثواب سے محروم ہو گیا۔ (مالک)

حکم الحدیث: یہ معضل روایت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز پا لی الخ یعنی اس نے جماعت کی مکمل فضیلت حاصل کر لی' بعض لوگوں نے رکعت سے رکوع اور سجدہ سے رکعت مراد لی ہے' اور یہ مجازی معنی ہے اور مجازی معنی اس وقت ملحوظ ہوتا ہے جبکہ حقیقی معنی میں کوئی عذر ہو ورنہ جائز نہیں اس لیے یہاں حقیقی معنی مراد ہو سکتا ہے' باقی تفصیل مرعاۃ ج ۲ ص ۱۳۴ میں دیکھیے۔

۱۱۴۹ (۱۴) وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ الَّذِیْ یَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَیَخْفِضُهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ فَاِنَّمَا نَاصِیَتُهٗ بِیَدِ الشَّیْطَانِ۔ (رواه مالك) (الموطا حدیث رقم ۵۷ من کتاب وقوت الصلاة)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے سر کو امام سے پہلے اٹھاتا ہے اور جھکاتا ہے تو اس کی پیشانی شیطان کے ہاتھ ❶ میں ہے۔ (مالک)

فوائد الحدیث: ❶ ہاتھ الخ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے حکم کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے' شریعت کا حکم یہ ہے کہ امام کی متابعت کی جائے' اور جو متابعت نہیں کرتا وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا امام کی متابعت واجب ہے اور اگر قصداً کوئی امام کی مخالفت کرے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ (زرقانی ج ۱ ص ۱۹۱)

بَابُ مَنْ صَلّٰی صَلٰوةً مَرَّتَیْنِ

دو بار نماز ❶ پڑھنے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۵۰ (۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ ثُمَّ یَاْتِیْ قَوْمَهٗ فَیُصَلِّیْ بِهِمْ۔ (متفق

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے پھر اپنی قوم کے پاس آتے ❷

علیه) (البخاری حدیث رقم ٧٠٠ ومسلم حدیث رقم (١٨٨ ـ ٤٦٥) وابوداود حدیث رقم ٧٩٠ والنسائی حدیث رقم ٩٩٧ وابن ماجه حدیث رقم ٢٣٦ حدیث رقم ٨٣٦ والدارمی حدیث رقم ١٢٩٦ واحمد فی المسند ٣/ ٣٤٠)

اوران کونماز پڑھاتے تھے۔(بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دوبارنماز الخ۔فرائض کی ادائیگی میں اجتماعیت کواہمیت دی گئی ہے اس لیے جس قدر اجتماع زیادہ ہوتو بہتر ہے' اس بناء پر فرائض میں اصل یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ ادا کیے جائیں بعض ائمہ نے جماعت کوواجب کہا ہے اور بعض نے سنت مؤکدہ' اس بنا پر اگر اتفاقاً کوئی آدمی جماعت میں شریک ہوجانا چاہے تو اس میں کوئی نماز مستثنیٰ نہیں ہے' بعض علماء نے مخصوص مسلک کی بنا پر اس مسئلہ میں بھی جھول پیدا کردیا حالانکہ مسئلہ اپنی جگہ پر بالکل صاف ہے اور ویسے بھی یہ حکم فرض یا واجب نہیں' بلکہ مختار اور پسندیدہ ہے۔ ❷ پاس آتے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نوافل والے امام کے پیچھے فرضوں کی اقتدا جائز ہے' کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ اپنی فرض نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھ آتے تھے اور پھر آکر قوم کونماز پڑھاتے تھے' اور یہ نماز ان کی نفل ہوتی تھی۔(دارقطنی ص ٢٧٤ کتاب الام ج ص ٣٧ منتقی معہ نیل ج ٣ ص ١٧٨)

١١٥١ (٢) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْعِشَآءَ وَهِيَ لَهٗ نَافِلَةٌ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٧٠١ ومسلم حدیث رقم ١٨٠ ـ ٤٦٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے' پھر اپنی قوم کی طرف جاتے اور ان کوعشاء کی نماز پڑھاتے تھے اور معاذ رضی اللہ عنہ کی یہ نماز نفل ہوتی تھی۔ روایت کیا اس کو۔❶

فوائد الحدیث: ❶ روایت کیا اس کو الخ صاحب مشکوۃ نے اس حدیث کا مخرج ذکر نہیں کیا' امام ابن حجر نے فرمایا"وهی له نافله" اس کو دارقطنی' عبدالرزاق' بیہقی اور شافعی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے اور یہ روایت صحیح ہے۔(مزید تفصیل تلخیص الحبیر ج ٢ ص ٣٧۔نیل الاوطار ج ٣ ص ١٧٨۔فتح الباری وغیرہا میں دیکھئے)۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١١٥٢ (٣) عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ حَجَّتَهٗ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ صَلَاةَ الصُّبْحِ فِيْ مَسْجِدِ الْخَيْفِ فَلَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ وَانْحَرَفَ فَاِذَا هُوَ بِرَجُلَيْنِ فِيْ اٰخِرِ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّيَا مَعَهٗ قَالَ ((عَلَيَّ بِهِمَا)) فَجِيْءَ بِهِمَا تَرْعَدُ فَرَائِصُهُمَا فَقَالَ ((مَا مَنَعَكُمَا اَنْ تُصَلِّيَا مَعَنَا)) فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا قَدْ صَلَّيْنَا فِيْ رِحَالِنَا قَالَ ((فَلَا تَفْعَلَا اِذَا صَلَّيْتُمَا فِيْ رِحَالِكُمَا ثُمَّ اَتَيْتُمَا مَسْجِدَ جَمَاعَةٍ

سیدنا یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر ہوا اور آپ کے ساتھ میں نے مسجد خیف میں صبح کی نماز پڑھی' تو آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے دو آدمیوں کو سب سے پیچھے بیٹھے ہوئے دیکھا کہ انہوں نے آپ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی' آپ نے فرمایا:"ان دونوں کو میرے پاس لاؤ"'پس ان کو لایا گیا اس حالت میں کہ ان کے کاندھے کانپتے تھے' آپ نے فرمایا: "تمہیں ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے باز

فَصَلِّيَا مَعَهُمْ فَإِنَّهَا لَكُمَا نَافِلَةٌ.)) (رواه الترمذى' ابوداؤد و النسائى) (ابوداود حديث رقم ٥٧٥ والترمذى حديث رقم ٢١٩ والنسائى حديث رقم ٨٥٨ والدارمى حديث رقم ١٣٦٧ واحمد فى المسند ٤/ ١٦٠)

رکھا؟'' انہوں نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہم اپنے مکانوں میں نماز پڑھ آئے تھے' آپ نے فرمایا: ''آئندہ ایسا نہ کرنا جب تم اپنے مکانوں میں نماز پڑھ لو' پھر تم ایسی مسجد میں آؤ جس میں جماعت ہو رہی ہو اور تمہیں جماعت مل جائے تو ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لیا کرو پس تحقیق یہ نماز تمہارے لیے نفل نماز ہوگی۔'' ❶ (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نفل نماز ہوگی الخ اس حدیث میں صراحت ہے کہ جو نماز دوسری بار پڑھے گا تو وہ نفل ہوگی خواہ پہلے با جماعت پڑھی ہو یا بغیر جماعت' بعض علماء کے نزدیک فجر اور عصر کی نماز کو دوبارہ نہیں پڑھنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے عصر اور فجر کے بعد نماز پڑھنے سے منع کیا ہے' لیکن اس باب کی احادیث مثلاً یزید بن اسود کی حدیث اور بسر بن محجن کی حدیث مطلق ہیں' ان میں کوئی استثناء مذکورہ نہیں ہے بلکہ یزید کی حدیث میں خاص کر صبح کا ذکر ہے اور آپ نے ان دونوں کو جماعت کی نماز میں شامل نہ ہونے پر ڈانٹا ہے' لہٰذا ہر نماز دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١١٥٣ (٤) عَنْ بُسْرِبْنِ مِحْجَنٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ فِي مَجْلِسٍ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَاُذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَصَلّٰى وَرَجَعَ وَمِحْجَنٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((مَامَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَ النَّاسِ اَلَسْتَ بِرَجُلٍ مُسْلِمٍ)) فَقَالَ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللهِ وَلٰكِنِّي كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِيْ اَهْلِي فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((اِذَا جِئْتَ الْمَسْجِدَ وَكُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ فَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلِّ مَعَ النَّاسِ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ.)) (رواه مالك و النسائى) (النسائى حديث رقم ٨٥٧ والموطا حديث رقم ٨ من باب صلاة الجماعة)

بسر بن محجن اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے' پس نماز کے لیے اذان دی گئی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور واپس چلے گئے اور محجن اسی طرح مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا کیا تو مسلمان نہیں؟'' انہوں نے کہا' کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! لیکن میں اپنے مکان میں نماز پڑھ چکا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''جب تو مسجد میں آئے اور (اس سے پہلے) تو نماز پڑھ چکا ہو ❶ اور نماز قائم کی جائے (مسجد میں جماعت ہو رہی ہو) تو لوگوں کے ساتھ تو نماز پڑھ لے اگرچہ تو پہلے پڑھ چکا ہو۔'' (مالک' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پڑھ چکا ہو الخ یہ حدیث واضح دلیل ہے اس پر کہ اگر آدمی اپنی نماز پڑھ چکا ہو اور پھر وہی نماز بعد میں جماعت

کی صورت میں مل جائے تو پھر دوبارہ نماز پڑھ لینی چاہیے اگرچہ وہ نماز صبح کی ہو یا عصر کی' امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کیا ہے اور ان کی سند صحیح ہے اور طبرانی نے مرفوعاً سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے گھر میں نماز پڑھ لے' پھر مسجد میں آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائے' یہ نماز اس کی نفل نماز ہوگی۔

١١٥٤ (٥) وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ اَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّهُ سَاَلَ اَبَا اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيَّ قَالَ يُصَلِّيْ اَحَدُنَا فِي مَنْزِلِهِ الصَّلَاةَ ثُمَّ يَاتِي الْمَسْجِدَ وَ تُقَامُ الصَّلَاةُ فَاُصَلِّيْ مَعَهُمْ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْ اَيُّوْبَ سَاَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَذٰلِكَ لَهُ سَهْمُ جَمْعٍ۔ (رواه مالك و ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٥٧٨ والموطا حديث رقم ١١ من كتاب صلاة الجماعة)

اسد بن خزیمہ کے ایک شخص نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ (جب) ہم میں سے کوئی اپنے گھر میں نماز پڑھ لیتا ہے' پھر وہ مسجد میں آتا ہے اور وہاں جماعت ہو رہی ہوتی ہے' تو کیا میں ان کے ساتھ نماز پڑھوں' میں اس کے متعلق کچھ کھٹکا سا محسوس کرتا ہوں' ابوایوب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے بھی اس کے متعلق نبی ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: ''اس کے لیے اس میں کچھ جماعت کا حصہ ہے۔'' (مالک' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١١٥٥ (٦) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ فَجَلَسْتُ وَلَمْ اَدْخُلْ مَعَهُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَآنِيْ جَالِسًا فَقَالَ ((اَلَمْ تُسْلِمْ يَا يَزِيْدُ)) قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَسْلَمْتُ قَالَ ((وَمَا مَنَعَكَ اَنْ تَدْخُلَ مَعَ النَّاسِ فِيْ صَلَاتِهِمْ)) قَالَ اِنِّيْ كُنْتُ قَدْ صَلَّيْتُ فِي مَنْزِلِيْ اَحْسَبُ اَنْ قَدْ صَلَّيْتُمْ فَقَالَ ((اِذَا جِئْتَ الصَّلَاةَ فَوَجَدْتَ النَّاسَ يُصَلُّوْنَ فَصَلِّ مَعَهُمْ وَاِنْ كُنْتَ قَدْ صَلَّيْتَ تَكُنْ لَّكَ نَافِلَةً وَهٰذِهِ مَكْتُوْبَةً۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ٥٧٧)

سیدنا یزید بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور آپ نماز میں تھے' تو میں بیٹھ گیا اور ان کے ساتھ نماز میں شامل نہ ہوا' جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے مجھے بیٹھا ہوا دیکھا' تو آپ نے فرمایا: ''اے یزید! کیا تو مسلمان نہیں؟'' میں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! میں یقیناً مسلمان ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''پھر تجھے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا؟'' میں نے کہا تحقیق میں اپنے مکان پر نماز پڑھ چکا تھا میں سمجھا تھا کہ آپ نماز پڑھ چکے ہوں گے' آپ نے فرمایا: ''جب تو مسجد میں آئے اور لوگوں کو باجماعت نماز پڑھتے پائے تو' تو ان کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھ لے اگرچہ یہ نماز تیرے لیے نفل نماز ہوگی اور پہلی فرض ہوگی۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١١٥٦ (٧) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهُ فَقَالَ اِنِّيْ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ان سے

اُصَلِّی فِی بَیْتِی ثُمَّ اُدْرِكُ الصَّلَاةَ فِی الْمَسْجِدِ مَعَ الْاِمَامِ اَفَاُصَلِّی مَعَهٗ قَالَ لَهٗ ((نَعَمْ)) قَالَ الرَّجُلُ اَيَّتُهُمَا اَجْعَلُ صَلَاتِی قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَذٰلِكَ اِلَيْكَ اِنَّمَا ذٰلِكَ اِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ يَجْعَلُ اَيَّتَهُمَا شَآءَ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ۹ من كتاب صلاة الجماعة)

پوچھا کہ میں اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہوں پھر میں مسجد میں امام کے ساتھ بھی نماز پالیتا ہوں' کیا میں امام کے ساتھ نماز پڑھوں؟ انہوں نے کہا ہاں' اس شخص نے کہا' ان دونوں میں کس کو اپنی فرض ❶ نماز قرار دوں' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ تیرا کام ❷ ہے؟ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے جسے چاہے فرض ❸ بنادے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ فرض الخ یعنی پہلی نماز کو فرض قرار دوں یا بعد والی جو کہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہے۔ ❷ کام ہے الخ یعنی پہلی اور دوسری کو فرض یا نفلی بنانا تیرے سپرد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا فرض بنا لے اور جس کو چاہے گا نفل' پہلی نماز میں وجہ یہ ہے کہ وہ فرض کی نیت سے پڑھی گئی تھی اور دوسری میں یہ ہے کہ وہ جماعت سے پڑھی گئی ہے جو اس سے افضل ہے۔ ❸ فرض بنادے الخ یزید بن اسود' بسر بن محجن اور اسد بن خزیمہ کے آدمی کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری نفل' اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے' امام غزالی اور بعض شوافع کے نزدیک دونوں میں سے بلا معین ایک فرض ہے اور ایک نفل لیکن اکثر روایات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی فرض ہے اور دوسری نفل اور قرین قیاس بھی یہی ہے کیونکہ پہلی بار پڑھنے سے آدمی بری الذمہ ہو جاتا ہے لہٰذا وہی فرض ہے واللہ اعلم۔

۱۱۵۷ (۸) وَعَنْ سُلَيْمَانَ مَوْلٰى مَيْمُوْنَةَ قَالَ اَتَيْنَا ابْنَ عُمَرَ عَلَى الْبَلَاطِ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَقُلْتُ اَلَا تُصَلِّی مَعَهُمْ قَالَ قَدْ صَلَّيْتُ وَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ ((لَا تُصَلُّوْا صَلَاةً فِی يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ۔)) (رواه احمد' ابوداوٗد والنسائی) (ابوداود حديث رقم ۵۷۹ والنسائی حديث رقم ۸۵۰ احمد فی المسند ۲/ ۱۹)

سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ جو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس مقام بلاط ❶ پر آئے اور لوگ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے' میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں پہلے پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم ایک نماز ایک ہی دن میں دو دفعہ نہ پڑھو ❷۔ (احمد' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بلاط اس جگہ کا نام ہے جو مسجد نبوی کے باہر عمر رضی اللہ عنہ نے باتیں کرنے کے لئے بنوائی تھی (مقدمہ فتح ج ا ص ۱۰۸) ❷ نہ پڑھو الخ یعنی ایک ہی نماز بنیت فرض دو دفعہ مت پڑھو' اگر دوسری نماز نفل کی نیت سے پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ اس سے پہلے احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ (عون ص ۲۲۶ ج ا)

۱۱۵۸ (۹) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ مَنْ صَلَّى الْمَغْرِبَ اَوِ الصُّبْحَ ثُمَّ اَدْرَكَهُمَا مَعَ الْاِمَامِ فَلَا يَعُدْ لَهُمَا۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ۱۲ من كتاب صلاة الجماعة)

نافع سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''جو شخص مغرب اور صبح کی نماز پڑھ چکے' پھر انہیں امام کے ساتھ بھی پالے تو وہ دوبارہ ان دونوں کو نہ پڑھے ❶۔'' (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ پڑھے الخ یہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا فتویٰ ہے اور یہ معلوم رہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کے صحیح فتاویٰ مرفوع احادیث سے متعارض نہیں ہو سکتے' ایسے موقع میں ترجیح مرفوع احادیث کو ہوتی ہے' علاوہ ازیں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد بھی یہی معلوم ہوتا ہے مغرب اور صبح کو فرض کی نیت سے دوبارہ نہ پڑھے' جب فضیلت جماعت کے لئے نوافل کی نیت سے پڑھی جائیں تو فرائض کا اعادہ نہ ہوا اور نہ ہی کوئی تعارض باقی رہا۔ (عون ج ا ص ۲۲۶)

بَابُ السُّنَنِ وَفَضَائِلِهَا

سنتوں اور ان کی فضیلت کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۵۹ (۱) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلّٰى فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُّصَلِّيْ لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اَوْ اِلَّا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔)) **(رواہ مسلم)** (مسلم حدیث رقم ۱۰۳ – ۷۲۸، ابوداود حدیث رقم ۱۲۵۰، الترمذی حدیث رقم ٤١٤، النسائی حدیث رقم ۱۷۹٤، ابن ماجہ حدیث رقم ۱۱٤۰، الدارمی حدیث رقم ۱٤۳۸ واحمد ٦/ ۳۲٦)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص دن اور رات میں بارہ رکعات پڑھے گا تو اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جائے گا' چار رکعات ظہر کی نماز سے پہلے اور دو رکعات اس کے بعد اور دو رکعات نماز مغرب کے بعد اور دو رکعات نماز عشاء کے بعد اور دو رکعات نماز فجر سے پہلے۔'' (ترمذی) اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ: ''نہیں کوئی بندہ مسلمان کہ پڑھے اللہ تعالیٰ کے لیے ہر دن میں بارہ رکعات نفل' فرائض کے علاوہ' مگر بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک گھر جنت میں یا فرمایا' اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔''

۱۱٦۰ (۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَهَا وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِيْ بَيْتِهٖ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ فِيْ بَيْتِهٖ قَالَ وَحَدَّثَتْنِيْ حَفْصَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پڑھیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر سے پہلے دو رکعات اور دو رکعات ظہر کے بعد ❶ اور دو رکعات گھر میں مغرب کے بعد اور دو رکعات عشاء کے بعد گھر میں پڑھیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اور

ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ حِيْنَ يَطْلُعُ الْفَجْرُ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۹۳۷ ومسلم حدیث رقم (۱۰۴۔ ۷۲۹) والدارمی حدیث رقم ۱۴۳۷)

بتایا مجھے ام المؤمنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ ہلکی سی دو رکعات طلوع فجر کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ظہر کے بعد الخ نماز ظہر سے پہلے کبھی آپ دو سنت پڑھتے جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور جبکہ اکثر آپ چار پڑھا کرتے تھے جیسا کہ بخاری اور دیگر کتب میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ نے ظہر سے پہلے چار سنت کبھی نہیں چھوڑیں' یہ سنت مؤکدہ ہیں' جمہور کا یہی مسلک ہے۔ (مرعاۃ)

۱۱۶۱ (۳) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فِيْ بَيْتِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۹۳۷ ومسلم حدیث رقم (۷۱۔ ۸۸۲) والنسائی حدیث رقم ۱۴۲۷ والموطا حدیث رقم ۶۹)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے بعد ❶ کچھ نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب گھر تشریف لاتے تو دو رکعات پڑھتے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جمعہ کے بعد الخ جمعہ کے بعد کی سنت کے متعلق مختلف احادیث آئی ہیں' کسی میں دو جیسا کہ اس حدیث میں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو امام مسلم نے بیان کی ہے' وہ اس فصل کے آخر میں آ رہی ہے' اس میں چار سنت کے پڑھنے کا حکم ہے' امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں' جمعہ کی بعد کم از کم دو اور زیادہ چار سنت ہیں۔ (معاۃ ج ۲ ص ۱۴۸)

۱۱۶۲ (۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی الله عنها عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهٖ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَّلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَّكَانَ اِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَكَانَ اِذَا قَرَءَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَّكَانَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَ زَادَ اَبُوْدَاوُدَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ صَلَاةَ الْفَجْرِ۔

سیدنا عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے نوافل کے متعلق پوچھا' تو انہوں نے کہا: ''نبی ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے تھے پھر نکلتے اور نماز پڑھاتے لوگوں کو پھر آتے میرے گھر میں' تو دو رکعات پڑھتے اور پڑھاتے لوگوں کو مغرب کی نماز' پھر آتے میرے گھر میں تو دو رکعات پڑھتے پھر نماز پڑھاتے لوگوں کو عشاء کی اور آتے میرے گھر میں تو دو رکعات پڑھتے اور رات میں نو رکعات تو دو رکعات ❶ ان میں وتر بھی ہوتے اور رات کو دیر تک کھڑے ہو کر اور کچھ وقت بیٹھ کر پڑھتے تھے اور جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع اور سجود بھی کھڑے ہو کر ادا فرماتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع و سجود بھی بیٹھ کر ادا فرماتے اور جب

(مسلم حدیث رقم ۱۰۵ - ۷۳۰ وابوداود حدیث رقم ۱۲۵۱)

فجر طلوع ہو جاتی تو دو رکعات پڑھتے تھے۔'' (مسلم) اور زیادہ کیا ابوداؤد نے پھر (گھر سے) آپ نکلتے اور لوگوں کو فجر کی نماز پڑھاتے۔

فوائد الحدیث: ❶ نو رکعات الخ نبی ﷺ کی رات کی نماز مع وتر سات رکعت سے لے کر تیرہ رکعت تک مروی ہے' آپ کا اکثر معمول گیارہ رکعت کا تھا' آٹھ رکعت نفل اور تین رکعت وتر اور آخر عمر میں نو اور کبھی سات رکعات بھی پڑھا کرتے تھے' جن روایات میں تیرہ رکعات کا ذکر ہے ان میں اکثر اوقات فجر کی دو سنت بھی شمار ہیں' پھر آپ کی نماز مختلف طریقوں سے منقول ہے' سات رکعات تک ایک سلام اور ایک ہی التحیات پڑھتے' نو رکعات تک ایک سلام لیکن آٹھویں رکعت میں تشہد پڑھتے اور پھر نویں رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیتے' نو رکعات سے زیادہ ایک سلام سے آپ نے کبھی نماز نہیں پڑھی' علاوہ ازیں قراءت بھی مختلف انداز سے فرماتے' اول عمر میں پوری نماز کھڑے ہو کر ادا فرماتے اور جبکہ آخری عمر میں کئی طریقوں سے مروی ہے (۱) ساری نماز کھڑے ہو کر پڑھتے (۲) بعض اوقات ہر رکعت میں اکثر بیٹھ کر قراءت فرماتے جیسا کہ تیس آیات کی مقدار باقی رہ جاتی تو پھر کھڑے ہو جاتے اور کھڑے کھڑے ہی رکوع میں تشریف لے جاتے (۳) اور بعض اوقات پوری نماز بیٹھ کر پڑھتے اور بیٹھ کر ہی رکوع میں تشریف لے جاتے۔ (کتب حدیث)

۱۱۶۳ (۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رضی اللّٰہ عنہا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِّنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ (متفق علیہ) (مسلم حدیث رقم ۹۵ ـ ۷۲٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نوافل میں سے کسی کا اتنا خیال نہیں کرتے تھے جس قدر فجر کی دو سنتوں کا خیال رکھتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

۱۱٦٤ (٦) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔)) (رواہ مسلم) (الترمذی حدیث رقم ٤١٦ واحمد فی المسند ٦/ ٥٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو سنتیں دنیا اور دنیا کی ساری چیزوں سے بہتر ہیں۔'' (مسلم)

۱۱٦٥ (۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ صَلُّوْا قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةً اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔)) (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ٦٢٧ ومسلم حدیث رقم (٣٠٤ ـ ٨٣٨) وابوداود حدیث رقم ١٢٨١ والترمذی حدیث رقم ١٨٥ وابن ماجہ حدیث رقم ١١٦٢ واحمد فی المسند ٥/ ٥٥)

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھو' مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات پڑھو' تیسری مرتبہ فرمایا جس شخص کا جی چاہے' اس بات کو مکروہ خیال کرتے ہوئے کہ کہیں لوگ اس کو سنت نہ بنالیں۔'' ❶ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سنت الخ مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعات مستحب ہیں' تمام کتب حدیث میں اس کا ذکر ہے' البتہ نبی ﷺ نے ان کو مسلمانوں پر ضروری قرار نہیں دیا۔

١١٦٦ (٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُّصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَّفِی اُخْرٰی لَهٗ قَالَ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا۔)) (مسلم حديث رقم (١٧ ـ ٨٨١) وابوداود حديث رقم والترمذی حديث رقم ٥٢٣ واحمد ٢/ ٤٩٩)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص تم میں سے جمعہ کے بعد نماز پڑھنا چاہے تو وہ چار رکعات پڑھے۔'' (مسلم) اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب نماز پڑھے تم میں سے کوئی جمعہ کی تو وہ اس کے بعد ❶ چار رکعات پڑھے۔''

فوائد الحدیث: ❶ اس کے بعد الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ظہر کے بعد چار رکعات پڑھنا بھی سنت ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١١٦٧ (٩) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى اَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهْرِ وَاَرْبَعٍ بَعْدَهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔)) (رواه احمد و الترمذی و النسائی و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ١٢٦٩ والترمذی حديث رقم ٤٢٧ والنسائی حديث رقم ١٨١٥ واحمد فی المسند ٦/ ٣٢٦)

سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''جو شخص محافظت کرے چار رکعات پر جو نماز ظہر سے پہلے ہیں اور جو چار رکعات اس کے بعد ہیں' اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام کرتا ہے۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی وابن ماجہ) ❶

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ابن ماجہ الخ ان تمام محدثین نے ایک ہی طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عبیدہ بن معتب ضبی' ضعیف ہے' امام احمد بن حنبل اور امام نسائی نے اسے ضعیف اور متروک الحدیث کہا ہے (میزان ج ٣ ص ٢٥)

١١٦٨ (١٠) وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ لَيْسَ فِيْهِنَّ تَسْلِيْمٌ تُفْتَحُ لَهُنَّ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔)) (رواه ابوداؤد و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ١٢٧٠)

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چار رکعات ظہر سے پہلے ان میں سلام پھیرنا نہیں ہے (ان کے اجر کے لیے) کھول دیئے جاتے ہیں آسمان کے دروازے۔'' (ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

۱۱۶۹ (۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَ قَالَ ((اِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۴۷۸)

سیدنا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چار رکعات سورج ڈھلنے ❶ کے بعد نماز ظہر سے پہلے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تحقیق یہ وقت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں' تو میں پسند کرتا ہوں کہ جائے آسمان کی طرف اس وقت میرا کوئی عمل صالح۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ڈھلنے الخ بعض نے اسے زوال کی نماز قرار دیا ہے جو ایک مستقل علیحدہ نماز مسنون ہے' یہ صحیح نہیں' بلکہ یہ ظہر ہی کی سنت ہیں' زوال کی کوئی علیحدہ نماز نہیں ہے' اس لیے کہ نبی ﷺ سورج ڈھلتے ہی نماز ظہر پڑھ لیا کرتے تھے' اس سے پہلے دوسری نماز کی کیسے گنجائش ہوتی اور جو ہوتی وہ ظہر ہی کی سنت کے لئے ہوتی تھی۔ (مرعاۃ)

۱۱۷۰ (۱۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((رَحِمَ اللّٰهُ امْرًا صَلَّى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا۔)) (رواه احمد و الترمذی و ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۱۲۷۱ والترمذی حدیث رقم ۴۳۰)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رحمت کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر جو نماز عصر سے پہلے چار رکعات پڑھے۔'' (احمد' ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

۱۱۷۱ (۱۳) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ۔ (رواه الترمذی) (ابوداود حدیث رقم ۵۹۸ والنسائی حدیث رقم ۸۷۴ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۶۱)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر سے ❶ پہلے چار رکعات پڑھتے تھے ان کے درمیان سلام کہہ کر فاصلہ کرتے تھے اوپر مقربین فرشتوں کے اور ان کے تابعدار مسلمانوں اور مومنوں کے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز عصر سے پہلے الخ عصر سے پہلے چار رکعات پڑھنا بالاتفاق مستحب ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے (مرعاۃ ج۲ ص۱۵۱)

۱۱۷۲ (۱۴) وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْعَصْرِ رَكْعَتَيْنِ۔ (رواه ابوداؤد)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے۔ ❶ (ابوداؤد)

(ابوداود حدیث رقم ۱۲۷۲)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو رکعات الخ نماز عصر سے پہلے کم از کم دو اور زیادہ چار رکعات ہیں اور یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ (مرعاۃ)

۱۱۷۳ (۱۵) وَ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلَّی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکْعَاتٍ لَمْ یَتَکَلَّمْ فِیْمَا بَیْنَهُنَّ بِسُوْءٍ عُدِلْنَ لَهٗ بِعِبَادَةِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ سَنَةً)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) وَ قَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ خَثْعَمٍ وَسَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ اِسْمَاعِیْلَ یَقُوْلُ هُوَ مُنْکَرُ الْحَدِیْثِ وَضَعَّفَهٗ جِدًّا۔ (الترمذی حدیث رقم ۴۳۵ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۷۳)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھے اور نہ بولے درمیان ان کے کوئی برا کلمہ تو برابر کیا جائے گا ثواب ان کا بارہ سال کی عبادت کے برابر۔'' (ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے' ہم اس کو عمر بن ابی خثعم کے طریق کے علاوہ نہیں پہچانتے اور سنا میں نے محمد بن اسمٰعیل بخاری سے وہ فرماتے تھے کہ عمر بن ابی خثعم منکر ❶ الحدیث ہے اور وہ اسے بہت ضعیف سمجھتے تھے۔

فوائد الحدیث: ❶ منکر الحدیث الخ علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ امام ابوزرعہ رحمہ اللہ نے بھی اسے کمزور اور ناقابل حجت قرار دیا ہے (میزان ج ۳ ص ۲۱۱)

۱۱۷۴ (۱۶) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((مَنْ صَلَّی بَعْدَ الْمَغْرِبِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۴۳۵ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۷۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نماز مغرب ❶ کے بعد بیس رکعات پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔'' ❷ (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز مغرب کے بعد الخ بعض لوگوں نے نماز مغرب کے بعد کی نفل نماز کا نام ''صلوٰۃ الاوابین'' رکھا ہے' یہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ الاوابین چاشت کی نماز ہے جیسا کہ آگے چاشت کی نماز میں اس کا ذکر آ رہا ہے۔ ❷ ترمذی۔ اس کی سند میں یعقوب بن ولید مدنی کذاب اور وضّاع الحدیث ہے یعنی تمام محدثین کے نزدیک وہ جھوٹا ہے کیونکہ وہ جھوٹی احادیث بنا کر بیان کرتا تھا' اس لیے تمام محدثین نے اسے ناقابل اعتبار اور متروک الحدیث قرار دیا ہے۔ تہذیب التہذیب ج ۱۲ ص ۳۹۸) ویسے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نماز مغرب اور نماز عشاء سے پہلے نفل نماز پڑھنا مشروع ہے (مرعاۃ)

۱۱۷۵ (۱۷) وَعَنْهَا قَالَتْ مَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعِشَاءَ قَطُّ فَدَخَلَ عَلَیَّ اِلَّا صَلّٰی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ اَوْ سِتَّ رَکَعَاتٍ۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۱۳۰۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نہیں پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء کبھی' پھر آئے ہوں میرے پاس مگر پڑھتے چار رکعات ❶ یا چھ رکعات۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چار یا چھ الخ عشاء کی نماز کے بعد حسب موقعہ آپ کبھی دو کبھی چار اور کبھی چھ رکعات پڑھ لیتے تھے اور یہ حدیث صحیح ہے۔ (مرعاۃ)

١١٧٦ (١٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((إِدْبَارَ النُّجُوْمِ)) الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَ ((إِدْبَارَ السُّجُوْدِ)) الرَّكْعَتَانِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٣٢٧٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ادبار ❶ النجوم کی تسبیح سے مراد فجر سے پہلے دو رکعات ہیں اور ادبار السجود کی تسبیح سے مراد نماز مغرب کے بعد دو رکعات ہیں۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ادبار النجوم الخ سورہ طور کے آخر میں آیا ہے ''وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحه وادبار النجوم'' یعنی اور رات کو بھی تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی تسبیح پڑھا کر اس سے فجر کی دو سنتیں مراد ہیں اور سورہ ق میں آیا ''ومن الليل فسبحه وادبار السجود'' سجود سے نماز مغرب اور اس کے بعد تسبیح کرنے سے مغرب کی دو سنت مراد ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١١٧٧ (١٩) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((أَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ بَعْدَ الزَّوَالِ تُحْسَبُ بِمِثْلِهِنَّ فِيْ صَلَاةِ السَّحَرِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ إِلَّا وَهُوَ يُسَبِّحُ اللّٰهَ تِلْكَ السَّاعَةَ ثُمَّ قَرَأَ "يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دَاخِرُوْنَ"۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ)۔ (الترمذی حدیث رقم ٣١٢٨ والبیهقی)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: ''چار رکعات نماز ظہر سے پہلے سورج ڈھلنے کے بعد چار رکعات برابر کی جاتی ہیں ان چار رکعات کے جو نماز تہجد ❶ میں پڑھی جائیں اور نہیں کوئی چیز مگر وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے اس وقت میں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''جھکتے ہیں سائے ہر چیز کے دائیں طرف اور بائیں طرف سجدہ کرتے ہوئے اس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی ظاہر کرتے ہیں۔'' (شعب الایمان، بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز تہجد الخ چونکہ دو پہر کا وقت بھی سونے اور غفلت کا وقت ہے اس لیے ظہر سے پہلے اگر کوئی چار رکعات پڑھے تو ان کا بھی وہی درجہ ہے جو تہجد کی چار رکعات کا ہے کیونکہ وہ بھی غفلت اور سونے کا وقت ہے۔

١١٧٨ (٢٠) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَطُّ عِنْدِيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيْ قَالَتْ وَالَّذِيْ ذَهَبَ بِهِ مَا تَرَكَهُمَا حَتّٰى يَلْقَى اللّٰهَ ۔ (البخاری حدیث رقم ٥٩١

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد ❶ دو رکعات میرے ہاں کبھی بھی نہیں چھوڑیں۔ (بخاری و مسلم) اور بخاری کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، قسم ہے اس ذات

ومسلم حدیث رقم (۲۹۹ـ ۸۳۵) وابوداود حدیث رقم ۱۲۷۹ والترمذی حدیث رقم ۱۸٤ والنسائی حدیث رقم ٥٧٤ واحمد فی المسند ٦ ١٥٩)

کی جو آپ کو لے گئی ان دو رکعات کو آپ نے نہیں چھوڑا یہاں تک کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز عصر کے بعد الخ نبی ﷺ نے عصر کے بعد یہ دو رکعات اس لیے پڑھیں کہ ایک دفعہ وفد بنی عبدالقیس آپ کی خدمت میں آیا' نماز ظہر کے بعد آپ نے ان کو احکام اسلام کی تعلیم دی اور ان کے لئے صدقات تقسیم فرمائے' اس کام کی وجہ سے' ظہر کی نماز کے بعد والی دو رکعات رہ گئی تھیں' آپ نے ان کی قضا عصر کے بعد ادا فرمائی اور نماز عصر کے بعد نوافل کی جو ممانعت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے نفل نہ پڑھے جائیں' ورنہ چھوٹی ہوئی سنت کی قضا دی جا سکتی ہے' اور یہ کہنا کہ سنت کی قضاء دینا نبی ﷺ کا خاصہ تھا یہ غلط ہے اور خاصہ صرف ہیشگی کا ہے جو کہ آپ کی عادت تھی کہ جب کوئی کام شروع کر لیتے تو پھر آپ اسے ہمیشہ کرتے رہتے' ورنہ قضا دوسرے بھی دے سکتے ہیں۔

۱۱۷۹ (۲۱) وَعَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ كَانَ عُمَرُ يَضْرِبُ الْأَيْدِيَ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا قَالَ كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا۔ (رواه مسلم)

(مسلم حدیث رقم (۳۰۲ـ ۸۳٦)

مختار بن فلفل سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز عصر کے بعد نوافل کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کے ہاتھوں کو مارتے تھے جو عصر کے بعد نفل نماز ❶ کی نیت سے پڑھتا تھا' اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو رکعات سورج غروب ہونے کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعات پڑھتے تھے' تو میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کیا رسول اللہ ﷺ بھی ان دو رکعات کو پڑھا کرتے تھے؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ہمیں دیکھتے ہم آپ کے سامنے یہ دو رکعات پڑھتے تھے' نہ تو آپ ہمیں حکم فرماتے اور نہ ہی منع فرماتے تھے۔

فوائد الحدیث: ❶ نفل نماز الخ یعنی لوگوں کو منع کرتے تھے نماز عصر کے بعد نئے نفل پڑھنے سے البتہ اگر کوئی قضا نماز پڑھے تو پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۸۰ (۲۲) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَإِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ أَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۳۰۳-۸۳۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مدینہ میں تھے' پس جب موذن اذان دیتا نماز مغرب کے لیے تو لوگ مسجد کے ستونوں کی طرف دوڑتے اور دو رکعات ❶ پڑھتے' یہاں تک کہ نووارد شخص مسجد میں آتا تو وہ لوگوں کو کثرت کے ساتھ ان دو رکعات کو پڑھتے دیکھ کر خیال کرتا کہ نماز پڑھی جا چکی ہے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دو رکعات الخ نماز مغرب سے پہلے دو نفل پڑھنے کے متعلق کافی احادیث اور آثار آئے ہیں' جن سے ان کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

١١٨١ (٢٣) وَعَنْ مَرْثَدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَتَيْتُ عُقْبَةَ الْجُهَنِيَّ فَقُلْتُ اَلَا اُعَجِّبُكَ مِنْ اَبِيْ تَمِيْمٍ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَالَ عُقْبَةُ اِنَّا كُنَّا نَفْعَلُهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ فَمَا يَمْنَعُكَ الْاٰنَ قَالَ الشُّغْلُ۔ (رواه البخاری)

(البخاری حديث رقم ١١٨٤ واحمد فی المسند ٤/ ١٥٥)

سیدنا مرثد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سیدنا عقبہ جہنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے کہا' کیا میں تجھے ابوتمیم کے متعلق عجیب بات نہ بتاؤں؟ وہ دو رکعات نماز مغرب سے پہلے پڑھتا ہے تو عقبہ نے کہا تحقیق ہم یہ نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پڑھا کرتے تھے' میں نے کہا اب آپ کو کون سی چیز مانع ہے؟ عقبہ نے کہا کہ دنیا کے کاروبار نے۔ (بخاری)

١١٨٢ (٢٤) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَتٰى مَسْجِدَ بَنِيْ عَبْدِالْاَشْهَلِ فَصَلّٰى فِيْهِ الْمَغْرِبَ فَلَمَّا قَضَوْا صَلٰوتَهُمْ رَاٰهُمْ يُسَبِّحُوْنَ بَعْدَهَا فَقَالَ ((هٰذِهٖ صَلَاةُ الْبُيُوْتِ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) وَفِيْ رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ قَامَ نَاسٌ يُّصَلُّوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((عَلَيْكُمْ بِهٰذِهِ الصَّلَاةِ فِي الْبُيُوْتِ۔)) (ابوداود حديث رقم ١٣٠٠ والترمذی حديث رقم ٦٠٤ واحمد فی المسند ٥/ ٤٢٧)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبدالاشہل کی مسجد میں تشریف لائے اور اس میں مغرب کی نماز پڑھی' جب آپ فرض نماز پڑھ چکے تو آپ نے ان کو نماز مغرب کے بعد نفل پڑھتے ہوئے دیکھا' آپ نے فرمایا: ''یہ نماز گھروں میں پڑھنی چاہیے۔'' (ابوداؤد) اور ترمذی اور نسائی کی روایت میں اس طرح ہے کہ لوگ کھڑے ہو کر نفل پڑھنے لگے' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر لازم ہے کہ اس نماز کو گھروں ❶ میں پڑھو۔''

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گھروں میں الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنن اور نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل ہے خواہ رات کے ہوں یا دن کے' فرائض کے علاوہ علی الالتزام ہمیشہ مساجد میں سنن اور نوافل کا پڑھنا بدعت سے خالی نہیں ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فرائض کے علاوہ سنن اور نوافل کو گھر میں پڑھنا افضل ہے' خاص کر جب فرائض کی جماعت ہو رہی ہو پھر سنن اور نوافل میں مشغول ہونا تو نہایت مکروہ ہے۔

١١٨٣ (٢٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُطِيْلُ الْقِرَاءَةَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ۔ (رواه ابوداوٗد)

(ابوداود حديث رقم ١٣٠١)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب کے بعد کی دو رکعات میں لمبی ❶ قراءت کرتے تھے یہاں تک کہ اہل مسجد گھروں میں چلے جاتے۔ ❷ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لمبی۔ یہ کبھی کبھی ہوتا تھا' ورنہ آپ اکثر ان رکعات میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے۔ ❷ اہل مسجد' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی آپ جواز اور تعلیم کے لئے (تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ نماز مسجد میں بھی کبھی جائز ہے) پڑھ لیا کرتے تھے۔

١١٨٤ (٢٦) وَعَنْ مَكْحُوْلٍ يَبْلُغُ بِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَتَكَلَّمَ رَكْعَتَيْنِ)) وَفِي رِوَايَةٍ ((اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ رُفِعَتْ صَلَاتُهُ فِي عِلِّيِّيْنَ)) مُرْسَلًا۔ (لم اجده عند البيهقي في شعب الايمان بل عزاه في كنز العمال الى ابن ابي شيبه)

مکحول تابعی اس حدیث کو نبی ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز مغرب کے بعد بولنے سے ❶ پہلے دو رکعات پڑھے اور ایک روایت میں ہے چار رکعات تو اٹھائی جاتی ہے نماز اس کی علیین میں۔'' (یہ روایت مرسل ہے)

فوائد الحدیث: ❶ بولنے سے الخ یعنی دنیاوی باتیں کرنے سے پہلے۔

١١٨٥ (٢٧) وَعَنْ حُذَيْفَةَ نَحْوَهُ وَزَادَ فَكَانَ يَقُوْلُ ((عَجِّلُوا الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَاِنَّهُمَا تُرْفَعَانِ مَعَ الْمَكْتُوْبَةِ)) (رَوَاهُمَا رَزِيْنُ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ الزِّيَادَةَ عَنْهُ نَحْوَهَا فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ۔) (ذكره المنذري في الترغيب)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے اور زیادہ کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''دو رکعات نماز مغرب کے بعد جلدی پڑھو اس لیے کہ دونوں اٹھائی جاتی ہیں ❶ فرض نماز کے ساتھ۔'' روایت کیا ان دونوں کو رزین نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں' یہ زیادتی حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اٹھائی جاتی الخ یعنی بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔

١١٨٦ (٢٨) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ عَطَاءٍ قَالَ اِنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهُ اِلَى السَّآئِبِ يَسْئَلُهُ عَنْ شَيْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْاِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ اِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَّا نُوْصِلَ بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٧٣۔ ٨٨٣ وابو داود حديث رقم ١١٢٩ واحمد في المسند ٤/ ٩٥)

عمرو بن عطاء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر رحمہ اللہ نے اس کو سائب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ ان سے اس مسئلہ کے متعلق پوچھے جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز کے بارہ میں دیکھا تھا' تو اس سے سیدنا سائب رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں' پڑھی تھی میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ کی مقصورہ ❶ میں' پس جب امام نے سلام پھیرا تو میں نے اپنی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی' تو جب سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ گھر میں داخل ہوئے تو میری طرف ایک شخص کو بھیجا اور کہا کہ یہ کام جو تو نے اب کیا ہے پھر نہ کرنا جب تو نماز جمعہ کی پڑھے تو اس کو کسی دوسری نماز کے ساتھ نہ ملا ❷

یہاں تک کہ تو کلام کرے تو یا اس جگہ سے الگ ہو جائے' اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم کیا ہے کہ نہ ملائیں ہم ایک نماز کو دوسری نماز کے ساتھ یہاں تک کہ بولیں یا اس جگہ سے نکل جائیں (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مقصورہ اس حجرہ کو کہتے ہیں جو مسجد میں بادشاہ کے نماز پڑھنے کے لئے بنایا جاتا تھا (مرعاۃ)

❶ نہ ملا' اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جہاں فرض پڑھے ہوں وہاں نفل نماز نہ پڑھے' یا ان میں گفتگو سے فاصلہ کر لے یا جگہ بدل دے مثلاً آگے پیچھے یا دائیں' بائیں ہو جائے۔

١١٨٧ (٢٩) وَعَنْ عَطَاءٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ بِمَكَّةَ تَقَدَّمَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي اَرْبَعًا وَاِذَا كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ صَلَّى الْجُمُعَةَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى بَيْتِهٖ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ فِي الْمَسْجِدِ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَفْعَلُهٗ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ صَلّٰى بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ اَرْبَعًا۔ (ابوداود حدیث رقم ١١٢٩ والترمذی حدیث رقم ٥٢٢)

عطاء سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما جب مکہ میں نماز جمعہ پڑھکر فارغ ہو جاتے تو آگے بڑھ کر دو رکعات پڑھتے پھر کچھ اور آگے ❶ بڑھتے اور چار رکعات پڑھتے اور جب مدینہ میں ہوتے تو نماز جمعہ پڑھنے کے بعد اپنے گھر لوٹتے تو دو رکعات پڑھتے اور مسجد میں کچھ نہ پڑھتے' تو جب ان سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح ہی کرتے تھے ❷ (ابوداود) اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ کہا عطاء کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز جمعہ کے بعد دو رکعات پڑھیں پھر اس کے بعد چار رکعات پڑھیں۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آگے الخ یہ آگے بڑھنا بمنزلہ نکلنے کے تھا جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول میں گذر چکا ہے۔

❶ کرتے تھے۔ اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ میں جمعہ پڑھتے تو جمعہ کے بعد گھر میں آ کر صرف دو رکعات پڑھتے اور مسجد میں کچھ نہ پڑھتے لیکن سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ مقصد نہیں' بلکہ ان کا صرف مقصد یہ ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں جمعہ کے بعد سنن مسجد میں پڑھتے تو چار پڑھتے اور اگر گھر پڑھتے تو صرف دو رکعات پڑھتے تھے' کیونکہ مکہ مکرمہ میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جمعہ پڑھا ہی نہیں پھر اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جمعہ کے بعد کی سنن گھر میں بہتر ہیں یا مسجد میں' امام مالک' امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک گھر میں سنن کو پڑھنا افضل ہے' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ چونکہ طواف کے لئے پیچھے رہے اور گھر آنے جانے کی تکلیف سے بچتے اس لیے وہیں سنن پڑھ لیتے تھے' نیز اس خیال سے پڑھتے کہ بیت اللہ میں دوگنا ثواب ملتا ہے واللہ اعلم (مرعاۃ)

بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ

رات ❶ کی نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۱۸۸ (۱) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُّسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذَالِكَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ اَحَدُكُمْ خَمْسِيْنَ اٰيَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَهٗ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ فَيَخْرُجُ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۹۹٤ ومسلم حدیث رقم (۱۲۲۔ ۷۳٦) وابوداود حدیث رقم ۱٤٤۷ والنسائی حدیث رقم ۱۷۲٦ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۹۸ والدارمی حدیث رقم ۱٤٤۷ والموطا حدیث رقم ۸ من کتاب صلاة اللیل واحمد فی المسند ٦/ ۱۲۱)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقفہ میں نماز پڑھتے تھے جو نماز عشاء کی فراغت کے بعد فجر تک ہے' گیارہ رکعات' ہر دوگانہ میں سلام پھیرتے اور وتر ایک ہی رکعت پڑھتے تھے اور وتر کی اس رکعت میں اتنا لمبا سجدہ کرتے' جتنی مقدار میں تم میں سے کوئی پچاس آیات پڑھے' سجدہ سے سر اٹھانے سے پہلے' تو جب موذن نماز فجر کی اذان سے فارغ ہوتا اور فجر ظاہر ہو جاتی تو کھڑے ہوتے اور ہلکی سی دو رکعات ❷ پڑھتے پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آ تا تکبیر کی اطلاع کیلئے' پھر آپ نماز کے لیے نکلتے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ رات کی نماز الخ صلوٰۃ اللیل' تہجد' قیام اللیل' قیام رمضان اور تراویح یہ تمام ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں' رمضان المبارک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت فرمائی کہ اسے پہلی رات میں پڑھ لیا جائے' یہی قیام رمضان اور تراویح ہے' عام طور پر اس کی تعداد گیارہ' نو اور سات منقول ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آٹھ رکعات پڑھتے اور یہ تعداد وتروں سے الگ ہوتی' وتر بھی تہجد ہی کا جزو ہے لیکن سہولت کے لئے آپ نے اسے رات کے پہلے حصہ میں پڑھنے کی اجازت فرما دی ہے۔ (بقیہ تفصیل باب السنن وفضائلھا' فصل اول میں ملاحظہ فرمائیں) ❷ دو رکعات الخ یعنی فجر کی دو سنت۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز گیارہ رکعات پڑھا کرتے تھے کیونکہ لفظ "کَانَ" استمرار پر دلالت کرتا ہے' ویسے آپ کی تہجد کی نماز کے متعلق رکعات کی تعداد مختلف آئی ہے' تیرہ' گیارہ' نو اور سات اور یہ تعداد مختلف اوقات وحالات پر محمول ہے' ان میں سے ہر ایک جائز ہے۔

۱۱۸۹ (۲) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَاِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَاِلَّا اضْطَجَعَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۳۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو سنت پڑھ کر فارغ ہو جاتے تو اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرتے ❶ ورنہ آپ لیٹ جاتے۔

۷۴۳) وابوداود حدیث رقم ۱۲۶۳) (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ باتیں الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ فجر کی دوسنت کے بعد گفتگو کرنا جائز ہے' جمہور کا بھی یہی مذہب ہے (نیل)

۱۱۹۰ (۳) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلَّى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۱٦۰ والنسائی حدیث رقم ۱۷٦۲ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۹۹ واحمد فی المسند ۲/ ۱۷۳)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب فجر کی دوسنتیں پڑھ لیتے تو اپنی دائیں کروٹ ❶ پر لیٹ جاتے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لیٹ الخ ذرا آرام کے لئے یہ خفیف سا لیٹنا ہوتا تھا' چونکہ نبی ﷺ نے اسے کیا ہے اس لیے یہ مسنون اور مستحب ہے خواہ کوئی تہجد پڑھے یا نہ' اہلحدیث اور امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے' امام ابن حزم رحمہ اللہ نے اس کو واجب کہا ہے' لیکن وجوب کی کوئی دلیل معلوم نہیں ہوتی اور بعض نے اسے مکروہ اور بدعت کہا ہے' یہ قول بالکل غلط ہے (نیل)

۱۱۹۱ (٤) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً مِّنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔ (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ۱۱٤۰ ومسلم حدیث رقم ۱۲۷۔ ۷۳۸)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے' ان میں ❶ وتر اور فجر کی دو سنت بھی شامل ہوتیں۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ان میں وتر۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن احادیث میں آپ کی نماز تہجد کی تیرہ رکعات کا ذکر ہے ان میں گیارہ رکعات مع وتر تہجد کی ہوتی تھیں اور دو رکعات فجر کی دوسنت ہوتی تھیں۔

۱۱۹۲ (٥) عَنْ مَّسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ سَبْعٌ وَّتِسْعٌ وَّإِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً سِوَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۱۳۹)

مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا کہ: ''سات اور کبھی نو اور کبھی گیارہ رکعات پڑھتے' سوا فجر کی دوسنت کے۔'' (بخاری)

۱۱۹۳ (٦) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّيَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۱۹۷۔ ۷٦۷)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب کھڑے ہوتے رات کو تاکہ تہجد پڑھیں تو شروع کرتے اپنی نماز کو دو ہلکی سی ❶ رکعات کے ساتھ۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہلکی سی یہ دو رکعات بھی تہجد میں ہی شمار ہوتی تھیں' ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہی دو رکعات کو شمار کر کے بعض اوقات آپ کی تہجد کی نماز کی تعداد تیرہ رکعات بتائی ہے۔ (مرعاۃ ج ۲ ص ۲۱)

۱۱۹٤ (۷) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ﷺ ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحِ الصَّلٰوةَ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ١٩٨ ـ ٧٦٨)

فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی رات کو کھڑا ہو تو شروع کرے اپنی تہجد کو دو ہلکی سی رکعات سے۔'' (مسلم)

١١٩٥ (٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً وَالنَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا فَتَحَدَّثَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَرَأَ ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءً حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوْئَيْنِ لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ وَتَوَضَّأْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَ بِأُذُنِي فَأَدَارَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَتَامَّتْ صَلٰوتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَكَانَ فِي دُعَآئِهِ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِي قَلْبِي نُوْرًا وَّفِي بَصَرِي نُوْرًا وَّفِي سَمْعِي نُوْرًا وَّعَنْ يَّمِيْنِي نُوْرًا وَّعَنْ يَّسَارِي نُوْرًا وَّفَوْقِي نُوْرًا وَّتَحْتِي نُوْرًا وَّأَمَامِي نُوْرًا وَّخَلْفِي نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّي نُوْرًا)) وَّزَادَ بَعْضُهُمْ ((وَفِي لِسَانِي نُوْرًا)) وَّذَكَرَ ((وَعَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لَّهُمَا ((وَاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا وَّأَعْظِمْ لِي نُوْرًا)) وَّفِي أُخْرَى لِمُسْلِمٍ ((اَللّٰهُمَّ أَعْطِنِي نُوْرًا.)) (البخاري حديث رقم ٦٣١٦ ومسلم حديث رقم (١٨١ ـ ٧٦٣) والترمذي حديث رقم ٣٤١٩ والنسائي حديث رقم ١١٢١ واحمد في المسند ١/ ٢٨٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس سویا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رات ان کے پاس تھے' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل کے ساتھ کچھ دیر گفتگو کی پھر آپ سو گئے' پس جب باقی رہ گیا رات کا آخری تہائی حصہ یا کچھ حصہ تو آپ بیٹھ گئے اور دیکھا آسمان کی طرف' تو آپ نے یہ آیت پڑھی: تحقیق آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے آگے پیچھے آنے میں عقلمندوں کے لیے نشانیاں ہیں' یہاں تک کہ آپ نے ختم کی سورت' پھر آپ کھڑے ہوئے مشک کی طرف' اس کا بند کھولا' پھر پانی پیالہ میں ڈالا' پھر اچھی طرح وضو کیا دو وضوؤں کے درمیان یعنی نہیں بہایا زیادہ پانی' اور پوری طرح وضو کیا' پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور میں ❶ بھی کھڑا ہوا اور وضو کیا تو کھڑا ہوا میں آپ کی بائیں طرف' آپ نے میرا کان پکڑا اور پھیر کر کھڑا کر دیا مجھ کو اپنی دائیں طرف' اور جب آپ کی نماز تیرہ رکعات ❷ پوری ہوئی تو پھر آپ لیٹ گئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے' اور آپ جب سوتے تو خراٹے لیتے' پھر اطلاع دی آپ کو بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی' آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا' اور آپ نے اپنی دعا ❸ میں یہ الفاظ پڑھے ''اے اللہ! کر دے تو میرے ❹ دل میں نور اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میری دائیں طرف نور ❺ اور میرے بائیں طرف نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور آگے میرے نور اور پیچھے میرے نور اور بنا دے تو مجھے نور'' ❻ اور زیادہ کیے ہیں بعض راویوں نے یہ الفاظ ''اور میری زبان میں نور'' اور ذکر کیا بعض

نے اور "میرے پٹھوں میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں اور میرے چمڑے میں نور کر دے" (بخاری، مسلم) اور ان دونوں کی ایک روایت میں اس طرح ہے "اور کر دے میرے نفس میں نور اور بڑا کر دے میرے لیے نور کو" اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں یہ ہے "اے اللہ عطا کر دے مجھے نور۔"

فوائد الحدیث: ❶ میں بھی کھڑا ہوا الخ یعنی نبی ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے۔ ❷ تیرہ رکعات الخ یعنی مع وتر اور ہر دوگانہ پر آپ سلام پھیرتے تھے اس رات آپ نے چھ دوگانے اور ایک وتر علیحدہ پڑھا، پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تہجد کی نماز آپ کی کئی طرح سے منقول ہے اور ہر ایک طریقہ سنت ہے (مرعاۃ) ❸ اپنی دعا میں الخ نبی ﷺ یہ دعا فجر کی دوسنت کے بعد اور فرائض سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ ❹ میرے دل میں نور الخ لفظ نور پر تنوین تعظیم کے لئے ہے یعنی بہت بڑا نور، دل کو اس لیے مقدم کیا کہ یہ تمام جسم کا سردار ہے، اگر یہ درست اور منور ہو گیا تو تمام جسم درست اور منور ہے، ورنہ خراب (مرعاۃ) ❺ میری دائیں طرف نور الخ ان چھ کلمات پر حرف "فی" نہیں ہے، اس میں اشارہ ہے کہ مجھے کامل طور پر نور کے ساتھ ڈھانپ لے اور یہ دعا اس لیے مانگی کہ انسان خواہشات نفسانیہ کے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے اور جب تک توفیق الٰہی شامل حال نہ ہو تو ان سے چھوٹنا ناممکن ہے (مرعاۃ ج ۳ ص ۱۲۵) ❻ مجھے نور، نور سے حق اور ہدایت کی وضاحت مراد ہے، آج کل جو عوام میں نبی ﷺ کے نور، بشر کا مسئلہ چل نکلا ہے کہ آپ بشر نہیں بلکہ نور تھے، یہ محض بے علم ملاؤں کا ایک ڈھونگ ہے، قرآن وسنت سے اسے کوئی تعلق نہیں، اگر آپ مجسم نور ہوتے تو نور کی دعا کیوں فرماتے؟ غرض یہ مسئلہ محض الل ٹپو ہے، قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ تورات، انجیل، اسلام اور خود قرآن مجید نور ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کے نور سے مراد نور ہدایت ہے جو کفر، شرک، بدعات اور فسق، فجور کے اندھیروں کو دور کرتا ہے، اسی طرح آپ نے اس دعا میں نور ہدایت طلب فرمائی ہے۔

١١٩٦ (٩) وَعَنْهُ اَنَّهٗ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّاَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ اَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّاُ وَيَقْرَاُ هٰؤُلَآءِ الْاٰيَاتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٩١-٧٦٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے، پس نبی ﷺ بیدار ہوئے اور مسواک کی اور وضو کیا اس حالت میں کہ آپ یہ آیت پڑھتے ❶ تھے "تحقیق آسمان اور زمین کی پیدائش میں" یہاں تک کہ آپ نے سورت کو ختم کیا، پھر آپ کھڑے ہوئے اور پڑھیں دو رکعات، لمبا کیا ان میں رکوع اور سجود، پھر آپ فارغ ہوئے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے پھر کیا آپ نے یہ کام تین مرتبہ، چھ رکعات میں ہر دفعہ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور پڑھتے ان آیات کو پھر آپ نے تین وتر پڑھے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ یہ آیت الخ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وضو کے بعد آپ نے یہ آیات پڑھیں اور اس سے پہلی روایت

سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے وضو سے پہلے پڑھیں ان میں تطبیق یوں ہے کہ پچھلی حدیث میں حرف "ثم" صرف عطف کے لئے ہے' تراخی رتبی کے لیے نہیں ہے۔ (مرعاۃ)

۱۱۹۷ (۱۰) وَعَنْ زَيْدِبْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهٗ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اللَّيْلَةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) قَوْلُهٗ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا اَرْبَعُ مَرَّاتٍ هٰكَذَا فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ وَاَفْرَادِهٖ مِنْ كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَمُوَطَّا مَالِكٍ وَسُنَنِ اَبِيْ دَاوٗدَ وَجَامِعِ الْاُصُوْلِ۔ (مسلم حديث رقم (۱۹۵۔ ۷٦۵) وابوداود حديث رقم ۱۳٦٦ وابن ماجه حديث رقم ۱۳٦۲ والموطا حديث رقم ۱۲ من كتاب صلاة الليل واحمد فى المسند ۵/ ۱۹۳)

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں آج رات رسول اللہ ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا' پس آپ نے ہلکی سی ❶ دو رکعات پڑھیں پھر آپ نے دو (۱) بہت لمبی رکعات پڑھیں پھر آپ نے (۲) دو رکعات پڑھیں اور وہ ان (۳) پہلی دو رکعات سے کم تھیں پھر آپ نے دو (۴) اور رکعات پڑھیں اور وہ ان پہلی دو رکعات سے مختصر تھیں' پھر آپ نے دو (۵) اور رکعات پڑھیں اور وہ پہلی دو رکعات سے مختصر تھیں' پھر آپ نے دو (٦) اور رکعات پڑھیں اور وہ پہلی دو رکعات سے کم تھیں' پھر آپ نے ایک وتر پڑھا' پس ❷ یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔ (مسلم) زید رضی اللہ عنہ کا ❸ یہ قول کہ "پھر آپ نے دو رکعات پڑھیں اور وہ پہلی دو رکعات سے کم تھیں" چار مرتبہ ذکر کیا ہے' اسی طرح ہے صحیح مسلم میں اور حمیدی کی کتاب ❹ میں' افراد مسلم میں اور موطا امام مالک اور سنن ابی داؤد اور جامع اصول میں۔

فوائد الحدیث: ❶ ہلکی سی الخ یہ دو رکعات بھی نماز تہجد کی ہیں' ان میں تخفیف اس لیے کرتے تھے تاکہ نیند کی سستی دور ہو جائے۔ ❷ پس یہ تیرہ الخ یعنی وتر اور پہلی ہلکی سی دو رکعات کے ساتھ۔ ❸ زید کا یہ قول الخ قولہ مبتداء اور اربع مرات فعل محذوف وَقَعَ کا مفعول مطلق ہے اور یہ کلام الی آخرہ مبتداء کی خبر ہے فافہم۔ ❹ حمیدی کی کتاب الخ امام حمیدی نے بخاری و مسلم کی تمام احادیث کو یکجا جمع کر دیا ہے' جس کا نام "جمع بین الصحیحین" ہے اس میں تین فصول بنائی ہیں' پہلی فصل میں وہ احادیث ہیں جن پر شیخین متفق ہیں دوسری میں صرف بخاری کی اور تیسری میں صرف مسلم کی اور افراد مسلم سے یہی تیسری فصل مراد ہے' اس عبارت سے صاحب مشکوٰۃ کی غرض امام بغوی پر اعتراض کرنا ہے کہ انہوں نے مصابیح میں زید رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ "پھر دو رکعات پڑھیں" تین مرتبہ ذکر کیا ہے' حالانکہ یہ مسلم اور دیگر کتابوں میں چار مرتبہ ہے۔

۱۱۹۸ (۱۱) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ اَكْثَرُ صَلَاتِهٖ جَالِسًا۔ (متفق عليه) (مسلم حديث رقم ۱۱۷۔ ۷۳۲ واحمد فى المسند ٦/ ۱۱٤)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر بڑی ہو گئی اور بدن بوجھل ہو گیا تو آپ کی اکثر نماز نفل بیٹھ کر ❶ ہوتی تھی۔ (متفق علیہ)

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھ کر نبی ﷺ کا بدن مبارک بڑھاپہ کی وجہ سے جب بھاری ہو گیا تو آپ تہجد کی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے' اس

حدیث سے یہ دلیل لینی "کہ نفل نماز بیٹھ کر بلاعذر پڑھنا جائز ہے" صحیح نہیں کیونکہ آپ نے فرمایا ہے اگر تم بلاعذر بیٹھ کر پڑھو گے تو تمہیں آدھا اجر ملے گا لہذا بلاعذر نفل نماز بیٹھ کر نہیں پڑھنا چاہیے۔

۱۱۹۹ (۱۲) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَقَدْ عَرَّفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَقْرِنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنْ اَوَّلِ الْمُفَصَّلِ عَلٰی تَالِيْفِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ سُوْرَتَيْنِ فِیْ رَكْعَةٍ اٰخِرُهُنَّ حٰمٓ الدُّخَانِ وَعَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ۷۷۵ ومسلم حديث رقم (۲۷۹ ـ ۸۱۲) والنسائی حديث رقم ۱۰۰٤ واحمد فی المسند ۱/ ٤۳٦)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان ملتی، جلتی سورتوں کو جن کو نبی ﷺ ملا کر پڑھا کرتے تھے میں جانتا ہوں تو انہوں نے مفصل ❶ کی پہلی بیس سورتیں بیان کیں جن کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمع کیا ہے آپ ﷺ ایک رکعت میں دو دو سورتیں پڑھتے تھے اور ان بیس میں سے آخری دو سورتیں "حمٓ اور عم یتسالون" ہیں۔(بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مفصل کی ابتداء سورہ حجرات سے ہے اور جو سورتیں آپ ملا کر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے وہ اس طرح ہیں کہ سورہ رحمن اور والنجم ایک رکعت میں اور اقتربت اور الحاقه ایک رکعت میں' طور اور ذاریات ایک میں' واقعه اور "ن" ایک میں' سال سائل اور والنازعات ایک میں' ویل للمطففین اور عبس ایک میں' مدثر اور مزمل ایک میں' هل اتی اور لا اقسم ایک میں' عم یتسالون اور مرسلات ایک میں' دخان اور اذالشمس کورت ایک میں' امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف کی یہی ترکیب تھی (مرعاۃ ج ۳ ص ۱۲۸)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۰۰ (۱۳) عَنْ حُذَيْفَةَ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ ﷺ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلَاثًا ذُوالْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ فَقَرَاَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِّنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِّنْ رُّكُوْعِهٖ يَقُوْلُ لِرَبِّیَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهٗ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهٖ فَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السُّجُوْدِ وَكَانَ يَقْعُدُ فِيْمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنْ سُجُوْدِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ قَرَاَ فِيْهِنَّ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَآءَ وَالْمَآئِدَةَ اَوِالْاَنْعَامَ شَكَّ

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو رات کو تہجد پڑھتے ہوئے دیکھا آپ اللہ اکبر تین مرتبہ اور (پھر) کہتے یہ کلمات "اللہ بہت بڑا بادشاہ ہے' غالب اور برتری اور عظمت والا ہے" پھر نماز شروع کرتے اور سورۃ بقرہ پڑھتے' پھر رکوع کرتے' تو آپ کا رکوع قیام کے قریب قریب ہوتا اور سبحان ربی العظیم کہتے تھے' پھر اٹھاتے سر اپنا رکوع سے' اور تھا قومہ آپ کا رکوع کے قریب قریب' (قومہ میں) کہتے "میرے رب کے لیے حمد ہے" پھر سجدہ کرتے' تو آپ کا سجدہ آپ کے قومہ کے قریب قریب ہوتا تو آپ اپنے سجدہ میں یہ دعا کہتے "سبحان ربی الاعلی" پھر اٹھاتے سر سجدہ سے اور بیٹھتے تھے درمیان دو سجدوں کے' (ایک) سجدہ کے برابر اور یہ دعا ❶ پڑھتے تھے "اے میرے رب مجھے بخش

شُعْبَةُ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٨٧٤ والنسائی ٢/ ٢٣١ حدیث رقم ١١٤٥)

دے' اے میرے رب! مجھے بخش دے اور اس طرح آپ نے چار رکعات پڑھیں اور آپ نے ان میں سورہ بقرہ' آل عمران' نساء اور مائدہ یا انعام پڑھیں' شعبہ نے شک کیا (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ دعا پڑھتے الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جلسہ میں یہ دعا پڑھنا مسنون ہے خواہ نماز نفل ہو یا فرض اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قومہ اور جلسہ کو لمبا کرنا جائز ہے اور لفظ "رب اغفرلی' رب اغفرلی" جو دو بار کہا اس سے دو بار کہنا مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد کثرت سے کہنا ہے جیسا کہ نماز کی لمبائی سے معلوم ہوتا ہے۔

١٢٠١ (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَامَ بِعَشْرِ اٰيَاتٍ لَمْ يُكْتَبْ مِنَ الْغَافِلِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِمِائَةِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْقَانِتِيْنَ وَمَنْ قَامَ بِاَلْفِ اٰيَةٍ كُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِيْنَ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٣٩٨ والدارمی حدیث رقم ٣٤٥٧)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص ❶ رات کو دس آیات کے ساتھ قیام کرے وہ غافلوں میں ❷ سے نہیں لکھا جائے گا اور جو شخص قیام کرے سو آیات سے تو وہ اطاعت گزاروں میں سے لکھا جائے گا اور جو شخص قیام کرے ایک ہزار آیات سے تو وہ زیادہ اجر پانے والوں میں لکھا جائے گا۔" (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جو شخص قیام کرے الخ یعنی رات کو تہجد کی نماز کے لئے۔ ❷ غافلوں میں سے الخ یعنی اس کا عمل نامہ غافلین میں نہیں لکھا جاتا۔

١٢٠٢ (١٥) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا وَ يَخْفِضُ طَوْرًا۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٣٢٨)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات میں قراءت کبھی ❶ بلند آواز سے ہوتی تھی اور کبھی آہستہ آواز سے۔" (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن معنیٰ صحیح ہے کیونکہ اس کا شاہد صحیح مسلم میں موجود ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کبھی بلند الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حالات اور اوقات کے موافق قراءت فرماتے تھے' اگر اکیلے ہوتے تو بلند آواز سے قراءت کرتے اور اگر کوئی آپ کے پاس سویا ہوتا تو آپ آہستہ پڑھتے۔

١٢٠٣ (١٦) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهٗ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَ هُوَ فِي الْبَيْتِ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١٣٢٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت اس قدر ❶ بلند ہوتی تھی کہ آپ صحن میں پڑھتے اور اس کو حجرہ میں بیٹھنے والے سن لیتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس قدر بلند الخ یعنی آپ کی تہجد کی قراءت نہ تو اتنی آہستہ ہوتی کہ اس کو کوئی سن ہی نہ سکے اور نہ اتنی بلند جیسا کہ جہری نمازوں میں کرتے تھے' غرض آپ کی قراءت درمیانی ہوتی تھی' اور یہ اس وقت ہے کہ جب آپ گھر میں ہوتے' ورنہ مسجد میں آپ کی آواز بلند ہوتی تھی۔

۱۲۰۴ (۱۷) وَعَنْ اَبِی قَتَادَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ لَيْلَةً فَاِذَا هُوَ بِاَبِیْ بَكْرٍ يُصَلِّی وَيَخْفِضُ مِنْ صَوْتِهٖ وَمَرَّ بِعُمَرَ وَهُوَيُصَلِّی رَافِعًا صَوْتَهٗ قَالَ فَلَمَّا اجْتَمَعَا عِنْدَ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((يَااَبَا بَكْرٍ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّی تَخْفِضُ صَوْتَكَ قَالَ قَدْاَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَيْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ ((لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِكَ وَاَنْتَ تُصَلِّی رَافِعًا صَوْتَكَ)) فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّيْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((يَااَبَابَكْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِكَ شَيْئًا۔)) (ابوداوٗد والترمذی نحوہ) (ابوداود حدیث رقم ۱۳۲۹ والترمذی حدیث رقم ٤٤٧)

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اچانک نکلے تو آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا' وہ آہستہ آواز سے پڑھ رہے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے' راوی نے کہا پس جب دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے تو آپ نے فرمایا: ❶ ''ابوبکر میں آپ کے پاس سے گزرا اور آپ آہستہ سے نماز پڑھ رہے تھے'' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میں سنا رہا تھا اس ذات کو جس سے میں سرگوشی کر رہا تھا' اور آپ نے عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میں آپ کے پاس سے گزرا اور آپ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے'' انہوں نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں سونے والوں کو جگا رہا تھا اور شیطان کو دھتکار رہا تھا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ابوبکر! آپ ذرا بلند آواز سے پڑھیں اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ تھوڑی سی آواز آہستہ کر دیں۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اے ابوبکر! ذرا بلند یعنی آپ نے دونوں کو اعتدال اور درمیانی آواز رکھنے کا حکم دیا۔

۱۲۰۵ (۱۸) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اَصْبَحَ بِاٰيَةٍ وَالْاٰيَةُ ﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (رواه النسائی و ابن ماجة) (النسائی حدیث رقم ۱۰۱۰ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۵۰ واحمد فی المسند ٥/ ١٤٩)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات صبح تک ایک ہی آیت پڑھتے ہوئے قیام کیا اور وہ آیت یہ تھی' ''اگر تو عذاب کرے ❶ ان کو' پس تحقیق وہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کر دے تو' تو غالب اور دانا ہے۔'' (نسائی وابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عذاب کرے الخ یہ آیت سورہ مائدہ کے آخر میں ہے اس میں عیسیٰ علیہ السلام کا وہ حال بیان کیا ہے جو قیامت

کے روز حضور الٰہی میں اپنی خطا کا رامت کی طرف سے معذرت بھی کریں گے اور نہایت ادیبانہ انداز میں شفاعت بھی فرمائیں گے یعنی اے اللہ اگر تو انہیں سزا دے تو تیرے بندے ہیں (اس پر کون اعتراض کر سکتا ہے) اور اگر معاف فرمائے تو تو غالب' حکمت والا ہے'' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کا خیال آ گیا ان کیلئے بخشش چاہی اور اسی آیت کو دہرانے لگے یہاں تک کہ اپنے قیام میں صبح تک بار بار یہی آیت ہی پڑھتے رہے۔

١٢٠٦ (١٩) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ۔)) (رواه الترمذى و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٢٦١ والترمذى حديث رقم ٤٢٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فجر کی دوسنت پڑھ چکے تو اسے اپنی دائیں کروٹ پر لیٹنا ❶ چاہیے۔'' (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ لیٹنا الخ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ صبح کی دوسنت کے بعد دائیں جانب لیٹنا مسنون ہے امام ابن حزم ظاہری کے نزدیک واجب ہے' لیکن وجوب کے لئے (ان کے پاس) کوئی دلیل نہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٢٠٧ (٢٠) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ اَیُّ الْعَمَلِ كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ فَاَیَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ۔ (متفق عليه) (البخارى حديث رقم ١١٣٢ ومسلم حديث رقم (١٣١۔ ٧٤١) وابوداود حديث رقم ١٣١٧ والنسائى حديث رقم ١٦١٦)

مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون سا عمل بہت پسند تھا؟ انہوں نے کہا' ہمیشہ ❶ عمل کرنا' میں نے کہا آپ رات کو تہجد کے لیے کس وقت کھڑے ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا: ''کھڑے ہوتے تھے جب مرغ کی آواز سنتے۔'' ❷ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہمیشہ الخ یعنی عمل کرنے والا اس عمل پر ہمیشگی کرے' اگر چہ وہ عمل تھوڑا سا ہو۔ ❷ مرغ کی آواز الخ اس لیے کہ مرغ اکثر آدھی رات کے بعد بولنا شروع کرتے ہیں۔

١٢٠٨ (٢١) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَشَآءُ اَنْ نَّرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِی اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ وَلَا نَشَآءُ اَنْ نَّرَاهُ نَائِمًا اِلَّا رَاَيْنَاهُ۔ (رواه النسائى) (البخارى حديث رقم ١١٤١ والترمذى حديث رقم ٧٦٩ واحمد فى المسند ٣/ ١٠٤)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نہ چاہتے تھے کہ دیکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات میں نماز پڑھتے ہوئے مگر ہم آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے اور نہ چاہتے ❶ ہم کہ دیکھیں آپ کو سوتے ہوئے مگر دیکھتے ہم آپ کو سوتے ہوئے۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ چاہتے ہم الخ یعنی نبی ﷺ ہر رات میں نماز بھی پڑھتے اور سو بھی، نہ تمام رات جاگتے اور نہ تمام رات سوتے۔

١٢٠٩ (٢٢) وَعَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ قُلْتُ وَاَنَا فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاللّٰهِ لَا اَرْقُبَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلَاةِ حَتّٰى اَرٰى فِعْلَهٗ فَلَمَّا صَلّٰى صَلَاةَ الْعِشَآءِ وَهِيَ الْعَتَمَةُ اِضْطَجَعَ هَوِيًّا مِّنَ اللَّيْلِ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَنَظَرَ فِي الْاُفُقِ فَقَالَ ((رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا)) حَتّٰى بَلَغَ اِلٰى ((اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ)) ثُمَّ اَهْوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاسْتَلَّ مِنْهُ سِوَاكًا ثُمَّ اَفْرَغَ فِي قَدَحٍ مِّنْ اِدَاوَةٍ عِنْدَهٗ مَآءً فَاسْتَنَّ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى حَتّٰى قُلْتُ قَدْ صَلّٰى قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى قُلْتُ قَدْنَامَ قَدْرَمَا صَلّٰى ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَفَعَلَ كَمَا فَعَلَ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ فَفَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ الْفَجْرِ۔

(رواه النسائی) (النسائی حدیث رقم ١٦٢٦)

سیدنا حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، اللہ کی قسم! میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں گا رسول اللہ ﷺ کو تہجد کی نماز کے وقت تاکہ میں آپ کے عمل کا اندازہ ❶ کر سکوں، تو جب آپ نے عشاء کی نماز پڑھی اور اسے عتمہ بھی کہتے ہیں تو آپ رات کے کچھ حصہ تک سو گئے پھر بیدار ہوئے اور آسمان کی طرف دیکھا اور یہ آیت پڑھی: ''اے ہمارے رب! انہیں پیدا کیا تو نے یہ بے فائدہ'' یہاں تک کہ پہنچے آپ ''اِنَّكَ لَاتُخْلِفُ الْمِيْعَاد'' تک، پھر متوجہ ہوئے رسول اللہ ﷺ اپنے بستر کی طرف اس سے مسواک نکالی اور چھاگل سے پیالہ میں پانی ڈالا جو آپ کے پاس تھی پھر آپ نے مسواک کی، پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا، کہ آپ جس قدر سوئے تھے اسی قدر آپ نے نماز پڑھی پھر آپ لیٹ گئے یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ آج جس قدر سوئے تھے اسی قدر آپ نے نماز پڑھی ہے، پھر آپ بیدار ہوئے، تو اس طرح کیا جس طرح کہ آپ نے پہلی دفعہ کیا تھا اور پڑھی آپ نے آپ نے جیسے پہلے پڑھی تھی، رسول اللہ ﷺ نے یہ کام فجر سے پہلے تین بار ❷ کیا۔''

(نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اندازہ الخ تاکہ میں بھی اسی طرح کروں۔ ❷ تین بار فجر سے پہلے الخ اس سے معلوم ہوا کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے تو پھر لیٹ جاتے، کچھ دیر سونے کے بعد پھر اٹھ کر نماز پڑھنا شروع کر دیتے یہ طریقہ آپ ہمیشہ نہ کرتے بلکہ کبھی اس طرح اور کبھی اس طرح۔

١٢١٠ (٢٣) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ اَنَّهٗ سَاَلَ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ

سیدنا یعلی بن مملک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کی قراءت اور آپ

وَصَلَاتِهِ فَقَالَتْ وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتُهُ كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَاصَلَّى حَتَّى يُصْبِحَ ثُمَّ نَعَتَتْ قِرَآءَ تَهُ فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا۔ (رواه ابوداوٗد والترمذی والنسائی) (ابوداود حدیث رقم ١٤٦٦ والترمذی حدیث رقم ٢٩٢٣ والنسائی حدیث رقم ١٦٢٩ واحمد فی المسند ٦/ ٣٠٠)

کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا اور تمہیں آپ کی قراءت اور نماز سے؟ آپ نماز پڑھتے' پھر آپ سو جاتے تھے' جس قدر آپ نے نماز پڑھی تھی' پھر آپ نماز پڑھتے جس قدر آپ سوئے تھے پھر آپ سوتے جس قدر آپ نے نماز پڑھی تھی' یہاں تک کہ صبح ہو جاتی پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قراءت بیان کی' پس وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کی قرأت خوب واضح اور حرف' حرف الگ الگ ہوتی تھی۔ (ابوداوٗد' ترمذی' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حاصل ہوگا الخ یعنی تم آپ کی نماز کی کیفیت پوچھ کر کیا کرو گے کیونکہ تم کو اس کی طاقت ہی نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کے سونے اور جاگنے کی یہ حالت صبح تک برابر رہتی۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ

ان دعاؤں کا بیان جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھتے وقت پڑھتے تھے ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٢١١ (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَآئُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات تہجد کے لیے کو کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے ''اے اللہ تیری ہی تعریف ہے' تو ہی آسمان اور زمین کا محافظ ہے ❷ اور ان چیزوں کا جو ان میں ہیں' اور تیرے لیے حمد ہے' اے اللہ تیری ہی وجہ سے ہے روشنی آسمانوں میں اور زمین میں اور ان چیزوں میں جو ان میں ہیں اور تیرے لیے حمد ہے' تو ہی آسمان اور زمین کا بادشاہ ہے اور ان چیزوں کا جو ان میں ہیں' اور تیرے لیے حمد ہے' تو حق ہے ❸ اور وعدہ تیرا حق ہے اور ملاقات تیری ❹ حق ہے اور بات تیری حق ہے اور جنت حق ہے اور آگ حق ہے اور تمام انبیاء (علیہم السلام) حق ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں اور قیامت حق ہے' اے اللہ میں تیرا ہی

بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۱۲۰ و مسلم حدیث رقم ۱۹۹۔ ۷۶۹)

تابع فرمان ہوں اور تجھ ہی پر ایمان لایا ہوں اور تجھ ہی پر بھروسہ کیا میں نے' اور میں تیری ہی طرف توجہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے جھگڑتا ہوں' اور تیری ہی طرف فریاد ❺ لایا ہوں میں' پس تو بخش دے میرے ان گناہوں کو جو میں نے پہلے کیے اور وہ گناہ جو بعد میں ہونگے اور وہ گناہ جو چھپ چھپ کر کیے ہیں میں نے اور وہ جو علی الاعلان کیے ہیں اور وہ گناہ جو تو زیادہ جانتا ہے مجھ سے' تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی پیچھے ہے' نہیں کوئی معبود مگر تو اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پڑھتے تھے الخ رات کے قیام سے عبادت کے علاوہ یک سوئی مطلب ہے' اس لیے آپ نماز کے علاوہ دعائیں اور کئی اذکار پڑھتے تا کہ یک سوئی ہو اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے' زبان ظاہری اور دل کے درمیان ایک واسطہ ہے' جب عمل زبان اور دل ایک طرف متوجہ ہو جائیں تو یہی یک سوئی ہے' اور یہی عبادت کی روح ہے' رات کا وقت تفکرات سے خالی ہوتا ہے' اس لیے اس وقت یکسوئی اور دل جمعی کے امکانات زیادہ ہیں۔ ❷ محافظ الخ یعنی تمام مخلوقات کی حفاظت اور ان کے کاموں کی تو ہی ہمیشہ تدبیر کرنے والا ہے' اگر ایک لحہ برابر بھی تیرا فیض منقطع ہو جائے تو تمام جہان برباد ہو جائے۔

❸ تو حق ہے الخ یعنی ثابت' موجود' جو معدوم ہونے والا نہیں اور تیرے سوا سب معدوم ہیں اور جو تو نے اپنے خاص بندوں سے دنیا میں مدد کرنے اور آخرت میں ثواب دینے کے وعدے کیے ہیں وہ سب سچے ہیں۔

❹ ملاقات تیری الخ یعنی دار آخرت کی طرف رجوع کرنا اور تیرا دیدار کرنا حق ہے۔

❺ فریاد لایا الخ تا کہ میرے اور میرے مخالفوں کے درمیان فیصلہ کرے' اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہ دعا تکبیر تحریمہ کے بعد یا رکوع کے بعد قومہ میں پڑھتے ہوں گے جیسا کہ بعض روایات میں آیا ہے (مرقاۃ ج ۳ ص ۱۳۵)

۱۲۱۲ (۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ اِفْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَآئِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ.)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۷۷۰)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو جب کھڑے ہوتے اور اپنی نماز کو ❶ شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے ''اے جبرائیل' میکائیل اور اسرافیل (علیہم السلام) کے رب! اے پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے' غائب اور حاضر کے جاننے والے' تو ہی اپنے بندوں کے ان اختلافات کے درمیان فیصلہ کرے گا جو وہ دنیا میں اختلاف ❷ کرتے ہیں' میری ❸ اس چیز میں راہنمائی کر امر حق اور اپنے حکم سے جس میں اختلاف کیا گیا ہے' تو ہی ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز کوالخ یعنی تہجد کی نماز۔ ❷ اختلاف کرتے ہیں الخ یعنی امر دین میں جو آج دنیا میں اختلاف کرتے ہیں' قیامت میں اللہ تعالیٰ اہل حق کے لیے ثواب اور جنتی ہونے کا اور اہل باطل کے لیے عذاب اور دوزخی ہونے کا فیصلہ کرے گا۔
❸ میری راہنمائی کر الخ یعنی ثابت قدم رکھ اور ہدایت میں اپنی توفیق سے زیادہ کر۔

۱۲۱۳ (۳) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) ثُمَّ قَالَ ((رَبِّ اغْفِرْلِيْ)) اَوْ قَالَ ((ثُمَّ دَعَا اُسْتُجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّاَ وَصَلّٰى قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۱۵٤ وابوداود حدیث رقم ۵۰٦۰ والترمذی حدیث رقم ۳٤١٤ وابن ماجه حدیث رقم ۳۸۷۸)

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات کو بیدار ہو تو وہ یہ دعا ❶ پڑھے ''نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے' وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' پورا ملک اسی کا ہے اور تمام حمد اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے ہی حمد ہے اور نہیں کوئی معبود سوا اللہ تعالیٰ کے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور نہیں گناہ سے بچنے کی طاقت اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے'' پھر کہے ''اے میرے رب! مجھے بخش دے'' یا آپ نے فرمایا: ''پھر دعا کرے ❷ اور اس کی دعا قبول کی جائے گی' پھر اگر وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ تو یہ دعا پڑھے الخ بعض عارف باللہ لوگوں نے اس دعا کو ''دِرْهَمُ الْكِيْسِ'' کہا ہے' یعنی جیسے کوئی اپنے کیسہ (بٹوہ) میں درہم وغیرہ رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس میں سے لے لیتا ہے' ایسے ہی یہ دعا جب وہ اس وقت میں کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ ❷ یا پھر دعا کرے الخ راوی کو شک ہوا ہے کہ آپ نے خاص دعا ''رب اغفرلی'' پڑھنے کو فرمایا یا جو دعا' چاہے سو کرے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۲۱٤ (٤) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ ((لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِي وَهَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۵۰٦١)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے' اے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو پاک ہے' اے اللہ! میں تیری تعریف کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں' تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! زیادتی فرما میرے علم میں' اور میری دل میں کجی ❶ پیدا نہ ہونے دے میرے دل میں بعد اس کے کہ تو نے مجھے ہدایت دی اور مجھے اپنی طرف سے رحمت عطا کر' تحقیق تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ کجی الخ یعنی حق سے باطل کی طرف مائل نہ کر۔

١٢١٥ (٥) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى ذِكْرٍ طَاهِرًا فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْأَلِ اللّٰهَ خَيْرًا لَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ)) (رواه احمد و ابوداؤد)

(ابوداود حديث رقم ٥٠٤٢ وابن ماجه حديث رقم ٣٨٨١ واحمد في المسند ٥/ ٢٤٤)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کوئی مسلمان رات کو وضو کی ❶ حالت میں ذکر کرتا ہوا سوئے پھر رات کو بیدار ہو اور اللہ تعالیٰ سے بھلائی کی دعا مانگے' تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی بھلائی ❷ عطا فرماتا ہے۔'' (احمد' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وضو کی حالت میں الخ اس حدیث سے باوضو سونے کی فضیلت ثابت ہوئی۔

❷ وہی بھلائی الخ یعنی دنیا میں یا آخرت میں

١٢١٦ (٦) وَعَنْ شَرِيْقٍ الْهَوْزَنِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَسَأَلْتُهَا بِمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَفْتَتِحُ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَتْ سَأَلْتَنِي عَنْ شَيْءٍ مَّا سَأَلَنِيْ عَنْهُ اَحَدٌ قَبْلَكَ كَانَ اِذَا هَبَّ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ عَشْرًا وَ حَمِدَ اللّٰهَ عَشْرًا وَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَشْرًا)) وَ قَالَ ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) عَشْرًا وَ اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ عَشْرًا وَ هَلَّلَ اللّٰهَ عَشْرًا ثُمَّ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) عَشْرًا ثُمَّ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ۔ (رواه ابوداؤد)

(ابوداود حديث رقم ٥٠٨٥ والنسائي حديث ٥٥٣٥)

جناب شریق ہوزنی سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سی چیز سے شروع کرتے جب رات کو بیدار ❶ ہوتے تھے؟ انہوں نے کہا تو نے مجھ سے وہ چیز پوچھی ہے جو نہیں پوچھی مجھ سے کسی نے تجھ سے پہلے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو بیدار ہوتے تو دس دفعہ تکبیر اللہ اکبر کہتے اور دس دفعہ الحمدللہ کہتے اور کہتے ''سبحان اللہ وبحمدہ دس دفعہ' اور کہتے' سبحان الملک القدوس'' دس دفعہ اور ''استغفراللہ'' دس دفعہ اور لا الہ الا اللہ دس دفعہ' پھر فرماتے یہ دعا ''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا اور قیامت کے دن کی تنگیوں سے' دس دفعہ' پھر شروع کرتے نماز۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بیدار ہوتے الخ محدثین ان کو مُعَشِرات سَبْعَه کہتے ہیں' سبعات عشر کے مقابلہ میں' یعنی جیسے صوفیہ کے ہاں مشہور ہے کہ دس چیزیں سات سات بار پڑھتے ہیں' اس حدیث میں ہے کہ سات چیزیں دس دس بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے' ان وظائف کا پڑھنا مسنون ہے اور خود ساختہ وظائف سے پرہیز کرنا چاہیے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۱۷ (۷) وَعَنْ اَبِی سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ثُمَّ یَقُوْلُ ((سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ)) ثُمَّ یَقُوْلُ ((اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا)) ثُمَّ ((یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ) وَ زَادَ اَبُوْدَاوٗدَ بَعْدَ قَوْلِهٖ غَیْرُكَ ثُمَّ یَقُوْلُ ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ)) ثَلَاثًا وَفِی اٰخِرِ الْحَدِیْثِ ثُمَّ یَقْرَأُ۔ (ابوداود حدیث رقم ۷۷۵ والترمذی حدیث رقم ۲۴۲ وابن ماجه حدیث رقم ۸۰٤ والدارمی حدیث رقم ۱۲۳۹ واحمد فی المسند ۳/ ۵۰)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے رات کوتو اللہ اکبر کہتے پھر یہ دعا پڑھتے ''اے اللہ! تو پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیرا مرتبہ بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں' پھر فرماتے ''اللہ اکبر'' پھر یہ دعا فرماتے: ''میں پناہ چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جو سنتا اور جانتا ہے' شیطان مردود سے' اس کے وسواس ❶ اس کے تکبر اور اس کے بیہودہ اشعار سے۔ (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی) اور ابوداوٗد نے لفظ ''غیرك'' کے بعد یہ الفاظ ❷ زیادہ کیے پھر آپ پڑھتے ''لا الہ الا اللہ'' تین بار اور آخر حدیث میں یہ ہے کہ پھر آپ پڑھتے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وسواس الخ شیطان آدمی کو تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے اور برے عشقیہ اشعار اور گندے وسواس دل میں پیدا کر دیتا ہے ان سے میں اللہ تعالیٰ ہی کی پناہ لیتا ہوں۔ ❷ پھر آپ پڑھتے الخ یعنی اعوذ کے بعد قراءت کرتے۔

۱۲۱۸ (۸) وَعَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ کَعْبِ نِ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ عِنْدَ حُجْرَةِ النَّبِیِّ ﷺ فَکُنْتُ اَسْمَعُهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ یَقُوْلُ ((سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ))۔ الْھَوِیَّ ثُمَّ یَقُوْلُ ((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِهٖ)) الْھَوِیَّ۔ (رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَالتِّرْمَذِیُّ نَحْوَهٗ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔) (الترمذی حدیث رقم ۳٤۱٦ والنسائی حدیث رقم ۱٦۱۸ واحمد فی المسند ٤/ ۵۸)

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس سویا کرتا تھا' تو میں سنتا تھا آپ کو جب کھڑے ہوتے ❶ رات کے وقت' آپ پڑھتے ''تمام کائنات کا رب پاک ہے'' دیر تک یہی پڑھتے رہتے پھر کہتے ''اللہ پاک ہے اور میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں'' دیر تک یہی پڑھتے رہتے۔ (نسائی و ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رات کو الخ یعنی تہجد کے لیے۔

بَابُ التَّحْرِيضِ عَلٰى قِيَامِ اللَّيْلِ

رات کی ❶ عبادت پر ترغیب دلانے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٢١٩ (١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَعْقِدُ الشَّيْطَانُ عَلٰى قَافِيَةِ رَأْسِ اَحَدِكُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلٰثَ عُقَدٍ يَضْرِبُ عَلٰى كُلِّ عُقْدَةٍ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَيْقَظَ فَذَكَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰى انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِيْطًا طَيِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِيْثَ النَّفْسِ كَسْلَانَ))۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١١٤٢ ومسلم حدیث رقم (٢٠٧ ـ ٧٧٦) وابوداود حدیث رقم ١٣٠٦ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٢٩ والموطا حدیث رقم ٩٥ من كتاب قصر الصلاة واحمد فی المسند ٢/ ٤٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گرہ ❷ شیطان تم میں سے ہر ایک کی گدی پر جبکہ وہ سوتا ہو تین گرہیں لگاتا ہے' ہر گرہ پر یہ بات ڈالتا ہے ابھی تجھ پر رات بہت بڑی ہے' پس تو سویا رہ' پھر اگر وہ شخص جاگ اٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو کھل جاتی ہے ایک گرہ' تو اگر وضو کیا تو کھلتی ہے دوسری گرہ پھر اگر نماز پڑھے تو کھلتی ہے تیسری گرہ' تو (اس طرح) وہ صبح کرتا ہے خوش ❸ پاکیزہ نفس' ورنہ (اگر نہ جاگا' نہ ذکر کیا' نہ وضو کیا اور نہ نماز پڑھی) تو وہ صبح کرتا ہے پلید نفس اور سست (پریشات اور سستی کا مارا ہوا)۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحديث: ❶ رات کی عبادت الخ رات کی نماز مسنون ہے' نبی ﷺ ہمیشہ قیام فرماتے' صحابہ رضی اللہ عنہم عموماً پابندی سے تہجد ادا فرماتے تھے' آپ فرائض کی طرح تو اس کی تاکید نہ کرتے لیکن سنن میں سے اس کے زیادہ پابند تھے' عموماً رات کی نماز میں لمبا قیام فرماتے' بعض اوقات آپ کے پاؤں پر ورم آ جاتا' گھر والوں کو بھی ترغیب دلاتے' عام طور پر رات کے آخر حصہ میں قیام فرماتے' بعض دفعہ کئی مرتبہ رات کو بیدار ہوتے اور سوتے' اس میں جفاکشی کی عادت بھی ہے اور اس وقت دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں ❷ گرہ لگاتا ہے الخ یعنی شیطان سونے والے کے دل میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ ابھی رات بڑی لمبی ہے' اتنی جلدی اٹھ کر کیا کرے گا کچھ تھوڑا سا آرام کر لے' یہ گرہیں حقیقۃً ہوتی ہیں' ان کی تاویل کی ضرورت نہیں ان کی کیفیت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے' ہمیں معلوم نہیں یہ معاملہ اس شخص کے متعلق ہے جسے تہجد پڑھنے کی عادت نہ ہو' اگر تہجد کی عادت ہو اور کسی رات اتفاقاً نیند سے بیدار نہ ہو تو اس کے لئے برابر اجر لکھا جاتا ہے' یہ ہیشگی کی برکت ہے اور ہیشگی سے عمل کرنے کا اجر مرنے کے بعد بھی قیامت تک برابر اسے ملتا رہے گا ❸ خوش الخ یعنی جب آدمی نیند سے بیدار ہو کر ذکر اذکار اور نماز میں مشغول ہو جائے' تو شیطانی اثر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

١٢٢٠ (٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ فَقِيْلَ لَهٗ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ ((اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قیام کیا یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں پر ورم آ گیا تو آپ سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ کے وہ گناہ جو

شَكُوْرًا۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٤٨٣٦ والنسائی حدیث رقم ١٦٤٤ وابن ماجه ١/ ٤٥٦)

پہلے ہوئے ہیں اور وہ جو پیچھے ہوئے ہیں بخشے گئے ہیں' آپ نے فرمایا: ''کیا میں شکر کرنے ❶ والا بندہ نہ بنوں۔'' (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ شکر کرنے والا الخ اس حدیث میں نبی ﷺ نے نماز کی روحانی غرض وغایت بیان فرمائی ہے کہ نماز کی دراصل حقیقت یہ ہے کہ اس خالق کل' رزاق عالم' مالک الملک' منعم اعظم کی بے غایت بخششوں اور بے پایاں احسانات کا شکر دل اور زبان سے ادا کیا جائے' تاکہ نفس وروح اور دل ودماغ پر اس کی عظمت وکبریائی اور اپنی عاجزی وبے چارگی کا نقش بیٹھ جائے' اس کی محبت کا نشہ رگ رگ میں سرایت کر جائے' اس کے حاضر وناضر ہونے کا تصور نا قابل زوال یقین کی صورت میں اسی طرح قائم ہو جائے کہ ہم اپنے ہر دلی ارادہ ونیت اور جسمانی فعل وعمل کے وقت اس کی ہوشیار اور بیدار آنکھوں کو اپنی طرف اٹھی ہوئی دیکھیں' جس سے ہم اپنے برے ارادوں پر شرمائیں اور ناپاک کاموں کو کرتے ہوئے جھجکیں اور بالآخر ان سے باز آ جائیں۔

١٢٢١ (٣) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ رَجُلٌ فَقِيْلَ لَهُ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰى اَصْبَحَ مَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ((ذَالِكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطٰنُ فِيْ اُذُنِهٖ اَوْ قَالَ فِيْ اُذُنَيْهِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ١١٤٤ ومسلم حدیث رقم (٢٥٠/ ٧٧٤) والنسائی فی السنن ٣/ ٢٠٤)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ شخص ہمیشہ صبح تک سوتا ہے نماز کے لیے نہیں اٹھتا' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص ایسا ہے کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب ❶ کرتا ہے'' یا فرمایا: ''اس کے دونوں کانوں میں۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پیشاب الخ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ شیطان کھاتا اور پیتا ہے اور اس کی اولاد بھی ہوتی ہے تو اس کا پیشاب بھی حقیقۃً ہوتا ہے اور اس کا اثر انسان پر یہ ہوتا ہے کہ شیطان اس پر غالب ہو کر اسے سست بنا دیتا ہے۔

١٢٢٢ (٤) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَزِعًا يَقُوْلُ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْخَزَآئِنِ وَمَاذَا اُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ يُّوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ)) يُرِيْدُ اَزْوَاجَهٗ ((لِكَيْ يُصَلِّيْنَ رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ١١٢٦ والترمذی حدیث رقم ٢١٩٦ والموطا حدیث رقم ٨ من کتاب اللباس)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات کو گھبرائے ہوئے بیدار ہوئے' فرماتے تھے: ''سبحان اللہ! کس قدر اتارے گئے ہیں آج کی رات میں خزانے ❶ اور کس قدر اتارے گئے ہیں فتنے' کون شخص ہے جو جگائے حجروں والیوں کو'' اس سے آپ کی مراد بیویاں تھیں تاکہ وہ نماز پڑھیں' اکثر پہننے والیاں کپڑے ❷ دنیا میں' ننگی ہوں گی آخرت میں۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ خزانے الخ نبی ﷺ کی امت کو جو خزانے اور مال قیامت تک ملنے والے تھے وہ بھی آپ کو دکھائے گئے اور جو فتنے قیامت تک آنے والے تھے وہ بھی آپ کو دکھائے گئے اور آپ نے اس کی اطلاع دے دی۔

❷ کپڑے الخ یعنی یہاں اب جو غفلت کی تان کر موئیں گے تو وہ آخرت میں درجات سے محروم رہیں گے اور جو عورتیں طرح طرح کے

کپڑے پہنتی اور بے پردہ رہتی ہیں تو وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔

۱۲۲۳ (۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی كُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقٰی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَهٗ مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَهٗ مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَهٗ)) (مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ ثُمَّ یَبْسُطُ یَدَیْهِ یَقُوْلُ مَنْ یُّقْرِضُ غَیْرَ عَدُوْمٍ وَّلَا ظَلُوْمٍ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ۔ (مسلم حدیث رقم ۱٦۸ - ۷۵۸ و الترمذی حدیث ۳۰۷ و ابن ماجة حدیث رقم ۱۳٦٦)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارا رب بابرکت اور بلند ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول ❶ فرماتا ہے جبکہ باقی رہتی ہے تہائی رات پچھلی' وہ فرماتا ہے: کون ہے جو پکارے مجھ کو میں اس کی دعا کو قبول کروں' کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں' کون ہے جو مجھ سے بخشش مانگے پس میں اس کو بخشوں'' (متفق علیہ) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''پھر کھولتا ہے اپنے دونوں ہاتھ اور فرماتا ہے: ''کون ہے جو قرض دے ایسی ذات کو جو فقیر ہے نہ ظلم کرنے والی ہے' صبح تک یہی فرماتا رہتا ہے۔''

فوائد الحدیث: ❶ نزول فرماتا ہے الخ اللہ تعالیٰ کا نزول برحق ہے اور کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

۱۲۲٤ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ یَقُوْلُ ((اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ یَّسْاَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَذٰلِكَ كُلَّ لَیْلَةٍ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۱٦٦۔ ۷۵۷)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے: ''رات میں ایک ایسی گھڑی ❶ ہے کہ نہیں پاتا اس کو کوئی مسلمان شخص اس حال میں کہ مانگے اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مگر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو وہی بھلائی اور یہ ہر رات کو ہوتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ایسی گھڑی ہے الخ یہ گھڑی ہر رات میں ہوتی ہے اور اس میں دعا قبول ہوتی ہے' بعض لوگ اپنی دنیاوی اغراض' وظائف اور طرح طرح کے چلے کاٹتے ہیں اور معلوم نہیں کیا کیا پڑھتے ہیں' بہتر عمل یہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یعنی پچھلی رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھی جائے اور حضور الٰہی میں گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور اس حدیث کا حوالہ دے کہ (اے اللہ ذوالجلال والاکرام) تیرے حبیب نے اس طرح فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ دعا ضرور قبول ہوگی۔

۱۲۲۵ - (۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوٗدَ وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوٗدَ كَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَهٗ وَیَنَامُ سُدُسَهٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَّیُفْطِرُ یَوْمًا۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت پسندیدہ ہے نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کی نماز ❶ ہے اور بہت پسندیدہ روزے اللہ تعالیٰ کے نزدیک داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں' داؤد علیہ السلام سوتے تھے آدھی رات اور قیام کرتے تہائی رات' چھٹا حصہ رات پھر سو

۱۱۳۱ والنسائی حدیث رقم ۱۶۳۰ وابن ماجه حدیث رقم ۱۷۱۲ واحمد فی المسند ۲/ ۱۶۰)

جاتے اور روزہ رکھتے ایک دن اور افطار کرتے ایک دن۔" (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سیدنا داؤد علیہ السلام کی نماز الخ داؤد علیہ السلام رات کے چھ حصے کیا کرتے تھے پہلے تین حصے (آدھی رات) سویا کرتے آدھی رات کے بعد بقیہ تین حصوں میں سے پہلے دو حصوں میں جاگتے اور آخری چھٹے حصہ میں پھر سو جاتے تاکہ صبح کی نماز کی ادائیگی میں سہولت ہو۔

۱۲۲۶ (۸) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ تَعْنِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِي اٰخِرَهٗ ثُمَّ اِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ قَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَنَامُ فَاِنْ كَانَ عِنْدَ النِّدَآءِ الْاَوَّلِ جُنُبًا وَثَبَ فَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۱٤٦ ومسلم حدیث رقم (۱۲۹۔ ۷۳۹) والنسائی حدیث رقم ۱٦٤۰ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳٦٥ واحمد فی المسند ٦/ ۱۰۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ شروع رات میں سو جاتے اور آخر رات میں جاگتے، پھر اگر ہوتی کوئی ضرورت اپنے اہل سے تو پوری کرتے اپنی ضرورت کو ❶ پھر سو جاتے، پس اگر پہلی ❷ اذان کے وقت جنبی ہوتے تو اٹھتے اٹھتے اور ڈالتے اوپر اپنے پانی، اور اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرتے نماز کے لیے پھر پڑھتے فجر کی دو سنت۔ (بخاری و مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ضرورت الخ یعنی صحبت وغیرہ۔ ❷ پہلی اذان سے معروف اذان اور دوسری اذان سے تکبیر مراد ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِي

۱۲۲۷ (۹) وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَلَيْكُمْ بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ وَمَكْفَرَةٌ لِّلسَّيِّاٰتِ وَ مَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۳٥٤۹)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم رات کے قیام کی پابندی کرو، اس لیے کہ وہ اچھے ❶ لوگوں کا طریقہ ہے، جو تم سے پہلے گزرے ہیں اور وہ تمہارے لیے تمہارے رب کی طرف قریب ہونے کا سبب ہے اور گناہوں کے دور ہونے کا ذریعہ ہے اور گناہوں سے باز رکھنے کا سبب ہے۔" (ترمذی)

حکم الحدیث: مجموعی طور پر یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اچھے لوگوں سے انبیاء و اولیاء کرام مراد ہیں، اس باب کی تمام احادیث کا یہی مطلب ہے کہ قیام لیل بہت بہتر عبادت ہے۔

۱۲۲۸ (۱۰) وَعَنْ اَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((ثَلَاثَةٌ يَّضْحَكُ اللّٰهُ اِلَيْهِمُ الرَّجُلُ اِذَا قَامَ بِاللَّيْلِ يُصَلِّي وَالْقَوْمُ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تین ❶ شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے خوش ہوتا ہے (۱) وہ شخص جو کھڑا ہو کر رات کو ❷ نماز پڑھے

اِذَاصَفُّوْا فِی الصَّلٰوۃِ وَ الْقَوْمُ اِذَا صَفُّوْا فِیْ قِتَالِ الْعُدُوِّ۔)) (رواہ فی شرح السنۃ) (ابن ماجہ حدیث رقم ۲۰۰)

(۲) وہ قوم جو نماز پڑھنے کے لیے صف باندھیں (۳) وہ قوم جو صف باندھیں دشمن سے لڑائی کرنے کے لیے۔'' (شرح السنہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یعنی تین طرح کے لوگ ہیں۔ ❷ یعنی تہجد۔

۱۲۲۹ (۱۱) وَعَنْ عَمْرِوبْنِ عَبَسَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الرَّبُّ مِنَ الْعَبْدِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَکُوْنَ مِمَّنْ یَّذْکُرُ اللّٰہَ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ فَکُنْ)) (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ اِسْنَادًا۔) (الترمذی حدیث رقم ۳۵۷۹ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۳۶٤)

سیدنا عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پروردگار کا بندہ سے بہت قریب ہونا' پچھلی رات کے درمیانی حصہ میں حاصل ہوتا ہے پس اگر ہو سکے تجھ سے کہ ہو تو ان لوگوں سے جو ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کا اس وقت میں' تو ہو جا۔'' (ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے' اسناد کے اعتبار سے غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۲۳۰ (۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ اِمْرَاَتَہٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْھِھَا الْمَآءَ رَحِمَ اللّٰہُ امْرَاَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَھَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْھِہِ الْمَآءَ۔)) (رواہ ابوداوٗد و النسائی) (ابوداود حدیث رقم ۱٤٥۰ والنسائی حدیث رقم ۱٦۱۰ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۳۳٦ واحمد فی المسند ۲/ ۲٥۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحمت کرے اللہ تعالیٰ اس شخص پر ❶ جو رات کو اٹھا اور نماز پڑھی اور جگایا اس نے اپنی بیوی کو اور اس نے بھی نماز پڑھی' پس اگر نہ جاگے تو اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے دے اور رحم کرے اللہ تعالیٰ اس عورت پر جو رات کو اٹھی اور نماز پڑھی اور جگایا اس نے اپنے خاوند کو اور اس نے بھی نماز پڑھی پس اگر نہ جاگے تو اس کے چہرہ پر پانی چھڑک دے۔'' (ابوداوٗد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس شخص پر الخ اس میں اشارہ ہے کہ مرد کا زیادہ حق ہے کہ وہ خود پچھلی رات میں اٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے' اسی لیے اس کو مقدم رکھا ہے اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل صرف مردوں پر ہی نہیں ہے بلکہ عورتیں بھی اس میں برابر کی شریک ہیں اور کبھی عورتیں مرد سے زیادہ عبادت گذار ہوتی ہے لہٰذا اس کو چاہیے کہ اپنے خاوند کو بھی اپنے ساتھ عبادت میں شریک کرے۔

۱۲۳۱ (۱۳) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ ((جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرَ وَ دُبُرَ الصَّلٰوَاتِ الْمَکْتُوْبَاتِ۔)) (رواہ الترمذی)

(الترمذی حدیث رقم ۳۴۹۹)

پوچھا گیا کہ کون سے وقت میں دعا بہت قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخری رات کے درمیانے حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں انقطاع ہے۔

۱۲۳۲ (۱۴) وَعَنْ اَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ غُرَفًا یُرٰی ظَاھِرُھَا مِنْ بَاطِنِھَا وَبَاطِنُھَا مِنْ ظَاھِرِ ھَا اَعَدَّھَا اللّٰہُ لِمَنْ اَلَانَ الْکَلَامَ وَاَطْعَمَ الطَّعَامَ وَتَابَعَ الصِّیَامَ وَصَلّٰی بِاللَّیْلِ وَالنَّاسُ نِیَامٌ)) (رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) (احمد والبیھقی حدیث رقم ۳۸۹۲)

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ ان کی بیرونی سطح ان کے اندر سے نظر آئے گی ❶ اور ان کا اندرونی حصہ ان کے باہر سے نظر آئے گا' ان کو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے تیار کیا ہے جو نرمی سے بات کرتے ہیں اور کھانا کھلاتے ہیں اور پے در پے ❷ روزے رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں رات کو جبکہ لوگ سور ہے ہوں۔'' (شعب الایمان' بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نظر آئے گی الخ یعنی نہایت صفائی کی وجہ سے۔ ❷ پے در پے الخ یعنی اکثر روزے رکھتا ہے' اور پے در پے روزے رکھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھے جائیں' پہلی' دوسری' تیسری کو یا تیرہ' چودہ' پندرہ کو یا ستائیس' اٹھائیس اور انتیس کو۔ (قمری تاریخ کے حساب سے)

۱۲۳۳ (۱۵) وَرَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ عَلِیٍّ نَحْوَہٗ وَفِیْ رِوَایَتِہٖ ((لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ۔)) (الترمذی حدیث رقم ۱۹۸۴)

اور ترمذی نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے اور ان کی روایت میں یہ ہے: ''جو اچھی گفتگو کریں۔''

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۳۴ (۱۶) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ((یَا عَبْدَاللّٰہِ لَا تَکُنْ مِثْلَ فُلَانٍ کَانَ یَقُوْمُ مِنَ اللَّیْلِ فَتَرَكَ قِیَامَ اللَّیْلِ۔)) (متفق علیہ) (البخاری حدیث رقم ۱۱۵۲ والنسائی حدیث رقم ۱۷۶۳ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۳۳۱ واحمد فی المسند ۲/ ۱۷۰)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے عبداللہ! تو فلاں آدمی کی طرح نہ ہو ❶ کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پس اس نے اب رات کا قیام چھوڑ دیا ہے۔'' (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ ہو الخ یعنی آدمی کو چاہیے کہ جب وہ کوئی نیک کام کرے خواہ تھوڑا ہی ہو' ہمیشہ کرتا جائے' اس کو چھوڑے نہیں۔

۱۲۳۵ (۱۷) وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِی الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((کَانَ لِدَاوُدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنَ اللَّیْلِ سَاعَۃٌ یُوْقِظُ فِیْھَا اَھْلَہٗ یَقُوْلُ یَا اٰلَ دَاوُدَ قُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَاِنَّ ھٰذِہٖ سَاعَۃٌ یَسْتَجِیْبُ اللّٰہُ عَزَّوَ جَلَّ فِیْھَا الدُّعَآءَ اِلَّا لِسَاحِرٍ اَوْعَشَّارٍ۔)) (رواہ احمد) (احمد فی المسند ٤/ ٢٢)

سیدنا عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''داؤد علیہ السلام نے رات میں ایک وقت مقرر کیا ہوا تھا جس میں وہ اپنے اہل کو جگاتے تھے، وہ فرماتے اے آل داؤد! اٹھو اور نماز پڑھو اس لیے کہ یہ ایسا وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں دعا کو قبول فرماتا ہے، مگر جادوگر اور ٹیکس وصول کرنے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۲۳٦ (۱۸) وَعَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ ((اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْمَفْرُوْضَۃِ صَلَاۃٌ فِی جَوْفِ اللَّیْلِ۔)) (رواہ احمد) (مسلم حدیث رقم (٢٠٢/ ١١٦٣) وابوداود حدیث رقم ٢٤٢٩ واحمد فی المسند ٢/ ٥٣٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، فرماتے تھے: ''فرض ❶ نماز کے بعد بہترین نماز وہ ہے جو رات کے درمیانہ حصہ میں پڑھی جائے۔'' (احمد)

فوائد الحدیث: ❶ بہترین نماز الخ علماء میں اختلاف ہے کہ نماز تہجد افضل ہے یا مؤکدہ سنت تہجد کی نماز سے افضل ہیں، بعض علماء نے کہا ہے کہ تہجد کی نماز قبولیت دعا کے وقت کے اعتبار سے افضل ہے نیز اس میں مشقت ہوتی ہے اور ریاکاری سے بھی صاف ہوتی ہے اور مؤکدہ سنت اس لیے افضل ہیں کہ ان کو فرائض کے ساتھ پڑھنے کی تاکید آئی ہے اور وہ فرائض کیلئے تتمہ (پوری کرنے والی، یعنی کمی وغیرہ کو) ہیں۔

۱۲۳۷ (۱۹) وَعَنْہُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّی بِاللَّیْلِ فَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ فَقَالَ ((اِنَّہٗ سَیَنْھَاہُ مَا تَقُوْلُ))۔ (رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان) (فی والبیھقی فی شعب الایمان حدیث ٣٢٦١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، اس نے عرض کیا کہ فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے اور صبح اٹھ کر چوری کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ''عنقریب روک ❶ دے گی اس کو وہ چیز (نماز) جس کا تو نے ذکر کیا ہے۔'' (احمد، شعب الایمان، بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ روک الخ ایک مسلمان جو نماز پڑھتا ہے، جب کبھی غلطی سے یا بشری کمزوری سے اس کا قدم ڈگمگاتا ہے تو رحمت الٰہی اس کا ہاتھ تھام لیتی ہے، اس کو اپنے فعل پر ندامت ہوتی ہے، اس کو اپنے اللہ کے سامنے جاتے ہوئے شرم آتی ہے، اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے، وہ لوگوں سے اس بنا پر شرماتا ہے کہ وہ کہیں گے کہ یہ نمازی ہو کر اس قسم کے افعال کا مرتکب ہوتا ہے، اس کے پاؤں بدی کے راستہ پر پڑتے وقت کانپتے ہیں، الغرض نماز انسان کے اخلاقی احساس کو بیدار کرتی اور برائیوں سے بچاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کا یہ وصف بیان کیا ہے ''ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشا والمنکر'' بیشک نماز بے حیائی اور بری باتوں سے روکتی ہے۔

١٢٣٨ (٢٠) وَعَنْ اَبِی سَعِیْدٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا اَوْصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ جَمِیْعًا کُتِبَا فِی الذَّاکِرِیْنَ وَالذَّاکِرَاتِ۔)) (رواہ ابوداؤد و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ١٣٠٩ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٣٥)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب بیدار کرے آدمی اپنی بیوی کو رات میں اور نماز پڑھیں دونوں یا فرمایا پڑھی ہر ایک نے دو رکعات پڑھیں ❶ (تو) لکھے جاتے ہیں وہ دونوں ذکر کرنے والے مردوں میں اور ذکر کرنے والی ❷ عورتوں میں۔'' (ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اکٹھی الخ یہ لفظ ''جمیعًا'' ہے' یہ فَصَلَّیَا کی ضمیر تثنیہ سے حال موکدہ ہے' اصل کلام یوں ہے ''فَصَلّٰی وَصَلَّتْ جمیعًا'' فھو قریب من باب التنازع (مرقاۃ ج۳ ص۱۲) ❷ ذکر کرنے والی الخ۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو بہت بڑا اجر ملے گا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کلام مجید میں فرمایا ہے ''وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ والذاکرات اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رات کی نماز وتر کے علاوہ کم از کم دو رکعات بھی کافی ہیں' اور مسنون گیارہ رکعات ہیں۔

١٢٣٩ (٢١) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ۔)) (رواہ البیهقی فی شعب الایمان) (البیهقی حدیث رقم ٢٧٠٣)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت کے بزرگ ترین لوگ وہ ہیں جو قرآن کو اٹھانے ❶ والے اور رات کو نماز پڑھنے والے ہیں۔'' (بیہقی شعب الایمان)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اٹھانے الخ اس حدیث سے شب بیدار اور قرآن یاد کرنے والوں کی فضیلت کا پتہ چلتا ہے' لیکن قرآن یاد کرنے والوں سے وہ مراد ہیں جو قرآن مجید پر عمل بھی کریں ورنہ ان کی مثال گدھے جیسی ہے جس پر کتابیں لدی ہوں۔

١٢٤٠ (٢٢) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَانَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَا شَآءَ اللّٰهُ حَتّٰی اِذَا کَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ اَیْقَظَ اَهْلَهٗ لِلصَّلَاةِ یَقُوْلُ لَهُمُ الصَّلَاةَ ثُمَّ یَتْلُوْ هٰذِهِ ((الْاٰیَةَ وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا لَا نَسْاَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰی)) (رواہ مالك) (الموطا حدیث رقم ٥ من کتاب صلاة اللیل)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے باپ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو نماز پڑھتے تھے جس قدر چاہتا اللہ تعالیٰ یہاں تک کہ جب ہوتی پچھلی رات تو بیدار کرتے اپنے اہل کو نماز کے لیے اور فرماتے کہ نماز پڑھو! پھر یہ آیت پڑھتے ''اور حکم کر اپنے گھر والوں کو نماز کا اور خود بھی اس پر استقامت سے عمل کر' ہم تجھ سے رزق نہیں مانگتے' ہم ہی تجھے رزق دیتے ہیں اور بہتر انجام پرہیزگاروں کا ہے۔'' (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ الْقَصْدِ فِی الْعَمَلِ

اعمال خیر میں میانہ روی کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٢٤١ (١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَيَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَكَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ الَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ١١٤١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ افطار کرتے ❶ ہر ماہ سے اس قدر کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینے میں سے کوئی روزہ نہیں رکھیں گے اور روزے رکھتے یہاں تک کہ ہم گمان کرتے کہ آپ اس مہینہ سے کوئی افطار نہیں کریں گے اور رات کے کسی حصے میں تو نبی ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہے تو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ سکتا ہے اور اگر سوئے ہوئے دیکھنا چاہے تو سوئے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔(بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ افطار کرتے الخ مطلب یہ ہے کہ نہ تو آپ ساری رات سوتے' نہ ساری رات نماز پڑھتے' اور نہ ہمیشہ روزے رکھتے' نہ ہمیشہ افطار کرتے یعنی آپ کے عمل میں کمی اور بیشی نہیں ہوتی تھی بلکہ ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے۔

١٢٤٢ (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٦٤٦٢ ومسلم حدیث رقم (٢١٨۔ ٧٨٣) والترمذی حدیث رقم ٢٨٥٦ حدیث رقم ٤٢٣٨ والموطا حدیث رقم ٤ من کتاب صلاة اللیل واحمد فی المسند ٦/ ٦١)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ عمل وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو۔'' (بخاری' مسلم)

١٢٤٣ (٣) وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خُذُوْا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ١٩٧٠ ومسلم حدیث رقم (٢١٥ ۔ ٧٨٢) والنسائی حدیث رقم ١٦٤٢ وابن ماجه حدیث رقم ٤٢٣٨ والموطا حدیث رقم ٤ من کتاب صلاة اللیل واحمد فی

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اختیار کرو تم اعمال میں سے وہ عمل جس کی تم طاقت ❶ رکھو' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو۔'' (بخاری' مسلم)

المسند ٦/ ٦١)

فوائد الحدیث: ❶ طاقت الخ عبادت میں احسان اور خشوع بنیادی حیثیت رکھتے ہیں' غلو اور کثرت سے جب ملال اور تھکاوٹ محسوس ہو تو ان دونوں اوصاف میں نقصان ہوگا' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دونوں نقصان دہ ہیں' لہٰذا طاقت کے مطابق جب تک دل مطمئن رہے تو اس وقت تک عبادت کرنا چاہیے۔

١٢٤٤ (٤) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيُصَلِّ أَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ وَإِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١١٥٠ ومسلم حدیث رقم ٢١٩/ ٧٨٤ وابوداود حدیث رقم ٢/ ٧٥ حدیث رقم ١٣١٢ والنسائی حدیث رقم ١٦٤٣ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٧١ واحمد فی المسند ٣/ ١٠١)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی خوشی اور اطمینان سے نماز پڑھے اور جب طبیعت تھک جائے تو بیٹھ ❶ جائے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھ الخ یعنی اعمال خیر میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے جب عبادت میں دل نہ لگے اور جی بیزار ہو جائے تو چھوڑ دینی چاہیے۔

١٢٤٥ (٥) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا نَعِسَ أَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّيْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ)) (متفق عليه) (مسلم حدیث رقم ٢٢٢/ ٧٨٦ وابوداود حدیث رقم ٢/ ٧٤ حدیث رقم ١٣١٠ والترمذی حدیث رقم ٣٥٥ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٧٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتے ہوئے اونگھے تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے' یہاں تک کہ اس سے نیند جاتی رہے' اس لیے کہ جب کوئی اونگھتے ہوئے نماز پڑھتا ہے تو وہ نہیں جانتا کیا کہتا ہے نیند کے غلبہ سے ہوسکتا ہے کہ وہ طلب مغفرت کی بجائے اپنے نفس کو بددعا کرے۔'' ❶ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بددعا کرے الخ یعنی نیند کے غلبہ سے معلوم نہیں کیا نکل جائے' دعا کے بجائے بددعا نکل جائے' ایسی حالت میں بہتر یہ ہے کہ سو رہے اور جب نیند جاتی رہے تو اس وقت خوشی اور ہوش میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔

١٢٤٦ (٦) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَأَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث ٣٩ والنسائی حدیث رقم ٥٠٣٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک دین آسان ❶ ہے اور نہیں سختی کرتا ❷ دین میں کوئی مگر دین اس پر غالب آ جاتا ہے' پس میانہ روی اختیار کرو اور طاقت کے مطابق عمل کرو اور لوگوں کو بشارت ❸ دو اور مدد طلب کرو عبادت کے لیے صبح و شام کے وقت سے اور کچھ رات ❹ کے حصوں میں۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ دین آسان ہے الخ یعنی اللہ تعالیٰ نے دین کے احکام آسان مقرر فرمائے ہیں' افراط' تفریط سے بچو جیسے پہلے لوگوں نے خودساختہ رہبانیت کا بوجھ اپنے پر ڈال لیا تھا' پھر اس کو ادا نہ کر سکے' اسی طرح نوافل کو واجب نہ ٹھہراؤ۔ ❷ سختی کرتا الخ یعنی جو شخص غیر واجب باتوں کو واجب کر لیتا ہے اور مشکل طریقہ سے عبادت کرتا ہے تو وہ اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے۔
❸ بشارت دو الخ یعنی جنت اور سلامتی کی۔ ❹ رات کے حصوں میں الخ اس سے تہجد کی نماز کی طرف اشارہ ہے۔

۱۲۴۷ (۷) وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهٖ اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَاَهٗ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهٗ كَاَنَّمَا قَرَاَهٗ مِنَ اللَّيْلِ.)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (۱۴۲ـ ۷۴۷) وابوداود حديث رقم ۱۳۱۳ والترمذي حديث رقم ۵۸۱ والنسائي حديث رقم ۱۷۹۰ و ابن ماجه حديث رقم ۱۳۴۳ والدارمي حديث رقم ۱۴۷۷ والموطا ۱/ ۲۰۰ حديث رقم ۳ من كتاب القرآن)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سو جائے اپنے وظیفہ یا اس کے کسی حصہ سے' تو وہ پڑھے اس کو اس وقفے میں جو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان ہے' لکھا جاتا ہے اس کے لیے یہ اسی طرح جیسے اس نے اسے رات کو پڑھا۔'' (مسلم)

۱۲۴۸ (۸) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ)) (رواه البخاري) (البخاري حديث رقم ۱۱۱۷ والترمذي حديث رقم ۳۷۲ وابن ماجه حديث رقم ۱۲۲۳ واحمد في المسند ۴/ ۴۲۶)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کھڑے ہو کر نماز پڑھ پس اگر یہ نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر کروٹ ❶ پر پڑھ۔'' (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ کروٹ پر یعنی مجبوری کی حالت میں نماز جس طرح بھی پڑھی جائے پڑھ لینی چاہیے خواہ فرض ہو یا نفل' طاقت کے ہوتے فرض نمازوں کو بیٹھ کر پڑھنا منع ہے' نفل نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن اس کا اجر آدھا ملے گا' لہٰذا حتی الامکان نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں تاکہ پورا' پورا ثواب ملے' آج کل لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ نوافل صرف بیٹھ کر ہی پڑھے جاتے ہیں' چنانچہ بعض لوگ فرض نماز کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور نوافل ادا کرنے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں' ایسا نہیں کرنا چاہیے' بلکہ جہاں تک ممکن ہو نوافل بھی کھڑے ہو کر پڑھے جائیں اور بحالت مجبوری بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہے تو جس طرح آسان ہو پڑھ لے مثلاً تشہد کی صورت بیٹھے اور ہاتھ سینے پر رکھ لے اور اگر لیٹ کر نماز پڑھے تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ سر مشرق کی طرف ہو اور قدم قبلہ رخ اور چت لیٹ کر نماز پڑھے گویا یہ اس کے لیے کہ کھڑا تھا اور پیچھے کو گر پڑا اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سر شمال کی جانب ہو اور دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلہ کی طرف چہرہ کر لے' ان میں سے جو بھی آسان ہو وہی کرے جائز ہے۔

۱۲۴۹ (۹) وَعَنْهُ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ ((اِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَهُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدمی کی نماز کے متعلق پوچھا جو بیٹھ کر پڑھتا

صَلّٰى قَاعِدًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَآئِمِ وَمَنْ صَلّٰى نَآئِمًا فَلَهٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۱۱٦ والترمذی حدیث رقم ۳۷۱)

ہے آپ نے فرمایا کہ ''اگر پڑھے کھڑے ہو کر تو وہ بہت بہتر ہے اور جو کوئی بیٹھ کر پڑھے تو اس کو کھڑا ہو کر پڑھنے والے سے آدھا اجر ملے گا' اور جو شخص لیٹ کر پڑھے تو اس کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا اجر ملے گا۔'' (بخاری)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۵۰ (۱۰) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ ((یَقُوْلُ مَنْ اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ طَاهِرًا وَ ذَكَرَ اللّٰهَ حَتّٰى يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ كِتَابِ الْاَذْكَارِ بِرِوَايَةِ بْنِ السُّنِّيِّ۔ (ابن السنی فی عمل الیوم واللیلة ص ۲۳٤ حدیث رقم ۷۲۲)

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''جو شخص لیٹے اپنے بستر پر باوضو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اس کو نیند آ جائے' نہیں بدلتا کروٹ کسی وقت رات میں' طلب کرے اللہ تعالیٰ سے اس میں بھلائی' دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے' مگر دیتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ وہی بھلائی'' اس کو نووی نے کتاب الاذکار میں ابن سنی کی روایت سے بیان کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۲۵۱ (۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَجُلَيْنِ رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِهٖ وَلِحَافِهٖ مِنْ بَيْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ اِلٰى صَلَاتِهٖ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِىْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِهٖ وَوِطَائِهٖ مِنْ بَيْنِ حِبِّهٖ وَاَهْلِهٖ وَاِلٰى صَلٰوتِهٖ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِىْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِىْ وَرَجُلٌ غَزَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَانْهَزَمَ مَعَ اَصْحَابِهٖ فَعَلِمَ مَا عَلَيْهِ فِى الْاِنْهِزَامِ وَمَا لَهٗ فِى الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰى هُرِيْقَ دَمُهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِمَلَائِكَتِهٖ اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِىْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِىْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِىْ حَتّٰى هُرِيْقَ دَمُهٗ۔)) (رواه فی شرح السنة) (احمد والبغوی فی شرح السنة ٤/ ٤٢ حدیث رقم ۹۳۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خوش ہوتا ہے ہمارا رب دو شخصوں سے' ایک وہ شخص جو اٹھا رات کو اپنے نرم بستر' لحاف' اپنے اہل عیال کے درمیان سے نماز کی طرف' تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے بندہ کی طرف کہ اٹھا ہے اپنے بستر اور نرم بچھونے اور اپنے اہل وعیال کے پاس سے نماز کی طرف' رغبت کیلئے اس رحمت کے جو میرے پاس ہے اور واسطے ڈرنے اس عذاب کے جو میرے پاس ہے اور دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑا پس شکست کھائی اس نے اپنے ساتھیوں سمیت' پس جانا اس نے جو اس پر ہوگا بھاگنے میں اور اس اجر کو جو اس کو ملے گا ثابت قدمی سے' پس لوٹا وہ یہاں تک کہ شہید ❶ ہوا' تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرہ بندے کو لوٹا ہے واسطے رغبت کرنے اس رحم

کے جو میرے پاس ہے اور واسطے ڈرنے اس عذاب سے جو میرے پاس ہے یہاں تک کہ وہ شہید ہوا۔'' (شرح السنہ)

حکم الحدیث: اس کی سند میں کمزوری ہے لیکن حدیث حسن یا صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ شہید ہوا الخ اس حدیث سے رات کے قیام کی فضیلت اور میدان جنگ میں استقامت کی فضیلت ثابت ہوتی ہے اور یہ دونوں عمل درحقیقت جہاد ہی ہیں' ایک نفس اور شیطان سے جنگ ہے' اور دوسری کفار سے یعنی ایک باطنی دشمن سے اور دوسرا ظاہری دشمن سے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٢٥٢ (١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ قَالَ فَاَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَاْسِهِ فَقَالَ ((مَالَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو)) قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ قُلْتَ صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ وَاَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ ((اَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَاَحَدٍ مِّنْكُمْ۔)) (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ١١١٧ ومسلم حدیث رقم (١٢٠۔ ٧٣٥) والنسائی حدیث رقم ١٦٥٩ واحمد فی المسند ٤/ ٤٤٣)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھے ہوئے آدمی کی نماز آدھی نماز ہے'' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں آپ کی خدمت میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے تھے' تو میں نے اپنا ❶ ہاتھ آپ کے سر پر رکھا' آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے عبداللہ؟'' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ نے فرمایا بیٹھے ہوئے آدمی کی نماز آدھی نماز ہوتی ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں اسی طرح ہے' لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔'' ❷ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اپنا ہاتھ آپ کے سر پر الخ عرب لوگوں کی عادت ہے کہ جب کسی سے کوئی تعجب کی بات دیکھتے ہیں تو اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں' یہ بات ان کے نزدیک خلاف ادب نہیں بلکہ از راہ بے تکلفی اور کمال الفت کے ہوتی ہے' عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے آپ کے سر پر اس وقت ہاتھ رکھا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے۔ ❷ نہیں ہوں الخ یعنی مجھے بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کھڑا ہو کر نوافل پڑھتا ہوں' یہ بھی آپ کے دیگر خاصوں میں سے ایک خاصہ ہے۔

١٢٥٣ (١٣) وَعَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ خُزَاعَةَ لَيْتَنِيْ صَلَّيْتُ فَاسْتَرَحْتُ فَكَاَنَّهُمْ عَابُوْا ذٰلِكَ عَلَيْهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَقِمِ الصَّلٰوةَ يَا بِلَالُ اَرِحْنَا بِهَا۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ٤٩٨٥)

سالم بن ابوالجعد سے روایت ہے بنوخزاعہ کے ایک آدمی نے کہا' کاش میں نماز پڑھ لیتا اور مجھے آرام ❶ ہوتا' گویا لوگوں نے اس بات کو اس کے لیے معیوب سمجھا' اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''اے بلال! نماز کے لیے تکبیر کہہ آرام دے ہمیں نماز سے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آرام ہوتا الخ اس جملہ کے دو معنی ہو سکتے تھے (ا) یہ کہ نماز شروع ہو جائے اور دل اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے اور جب رب کائنات سے مناجات شروع ہو تو اطمینان اور سکون حاصل ہو یہ معنی تو اچھا تھا' اور دوسرا یہ ہے کہ نماز سے جلد ہی فارغ ہو کر سوئیں اور آرام پائیں' گویا نماز کا طبیعت پر بوجھ ہے اور یہ معنی برا تھا' کیونکہ یہ منافقوں کی حالت تھی' صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہی معنی سمجھا اس لیے اس نے وضاحت کر دی کہ میں نے پہلے معنی کے لحاظ سے یہ الفاظ کہے ہیں۔

بَابُ الْوِتْرِ

نماز وتر کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٢٥٤ (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُلَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔)) **(متفق عليه)** (البخاری حديث رقم ٩٩٠ ومسلم حديث رقم (١٤٥۔ ٧٤٩) وابوداود حديث رقم ١٤٥٨ والموطا حديث رقم من كتاب صلاة الليل واحمد فى المسند ٢/ ٥٨)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رات کی نماز دو دو رکعت ہے' پس جب ڈرے تم میں سے کوئی صبح نمودار ہونے سے تو ایک رکعت پڑھ لے' وتر کر دی گی اس کے لیے وہ ساری نماز جو اس نے پڑھی۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز وتر الخ وتر طاق کو کہتے ہیں' تہجد کے بعد ایک وتر پڑھا جائے تو ساری نماز طاق ہو جائے گی' اسی لیے اس کی تعداد ایک سے تیرہ تک ہے' ہر طاق عدد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے' یہ نماز مسنون ہے' اس سنت کی آپ نے بہت تاکید فرمائی ہے' اس کا اصل وقت تو رات کا آخری حصہ ہے' لیکن آپ نے امت کی آسانی کے لئے پہلی رات پڑھنے کی اجازت مرحمت فرما دی ہے۔

١٢٥٥ (٢) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِّنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ١٥٣۔ ٧٥٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر ایک ہی رکعت ہے' آخری رات میں۔'' (مسلم)

١٢٥٦ (٣) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ الَّيْلِ ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً يُّوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهَا۔ **(متفق عليه)** (البخاری حديث رقم ١١٤ ومسلم حديث رقم ١٢٣۔ ٧٣٧ وابوداود حديث رقم ١٣٣٨ والترمذی حديث رقم ٤٥٩ و الدارمی حديث رقم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں تیرہ رکعات نماز پڑھتے تھے اور وتر پڑھتے ان میں سے پانچ رکعات' ❶ نہیں بیٹھتے تھے کسی رکعت میں مگر آخری میں۔ (بخاری و مسلم)

١٥٨١ واحمد فی المسند ٦/ ١٦١)

فوائد الحدیث: ❶ پانچ رکعات الخ وتروں کے متعلق ایک' تین' پانچ' سات' نو' گیارہ اور تیرہ رکعات کا ذکر آیا ہے' ان میں سے صرف آخری رکعت وتر ہے اور باقی نوافل ہوتے ہیں' اگر ایک ہی رکعت پڑھے تو اس میں نفل کوئی نہیں۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ مسوّیٰ شرح موطا میں فرماتے ہیں کہ وتر کی کم از کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ یا تیرہ رکعات ہیں' کمال کا ادنیٰ درجہ تین رکعات ہیں حنفیہ نے ہمیشہ تین رکعات کو ایک سلام اور دو تشہد سے پڑھنے کا التزام کیا ہے اور اس ضمن میں باقی تمام احادیث کا خلاف کیا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر ١٢٦٢ ملاحظہ کریں)

١٢٥٧ (٤) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ انْطَلَقْتُ اِلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِىْ عَنْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَلَسْتَ تَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ قُلْتُ بَلٰى قَالَتْ فَاِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْاٰنُ قُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْبِئِيْنِىْ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنَّا نُعِدُّ لَهٗ سِوَاكَهٗ وَطَهُوْرَهٗ فَيَبْعَثُهُ اللّٰهُ مَا شَآءَ اَنْ يَّبْعَثَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّىْ تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيْهَا اِلَّا فِى الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا يُسَلِّمُ فَيُصَلِّى التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهٗ وَيَدْعُوْهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمًا يُّسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَىَّ فَلَمَّا اَسَنَّ صلى الله عليه وسلم وَاَخَذَ اللَّحْمَ اَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَّصَنَعَ فِى الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيْعِهٖ فِى الْاُوْلٰى فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَىَّ وَكَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَحَبَّ اَنْ يُّدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ اِذَا غَلَبَهٗ نَوْمٌ اَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَّلَا اَعْلَمُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ فِىْ لَيْلَةٍ وَّلَا صَلّٰى لَيْلَةً اِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ۔ (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم

سعید بن ہشام سے روایت ہے کہ میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا' میں نے کہا اے ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارہ میں بتائیں' انہوں نے کہا' کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں' فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ❶ ہی تھا' میں نے کہا ام المؤمنین! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کے بارہ میں بتائیں انہوں نے کہا ہم آپ کے لیے آپ کی مسواک اور آپ کے وضو کا پانی تیار کرتے تھے' پس بیدار کراتا اللہ تعالیٰ آپ کو رات میں جب چاہتا بیدار کرنا پس آپ مسواک کرتے اور وضو کرتے اور پڑھتے نو رکعات نماز' نہ بیٹھتے کسی رکعت میں مگر آٹھویں میں اور ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا اور تعریف کرتے اور دعا کرتے اللہ تعالیٰ سے' پھر اٹھتے اور نہ سلام پھیرتے' پس پڑھتے نویں رکعت' پھر بیٹھتے اور ذکر کرتے اللہ تعالیٰ کا اور تعریف کرتے اور اس سے دعا مانگتے' پھر سلام پھیرتے جو ہم کو سنائی دیتا' پھر پڑھتے دو رکعات اس سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے ہوئے' پس یہ گیارہ رکعات ہوئیں' اے میرے بیٹے! پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عمر کو پہنچے اور پھیل گیا گوشت تو آپ وتر پڑھتے سات رکعات' اور آخری دو رکعات میں ویسے ہی کرتے جیسے پہلے کرتے تھے' پس یہ نو رکعات ہوئیں اے میرے بیٹے! اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی نماز پڑھتے تو پسند فرماتے کہ اسے ہمیشہ پڑھتے رہیں اور جب آپ پر نیند غالب ہوتی یا آپ کو رات کو

١٣٩ ـ ٧٤٦)

کھڑے ہونے سے کوئی تکلیف ہوتی تو پڑھتے شروع دن میں بارہ رکعات ❷ اور نہیں جانتی میں نبی ﷺ کو کہ آپ نے پڑھا ہو سارا قرآن مجید ایک ہی رات میں اور نہ ہی ساری رات نماز پڑھی ہو صبح تک اور نہ ہی پورا مہینہ روزے رکھے سوا رمضان کے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قرآن ہی تھا الخ یعنی اسلام کے احکام و اخلاق اور نبی ﷺ کی زبان مبارک سے جو تعلیمات انسانوں کو پہنچائی گئیں قرآن پاک ان کا مجموعہ ہے' نبی ﷺ کی سیرت مبارک درحقیقت قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے' جو حکم آپ پر نازل ہوا' آپ نے خود اس کو کر کے بتایا' ایمان' توحید' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' خیرات' جہاد' ایثار' قربانی' عزم' استقلال' صبر' شکر ان کے علاوہ اور جس عمل و حسن خلق کی باتیں جس قدر آپ نے فرمائیں' ان کے لئے سب سے پہلے آپ نے اپنا ہی نمونہ پیش فرمایا' جو کچھ قرآن میں تھا وہ سب مجسم ہو کر آپ کی زندگی میں نظر آیا' چونکہ ام المومنین محبوبہ محبوب الٰہی تھیں رضی اللہ عنہا' وفور علم' علو شان' کثرت فہم اور تکاثر ادراک کی مالکہ تھیں اس لیے آپ کی ایسی جامع و مانع تعریف فرمائی کہ سائل کو اب ساری عمر اس بارہ میں کسی سے سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ❷ بارہ رکعات الخ اس سے معلوم ہوا کہ اوراد و وظائف کی احتیاط ضروری ہے' نیز معلوم ہوا کہ وتروں کی قضا نہیں ہے (نووی)

١٢٥٨ (٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا۔)) (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ٩٩٨ ومسلم حدیث رقم ١٥١ ـ ٧٥١)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنی رات کی نماز کے آخر میں وتر پڑھو۔'' (مسلم)

١٢٥٩ (٦) وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((بَادِرُوْا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ١٤٩ ـ ٧٥٠) والترمذی حدیث رقم ٤٦٧ واحمد فی المسند ٢/ ٣٧)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم صبح (ہونے) سے پہلے جلدی وتر پڑھو۔'' (مسلم)

١٢٦٠ (٧) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمَعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَذَالِكَ اَفْضَلُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٦٢ ـ ٧٥٥) والترمذی حدیث رقم ٤٥٥ وابن ماجه حدیث رقم ١١٨٧ والموطا حدیث رقم ١٨ کتاب صلاة اللیل واحمد فی

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ڈرے کہ آخری رات میں نہیں اٹھ سکے گا تو وہ اول ❶ رات میں وتر پڑھ لے اور جو شخص امید رکھے کہ آخر رات میں اٹھ سکے گا تو وہ پچھلی رات میں وتر پڑھے' اس لیے کہ پچھلی رات کی نماز حاضر کی گئی ہے اور یہ بہترین ہے۔'' (مسلم)

المسند ۳/ ۳۸۹)

فوائد الحدیث: ❶ اول رات میں الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح (صادق کے طلوع ہونے) تک وتروں کا وقت ہے' بہتر وقت پچھلی رات ہے' اگر پچھلی رات اٹھنے کا یقین نہ ہو تو شروع رات میں پڑھ لے' اگر کوئی آدمی شروع رات میں پڑھ لے' اور پھر اس کو پچھلی رات میں موقع مل جائے تو وہ نفل پڑھ سکتا ہے' وتر دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (نوٹ: عام طور پر یہ مشہور ہے کہ جو شخص پہلی رات وتر پڑھ کر سو جائے اور پھر آخر رات میں اس کی آنکھ کھل جائے اور وہ نوافل ادا کرنا چاہتا ہو تو پہلے ایک رکعت پڑھ کر پہلی رات کے پڑھے ہوئے وتر کو جفت بنا لے پھر نوافل ادا کر کے بعد میں وتر پڑھ لے یہ ثابت نہیں اور بغیر کسی دلیل کے مسائل میں الجھاؤ پیدا کرنا مشقت میں پڑنا ہے اور دین میں تنگی نہیں ہے لہٰذا دوبارہ ایک رکعت پڑھ کر جفت بنانا تاویل از خود اور مشقت کے سوا کچھ نہیں' اس سے بچنا چاہیے اور پہلی رات میں پڑھے ہوئے وتر ہی کافی وشافی ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ ایک رات میں دو وتر نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ع۔ خ)

١٢٦١ (٨) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَوَّلِ اللَّيْلِ وَاَوْسَطِهٖ وَاٰخِرِهٖ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٩٩٦ ومسلم حديث رقم (١٣٧۔ ٧٤٥) والترمذی حديث رقم ٤٥٦ والنسائی حديث رقم ١٦٨١ وابن ماجه حديث رقم ١١٨٦)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر ❶ حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی اول رات میں اور درمیان رات میں اور آخر رات میں اور آخری عمر میں آپ وتر سحری کے وقت پڑھتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہر حصہ میں آلخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر رات کے ہر حصہ میں پڑھے جا سکتے ہیں لیکن آخر حصہ میں زیادہ افضل ہیں۔

١٢٦٢ (٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ بِثَلٰثٍ' صِيَامِ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَنَامَ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١١٧٨ ومسلم حديث رقم (٨٥۔ ٧٢١) وابوداود حديث رقم ١٤٣٢ والترمذی حديث رقم ٧٦٠ والنسائی حديث رقم ١٦٧٧ والدارمی حديث رقم ١٤٥٤ واحمد فی المسند ٢/ ٤٥٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے دوست ﷺ نے تین باتوں کی وصیت کی (۱) ہر ❶ مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کی (۲) اور چاشت کی دو رکعات کی (۳) اور سونے ❷ سے پہلے وتر پڑھنے کی۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہر مہینہ میں تین دن روزے رکھنے کی الخ ان کو ایام بیض کہتے ہیں یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ (قمری مہینہ کی)۔ ❷ سونے سے پہلے الخ نبی ﷺ نے ابوہریرہ کو اول رات میں وتر پڑھنے کی اس لیے رخصت مرحمت فرمائی کہ وہ احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے تھے' اس شغل میں رات بہت چلی جاتی اور پچھلی رات میں کو اٹھنا مشکل ہو جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ دینی علم میں مشغول ہونا نفل عبادت سے افضل ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۲۶۳ (۱۰) عَنْ غُضَیْفِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَرَاَیْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ کَانَ یَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ اَمْ فِیْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَرُبَّمَا اغْتَسَلَ فِیْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ کَانَ یُوْتِرَ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ اَمْ فِیْ اٰخِرِهٖ قَالَتْ رُبَّمَا اَوْتَرَ فِیْ اَوَّلِ اللَّیْلِ وَرُبَّمَا اَوْتَرَ فِیْ اٰخِرِهٖ قُلْتُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً قُلْتُ کَانَ یَجْهَرُ بِالْقِرَاءَةِ اَمْ یَخْفِتُ قَالَتْ رُبَّمَا جَهَرَ بِهٖ وَرُبَّمَا خَفَتَ قُلْتُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ فِی الْاَمْرِ سَعَةً (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ) وَرَوَی ابْنُ مَاجَةَ الْفَصْلَ الْاَخِیْرَ۔ (ابوداود حدیث رقم ۲۲۶ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۵٤)

غضیف بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل اول رات میں فرماتے تھے یا آخر رات میں؟ ام المؤمنین نے فرمایا کہ بعض اوقات اول رات میں غسل فرماتے اور بعض اوقات آخر رات میں غسل فرماتے' میں نے کہا ''اللہ اکبر' الحمد للہ' اللہ تعالیٰ نے اس کام میں وسعت رکھی ہے۔ میں نے کہا' کیا آپ وتر اول رات میں پڑھتے تھے یا آخر رات میں؟ انہوں نے کہا' بعض اوقات اول رات ❶ میں پڑھ لیتے اور بعض اوقات آخر رات میں' میں نے کہا' اللہ اکبر' الحمد للہ' اللہ تعالیٰ نے اس کام میں بھی وسعت رکھی' میں نے کہا کیا آپ بلند آواز سے قراءت کرتے تھے یا آہستہ؟ انہوں نے کہا' بعض اوقات بلند آواز سے قراءت کرتے تھے اور بعض اوقات آہستہ' میں نے کہا' اللہ اکبر' الحمد للہ' اللہ تعالیٰ نے امر (دین) میں بھی بہت وسعت رکھی ہے (ابوداؤد) اور ابن ماجہ نے آخری حصہ بیان کیا ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اول رات میں الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ صبح (صادق کے طلوع ہونے) تک وتروں کا وقت ہے۔

۱۲۶٤ (۱۱) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَیْسٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِکَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُوْتِرُ قَالَتْ کَانَ یُوْتِرُ بِاَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَّعَشْرٍ وَّثَلَاثٍ وَلَمْ یَکُنْ یُوْتِرُ بِاَنْقَصَ مِنْ سَبْعٍ وَلَا بِاَکْثَرَ مِنْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۳٦۲ واحمد فی المسند ٦/ ۱٤۹)

سیدنا عبداللہ بن ابی قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ وتر کی کتنی رکعات پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا سات رکعات اور نو رکعات اور گیارہ رکعات اور تیرہ رکعات ❶ اور سات رکعات سے کم نہیں پڑھتے تھے اور نہ تیرہ رکعات سے زیادہ۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تیرہ رکعات سے الخ یعنی تہجد کی نماز سات رکعت سے کم نہیں پڑھی اور تیرہ سے زیادہ نہیں پڑھی اور تہجد کی کل

نماز کو اس لیے وتر کہا ہے کہ وتر کا معنی ہے طاق اور تہجد کی تمام رکعات' وتر ملانے سے طاق ہو جاتی ہیں

١٢٦٥ (١٢) وَعَنْ اَبِیْ اَيُّوْبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِخَمْسٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِثَلَاثٍ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّوْتِرَ بِوَاحِدَةٍ فَلْيَفْعَلْ۔)) (رواہ ابوداؤد و النسائی و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ١٤٢٢ والنسائی حدیث رقم ١٧١٢ وابن ماجه حدیث رقم ١١٩٠)

سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر حق ❶ ہے ہر مسلمان پر پس جو شخص چاہے کہ پانچ رکعات وتر پڑھے تو پڑھے اور جو شخص پسند کرتا ہے کہ تین رکعات وتر پڑھے تو کر سکتا ہے اور جو شخص ایک رکعت وتر پڑھنا چاہے تو وہ بھی پڑھ سکتا ہے۔'' (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وتر حق ہے الخ احناف نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ وتر واجب ہے کیونکہ اس میں لفظ حق آیا ہے جس کا معنی ہے ''ضروری'' ہم کہتے ہیں کہ غسل جمعہ میں بھی حق کا لفظ آیا ہے' حالانکہ حنفیہ اسے واجب نہیں کہتے۔

١٢٦٦ (١٣) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ يُّحِبُّ الْوِتْرَ فَاَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ۔)) (رواہ الترمذی و ابوداؤد و النسائی) (البخاری حدیث رقم ٦٤١٠ ومسلم حدیث رقم ٥/ ٢٦٨٨ وابوداود حدیث رقم ١٤١٦ والترمذی حدیث رقم ٤٥٣ والنسائی حدیث رقم ١٦٧٥ وابن ماجه حدیث رقم ١١٦٩ والدارمی حدیث رقم ١٥٨٠ واحمد فی المسند ١/ ١٠٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اکیلا ہے' پسند کرتا ہے طاق کو' پس اے اہل قرآن! وتر پڑھو۔'' ❶ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وتر پڑھو الخ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں ہے کہ ''وتر واجب نہیں اور نہ ہی وہ فرض نماز کی طرح ہے الخ'' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنت ہے' اہل حدیث' امام شافعی اور تمام مجتہدین کا یہی مسلک ہے۔

١٢٦٧ (١٤) وَعَنْ خَارِجَةَ بْنِ حُذَافَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((وَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَدَّكُمْ بِصَلَاةٍ هِيَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوِتْرُ جَعَلَهُ اللّٰهُ لَكُمْ فِيْمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعِشَآءِ اِلٰى اَنْ يَّطْلُعَ الْفَجْرُ۔))

سیدنا خارجہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے عطا کی ❶ ہے تم کو ایک نماز کہ وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے' وہ وتر ہے' اس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نماز

(رواہ الترمذی و ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ۱٤۱۸ والترمذی حدیث رقم ٤٥۲ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱٦۸ والدارمی حدیث رقم ۱٥۷٦)

عشاء کے بعد سے طلوع فجر ہونے تک مقرر کیا ہے۔'' (ترمذی وابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے ابونضرہ کی حدیث سے۔

فوائد الحدیث: ❶ عطا کی الخ ان احادیث سے بعض لوگوں نے وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے' لیکن اس مسئلہ میں ایسی احادیث بھی ہیں جو عدم وجوب پر دلالت کرتی ہیں' اسی لیے جمہور کا موقف یہ ہے کہ وتر واجب نہیں بلکہ سنت موکدہ ہے۔

۱۲٦۸ (۱٥) وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهٖ فَلْیُصَلِّ اِذَا اَصْبَحَ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا) (ابوداود حدیث رقم ۱٤۳۱ والترمذی حدیث رقم ٤٦٦)

زید بن اسلم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص سو جائے اپنے وتر سے پس پڑھے وہ جب صبح ہو جائے۔'' ❶ (ترمذی مرسل) ❷

حکم الحدیث: امام بغوی نے اس کو مسند بیان نہیں کیا۔

فوائد الحدیث: ❶ جب صبح ہو جائے الخ اس سے معلوم ہوا کہ اگر وتر رہ جائیں تو ان کی قضا دینا چاہیے اور یہ قضا مستحب ہے' یعنی یہ قضا اس لیے نہیں ہے کہ وتر واجب ہے بلکہ دیگر نوافل کی طرح ہے اگر رہ جائیں تو ان کی قضا دی جائے تو بہتر ورنہ ضروری نہیں (مرعاۃ)
❷ مرسل الخ لیکن اس کو امام ابوداؤد نے موصولاً بھی بیان کیا ہے اور وہ صحیح طریق ہے (مرعاۃ ج ۲ ص ۲۳۴)

۱۲٦۹ (۱٦) وَعَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَاَلْنَا عَائِشَةَ بِاَیِّ شَیْءٍ کَانَ یُوْتِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ کَانَ یَقْرَاُ فِی الْاُوْلٰی بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الثَّانِیَةِ بِقُلْ یَا اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ وَفِی الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود حدیث رقم ۱٤۲۳ والترمذی حدیث رقم ٤٦۳ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۷۳)

عبدالعزیز بن جریج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ وتر میں کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ: ''آپ پہلی رکعت میں ❶ ''سبح اسم ربك الاعلی دوسری میں قل یایها الکافرون' تیسری میں قل هو الله احد اور معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پہلی رکعت الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کبھی وتر کی تین رکعات بھی پڑھتے تھے' لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ تینوں رکعات ایک ہی سلام سے پڑھتے جیسا کہ حنفیہ کا قول ہے دارقطنی' طحاوی' حاکم اور بیہقی میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ وتر سے پہلے دوگانہ میں سبح اسم ربك الاعلی اور قل یایها الکافرون'' پڑھا کرتے تھے اور وتر کی رکعت میں قل هو الله احد اور معوذتین پڑھتے تھے' یہ حدیث' اس حدیث کے لئے گویا تفسیر ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ وتر ایک ہی رکعت سے پڑھتے تھے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہی عمل ہے اور جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں' اور احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں واللہ اعلم (مرعاۃ) (افسوس ہے کہ آج کل اکثر اہل حدیث ایک ہی سلام سے تین وتر پر عمل کر رہے ہیں' ان کا یہ عمل نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے

عمل کے خلاف ہے لہٰذا اہل حدیث حضرات اس فعل کو ترک کر کے حدیث پر عمل کریں واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ع۔خ)

١٢٧٠ (١٧) وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى (النسائى حديث رقم ١٧٣١ وابن ماجه حديث رقم ١١٧١ والدارمى حديث رقم ١٥٨٩)

اور نسائی نے سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

١٢٧١ (١٨) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ۔ (الدار قطنى حديث رقم ٣ من كتاب الوتر)

امام احمد نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

١٢٧٢ (١٩) وَالدَّارِمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ۔ (الدارمى حديث رقم ١٥٨٦)

دارمی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور انہوں نے معوذتین کا ذکر نہیں کیا۔

١٢٧٣ (٢٠) وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ فِي قُنُوْتِ الْوِتْرِ ((اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِي فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِي فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِي فِيْمَآ اَعْطَيْتَ وَقِنِي شَرَّ مَاقَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔)) (الترمذى و ابوداؤد و النسائى و ابن ماجة و الدارمى) (ابوداود حديث رقم ١٤١٥، الترمذى حديث رقم ٤٦٤، النسائى حديث رقم ١٧٤٥، ابن ماجه حديث رقم ١١٧٨ والدارمى حديث رقم ١٥٩٣)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ کلمات سکھلائے تاکہ میں انہیں وتر کے قنوت میں پڑھوں وہ یہ ہیں ''اے اللہ مجھے ہدایت فرما ہدایت والوں میں اور مجھے صحت عطا فرما صحت مند لوگوں میں اور رکھ تو مجھے ان لوگوں میں جن کا تو والی ہے اور برکت فرما میرے لیے اس چیز میں جو تو نے مجھے دی ہے اور بچا مجھے اپنی قضا کے شر سے بیشک تو فیصلہ فرماتا ہے اور نہیں کیا جا سکتا کوئی فیصلہ تیرے خلاف، تحقیق نہیں ذلیل ہو سکتا وہ شخص جس کا تو والی ہے اے میرے رب تو بابرکت اور برتر ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی)

١٢٧٤ (٢١) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَلَّمَ فِي الْوِتْرِ قَالَ ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَزَادَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ يُطِيْلُ۔ (ابوداود حديث رقم ١٤٣٠ والنسائى حديث رقم ١٧٥١)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وتر سے سلام پھیرتے تو کہتے ''اللہ تعالیٰ بادشاہ اور پاک ہے'' (ابوداؤد، نسائی) اور زیادہ کیا نسائی نے (سبحان الملک القدوس) تین دفعہ لمبی آواز سے فرماتے۔

١٢٧٥ (٢٢) وَفِي رِوَايَةٍ لِلنَّسَائِيِّ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

اور نسائی کی ایک روایت میں جو سیدنا عبدالرحمٰن بن ابزی عن

ابنِ ابزٰی عَنْ اَبِیْہِ قَالَ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ ((سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ)) ثَلَاثًا وَّ یَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالثَّالِثَةِ۔

(النسائی حدیث رقم ۱۷۳۳)

ابیہ سے مروی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ جب وتر سے سلام پھیرتے تو ''سبحان الملک القدوس'' تین بار فرماتے اور اپنی آواز کو تیسری مرتبہ میں بلند کرتے۔

۱۲۷۶ (۲۳) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ فِیْ اٰخِرِ وِتْرِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَآءِكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔)) (رواہ ابوداؤد و الترمذی والنسائی وابن ماجۃ) (ابوداود حدیث رقم ۱۴۲۷ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۱۷۹)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اپنے وتر ❶ کے آخر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے ''اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کے ساتھ تیرے غصہ سے اور تیری معافی کے ساتھ' تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں تیری ذات کے ساتھ تجھ سے' نہیں شمار کرسکتا تیری تعریف' تو ویسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔'' (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ وتر کے آخر میں الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ وتر میں قنوت پڑھا کرتے تھے اور قنوت کے مختلف صیغے اور الفاظ ہیں' لیکن صحیح وہی ہیں جو حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں' امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور فرمایا وتر کے قنوت میں اس سے بہتر اور کوئی حدیث نہیں ہے دارقطنی' ابن الجارود' ابن خزیمہ' ابویعلی' طبرانی' بیہقی' سعید بن منصور اور امام مروزی نے بھی اسے روایت کیا ہے' اہلحدیث' امام شافعی اور حنابلہ نے قنوت میں اسی دعا کو پسند کیا ہے' احناف نے وتر کے قنوت میں ''اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُكَ'' الخ کو اختیار کیا ہے' یہ روایت بہت ضعیف ہے' (جمہور اہل حدیث کے نزدیک) قنوت واجب نہیں' جبکہ احناف کے نزدیک واجب ہے اور وہ سارا سال وتر میں قنوت کے قائل ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اگر بھول جائے تو سجدہ سہو کرنا چاہیے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ قنوت واجب نہیں اور نہ ہی اس کے التزام کا حدیث میں کوئی ثبوت ہے' قنوت رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھنا چاہیے' خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم کا یہی عمل رہا ہے اور صحیح احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۲۷۷ (۲۴) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِیْلَ لَهٗ هَلْ لَّكَ فِیْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ مُعَاوِیَةَ مَا اَوْتَرَ اِلَّا بِوَاحِدَةٍ قَالَ اَصَابَ اَنَّهٗ فَقِیْهٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْكَةَ اَوْتَرَ مُعَاوِیَةُ بَعْدَ الْعِشَآءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهٗ مَوْلًی لِّابْنِ عَبَّاسٍ فَاَتَی ابْنَ عَبَّاسٍ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ۔ (رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ۳۷۶۵)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہیں کہا گیا' آپ کا امیر المومنین معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ ایک ہی رکعت وتر پڑھتے ہیں' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ درست کرتے ہیں' کیونکہ وہ فقیہ ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ابن ابی ملیکہ نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نماز عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا اور ان کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک غلام تھا' پس وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور انہیں بتلایا' ابن

عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو' اس لیے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رفاقت کی ہے۔ ❶ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ رفاقت کی ہے الخ یعنی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیوں کرتے ہو' وہ صحابی اور فقیہ ہیں' انہوں نے بغیر کسی دلیل کے ایک وتر نہیں پڑھا' اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ ایک رکعت وتر پڑھنا جائز ہے۔

١٢٧٨ (٢٥) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔)) (رواه ابوداؤد) (ابو داود حديث رقم ١٤١٩)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ فرماتے تھے: ''وتر ضروری ❶ ہے' جو شخص وتر نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے' وتر ضروری ہے' جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے' وتر ضروری ہے پس جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں ہے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ضروری ہے الخ احناف نے اس حدیث سے بھی وتر کے وجوب پر استدلال کیا ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں بلکہ ضعیف ہے' اس کی سند میں ابوالمنیب ہے' جو محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ علاوہ ازیں لفظ ''حق'' سے وجوب ثابت نہیں ہوتا کیونکہ یہی لفظ غسل جمعہ کے بارہ میں بھی وارد ہوا ہے اور احناف غسل جمعہ کو واجب نہیں کہتے اور ''الوتر حق'' فمن لم یوتر فلیس منا'' کا مطلب وتروں میں ترغیب دلانا مقصود ہے یعنی جو آدمی بے رغبتی سے وتر چھوڑے وہ مسلمان نہیں ہے' وتر سنت موکدہ ہے' جمہور کا یہی مذہب ہے۔

١٢٧٩ (٢٦) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ نَامَ عَنِ الْوِتْرِ اَوْنَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ اَوْ اِذَا اسْتَيْقَظَ۔)) (رواه الترمذى و ابوداؤ و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ١٤٣١ والترمذى حديث رقم ٤٦٥ وابن ماجه حديث رقم ١١٨٨)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سو جائے وتر سے یا بھول جائے اس کو تو پڑھے جس وقت یاد کرے ❶ اور جب نیند سے بیدار ہو۔'' (ترمذی' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یاد کرے الخ اس کی سند میں عبدالرحمٰن بن یزید بن اسلم' ضعیف ہے (مرعاۃ)

١٢٨٠ (٢٧) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْوِتْرِ اَوَاجِبٌ هُوَ؟ فَقَالَ عَبْدُاللهِ قَدْ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يُرَدِّدُ عَلَيْهِ وَعَبْدُاللهِ يَقُوْلُ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَاَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔ (رواه فى الموطا) (الموطا حديث رقم ١٧ من كتاب صلاة الليل)

امام مالک رحمہ اللہ کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک شخص نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وتر کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ واجب ❶ ہے؟ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھا ہے اور مسلمانوں نے بھی وتر پڑھا ہے' وہ شخص بار بار سوال دہراتا رہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھا ہے اور مسلمانوں نے بھی وتر پڑھا ہے۔'' ❷ (موطا)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ واجب ہے؟ الخ یعنی وتر کیا واجب ہے یا سنت؟۔ ❷ مسلمانوں نے بھی وتر پڑھا ہے یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وتر کو واجب نہیں کہا کیونکہ وہ واجب نہیں ہے اور سنت اس لیے نہیں کہا تا کہ وہ وتر پڑھنے میں سستی نہ کرے۔

١٢٨١ (٢٨) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ يَقْرَأُ فِيْهِنَّ بِتِسْعِ سُوَرٍ مِّنَ الْمُفَصَّلِ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ بِثَلَاثِ سُوَرٍ اٰخِرُهُنَّ قُلْ هُوَاللهُ اَحَدٌ۔ (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ٤٦٠)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے تین رکعات اور ان میں مفصل ❶ کی نو سورتیں پڑھتے ہر رکعت میں تین سورتیں پڑھتے اور ان ان کی آخری سورت قل ھواللہ احد ہوتی تھی۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مفصل کی نو سورتیں الخ بعض روایات میں اس اجمال کی تفصیل اس طرح آئی ہے کہ آپ پہلی رکعت میں سورۂ الھکم التکاثر اور سورۂ قدر اور سورۂ اذازلزلت اور دوسری میں عصر اور اذاجاء نصر اللہ اور کوثر اور تیسری میں معوذتین اور تبت اور قل ھواللہ پڑھتے تھے۔

١٢٨٢ (٢٩) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِمَكَّةَ وَالسَّمَآءُ مُغِيْمَةٌ فَخَشِيَ الصُّبْحَ فَاَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ انْكَشَفَ فَرَاٰى اَنَّ عَلَيْهِ لَيْلًا فَشَفَعَ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَلَمَّا خَشِيَ الصُّبْحَ اَوْتَرَ بِوَاحِدَةٍ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ١٩ من كتاب صلاة الليل)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ میں تھا اور آسمان پر بادل تھا، پس انہیں صبح ہونے کا اندیشہ ہوا، تو انہوں نے وتر پڑھا ایک رکعت، پھر بادل کھل گیا تو انہیں معلوم ہوا کہ ابھی رات باقی ہے، تو انہوں نے ❶ اس کو دوگانہ کیا ایک رکعت پڑھ کر، پھر پڑھی نماز تہجد دو، دو ❷ رکعات کر کے، پس جب صبح ہونے کا اندیشہ ہوتا تو ایک رکعت وتر پڑھتے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پس دوگانہ کیا الخ یعنی اگر کوئی اول رات میں وتر پڑھ لے اور پھر اس کو پچھلی رات میں بھی موقع مل جائے تو ایک رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو دوگانہ کرے اور پھر آخر میں دوبارہ وتر پڑھے، علی، عثمان، ابن مسعود، اسامہ رضی اللہ عنہم اور عروہ، مکحول رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے اور دوسری طرف صحابہ کی ایک کثیر جماعت وتر توڑنے کی قائل نہیں ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ انہی میں سے ہیں، یہ بزرگان سلف جب رات کو وتر پڑھ لیتے اور پھر پچھلی رات اٹھتے تو نوافل پڑھتے اور وتر دوبارہ نہیں پڑھتے تھے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک رات میں دو دفعہ وتر نہیں پڑھنے چاہئیں (کتب حدیث) ❷ دو رکعات الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو رکعات پڑھنا جائز ہے لیکن آپ نے انہیں ہمیشہ نہیں پڑھا اس لیے بعض ائمہ نے اس کا انکار کیا ہے، جیسے امام مالک رحمہ اللہ۔

١٢٨٣ (٣٠) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے بیٹھے ہوئے ❶ قرأت بھی بیٹھے ہوئے پڑھتے،

تِهٖ قَدْ رُمَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ اَوْ اَرْبَعِيْنَ اٰيَةً قَامَ وَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذَالِكَ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۱۲۔ ۷۳۱)

جب آپ کی قرأت سے تیس یا چالیس آیات کی مقدار باقی رہتی تو کھڑے ہوتے اور پڑھتے کھڑے ہو کر' پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے پھر کرتے دوسری رکعت میں بھی اسی طرح۔(مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بیٹھے ہوئے الخ نبی ﷺ کبھی نوافل کی پوری نماز کھڑے ہو کر پڑھتے اور کبھی پوری نماز بیٹھ کر پڑھتے اور کبھی کچھ حصہ قیام کا بیٹھ کر ادا کرتے اور رکوع سے پہلے کھڑے ہو جاتے یعنی بحسب طبیعت جس طرح چاہتے پڑھتے اور یہ سب طریقے جائز ہیں۔

۱۲۸۴ (۳۱) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي بَعْدَ الْوِتْرِ رَكْعَتَيْنِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) وَزَادَ ابْنُ مَاجَةَ خَفِيْفَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ۴۷۱ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۹۶)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ وتر کے بعد دو رکعات پڑھتے تھے۔(ترمذی) اور زیادہ کیا ابن ماجہ نے ہلکی سی دو رکعات بیٹھے ہوئے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۲۸۵ (۳۲) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْهِمَا وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ۔ (رواه ابن ماجة) (ابن ماجه حدیث رقم ۱۱۹۶)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک رکعت وتر پڑھتے پھر دو رکعات پڑھتے ان میں بیٹھے ہوئے قرأت کرتے' پس جب ارادہ کرتے رکوع کرنے کا تو کھڑے ہوتے (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۲۸۶ (۳۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اِنَّ هٰذَا السَّهَرَ جُهْدٌ وَثِقْلٌ فَاِذَا اَوْتَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَاِنْ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ وَاِلَّا كَانَتَا لَهٗ۔)) (رواه الترمذی) (الدارمی حدیث رقم ۱۵۹۴)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ رات کا جاگنا تکلیف اور بوجھ ہے' پس جب وتر پڑھے تم میں سے کوئی تو پڑھے دو رکعات' اگر رات کو قیام کر سکے' تو بہتر ہے ورنہ یہ دو رکعات ہی اس کے لیے کافی ہیں۔'' (ترمذی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۲۸۷ (۳۴) وَعَنْ اَبِي اُمَامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْوِتْرِ وَهُوَ جَالِسٌ يَقْرَأُ فِيْهِمَا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ۔ (رواه احمد) (احمد فی المسند ۵/ ۲۶۰)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو رکعات وتر کے بعد بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے ان میں سورہ اذا زلزلت اور قل یایها الکفرون پڑھتے۔(احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

بَابُ الْقُنُوْتِ

قنوت ❶ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۲۸۸ (۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى اَحَدٍ اَوْ يَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ((اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ ابْنَ اَبِیْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِیْ يُوْسُفَ)) يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا)) لِاَحْيَآءٍ مِنَ الْعَرَبِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ ((لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ)) (الْاٰيَةَ) (آل عمران: ۳) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۶۳۹۳ ومسلم حدیث رقم (۲۹۴ ـ ۶۷۵) وابوداود حدیث رقم ۱۴۴۲ والنسائی حدیث رقم ۱۰۷۴ وابن ماجه حدیث رقم ۱۲۴۴ والدارمی حدیث رقم ۱۵۹۵ واحمد فی المسند ۲ / ۲۵۵)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی پر بددعا کرنے کا ارادہ فرماتے یا کسی کے لیے دعا کرتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے پس بہت دفعہ جب "سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد" کہتے تو یہ دعا پڑھتے: "اے اللہ! نجات دے ولید بن ولید اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ کو اور اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنا سخت عذاب کر اور مسلط کر ان پر قحط یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح آپ یہ دعا بلند آواز سے پڑھتے اور اپنی بعض نمازوں میں یہ بددعا کرتے "اے اللہ! لعنت فرما عرب کے فلاں فلاں قبیلہ پر" یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "نہیں ہے آپ کے لیے کسی امر کا کچھ اختیار" آخر آیت تک۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قنوت کے کئی معنی ہیں نماز کا قیام، مطلق عاجزی اور دعا، اصطلاح شرعی میں وہ دعا مراد ہے جو نماز کی آخری رکعت میں کسی کے لئے نیک یا بددعا، یا اپنے لیے دین و دنیا کی بھلائی کے لئے دعا کی جائے اور یہاں یہی مراد ہے، نبی ﷺ بعض اوقات وتر میں قنوت پڑھتے، رمضان المبارک کے پچھلے نصف میں التزام سے قنوت پڑھتے، جب کوئی لشکر جاتا، مسلمانوں پر کوئی مصیبت آتی یا کسی ظالم کا خطرہ پیش آ جاتا تو آپ پانچوں نمازوں میں قنوت پڑھتے، یہ معمول اس وقت تک رہتا جب تک وہ مصیبت رفع نہ ہوتی، قنوت واجب نہیں، شوافع صبح کی نماز میں قنوت ضروری سمجھتے ہیں اور احناف وتروں میں، دونوں مذاہب کے پاس کوئی صحیح اور صریح دلیل نہیں۔ صحیح یہ ہے کہ قنوت کے بغیر وتر ہو جاتے ہیں، اگر قنوت بھول جائے تو سجدہ سہو لازم نہیں آتا، بلکہ اگر صبح کی نماز یا وتر میں اسے واجب سمجھ کر پڑھا جائے تو یہ بدعت ہوگی، جس طرح ابو مالک اشجعی سے مروی ہے۔ (دیکھئے حدیث نمبر ۱۲۹۲)

۱۲۸۹ (۲) وَعَنْ عَاصِمِ الْاَحْوَلِ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِی الصَّلٰوةِ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ

عاصم احول رحمہ اللہ سے روایت ہے میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے متعلق پوچھا کہ کیا رکوع سے پہلے پڑھی

اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اِنَّهٗ كَانَ بَعَثَ اُنَاسًا يُّقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ سَبْعُوْنَ رَجُلًا فَاُصِيْبُوْا فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلَيْهِمْ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۹۰۲ و مسلم حدیث رقم (۳۰۱۔ ۶۷۷) وابوداود حدیث رقم ۱٤٤٤ واحمد فی المسند ۳/ ۱۶۷)

جائے یا بعد رکوع کے' انہوں نے کہا رکوع سے پہلے' رسول اللہ ﷺ نے صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی تھی جبکہ آپ نے کچھ آدمی بھیجے جنہیں ''قاری'' کہا جاتا تھا وہ ستر شخص تھے جو کہ شہید کر دیے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد ❶ ایک مہینہ تک ان کے قاتلوں کے لیے بددعا کی۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ رکوع کے بعد الخ۔ قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح درست ہے لیکن اکثر روایات بعد رکوع کی مؤید ہیں' امام بیہقی فرماتے ہیں' رکوع کے بعد قنوت پڑھنے کی روایات زیادہ اور بہت قوی ہیں' اور خلفاء راشدین اربعہ رضی اللہ عنہم کا بھی عمل اسی پر رہا ہے۔ (تلخیص الحبیر ج ۱ ص ۲۴۷)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

۱۲۹۰ (۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا مُّتَتَابِعًا فِي الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ وَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَآءِ وَ صَلَاةِ الصُّبْحِ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَآءٍ مِّنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَ عُصَيَّةَ وَيُؤَمِّنُ مَنْ خَلْفَهٗ۔ (رواه ابوداوٗد) (البخاری حدیث رقم ۱۰۰۳ ومسلم حدیث رقم (۲۹۹۔ ۶۷۷) والنسائی حدیث رقم ۱۰۷۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ متواتر نماز ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء اور نماز صبح میں قنوت پڑھی' جب آخری رکعت میں کہتے ''سمع اللہ لمن حمدہ'' تو بددعا کرتے تھے بنی سلیم سے تعلق رکھنے والے قبائل رعل ❶ ذکوان اور عصیہ پر اور مقتدی آمین کہتے تھے (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رعل الخ صفر ۴ھ میں ابو براء کلابی جو قبیلہ کلاب کا رئیس تھا' نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ چند لوگوں کو ہمارے ساتھ بھیجئے تاکہ وہ میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں' آپ نے فرمایا مجھے نجد کی طرف سے ڈر ہے (یہ اس لیے کہ عامر بن طفیل جو ان اطراف کا رئیس تھا' اس نے نبی ﷺ سے کہا تھا کہ میرے' تمہارے درمیان تین باتیں ہیں' بادیہ کے مالک تم بنو اور شہروں کا میں' یا اپنے بعد مجھے اپنا جانشین بناؤ' ورنہ غطفان کو لے کر میں چڑھ آؤں گا؟ آپ نے اس کی درخواست کو منظور نہیں فرمایا تھا' اس لیے اس کی طرف سے ڈر تھا) ابو براء نے کہا ان کا میں ضامن ہوں' آپ نے منظور فرمایا اور ستر آدمی اس کے ساتھ کر دیئے یہ لوگ نہایت مقدس اور درویش تھے اور اکثر اصحاب صفہ میں سے تھے' ان کا معمول تھا کہ دن بھر لکڑیاں چنتے' شام کو فروخت کر کے کچھ اصحاب صفہ کے نذر کرتے کچھ اپنے لیے رکھتے' (رضوان اللہ علیہم) ان لوگوں نے بئر معونہ پہنچ کر قیام کیا اور سیدنا حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کا خط دے کر عامر بن طفیل کلابی کے پاس بھیجا' جو ان اطراف کا رئیس تھا' عامر نے سیدنا حرام رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا اور آس پاس کے جو قبائل تھے یعنی عصیہ' رعل' ذکوان سب کے پاس

آدمی دوڑا دیئے کہ تیار ہو آئیں' ایک بڑا لشکر تیار ہو گیا اور عامر کی سرداری میں آگے بڑھا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حرام رضی اللہ عنہ کی واپسی کے منتظر تھے' جب دیر لگی تو خود روانہ ہو گئے' راستہ میں عامر کی فوج کا سامنا ہوا' کفار نے ان کو گھیر لیا اور سب کو شہید کر دیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ تمام عمر کبھی نہیں ہوا' اس لیے پورا مہینہ آپ نے پانچ نمازوں میں ان ظالموں کے لئے بددعا کی۔

١٢٩١ (٤) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا ثُمَّ تَرَكَهٗ۔ (رواه ابود والنسائى)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ قنوت پڑھی پھر ترک کر دی۔ (ابوداؤد' نسائی)

(مسلم حديث رقم (٣٠٤ـ ٦٧٧) وابوداود حديث رقم ١٤٤٥ والنسائى حديث رقم ١٠٧٩)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٢٩٢ (٥) وَعَنْ اَبِي مَالِكِ نِ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قُلْتُ لِاَبِي يَا اَبَتِ اِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَ عَلِيٍّ هٰهُنَا بِالْكُوْفَةِ نَحْوًا مِنْ خَمْسِ سِنِيْنَ اَكَانُوْا يَقْنُتُوْنَ قَالَ اَيْ بُنَيَّ مُحْدَثٌ۔ (رواه الترمذى والنسائى وابن ماجة)

ابو مالک اشجعی سے روایت ہے میں نے اپنے باپ سے کہا' ابا جان! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے یہاں کوفہ میں قریباً پانچ سال نماز پڑھی ہے' کیا وہ نماز میں قنوت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا' اے بیٹے! "یہ بدعت ہے۔" (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ)

(الترمذى حديث رقم ٤٠٢ والنسائى حديث رقم ١٠٨٠ وابن ماجه حديث رقم ١٢٤١)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٢٩٣ (٦) عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَى اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ يَتَخَلَّفَ فَصَلَّى فِي بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبَقَ اُبَيٌّ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداود حديث رقم ١٤٢٩)

حسن بصری سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا' پس وہ نماز پڑھاتے تھے انہیں بیس راتیں اور نہیں قنوت پڑھاتے تھے ان کو وتروں میں مگر باقی (آخری) نصف میں' پس جب ہوتا آخری عشرہ تو پیچھے رہ جاتے اور نماز پڑھتے اپنے گھر میں۔ پس لوگ کہتے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گئے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ① ایک پانچ ورقی رسالہ بعنوان "غیر مقلدین کے سفید جھوٹ کی حقیقت" نظر سے گذرا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

① اس میں محترم غزنوی رحمہ اللہ کا حاشیہ نہیں ہے۔ حدیث کی مناسبت سے ہم یہاں استاد محترم شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کا ایک رسالہ بنام نعم الشهود على تحريف الغالين درج کر رہے ہیں' جس میں حق کے طالب کے لیے نماز تراویح کی تعداد اور قنوت کے بارہ میں مقلدین کی طرف سے جو شبہات پیدا کیے جاتے ہیں ان کا کافی وشافی جواب موجود ہے۔ (والحمدللہ) اللہ تعالیٰ محترم رحمہ اللہ کی قبر کو منور فرمائے۔ آمین (ع' خ' ا)

تراویح بیس رکعات ہیں آٹھ نہیں۔ جس میں مصنف نے بہت سی غیر ذمہ داری کی باتیں لکھی ہیں لیکن ان کے جواب کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ یہ مسئلہ صدیوں سے علماء کے مابین موضوع بحث رہ چکا ہے اور اس پر فریقین کی طرف سے اس قدر لکھا جا چکا ہے کہ اب مزید لکھنا ایک چھیڑ خانی اور بحث برائے بحث کے علاوہ کچھ نہیں۔ البتہ صرف ایک بات ایسی نظر سے گذری جوئی ہے اور خطرہ ہے کہ اس سے نئے فتنے جنم لیں گے۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ علماء اسلام کو اس پر توجہ دلائی جائے تاکہ آئندہ کے لئے اس قسم کی ناپاک تحریفوں کو دینی دفاتر میں راہ پانے سے روکا جا سکے اور وہ بات یہ ہے کہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۵ پر ابوداؤد شریف کے حوالہ سے ایک حدیث کے الفاظ یوں نقل کئے گئے ہیں۔

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لھم عشرین رکعۃ۔ (ابوداؤد شریف)

''یعنی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں جمع کیا تو ابی رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔''

یہ ہے مصنف رسالہ کی عبارت' اس میں خط کشیدہ لفظ یعنی رکعۃ غلط ہے صحیح لفظ لیلۃ ہے یعنی ابوداؤد کی حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں۔

عن الحسن أن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لھم عشرین لیلۃ ولا یقنت بھم الا فی النصف الباقی فاذا کانت العشر الا واخر تخلف فصلی فی بیتہ فکانوا یقولون ابق ابی۔

''جناب حسن بصری فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا تھا تب ابی رضی اللہ عنہ انہیں بیس راتیں نماز پڑھاتا رہتا اور قنوت صرف پہلے پندرہ دن گذرنے کے بعد شروع کرتا۔ پھر جب آخری دس راتیں آ جاتیں تو امامت سے ہٹ جاتا اور اپنے گھر میں نماز پڑھتا۔ تب لوگ کہتے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گیا۔''

یہ ہیں حدیث کے اصل الفاظ جن میں بیس راتوں کا ذکر ہے نہ کہ بیس رکعات کا اور ظاہر ہے کہ لیلۃ کے بجائے رکعۃ کا لفظ لانا اور اسے بیس تراویح کے ثبوت کے لئے مستدل بنانا ایک اہم دینی کتاب میں شرمناک تحریف ہے۔ اگر سوال پیدا ہو کہ جب لفظ لیلۃ کی بجائے رکعۃ بعض مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے تو پھر اسے تحریف کیوں کہا جائے تو جواباً عرض ہے کہ جن نسخوں میں لفظ رکعۃ موجود ہے ان کی حقیقت بعد میں بیان کی جائے گی اس سے پہلے وہ شواہد دیکھ لئے جائیں جو تحریف پر دلالت کرتے ہیں اور یہ کئی امور ہیں۔

پہلی شہادت:

۱۳۱۸ ہجری تک ابوداؤد کے جتنے نسخے ہندوستان میں طبع ہوئے ان سب میں لیلۃ کا لفظ ہی مطبوع ہے کہیں بھی رکعۃ والے نسخے کا اشارہ نہیں اور اسی طرح بیرون ہند آج تک جہاں بھی یہ کتاب طبع ہوئی ان تمام مطبوعہ نسخوں میں لفظ لیلۃ ہی مرقوم ہے کہیں بھی رکعۃ کا اشارہ تک نہیں ہے۔ سوائے ان دو تین نسخوں کے جن کو دیوبندی ناشرین نے طبع کرایا۔ جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

دوسری شہادت:

جن اسلاف ائمہ وعلماء نے سنن ابی داؤد کے حوالہ سے یہی حدیث نقل فرمائی ان سب نے لیلۃ کا لفظ نقل کیا ہے۔ کسی نے بھی رکعۃ کے نسخہ کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو مشکوۃ المصابیح باب القنوت فصل ثالث کی پہلی حدیث جس کو صاحب مشکوۃ نے یوں نقل کیا ہے:

عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین لیلۃ ولا یقنت بھم الا فی النصف الباقی فاذا کان العشر الاواخر یتخلف فصلی فی بیتہ فکانوا یقولون ابق ابی۔ رواہ ابوداود۔ اسی طرح نصب الرایہ للامام الزیلعی الحنفی میں۔ ہے **وللشافعیۃ فی تخصیصھم القنوت بالنصف الاخیر من رمضان حدیثان الاول اخرجہ ابوداود عن الحسن ان عمر بن الخطاب جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی بھم عشرین لیلۃ۔** (الحدیث نصب الرایہ جلد۲ ص۱۲۶)

نیز مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری میں ہے: **وعن الحسن وھو البصری ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

جمع الناس علی ابی بن کعب فکان یصلی لهم عشرین لیلة۔ الخ (الحدیث (جلد۲ص۱۲۵)

معلوم ہونا چاہیے کہ مختصر سنن ابی داؤد امام منذری کی کتاب ہے جس میں امام موصوف نے سنن ابی داؤد کی تلخیص فرمائی ہے یعنی ابی داؤد کے متون حدیث کو بحذف اسانید ذکر فرمایا ہے۔

ان تینوں بزرگوں کی کتب سے منقولہ عبارات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل حدیث میں لیلۃ ہی ہے اور انہوں نے یا ان کے علاوہ کسی دوسرے بزرگ نے کہیں بھی لفظ رکعۃ کا اشارہ نہیں کیا۔ اس قسم کے حوالے بہت سے دیئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اختصار کے لئے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

تیسری شہادت:

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو امام ابوداؤد ہی کے واسطہ سے اپنی کتاب السنن الکبریٰ میں مسنداً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

انبانا ابو علی الروذ باری انا ابوبکر بن داسة ثنا ابو داؤد ثنا شجاع بن مخلد ثنا هشیم انا یونس بن عبید عن الحسن ان عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه جمع الناس علی ابی کعب فکان یصلی بهم عشرین لیلة و لایقنت بهم الا فی النصف الباقی فاذا کانت العشر الاواخر تخلف فصلی فی بیته فکانوا یقولون ابق ابی۔ (جلد۲ص۴۹۸)

چوتھی شہادت:

روایت مذکورہ کے چوتھے جملے یعنی **فاذا کانت العشر الاواخر تخلف** کا آغاز فائے تفریع و ترتب سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جملہ دوسرے جملے یعنی **فکان یصلی بهم عشرین لیلة** پر مرتب ہے اور یہ ترتیب اس وقت صحیح ہو سکتی ہے جب اس جملہ میں لفظ لیلۃ ہی ہو اگر اس جملے میں لفظ رکعۃ ہو تو پھر ترتب اور تفریع صحیح نہیں رہتے اور باوجود فائے تفریعیہ کے یہ عبارت بے جوڑ سی بن جاتی ہے۔

پانچویں شہادت:

مولانا خلیل احمد صاحب حنفی سہارنپوری نے اپنی مشہور کتاب بذل المجہود فی حل ابی داؤد میں اس حدیث کو جب بغرض شرح لکھا ہے تو لفظ لیلۃ ہی کو ذکر کیا ہے اور اس پر اپنی شرح کی بنیاد رکھی ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے۔

فکان ابی یصلی لهم عشرین لیلة ولا یقنت بهم الا فی النصف الباقی الظاهر ان المراد من الباقی العشر الاوسط کانه لا یقنت الا فی العشرة الثانیة وَاما العشرة الثالثة فیختلف فیها فی بیته ویتفرد عن الناس فاذا کانت العشر الاواخر تخلف ابی عن المسجد فصلی فی بیته فکانوا ای الناس یقولون ابق ای فروهرب ابی۔

''پس تھا ابی نماز پڑھاتا تھا ان کو بیس راتیں اور نہیں قنوت پڑھتا تھا مگر نصف باقی میں۔ ظاہر یہ ہے کہ نصف باقی سے مراد درمیانی عشرہ ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلے عشرہ میں قنوت نہ پڑھتا تھا اور دوسرے عشرے میں قنوت پڑھتا تھا۔ رہا تیسرا عشرہ تو اس میں مسجد میں آنے سے رک جاتا اور لوگوں سے الگ اپنے گھر ہی میں رہتا اور جب یہ عشرہ آتا تو مسجد میں نہ آتا اور گھر ہی میں نماز پڑھتا تب لوگ کہتے تھے کہ ابی رضی اللہ عنہ بھاگ گیا۔

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا نے دوسرے علماء کے خلاف نصف باقی سے بیس راتوں کا آخری نصف یعنی درمیانہ عشرہ مراد لیا ہے حالانکہ باقی علماء نے بالخصوص شوافع نے النصف الباقی سے رمضان کا آخری نصف مراد لیا ہے اور مولانا کا یہ مراد لینا تب صحیح ہو سکتا ہے کہ

جب لفظ عشرین لیلۃ کا ہوا اگر لفظ عشرین رکعۃ کا ہو تو پھر اس کا نصف باقی تو آخری دس رکعات ہوں گی نہ کہ رمضان کا درمیانہ عشرہ اور غالباً مولانا نے یہ توجیہہ اس لئے کی ہے کہ شوافع کا مذہب ہے کہ قنوت الوتر رمضان کے نصف آخر کے ساتھ خاص ہے اور وہ لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اب اس توجیہ سے یہ حدیث ان کا مستدل نہیں بن سکے گی۔ بہرحال اس کی توجیہہ کچھ بھی کیوں نہ ہو مولانا نے اس لفظ کو عشرین لیلۃ ہی قرار دیا ہے رکعۃ نہیں۔

پھر یہ بات بھی زیر غور رہنی چاہیے کہ امام ابوداؤد کی سنن کے نسخہ جات جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے نقل کئے متعدد ہیں۔ جن میں سے زیادہ متعارف تین ہیں۔ ابوعلی لؤلؤئی کا نسخہ جو ہمارے بلاد میں مطبوع ہے اور ابن داسہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ابن الاعرابی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ ان نسخوں میں اختلافات ہیں کہیں اختلافات لفظی اور کہیں الفاظ کی کمی بیشی یا روایات کی کمی زیادتی۔ اور ان اختلافات نسخ کو بالعموم شراح نے بیان کر دیا ہے اور خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی۔ جیسا کہ انہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث تحت السرہ والی کو ابن الاعرابی کے نسخہ سے نقل فرما دیا ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: **واعلم انه كتب ههنا على الحاشية احاديث من رواية ابن الاعرابى فيناسب لنا ان نذكرها ثنا محمد بن محبوب البنانى بنونين ابو عبدالله البصرى قال ثنا حفص بن غياث عن عبدالرحمن بن اسحق الواسطى ابو شيبة ضعيف عن زياد بن زيد السوائى الاعصم بمهملتين الكوفى مجهول عن ابى جحفية وهب بن عبدالله السوائى بعضم المهملة والمد بكنية صحابى معروف صحب عليا رضى الله عنه ان عليا قال من السنة وضع الكف على الكف فى الصلوة تحت السرة۔ راوه احمد وابوداود وقال الشوكانى الحديث ثابت فى بعض نسخ ابى داود و هى نسخة ابن الاعرابى ولم يوجد فى غيرها۔ الخ (بذل المجهود ج۲ ص ۲۳)**

ملاحظہ ہو کہ کس طرح مولانا نے اس مقام پر دوسرے نسخے کی روایت اس جگہ بیان فرما کر اس کی شرح بھی کر دی اور اپنے دلائل متعلقہ تحت السرۃ میں اس کو بھی پیش کر دیا اب اگر سیدنا ابی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نسخوں کا اختلاف ہوتا اور کہیں بھی لفظ رکعۃ کا وجود ہوتا تو مولانا اپنے استدلال کی خاطر اس کا ذکر فرماتے اور اپنے متدلات میں ایک دلیل بڑھا لیتے حالانکہ بیس ثابت کرنے کے لئے انہوں نے علامہ نیموی کی کتاب آثار السنن میں سے وہ روایتیں نقل کر دیں جن کے جوابات کئی بار علماء حدیث دے چکے ہیں۔ لیکن اس روایت کے بارے میں اشارہ تک نہیں فرمایا۔ ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہو جاتا ہے کہ اصل لفظ عشرین لیلۃ ہی ہے اور اس کو عشرین رکعۃ بنانا تحریف ہے۔

یہ تحریف کب ہوئی، کس نے کی، اور کیوں کی؟

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہند میں ۱۳۱۸ ہجری تک جتنے نسخے سنن کے مطبوع ہوئے ان سب کے سب میں عشرین لیلۃ ہی مطبوع ہے اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نسخوں کے اختلاف کا نہیں ہے۔ البتہ جب مولانا محمود حسن کے حواشی کے ساتھ سنن کو چھپوایا گیا تو ناشرین نے خود یا کسی کے مشورہ سے متن میں لیلۃ اور اس کے اوپر ن کا نشان دے کر حاشیہ پر رکعۃ لکھ دیا۔ اس کے بعد جب مولانا فخر الحسن کے حواشی کے ساتھ طبع کرایا گیا تو اس میں متن میں رکعۃ لکھا اور اس کے اوپر ن کا نشان دے کر حاشیہ پر لیلۃ لکھ دیا۔ تاکہ یہ تاثر عام ہو جائے کہ یہاں نسخوں کا اختلاف ہے اسی طرح بذل المجہود کے ساتھ سنن ابی داؤد کی طبع کے وقت متن میں لیلۃ لکھا اور اوپر ن کا نشان دے کر حاشیہ پر رکعۃ لکھا اور اس کے ساتھ یہ عبارت لکھ دی **كذا فى نسخة مقروءة على الشيخ۔** مولانا محمد اسحق رحمہ اللہ تعالیٰ بغیر اس وضاحت کے کہ یہ عبارت کس کی ہے۔ اس نسخہ کو کس نے دیکھا تھا اور کہاں دیکھا تھا اور اب وہ نسخہ کہاں ہے؟ یہ یاد رہے کہ یہ عبارت مولانا کی شرح کی عبارات میں نہیں بلکہ اصل کتاب یعنی سنن ابی داؤد کے حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ پس یہ عبارت مجہول القائل ہونے کی بناء پر ناقابل اعتماد ہے اب ظاہر ہے کہ اس پوری کی پوری کارروائی سے یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ سنن ابی داؤد کے بعضوں نسخوں میں عشرین رکعۃ موجود ہے تاکہ اس حدیث کو بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں پیش کیا جا سکے۔ لیکن شواہد کے ہوتے ہوئے اس کارروائی کو ایک قسم کی تدلیس اور تلبیس نہ سمجھا

جائے تو کیا کہا جائے۔ اگر کوئی کم فہم یہ شبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایسے علماء کے نام پر اوران کے حواشی کے ساتھ کتابیں چھپوائی جائیں اوران کتابوں میں ایسی تحریف کی جائے اور وہ خود یا ان کے شاگرد جو بڑے بڑے علماء ہیں' اس پر خاموش رہیں۔
یہ کیسے ممکن ہے؟ تو انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ممکن اور ناممکن کی بحث بے فائدہ ہے۔ دنیا میں اس سے بھی بڑی ان ہونی باتیں ہو چکی اور آج تک موجود ہیں۔ اور کسی کو بھی سوائے زبانی باتوں کے ان کی اصلاح کی توفیق نہیں ملی۔ مولانا محمود الحسن صاحب سے کون واقف نہیں اوران کی کتاب ایضاح الادلہ کو کون نہیں جانتا جو مولانا نے ایک اہل حدیث عالم کے جواب میں لکھی جب کہ اس عالم نے رد تقلید پر آیہ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلك خیر واحسن تاویلا سے استدلال کیا تو مولانا نے اس کا جواب دیا اور اپنے خیال میں اس کے جواب میں ایک آیت بھی لکھ دی اور اسی اپنی پیش کردہ آیت کو مستدل بنایا لیکن اس آیت کا موجودہ کلام مجید میں کہیں بھی وجود نہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں ''اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ فی الحقیقت حکم تو حکم خداوندی ہے اور منصب حکومت سوائے خداوند جل وعلا شانہ فی الحقیقت کسی کو میسر نہیں اور منصب حکومت انبیائے کرام علیہم السلام وامام' قاضی' وائمہ مجتہد یا دیگر اولوالامر عطائے خداوند متعال بعینہ اس طرح پر ہوگا جیسے منصب حکم حکام ماتحت کے حق میں عطائے حکام بالا دست ہوتا ہے اور جیسے اطاعت حکام ماتحت سراسر اطاعت حکام بالا دست سمجھی جاتی ہے اسی طرح پر اطاعت حکام ماتحت سراسر اطاعت حکام بالا دست سمجھی جاتی ہے اسی طرح پر اطاعت انبیائے کرام علیہم السلام وجملہ اولی الامر بعینہ اطاعت خداوند جل جلالہ خیال کی جائے گی اور متبعین انبیائے کرام اور دیگر اولوالامر کو خارج از اطاعت خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا جیسا متبعین احکام حکام ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعت حکام بالا دست کہنے لگے یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیائے کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں۔ سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء وجملہ اولوالامر واجب الاتباع ہیں آپ نے ایت فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الآخر تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے' اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے عجب نہیں کہ اپ دونوں آیتوں کو حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں۔ انتہی ایضاح الادلہ صفحہ ۹۲۔۹۳ خط کشیدہ عبارت کو غور سے دیکھا جائے کہ مولانا مرحوم کس طرح اہل حدیث عالم کی پیش کردہ آیت فردوہ الی اللہ وارسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر کے مقابلہ میں ایک دوسری آیت پیش کررہے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر منکم۔

اور کس طرح اس عالم اہل حدیث پر پھبتی کستے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ آیت تو دیکھ لی لیکن یہ دوسری آیت معروضہ احقر کا آپ کو اب تک پتہ نہیں چلا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوسری آیت جس کا تعارف مولانا آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر کے الفاظ سے کرارہے ہیں قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے؟ یہ کتاب مولانا کے نام پر چھپی اور غالباً آپ کی زندگی میں چھپی اور آپ کے شاگردوں نے جو بڑے بڑے علماء تھے دیکھی کیا کسی کو توفیق ملی کہ اس کی اصلاح کرے۔ اگر یہ ناممکن سی بات وجود میں آسکتی ہے تو پھر کسی بھی اس قسم کی کوتاہی کو جو کسی سے بھی سرزد ہو ناممکن نہیں کہا جاسکتا۔ اور اس قسم کی کوتاہیوں کی کوئی توجیہہ نہیں ہوسکتی سوائے اس کے کہ

العصمة للہ ولرسولہ خاصة صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نبوی کی صداقت کا ایک عظیم نشان

اس قسم کی سنگین حرکات پر ایک مومن کا دل یقیناً کڑھتا ہے اور یہ دیکھ کر امت مسلمہ کو قدرت کی طرف سے یہ خصوصیت دی گئی تھی کہ اس

کے دینی مآثر تحریف وتبدیل سے محفوظ رہیں گے اس خصوصیت کو بھی کچھ لوگ پامال کرنے کے درپے ہیں۔ایک باغیرت مسلمان کو غصہ آتا ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی ﷺ فرما گئے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لتتبعن سنن من قبلكم شبرا بشبر و ذراعا بذراع حتى لو دخلوا جحر ضب تبعتموهم قيل يا رسول الله اليهود والنصارى؟ قال فمن؟ (بخاری، مسلم)

یعنی تم لوگ اپنے سے پہلے گذرنے والوں کے پیچھے چلو گے بالشت بہ بالشت، ہاتھ بہ ہاتھ حتیٰ کہ اگر وہ سانڈہ کے بل میں گھسیں گے تو تم بھی ان کے پیچھے چلو گے۔لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ان گذرنے والوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں تو آپ نے فرمایا یہ نہ ہوں تو اور کون؟

اسی طرح اس واقعہ کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے بیان فرمایا۔ملاحظہ ہو: ''سنن ابن ماجہ باب افتراق الامم'' اور اسی طرح اس بات کو سیدنا ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے بیان کیا۔

ملاحظہ ہو: ''جامع ترمذی باب لترکبن سنن من کان قبلکم'' اور اسی طرح اس واقعہ کو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ سے بیان کیا ملاحظہ ہو المستدرک للحاکم ج ا ص ۱۲۹ بلکہ اس میں تو ایک اور لفظ کا اضافہ ہے کہ آپ نے فرمایا: حتى لو كان فيهم من نكح امه علانية كان فى امتى مثله یعنی ان میں اگر اپنی ماں سے اعلانیہ نکاح کرنے والے ہوں گے تو میری امت میں بھی ایسے ہوں گے۔صحابہ رضی اللہ عنہم کے ان بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ تمام وہ قباحتیں جو یہود و نصاریٰ میں موجود ہیں وہ امت محمدیہ میں سے بعض رذیلوں میں بھی پائی جائیں گی۔چونکہ التحریف فی کتب الدین کی بدعادت ان میں موجود تھی۔اب اگر مدعیان اسلام میں سے ایسا کرنے والا کوئی پیدا نہ ہوتا تو نبی ﷺ کی صداقت کا ایک نیا نشان سامنے نہ آتا۔ان حرکات پر مطلع ہونے سے ایک مومن کا ایمان یقین بڑھ جاتا ہے۔اور بے ساختہ اس کے مونہہ سے نکلتا ہے:

صدق الله ورسوله وصلى الله على رسوله الصادق المصدوق وعلى الذين سمعوا احاديثه وواعوها و بلغوها وجمعوها من الصحابة والتابعين واتباعهم من ائمة المحدثين رضى الله عنهم وارضاهم اجمعين۔

حفاظت دین کے ذمہ داران اہل علم وفضل سے ایک اپیل:

تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء اور ناشرین کتب سے نہایت ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ اپنی متفقہ کوششوں کے ساتھ اس قسم کی نازیبا حرکات کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔بالخصوص وزیر امور مذہبی صاحب سے اپیل ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی صحت طباعت کا انتظام کرایا جارہا ہے اسی طرح صاحب موصوف اپنے اثر ورسوخ کو استعمال فرما کر دینی کتب کو بھی اس قسم کی تحریفوں سے محفوظ کرائیں۔جن دنوں پہلی مرتبہ یہ حرکت ہوئی تھی تو انہی دنوں میں بعض علماء نے اس کے خلاف آواز اٹھائی تھی لیکن بوجہ انگریزوں کی محکومی میں ہونے کے کچھ شنوائی نہ ہوسکی۔آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسلمانوں کی حکومت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔آج بھی ہم اگر اپنے دینی دفاتر کو اس قسم کی تحریفوں سے محفوظ نہ کرا سکے تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہونا پڑے گا ہمیں چاہیے کہ ہم متفق ہو کر اس دینی فریضہ کو انجام دیں اور اپنے آپ کو اس اعزاز عظیم کا مستحق بنالیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امت محمدیہ کے علماء کو بوساطت رسول اللہ ﷺ ملا ہے کہ يحمل هذا العلم من كل خلف عدو له ينفون عنه تحريف الغالين و انتحال المبطلين وتاول الجاهلين۔(بیہقی کتاب المدخل) یعنی نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر آنے والے قرن میں سے صاحبان دیانت اس علم کو اٹھاتے رہیں گے جو اس علم سے غلو کرنے والوں کی تحریف اور جھوٹے دعوے کرنے والوں کے جھوٹ اور جہال کی تاویل کو ہٹاتے رہیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔امین

١٢٩٤ (٧) وَسُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَعْدَ الرُّكُوْعِ وَفِي رِوَايَةٍ قَبْلَ الرُّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ۔ (رواه ابن ماجة) (ابن ماجه حديث رقم ١١٨٣)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد دونوں جگہ پڑھی ہے۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

بَابُ قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ

رمضان کے مہینہ کے قیام کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٢٩٥ (١) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى فِيْهَا لَيَالِيَ حَتّٰى اجْتَمَعَ عَلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوْا صَوْتَهٗ لَيْلَةً وَظَنُّوْا اَنَّهٗ قَدْ نَامَ فَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَتَنَحْنَحُ لِيَخْرُجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ ((مَا زَالَ بِكُمُ الَّذِيْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ حَتّٰى خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٧٣١ ومسلم حديث رقم (٢١٣ ـ ٧٨١) وابو داود حديث رقم ١٤٤٧ والترمذی حديث رقم ٤٥٠ والنسائی حديث رقم ١٥٩٩ و الموطا حديث رقم ٤ من كتاب صلاة الجماعة واحمد في المسند ٥/ ١٨٢)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چٹائیوں سے ایک حجرہ بنایا' اور اس میں کئی راتیں نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ کے پاس لوگ جمع ❶ ہو گئے' پھر لوگوں نے مفقود پائی آپ کی آواز ایک رات اور خیال کیا کہ آپ سو گئے' پس بعض لوگوں نے کھنکارنا شروع کیا تا کہ آپ ان کی طرف نکلیں' تو آپ نے فرمایا: ''ہمیشہ رہے تم میں یہ جذبہ جو میں نے تم میں یہاں دیکھا ہے لیکن میں نے خوف کیا کہ تم پر یہ نماز فرض نہ کی جائے اور اگر فرض کی گئی تم پر' تم اس کو قائم نہیں کر سکو گے' لوگو! اب یہ نماز اپنے گھروں میں پڑھو' اس لیے کہ بہترین نفل نماز آدمی کی وہ ہے جو اس کے گھر میں پڑھی جائے سوائے فرض نماز کے کہ وہ مسجد میں افضل ❷ ہے۔'' (متفق علیہ)

فوائد الحدیث: ❶ جمع الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح با جماعت پڑھی ہیں' نیز ثابت ہوا کہ نوافل کی جماعت جائز ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ جس امام نے امامت کی نیت نہ کی ہو اس کی اقتداء جائز ہے۔ (نیل)

❷ افضل الخ علماء میں اختلاف ہے کہ تراویح گھر میں اکیلے پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں جماعت سے' امام شافعی اور ان کے اصحاب' امام ابوحنیفہ اور مالکیہ مسجد میں جماعت سے تراویح پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں اور بعض نے گھر میں اکیلے تراویح پڑھنا بہتر سمجھا ہے خصوصاً جبکہ پچھلی رات میں اٹھ کر پڑھے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ واللہ اعلم

١٢٩٦ (٢) عَــنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَهُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ کَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَکْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِكَ۔ (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٧٤۔ ٧٥٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رغبت دلاتے تھے رمضان میں قیام کے لیے لیکن ان کو تاکید کے ساتھ حکم نہیں دیتے تھے پس فرماتے: ''جو شخص رمضان کا قیام ثواب کی نیت سے کرے تو بخشے جائیں گے اس کے وہ گناہ جو اس نے پہلے کیے' اور جب رسول اللہ ﷺ کو وفات دیئے گئے تو یہ کام اسی طرح ہوتا رہا پھر یہ کام ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی اسی طرح ہوتا رہا اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں بھی یہ کام اسی طرح رہا۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ رہا الخ یعنی جس کا جی چاہتا تو رات کو نماز پڑھتا' جماعت مقرر نہ تھی پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح جماعت سے پڑھنے کا انتظام فرمادیا تھا' رمضان میں رات کو عبادت کرنا سنت ہے خواہ اول رات میں کرے یا آخر رات میں' قیام رمضان تہجد پڑھنے سے ادا ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ تراویح علیحدہ پڑھے اور تہجد علیحدہ' اگر شروع رات میں پڑھے جیسے آج کل رواج ہے تو تہجد کی طرح آٹھ رکعات تراویح ادا کرے کیونکہ نبی ﷺ سے یہی ثابت ہے۔

١٢٩٧ (٣) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَضٰی اَحَدُکُمُ الصَّلٰوةَ فِیْ مَسْجِدِهٖ فَلْیَجْعَلْ لِّبَیْتِهٖ نَصِیْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ فِیْ بَیْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَیْرًا۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (١٧٤۔ ٧٥٩) وابن ماجه حدیث رقم ١٣٧٦ واحمد فی المسند ٣/ ١٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فرض نماز مسجد میں پڑھ چکے تو اسے چاہیے کہ وہ گھر کے لیے بھی کچھ حصہ اپنی نماز سے باقی رکھے ❶ اس لیے کہ اس کے گھر میں اس کی نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خیر و برکت کرے گا۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ باقی رکھے الخ اس میں اشارہ ہے کہ رمضان میں بھی کچھ نماز گھر میں پڑھنا چاہیے (مرقاۃ)

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١٢٩٨ (٤) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ یَقُمْ بِنَا شَیْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰی بَقِیَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰی ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ فَلَمَّا کَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ یَقُمْ بِنَا فَلَمَّا کَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰی ذَهَبَ شَطْرُ اللَّیْلِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ نَفَّلْتَنَا قِیَامَ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ فَقَالَ ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا صَلّٰی مَعَ الْاِمَامِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ حُسِبَ لَهٗ قِیَامُ لَیْلَةٍ)) فَلَمَّا کَانَتِ الرَّابِعَةُ

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روزے رکھے تو آپ نے ہمارے ساتھ سارے مہینہ میں سے کسی دن قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ باقی رہ گئیں سات ❶ راتیں' تو قیام فرمایا آپ نے ہمارے ساتھ یہاں تک چلی گئی تہائی رات' تو جب راتیں رہ گئیں چھ ❷ تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا پھر جب پانچ ❸ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام فرمایا یہاں تک

لَمْ يَقُمْ بِنَا حَتّٰى بَقِيَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ اَهْلَهُ وَنِسَآءَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ وَمَا الْفَلَاحُ قَالَ السَّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّ التِّرْمِذِيَّ لَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔ (الترمذی حدیث رقم ٨٠٦ والنسائی حدیث رقم ١٣٦٤ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٢٧ والدارمی حدیث رقم ١٧٧٧ واحمد فی المسند ٥/ ١٥٩)

کہ چلی گئی آدھی رات' تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! کاش آپ ہمارے ساتھ اور زیادہ قیام فرماتے اس رات کا' آپ نے فرمایا: ''جب آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھتا ہے یہاں تک کہ امام فارغ ہوتا ہے تو شمار کیا جاتا ہے اس کے لیے قیام (پوری) رات کا'' پس جب چار ❹ راتیں رہ گئیں تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا یہاں تک کہ باقی رہ گئی تہائی رات' پس جب تین ❺ راتیں رہ گئیں تو جمع کیا آپ نے اپنے اہل کو اور اپنی بیویوں کو اور لوگوں کو اور قیام کیا ہمارے ساتھ یہاں تک کہ ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہم سے فلاح ضائع ہو جائے' میں نے کہا فلاح کیا ہے؟ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا فلاح سحری کرنے کو کہتے ہیں' پھر نہیں قیام کیا ہمارے ساتھ بقیہ مہینہ میں۔ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ) مگر ترمذی نے ''نہیں قیام کیا آپ نے ہمارے ساتھ بقیہ مہینہ میں'' کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سات الخ عرب لوگ آخری عشرہ کو پہلے عشرہ کی طرح گنتے تھے یعنی ایک' دو' تین آخر تک' باقی رہ گئیں سات راتیں سے مراد یہ ہے کہ بائیس راتیں گزر گئیں اور تیئسویں رات کو قیام فرمایا اور سات راتیں' مہینہ کی انتیس دنوں کے لحاظ سے کہا ہے۔
❷ چھ یعنی چوبیسویں رات۔ ❸ پانچ یعنی پچیسویں رات۔ ❹ چار یعنی چھبیسویں رات۔ ❺ تین یعنی جبکہ ستائیسویں رات ہوئی۔

١٢٩٩ (٥) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً فَاِذَا هُوَ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ ((اَكُنْتِ تَخَافِيْنَ اَنْ يَحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ)) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي ظَنَنْتُ اَنَّكَ اَتَيْتَ بَعْضَ نِسَائِكَ فَقَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِاَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) وَزَادَ رَزِيْنٌ ((مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ)) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا يَعْنِي الْبُخَارِيَّ يُضَعِّفُ هٰذَا الْحَدِيْثَ۔ (الترمذی حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات بستر پر نہ پایا❶ آپ اچانک بقیع ❷ میں تشریف لے گئے' آپ نے فرمایا: ''کیا تو نے خطرہ محسوس کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے؟'' میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں نے خیال کیا تھا کہ آپ اپنی بعض دوسری بیویوں کے پاس تشریف لے گئے ہیں' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے ❸ نصف شعبان کی رات کو آسمان دنیا پر' پس بخشتا ہے قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو۔'' (ترمذی' ابن

رقم ۷۳۹ وابن ماجه حديث رقم ۱۳۸۹ واحمد فی المسند ٦/ ٢٣٨)

ماجہ) اور زیادہ کیا رزین نے' ان لوگوں کو جو آگ کے مستحق ہو چکے ہیں'' اور کہا ترمذی نے سنا میں نے محمد یعنی امام بخاری سے کہ اس حدیث کو ضعیف فرماتے تھے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ پایا الخ یعنی اپنی باری کے دن میں۔ ❷ بقیع' مدینہ منورہ کے قبرستان کا نام ہے۔
❸ نزول فرماتا ہے الخ یعنی شعبان کی پندرہویں رات میں' ابن جریج کی روایت میں اس طرح ہے کہ ''اللہ تعالیٰ (عرش عظیم سے) آسمان دنیا کی طرف سورج غروب ہوتے ہی نزول فرماتا ہے'' بخلاف دیگر راتوں کے' ان میں پچھلی رات اترتا ہے' بنی کلب عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کی بکریاں بہت تھیں' جس طرح سورج طلوع ہونے سے پہلے روشنی ظاہر ہونے لگتی ہے اسی طرح رمضان المبارک کی آمد سے پہلے برکات کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور وہ اسی رات سے شروع ہوتا ہے اور یہ رات قیام رمضان کے لئے بمنزلہ مقدمہ الجیش کے ہے' افسوس عوام پر کہ وہ اس رات بلکہ سارے اس مہینہ میں آتش بازی چھوڑتے ہیں جو محض اسراف اور حرام ہے' اور اس رات حلوا پکا پکا کر مردوں کے نام دیتے ہیں' ان باتوں کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ عادات ہندو لوگوں کی ہیں جو مسلمانوں نے اپنالی ہیں' اعاذنا اللہ منہا' اس رات کی فضیلت کی بنا پر عابد لوگ اس میں عبادت کیا کرتے ہیں لیکن اس رات کی فضیلت میں جتنی بھی احادیث آئی ہیں وہ سب ہی ضعیف اور غیر معتبر ہیں اور یہ حدیث منقطع ہے کیونکہ حجاج بن ارطاۃ نے یحییٰ سے نہیں سنا اور یحییٰ بن ابی کثیر نے عروہ سے یہ حدیث نہیں سنی' گویا اس کی سند میں دو جگہ انقطاع ہے' اس لیے یہ حدیث بھی سخت ضعیف اور ناقابل حجت ہے فافہم (کتب حدیث)

١٣٠٠ (٦) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((صَلَاةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهِ فِي مَسْجِدِيْ هٰذَا اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ.)) (رواه ابوداوٗد و الترمذی) (ابوداود حديث رقم ١٠٤٤ والترمذی حديث رقم ٤٥٠)

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کی نفلی نماز اس کے گھر میں افضل ہے اس کی اس نماز سے جو میری اس مسجد میں پڑھے سوا فرض نماز کے'' کہ وہ مسجد میں پڑھنا بہتر ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٣٠١ (٧) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِنِ الْقَارِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ لَيْلَةً اِلَى الْمَسْجِدِ فَاِذَ النَّاسُ اَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهِ وَيُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلَاتِهِ الرَّهْطُ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلٰى قَارِئٍ وَاحِدٍ لَكَانَ اَمْثَلَ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ ثُمَّ

عبدالرحمٰن بن عبد قاری سے روایت ہے ایک رات میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا' تو وہاں لوگ مختلف گروہوں میں تھے' نماز پڑھ رہا تھا کوئی آدمی اکیلا اور نماز پڑھتا تھا کوئی اور اس کے ساتھ چند آدمی پڑھ رہے تھے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر جمع کر دوں میں ان لوگوں کو ایک قاری پر تو بہتر ہوگا' پھر پختہ ارادہ کیا اور جمع کر دیا انہوں نے لوگوں کو ابی

خَرَجْتُ مَعَهُ لَيْلَةً أُخْرٰى وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ قَارِئِهِمْ قَالَ عُمَرُ نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ وَالَّتِيْ تَنَامُوْنَ عَنْهَا أَفْضَلُ مِنَ الَّتِيْ تَقُوْمُوْنَ يُرِيْدُ اٰخِرَ اللَّيْلِ وَكَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهٗ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۲۰۱۰)

بن کعب رضی اللہ عنہ پر' عبدالرحمٰن نے کہا' پھر نکلا میں (راوی) عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور رات اس حال میں کہ لوگ اپنے قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا'' یہ نئی بات اچھی ہے'' ❶ اور وہ نماز (تراویح) جس سے تم سورہتے ہو اور غفلت کرتے ہو' اس نماز سے افضل ہے' جس کا تم اب قیام کرتے ہو' عمر رضی اللہ عنہ کی مراد آخری رات تھی اور لوگ پہلی رات میں قیام کرتے تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ یہ نئی بات اچھی ہے الخ یہ لفظ ''بدعۃ'' کا ترجمہ ہے' بدعت لغت میں نئی چیز کو کہتے ہیں اور شریعت میں بدعت وہ نیا کام ہے جس کی اصل کتاب وسنت میں نہ ہو' چونکہ تراویح کی اصل سنت میں موجود ہے اس لیے یہ شرعاً بدعت نہیں بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسے لغت کے اعتبار سے بدعت کہا کہ پہلے باالالتزام جماعت نہ ہوتی تھی اب یہ تبدیلی ہوئی کہ باالالتزام جماعت ہونے لگی بعض ناداں اسی بنا پر شرعی بدعت کی تقسیم کرنے لگے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ بدعت سیئہ' شرعی بدعت کوئی بھی حسنہ نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر بدعت گمراہی ہے۔''

۱۳۰۲ (۸) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَتَمِيْمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً فَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ بِالْمِئِيْنَ حَتّٰى كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَاءِ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ فَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِيْ فُرُوْعِ الْفَجْرِ۔ (رواه مالك) (الموطا حدیث رقم ٤ من كتاب الصلاة في رمضان)

سائب بن یزید سے روایت ہے حکم دیا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور تمیم داری رضی اللہ عنہ کو کہ وہ رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھایا کریں' پس قاری پڑھتا تھا سو سو آیت والی سورتیں یہاں تک کہ ہم سہارا لیتے تھے لاٹھیوں پر قیام کی لمبائی کی وجہ سے اور ہم نہیں فارغ ہوتے تھے مگر صبح کے قریب (مالک) ❶

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مالک الخ اسے سعید بن منصور' ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی سنن کبریٰ ج ۲ ص ۴۹۶ میں روایت کیا ہے' ماہ رمضان برکت کا مہینہ ہے اس میں عبادات کا اجر زیادہ ملتا ہے اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بہت زیادہ عبادت فرماتے' گھر والوں کو نماز کی ترغیب دیتے' صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کثرت سے نوافل ادا فرماتے' آپ نے لوگوں کی سہولت کے لئے اجازت دیدی کہ تہجد پہلی رات پڑھی جائے' قیام رمضان اور تراویح اسی کا دوسرا نام ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں قیام رمضان کے علاوہ رات کے قریب کوئی اور نماز ادا نہیں کرتے تھے' اس نماز میں قیام لمبا فرماتے' عموماً آٹھ رکعات پڑھتے' زندگی کے آخری رمضان میں متواتر تین دن تراویح ادا فرمائیں' بہت لمبا قیام کیا' ان راتوں میں آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں۔ (قیام اللیل) صحیح بخاری میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعات پڑھتے تھے' اسی بنا پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تراویح گیارہ رکعت پڑھانے کا حکم دیا' مسنون تراویح وتر کے علاوہ آٹھ رکعت ہی ہے' چونکہ یہ نفل نماز ہے اس

لیے اس میں فرائض کی طرح قطعی حد بندی نہیں کی گئی' اس لیے سلف سے اس کی مختلف تعداد منقول ہے مثلاً ۴۱' ۳۸' ۳۶' ۳۴' ۲۴' ۲۰ اور ۱۱' احناف نے بیس رکعات وتر کے علاوہ مخصوص کر لی ہیں اور اسے سنت قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعت پڑھانے کا حکم دیا' یہ بالکل بے بنیاد بات ہے کیونکہ صحیح طریقہ سے جو منقول ہے وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعات پڑھانے کا حکم دیا جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے' اصل بات یہ ہے کہ آٹھ رکعت تراویح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اس کے بعد کوئی نفل زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے' لیکن آٹھ سے زیادہ کو مسنون نہیں کہا جائے گا' جو شخص مسنون کہتا ہے اس کے ذمہ صحیح حدیث سے دلیل پیش کرنا ضرور ہے۔

ودونه خرط القتاد (کتب حدیث)

١٣٠٣ (٩) وَعَنِ الْاَعْرَجِ قَالَ مَا اَدْرَكْنَا النَّاسَ اِلَّا وَهُمْ يَلْعَنُوْنَ الْكَفَرَةَ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَكَانَ الْقَارِئُ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فِيْ ثَمَانِ رَكْعَاتٍ فَاِذَا قَامَ بِهَافِيْ ثِنْتَيْ عَشَرَةَ رَكْعَةً رَأَى النَّاسُ اَنَّهُ قَدْ خَفَّفَ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ٦)

اعرج سے روایت ہے کہ نہیں پایا ہم نے لوگوں کو مگر وہ لعنت کرتے تھے کافروں کو رمضان میں' اعرج نے کہا کہ قاری آٹھ رکعات میں سورہ بقرہ پڑھتا تھا اور جب پڑھتا اس کو بارہ رکعات میں تو خیال کرتے لوگ کہ اس نے ہلکی نماز پڑھی ہے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٣٠٤ (١٠) وَعَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اُبَيًّا يَقُوْلُ كُنَّا نَنْصَرِفُ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ الْقِيَامِ فَنَسْتَعْجِلُ الْخَدِمَ بِالطَّعَامِ مَخَافَةَ فَوْتِ السُّحُوْرِ وَفِيْ اُخْرٰى مَخَافَةَ الْفَجْرِ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ٧ من كتاب الصلاة فى رمضان)

سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابی رضی اللہ عنہ سے سنا' وہ کہتے تھے کہ ہم فارغ ہوتے قیام رمضان سے اور خادموں سے جلدی کھانا طلب کرتے سحری کے ختم ہونے کے خوف سے اور ایک دوسری روایت میں ہے "فجر ہو جانے کے خوف سے" (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٣٠٥ (١١) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((هَلْ تَدْرِيْنَ مَافِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ)) قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ ((فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَ فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَ فِيْهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ)) فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰى فَقَالَ ((مَا مِنْ اَحَدٍ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللهِ تَعَالٰى ثَلَاثًا)) قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَوَضَعَ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جانتی ہے تو کیا واقع ہوتا ہے اس رات میں' یعنی نصف شعبان کی رات میں؟" ام المومنین نے کہا' اے اللہ کے رسول! کیا ہوتا ہے اس رات میں؟ آپ نے فرمایا: "اس میں یہ ہوتا ہے کہ لکھا جاتا ہے بنی آدم میں سے ہر وہ بچہ جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہے اور اس میں لکھا جاتا ہے بنی آدم میں سے ہر وہ شخص جو اس سال میں مرنے والا ہے' اور اس رات میں اٹھائے جاتے ہیں اعمال بندوں کے' اس رات میں اتارے جاتے ہیں رزق ان کے" تو ام المومنین نے کہا

يَدَهُ عَلٰى هَامَتِهِ فَقَالَ ((وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَتِهِ)) يَقُوْلُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ.)

اے اللہ کے رسول! نہیں کوئی شخص جو داخل ہو جنت میں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں کوئی شخص جو جنت میں داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے'' یہ بات آپ نے تین بار فرمائی' میں نے کہا' اور نہ آپ بھی اے اللہ کے رسول! آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور فرمایا: ''اور نہ میں بھی مگر یہ کہ ڈھانپ لے مجھ کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے'' آپ نے اس کلمہ کو تین بار کہا (بیہقی دعوات کبیر)

حکم الحدیث: اس کی جہاں سند موجود ہے وہ ضعیف ہے۔

١٣٠٦ (١٢) وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيَطَّلِعُ فِيْ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ خَلْقِهِ اِلَّا لِمُشْرِكٍ اَوْ مُشَاحِنٍ)) (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) (ابن ماجه حديث رقم ١٣٩٠)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ توجہ فرماتا ہے نصف شعبان کی رات میں' پس بخشتا ہے اپنی ساری مخلوق کو سوائے مشرک اور کینہ رکھنے والے کو۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣٠٧ (١٣) وَرَوَاهُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَفِيْ رِوَايَتِهِ ((اِلَّا اثْنَيْنِ مُشَاحِنٌ وَقَاتِلُ نَفْسٍ.)) (احمد في المسند ٢/ ١٧٦)

اور امام احمد نے اس کو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' اس کی روایت میں یہ ہے: ''مگر دو شخص ایک کینہ ❶ رکھنے والا اور دوسرا قاتل۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کینہ الخ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ کینہ ور اور قاتل کے علاوہ ان لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی (١) قاتل نفس (٢) ٹخنوں سے نیچے چادر لٹکا کر رکھنے والا (٣) ہمیشہ شراب پینے والا (٤) ظلم سے ٹیکس وصول کرنے والا (٥) جادوگر (٦) نجومی (٧) گانے بجانے کا پیشہ ور (کتب حدیث)

١٣٠٨ (١٤) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا يَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهُ اَلَا مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهُ اَلَا مُبْتَلًى فَاُعَافِيَهُ اَلَا كَذَا اَلَا كَذَا حَتّٰى يَطْلُعَ الْفَجْرُ. (رواه

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نصف شعبان کی رات ہو تو نماز پڑھو اس رات میں اور روزہ رکھو اس کے دن کا' اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نزول فرماتا ہے اس میں سورج غروب ہونے کے وقت آسمان دنیا کی طرف'' پس فرماتا ہے: ''کیا ہے کوئی شخص بخشش مانگنے والا' جس کو میں بخشوں' کیا ہے کوئی رزق مانگنے والا جس کو میں رزق دوں' کیا

ابن ماجة (ابن ماجه حديث رقم ١٣٨٨)

ہے کوئی بیمار جسے میں صحت بخشوں' اسی طرح مختلف حاجت مندوں پر نوازش فرماتا رہتا ہے طلوع فجر تک۔'' (ابن ماجہ ❶)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ابن ماجہ الخ اس کی سند میں ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکرہ ہے' امام بخاری نے اسے ضعیف اور امام نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے' امام یحییٰ ابن معین فرماتے ہیں اس کی بیان کردہ احادیث غیر معتبر ہیں' امام احمد و دیگر محدثین فرماتے ہیں کہ یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا میزان ج ۴ ص ۵۰۳ وتقریب ص ۵۷۵' لہٰذا یہ حدیث سخت ضعیف ہے۔ (ضروری نوٹ: اس پر عمل کرنا جائز نہیں اسی طرح نصف شعبان کی فضیلت میں جس قدر بھی احادیث پیش کی جاتی ہیں تو ان میں سے کوئی یا تو ضعیف ہے اور کوئی موضوع اور اس بارہ میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں' نہ ہی نبی ﷺ کا کوئی عمل ملتا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہے' باقی رہا یہ کہ فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کرنا تو اس کے لیے عرض ہے کہ پہلے ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کے احکام امر و نواہی پر کلی طور پر عمل کر لیا ہے کیا ہم حقوق اللہ پورے کر چکے؟ کیا حقوق العباد سے ہم عہدہ برآ ہو چکے؟ کیا ہم نے نبی ﷺ کی تمام سنن پر عمل کر لیا جن کے مطابق آپ نے زندگی بسر کی اور جن کے بارہ میں آپ نے ہمیں کرنے کا حکم دیا۔ اگر تو احکام و فرامین اور تمام سنن پر عمل ہو چکا تو پھر ضعیف اور موضوع کو عمل میں لانا کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ وقت باقی بچ گیا اس لیے اس کو ضائع کرنے کی بجائے ان پر عمل کیا جائے تو ٹھیک ہے اور یہ بالکل ناممکن اور بعید از قیاس بات ہے' لہٰذا برادران اسلام مشکوک عمل کو چھوڑ کر ثابت شدہ اعمال کو ہی اپنے لیے کافی سمجھنا چاہیے کہ اسی میں ہی نجات ہے۔ اور ضعیف اور موضوعات سے اپنے دامن کو بچانے کی فکر کرنا چاہیے ورنہ پوری زندگی کے اعمال تباہ و برباد کرنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا جو کہ آخرت میں انتہائی ذلت کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی بصیرت عطا فرمائے واللہ اعلم بالصواب۔ ع خ)

بَابُ صَلٰوةِ الضُّحٰی

چاشت کی ❶ نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٣٠٩ (١) عَنْ اُمِّ هَانِئٍ قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَاغْتَسَلَ وَصَلّٰى ثَمَانِیَ رَكَعَاتٍ فَلَمْ اَرَ صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَقَالَتْ فِیْ رِوَايَةٍ اُخْرٰی وَذَالِكَ ضُحًی۔

(متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٣٥٧ ومسلم حديث رقم (٨٢۔ ٣٣٦) وابوداود حديث رقم ١٢٩١ والترمذی حديث رقم ٤٧٤ والنسائی حديث رقم ٤١٥

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ فتح مکہ کے دن ان کے گھر تشریف لائے تو آپ نے غسل فرمایا اور آٹھ رکعات نماز پڑھی اور نہیں دیکھی میں نے کوئی نماز کبھی بہت ہلکی اس نماز سے' لیکن آپ رکوع اور سجود پورا کرتے تھے ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا ایک دوسری روایت میں کہا کہ یہ نماز چاشت کی تھی۔ (بخاری' مسلم)

والدارمی حدیث رقم ۱۲۹۱ والموطا حدیث رقم ۲۸

من کتاب قصر الصلاۃ واحمد فی المسند ۶/ ۴۲۳)

فوائد الحدیث: ❶ چاشت الخ چاشت کی نماز مسنون ہے' نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے'اس نماز کے متعلق صحاح ستہ ودیگر کتب حدیث میں کافی احادیث مروی ہیں' البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ نبی ﷺ نے یہ نماز ہمیشہ نہیں پڑھی بلکہ کبھی پڑھتے تھے اور کبھی نہیں اس لیے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو نہیں دیکھا انہوں نے انکار کیا ہے۔ فافہم (نووی ص ۲۴۹ ج ۱)

۱۳۱۰ (۲) وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٦٩ ـ ٧١٩) واحمد فى المسند ٦/ ١٤٥)

سیدنا معاذہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز ضحیٰ کی کتنی رکعات پڑھتے تھے' انہوں نے کہا' چار رکعات ❶ اور زیادہ پڑھتے' جس قدر اللہ چاہتا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چار الخ چاشت کی نماز کی رکعات مقرر نہیں ہیں' زیادہ سے زیادہ بارہ اور کم از کم دو رکعات ہیں (تحفۃ الاحوذی ص ۳۴۶ ج ۱)

۱۳۱۱ (۳) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذَالِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٨٤ ـ ٧٢٠) واحمد فى المسند ٥/ ١٧٨)

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صبح ہوتے ہی تم میں سے ہر ایک کے جوڑ پر صدقہ لازم ہو جاتا ہے' پس ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تعریف کا کلمہ صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور نیکی کا حکم کرنا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور کافی ہوتی ہیں ان سب سے دو رکعات جو ان کو چاشت کے وقت پڑھے۔'' (مسلم)

۱۳۱۲ (۴) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّهٗ رَاٰى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ لَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ اَفْضَلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الْاَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٤٣ ـ ٧٤٨)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک قوم کو دیکھا جو چاشت کی نماز پڑھ رہی تھی' انہوں نے کہا: ''تحقیق ان کو معلوم ہے کہ نماز اس وقت کے علاوہ' دوسرے وقت میں افضل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اوابین ❶ کی نماز اس وقت ہوتی ہے جب اونٹ کے بچے پاؤں میں گرمی محسوس کریں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چاشت کی نماز کا نام صوفیائے کرام کے نزدیک ''صلوۃ الاوابین'' ہے' اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز چاشت دن چڑھے پڑھنا افضل ہے اگرچہ نیزہ بھر سورج طلوع ہونے سے زوال تک جائز ہے مگر افضل وقت یہ ہے کہ دھوپ سے ریت گرم ہو جائے

اور پاؤں جلنے لگیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١٣١٣ (٥) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِی ذَرٍّ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّهٗ قَالَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِرْكَعْ لِیْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ اَوَّلِ النَّهَارِ اَكْفِكَ اٰخِرَهٗ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) (الترمذی حدیث رقم ٤٧٥)

سیدنا ابودرداء اور ❶ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' اے ابن آدم! پڑھ خالص میرے لیے چار رکعات شروع دن میں میں تیرے دن کی ضروریات کو شام تک پوری ❷ کروں گا۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور الخ بعض مشکوٰۃ مترجم ومحشی (جو ابھی طبع ہوئی ہے) کے حواشی میں یہ لکھا ہے کہ ''یہ''و''نہیں بلکہ''اَوْ'' ہے جس کے معنی''یا'' کے ہیں' یعنی یہ حدیث یا سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے' معلوم ہوتا ہے محشی والا شان نے یا تو اپنے خیال سے معلوم نہیں کس بناء پر یا کسی کی غیر محقق بات کو بلا مراجعت نقل کر دیا ہے واللہ اعلم' دراصل ''و'' ہی صحیح ہے' اسے ''او'' کہنا بالکل غلط ہے کیونکہ خود ترمذی ص ۹۴ اور تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۳۴۷ میں بھی اس طرح ہی ہے یعنی عن ابی الدرداء وابی ذر الخ علاوہ ازیں اگر''او'' ہوتا تو''قالا'' تثنیہ نہ ہوتا' بلکہ واحد ہوتا یعنی قال' فافہم انہ نفیس۔ ❷ پوری الخ یعنی اپنا دل شروع دن میں عبادت کے لئے فارغ کر میں تیری حاجت روائی کر کے' آخر دن میں تیرے دل کو فارغ رکھوں گا' سچ ہے' من کان للہ کان اللہ له''۔

١٣١٤ (٦) وَرَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ عَنْ نُعَیْمِ بْنِ هَمَّازٍ الْغَطْفَانِیِّ وَاَحْمَدُ عَنْهُمْ۔ (ابو داود حدیث رقم ١٢٨٩ والدارمی حدیث رقم ١٤٥١ واحمد فی المسند ٦/ ٤٤٠)

ابوداؤد اور دارمی نے نعیم بن ہماز غطفانی سے روایت کی ہے' اور امام احمد نے ان سب سے۔

١٣١٥ (٧) وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ ((فِی الْاِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّوْنَ مَفْصِلًا فَعَلَیْهِ اَنْ یَتَصَدَّقَ عَنْ كُلِّ مَفْصِلٍ مِّنْهُ بِصَدَقَةٍ)) قَالُوْا وَمَنْ یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ قَالَ ((النُّخَاعَةُ فِی الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا وَالشَّیْءُ تُنَحِّیْهِ عَنِ الطَّرِیْقِ فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ فَرَكْعَتَا الضُّحٰی تُجْزِئُكَ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابو داود حدیث رقم ٥٢٤٢ واحمد فی المسند ٥/ ٣٥٩)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''ہر انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں' پس لازم ہے اس پر کہ کرے اپنے ہر جوڑ کے بدلہ ایک صدقہ'' صحابہ نے کہا' اللہ کے نبی! اس کی کون طاقت رکھ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد میں تھوک وغیرہ پڑے ہوئے کو دفن کرنا اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا' پس اگر یہ نہ کر سکے تو چاشت کی دو رکعات تجھے کافی ہیں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٣١٦ (٨) وَعَنْ اَنَسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ صَلَّى الضُّحٰى ثِنْتَىْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ) وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَانَعْرِفُهُ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ) (الترمذی حدیث رقم ٤٧٣ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٨٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ضحیٰ کی بارہ رکعات پڑھے تو بناتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک سونے کا محل جنت میں (ترمذی' ابن ماجہ) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے' اس حدیث کا ہمیں صرف یہی طریق معلوم ہے۔''

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣١٧ (٩) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسِ نِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِيْنَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُسَبِّحَ رَكْعَتَيِ الضُّحٰى لَا يَقُوْلُ اِلَّا خَيْرًا غُفِرَلَهُ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ اَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ١٢٨٧ واحمد في المسند ٣/ ٤٣٩)

سیدنا معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بیٹھا رہے اپنی جائے نماز پر جب سے فارغ ہو صبح کی نماز سے' یہاں تک کہ پڑھے ضحیٰ کی دو رکعات' نہ کہے زبان سے مگر بھلائی کی بات تو بخشے جاتے ہیں اس کے گناہ' اگرچہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٣١٨ (١٠) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ حَافَظَ عَلٰى شُفْعَةِ الضُّحٰى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوْبُهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔)) (رواه احمد و الترمذی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ٤٧٦ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٨٢ واحمد فی المسند ٢/ ٤٩٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص محافظت کرے ضحیٰ کے دوگانہ پر' بخشے جاتے ہیں گناہ اس کے' اگرچہ سمندر کی جھاگ کی طرح ہوں۔'' (احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣١٩ (١٠) وَعَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا تُصَلِّي الضُّحٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَلِيْ اَبَوَايَ مَا تَرَكْتُهَا۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ٣٠ من كتاب قصر الصلاة)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نماز ضحیٰ کی آٹھ رکعات پڑھا کرتی تھیں پھر فرماتی تھیں اگر زندہ کیے جائیں میرے لیے میرے والدین تو میں انہیں نہیں ❶ چھوڑوں گی۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں الخ مطلب یہ ہے کہ مجھے اس نماز میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے کہ اگر بالفرض میرے والدین دوبارہ زندہ ہو جائیں حالانکہ محال ہے' اور ان کی ملاقات کی خوشی ہوتی ہے' مجھے ان کی خدمت اور ملاقات کے لئے کہا جائے اور یہ وقت ماں' باپ کی خدمت میں گزاروں تو پھر بھی میں یہ نماز نہ چھوڑوں گی۔

۱۳۲۰ (۱۱) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّی الضُّحٰی حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يَدَعُهَا وَيَدَعُهَا حَتّٰی نَقُوْلَ لَا يُصَلِّيْهَا۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٤٧٧ واحمد فی المسند ٣/ ٣٦)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ضحیٰ پڑھتے تھے یہاں تک کہ خیال کرتے ہم کہ آپ اس کو نہیں چھوڑیں گے اور چھوڑتے ❶ یہاں تک کہ ہم خیال کرتے کہ آپ اس کو نہیں پڑھیں گے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چھوڑتے الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن کبھی چھوڑ دیتے کہ ایسا نہ ہو یہ نماز میری امت پر لازم کر دی جائے۔

۱۳۲۱ (۱۲) وَعَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِیِّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ تُصَلِّی الضُّحٰی قَالَ لَا قُلْتُ فَعُمَرُ قَالَ لَا قُلْتُ فَاَبُوْ بَكْرٍ قَالَ لَا قُلْتُ فَالنَّبِیُّ ﷺ قَالَ لَا اِخَالُهٗ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ١١٧٥)

مورق عجلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ کہا نہیں' میں نے کہا کیا عمر رضی اللہ عنہ؟ کہا نہیں' میں نے کہا' کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے کہا نہیں' میں نے کہا' کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے؟ کہا میرا خیال ہے آپ بھی نہیں پڑھتے تھے۔ (بخاری)

بَابُ التَّطَوُّعِ

نفل ❶ نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۲۲ (۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِبِلَالٍ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ((يَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ)) قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طُهُوْرًا فِیْ سَاعَةٍ مِّنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ اِلَّا صَلَّيْتُ بِذٰلِكَ الطُّهُوْرِ مَا كُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١١٤٩

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت ❷ بلال کو فرمایا' اے بلال! مجھے وہ عمل بتا جس پر تجھے بہت زیادہ امید ہو اسلام لانے کے بعد' اس لیے کہ میں نے تیری جوتوں کی آواز سنی ہے اپنے آگے جنت میں' انہوں نے کہا' نہیں عمل کیا میں نے کوئی عمل جو بہت امید افزا ہو میرے نزدیک' اس عمل سے کہ نہیں وضو کیا میں نے کوئی وضو کسی وقت میں رات کو یا دن کو مگر پڑھی میں نے نماز اس

ومسلم حديث رقم (١٠٨ ـ ٢٤٥٨) واحمد في المسند ٢/ ٣٣٣)

وضو کے ساتھ جس قدر مقدر کی گئی میرے لیے کہ میں نماز پڑھوں۔" (بخاری ومسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نفل الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرائض کے ساتھ کچھ نوافل پڑھتے تھے اور کچھ نوافل اس کے علاوہ بھی پڑھتے' یہ نوافل کئی وجوہ سے مفید ہیں' فرائض میں اگر کوئی کمی رہ جائے تو یہ نوافل اس کمی کو پورا کریں گے' نوافل جنت میں درجات کی بلندی کا سبب بنیں گے' ان سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے' ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں' تو آپ نے فرمایا کہ نوافل کثرت سے پڑھو۔ ❷ وقت الخ یہ صبح کی نماز کا وقت تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت خواب میں دیکھی تھی' آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ صبح کے بعد اپنے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے' اس حدیث میں وضو کی فضیلت اور وضو کے بعد نوافل پڑھنے کی فضیلت ثابت ہوئی اور یہ عمل جنت میں لے جانے کا سبب ہے۔

١٣٢٣ (٢) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَةَ فِي الْاُمُوْرِ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُوْلُ ((اِذَاهَمَّ اَحَدُكُمْ بِالْاَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ اَوْ قَالَ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْلِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ)) قَالَ ((وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهٗ۔)) (رواه البخاري) (البخاري حديث رقم ١١٦٦ والترمذي حديث رقم ٤٨٠ وابن ماجه حديث رقم ١٣٨٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو دعائے استخارہ سب کاموں میں سکھاتے تھے جس طرح ہم کو قرآن کی سورت سکھاتے' فرماتے: "جب ارادہ کرتے تم میں سے کوئی کسی کام ❶ کا تو پڑھے دو رکعات سوائے فرض کے پھر کہے" اے اللہ میں خیر طلب کرتا ہوں تجھ سے تیرے علم کے ذریعہ اور تیری قدرت سے طاقت ❷ طلب کرتا ہوں اور مانگتا ہوں تجھ سے تیرے فضل بڑے سے اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں نہیں طاقت رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو علام الغیوب ہے' اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین میں اور میری زندگی میں اور میرے انجام کار میں یا فرمایا میرے کام کی جلدی اور دیر میں' تو اسے میری قسمت میں کر دے ❸ اور اسے میرے لیے آسان کر دے پھر اسے میرے لیے بابرکت کر دے اور اگر تو جانتا ہے کہ اس کام میں میرے لیے نقصان ہے' میرے دین میں اور میری معاش میں اور میرے کام کے انجام میں یا فرمایا میرے کام کی جلدی اور دیر میں' تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور کر دے میری قسمت میں خیر جہاں ہو' پھر مجھے اس کے ذریعہ راضی کر دے" آپ نے فرمایا: "اور نام لے اپنی ضرورت کا۔" (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ کام الخ مثلاً شادی یا تجارت وغیرہ۔ ❷ طاقت الخ یعنی خیر حاصل کرنے کے لئے طاقت چاہتا ہوں۔ ❸ کر دے الخ جائز اور مباح کاموں میں استخارہ کرنا سنت ہے مثلاً کوئی کاروباری کام درپیش ہے یا کسی سے رشتہ وغیرہ کرنا مقصود ہے تو ایسے حالات میں نوافل کے بعد دعاء استخارہ انسان کو رہنمائی کا کام دیتی ہے' استخارہ کے بعد کبھی اس کام کے متعلق طبیعت مطمئن ہو جاتی ہے' کبھی کرنے یا نہ کرنے کے متعلق اسباب پیدا ہو جاتے ہیں اور کبھی خواب آ جاتا ہے جس سے آدمی کو اس کام کے متعلق فیصلہ میں مدد ملتی ہے' الغرض کسی نہ کسی طرح انسان کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے' اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استخارہ کرے اسے ندامت نہیں ہوتی۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیُ

١٣٢٤ (٣) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ بَكْرٍ وَ صَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ ((مَا مِنْ رَجُلٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللهُ)) ثُمَّ قَرَأَ ((وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ))۔ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اِلَّا اَنَّ ابْنَ مَاجَةَ لَمْ يَذْكُرِ الْاٰيَةَ ((وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ۔)) (ابوداود حدیث رقم ١٥٢١ والترمذی حدیث رقم ٤٠٦ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٩٥ واحمد فی المسند ١/ ٢)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور سچ کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے: ''نہیں کوئی شخص کہ کرے کوئی گناہ پھر کھڑا ہو اور وضو کرے پھر نماز ❶ پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہے' مگر اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے'' پھر پڑھی آپ نے یہ آیت ''اور وہ لوگ جب بے حیائی کرتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔'' (ترمذی وابن ماجہ) مگر ابن ماجہ نے آیت کا ذکر نہیں کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز الخ اسے ''صلوٰۃ التوبۃ'' کہتے ہیں' توبہ کی تین شرائط ہیں (١) دل میں پوری ندامت ہو (٢) آئندہ وہ کام نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہو (٣) اگر وہ گناہ حقوق العباد سے تعلق رکھتا ہو تو اس کو ادا کرے یا معاف کرائے (ریاض الصالحین ص ١٠' ١١)

١٣٢٥ (٤) وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم اِذَا حَزَنَهُ اَمْرٌ صَلّٰى۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حدیث رقم ١٣١٩ واحمد فی المسند ٥/ ٣٨٨)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت پہنچتی تو آپ نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

١٣٢٦ (٥) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ ((بِمَا سَبَقْتَنِي اِلَى الْجَنَّةِ

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: ''کس وجہ سے تو جنت میں مجھ

مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ اِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ اَمَامِي)) قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا اَذَّنْتُ قَطُّ اِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ وَمَا اَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ اِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهُ وَرَاَيْتُ اَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((بِهِمَا))۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٣٦٨٩ واحمد فی المسند ٣٦٠)

سے پہلے چلا گیا' نہیں داخل ہوا میں کبھی جنت میں مگر سنی میں نے تیرے جوتوں کی آواز اپنے آگے؟" بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! نہیں اذان دی میں نے کبھی مگر پڑھی میں نے دو رکعات' اور نہیں ہوا میں بے وضو کبھی مگر میں فوراً اسی وقت وضو کر لیتا ہوں اور اپنے لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کیلئے میرے ذمہ دو رکعات ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو اس درجہ کو ان دونوں کے ذریعہ پہنچا ہے۔" (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٣٢٧ (٦) وَعَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلَى اللهِ اَوْ اِلٰى اَحَدٍ مِّنْ بَنِي اٰدَمَ فَلْيَتَوَضَّأْ فَلْيُحْسِنِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ لِيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لِيُثْنِ عَلَى اللهِ تَعَالٰى وَيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّ السَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ٤٧٩ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٨٤)

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے یا کسی آدمی سے حاجت ہو تو وہ وضو کرے' اور اچھا وضو کرے' پھر پڑھے دو رکعات ❶ پھر تعریف کرے اللہ تعالیٰ کی اور درود بھیجے نبی ﷺ پر پھر یہ دعا پڑھے: "نہیں کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا وہ حلیم' کریم ہے' پاک ہے' عظیم الشان عرش کا رب ہے اور سب تعریف اللہ ہی کے لیے جو تمام جہان کا رب ہے' میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں تیری رحمت کے اسباب اور ایسے کاموں کی توفیق جن سے تیری بخشش لازمی ہو جائے' اور مانگتا ہوں ہر نیکی سے فائدہ اور ہر گناہ سے سلامتی' نہ چھوڑ میرا کوئی گناہ مگر تو اسے بخش دے اور نہ کوئی فکر مگر تو اسے کھول دے اور نہ کوئی حاجت جو تیری رضا مندی کا سبب ہو مگر تو اسے پورا کر دے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔" (ترمذی' ابن ماجہ) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک سخت ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رکعات الخ اسے نماز حاجت کہتے ہیں۔

بَابُ صَلٰوةِ التَّسْبِيحِ

نماز تسبیح ❶ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ (پہلی فصل)

١٣٢٨ (١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ ((يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّاهُ اَلَا اُعْطِيْكَ اَلَا اَمْنَحُكَ اَلَا اُخْبِرُكَ اَلَا اَفْعَلُ بِكَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ ذَنْبَكَ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ قَدِيْمَهٗ وَحَدِيْثَهٗ خَطَاَهٗ وَعَمْدَهٗ صَغِيْرَهٗ وَكَبِيْرَهٗ سِرَّهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ اَنْ تُصَلِّيَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ تَقْرَاُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَسُوْرَةً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَآءَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ خَمْسَ عَشْرَةَ مَرَّةً ثُمَّ تَرْكَعُ فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ رَاكِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَهْوِيْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُهَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَكَ فَتَقُوْلُهَا عَشْرًا فَذٰلِكَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ اَرْبَعِ رَكْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّيَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ مَّرَّةً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ شَهْرٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِيْ عُمُرِكَ مَرَّةً)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ) (ابو داود حديث رقم ١٢٩٧ وابن ماجه حديث رقم ١٣٨٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے عباس' اے میرے چچا! کیا نہ دوں میں تجھے ایک عطیہ' ایک انعام' ایک خیر' کیا نہ خبر دوں میں تجھے دس چیزوں کی' جب آپ یہ کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سب گناہ معاف کر دے گا' پہلے اور پچھلے اور نئے اور پرانے' بھول کر کیے ہوئے اور جان کر کیے ہوئے' چھوٹے اور بڑے' چھپے اور ظاہر' وہ یہ ہیں کہ آپ چار رکعات پڑھیں' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور ایک سورت پڑھیں' پس جب پہلی رکعت میں' قراءت سے فارغ ہو جائیں' تو قیام ہی میں یہ تسبیح ''سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر'' پندرہ مرتبہ پڑھیں' پھر رکوع کریں' تو یہ کلمات رکوع میں دس مرتبہ پھر رکوع سے اپنا سر اٹھائیں اور ان کلمات کو دس مرتبہ پھر سجدہ کے لیے جھکیں اور سجدہ میں یہ کلمات دس مرتبہ کہیں پھر اپنا سر سجدہ سے اٹھائیں اور یہ کلمات دس مرتبہ کہیں' پھر دوسرا سجدہ کریں اور یہ کلمات دس مرتبہ کہیں پھر اپنا سر اٹھائیں اور یہ کلمات دس مرتبہ کہیں پس یہ تسبیحات ہر رکعت میں پچھتر بار ہوئیں' آپ اسی طرح چاروں رکعات میں کریں اگر آپ اسے ہر روز ایک مرتبہ پڑھ سکیں تو پڑھیں' اگر نہ ہو سکے تو ہر ہفتہ میں ایک بار پڑھیں' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اور اگر ایک مہینہ میں نہ پڑھ سکیں تو ہر سال میں ایک مرتبہ اور اگر ایک سال میں بھی نہ پڑھ سکیں تو پھر تمام عمر میں ایک بار پڑھیں (ابوداؤد' ابن ماجہ' دعوات کبیر بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ نفل نماز ہے اس کا کوئی خاص وقت نہیں' دن' رات میں کسی وقت ادا کی جا سکتی ہے' ائمہ حدیث نے اس کی سند میں کلام کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں' نماز تسبیح کے بارہ میں بہت احادیث مروی ہیں مگر وہ عموماً صحیح نہیں ہیں اور یہ حدیث تین طریقوں سے منقول ہے اور وہ تینوں ہی ضعیف ہیں' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کا طریق حسن لغیر ذاتہ ہے' باقی بالکل ضعیف ہیں' ہر رکعت میں پچھتر تسبیحات ہوئیں اور چار رکعت میں تین سو' مزید تحقیق کے لئے تحفۃ الاحوذی ص ۳۵۰' ۳۵۱ ج ا کی طرف رجوع کریں۔

۱۳۲۹ (۲) وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ نَحْوَهُ۔ (الترمذی حدیث رقم ۴۸۲)

امام ترمذی نے سیدنا ابو رافع رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

۱۳۳۰- (۳) وَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيْضَتِهِ شَيْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُنْظُرُوْا هَلْ لِعَبْدِيْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَيُكَمَّلُ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيْضَةِ ثُمَّ يَكُوْنُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلٰى ذٰلِكَ)) (وَفِيْ رِوَايَةٍ) ((ثُمَّ الزَّكَاةُ مِثْلُ ذٰلِكَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰى حَسَبِ ذٰلِكَ)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) (ابوداؤد حدیث رقم ۸۶۴' الترمذی حدیث رقم ۴۱۳' النسائی حدیث رقم ۴۹۵' ابن ماجہ حدیث رقم ۱۴۲۵ واحمد فی المسند ۲/ ۲۹۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرماتے تھے: ''سب سے پہلے قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سے' نماز کا حساب ہوگا' پس اگر یہ درست ہوگی تو بندہ کامیاب اور نجات پا جائے گا اور اگر یہ خراب ہوئی تو بندہ نقصان اور خسارے میں رہے گا' تو اگر اس کی فرض نماز میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا کہ دیکھو میرے بندہ کی کوئی سنت یا نفل کیا ہے تو تکمیل کی جائے گی نوافل کے ذریعہ ❶ اس کے فرضوں کی کمی' پھر ہوں گے باقی عمل اس کے اسی طرح'' اور ایک روایت میں ہے' ''پھر زکوۃ اسی طرح' پھر تمام اعمال اسی طرح لیے جائیں گے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے بہت زیادہ شواہد کی وجہ سے۔

فوائد الحدیث: ❶ ذریعہ الخ اس حدیث میں ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے خون کے مقدمات پیش ہوں گے' ان کی تطبیق یوں ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون کا حساب ہوگا' اس سے معلوم ہوا کہ فرائض کی کمی نوافل سے پوری کی جائے گی' فرض نمازوں کی کمی نفل نماز سے پوری ہوگی' فرض زکوۃ کی کمی نفل صدقہ سے اور فرض روزہ کی کمی نفل روزہ سے پوری ہوگی' علیٰ ہذا القیاس' بندہ کو چاہیے کہ فرائض کے علاوہ کچھ نفل عبادت بھی کرے تا کہ فرائض کی کمی پوری ہو جائے۔

۱۳۳۱ (۴) ورواہ اَحْمَدُ عَنْ رَجُلٍ۔ (احمد فی المسند ۵/ ۷۲)

اور امام احمد نے اسے ایک شخص سے روایت کیا ہے۔

۱۳۳۲ (۵) وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ فِی شَیْءٍ اَفْضَلَ مِنَ الرَّکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْهِمَا وَاِنَّ الْبِرَّ لَیُذَرُّ عَلٰی رَأْسِ الْعَبْدِ مَادَامَ فِیْ صَلَاتِهٖ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَاخَرَجَ مِنْهُ)) یَعْنِی الْقُرْآنَ۔ (رواہ احمد والترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۲۹۱۱ واحمد فی المسند ۵/ ۲٦۸)

فرمایا: ''اللہ تعالیٰ بندہ کے کسی عمل پر اس قدر توجہ نہیں فرماتا جس طرح کہ دو رکعت نوافل پر جب وہ انہیں پڑھتا ہے اور تحقیق رحمت الٰہی برسائی جاتی ہے بندہ کے سر پر جب تک کہ وہ اپنی نماز میں رہتا ہے اور نہیں قرب حاصل کر سکتے بندے اللہ تعالیٰ کی طرف کسی چیز سے جتنا کہ (نماز میں) قرآن پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔'' (احمد، ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ السَّفَرِ

نمازسفر کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۳۳۳ (۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّی الظُّهْرَ بِالْمَدِیْنَةِ اَرْبَعًا وَ صَلَّی الْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۸۹ ومسلم حدیث رقم (۱۱۔ ٦۹۰) وابو داود حدیث رقم ۱۲۰۲ والترمذی حدیث رقم ۵٤٦ والنسائی حدیث رقم ٤٦۹ والدارمی حدیث رقم ۱۵۰۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز مدینہ میں چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ ❶ میں نماز عصر دو رکعت پڑھی۔ ❷ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل پر واقع ہے۔ ❷ دو رکعت الخ سفر کی مسافت میں، جس میں نماز قصر کی اجازت ہے، ائمہ اسلام میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک تین دن اور تین رات کے سفر میں قصر کی اجازت ہے، شوافع اڑتیس میل کہتے ہیں، اہلحدیث عموماً نو میل کے قائل ہیں، احادیث میں بعض مقامات کا ذکر آتا ہے جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قصر فرمائی ہے، یہ مقامات مدینہ منورہ سے کوئی ۳۸ میل ہے کوئی ۴۸ میل، اس سے یہ مسافت سمجھ لی گئی ہے، لیکن یہ استدلال درست نہیں ہے۔ سب سے زیادہ واضح روایت وہ ہے جس میں اہل مکہ کے عرفات میں قصر کرنے کا ذکر ہے، کیونکہ عرفات مکہ مکرمہ سے نو میل ہے اور حج میں عرفات میں حجاج کا پہنچنا ضروری ہے۔

۱۳۳٤ (۲) وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ نِ الْخُزَاعِیِّ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ اَکْثَرُ مَا کُنَّا قَطُّ وَاٰمَنُهٗ بِمِنٰی رَکْعَتَیْنِ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۸۳ ومسلم حدیث رقم (۲۰۔ ٦۹٦)

سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ ہماری اتنی تعداد کبھی نہ تھی اور نہ ہم اس قدر کبھی بے خوف ❶ بھی نہ ہوئے تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ بے خوف الخ۔ قرآن مجید میں نماز قصر کی اجازت کے لئے کفار کے فتنہ کی شرط رکھی ہے، حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسی چیز

کی وضاحت کی ہے کہ حجۃ الوداع میں ہمیں کوئی خوف نہ تھا' تعداد بھی بہت زیادہ تھی' پھر بھی نبی ﷺ نے دوگانہ ادا کیا' اس سے معلوم ہوا کہ ہر مباح سفر میں قصر جائز ہے خواہ خوف ہو یا نہ' جمہور علماء کا بھی یہی مسلک ہے۔

١٣٣٥ (٣) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ إِنَّمَا قَالَ اللّٰهُ ((أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ)) قَالَ عُمَرُ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٤-٦٨٦' ابوداود حديث رقم ١١٩٩ والترمذی حديث رقم ٣٠٣٤ وابن ماجه حديث رقم ١٠٦٥ والدارمی حديث رقم ١٥٠٥ واحمد فی المسند ١/ ٢٥)

یعلیٰ بن امیہ سے روایت ہے میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''قصر کرو تم نماز اگر تمہیں خوف ہو کہ فتنہ میں مبتلا کریں گے تم کو اہل کفر'' پس تحقیق اب لوگ بالکل بے خوف اور پرامن ہیں' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بھی اس سے تعجب ہوا تھا جیسے تمہیں تعجب ہوا ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی بابت پوچھا' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے یہ تم پر ایک صدقہ کیا ہے' پس تم اس کے صدقہ کو قبول کرو'' (مسلم)

١٣٣٦ (٤) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ إِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ قِيْلَ لَهُ أَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ أَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١٠٨١ ومسلم حديث رقم (١٥ - ٦٩٣) وابوداود حديث رقم ١٢٢٣ والترمذی حديث رقم ٥٤٨ والنسائی حديث رقم ١٤٥٢)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے' پس آپ دو' دو رکعت پڑھتے رہے ہیں یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے' سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا' کیا تم نے مکہ میں کچھ مدت قیام کیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم مکہ میں دس ❶ دن ٹھہرے تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دس دن الخ مدت سفر کے متعلق مختلف احادیث مروی ہیں' بعض میں دس دن اور بعض میں انیس دن اور بعض میں اس سے کم وبیش' مسافر اگر اقامت میں متردد ہو تو اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں' واپسی میں رکاوٹ پڑتی جائے تو خواہ چھ ماہ یا سال گذر جائے بلکہ علماء کا اجماع ہے کہ اگر کئی سال تک مسافر اقامت کا قطعی طور پر یہ فیصلہ نہ کرے تو نماز قصر کرتا ہے' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو شام میں مجبوراً چھ ماہ ٹھہرنا پڑا' آپ دوگانہ پڑھتے رہے' جب اقامت کا فیصلہ کرے تو نماز پوری پڑھنی چاہیے۔ ان مختلف احادیث کی وجہ سے علماء اسلام میں مدت سفر میں بھی اختلاف ہے۔ امام سفیان ثوری اور علماء کوفہ پندرہ دن تک مقرر کرتے ہیں' امام اوزاعی بارہ دن تک' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما انیس دن تک' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ پندرہ دن تک اور امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ تین دن تک قصر کے قائل ہیں' عام اہلحدیث کا بھی یہی خیال ہے' آنے' جانے کے دن اس مدت سے علیحدہ ہوں گے' جن احادیث میں انیس دن' اٹھارہ دن' پندرہ دن' یا اس سے کم وبیش دنوں کا ذکر ہے وہ سب ہی جنگی سفر کے متعلق ہیں' ان میں ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں جنگ کے علاوہ کسی اور سفر کا ذکر ہو' اور یہ ظاہر ہے کہ جنگی سفر میں متردد رہتا ہے اقامت کا فیصلہ نہیں کر سکتا' لہٰذا ان احادیث سے مدت سفر کے متعلق استدلال کرنا صحیح نہیں ہے' حجۃ الوداع میں آپ مکہ مکرمہ میں دس دن ٹھہرے ہیں لیکن ایک جگہ نہیں بلکہ مختلف مقامات میں اقامت پذیر ہوئے ہیں لہٰذا اس سے بھی دس دنوں کی مدت کے لئے

استدلال نہیں کیا جا سکتا' اس مسئلہ میں سب سے زیادہ واضح اور صحیح احادیث سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ کی ہیں جن کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے' سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ ''مہاجرین کے لئے احکام حج ادا کرنے کے بعد تین دن سے زیادہ ٹھہرنا منع ہے'' (بخاری ج ۱ ص ۵۶۰) اور ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ کی حدیث اس طرح ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہمان تین دن تک ہے (بخاری ج ۲ ص ۸۹۰) ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مدت سفر شریعت اور عرف عام میں تین دن تک ہے' اس سے زیادہ حکماً مقیم سمجھا جائے گا۔ واللہ اعلم)

۱۳۳۷ (۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ النَّبِيُّ ﷺ سَفَرًا فَأَقَامَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَنَحْنُ نُصَلِّي فِيمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فَإِذَا أَقَمْنَا أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ صَلَّيْنَا أَرْبَعًا۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ۱۰۸۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا' پس آپ انیس دن ٹھہرے' آپ دو' دو رکعات پڑھتے رہے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا پس ہم (جب) مکہ اور مدینہ کے درمیان انیس دن ٹھہرتے تو دو' دو رکعات پڑھتے اور جب ہم اس سے زیادہ قیام کرتے تو چار رکعت پڑھتے۔ (بخاری)

۱۳۳۸ (۶) وَعَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ فَرَأٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلٰوتِي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ لَا يَزِيدُ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَذٰلِكَ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ۱۱۰۱ وابوداود حديث رقم ۱۲۲۳ والنسائی حديث رقم ۱۴۵۸ وابن ماجه حديث رقم ۱۰۷۱)

حفص بن عاصم سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مکہ کی راہ میں رفاقت کی تو انہوں نے پڑھائی ہمیں نماز ظہر دو رکعت' پھر وہ اپنے ڈیرہ میں آئے' اور بیٹھ گئے تو انہوں نے کچھ لوگوں کو کھڑے ہوئے دیکھا پس کہا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا' نفل پڑھتے ہیں' انہوں نے کہا' اگر میں نے نفل پڑھنے ہوتے تو میں پوری نماز پڑھ لیتا' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی ہے پس آپ سفر میں دو رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے' ابوبکر' عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سے بھی میں نے اسی طرح رفاقت کی وہ بھی صرف دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

۱۳۳۹ (۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ۱۱۰۷ ومسلم حديث رقم (۵۲۔ ۷۰۶) وابوداود حديث رقم ۱۲۰۶ والترمذی حديث رقم ۵۵۳ والنسائی حديث رقم ۵۸۷

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر اور عصر جمع کر لیتے تھے جبکہ آپ کا سفر جاری ہوتا اور اسی طرح نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے۔ (بخاری)

والدارمی حدیث رقم ١٥١٥ والموطا حدیث رقم ٢ من کتاب قصر الصلاۃ)

١٣٤٠ (٨) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي السَّفَرِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ يُوْمِيْ اِيْمَآءً صَلٰوةَ اللَّيْلِ اِلَّا الْفَرَائِضَ وَيُوْتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١٠٠٠ ومسلم حدیث رقم (٣٩۔ ٧٠٠) وابوداود حدیث رقم ١٢٢٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں اپنی سواری پر نماز پڑھتے جس طرف بھی وہ رخ کر لیتی، آپ اشارہ سے نماز پڑھتے تھے، سفر میں سواری پر آپ کی یہ نماز تہجد ہوتی تھی، فرائض کے علاوہ اور وتر بھی سواری پر پڑھ لیتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٣٤١ (٩) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَصَرَ الصَّلَاةَ وَ اَتَمَّ۔ (رواه فی شرح السنة) (الدار قطنی حدیث رقم ٤٣ من باب القبلة للصائم)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہر طرح ہی رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے یعنی کبھی نماز قصر کی اور کبھی پوری ❶ پڑھی (شرح السنہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ حدیث غریب ہے قابل استدلال نہیں ہے۔

١٣٤٢ (١٠) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَشَهِدْتُّ مَعَهُ الْفَتْحَ فَاَقَامَ بِمَكَّةَ ثَمَانِيَ عَشَرَةَ لَيْلَةً لَا يُصَلِّي اِلَّا رَكْعَتَيْنِ يَقُوْلُ ((يَا اَهْلَ الْبَلَدِ صَلُّوْا اَرْبَعًا فَاِنَّا سَفْرٌ۔)) (رواه ابوداود) (ابوداود حدیث رقم ١٢٢٩ واحمد فی المسند ٤/ ٤٣٠)

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کے لیے گیا اور حاضر ہوا میں آپ کے ساتھ فتح مکہ میں اور آپ اٹھارہ رات ٹھہرے، نہیں پڑھتے تھے آپ مگر دو ہی رکعات، آپ فرماتے: ''اے اہل مکہ! تم چار ❶ رکعات پڑھو کیونکہ ہم مسافر ہیں۔'' (ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ تم چار الخ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو قصر نہ کرے بلکہ پوری نماز پڑھے۔

١٣٤٣ (١١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ فِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهٗ فِي الْحَضَرِ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کے ساتھ نماز ظہر سفر میں دو رکعات پڑھی اور اس کے بعد بھی دو رکعات، اور ایک روایت میں ہے میں نے نبی ﷺ کے ساتھ سفر اور حضر میں نماز پڑھی ہے، پس میں نے آپ کے ساتھ

الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَآءً ثَلَاثَ رَكْعَاتٍ وَلَا يَنْقُصُ فِيْ حَضَرٍ وَلَا سَفَرٍ وَهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٥٥٢)

حضر میں ظہر کی نماز چار رکعت اور اس کے بعد دو رکعت پڑھی ہے اور میں نے آپ کے ساتھ سفر میں ظہر کی فرض دو رکعت اور اس کے بعد بھی دو رکعات پڑھی ہیں اور نماز عصر دو رکعات اور نہیں پڑھا اس کے بعد کچھ اور نماز مغرب حضر اور سفر میں برابر تین رکعات اور نہیں کم کرتے اسے حضر میں اور نہ سفر میں اور یہ دن کے وتر ہیں اور اس کے بعد دو ❶ رکعات پڑھتے تھے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو رکعات الخ یعنی کبھی کبھار فرض نماز کے ساتھ نوافل پڑھ لیا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سفر میں نوافل پڑھنا جائز ہیں۔

١٣٤٤ (١٢) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَاِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَنْزِلَ الْعَصْرَ وَفِي الْمَغْرِبِ مِثْلَ ذٰلِكَ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ فَاِنِ ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَنْزِلَ لِلْعِشَآءِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا۔ (رواه ابوداؤد و الترمذی) (ابوداود حدیث رقم ١٢٢٠ والترمذی حدیث رقم ٥٥٣ والنسائی حدیث رقم ٥٨٦ واحمد فی المسند ٥/ ٢٤١)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ غزوہ تبوک میں جب ڈھل جاتا سفر شروع ہونے سے پہلے تو ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے ❶ اور اگر کوچ کرتے سورج ڈھل جانے کے بعد تو ظہر کو مؤخر کر لیتے یہاں تک کہ اترتے عصر کے لیے اور مغرب میں بھی اسی طرح یعنی جب سورج غروب ہو جاتا کوچ کرنے سے پہلے تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے اور اگر کوچ کرتے سورج غروب ہونے سے پہلے تو مؤخر کرتے مغرب کو یہاں تک کہ اترتے عشاء کے لیے پھر جمع کر لیتے ان دونوں کو۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جمع کر لیتے الخ سفر میں شریعت نے جیسے دوگانہ پڑھنے کی رعایت فرمائی ہے ایسے ہی نمازوں کو آپس میں جمع کر لینے کی سہولت بھی دے دی ہے' یہ جمع صرف سفر جاری یا بموقعہ آغاز سفر جائز ہے' مسافر اگر کہیں جا کر ٹھہر جائے تو پھر جمع کرے اس کے متعلق کوئی دلیل نہیں ہے۔ جمع کی صورت یہ ہے کہ ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں اور مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اکٹھا کر لے' یہ جمع تقدیم کہلاتی ہے یا ظہر وعصر کو' عصر کے وقت میں اور مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں اکٹھا پڑھ لے' اس کو جمع تاخیر کہتے ہیں' یہ دونوں قسم کی جمع حقیقی کہلاتی ہیں امام شافعی' امام احمد اور اہلحدیث کے نزدیک جائز اور درست ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک میدان عرفات اور مزدلفہ میں جمع کرنا جائز ہے باقی دوسرے سفر میں جمع بین الصلوتین کو جائز نہیں سمجھتے' وہ صرف جمع صوری کے قائل ہیں یعنی ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اول

وقت میں جمع کر کے پڑھ لے اور اسی طرح مغرب کو دیر سے اور عشاء کو اصلی وقت سے پہلے وقت میں دونوں کو جمع کر لے۔

١٣٤٥ (١٣) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ وَاَرَادَ اَنْ يَتَطَوَّعَ اِسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ بِنَاقَتِهٖ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلّٰى حَيْثُ وَجَّهَهٗ رِكَابُهٗ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٢٢٤ و الدارقطنی حديث رقم ٣ من باب صفة صلاة التطوع فی السفر واستقبال القبلة عند الصلاة علی الدابة)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کرتے اور نفل پڑھنے کا ارادہ کرتے تو متوجہ کرتے قبلہ کی طرف اونٹنی کو اور تکبیر کہتے پھر نماز پڑھتے خواہ جس طرف ہی سواری کا رخ ہو جاتا۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

١٣٤٦ (١٤) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِىْ حَاجَةٍ فَجِئْتُ وَهُوَ يُصَلِّىْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَيَجْعَلُ السُّجُوْدَ اَخْفَضَ مِنَ الرُّكُوْعِ۔ (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٢٢٨ والترمذی حديث رقم ٣٥١ واحمد فی المسند ٣/ ٣٣٢)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بھیجا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ضرورت سے" پس میں آیا اس حال میں کہ آپ اپنی سواری پر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ❶ پڑھ رہے تھے اور سجدہ میں سر کو رکوع سے زیادہ نیچے کرتے تھے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے اور ثابت ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نماز پڑھ رہے تھے الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مسافر کے لئے سواری پر نفل وغیرہ پڑھنا جائز ہے اور یہ مسئلہ بالاتفاق جائز ہے اور گھر میں مجبوری کی حالت میں سواری پر نوافل وغیرہ بلکہ فرض نماز بھی پڑھی جا سکتی ہے تحفہ ج ا ص ۱۸۳ اور عون ج ا ص ۴۷۴)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٣٤٧ (١٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَاَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ اَبِىْ بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ اَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلّٰى مَعَ الْاِمَامِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَاِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١٠٨٢ ومسلم حديث رقم (١٦ - ٦٩٤) والنسائی حديث رقم ١٤٥١ والدارمی حديث رقم ١٥٠٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں دو رکعات پڑھیں اور آپ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا' اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں دو رکعات پڑھیں پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد چار پڑھنا شروع کر دیں تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو صرف دو ہی پڑھتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

١٣٤٨ (١٦) وَعَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرض کی گئی تھی

رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا وَتُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْأُوْلٰى قَالَ الزُّهْرِيُّ قُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ قَالَ تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٣٥٠ ومسلم حديث رقم (١/ ٦٨٥) وابوداود حديث رقم ١١٩٨ والدارمي حديث رقم ١٥٠٩ والموطا حديث رقم ٨ من كتاب قصر الصلاة)

ابتداء میں نماز دو رکعت' پھر ہجرت کی رسول اللہ ﷺ نے' تو فرض کی گئی نماز چار رکعات اور چھوڑ دی گئی سفر کی نماز' پہلی فرض کی حالت پر' امام زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے پوچھا ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کیوں پوری نماز ادا کرتی ہیں تو عروہ نے کہا' عائشہ رضی اللہ عنہا تاویل ❶ کرتی تھیں جس طرح کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تاویل کی تھی۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تاویل عثمان غنی رضی اللہ عنہ قصر کو جائز سمجھتے تھے' چنانچہ اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں منیٰ میں دوگانہ پڑھتے تھے' بعد میں پوری پڑھنے لگے' اس کی وجہ یہ تھی کہ حج میں دیہاتی اور عجمی لوگ آتے ہیں جو دینی احکام سے ناواقف ہوتے تھے' اگر آپ کو دوگانہ پڑھتے دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ نماز صرف دو' دو رکعت ہی رہے (فتح ج ۳ ص ۲۲۵)

١٣٤٩ (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٦- ٦٨٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرض کی اللہ تعالیٰ نے نماز تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر گھر میں چار رکعت اور سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک ❶ رکعت۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ایک رکعت الخ بعض لوگوں نے کہا اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے خوف میں نماز صرف ایک رکعت ہی درست ہے لیکن جمہور کا مذہب یہ ہے کہ خوف میں بھی دو رکعات ہیں' ایک رکعت امام کے ساتھ اور ایک رکعت علیحدہ' جیسا کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے معلوم ہوتا ہے (نووی ج ۱ ص ۲۴۱)

١٣٥٠ (١٨) وَعَنْهُ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا تَمَامٌ غَيْرُ قَصْرٍ وَالْوِتْرُ فِي السَّفَرِ سُنَّةٌ۔ (رواه ابن ماجة) (ابن ماجه حديث رقم ١١٩٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سفر کی نماز دو رکعت اور وہ پوری ❶ ہے' قصر نہیں اور وتر سفر میں سنت ❷ ہیں۔ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پوری ہے الخ بعض اہل علم قصر ضروری سمجھتے ہیں اور سفر میں پوری نماز کرنا پسند کرتے ہیں' امام ابوحنیفہ' شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امام ابن القیم رحمہ اللہ کا یہی خیال ہے' اس حدیث سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ سفر کی نماز دو ہی رکعت مقرر ہوئی ہے' نبی ﷺ کا بھی یہی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رخصت اور اس کے عطیہ کو قبول نہ کرنا یہ اس کی ناشکری ہے' اس لیے قصر ضروری ہے اور سفر میں پوری پڑھنا پسندیدہ فعل نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے تحفۃ الاحوذی' عون المعبود اور نیل الاوطار ج ۳ ص ۳)

❷ سنت الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وتر سنت ہیں لیکن ان کا درجہ عام نوافل وسنن سے زیادہ ہے۔

١٣٥١ (١٩) وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ

امام مالک رحمہ اللہ سے مروی ہے پہنچی ان کو یہ بات کہ سیدنا ابن

يَقْصُرُ الصَّلَاةَ فِي مِثْلِ مَا يَكُوْنَ بَيْنَ مَكَّةَ وَ الطَّائِفِ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَعُسْفَانَ وَفِي مِثْلِ مَا بَيْنَ مَكَّةَ وَجَدَّةَ قَالَ مَالِكٌ وَ ذٰلِكَ اَرْبَعَةُ بُرُدٍ۔ (رواه في الموطا) (الموطا حديث رقم ١٥ من كتاب قصر الصلاة في السفر)

عباس رضی اللہ عنہ نماز میں قصر کرتے تھے بقدر اس مسافت کے جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور بقدر اس مسافت کے جو مکہ اور عسفان کے درمیان ہے اور بقدر اس مسافت کے جو مکہ اور جدہ کے درمیان ہے' امام مالک نے کہا اور یہ مسافت چار برد کے برابر ہے۔ (موطا امام مالک)

حکم الحدیث: یہ روایت بغیر سند کے ہے۔

١٣٥٢ (٢٠) وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ سَفَرًا فَمَا رَأَيْتُهُ تَرَكَ رَكْعَتَيْنِ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) (ابو داود حديث رقم ١٢٢٢ والترمذي حديث رقم ٥٥٠)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اٹھارہ دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفیق سفر رہا پس میں نے آپ کو سورج ڈھل جانے کے بعد نماز ظہر سے پہلے دو رکعات چھوڑتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ (ابوداؤد' ترمذی) ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک مجہول راوی ہے۔

١٣٥٣ (٢١) وَعَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَرٰى ابْنَهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ يَتَنَفَّلُ فِي السَّفَرِ فَلَا يُنْكِرُ عَلَيْهِ۔ (رواه مالك) (الموطا حديث رقم ٢٤ من كتاب قصر الصلاة)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبیداللہ کو سفر میں نفل پڑھتے دیکھتے' تو آپ اس پر انکار نہ فرماتے تھے۔ (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

بَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٣٥٤ (١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہم آخری امت ہیں (لیکن) قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے' البتہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے' پھر یہ جمعہ کا دن ان پر فرض ❶ کیا گیا تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور اللہ

الْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَفِي رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَنَحْنُ اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ اَنَّهُمْ وَذَكَرَ نَحْوَهٗ اِلٰى اٰخِرِهٖ۔ (البخاری حدیث رقم ۸۷۶ ومسلم حدیث رقم (۱۹۔ ۸۵۵) والنسائی حدیث رقم ۱۳۷۶ واحمد فی المسند ۲/ ۳۴۱)

تعالیٰ نے اس میں ہماری راہنمائی فرمائی اور لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں۔ یہودی کل اور عیسائی پرسوں ❷ (بخاری' مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہم آخر ہیں (لیکن) کے قیامت کے دن پہلے ہوں گے اور ہم ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور ذکر کیا اس کو اسی طرح آخر تک۔

فوائد الحدیث: ❶ فرض کیا گیا یعنی ان پر جمعہ فرض ہوا تھا لیکن دن کا معین کرنا اس کی رائے پر چھوڑ دیا گیا تھا۔
❷ پرسوں۔ مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کی پیدائش سے ہفتہ کو روز فارغ ہوئے تھے' یہود نے اس خیال سے کہ ہم بھی اسی دن اپنے کاموں سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس لیے انہوں نے اجتماعی عبادت کے لئے ہفتہ کے دن کو منتخب کیا اور عیسائیوں نے اس خیال سے کہ اتوار کے دن اللہ تعالیٰ نے جہان کا بنانا شروع کیا تھا اس لیے انہوں نے اسے پسند کیا۔ واللہ اعلم' ابوالقاسم سہیل نے ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قصی اور عبد مناف بھی لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا کرتے تھے اور اس اجتماعی دن کو عروبہ کہتے تھے۔ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جمعہ کا دن اس کام کے لئے مقرر فرمایا' قرآن عزیز نے اس تقرر کی تائید فرمائی بلکہ تاکید کی کہ جب اذن ہو جائے تو خرید و فروخت اور کاروبار چھوڑ کر جمعہ میں شریک ہونے کی کوشش کرو (سورہ جمعہ)

۱۳۵۵ (۲) وَفِيْ اُخْرٰى لَهٗ عَنْهُ وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ اٰخِرِ الْحَدِيْثِ ((نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا وَالْاَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَآئِقِ۔)) (مسلم حدیث رقم (۲۲۔ ۸۵۶)

اور مسلم کی ایک دوسری روایت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح ہے ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر حدیث میں فرمایا: ''ہم دنیا والوں سے آخری ہیں اور قیامت کے روز پہلے ہوں گے (یعنی) ہمارا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔''

۱۳۵۶ (۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيْهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۸۔ ۸۵۴) والترمذی حدیث رقم ۴۸۸)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوا' جمعہ کا دن ہے۔ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے' اسی دن ان کو جنت میں جگہ عطا فرمائی گئی اور اسی دن وہاں سے نکالے گئے اور قیامت ❶ بھی جمعہ کے دن ہی قائم ہوگی۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قیامت بھی یعنی بڑے بڑے کام سب جمعہ کے دن ہوئے اور ہوں گے خواہ فضیلت والے ہوں یا نہ اور ان کا ذکر اس لیے فرمایا تاکہ لوگ اس میں نیکی کے لئے تیار ہوں اور رحمت الٰہی کے امیدوار رہیں۔ ایک برد' چار فرسخ اور ایک فرسخ تین میل ہے' پس چار برد کی مسافت ۴۸ میل' اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ نکلتے تو قصر کرتے (مسلم' ابوداؤد) اس حدیث میں میل یا فرسخ کا راوی کو شک ہوا ہے' اصل تین فرسخ ہے' یعنی نو میل اور اس کی تائید اس سے بھی ہوتی

ہے کہ حجۃ الوداع میں مکہ والوں نے عرفات میں اتفاقاً دوگانہ پڑھا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نومیل پر دوگانہ کا فتویٰ دیا ہے اور یہی صحیح ہے۔ جولوگ عرفات میں مکی لوگوں کے دوگانہ پڑھنے کو خصوصیت کہتے ہیں' ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں بعض اوقات بعض سنن پڑھی بھی ہیں اور چھوڑی بھی ہیں' یہی مطلب اس اثر کا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے بیٹوں کو سفر میں نفل وغیرہ پڑھتے دیکھتے تو ان کو منع نہ کرتے۔

١٣٥٧ (٤) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَّسْاَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) وَزَادَ مُسْلِمٌ قَالَ ((وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيْفَةٌ)) وَّفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا قَالَ ((اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَآئِمٌ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٩٣٥ ومسلم حدیث رقم (١٥ ـ ٨٥٢) والترمذی حدیث رقم ٤٩١' والنسائی حدیث رقم ١٤٣١ والدارمی حدیث رقم ١٥٦٩ والموطا حدیث رقم ٥ من کتاب الجمعة واحمد فی المسند ٥/ ٤٥١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ❶ ہے کہ جب کوئی مسلمان بندہ اسے پا لے (اور) اللہ تعالیٰ سے بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔'' (متفق علیہ) اور مسلم میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ مختصر سی گھڑی ہے اور بخاری و مسلم دونوں کی روایت میں ہے کہ ''آپ نے فرمایا بیشک جمعہ کے دن ایک گھڑی ہے (کہ جب) کوئی مسلمان اس کو پالے۔ وہ نماز پڑھ رہا ہو (اور) وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بھلائی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایسی ساعت الخ۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں اس گھڑی کے متعلق بیالیس اقوال بیان کیے ہیں۔ اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح حدیث سیدنا ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ یہ گھڑی امام کے خطبہ پر بیٹھنے کے وقت سے' جمعہ کی نماز ختم ہونے تک ہے' اس حدیث کو امام دارقطنی نے اگرچہ موقوف کہا ہے لیکن محققین محدثین کے نزدیک یہ حدیث حکماً متصل اور مرفوع ہے کیونکہ یہ ثقہ امام محدث کی زیادتی ہے اسے منقطع کہہ کر گزر جانا اور اس کی صحیح کیفیت بیان نہ کرنا' علم حدیث کی حق تلفی ہے' جیسا کہ مشکوۃ مترجم کے بعض حواشی میں کہا گیا ہے مزید تفصیل نووی ج ا ص ۲۸۲ و فتح الباری ص ٦٧ ج ٣ میں ہے۔

١٣٥٨ (٥) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ شَاْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ ((هِيَ مَا بَيْنَ اَنْ يَّجْلِسَ الْاِمَامُ اِلٰى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ۔)) (رواه مسلم)

(مسلم حدیث رقم (٣) وابو داود حدیث رقم ١٠٤٨)

ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا فرماتے تھے' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن کی گھڑی کے متعلق فرماتے ہوئے سنا: ''وہ امام کے خطبہ سے شروع ہو کر نماز کے ختم ہونے تک ہے۔'' (مسلم)

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٣٥٩ (٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَرَجْتُ اِلَى الطُّوْرِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں طور (پہاڑ) کی

فَلَقِيْتُ كَعْبَ الْأَحْبَارِ فَجَلَسْتُ مَعَهٗ فَحَدَّثَنِي عَنِ التَّوْرَاةِ وَحَدَّثْتُهٗ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ فِيْمَا حَدَّثْتُهٗ اَنْ قُلْتُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ اُهْبِطَ وَفِيْهِ تِيْبَ عَلَيْهِ وَفِيْهِ مَاتَ وَفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ وَمَامِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا وَهِيَ مُصِيْخَةٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ حِيْنَ تُصْبِحُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ شَفَقًا مِّنَ السَّاعَةِ اِلَّا الْجِنَّ وَالْاِنْسَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَّا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْاَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ يَوْمٌ فَقُلْتُ بَلْ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ فَقَرَاَ كَعْبُ نِ التَّوْرَاةَ فَقَالَ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ فَحَدَّثْتُهٗ بِمَجْلِسِيْ مَعَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَمَا حَدَّثْتُهٗ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقُلْتُ لَهٗ قَالَ كَعْبٌ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبَ كَعْبٌ، فَقُلْتُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ كَعْبُ نِ التَّوْرَاةَ، فَقَالَ بَلْ هِيَ فِيْ كُلِّ جُمُعَةٍ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ صَدَقَ كَعْبٌ ثُمَّ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: قَدْ عَلِمْتُ اَيَّةُ سَاعَةٍ هِيَ؟ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِهَا وَلَا تَضِنَّ عَلَيَّ، فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ هِيَ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ وَكَيْفَ تَكُوْنُ اٰخِرُ سَاعَةٍ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُصَادِفُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهَا)) فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ اَلَمْ يَقُلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا يَّنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فَهُوَ فِيْ صَلَاةٍ حَتّٰى يُصَلِّيْ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَهُوَ ذٰلِكَ (رواه موطا و ابوداؤد و الترمذی و

طرف گیا اور کعب احبار سے ملا' میں اس کے پاس بیٹھ گیا' پس اس نے مجھے تورات سے کچھ باتیں سنائیں اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنائیں' ان میں سے ایک یہ بھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں زمین پر اتارے گئے اور اسی دن میں ان کی توبہ قبول کی گئی اور اسی دن میں فوت ہوئے اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی اور نہیں کوئی جانور مگر وہ جمعہ کے دن فجر سے سورج طلوع ہونے تک قیامت کے ڈر سے چیختا ہے لیکن جن اور انسان نہیں ڈرتے اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے (کہ جب) کوئی مسلمان اسے نماز پڑھتے ہوئے پا لے (اور) وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے دے دیتا ہے' کعب نے کہا یہ گھڑی سال میں کسی ایک جمعہ میں ہوتی ہے' میں نے کہا نہیں' بلکہ یہ ساعت ہر جمعہ میں ہوتی ہے (یہ سن کر) کعب نے تورات کو پڑھا اور کہا رسول اللہ ﷺ نے صحیح فرمایا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا' پس میں نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے جو گفتگو کی تھی ذکر کرتے ہوئے کہا ''کعب احبار رضی اللہ عنہ کہتے تھے یہ گھڑی سال میں ایک دفعہ ہوتی ہے' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے غلط کہا' پس میں نے اسے کہا پھر کعب رضی اللہ عنہ نے تورات پڑھ کر فرمایا بلکہ یہ گھڑی ہر جمعہ میں ہوتی ہے' تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا' کعب نے صحیح کہا ہے' پھر عبداللہ بن سلام نے کہا میں جانتا ہوں' وہ کون سی گھڑی ہے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا مجھے بتایئے اور بخل نہ کیجئے تو پس عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا' یہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا آخری ساعت کیسے ہو سکتی ہے؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ''مسلمان اس

النسائی وروی احمد اِلٰی قَوْلِهٖ صَدَقَ کَعْبٌ)
(ابوداود حدیث رقم ١٠٤٦ والترمذی حدیث رقم ٤٩١ والنسائی حدیث رقم ١٤٣٠ والموطا حدیث رقم ١٦ من کتاب الجمعة)

وقت نماز پڑھ ❶ رہا ہو۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: ''جو شخص کسی مجلس میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتا ہے تو وہ نماز ہی کی حالت ❷ میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز پڑھے۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے ان کے جواب میں کہا' ہاں یونہی فرمایا ہے' سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا پس نماز سے مراد یہی ہے کہ وہ نماز کا انتظار کرے۔ (مالک' ابوداوٗد' ترمذی' نسائی اور امام احمد نے ''صدق کعب تک روایت کی ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پڑھ رہا الخ یعنی یہ گھڑی ایسی ہے کہ اس میں نماز نہیں ہو سکتی' کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد سورج غروب ہونے تک نفل نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ ❷ حالت الخ یعنی وہ حکماً نماز ہی میں سمجھا جاتا ہے۔

١٣٦٠ (٧) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِلْتَمِسُوْا السَّاعَةَ الَّتِيْ تُرْجٰی فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ بَعْدَ الْعَصْرِ اِلٰی غَيْبُوْبَةِ الشَّمْسِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ٤٨٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تلاش کرو جمعہ کے دن کی اس گھڑی کو جس میں دعا کی قبولیت کی امید ہے' (وہ گھڑی) جمعہ کے دن عصر کے بعد سے سورج غروب ہونے تک ہے۔'' (ترمذی)

١٣٦١ (٨) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔)) (رواه ابوداوٗد والنسائی وابن ماجة والدارمی والبیهقی فی الدعوات الكبير) (ابوداود حدیث رقم ١٠٤٧ والنسائی حدیث رقم ١٣٧٤ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٧٤ والدارمی حدیث رقم ١٥٧٢ واحمد فی المسند ٤/ ٨)

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارے دنوں میں بہترین دن' جمعہ کا دن ہے' اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اسی میں ان کی روح قبض کی گئی اور اسی دن میں صور ❶ پھونکا جائے گا اور اسی میں اٹھنے کا حکم ہوگا پس اس دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجو' یقیناً تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہمارے درود کیسے پیش کیے جائیں گے حالانکہ آپ کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئی ہوں گی' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام ❷ کر دیے ہیں۔'' (ابوداوٗد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی' دعوات کبیر بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صور الخ صور چار مرتبہ پھونکا جائے گا۔ پہلی بار صور پھونکنے سے جہان فنا ہو جائے گا' دوسری بار زندہ ہوگا تیسری بار حشر کے بعد بے ہوشی کا ہوگا اور چوتھی بار مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کرنے کے لئے پھونکا جائے گا (موضح القرآن)

❷ حرام الخ انبیاء علیہم السلام کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں اور ان کی ارواح عالم برزخ میں اعلیٰ علیین میں ہیں' قبروں میں اجسام سے ان کی ارواح کا کوئی تعلق نہیں ہے' نہ سنتے ہیں اور نہ ہی جواب دیتے ہیں' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کا درود شریف پہنچایا جاتا ہے' خواہ آپ کے روضہ اطہر کے پاس پڑھا جائے یا کہیں اور' آپ کے روضہ اطہر کے پاس درود و سلام پڑھے جانے کو آپ کا سننا اور اس کا جواب دینا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے' جن احادیث میں یہ ذکر آیا ہے وہ اساطین حدیث کے نزدیک منقطع مرسل اور غیر معتبر ہیں وَصَارَتْ كَانْ لَمْ تَكُنْ فافهم انه نفیس مزید تفصیل کے لئے مولانا الامام محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ کے رسالہ ''حیات النبی'' کی طرف رجوع کریں۔

۱۳۶۲ (۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْيَوْمُ الْمَوْعُوْدُ يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَالْيَوْمُ الْمَشْهُوْدُ يَوْمُ عَرَفَةَ وَالشَّاهِدُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَمَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى يَوْمٍ اَفْضَلَ مِنْهُ فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّؤْمِنٌ يَّدْعُوْ اللّٰهَ بِخَيْرٍ اِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ وَلَا يَسْتَعِيْذُ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا اَعَاذَهُ مِنْهُ)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا يُعْرَفُ اِلَّا مِنْ حَدِيْثِ مُوْسٰى ابْنِ عُبَيْدَةَ وَهُوَ يُضَعَّفُ)۔ (الترمذی حدیث رقم ۳۳۹ واحمد فی المسند ۳/ ۴۳۰)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یوم موعود'' ❶ سے قیامت کا دن مراد ہے اور ''یوم مشہود'' سے عرفہ کا دن ہے اور ''شاہد'' سے جمعہ کا دن ہے اور نہیں طلوع ہوتا سورج اور نہ غروب کسی دن جو جمعہ کے دن سے افضل ہو' جمعہ کے دن میں ایک گھڑی ہے (کہ اگر) اسے کوئی مسلمان بندہ پالے (اور) اللہ تعالیٰ سے اس میں خیر طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے (اور اگر) وہ کسی چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہے تو اللہ تعالیٰ اسے پناہ دے دیتا ہے۔'' (احمد' ترمذی) اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے' اس لیے کہ یہ صرف موسیٰ بن عبیدہ سے مروی ہے اور وہ ضعیف ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یوم موعود الخ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بروج کی آیت کی تفسیر فرمائی ہے۔ ''وَالسَّمَآءِ ذَاتِ البروج ٥ والیوم الموعود وشاهد ومشهود ٥'' یوم الموعود قیامت کا دن ہے' کیونکہ صالحین سے جو انعامات اور جنات کے وعدے کیے گئے ہیں' وہ اس دن پورے ہوں گے اور عرفہ کا دن مشہور ہے' کہ اکناف عالم سے دنیا چل کر اس دن کی حاضری کے لئے میدان عرفات میں پہنچتی ہے اور جمعہ کا دن شاہد ہے کہ ہر مسلمان کے پاس خود بخود پہنچ جاتا ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۳۶۳ (۱۰) عَنْ اَبِیْ لُبَابَةَ بْنِ عَبْدِالْمُنْذِرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

سیدنا ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ

سَيِّدُ الْأَيَّامِ وَأَعْظَمُهَا عِنْدَاللهِ وَهُوَ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ يَوْمِ الْأَضْحٰى وَيَوْمِ الْفِطْرِ فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ خَلَقَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ وَأَهْبَطَ اللّٰهُ فِيْهِ اٰدَمَ إِلَى الْأَرْضِ وَفِيْهِ تَوَفَّى اللّٰهُ اٰدَمَ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُسْأَلُ الْعَبْدُ فِيْهَا شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ مَالَمْ يَسْأَلْ حَرَامًا وَّفِيْهِ تَقُوْمُ السَّاعَةُ مَامِنْ مَلَكٍ مُّقَرَّبٍ وَلَا سَمَاءٍ وَلَا أَرْضٍ وَلَا رِيَاحٍ وَلَا جِبَالٍ وَلَا بَحْرٍ إِلَّا هُوَ مُشْفِقٌ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ)) (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) (ابن ماجه حديث رقم ١٠٨٤)

تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظمت والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ عید الاضحیٰ و عید ❶ الفطر (کے دنوں) سے بھی زیادہ تعظیم کے لائق ہے' اس میں پانچ خصوصیات ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا' اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا اور اسی میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو فوت کیا اور اس میں ایک گھڑی ہے کہ اس میں انسان اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مانگے' تو اللہ تعالیٰ اسے وہی دے دیتا ہے' بشرطیکہ وہ چیز حرام نہ ہو ❷ اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی' نہیں کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی آسمان' زمین' ہوائیں' پہاڑ اور سمندر مگر وہ سب جمعہ کے دن قیامت سے ڈرتے ہیں۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عید الفطر الخ اس لیے کہ یہ دن صرف عبادت کا ہے اور عیدین کے دن عبادت بھی ہوتی ہے' لیکن اس میں خوشی اور کھیل وغیرہ کے پروگرام بھی ہوتے ہیں اور کھانے پینے کا سامان بھی ہوتا ہے۔ ❷ حرام نہ ہو الخ یعنی گناہ کے لئے دعا نہ کرے جیسے زنا' چوری' ڈاکہ وغیرہ کیونکہ ایسی دعا قبول نہیں ہوتی۔

١٣٦٤ (١١) وَرَوَى أَحْمَدُ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَخْبِرْنَا عَنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مَاذَا فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ قَالَ ((فِيْهِ خَمْسُ خِلَالٍ)) وَ سَاقَ إِلَى آخِرِ الْحَدِيْثِ۔ (احمد فى المسند ٥/ ٢٨٤)

امام احمد' سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا' آپ ہمیں بتلائیں جمعہ کے دن میں کیا کیا خوبیاں ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اس میں پانچ خصوصیات ہیں'' اور بقیہ حدیث کو آخر تک بیان کیا۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣٦٥ (١٢) وَعَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ لِأَيِّ شَيْءٍ سُمِّيَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ قَالَ ((لِأَنَّ فِيْهَا طُبِعَتْ طِيْنَةُ أَبِيْكَ اٰدَمَ وَفِيْهَا الصَّعْقَةُ وَالْبَعْثَةُ وَفِيْهَا الْبَطْشَةُ وَفِيْ اٰخِرِ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ مِّنْهَا سَاعَةٌ مَّنْ دَعَا اللّٰهَ فِيْهَا اسْتُجِيْبَ لَهُ۔)) (رواه احمد) (احمد فى المسند ٢/ ٣١١)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا' جمعہ' جمعہ کیوں کہا جاتا ہے؟ ❶ آپ نے فرمایا: ''اس میں تمہارے باپ آدم علیہ السلام کی مٹی خمیر کی گئی اور اسی دن میں ساری مخلوق کے مرنے کا اور زندہ ہونے کا نفخہ ہوگا اور اسی دن سخت پکڑ (قیامت) ہوگی اور اسی دن کی آخری تین گھڑیوں میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں جو شخص اللہ تعالیٰ سے دعا

مانگے قبول کی جاتی ہے۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کہا جاتا ہے الخ مقصد یہ ہے کہ آپ سے جب یہ سوال کیا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ تمام بڑے بڑے امور چونکہ اس میں جمع ہو گئے ہیں اس لیے اس کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔

١٣٦٦ (١٣) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا)) قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ ((اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔)) (رواه ابن ماجة) (ابن ماجه حديث رقم ١٦٢٧)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو' اس لیے کہ یہ دن حاضری ❶ کا ہے' اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے' وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے' یہاں تک کہ وہ درود سے فارغ ہوتا ہے'' ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا' کیا آپ کی وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے اس بات کو کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے' پس اللہ کے نبی زندہ ❷ ہیں' ان کو رزق دیا جاتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ حاضری الخ یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی گزشتہ حدیث کے مخالف نہیں کہ اس میں عرفہ کے دن کو مشہود کہا گیا ہے اور اس میں جمعہ کے دن کو' وجہ تطبیق یہ ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں کی حاضری کی وجہ سے اور جمعہ کو فرشتوں کی حاضری کی بناء پر مشہود کہا گیا ہے۔
❷ زندہ ہیں الخ یہ حدیث ضعیف اور نا قابل اعتبار ہے' کیونکہ اس کی سند میں عبادہ بن نسی نے ابودرداء رضی اللہ عنہ سے اور زید بن ایمن نے عبادہ بن نسی سے نہیں سنا یعنی اس کے راویوں نے ایک دوسرے سے نہیں سنا' بلکہ یوں ہی سلسلہ بنا کر اس عبارت کو حدیث بنا دیا ہے۔ (تعلیق سندھی علی ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۰۱)

١٣٦٧ (١٤) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ))۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِمُتَّصِلٍ۔) (الترمذی حدیث رقم ١٠٧٤ واحمد فی المسند ٢/ ١٦٩)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو وفات پائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ رکھتا ہے۔'' (احمد' ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے اور اس کی سند متصل نہیں۔ ❶

حکم الحدیث: اس کی سند منقطع ہے لیکن اس کی دوسری سند حسن یا صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ متصل نہیں کیونکہ اس کی سند میں ربیعہ بن سیف نامی راوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور ربیعہ نے عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہی نہیں پایا' نیز محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (میزان ج ۲ ص ۴۳)

١٣٦٨ (١٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَرَأَ ((اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ)) اَلْآيَةَ وَعِنْدَهُ يَهُوْدِيٌّ قَالَ لَوْنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَا تَّخَذْنَا هَا عِيْدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَيَوْمِ عَرَفَةَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔) (البخاری حدیث رقم ٤٦٠٦ والترمذی حدیث رقم ٣٠٤٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن یہ آیت پڑھی ''آج کے دن میں نے پورا کیا تمہارا دین'' اور ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا' یہودی نے یہ سن کر کہا' اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے' ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بیشک یہ آیت دو عیدوں کے دن یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن اتری ❶ ہے۔ (ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اتری الخ یعنی اس آیت کا نزول عرفہ میں جمعہ کے روز ہوا ہے اور یہ دونوں عید کے دن ہیں۔

١٣٦٩ (١٦) وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبٌ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبَ وَ شَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ)) قَالَ وَكَانَ يَقُوْلُ ((لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ لَيْلَةٌ اَغَرُّ وَيَوْمُ الْجُمُعَةِ يَوْمٌ اَزْهَرُ)) (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔) (البیهقی فی شعب الایمان حدیث رقم ٣٨١٥)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رجب کا مہینہ آتا تو یہ دعا پڑھتے ''اے اللہ! برکت دے تو ہم کو رجب اور شعبان میں اور پہنچا ہم تک رمضان'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ فرماتے تھے: ''جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے۔'' (روایت کیا اس کو بیہقی نے دعوات کبیر میں۔)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک منکر راوی ہے۔

بَابُ وُجُوْبِهَا

جمعہ کے واجب ہونے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٣٧٠ (١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُمَا قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ عَلٰى اَعْوَادِ مِنْبَرِهِ ((لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٤۔ ٨٦٥) والنسائی حدیث رقم ١٣٧٠ وابن ماجه حدیث رقم ٧٩٤

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اپنے منبر کی سیڑھیوں پر کھڑے ہو کر فرماتے تھے: ''لوگوں کو جمعہ چھوڑنے سے رک (باز آ) جانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر ❶ لگا دے گا' پھر ان کا حشر غافلوں میں ہوگا۔'' (مسلم)

والدارمی حدیث رقم ۱۵۷۰ واحمد ۲/ ۸۴)

فوائد الحدیث: ❶ مہر الخ یعنی ان کے دل منافقوں کے دلوں کی طرح ہو جائیں گے اور حق قبول کرنے کے قابل نہیں رہیں گے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۳۷۱ (۲) عَنْ اَبِی الْجَعْدِ الضَّمْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَرَکَ ثَلَاثَ جُمَعٍ تَھَاوُنًا بِھَا طَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قَلْبِہٖ)) رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارَمِیُّ۔

(ابوداود حدیث رقم ۱۰۵۲ والترمذی حدیث رقم ۵۰۰ والنسائی حدیث رقم ۱۳۶۹ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۱۲۵ والدارمی حدیث رقم ۱۵۷۱ واحمد فی المسند ۳/ ۴۲۴)

سیدنا ابو جعد ضمری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص تین جمعہ سستی سے چھوڑ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کرے گا۔'' ❶ (ابوداؤد' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مہر کرے گا الخ یعنی اپنا فیض اس کے دل سے روک لے گا' جہالت' غفلت اور نفاق سے اس کا دل بھر جائے گا اور اس کے دل سے نور ایمان نکل جائے گا' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص مہینہ بھر ہر روز متواتر یہی سوال کرتا رہا کہ اس شخص کے متعلق کیا حکم ہے جو نماز' روزہ اور دیگر عبادات خوب کرتا ہے لیکن جمعہ نہیں پڑھتا' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ (زرقانی ج ۱ص ۲۳۲)

۱۳۷۲ (۳) وَرَوَاہُ مَالِکٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَیْمٍ۔

(الموطا حدیث رقم ۲۰ من کتاب الجمعۃ)

اور امام مالک نے اسے سیدنا صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۳۷۳ (۴) وَاَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ۔ (احمد فی المسند ۳/ ۳۳۲)

امام احمد نے سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۱۳۷۴ (۵) وَعَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَرَکَ الْجُمُعَۃَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ۔)) (رواہ احمد و ابوداوٗد و ابن ماجۃ)

(ابوداود حدیث رقم ۱۰۵۳ والنسائی حدیث رقم ۱۳۷۲ وابن ماجہ حدیث رقم ۱۱۲۸ واحمد فی المسند ۵/ ۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بلا عذر جمعہ چھوڑ دے اسے ایک دینار صدقہ کرنا چاہیے اور اگر دینار نہ ملے تو آدھا دینار ❶ صدقہ کرے۔'' (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ آدھا دینار الخ اس کفارہ سے شاید گناہ میں تخفیف ہو جائے ورنہ یہ صدقہ جمعہ کے چھوڑنے کے گناہ کا کفارہ نہیں ہو سکتا۔ (فتح)

١٣٧٥ (٦) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١٠٥٦ والدار قطني حديث رقم ٢ من باب الجمعة على من سمع النداء)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ''جمعہ اس شخص پر فرض ہے جو اذان سنے۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣٧٦ (٧) وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((اَلْجُمُعَةُ عَلٰى مَنْ اٰوَاهُ اللَّيْلُ اِلٰى اَهْلِهٖ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ اِسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔) (الترمذي حديث رقم ٥٠٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ اس شخص پر فرض ہے جو رات گھر واپس پہنچ سکے۔'' (ترمذی اور کہا اس کی سند ضعیف ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٣٧٧ (٨) وَعَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰى اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَّمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِيٍّ اَوْ مَرِيْضٍ)) رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ بِلَفْظِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِي وَائِلٍ۔ (ابوداود حديث رقم ١٠٦٧ والدر قطني حديث رقم ٢ من باب من تجب عليه الجمعة)

طارق بن شہاب سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ باجماعت ہر مسلمان پر حق اور ضروری ہے مگر چار آدمیوں پر فرض نہیں۔ غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔'' (ابوداؤد اور شرح السنہ میں مصابیح کے الفاظ کے ساتھ یہ حدیث بنی وائل کے ایک آدمی سے مروی ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٣٧٨ (٩) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقُ عَلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٢٥٤۔ ٦٥٢)

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں: ''میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں کسی آدمی کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں ❶ جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جلا دوں الخ اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ جمعہ فرض عین ہے، آپ کا مقصد یہ ہے کہ کوئی آدمی جمعہ پڑھائے

اور میں معلوم کروں کہ جو لوگ جمعہ میں نہ آئے ہوں تو جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں' یہ انتہائی وعید ہے' جمعہ کے باب میں اس سے بڑھ کر سخت اور کوئی حدیث نہیں۔

١٣٧٩ (١٠) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَّا يُمْحَى وَلَا يُبَدَّلُ)) وَفِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ ((ثَلَاثًا۔)) (رواه الشافعي) (الشافعي في مسنده ص ٧٠)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بلا عذر جمعہ ضائع کر دے' اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب ❶ میں منافق لکھا جاتا ہے' جو نہ مٹایا جاتا ہے اور نہ بدلہ جاتا ہے۔'' اور بعض روایات میں تین جمعہ کا ذکر آیا ہے۔ (شافعی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک کمزور راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کتاب میں الخ کتاب سے اعمال نامہ مراد ہے' یہ بھی تارک جمعہ کے لئے سخت وعید ہے اعاذنا اللہ منہ

١٣٨٠ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَعَلَيْهِ الْجُمُعَةُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا مَرِيْضٌ اَوْ مُسَافِرٌ اَوْ اِمْرَاَةٌ اَوْ صَبِيٌّ اَوْ مَمْلُوْكٌ فَمَنِ اسْتَغْنٰى بِلَهْوٍ اَوْ تِجَارَةٍ اسْتَغْنَى اللّٰهُ عَنْهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ)) (رواه الدارقطني) (الدارقطني حديث رقم ١ من باب من تجب عليه الجمعة)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے' اس پر جمعہ کے روز جمعہ فرض ہے' مگر بیمار' مسافر' عورت اور بچہ اور غلام اس سے مستثنیٰ ہیں' پس جو شخص کھیل ❶ یا تجارت کی وجہ سے بے نیازی کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے نیازی فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بے نیاز اور حمد کیا گیا ہے۔'' (دارقطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کھیل الخ یعنی جو شخص کسی کھیل یا تجارت میں مشغول رہا اور جمعہ ترک کر دیا اس سے اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بے پرواہ ہوتا ہے اور اسے اپنی مہربانی سے دور رکھتا ہے۔

بَابُ التَّنْظِيْفِ وَ التَّبْكِيْرِ

نظافت اور نماز کو جلدی ❶ جانے کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٣٨١ (١) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَيَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهِ اَوْ يَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَا كُتِبَ لَهُ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور جس قدر ممکن ہو صفائی کرے اور تیل لگائے یا گھر کی خوشبو ❷ میں سے لگائے' پھر مسجد کی طرف نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان مسجد میں گھس کر ❸ نہ بیٹھے' پھر جس قدر نماز اس کی قسمت میں ہو

الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔)) (رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ۸۸۲ والنسائی حدیث رقم ۱۴۰۳ والدارمی حدیث رقم ۱۵۴۱)

ادا کرے‘ پھر خاموش بیٹھا رہے‘ جب امام خطبہ پڑھے‘ تو اس کے وہ تمام گناہ جو ایک جمعہ سے دوسرے ❹ جمعہ تک اس نے کیے ہیں‘ معاف کر دیے جاتے ہیں۔‘‘ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ جلدی الخ تمام نمازوں میں مسنون طریقہ یہی ہے کہ اول وقت میں ادا کی جائیں‘ جمعہ میں سنت یہی ہے کہ جلدی جائے امام کے قریب بیٹھے گردنوں کو نہ پھلانگے‘ خاموشی سے خطبہ سنے۔ ❷ گھر کی خوشبو الخ مقصد یہ ہے کہ صاف ستھرا اور خوشبو لگا کر جمعہ کے لئے جانا چاہیے۔ ❸ گھس کر الخ بعض لوگ جمعہ کے دن دیر سے آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو لوگوں کی گردنوں پر سے گذرتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں‘ یہ منع ہے بلکہ حرام ہے‘ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اسے کبیرہ گناہوں میں لکھا ہے۔
❹ دوسرے جمعہ سے گذشتہ جمعہ مراد ہے۔

۱۳۸۲ (۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم ۲۶۔ ۸۵۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص غسل کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور جس قدر مقدر ہو نماز پڑھے‘ پھر جب تک امام خطبہ دیتا رہے‘ خاموشی سے سنتا رہے‘ پھر امام کے ساتھ نماز پڑھے‘ تو اس کے وہ تمام گناہ جو آئندہ جمعہ تک اس نے کیے ہیں معاف کر دیے جاتے ہیں (بلکہ) اور تین دن ❶ زیادہ کے گناہ۔‘‘ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اور تین دن زیادہ الخ یہ زیادتی اس لیے ہے کہ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے‘ پس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک سات دن ہوئے اور تین دن اور زیادہ ہوئے تاکہ پورا عشرہ ہو جائے۔

۱۳۸۳ (۳) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۲۷۔ ۸۵۷)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے پھر جمعہ کے لیے آئے اور توجہ سے سنے اور خاموش رہے‘ تو اس کے گناہ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک معاف ❶ کر دیے جاتے ہیں اور جو شخص کنکروں سے کھیلتا رہے تو اس نے لغو کام کیا۔‘‘ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ معاف الخ گناہوں کی تکفیر میں قانون یہ ہے کہ صغیرہ گناہ بخشے جاتے ہیں‘ اگر وہ نہ ہوں تو کبیرہ گناہوں میں تخفیف ہو جاتی ہے یا پھر درجات بلند ہو جاتے ہیں۔

۱۳۸۴ (۴) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُوْنَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں آنے والوں کو مرتبہ بمرتبہ

كَمَثَلِ الَّذِىْ يُهْدِىْ بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِىْ يُهْدِىْ بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دُجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ))۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٩٢٩ ومسلم حدیث رقم (٢٤/ ٨٤٠) وابوداود حدیث رقم ٣٥١ والترمذی حدیث رقم ٤٩٩ والنسائی حدیث رقم ١٣٨٥ وابن ماجه حدیث رقم ١٠٢ والموطا حدیث رقم ١ من كتاب الجمعة واحمد فی المسند ٢/ ٢٥٩)

اور مثال صبح سویرے ❶ آنے والے کی ایسی ہے جیسے کوئی اونٹ صدقہ کرے' پھر جو شخص دوسرے نمبر پر آئے وہ اس کے مانند ہے جو گائے کا صدقہ کرے' پھر مینڈھا' پھر مرغی' پھر انڈہ صدقہ کرے' پس جب امام خطبہ کے لیے نکلے تو وہ اپنی کتابیں لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ صبح سویرے الخ شوافع' حبیب مالکی اور جمہور علماء کا قول یہ ہے کہ دن کے شروع میں جانا چاہیے ان کے نزدیک گھڑیوں کا حساب شروع دن سے ہے الغرض دلائل کے لحاظ سے یہی مذہب قوی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں زوال سے پہلے جانا چاہیے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت مبارک تھی (عون وفتح)

١٣٨٥ (٥) وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَنْصِتْ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٩٣٤ ومسلم حدیث رقم ١١-٨٥١ وابوداود حدیث رقم ١١١٢ والترمذی حدیث رقم ٥١٢ والنسائی حدیث رقم ١٤٠٢ والموطا حدیث رقم ٦ من كتاب الجمعة واحمد فی المسند ٢/ ٢٧٢)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کہہ تو اپنے ساتھی سے جمعہ کے دن' کہے کہ خاموش رہ' جبکہ امام خطبہ دے رہا ہو تو' تو نے لغو ❶ بات کی۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ لغو بات الخ دوران خطبہ کلام کرنا حرام ہے' جمہور کا بھی یہی مذہب ہے۔

١٣٨٦ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُقِيْمَنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يُخَالِفُ إِلٰى مَقْعَدِهِ فَيَقْعُدُ فِيْهِ وَلٰكِنْ يَقُوْلُ افْسَحُوْا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٣٠۔ ٢١٧٨)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو جمعہ کے دن اس کی جگہ سے نہ ❶ اٹھائے' پھر اس کی جگہ خود بیٹھنے کا ارادہ کرے' لیکن لوگوں سے کہے' کھلے ہو جاؤ۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ اٹھائے الخ اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی رضامندی کے بغیر اس کی جگہ پر بیٹھنا حرام ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے باب باندھا ہے کہ کسی شخص کے لئے بھی یہ جائز نہیں کہ کسی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھے' ویسے یہ حکم عام ہے خواہ مسجد ہو یا غیر مسجد' جمعہ کا دن ہو یا دوسری نمازیں جو شخص کسی جگہ پر آ کر بیٹھ جائے وہی اس جگہ کا حق دار ہے' اس کو اس جگہ سے اٹھا کر خود اس جگہ بیٹھنا حرام ہے۔

الفصل الثانی

١٣٨٧ (٧) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ لَبِسَ مِنْ اَحْسَنِ ثِيَابِهٖ وَمَسَّ مِنْ طِيْبٍ اِنْ كَانَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَتَخَطَّ اَعْنَاقَ النَّاسِ ثُمَّ صَلّٰى مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ اَنْصَتَ اِذَا خَرَجَ اِمَامُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلَاتِهٖ كَانَتْ كَفَّارَةً لِّمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ جُمُعَتِهِ الَّتِيْ قَبْلَهَا۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ٣٤٣ واحمد في المسند ٣/ ٨١)

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے کپڑوں میں سے اچھے کپڑے پہنے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو لگائے' پھر جمعہ کی نماز کو جائے اور لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے ❶ پھر اللہ تعالیٰ نے جس قدر نماز اس کے لیے مقدر کی ہے پڑھے' پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلے یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو خاموش رہے تو یہ جمعہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہوگا جو اس ﷺ اس جمعہ اور سابقہ جمعہ کے درمیان کیے ہیں۔'' (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں تدلیس ہے لیکن یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہ پھلانگے الخ یعنی لوگوں کی گردنوں کو' امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اسے کبیرہ گناہ لکھا ہے' افسوس! آج کے دور میں اس بات کو معمولی سمجھا ہوا ہے کہ دیر سے آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہیں' ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ جب دیر سے آئے تو جہاں جگہ پائے وہاں ہی بیٹھ جائے۔

١٣٨٨ (٨) وَعَنْ اَوْسِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ غَسَّلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَ ابْتَكَرَ وَمَشٰى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَلَمْ يَلْغُ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عَمَلُ سَنَةٍ اَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا۔)) (رواه الترمذي، وابوداوٗد، والنسائي و ابن ماجة) (ابوداود حدیث رقم ٣٤٥ والترمذي حديث رقم ٤٩٦ والنسائي حديث رقم ١٣٨٤ وابن ماجه حديث رقم ١٠٨٧ واحمد في المسند ٤/ ١٠٤)

سیدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن غسل کرائے ❶ اور خود غسل کرے اور سویرے (جلدی) جائے اور شروع خطبہ میں شامل ہو اور پیدل جائے' سوار نہ ہو اور امام کے قریب ہو کر سنے اور لغو باتیں نہ کرے تو اس کے ہر قدم کے بدلہ اس کو ایک سال کے روزوں اور رات کو قیام کرنے کا ثواب ملے گا۔'' (ترمذی' ابوداوٗد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ غسل کرائے الخ۔ یعنی اپنی بیوی سے صحبت کر کے اس کو نہلا دے۔

١٣٨٩ (٩) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا عَلٰى اَحَدِكُمْ اِنْ وَجَدَ

سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کسی شخص کے لیے اس میں کوئی

اَنْ یَّتَّخِذَ ثَوْبَیْنِ لِیَوْمِ الْجُمُعَةِ سِوَی ثَوْبَی مِهْنَتِهٖ)) (رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) (ابوداود حدیث رقم ۱۰۷۸ وابن ماجه حدیث رقم ۱۰۹۵)

مضائقہ نہیں کہ وہ اپنے کام کے کپڑوں ❶ کے علاوہ جمعہ کے لیے دو کپڑے بنا لے۔'' (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کام کے الخ مطلب یہ ہے کہ جمعہ کی عزت کرے اور اپنی طاقت کے مطابق صاف ستھرے کپڑے پہنے، جیسے کوئی شخص شاہی دربار میں جاتا ہے، بلکہ جمعہ کے لئے ایک خاص جوڑا بنا کر رکھ لے تا کہ جمعہ کے دن اس کو پہنے۔

۱۳۹۰ (۱۰) وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ۔ (الموطا حدیث رقم ۱۷ من کتاب الجمعة)

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

۱۳۹۱ (۱۱) وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اُحْضُرُوا الذِّكْرَ وَادْنُوْا مِنَ الْاِمَامِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ يَتَبَاعَدُ حَتّٰى يُؤَخَّرَ فِي الْجَنَّةِ وَاِنْ دَخَلَهَا)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱۰۸)

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پہنچو خطبہ کے لیے اور امام سے قریب ہو کر بیٹھو اس لیے کہ آدمی ہمیشہ (نیکیوں سے) دور ❶ رہتا ہے، یہاں تک کہ اگر وہ جنت میں بھی داخل ہوا تو سب سے آخر میں داخل ہوگا۔'' (ابوداوٗد)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دور رہتا ہے الخ یعنی بلا عذر بھلائیوں کی جگہ سے دور رہتا ہے، اس حدیث میں آپ نے ترغیب دلائی ہے کہ انسان کو ہر وقت اعلیٰ امور کی کوشش کرنا چاہیے اور ادنیٰ سے پرہیز کرے۔

۱۳۹۲ (۱۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ اَنَسِ نِ الْجُهَنِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتَّخَذَ جِسْرًا اِلٰى جَهَنَّمَ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) (الترمذی حدیث رقم ۵۱۳ واحمد فی المسند ۳/ ۴۳۷)

سہل بن معاذ رحمہ اللہ بن انس ❶ جہنی اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے تو وہ جہنم کی طرف پل ❷ بنا لیتا ہے۔'' (ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ معاذ بن انس الخ مشکوٰۃ کے تمام نسخوں میں اسی طرح ہی ہے ''عن معاذ بن انس ن الجهنی عن ابیه'' اور یہ غلط ہے کیونکہ معاذ کے والد انس نہ ہی صحابی ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی روایت ثابت ہے تصحیح یوں ہے عن سہل بن معاذ بن انس الجہنی عن ابیہ جیسا کہ خود ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے اور سہل بن معاذ تابعی اور انس جہنی ان کے والد صحابی ہیں (اصابہ ج ا ص ۸۷)

❷ پل الخ جنتی لوگ دوزخ پر سے گزر کر جنت میں جائیں گے اور وہ دوزخ میں ہوگا، اعاذ نا اللہ منہا یعنی جس طرح اس نے لوگوں کو گزرگاہ بنایا اسی طرح اس کو بھی لوگوں کی گزرگاہ بنا جائے گا لیکن اس کی سند میں زبان بن فائد ضعیف ہے۔ (تہذیب ج ۳ ص ۲۵۸)

١٣٩٣ (١٣) وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَهٰی عَنِ الْحَبْوَةِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ۔ (رواه الترمذی و ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ١١١٠ والترمذی واحمد فی المسند ٣/ ٤٣٩)

معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن ❶ (جبکہ) امام خطبہ پڑھتا ہو گوٹھ لگا کر بیٹھنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گوٹھ الخ گوٹھ مارنا یہ ہے کہ آدمی اپنی سرین زمین پر ٹکائے اور گھٹنے کھڑے کر لے اور رانوں کو پیٹ سے لگائے اور ہاتھوں سے یا کپڑے سے ان کو باندھ لے۔ اس طرح بیٹھنے سے اس لیے منع فرمایا کہ اس طرح نیند بڑی جلدی آتی ہے اور وضو ٹوٹنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

١٣٩٤ (١٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذَالِكَ۔)) (رواه الترمذی) (ابوداود حدیث رقم ١١١٩ والترمذی حدیث رقم ٥٢٦ واحمد فی المسند ٢/ ٣٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو جمعہ کے دن اونگھ آئے تو وہ اپنی جگہ بدل لے۔'' ❶ (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بدل لے الخ تاکہ نیند جاتی رہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٣٩٥ (١٥) عَنْ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّقِیْمَ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَیَجْلِسُ فِیْهِ قِیْلَ لِنَافِعٍ فِی الْجُمُعَةِ قَالَ فِی الْجُمُعَةِ وَغَیْرِهَا۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٦٢٧٠ ومسلم حدیث رقم ٢٧ ـ ٢١٧٧ وابوداود حدیث رقم ٤٨٢٨ والترمذی حدیث رقم ٢٧٤٩ ـ و الدارمی حدیث رقم ٢٦٥٣ واحمد فی المسند ٢/ ١٧)

نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کہ کوئی آدمی کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر' اس جگہ پر خود بیٹھ جائے' نافع رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ یہ ہدایت جمعہ کے دن کے لیے ہے' کہا جمعہ کے دن اور اس کے علاوہ بھی۔ (بخاری' مسلم)

١٣٩٦ (١٦) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ((یَحْضُرُ الْجُمُعَةَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِلَغْوٍ فَذَالِكَ حَظُّهٗ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ کے دن تین قسم کے آدمی آتے ہیں ایک شخص لغو باتوں کے لیے آتا ہے تو اس کو اس سے یہی حصہ ملے گا دوسرا شخص

مِنْهَا وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِدُعَآءٍ فَهُوَ رَجُلٌ دَعَا اللّٰهَ اِنْ شَآءَ اَعْطَاهُ وَاِنْ شَآءَ مَنَعَهُ وَرَجُلٌ حَضَرَهَا بِاِنْصَاتٍ وَسُكُوْتٍ وَلَمْ يَتَخَطَّ رَقَبَةَ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُؤْذِ اَحَدًا فَهِيَ كَفَّارَةٌ اِلَى الْجُمُعَةِ الَّتِي تَلِيْهَا وَ زِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَ ذَالِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ((مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔)) (رواه ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱۱۳)

دعا کے لیے حاضر ہوتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اگر اللہ تعالیٰ چاہے دعا قبول فرمائے اور اگر چاہے تو نہ قبول کرے اور تیسرا وہ شخص ہے جو پوری خاموشی اور سکوت کے ساتھ جمعہ میں شامل ہوتا ہے اس نے کسی کی گردن پھلانگی اور نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچائی تو اس کا یہ فعل آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک اس کے گناہوں کے لیے کفارہ ہوگا اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جو شخص نیکی کرے اسے اس کا اجر دس گنا ❶ زیادہ ملے گا۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دس گنا الخ مقصد یہ ہے کہ پہلا شخص گناہ گار ہے دوسرا خواہش نفس میں مشغول ہے اور تیسرا اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہے۔

۱۳۹۷ (۱۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ تَكَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَهُوَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا وَالَّذِي يَقُوْلُ لَهٗ اَنْصِتْ لَيْسَ لَهٗ جُمُعَةٌ۔)) (رواه احمد) (احمد فی المسند ۱/ ۲۳۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص جمعہ کے دن گفتگو کرے (جبکہ) امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو وہ گدھے ❶ کی طرح ہے جس پر کتابیں لادی ہوئی ہوں اور جو شخص اسے خاموش رہنے کے لیے کہے تو اس کا جمعہ نہیں ہوگا۔'' (احمد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ گدھے کی طرح الخ یعنی جس طرح گدھے کو کتابوں کا بوجھ اٹھانے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اسی طرح دوران خطبہ گفتگو کرنے والے کو جمعہ کی مشقت اٹھانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور جو دوسروں کو خاموش کرائے اس کا بھی جمعہ نہیں ہے کیونکہ اس نے لغو کام کیا اس کو ثواب کی کوئی فضیلت نہیں ملے گی۔

۱۳۹۸ (۱۸) وَعَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُمُعَةٍ مِنَ الْجُمَعِ ((يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا فَاغْتَسِلُوْا وَمَنْ كَانَ عِنْدَهٗ طِيْبٌ فَلَا يَضُرُّهٗ اَنْ يَمَسَّ مِنْهُ وَ عَلَيْكُمْ بِالسِّوَاكِ)) (رَوَاهُ مَالِكٌ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْهُ۔) (ابن ماجه حدیث رقم ۱۰۹۸ والموطا حدیث رقم ۱۱۳ من کتاب الطهارة)

عبید بن سباق رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جمعہ میں فرمایا: ''اے مسلمانو کی جماعت! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید ❶ بنایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ اسے لگائے تو کوئی حرج نہیں اور مسواک ضرور کرو'' روایت کیا اس کو امام مالک اور ابن ماجہ نے۔

حکم الحدیث: اس کی سند مرسل ہے لیکن یہ حدیث حسن یا صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عید الخ اس سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے دن غسل کرنا' خوشبو لگانا اور مسواک کرنا مسنون ہے۔

۱۳۹۹ (۱۹) وَهُوَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مُتَّصِلًا۔ (ابن ماجة حديث رقم ۱۰۹۷)

عبید بن سباق سے اور وہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متصل مروی ہے۔

۱۴۰۰ (۲۰) وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((حَقًّا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ اَنْ يَغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلْيَمَسَّ اَحَدُهُمْ مِنْ طِيْبِ اَهْلِهِ فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ فَالْمَاءُ لَهُ طِيْبٌ)) رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ۔ (الترمذی حديث رقم ۵۲۸ واحمد فی المسند ۴/ ۲۸۲)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ جمعہ کے دن غسل کریں اور لگائے ہر شخص اپنے گھر کی خوشبو سے' پس اگر خوشبو نہ پائے تو پانی ہی ❶ اس کے لیے خوشبو ہے۔" (احمد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پانی ہی اس کے لئے خوشبو ہے الخ یعنی خوشبو نہیں لگا سکتا تو کم از کم غسل تو کرے' جمہور کے نزدیک غسل جمعہ سنت ہے' بعض ائمہ نے اسے واجب کہا ہے' صحیح یہ ہے کہ جمعہ کا غسل سنت ہے' واجب نہیں۔

بَابُ الْخُطْبَةِ وَالصَّلٰوةِ

خطبہ ❶ اور نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۰۱ (۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ حِيْنَ تَمِيْلُ الشَّمْسُ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ۹۰۴ وابوداود حديث رقم ۱۰۸۴ واحمد فی المسند ۳/ ۱۵۰م)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل ❷ جاتا تھا۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ خطبہ الخ مصالح کا تقاضا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ میں اجتماع ہو اور شارع حکیم کا مقصد یہ ہے کہ اجتماع سے حتی الامکان فائدہ اٹھایا جائے' اس لیے جمعہ میں خطاب ضروری قرار دیا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے' قرآن مجید پڑھتے اور لوگوں کو وعظ فرماتے' ظاہر ہے کہ خطبہ کا مقصد عوام کو نصیحت اور تذکیر ہے' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خطبہ حاضرین کی زبان میں ہونا چاہیے' تاکہ وہ خطبہ سے فائدہ اٹھا سکیں' ایسی زبان میں خطبہ دینا جسے حاضرین نہ سمجھ سکتے ہوں' خطاب کے مقصد کے خلاف اور مصالح شریعت کے برعکس ہے۔

❷ ڈھل جاتا الخ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہمیشہ سورج ڈھلنے کے بعد جمعہ پڑھا کرتے تھے جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔

۱۴۰۲ (۲) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ مَا كُنَّا نَقِيْلُ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جمعہ کے دن

وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۹۳۹ ومسلم حدیث رقم (۳۔ ۸۵۹) وابوداود حدیث رقم ۱۰۸٦ والترمذی حدیث رقم ۵۲۵ وابن ماجه حدیث رقم ۱۰۹۹ واحمد فی المسند ۵/ ۳۳٦)

قیلولہ اور ناشتہ جمعہ ❶ کے بعد کیا کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جمعہ کے بعد الخ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جمعہ زوال سے پہلے پڑھ لیتے بلکہ جمعہ کی تیاری کے لئے ان دونوں چیزوں کو جمعہ کے بعد کرتے تھے۔

۱۴۰۳ (۳) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِي الْجُمُعَةَ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹۰٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سخت سردی ہوتی تو نماز سویرے پڑھتے اور جب گرمی سخت ہوتی تو نماز ٹھنڈی (دیر سے) پڑھتے یعنی جمعہ کے دن۔ (بخاری)

۱۴۰۴ (٤) وَعَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهٗ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَكَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَآءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹۱۲ وابوداود حدیث رقم ۱۰۸۷ والترمذی حدیث رقم ۵۱٦ واحمد فی المسند ۳/ ٤۵۰)

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ جمعہ کی پہلی اذان اس وقت ہوتی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا' تو جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا اور لوگ زیادہ ہو گئے تو انہوں نے زوراء پہاڑ پر تیسری ❶ اذان بڑھادی۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ تیسری اذان الخ اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی سنت یہی ہے کہ جمعہ میں ایک ہی اذان دی جائے' جبکہ امام خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھے (تین اذانوں کا مطلب یہ ہے کہ دو اذانیں اور تیسری تکبیر)

۱۴۰۵ (۵) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ۳٤۔ ۸٦۲ والشر الثانی ۲/ ۵۹۱ حدیث رقم (٤۱۔ ۸٦٦) وابوداود حدیث رقم ۱۰۹٤ والترمذی حدیث رقم ۵۰۷ والنسائی حدیث رقم ۱٤۱۸ وابن ماجه حدیث رقم ۱۱۰٦ و الدارمی

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو ❶ خطبے پڑھتے تھے' ان کے درمیان بیٹھتے تھے' خطبہ میں قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت فرماتے اور آپ کی نماز اور آپ کا خطبہ دونوں درمیانہ ہوتے۔ (مسلم)

حدیث رقم ١٥٥٧ واحمد فی المسند ٥/ ٩٣)

فوائد الحدیث: ❶ دو خطبے الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جمعہ کے دو خطبے ہیں' ہمارے ملک میں ایک نئی بدعت جاری ہوئی ہے کہ بعض مکتب فکر کے لوگ خطبہ کا ترجمہ ناپسند سمجھتے ہیں' اس لیے انہوں نے تیسرا خطبہ اختراع کیا ہے۔ ایک طویل خطبہ اپنی زبان میں دینے کے بعد پھر عربی میں دو خطبے پڑھتے ہیں' یہ طریقہ قطعاً سنت کے خلاف ہے' اگر اسے دین اور موجب ثواب سمجھا جائے تو یہ بدعت ہے۔

١٤٠٦ (٦) وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ((يَقُوْلُ اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِّنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٤٧۔ ٨٦٩) والدارمی حديث رقم ١٥٥٧ واحمد فی المسند ٤/ ٢٦٣)

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''نماز لمبی اور خطبہ مختصر' یہ دلیل ہے خطیب کی دانشمندی ❶ کی' پس نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر پڑھو اور بعض بیان جادو ❷ اثر ہوتا ہے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دانش مندی الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ مختصر پڑھنا اور نماز کسی قدر لمبی پڑھنا خطیب کی عقلمندی کی دلیل ہے۔ ❷ جادو اثر الخ یعنی خطبہ میں جچے تلے با مقصد الفاظ ہونے چاہئیں کیونکہ ایسے بیان میں بڑی تاثیر ہوتی ہے اور دل بیان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔

١٤٠٧ (٧) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَطَبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ ((صَبَّحَكُمْ وَمَسَّكُمْ)) وَيَقُوْلُ ((بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٤٣۔ ٨٦٧) وابن ماجه حديث رقم ٤٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ فرماتے تو آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ❶ ہو جاتی تھیں' اور غصہ زیادہ ہو جاتا یہاں تک کہ گویا آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں' فرماتے: ''(گویا دشمن کا لشکر) تم پر صبح کے وقت یا شام کے وقت حملہ آور ہوگا'' اور فرماتے: ''میں اور قیامت اس طرح ہیں جیسے یہ دو انگلیاں ہیں'' اور ملاتے اپنی دو انگلیوں کو یعنی درمیانی اور شہادت انگلی کو۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سرخ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جوش سے دینا اور لوگوں کو عمل پر آمادہ کرنا مستحب ہے' خاص طور پر جب خطیب بشارت جنت کا بیان کرے تو بڑے جوش سے بولنا چاہیے۔

١٤٠٨ (٨) وَعَنْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى ((الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٨١٩ ومسلم حديث رقم (٤٩۔ ٨٧١)

سیدنا یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو منبر پر یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا ''اے دربان! مناسب ہے کہ رب تمہارا خاتمہ ہی کر دے۔'' (بخاری' مسلم)

١٤٠٩ (٩) وَعَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ

سیدنا حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی بیٹی سیدہ ام ہشام رضی اللہ عنہا سے

قَالَتْ مَا اَخَذْتُ ((قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ)) اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُهَا كُلَّ جُمُعَةٍ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٥١۔ ٨٧٣) واحمد في المسند ٦/ ٤٣٦)

روایت ہے کہ نہیں یاد کی میں نے سورہ ''ق'' مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان سے آپ اسے ہر جمعہ جب لوگوں کو خطبہ دیتے منبر پر پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

١٤١٠ (١٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَآءُ قَدْ اَرْخٰى طَرَفَيْهَا بَيْنَ كَتِفَيْهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٤٥٢۔ ١٣٥٩) وابوداود حديث رقم ٤٠٧٧ والنسائي حديث رقم (٥٣٤٦) وابن ماجه مختصرا حديث رقم ٢٨٢١)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اس حال میں کہ آپ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی آپ اس کی دونوں طرفوں کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔ (مسلم)

١٤١١ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ ((يَخْطُبُ اِذَا جَآءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا۔)) (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٥٩۔ ٨٧٥) واحمد في المسند ٣/ ٣١٦)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی جمعہ کے دن مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو وہ دو رکعت ❶ نماز پڑھے اور ان میں اختصار کرے۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ دو رکعت الخ اس سے معلوم ہوا کہ دوران خطبہ دو نفل تحیۃ المسجد پڑھ لینے چاہئیں' اہل حدیث' امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔

١٤١٢ (١٢) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ كُلَّهَا))۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٥٨٠ ومسلم حديث رقم ٢٦٢-٦٠٧ و ابوداود حديث رقم ١١٢١ والترمذي حديث رقم ٥٢٤ و النسائي حديث رقم ٥٥٣ وابن ماجه حديث رقم ١١٢٢ والدارمي حديث رقم ١٢٢٠ والموطا حديث رقم ١١ من كتاب الجمعة واحمد في المسند ١/ ٢٤١)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو آدمی امام کے ساتھ ایک ❶ رکعت پا لے' اس نے پوری نماز پائی۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ایک رکعت پا لے الخ یعنی جس شخص کو امام کے ساتھ جمعہ کی ایک رکعت مل گئی تو وہ دوسری رکعت بھی پڑھ کر اپنا جمعہ پورا کر لے' اس کا جمعہ ہو گیا اور جماعت کی فضیلت پا لی اور جس کو ایک رکعت بھی نہ ملے تو وہ ظہر کی چار رکعت پڑھے اور اس کا جمعہ نہیں ہوا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۴۱۳ (۱۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ خُطْبَتَیْنِ کَانَ یَجْلِسُ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ حَتّٰی یَفْرُغَ اُرَاہُ الْمُؤَذِّنُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ ثُمَّ یَجْلِسُ وَلَا یَتَکَلَّمُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ۔ (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۰۹۲ واحمد فی المسند ۲/ ۳۵)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دو خطبے پڑھتے تھے' آپ بیٹھتے جب منبر پر چڑھتے تھے یہاں تک کہ موذن فارغ ہو جاتا' پھر کھڑے ہو کر خطبہ دیتے پھر بیٹھ جاتے اور کوئی بات نہ کرتے' پھر کھڑے ہو کر دوسرا خطبہ پڑھتے۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں ایک ضعیف راوی ہے۔

۱۴۱۴ (۱۴) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا اسْتَوٰی عَلَی الْمِنْبَرِ اسْتَقْبَلْنَاہُ بِوُجُوْھِنَا (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّامِنْ حَدِیْثِ مُحَمَّدِ ابْنِ الْفَضْلِ وَھُوَ ضَعِیْفٌ ذَاھِبُ الْحَدِیْثِ)۔ (الترمذی حدیث رقم ۵۰۹)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب اچھی طرح منبر پر بیٹھ جاتے تو ہم سب آپ کی طرف اپنے چہرے کر ❶ لیتے تھے۔ (ترمذی) اور کہا ترمذی نے یہ حدیث صرف محمد بن فضل سے مروی ہے اور وہ ضعیف ہے' اس پر نسیان غالب ہے۔

حکم الحدیث: شواہد کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چہرے کر لیتے الخ اس سے ثابت ہوا کہ لوگوں کو امام کی طرف چہرہ کر کے بیٹھنا چاہیے تا کہ امام کی آواز غور سے سن سکیں اور دوسری چیزوں کی طرف توجہ کرنے سے بچیں' ائمہ اربعہ' جمہور علماء' صحابہ' تابعین کا یہی مذہب ہے' ابن ماجہ میں مروی ہے کہ نبی ﷺ جب منبر پر چڑھتے تو السلام علیکم کہتے' ابن عدی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ جب منبر کے قریب ہوتے تو جو لوگ منبر کے پاس ہوتے ان کو سلام کرتے پھر منبر پر چڑھتے اور جب لوگوں کی طرف توجہ فرماتے تو پھر السلام علیکم کہتے' ان احادیث سے معلوم ہوا کہ امام جب منبر پر چڑھے تو حاضرین کو السلام علیکم کہے (تلخیص الحبیر ج۲ ص۶۲)

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۱۵ (۱۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ یَجْلِسُ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّاَکَ اَنَّہٗ کَانَ یَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ کَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰہِ صَلَّیْتُ مَعَہٗ اَکْثَرَ مِنْ اَلْفَیْ صَلٰوۃٍ (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم ۳۵-۸۶۲)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے' پھر بیٹھ جاتے' پھر کھڑے ❶ ہو کر خطبہ پڑھتے پس جو شخص تجھے بتائے کہ آپ بیٹھ کر خطبہ پڑھتے تھے تو اس نے جھوٹ بولا' اللہ کی قسم! میں نے آپ کے ساتھ دو ہزار نمازوں سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ کھڑے ہو کر الخ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے اور دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا بھی سنت ہے' بلا عذر بیٹھ کر خطبہ دینا درست نہیں کیونکہ نبی ﷺ اور خلفاء اربعہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور آپ نے فرمایا ہے ''نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو'' اور خطبہ نماز کی طرح ہے اور یہ بھی آپ سے کھڑا ہو کر دینا ثابت ہے' سب سے پہلے

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیٹھ کر خطبہ دینا شروع کیا تھا جبکہ ان کا پیٹ بہت بڑھ گیا تھا۔ (مزید تفصیل کے لئے مرعاۃ ج ۲ ص ۳۰۸ کی طرف رجوع کریں۔)

١٤١٦ (١٦) وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ اُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ انْظُرُوْا اِلٰى هٰذَا الْخَبِيْثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ((وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَانِ انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا۔)) (الجمعة:١١) (رواه مسلم)

(مسلم حديث رقم (٣٩۔ ٨٦٤)

سیدنا کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور عبدالرحمٰن بن ام الحکم بیٹھ کر خطبہ دے رہا تھا' تو انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو یہ بیٹھ کر خطبہ دیتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اور جب انہوں نے خرید وفروخت یا کھیل کود دیکھا تو اس طرف دوڑ نکلے اور آپ کو کھڑا ہوئے چھوڑ گئے۔'' (مسلم)

١٤١٧ (١٧) وَعَنْ عَمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ اَنَّهُ رَاٰى بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ عَلَى الْمِنْبَرِ رَافِعًا يَدَيْهِ فَقَالَ قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا يَزِيْدُ عَلٰى اَنْ يَّقُوْلَ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٥٣۔ ٨٧٤)

سیدنا عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ نے بشر بن مروان کو منبر پر ہاتھ بلند کیے ہوئے دیکھا' تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ان دونوں ہاتھوں کو برباد ❶ کرے' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا نہیں آپ زیادہ کرتے تھے کہ آپ تھوڑا سا ہاتھ اٹھاتے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ برباد کرے الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ جمعہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا منع ہیں' امام بیہقی امام نووی اور امام شوکانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہی سمجھا ہے کہ اس حدیث میں ہاتھوں کے اٹھانے سے دعا میں ہاتھ اٹھانے مراد ہیں۔ امام نسائی' امام ابن ابی شیبہ اور امام طیبی نے یہ سمجھا ہے کہ ان سے خطبوں کے ہاتھ اٹھانے مراد ہیں جو دوران وعظ لوگوں کو تنبیہ کے لیے دائیں' بائیں ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ الغرض دوران خطبہ جمعہ' دعا اور لوگوں کی تنبیہ کے لئے ہاتھ اٹھانا جیسا کہ خطبا کی عادت ہے منع ہیں زیادہ سے زیادہ انگلی سے اشارہ کرنا جائز ہے' نیز معلوم ہوا کہ جو شخص سنت کی خلاف ورزی کرے اس پر غصہ اور سختی کرنا جائز ہے۔ (مرعاۃ)

١٤١٨ (١٨) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا اسْتَوٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ ((اجْلِسُوْا)) فَسَمِعَ ذٰلِكَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَجَلَسَ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((تَعَالَ يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ۔)) (رواه ابوداؤد) (ابو داود حديث رقم ١٠٩١)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن منبر پر اطمینان سے بیٹھے تو آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' پس ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ سنے تو مسجد کے دروازہ پر ہی بیٹھ گئے' رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو فرمایا: ''عبداللہ بن مسعود آ جاؤ۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند میں تدلیس ہے۔

١٤١٩ (١٩) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْجُمُعَةِ رَكْعَةً فَلْيُصَلِّ اِلَيْهَا اُخْرٰى وَمَنْ فَاتَتْهُ الرَّكْعَتَانِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا)) اَوْقَالَ ((الظُّهْرَ))۔ (رواه الدارقطنی)

(الدارقطنی حدیث رقم ۷)

فرمایا: ''جس شخص نے جمعہ کی ایک ❶ رکعت پائی تو اس کو چاہیے کہ وہ دوسری رکعت اس سے ملائے اور جس کی دونوں رکعات فوت ہو جائیں تو اس کو چاہیے کہ وہ چار رکعت نماز پڑھے'' یا آپ نے فرمایا: ''ظہر پڑھے۔'' ❷ (دار قطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ایک رکعت الخ رکعت سے حقیقی رکعت مراد ہے یعنی قیام' رکوع اور سجود (مرعاۃ) ❷ ظہر پڑھے یعنی جس شخص نے جمعہ کی ایک رکعت بھی نہ پائی بلکہ دوسری رکعت کے سجدے اور تشہد میں شامل ہوا ہے تو اس کا جمعہ نہیں ہوا' وہ ظہر کی چار رکعات پڑھ لے' اس حدیث کی سند میں یٰسین بن معاذ نامی راوی ضعیف ہے یہ حدیث بہت سے طرق سے مروی ہے جو کہ سب ضعیف ہیں۔ (مرعاۃ)

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

نماز خوف کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۴۲۰ (۱) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَهٗ وَاَقْبَلَتْ طَآئِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ وَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَّعَهٗ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّآئِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَآءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَرَوٰى نَافِعٌ نَحْوَهٗ وَزَادَ فَاِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ اَشَدُّ مِنْ ذَالِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى اَقْدَامِهِمْ اَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ اَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ نَافِعٌ لَّا اُرٰى ابْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذَالِكَ اِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹۴۲ والنسائی حدیث رقم ۱۵۳۹ والدارمی حدیث رقم ۱۵۲۱ واحمد فی المسند

سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا اور ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا پس ہم نے ان کے سامنے صفیں بنائیں' تو رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے' پس ایک جماعت آپ کے ساتھ نماز کے لیے کھڑی ہوئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر رہی اور رکوع کیا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے اور دو سجود کیے اور پھر یہ جماعت اس جماعت کی جگہ چلی گئی جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی' تو وہ جماعت آئی اور آپ نے ان کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجود کیے پھر آپ نے سلام پھیر دیا اور ہر شخص نے کھڑے ہو کر علیحدہ علیحدہ اپنی ایک رکعت پڑھی اور دو سجود کیے اور نافع نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور ان کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ اگر خوف بہت زیادہ ہو جائے تو پیدل' کھڑے اور سوار اپنی اپنی سواریوں پر قبلہ کی جانب رخ کر کے

۲/ ۱۵۰)

یا کسی اور جانب متوجہ ہو کر نماز پڑھ لیں' نافع نے کہا مجھے یقین ہے کہ ابن عمر نے یہ حدیث رسول سے ذکر کی ہے۔(بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ نماز خوف الخ دین کی تکمیل اور جامعیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جہاں فرائض کا تذکرہ ہو' ضروریات اور واجبات کی تفصیل ہو' وہاں عذر اور مشکلات کے لئے بھی احکام دیئے جائیں' جب ایک حکم اپنی اصلی صورت میں ادا نہیں ہو سکتا اور عذر کی وجہ سے اس کی تعمیل ناممکن ہو تو معذور کو مجبور کرنا حکمت کے خلاف ہے' اس لیے ضروری تھا کہ معذورین کے لئے الگ الگ احکام دیئے جائیں' اصل حکم کو قائم رکھتے ہوئے جہاں تک رعایت ممکن ہو' اس کے لئے اجازت مرحمت فرمائی جائے' اس صورت میں رعایت کا صحیح اندازہ شارع حکیم ہی کی طرف سے ہونا چاہیے' چنانچہ سفر اور خوف کے لئے الگ احکام دیئے' بعض جگہ نماز میں صرف تخفیف فرمائی اور بعض جگہ اس کی ظاہری صورت میں تبدیلی کی اجازت فرمائی' چنانچہ دشمن کا خوف اور جنگ بھی ایک عذر ہے' اس میں ترک نماز کی اجازت دینا آوارگی کی دعوت تھی اور طبیعت کو عبادت سے بے ذوق کرنے کا ذریعہ' شارع حکیم نے ترک کی اجازت نہیں دی اور البتہ اس کی صورت میں تبدیلی کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی' اس کی کئی صورتیں ہیں' عام صورتیں تفصیلاً اس باب میں آئیں گی۔

۱۴۲۱ (۲) وَعَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَ طَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَآءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ (متفق عليه واخرج البخاری بطریق آخر عن القاسم عن صالح بن خوات عن سهل بن ابی حثمة عن النبی ﷺ) (البخاری حدیث رقم ۴۱۲۹ ومسلم حدیث رقم ۳۱۰- ۸۴۲)

یزید بن رومان' صالح بن خوات سے روایت کرتے ہیں وہ اس صحابی سے نقل کرتے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ ذات ❶ الرقاع میں نماز خوف پڑھی تھی' ایک جماعت نے آپ کے ساتھ نماز کے لیے صف باندھی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر رہی' تو آپ نے اس جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی پھر سیدھے کھڑے رہے اور انہوں نے ایک رکعت علیحدہ علیحدہ پڑھ لی' پھر یہ لوگ چلے گئے اور دشمن کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور دوسری جماعت آئی تو آپ نے باقی ایک رکعت ان کو پڑھائی' پھر آپ بیٹھے رہے اور انہوں نے باقی ایک رکعت علیحدہ علیحدہ ادا کرلی' پھر آپ نے ان کے ساتھ مل کر سلام پھیر دیا۔(متفق علیہ) اور امام بخاری نے ایک اور طریق سے روایت کیا قاسم' صالح بن خوات سے وہ سہل بن ابی حثمہ سے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

فوائد الحدیث: ❶ ذات الرقاع الخ رقاع' رقعہ کی جمع ہے' اس کے معنی ہیں چیتھڑے' یہ جنگ گرمیوں ہوئی تھی ابتدائی دور میں مسلمان غریب تھے پاؤں میں جوتوں تک نہ تھے' گرمی سے بچنے کے لئے کپڑے کے چیتھڑے پاؤں پر لپیٹ لیے اس لیے اس کا نام غزوہ ذات الرقاع مشہور ہو گیا اور یہ غزوہ ۵ھ میں ہوا۔ اس جنگ میں نماز کی یہ ترتیب تھی کہ نبی ﷺ ایک جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھائی اور دوسری انہوں نے اپنی اپنی اٹھ کر پڑھ لی اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ میں چلے گئے پھر دوسری جماعت آ گئی' نبی ﷺ اپنے قیام میں تھے' تو

دوسری جماعت کو آپ نے ایک رکعت پڑھائی' اور دوسری رکعت انہوں نے اٹھ کر اکیلے اکیلے پڑھ لی اور آپ تشہد میں بیٹھے رہے' جب انہوں نے دوسری رکعت پوری کر لی تو آپ نے اس دوسری جماعت کے ساتھ سلام پھیر دیا' تا کہ یہ جماعت آپ کے ساتھ تشہد اور سلام کی فضیلت حاصل کر لے جس طرح پہلی نے تکبیر تحریمہ کی فضیلت حاصل کی تھی (مرعاۃ) اور اس سے پہلی حدیث میں جو صورت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے لشکر کے دو حصے کیے' ایک حصہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا حصہ دشمن کے مقابل رہا' پہلے حصہ نے دوسری رکعت اکیلے اکیلے پڑھی اور سلام پھیر کر دشمن کے مقابل چلے گئے اور پھر دوسرا حصہ آیا' ان کو بھی ایک رکعت آپ نے پڑھائی' اور اپنی دو رکعات پوری کر کے سلام پھیر دیا اور ان لوگوں نے دوسری رکعت اٹھ کر پڑھ لی' اس طرح سب کی دو' دو رکعات پوری ہو گئیں' اور اگر عین لڑائی میں رکوع' سجود کا موقع نہ مل سکے تو پھر جس طرف رخ ہو اسی طرف اشارہ سے پڑھ لے۔ (مرعاۃ)

١٤٢٢ (٣) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَتَخَافُنِيْ قَالَ ((لَا)) قَالَ فَمَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ ((اَللّٰهُ يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ)) قَالَ فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَغَمَدَ السَّيْفَ وَعَلَّقَهٗ قَالَ فَنُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ قَالَ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعُ رَكْعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ۔ (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ٤١٣٦ ومسلم حدیث رقم (٣١١۔ ٨٤٣) واحمد فی المسند ٣/ ٣٩٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے یہاں تک کہ جب ہم ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم نے ایک اچھا سایہ دار درخت دیکھا تو ہم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیا' پس ایک مشرک آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار اس درخت سے لٹک رہی تھی' اس نے نبی ﷺ کی تلوار پکڑ کر نیام سے نکال لی اور رسول اللہ ﷺ سے کہا: ''تم مجھ سے ڈرتے ہو؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں' اس نے کہا اب مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟'' آپ نے فرمایا: ''تجھ سے مجھے اللہ تعالیٰ بچائے گا'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے دھمکایا اور اس نے تلوار کو نیام میں بند کر کے درخت پر لٹکا دیا' جابر رضی اللہ عنہ نے کہا' اس کے بعد نماز کے لیے اذان دی گئی' تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعات پڑھائیں پھر یہ گروہ پیچھے ہٹ گیا' پھر دوسرے گروہ کو دو رکعات پڑھائیں' اس طرح رسول اللہ ﷺ کی چار رکعات ❶ ہو گئیں اور قوم کی دو' دو رکعات ہوئیں۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چار رکعات الخ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نماز خوف کی کئی صورتیں نبی ﷺ سے منقول ہیں اور سب ہی جائز ہیں یعنی اس میں کوئی ضابطہ نہیں' جس طرح بھی موقع ملے نماز پڑھ لی جائے البتہ ایک جامع قانون کے طور پر فرمایا کہ ''جہاں تک ہو سکے میرے حکم کے مطابق عمل کرو'' اس نماز میں یہ ترتیب رکھی گئی ہے کہ لشکر کے دو حصے کر کے آپ نے دونوں کو دو' دو رکعات پڑھائیں' پہلی دو رکعات میں آپ کی نیت فرضوں کی تھی اور دوسرا دوگانہ آپ کے نفل تھے' اور مقتدی فرض پڑھ رہے تھے' اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز ہو جاتی ہے' یہ واقعہ بھی غزوۂ ذات الرقاع کا ہے لیکن یہ دوسری نماز تھی' پہلی اس صورت میں جو اوپر بیان ہوئی ہے اور دوسری اس صورت میں' اور یہ شخص جس نے تلوار کھینچ کر آپ کو قتل کی دھمکی دی تھی اس کا نام غوارث بن حارث تھا' بعد میں یہ شخص

مسلمان ہو گیا تھا (مرعاۃ)

١٤٢٣ (٤) وَعَنْهُ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَفْنَا خَلْفَهٗ صَفَّيْنِ وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ ﷺ وَكَبَّرْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ ثُمَّ قَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ وَتَاَخَّرَ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ الَّذِيْ كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُوْدَ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ فَسَجَدُوْا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيْعًا۔

(رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (٣٠٧ ـ ٨٤٠)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز خوف پڑھائی' تو ہم نے آپ کے پیچھے دو صفیں باندھیں اور دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا' آپ نے تکبیر کہی اور ہم سب نے بھی تکبیر کہی' پھر آپ نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم سب نے بھی سر اٹھایا ❶ پھر آپ سجدہ کے لیے جھکے اور وہ صف بھی جھکی جو آپ کے قریب تھی اور پچھلی صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی' پھر جب نبی ﷺ اور پہلی صف سجدہ کر چکی اور کھڑی ہو گئی' وہ صف جو آپ کے قریب تھی تو پچھلی صف سجدہ کے لیے جھکی' پھر یہ لوگ کھڑے ہو گئے' پھر پچھلی صف آگے آ گئی اور اگلی صف پیچھے ہٹ گئی' پھر رکوع کیا آپ نے اور ہم سب نے بھی رکوع کیا' پھر آپ نے رکوع سے سر اٹھایا اور ہم سب نے بھی سر اٹھایا' پھر آپ اور وہ صف جو آپ کے قریب تھی (جو پہلی رکعت میں پچھلی صف میں تھے) سجدہ کے لیے جھکے اور کھڑی رہی پچھلی صف دشمن کے مقابلہ میں پھر جب نبی ﷺ اور وہ صف جو آپ کے قریب تھی سجدہ کر چکے تو پچھلی صف سجدہ میں چلی گئی' پس انہوں نے سجدہ کر لیا پھر نبی ﷺ نے اور ہم سب نے اکٹھے سلام پھیرا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ ہم سب نے بھی سر اٹھایا الخ یعنی دونوں صفوں نے اکٹھی تکبیر تحریمہ کہی اور اکٹھا ہی رکوع اور قومہ کیا' البتہ سجدہ علیحدہ علیحدہ کیا' کیونکہ اکٹھے سجدہ کرنے میں احتمال تھا کہ دشمن غفلت میں حملہ کر دے اس لیے سجدہ جدا جدا کیا' اس حدیث میں نماز خوف کی کیفیت اس طرح ہے کہ دونوں جماعتوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اکٹھی اقتدا کی اور آپ کے ساتھ والی صف جب سجدہ میں گئی تو پچھلی صف کھڑی رہی' پھر جب وہ سجدہ کر کے اٹھے تو اب پچھلی صف نے سجدہ کیا اور جب دوسری رکعت شروع ہوئی تو اگلی صف پیچھے ہٹ گئی اور پچھلی آگے آ گئی اور ایسی صورت میں آگے پیچھے ہونا جائز ہے' اگر نہ بھی ہو تو بھی جائز ہے' پھر قیام اور رکوع اکٹھا کیا' سجدہ علیحدہ علیحدہ کیا اور سلام اکٹھا پھیرا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٤٢٤ (٥) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دفعہ) نبی ﷺ نے

بِالنَّاسِ صَلَاةَ الظُّهْرِ فِي الْخَوْفِ بِبَطْنِ نَخْلٍ فَصَلَّى بِطَآئِفَةٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ جَآءَ طَآئِفَةٌ أُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ۔ (رواه في شرح السنة) (النسائي حديث رقم ١٥٥١ والدار قطني حديث رقم ١٠)

لوگوں کو نماز ظہر خوف کے وقت بطن ❶ نخل میں پڑھائی تو ایک جماعت کو آپ نے دو رکعات پڑھائیں اور سلام پھیر دیا پھر آئی دوسری جماعت اور انہیں بھی آپ دو رکعات پڑھائیں پھر سلام پھیر دیا۔ (شرح السنہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ بطن نخل مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے' اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ نفل پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کی اقتدا جائز ہے' کیونکہ نبی ﷺ کی آخری دو رکعات نفل تھیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٤٢٥ (٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ بَيْنَ ضَجْنَانَ وَ عُسْفَانَ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِهٰؤُلَآءِ صَلَاةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ اٰبَآءِهِمْ وَ أَبْنَآءِهِمْ وَ هِيَ الْعَصْرُ فَأَجْمِعُوْا أَمْرَكُمْ فَتَمِيْلُوْا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً وَّاحِدَةً وَإِنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّقْسِمَ أَصْحَابَهُ شَطْرَيْنِ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ وَتَقُوْمَ طَائِفَةٌ أُخْرٰى وَرَآءَهُمْ وَلْيَأْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ فَتَكُوْنَ لَهُمْ رَكْعَةٌ وَلِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَانِ۔ (رواه الترمذي و النسائي) (النسائي حديث رقم ١٥٤٩ واحمد في المسند ٣/ ٣٧٤)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مقام ضجنان ❶ اور عسفان کے درمیان قیام کیا' تو مشرک لوگوں نے کہا' ان لوگوں کو ایک نماز ماں' باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور وہ عصر کی نماز ہے تو تم اپنے ارادہ کو پختہ کرلو اور یکبارگی (نماز کی حالت میں) ان پر حملہ کردو اور فوراً جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو حکم دیا کہ اپنے ساتھیوں کو دو حصوں میں تقسیم فرما دیجئے' تو آپ نے ایک گروہ کو نماز پڑھائی اور ایک گروہ ان کے پیچھے اپنے ہتھیار اور اپنی بچاؤ کی چیزیں سنبھال کر دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا' پس ان میں سے آپ نے ہر ایک جماعت کو ایک ایک رکعت پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ کی دو رکعات ہوئیں۔ (ترمذی' نسائی) ❷

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے اور سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ضجنان مکہ مکرمہ کے قریب ایک پہاڑ کا نام ہے اور عسفان مکہ سے دو منزل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہ پہلی جنگ تھی جس میں نماز خوف پڑھی گئی' اس جنگ کی تعیین میں اختلاف ہے' تحقیق کے لیے زاد المعاد' فتح الباری اور مرعاۃ ج ٢ ص ٣١٧ کی طرف رجوع کریں۔ ❷ فتکون لهم الخ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقتدیوں کی صرف ایک' ایک رکعت اور امام کی دو رکعات ہوئیں چنانچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ نماز خوف کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ انتہائی شدت کے موقع پر صرف ایک ہی رکعت پڑھ لی جائے تو کافی ہے اور نسائی میں آیا ہے ''ولم یقضوا'' یعنی انہوں نے دوسری رکعت کی قضا نہیں دی نیز نسائی

(ج ا ص ۱۸۲) میں مروی ہے کہ نماز خوف ایک رکعت ہے' امام حسن بصری' ضحاک اور امام اسحاق بن راہویہ کا یہی قول ہے۔ امام شافعی' امام مالک اور جمہور محدثین کے نزدیک نماز خوف' تعداد رکعت میں نماز امن کی طرح ہے' مقیم کیلئے چار رکعات اور اگر جنگ سفر میں ہو تو دو رکعات ایک رکعت پر اکتفا کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں اور انہوں نے اس حدیث کا یہ معنی کیا ہے کہ مقتدیوں کی امام کے ساتھ ایک رکعت ہوئی اور دوسری انہوں نے علیحدہ علیحدہ پڑھی' جس طرح کہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نماز خوف کی تفصیل آئی ہے' ف' اس حدیث کی عبارت میں خلل ہے' ترمذی ونسائی میں اس طرح نہیں ہے' ترمذی نے اسے تفسیر سورۃ النساء میں اور نسائی نے صلوٰۃ الخوف میں روایت کیا ہے۔

بَابُ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ

عیدین ❶ کی نماز کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٤٢٦ (١) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى اِلَى الْمُصَلّٰى فَاَوَّلُ شَيْءٍ يَبْدَاُ بِهِ الصَّلٰوةُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَيَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰى صُفُوْفِهِمْ فَيَعِظُهُمْ وَيُوْصِيْهِمْ وَيَاْمُرُهُمْ وَاِنْ كَانَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَهٗ اَوْ يَاْمُرُ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهٖ ثُمَّ يَنْصَرِفُ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٩٥٦' مسلم حديث رقم ٩/٨٨٩' النسائی حديث رقم ١٥٧٦ و ابن ماجه حديث رقم ١٢٨٨ و احمد فی المسند ٣/ ٣٦)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن گھر سے نکلتے عیدگاہ کی طرف' سب سے ❷ پہلے نماز ادا فرماتے' پھر نماز سے فارغ ہو کر لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے اور لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے' آپ ان کو وعظ نصیحت فرماتے اور وصیت کرتے اور ضروری احکام صادر فرماتے اور اگر کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو اس کی روانگی کا حکم جاری کرتے یا کوئی خاص حکم نافذ کرنا ہوتا تو اس کو نافذ کرتے پھر واپس گھر چلے آتے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ عیدین کی نماز الخ ہر قوم میں بعض ایام خوشی' مسرت اور زیب وزینت کے لیے متعین ہیں' زمانہ جاہلیت میں اہل عرب نے سال میں دو دن مقرر کیے تھے' جن میں وہ خوشیاں مناتے تھے' نبی ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو فرمایا کہ ''جہالت کے دنوں میں تم لوگ دو دن خوشیاں مناتے تھے' اب اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لیے ان سے دو بہتر دنوں سے بدل دیا ہے' یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن' خوشی کے ان دنوں کی تعیین میں دوسری مشرک قوموں کی طرح کسی موسم اور دوسرے غیر موحدانہ مشاہد کو یادگار کا ذریعہ نہیں بنایا گیا' بلکہ دین حنیف کے دو عظیم الشان واقعات کو اظہار مسرت کے لئے پسند کیا گیا ہے' عید الاضحیٰ ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کی خوشیوں' خانہ کعبہ کی بنا اور فتح مکہ کی' اور عید الفطر اسلام کی آمد اور قرآن پاک کے نزول کی یادگار ہے اور پھر دوسری قوموں میں عید صرف کھانے اور پینے کا نام ہے لیکن اسلام نے اللہ تعالیٰ کے لیے اجتماعی اور انفرادی ذکر کا بھی اہتمام فرمایا تاکہ کوئی موقع بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے خالی نہ رہے' اس لیے ان دونوں مواقع پر ذکر الٰہی کے لیے دوگانہ مشروع فرمایا۔ ❷ سب سے پہلے نماز الخ نبی ﷺ اور خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دستور یہ تھا کہ عید کے روز سب سے پہلے نماز پڑھتے تھے' بعد ازاں خطبہ ارشاد فرماتے' نماز سے پہلے خطبہ پڑھنے کی بدرسم مروان نے شروع کی تھی۔

١٤٢٧ (٢) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٧/ ٨٨٧ وابوداود حديث رقم ١١٤٨)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دونوں عیدین کی نماز پڑھی ہے ایک' دو مرتبہ نہیں' بلکہ بہت دفعہ اور ان دونوں میں نہ تو اذان کہی جاتی اور تھی نہ ہی تکبیر۔ ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ تکبیر الخ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عیدین میں اذان اور اقامت نہیں ہے سوا عبداللہ بن زبیر کے کہ انہوں نے عیدین میں اذان و اقامت کہی ہے۔ (مرعاۃ)

١٤٢٨ (٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٩٦٣ ومسلم حديث رقم (٨۔ ٨٨٨) والنسائي حديث رقم ١٥٦٤ وابن ماجه حديث رقم ١٢٧٩ والدارمي حديث رقم ١٦٠٣ واحمد في المسند ٣/ ٣٩٦)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دونوں' عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھا کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

١٤٢٩ (٤) وَسُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَشَهِدْتَّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَ قَالَ نَعَمْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَذَانًا وَّلَا اِقَامَةً ثُمَّ اَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَاَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ اِلٰى اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ يَدْفَعْنَ اِلٰى بِلَالٍ ثُمَّ ارْتَفَعَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٩٦١ ومسلم حديث رقم (٢۔ ٨٨٤) وابوداود حديث رقم ١١٤٦ وابن ماجه حديث رقم ١٢٧٣ والدارمي حديث رقم ١٦٠٣ واحمد في المسند ٣/ ٣٩٦)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا' کیا آپ عید کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور عیدگاہ میں پہنچ کر نماز پڑھی' پھر خطبہ پڑھا اور انہوں نے اذان اور تکبیر کا ذکر نہیں کیا (ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا) پھر آپ عورتوں کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اور احکام یاد دلائے اور صدقہ و خیرات کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ' کانوں اور گلوں کی طرف بڑھائے وہ زیورا تار کر بلال کو دیتی تھیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ عنہ واپس گھر تشریف لے گئے۔ (بخاری' مسلم)

١٤٣٠ (٥) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى يَوْمَ الْفِطْرِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهُمَا وَلَا بَعْدَهُمَا۔ (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٩٦٤ ومسلم حديث رقم (١٣۔ ٨٨٤) وابوداود حديث رقم ١١٥٩ والترمذي حديث رقم ٥٣٧ والنسائي حديث رقم

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز پڑھی' آپ نے ان دونوں رکعات سے پہلے کوئی ❶ نماز ادا کی نہ بعد میں۔ (بخاری' مسلم)

۱۵۷۸ وابن ماجه حديث رقم ۱۲۹۱ واحمد في المسند ۱/ ۱۸۰)

فوائد الحدیث: ❶ کوئی اور نماز الخ اس حدیث کے عموم سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ نماز عید سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں ہے' اکثر ائمہ اسلام کا یہی مذہب ہے۔ ابن اساغانی نے شرح مجمع میں بیان کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو نماز عید سے پہلے نفل پڑھتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اسے منع کیا' وہ شخص کہنے لگا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب نہیں کرے گا' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تجھے سنت کی مخالفت پر یقیناً اللہ تعالیٰ عذاب کرے گا۔

۱۴۳۱ (٦) وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ أُمِرْنَا أَنْ نُّخْرِجَ الْحُيَّضَ يَوْمَ الْعِيدَيْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَيَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ قَالَتِ امْرَأَةٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا.)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ۹۷٤ ومسلم حديث رقم (۱۲ ـ ۸۸۳) وابو داود حديث رقم ۱۱۳٦ والترمذي حديث رقم ٥۳۹ والنسائي حديث رقم ۱٥٥۸ والدارمي حديث رقم ۱٦۰۹ واحمد في المسند ٥/ ۸٤)

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم دونوں عیدین کے دن حیض والی اور پردہ نشین لڑکیوں کو میدان عید میں لائیں' وہ مسلمانوں کے ساتھ دعا اور نماز میں شریک ہوں اور حیض والی عورتیں نماز سے الگ رہیں' ایک عورت نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم میں سے بعض کے پاس چادر نہیں ہوتی' آپ نے فرمایا کہ: ''اس کی سہیلی کو چاہیے کہ وہ اپنی چادر ❶ پہننے کے لیے (اپنی ساتھی کو) دے دے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ وہ اپنی چادر الخ چونکہ عیدین میں یہ بھی مطلوب ہے کہ حاضری زیادہ سے زیادہ ہوتا کہ شوکت اسلام کا اظہار ہو' اس لیے عورتوں کی حاضری کے لیے بھی تاکید فرمائی یہاں تک کہ حائضہ کو تاکید کی کہ عیدگاہ میں پہنچے' ابن ماجہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات اور بیٹیوں کو عیدگاہ میں لے جاتے تھے' لہٰذا تمام مسلمان عورتیں عیدگاہ میں جائیں بوڑھی ہوں یا جوان' اگر کسی عورت کے پاس غربت کی وجہ سے چادر نہ ہو تو وہ اپنی کسی عزیز رشتہ دار یا اپنی سہیلی سے مانگ لے۔

۱۴۳۲ (۷) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ أَيَّامِ مِنًى تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثَ وَالنَّبِيُّ ﷺ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ ((دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَهٰذَا عِيْدُنَا)) (متفق عليه) (البخاري

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور ان کے ہاں دو لڑکیاں منیٰ کے دنوں میں دف بجا رہی تھیں اور ایک روایت میں ہے گا رہی تھیں ❶ اس چیز کے بارہ میں جو انصار کو جنگ بعاث میں پیش آئی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا لپیٹے ہوئے لیٹے تھے' ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈانٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹا کر فرمایا: ''ابوبکر! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو' اس لیے کہ یہ عید کے دن ہیں'' اور

حدیث رقم ٩٥٢ ومسلم حدیث رقم (١٦ ـ ٨٩٢) والنسائی حدیث رقم ١٥٩٧ وابن ماجه ١/ ٦٠٧)

ایک روایت میں ہے' آپ نے فرمایا کہ: ''اے ابوبکر! ہر قوم کے لیے عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ گا رہی تھیں الخ اس مضمون کی کافی احادیث آئی ہیں۔ اس بارہ میں جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر چھوٹی بچیاں اور بچے اچھے اشعار پڑھیں تو ان کے سننے میں کوئی حرج نہیں اور انہیں روکنا نہیں چاہیے' اور اگر گانے والی عورت یا خوبرو بے ریش لڑکا اور اشعار شہوت انگیز ہوں تو انہیں سننا قطعاً حرام ہے' بعاث' قبیلہ اوس کا ایک قلعہ تھا' اس کے پاس اوس اور خزرج کی لڑائی ہوئی تھی' کہتے ہیں یہ جنگ ایک سو بیس سال تک جاری رہی' اسلام آیا تو ختم ہوئی۔

١٤٣٣ (٨) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا يَغْدُوْ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَاْكُلَ تَمَرَاتٍ وَيَاْكُلُهُنَّ وِتْرًا۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٩٥٣ و الترمذی حدیث رقم ٥٤٣ واحمد فی المسند ٣/١٢٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عیدگاہ کو نہیں نکلتے تھے جب تک کہ پہلے چند کھجوریں نہ کھا لیتے' اور آپ طاق عدد میں کھاتے تھے۔ (بخاری)

١٤٣٤ (٩) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٩٨٦ والترمذی حدیث رقم ٥٤١ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٠١ والدارمی حدیث رقم ١٦١٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن آنے' جانے کا راستہ بدل ❶ دیتے تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ بدل دیتے الخ تا کہ دونوں راستے اس کے عید پڑھنے کے لیے جانے کی شہادت دیں اور دونوں راستوں والے تکبیرات کی برکت سے مستفید ہوں' نیز غیر مسلم اسلام کی شوکت دیکھیں۔

١٤٣٥ (١٠) وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ خَطَبَنَا النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ فَقَالَ ((اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا اَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرَ فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ نُّصَلِّيَ فَاِنَّمَا هُوَ شَاةُ لَحْمٍ عَجَّلَهٗ لِاَهْلِهٖ لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ۔)) ((متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٩٨٦ ومسلم حدیث رقم (٧/ ١٩٦١) واحمد فی المسند ٤/ ٢٨٢)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: ''اس دن ہم سب سے پہلے نماز پڑھیں گے' پھر ہم واپس جا کر قربانی کریں گے' پس جس شخص نے اس طرح کیا' تو اس نے ہماری سنت کے مطابق عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو یہ صرف گوشت کے لیے ہوگی' جو اس نے اپنے گھر کی ضرورت کے لیے جلدی ذبح کر لی ہے۔ وہ قطعاً قربانی نہیں ہے۔'' ❶ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قربانی نہیں الخ یہ مسئلہ بالاتفاق صحیح ہے کہ جو قربانی نماز پڑھنے سے پہلے ذبح ہو جائے وہ قربانی نہیں ہوئی (اور نہ ہی اس کا قربانی والا ثواب ہوگا) اور اس پر بھی اجماع ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے ذبح کرنا جائز نہیں اور اسی طرح سورج نکلنے کے بعد اور نماز سے پہلے بھی جائز نہیں۔

١٤٣٦ (١١) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا أُخْرٰى وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٥٠٠، مسلم حديث رقم ٢/١٩٦٠، النسائی حديث رقم ٤٣٦٨ وابن ماجه حديث رقم ٣١٥٢)

سیدنا جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز سے پہلے ذبح کرے تو اسے اس کی بجائے دوسری قربانی کرنی چاہیے اور جس نے ذبح نہیں کی یہاں تک کہ ہم نے نماز پڑھ لی تو وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔'' (بخاری، مسلم)

١٤٣٧ (١٢) وَعَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَإِنَّمَا يَذْبَحُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهٗ وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ۔)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ٥٥٤٦ ومسلم حديث رقم (٤۔ ١٩٦٠)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص نماز عید سے پہلے ذبح کرے تو اس نے صرف اپنی ضرورت کے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا تو اس کی قربانی درست ہو گی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔'' ❶ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ پالیا الخ یعنی ان کے طریقہ کی موافقت کی، قربانی کا وقت نماز عید اور خطبہ ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور یہی صحیح ہے۔ (نیل)

١٤٣٨ (١٣) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ٩٨٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عید گاہ میں ذبح اور نحر ❶ کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ اونٹ کے ذبح کرنے کو نحر اور دوسرے جانوروں کے ذبح کرنے کو ذبح کہتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٤٣٩ (١٤) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فَقَالَ ((مَا هٰذَانِ الْيَوْمَانِ)) قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ أَبْدَلَكُمُ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْأَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ۔)) (رواه ابوداود) (ابوداود حديث رقم ١١٣٤ والنسائی حديث رقم ١٥٥٦ واحمد في المسند ٣/ ١٠٣)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مدینہ والوں کے لئے ❶ دو دن تھے، جن میں وہ (خوشیاں مناتے اور) کھیلتے تھے، آپ نے فرمایا: ''یہ دو دن کیسے ہیں؟'' انہوں نے کہا، ہم دور جاہلیت میں ان ایام میں (خوشیاں مناتے اور) کھیلتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارے ان دو دنوں کو دو بہترین یعنی میں عید الضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں میں تبدیل کر دیا ہے۔''

(ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو دن الخ ان میں سے ایک دن ''نوروز'' کا ہے جس میں سورج کی تحویل برج ''حمل'' میں ہوتی ہے اور دوسرا ''مہربان'' کا ہے اس میں سورج کی تحویل برج ''میزان'' میں ہوتی ہے ان دنوں میں موسم اور ہوا نہایت معتدل ہوتی ہے حکماء نے اظہار خوشی کے لیے ان دنوں کو مخصوص کیا ہوا تھا' بعد ازاں عام لوگوں میں یہ رسم چل نکلی' نبی ﷺ نے (امت مسلمہ کو خاص طور پر) ان کی مشابہت سے منع کیا ہے۔

۱٤٤٠ (۱۵) وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَخْرُجُ يَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰى يَطْعَمَ وَلَا يَطْعَمُ يَوْمَ الْاَضْحٰى حَتّٰى يُصَلِّيَ۔ (رواه الترمذى و ابن ماجة و الدارمى) (الترمذی حدیث رقم ٥٤٢ وابن ماجه حدیث رقم ١٧٥٦ والدارمی حدیث رقم ١٦٠٠ واحمد فی المسند ٥/ ٣٥٢)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عیدالفطر کے دن عید کو نہ جاتے جب تک کہ کچھ کھا نہ ❶ لیتے اور عید قربان کے دن کچھ نہ کھاتے تھے جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' داری)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کھا نہ لیتے الخ عیدالفطر کے دن نماز سے پہلے کھانے کی یہ حکمت ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ نماز پڑھنے تک روزہ ہے' عیدالاضحیٰ کے دن نماز کے بعد کھانے کی یہ حکمت ہے کہ غریب لوگوں کی رفاقت ہو جائے' کیونکہ جب لوگ گوشت تقسیم کریں گے تو انہیں بھی مل جائے گا'' اس لیے نبی ﷺ اس دن تاخیر فرماتے تھے۔

۱٤٤۱ (۱٦) وَعَنْ كَثِيْرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ فِي الْعِيْدَيْنِ فِي الْاُوْلٰى سَبْعًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ وَفِي الْاٰخِرَةِ خَمْسًا قَبْلَ الْقِرَاءَةِ۔ (رواه الترمذى و ابن ماجة و الدارمى) (ابوداود حدیث رقم ١١٥١ والترمذی حدیث رقم ٥٣٦ وابن ماجه حدیث رقم ١٢٧٧ والدارمی حدیث رقم ١٦٠٦ والموطا حدیث رقم ٩ من كتاب العيدين واحمد فی المسند ٢/ ٣٥٧)

کثیر بن عبداللہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے وہ کثیر کے دادا رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدین کی نماز میں' پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات ❶ تکبیرات اور دوسری رکعت میں قرأت پہلے پانچ تکبیرات کہتے تھے۔ (ترمذی' ابن ماجہ' داری)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے لیکن حدیث بہت سے شواہد کی وجہ سے مضبوط ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سات تکبیرات الخ عیدین کی نمازوں میں تکبیرات کے عدد اور ان کے مواقع میں اختلاف ہے صحیح اور اولیٰ طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات یعنی دونوں رکعات میں بارہ تکبیرات علاوہ تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع کے ہیں' اہلحدیث اور ائمہ ثلاثہ کا یہی مسلک ہے اور احناف کے نزدیک عیدین کی نماز میں تکبیر

تحریمہ اور تکبیر رکوع کے علاوہ چھ تکبیرات ہیں' تین پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے اور دوسری میں قراءت کے بعد۔

١٤٤٢ (١٧) وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَاَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ كَبَّرُوْا فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْاِسْتِسْقَاءِ سَبْعًا وَخَمْسًا وَصَلَّوْا قَبْلَ الْخُطْبَةِ وَجَهَرُوْا بِالْقِرَاءَةِ۔ (رواه الشافعي) (الشافعي في مسنده ص ٧٦)

جعفر بن محمد ❶ سے مرسلاً روایت ہے کہ نبی ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے عیدین اور نماز استسقاء میں سات اور پانچ تکبیرات کہیں اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور بلند آواز سے قراءت کرتے تھے۔ (شافعی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ جعفر الخ یعنی امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم۔

١٤٤٣ (١٨) وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَأَلْتُ اَبَا مُوْسٰى وَحُذَيْفَةَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي الْاَضْحٰى وَالْفِطْرِ ؟ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى كَانَ يُكَبِّرُ اَرْبَعًا تَكْبِيْرَهُ عَلَى الْجَنَائِزِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ صَدَقَ۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ١١٥٣ واحمد في المسند ٤/ ٤١٦)

سیدنا سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں تکبیرات کیسے کہتے تھے؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا' آپ چار ❶ تکبیرات کہتے تھے جس طرح جنازہ کی نماز میں کہی جاتی ہیں اور حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق فرمائی۔

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چار الخ اس حدیث کی سند میں عبدالرحمٰن بن ثوبان ضعیف ہے (میزان ج ۲ ص ۵۵۱) اور دوسرا راوی ابوعائشہ نامی مجہول ہے (میزان جلد ۴ ص ۵۴۳) اس لیے یہ روایت نا قابل حجت ہے۔

١٤٤٤ (١٩) وَعَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نُوْوِلَ يَوْمَ الْعِيْدِ قَوْسًا فَخَطَبَ عَلَيْهِ۔ (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ١١٤٥)

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو عید کے دن کمان دی گئی' تو آپ نے اس پر ٹیک لگا کر خطبہ دیا۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٤٤٥ (٢٠) وَعَنْ عَطَاءٍ مُرْسَلًا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا خَطَبَ يَعْتَمِدُ عَلٰى عَنَزَتِهِ اِعْتِمَادًا۔ (رواه الشافعي) (الشافعي في مسنده ص ٧٧)

عطاء رحمہ اللہ سے مرسلاً روایت ہے نبی ﷺ جب خطبہ فرماتے تو اپنے چھوٹے نیزہ پر ٹیک ❶ لگا کر کھڑے ہوتے۔ (شافعی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ٹیک الخ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں کمان یا تلوار وغیرہ پر ٹیک لگانا مسنون ہے۔

١٤٤٦ (٢١) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ شَهِدْتُ الصَّلَاةَ مَعَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عید کے دن میں نبی ﷺ

النَّبِيِّ ﷺ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَامَ مُتَّكِئًا عَلٰى بِلَالٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ وَحَثَّهُمْ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَمَضٰى اِلَى النِّسَآءِ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَاَمَرَهُنَّ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ۔ (رواه النسائی) (البخاری حدیث رقم ۹۶۱ ومسلم حدیث رقم (۴۔ ۸۸۵) والنسائی حدیث رقم ۱۵۷۵ واحمد فی المسند ۳/ ۳۱۸)

کے ساتھ نماز کے لیے حاضر ہوا تو آپ نے بغیر اذان اور تکبیر کے خطبہ سے پہلے نماز شروع فرمائی تو جب آپ نماز پڑھ چکے تو آپ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے' اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور لوگوں کو وعظ ونصیحت فرمائی اور اپنی اطاعت کی ترغیب دلائی اور پھر آپ عورتوں کی طرف گئے' جبکہ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے' آپ نے ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا حکم دیا اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ (نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۴۴۷ (۲۲) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ فِيْ طَرِيْقٍ رَجَعَ فِيْ غَيْرِهٖ۔ (رواه الترمذی) (الترمذی حدیث رقم ۵۴۱ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۰۱ والدارمی حدیث رقم ۱۶۱۳ واحمد فی المسند ۲/ ۳۳۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کے دن ایک راستہ سے جاتے تو واپسی پر دوسرا راستہ اختیار فرماتے تھے۔ (ترمذی' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

۱۴۴۸ (۲۳) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ اَصَابَهُمْ مَطَرٌ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَصَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةَ الْعِيْدِ فِي الْمَسْجِدِ۔ (رواه ابوداؤد و ابن ماجه) (ابوداود حدیث رقم ۱۱۶۰ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۱۳)۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ عید کے دن بارش ہو گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عید کی نماز مسجد میں ❶ پڑھائی۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ مسجد میں الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدین کی نماز باہر جا کر پڑھا کرتے تھے' بارش کے عذر سے مسجد میں' اس سے معلوم ہوا کہ بارش وغیرہ کے عذر سے مسجد میں نماز عید پڑھنا جائز ہے' بلا عذر مسجد میں یا گھر میں نماز عید پڑھنا خلاف سنت ہے' قیامت کے روز اس کا مواخذہ ہوگا' اس لیے کہ نماز عید سے اصل غرض یہ ہے کہ تمام مسلمان ایک جگہ شہر سے باہر جمع ہو کر عید گاہ میں نماز عید ادا کریں۔

۱۴۴۹ (۲۴) وَعَنْ اَبِي الْحُوَيْرِثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَتَبَ اِلٰى عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَّهُوَ بِنَجْرَانَ عَجِّلِ الْاَضْحٰى وَاَخِّرِ الْفِطْرَ وَ ذَكِّرِ النَّاسَ۔ (رواه الشافعی) (الشافعی فی مسند ص ۷۴)

سیدنا ابوالحویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو لکھا جبکہ وہ نجران ❶ کے گورنر تھے کہ عید الاضحیٰ کو سویرے ❷ پڑھو' اور عید الفطر کو سویرے پڑھو اور لوگوں کو نصیحت کرو۔ (شافعی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نجران' علاقہ یمن میں ایک شہر ہے۔ ❷ سویرے الخ سورج نیزہ بھر آنے سے عید کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور زوال پر ختم ہو جاتا ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الاضحیٰ نیزہ بھر سورج بلند ہونے کے بعد پڑھتے اور عید الفطر دو نیزہ بھر' یہی مسنون طریقہ ہے' عید الاضحیٰ اس لیے جلدی پڑھی جائے تاکہ قربانی جلدی کی جا سکے۔

١٤٥٠ (٢٥) وَعَنْ اَبِی عُمَیْرِ ابْنِ اَنَسٍ عَنْ عُمُوْمَةٍ لَهٗ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّ رَكْبًا جَآءُوْا اِلَی النَّبِیِّ ﷺ یَشْهَدُوْنَ اَنَّهُمْ رَاَوُا الْهِلَالَ بِالْاَمْسِ فَاَمَرَهُمْ اَنْ یُّفْطِرُوْا وَاِذَا اَصْبَحُوْا اَنْ یَغْدُوْا اِلَی مُصَلَّاهُمْ۔ (رواه ابوداوٗ و النسائی) (ابوداود حدیث رقم ١١٥٧ والنسائی حدیث رقم ١٥٥٧ وابن ماجه حدیث رقم ١٦٥٣ واحمد فی المسند ٥/ ٥٧)

ابو عمیر بن انس اپنے چچاؤں رضی اللہ عنہم جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں' سے روایت کرتے ہیں کہ لوگوں کی ایک جماعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس بات کی شہادت دی کہ انہوں نے کل شام' عید کا چاند دیکھا ہے تو آپ نے لوگوں کو روزہ افطار کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کل صبح سویرے ❶ ہی عیدگاہ میں پہنچ جاؤ۔ (ابوداوٗد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ صبح سویرے الخ یہ اس لیے کہ وہ قافلہ زوال کے بعد آیا تھا اور عید کا وقت زوال تک ہے' چنانچہ ایک روایت میں بالتصریح آیا ہے "انهم قدموا آخر النهار" یعنی وہ پچھلے پہر آئے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ اگر عید کی نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چاند کی اطلاع ملے تو روزہ اسی وقت افطار کر لیا جائے اور نماز دوسرے روز پڑھی جائے' روزہ افطار کے لئے دو معتبر آدمیوں کی شہادت لازمی ہے اور روزہ رکھنے کے لیے ایک آدمی کی۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٤٥١ (٢٦) عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا لَمْ یَكُنْ یُؤَذَّنُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا یَوْمَ الْاَضْحٰی ثُمَّ سَاَلْتُهٗ یَعْنِیْ عَطَآءً بَعْدَ حِیْنٍ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَنِیْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ اَنْ لَّا اَذَانَ لِلصَّلٰوةِ یَوْمَ الْفِطْرِ حِیْنَ یَخْرُجُ الْاِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا یَخْرُجُ وَلَا اِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَیْءَ وَلَا نِدَآءَ یَوْمَئِذٍ وَّلَا اِقَامَةَ۔ (رواه مسلم) (البخاری حدیث رقم ٩٦٠ ومسلم حدیث رقم ٥/ ٨٨٦)

ابن جریج کہتے ہیں مجھے عطاء نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے خبر دی' انہوں نے کہا کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن اذان نہیں ❶ پڑھی جاتی تھی' پھر میں نے کچھ دنوں کے بعد عطاء سے یہی بات پوچھی تو انہوں نے کہا' مجھے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ عید الفطر میں اذان نہ تھی' نہ ہی امام کے نکلنے کے وقت اور نہ ہی امام کے نکلنے کے بعد اور نہ اقامت اور نہ ہی کوئی آواز اور نہ کوئی اور چیز اور اس دور میں کوئی تکبیر تھی نہ پکارنا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ اذان نہیں الخ اس سے ثابت ہوا کہ عیدین کی نماز میں اذان اور اقامت مشروع نہیں ہے' نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ

اس دن صلوٰۃ وسلام پکارنا بھی خلاف سنت ہے۔

١٤٥٢ (٢٧) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَأُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهٗ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِیْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ اَوْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَا وَكَانَ يَقُوْلُ ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ اَكْثَرُ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْ بَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِعُنِیْ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِیْ نَحْوَ الْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ اَيْنَ الْاِبْتِدَآءُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ لَا يَا اَبَاسَعِيْدٍ قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ كَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَاْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا اَعْلَمُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ انْصَرَفَ۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم ٩/ ٨٨٩)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے دن گھر سے نکلتے تو سب سے پہلے نماز ادا فرماتے' تو جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو کھڑے ہو کر لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور لوگ عیدگاہ میں بیٹھے ہوتے' تو اگر آپ نے کوئی لشکر بھیجنا ہوتا تو لوگوں کے سامنے اس کا ذکر فرماتے یا اس کے علاوہ اور کوئی ضرورت ہوتی تو اس کا بھی حکم دے دیتے' اور بار بار فرماتے: ''صدقہ دو' صدقہ دو' صدقہ دو'' اور صدقہ خیرات دینے والی اکثر عورتیں ہوتی تھیں' پھر آپ واپس تشریف لے آتے اور یہ سنت اسی طرح جاری ❶ رہی۔ مروان بن حکم کے دور حکومت تک اور میں مروان ❷ کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے نکلا یہاں تک کہ ہم عیدگاہ میں آئے تو وہاں کثیر بن صلت نے مٹی اور اینٹوں کا منبر بنا دیا تھا' پھر عیدگاہ میں مروان نے اپنے ہاتھ سے میرے ہاتھ کو کھینچا ❸ گویا وہ مجھ کو منبر کی طرف کھینچتا تھا اور میں اسے نماز ❹ کی طرف لے جانا چاہتا تھا تو میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا' نماز پہلے پڑھنے کا طریقہ کہاں گیا؟ مروان نے کہا ابوسعید جھگڑا مت کرو جس بات کو تم جانتے ہو وہ چھوڑ ❺ دی گئی ہے' میں نے کہا ہرگز نہیں مجھے اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس چیز سے بہتر جس کو میں جانتا ہوں تم نہیں ❻ لا سکتے' میں نے یہ الفاظ تین دفعہ کہے' پھر میں واپس چلا آیا۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ جاری رہی الخ یعنی عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے اور خطبہ بلا منبر یعنی زمین پر دیا جاتا تھا' نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء اربعہ (اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم) کا یہی دستور تھا۔ ❷ مروان الخ یعنی مروان بن حکم' جبکہ وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مدینہ کے حاکم مقرر ہوئے۔ ❸ کھینچا الخ تاکہ نماز سے پہلے خطبہ پڑھے۔ ❹ نماز کی طرف الخ یعنی پہلے وہ کام کرنا چاہیے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء اربعہ (اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے کیا ہے۔ ❺ چھوڑ دی گئی ہے الخ یعنی میں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھنا چھوڑ دی ہے اس لیے کہ اگر نماز پہلے پڑھوں گا تو لوگ خطبہ کا انتظار نہیں کریں گے۔ ❻ نہیں لا سکتے یعنی بدعت سنت کے برابر نہیں ہو سکتی' بہتر ہونا تو بڑے دور کی بات ہے۔

بَابُ فِي الْأُضْحِيَّةِ

قربانی کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٤٥٣ (١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ قَالَ رَاَيْتُهٗ وَاضِعًا قَدَمَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَقُوْلُ ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔)) (متفق عليه) (البخاري حديث رقم ٥٥٦٤ ومسلم حديث رقم (١٧ ـ ١٩٦٦) وابوداود حديث رقم ٢٧٩٤ والترمذي حديث رقم ١٤٩٤ والنسائي حديث رقم ٤٣٨٧ وابن ماجه حديث رقم ١٣٢٠ والدارمي حديث رقم ١٩٤٥ واحمد في المسند ٣/ ٩٩)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگ دار دو ابلق دنبے اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے اور ''بسم اللہ واللہ اکبر'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا آپ اپنا قدم ان کے پہلو پر رکھے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے ''میں اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔'' (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ قربانی الخ قربانی کا جذبہ زندگی کا احساس ہے، اسلام نے حسب موقع انسان سے قربانی طلب کی ہے، حق و باطل کی آویزش جب انتہا کو پہنچ جائے تو جہاد کا حکم دے کر انسان سے اس کی جان کی قربانی طلب کی، زکوٰۃ مستقل سالانہ قربانی ہے جسے مال کی ایک خاص مقدار پر فرض کیا گیا ہے، اسی طرح خون کی قربانی کو بھی اسلام میں خاص مقام اور اہمیت حاصل ہے، یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے شریعت میں اس کی بہت تاکید آئی ہے اور یہ ایسی سنت ہے کہ طاقت کے ہوتے اس کے ترک کی بھی رخصت نہیں، اس لیے بعض علماء اسلام نے اسے واجب کہا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صاحب نصاب زکوٰۃ اور مقیم پر واجب ہے جبکہ جمہور علماء کے نزدیک مسافر کے لیے بھی قربانی ویسے ہی مشروع ہے جیسے کہ مقیم کے لیے ہے اور اکثر علماء نے کہا ہے کہ قربانی سنت مشروعہ ہے۔

١٤٥٤ (٢) وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ يَطَاُ فِيْ سَوَادٍ وَيَبْرُكُ فِيْ سَوَادٍ وَيَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ فَاُتِيَ بِهٖ لِيُضَحِّيَ بِهٖ قَالَ ((يَاعَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ)) ثُمَّ قَالَ ((اشْحَذِيْهَا بِحَجَرٍ)) فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَخَذَهَا وَاَخَذَ الْكَبْشَ فَاَضْجَعَهٗ ثُمَّ ذَبَحَهٗ ثُمَّ قَالَ ((بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُّحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ)) ثُمَّ ضَحّٰى بِهٖ۔ (رواه مسلم) (مسلم

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسا دنبہ لانے کا حکم دیا جو سینگوں والا ہو وہ سیاہی میں چلتا ہو سیاہی ❶ میں بیٹھتا ہو اور سیاہی میں دیکھتا ہو تو لایا گیا اسی قسم کا دنبہ تا کہ آپ اس کی قربانی کریں، آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! چھری لاؤ'' پھر فرمایا: ''اسے پتھر پر تیز کرو'' ❷ میں نے اسی طرح کیا، پھر آپ نے چھری لے کر دنبے کو پکڑا اور اسے لٹا کر ذبح کیا، پھر فرمایا ''میں اللہ کے نام سے ذبح

حدیث رقم (۱۹۔ ۱۹۶۷) وابوداود حدیث رقم ۲۷۹۲ واحمد فی المسند ۶/ ۷۸)

کرتا ہوں' اے اللہ! اسے محمد اور آل محمد اور امت محمد (ﷺ) کی طرف سے قبول فرما'' ❸ پھر اس کی قربانی کی (ذبح کیا)۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سیاہی میں دیکھتا ہوا الخ یعنی سیاہ پاؤں والا اور سیاہ سینے اور پیٹ والا اور جس کی آنکھوں کے حلقے بھی سیاہ ہوں۔ ❷ تیز کرو الخ اس سے معلوم ہوا کہ چھری تیز ہونی چاہیے تاکہ جانور جلدی ذبح ہو جائے اور کند چھری سے جانور تکلیف اٹھاتا ہے۔۔اس لیے ایسی چھری سے جانور ذبح نہیں کرنا چاہیے) ❸ قبول فرما الخ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک گھر والوں کی طرف سے ایک جانور کافی ہے' سب کو ثواب ملے گا' جمہور علماء کا بھی یہی مذہب ہے۔ (نووی)

۱۴۵۵ (۳) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُّعْسَرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ۔)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۔ ۱۹۶۳) وابوداود حدیث رقم ۲۷۹۷ والنسائی حدیث رقم ۴۳۷۸ وابن ماجه حدیث رقم ۱۳۴۱ واحمد فی المسند ۳/ ۳۱۲)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہ ذبح کرو مگر مسنہ ❶ (جس کے دو دانت نکل چکے ہوں) اگر مشکل ہو جائے تو پھر ایک سال کا دنبہ ذبح کرو۔'' (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ مسنہ الخ مسنہ وہ جانور ہے جس کے آگے کے دو دانت اکھڑ کر دوبارہ نکل کر بڑے ہو جائیں' بکری کا مسنہ دوسرے سال' گائے کا تیسرے سال میں اور اونٹ کا چھٹے سال میں ہوتا ہے' بعض اوقات طبائع اور آب و ہوا کے اختلاف سے بکری کا دوسرے سال میں اور گائے کا تیسرے سال میں اور اونٹ کا چھٹے سال میں مسنہ (دوندا) نہیں ہوتا اور بعض اوقات اس عمر سے پہلے بھی مسنہ (دوندا) ہو جاتا ہے' اور عمر کے متعلق پورا پتہ نہیں چلتا' اس لیے شریعت نے ایک قانون بنا دیا' جس سے ہر شخص کو اس کا مسنہ ہونا معلوم ہو جائے یعنی آگے کے دانت اکھڑ کر دوبارہ نکل آئیں' بکری' گائے اور اونٹ دوندا ہونے کے بغیر قربانی میں قطعاً جائز نہیں' بھیڑ اور دنبہ کا جذعہ جائز ہے۔ جذعہ وہ ہے جس پر ایک سال پورا ہو چکا ہو خواہ دوندا ہو یا نہ' قربانی میں وہی جانور ذبح کرنے افضل ہیں جن کا ذکر احادیث میں آیا ہے' احناف کے نزدیک بھینس کی قربانی بھی دی جا سکتی ہے۔

۱۴۵۶ (۴) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَّقْسِمُهَا عَلٰی صَحَابَتِهٖ ضَحَايَا فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهٗ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((ضَحِّ بِهٖ اَنْتَ)) وَفِيْ رِوَايَةٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَنِيْ جَذَعٌ قَالَ ((ضَحِّ بِهٖ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۵۵۴۷ ومسلم حدیث رقم (۱۶۔ ۱۹۶۵) والترمذی حدیث رقم ۱۵۰۰ والنسائی حدیث رقم ۴۳۷۹ واحمد فی المسند ۴/ ۱۴۸)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اسے بکریوں کا ایک ریوڑ دیا کہ وہ صحابہ میں قربانی کے لیے تقسیم کریں' پس (تقسیم کے بعد) صرف ایک بکری کا بچہ باقی رہ گیا اور اس نے اس کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: ''اسے تو ذبح کر لو' اور ایک روایت میں ہے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے حصہ میں ایک جذعہ آیا ہے تو آپ نے فرمایا: ''اسے تم ذبح کر لو۔'' ❶ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تم ذبح کرلو الخ سنن کبریٰ بیہقی میں ہے کہ ”تیرے علاوہ نیز اس دفعہ کے بعد کسی اور کے لیے جائز نہ ہوگا“ یعنی یہ حکم محض سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص تھا۔

١٤٥٧ (٥) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْبَحُ وَيَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى۔ (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٩٨٢)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ کو عیدگاہ میں نحر کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

١٤٥٨ (٦) وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((اَلْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ وَ الْجَزُوْرُ عَنْ سَبْعَةٍ۔)) (رواه مسلم و ابوداوٗد و اللفظ له) (مسلم حدیث رقم (٣٥٢۔ ١٣١٨) وابوداود حدیث رقم ٢٨٠٨ والنسائی حدیث رقم ٤٣٩٣)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”گائے (کی قربانی) سات ❶ آدمیوں کی طرف سے اور اونٹ بھی سات آدمیوں کی طرف سے ہے۔“ (مسلم ابوداؤد اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں)

فوائد الحدیث: ❶ سات الخ اونٹ میں زیادہ سے زیادہ دس اور گائے میں سات حصہ دار شامل ہو سکتے ہیں۔

١٤٥٩ (٧) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَبَشَرِهٖ شَيْئًا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ ((فَلَا يَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يَقْلِمَنَّ ظُفْرًا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ))۔ (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٣٩۔ ١٩٨٧) وابوداود حدیث رقم ٢٧٩١ والترمذی حدیث رقم ١٥٢٣ والنسائی حدیث رقم ٤٣٦٤ وابن ماجه حدیث رقم ٣١٤٩)

ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب عیدالاضحیٰ کا پہلا عشرہ آ جائے اور تم میں سے کوئی قربانی کرنا چاہے تو وہ اپنے جسم کے کسی حصہ سے بال نہ منڈائے ❶ اور نہ ناخن کٹوائے۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ”پس وہ نہ کترائے بالوں کو اور نہ کٹائے ناخن“ اور ایک روایت میں ہے: ”جو شخص ذوالحجہ کا چاند دیکھے اور قربانی کا ارادہ رکھے تو وہ نہ تو بال منڈائے اور نہ ناخن کٹائے۔“ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بال نہ منڈائے الخ یہ حکم استحبابا ہے شوافع کا یہی مسلک ہے سعید بن مسیب امام ربیعہ امام احمد امام ابوداؤد اور اہلحدیث کے نزدیک جب تک قربانی سے فارغ نہ ہو جائے ان دس دنوں میں بال منڈانا یا کترانا اور ناخن کاٹنا حرام ہیں۔

١٤٦٠ (٨) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ اَيَّامٍ نِ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيْهِنَّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْاَيَّامِ الْعَشْرِ)) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ ((وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عشرہ ذوالحجہ (کے دس دنوں) میں نیک اعمال اللہ تعالیٰ کو دیگر دنوں کی نسبت سب سے زیادہ پسند ہیں“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا، اے اللہ کے رسول! اور جہاد فی سبیل اللہ بھی اتنا پسندیدہ نہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اور جہاد بھی اتنا

ذٰلِكَ بِشَيْءٍ۔)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ۹٦۹ وابوداود حدیث رقم ۲٤۳۸ والترمذی حدیث رقم ۷۵۷ وابن ماجه حدیث رقم ۱۷۲۷)

پسندیدہ نہیں مگر وہ شخص زیادہ محبوب ❶ ہے جو اپنی جان اور مال لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کے لیے نکلا اور نہ واپس لایا ان سے کچھ بھی'' (یعنی شہید ہو گیا۔) (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ زیادہ محبوب ہے الخ اس سے معلوم ہوا کہ ان دنوں میں نیکی کا ثواب بہت بڑھ جاتا ہے' اور ان دنوں کی فضیلت یوم عرفہ کی وجہ سے ہے' رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں سے یہ سب سے افضل دن ہیں' البتہ وہ شخص زیادہ محبوب ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال و جان سب کچھ قربان کر دیا۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱٤٦۱ (۹) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ مَوْجُوْئَيْنِ فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ ((اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ)) ثُمَّ ذَبَحَ (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ و ابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِيُّ) وَفِي رِوَايَةٍ لِاَحْمَدَ وَاَبِيْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيِّ ذَبَحَ بِيَدِهٖ وَقَالَ ((بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنِّيْ وَعَمَّنْ لَّمْ يُضَحِّ مِنْ اُمَّتِيْ۔)) (ابوداود حدیث رقم ۲۷۹۵ والترمذی حدیث رقم ۱۵۲۱ وابن ماجه حدیث رقم ۳۱۲۱ والدارمی حدیث رقم ۱۹۳۵ واحمد فی المسند ۳/ ۳۷۵)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے عید قربان کے دن دو دنبے ذبح کیے جو سینگوں والے' ابلق اور خصی تھے' پس جب آپ نے ان کو قبلہ رخ کیا تو کہا ''بیشک میں اپنے آپ کو متوجہ کرتا ہوں اس ذات کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) کی یکطرفہ ملت پر ہوں اور نہیں ہوں میں مشرکین سے' بے شک میری نماز' میری قربانی' میری زندگی اور میری موت صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں' اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے اور میں ہوں مسلمانوں سے۔ اے اللہ! یہ (قربانی) تیری ہی عنایت ہے اور تیرے ہی لیے ہے قبول کر ❶ محمد (ﷺ)' اس کی امت کی طرف سے میں اسے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔'' پھر آپ نے ذبح کر دیا۔ (احمد' ابوداؤد' ابن ماجہ' دارمی) اور امام احمد اور ابوداؤد اور ترمذی کی ایک روایت میں ہے: آپ نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور فرمایا ''میں اسے اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں' اللہ بہت بلند ہے اے اللہ یہ میری طرف سے اور اس شخص کی طرف سے ہے جس نے میری امت سے قربانی نہیں کی۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قبول کر ابن ماجہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس شخص کی طرف سے جو اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک سمجھتا ہے اور رسول کی رسالت کا اقرار کرتا ہے۔

١٤٦٢ (١٠) وَعَنْ حَنَشٍ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ۔ (رواه ابوداؤد و الترمذی نحوه) (ابوداود حديث رقم ٢٧٩٠ والترمذی حديث رقم ١٣٩٥ واحمد فی المسند ١/ ١٥٠)

حنش سے روایت ہے میں سیدنا نے علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ دو دنبے ذبح کرتے تھے' میں نے کہا یہ کیا ❶ ہے؟ انہوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں' پس اب میں ایک آپ کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں۔ (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ یہ کیا ہے؟ الخ یعنی قربانی کے لیے تو ایک ہی دنبہ کافی ہے' آپ دو دو کیوں کر رہے ہیں؟ اس سے ثابت ہوا کہ میت کی طرف سے قربانی کرنا جائز ہے۔

١٤٦٣ (١١) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ وَأَنْ لَّا نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ أَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَانْتَهَتْ رِوَايَتُهُ إِلٰى قَوْلِهِ وَالْأُذُنَ۔) (الترمذی حديث رقم ١٤٩٨ والنسائی حديث رقم ٤٣٧٢ وابن ماجه حديث رقم ٣١٤٢ والدارمی حديث رقم ١٩٥٢ واحمد فی المسند ١/ ١٠٨)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم آنکھ اور کان اچھی طرح ❶ دیکھ لیں اور یہ حکم کیا کہ ہم ایسی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی جانب سے پھٹا ہو یا پچھلی طرف سے اور نہ ہی وہ کہ جس کا کان لمبائی میں یا گولائی میں پھٹا ہو۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' دارمی' ابن ماجہ اور ابن ماجہ کی روایت لفظ "وَالْأُذُنُ" تک ختم ہوگئی)۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن ماجہ کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اچھی طرح الخ۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ قربانی کے جانور کو اچھی طرح دیکھ لیا جائے کہ اس کے کان' سینگ' آنکھ اور پاؤں میں کسی قسم کا نقص نہ ہو۔

١٤٦٤ (١٢) وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نُضَحِّيَ بِأَعْضَبِ الْقَرْنِ وَالْأُذُنِ (رواه ابن ماجة (ابوداود حديث رقم ٢٨٠٥ والترمذی حديث رقم ١٥٠٤ والنسائی حديث رقم ٤٣٧٧ وابن ماجه حديث رقم ٤١٤٥ واحمد فی المسند ١/ ٨٣)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے جانور کی قربانی سے منع کیا جس کے سینگ ٹوٹے ❶ اور کان کٹے ہوئے ہوں۔ (ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سینگ ٹوٹے الخ لیکن جس جانور کا سینگ نکلا ہی نہ ہو تو وہ درست ہے' احناف کے نزدیک نصف سے کم کان کٹا ہو اور اسی طرح سینگ ٹوٹا ہو تو جائز ہے' لیکن حدیث مطلق ہے اس لیے حدیث کی اتباع ضروری ہے' مسند احمد' ابوداؤد' حاکم اور تاریخ بخاری میں مروی ہے کہ نبی ﷺ نے صفرہ سے منع کیا (یعنی جس کا کان اکھڑ گیا ہو) اور مستاصلہ سے (جس کا سینگ ٹوٹا ہو) اور بخفاء سے (جس کی آنکھ میں نقص ہو) اور مشیعہ سے (جو کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہ چل سکے) اور کسیرہ سے (جس کی ہڈیوں میں مغز نہ رہا ہو) (روضہ ص ۲۳۱)

١٤٦٥ (١٣) وَعَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ سُئِلَ مَاذَا يُتَّقٰى مِنَ الضَّحَايَا فَاَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ ((اَرْبَعًا اَلْعَرْجَآءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْعَوْرَآءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَآءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ۔ (رواه مالك و احمد و الترمذی و ابوداوٗد و النسائی و ابن ماجة والدارمی) (ابوداود حديث رقم ٢٨٠٢ والترمذی حديث رقم ١٤٩٧ والنسائی حديث رقم ٤٣٧٠ وابن ماجه حديث رقم ٣١٤٤ والدارمی حديث رقم ١٩٤٩ والموطا حديث رقم ١ من كتاب الضحايا واحمد فی المسند ٤/ ٢٨٩)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس قربانی کے جانور کے متعلق پوچھا گیا کہ جس سے بچنا چاہیے' آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: ''چار سے ❶ (۱) لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) اور کانی جس کا کانا پن ❷ نمایاں ہو (۳) اور بیمار جس کی بیماری واضح ہو (۴) اور ایسی دبلی کہ جس کی ہڈیوں میں چربی نہ ہو۔'' (مالک' احمد' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' دارمی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ چار الخ یعنی جو قربانی کے لائق نہیں ہیں۔ ❷ کانا پن الخ یعنی ایک آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دے یا آدھے سے زیادہ بینائی نہ ہو' رواہ ابن حبان فی صحیحہ (روضہ ص ۲۳۰)

١٤٦٦ (١٤) وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُضَحِّيْ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِيْلٍ يَنْظُرُ فِيْ سَوَادٍ وَّيَاْكُلُ فِيْ سَوَادٍ وَّ يَمْشِيْ فِيْ سَوَادٍ۔ (رواه الترمذی و ابوداوٗد و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ٢٧٩٦ والترمذی حديث رقم ١٤٩٦ أ والنسائی حديث رقم ٤٣٩٠ وابن ماجه حديث رقم ٣١٢٨)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فربہ اور سینگ والا نر دنبہ قربانی کیا کرتے تھے' جس کی آنکھوں کا حلقہ سیاہ تھا اور اس کا چہرہ سیاہ اور اس کے پاؤں بھی سیاہ تھے۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٤٦٧ (١٥) وَعَنْ مُجَاشِعٍ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ ((اِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّيْ مِمَّا

مجاشع جو قبیلہ بنی سلیم سے تھے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''جذعہ کافی ہے' اس چیز سے کہ

يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ۔)) (رواه ابوداؤد و النسائی و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ٢٧٩٩ والنسائی حديث رقم ٤٣٨٤ وابن ماجه حديث رقم ٣١٤٠ واحمد فی المسند ٥/ ٣٦٨)

کفایت کرے اس کو ثنی۔'' ❶ (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ثنی الخ۔ دو دانت والے جانور کو کہتے ہیں یعنی جس طرح دوندا قربانی میں کام آتا ہے اسی طرح ایک برس کا دنبہ یا چھترا بھی کام آ سکتا ہے۔

١٤٦٨ (١٦) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((نِعْمَةُ الْاُضْحِيَّةُ الْجَذَعُ مِنَ الضَّأْنِ۔)) (رواه الترمذی) (الترمذی حديث رقم ١٤٩٩ واحمد فی المسند ٢/ ٤٤٥)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''بھیڑ کا جذعہ بہترین قربانی ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٤٦٩ (١٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحٰی فَاشْتَرَكْنَا فِی الْبَقَرَةِ سَبْعَةً وَفِی الْبَعِيْرِ عَشَرَةً (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ النَّسَائِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔ (الترمذی حديث رقم ١٥٠١ والنسائی حديث رقم ٤٣٩٣ وابن ماجه حديث رقم ٣١٣١ واحمد فی المسند ١/ ٢٧٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے کہ عیدالاضحیٰ آ گئی تو ہم گائے میں سات آدمی شریک ہوئے اور اونٹ ❶ میں دس۔ (ترمذی' نسائی' ابن ماجہ اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اونٹ میں دس الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ سے زیادہ اونٹ میں دس آدمی شامل ہو سکتے ہیں' بعض علماء کہتے ہیں کہ صرف سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں اور یہ حدیث منسوخ ہے' لیکن اس کے نسخ کی کوئی دلیل نہیں اور جب تک کہ تاریخ معلوم نہ ہو دعویٰ نسخ' غلط ہے۔

١٤٧٠ (١٨) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عمل کیا ابن آدم نے قربانی کے دن کوئی ایسا عمل نہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت پسندیدہ ہو' خون ❶ بہانے سے اور قیامت کے دن وہ ذبح کیا ہوا جانور آئے

بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطَيِّبُوْا بِهَا نَفْسًا.)) (رواه الترمذی و ابن ماجة) (الترمذی حدیث رقم ۱۴۹۳ وابن ماجه حدیث رقم ۳۱۲۶)

گا ❷ اپنے سینگوں، بالوں، کھروں کے ساتھ اور قربانی کا خون اس سے پہلے کہ زمین پر گرے اللہ تعالیٰ کے ہاں پہلے قبول ہو جاتا ہے لہٰذا تم خوش دلی سے قربانی کرو۔'' (ترمذی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ خون بہانے الخ یعنی قربانی سے زیادہ اس دن کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو (زیادہ) محبوب نہیں۔ ❷ آئے گا الخ یعنی زندہ ہو کر جیسا کہ دنیا میں بغیر کسی نقصان کے تھا۔

۱۴۷۱ (۱۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَا مِنْ اَيَّامٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ اَنْ يُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِيْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحَجَّةِ يَعْدِلُ صِيَامُ كُلِّ يَوْمٍ مِّنْهَا بِصِيَامِ سَنَةٍ وَّ قِيَامُ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْهَا بِقِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ) وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ اَسْنَادُهٗ ضَعِيْفٌ۔ (الترمذی حدیث رقم ۷۵۸ وابن ماجه ۱/ ۵۵۱ حدیث رقم ۱۷۲۸)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں کوئی ایام جو بہت پسندیدہ ہوں اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے عشرۂ ذوالحجہ سے ان دنوں سے ہر دن کا روزہ سال کے روزوں کے برابر ❶ ہوتا ہے اور ان دنوں کی ہر رات کا قیام لیلۃ القدر کے قیام کے برابر۔'' (ترمذی، ابن ماجہ) ترمذی نے کہا اس حدیث کی اسناد کمزور ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ برابر الخ مطلب یہ ہے کہ ان دنوں میں عبادت ویسے بھی بہت زیادہ افضل ہے اور پھر قربانی کا عمل جو ان دنوں میں دوسرے تمام اعمال سے افضل ہے وہ تو بہت ہی افضل ہو جائے گا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

۱۴۷۲ (۲۰) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُّ الْاَضْحٰی يَوْمَ النَّحْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ يَعْدُ اَنْ صَلّٰی وَفَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ وَسَلَّمَ فَاِذَا هُوَ يَرٰی لَحْمَ اَضَاحِیَ قَدْ ذُبِحَتْ قَبْلَ اَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ فَقَالَ ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّیَ اَوْنُصَلِّیَ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰی)) وَفِیْ رِوَايَةٍ قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ النَّحْرِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ ذَبَحَ وَقَالَ ((مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّیَ فَلْيَذْبَحْ اُخْرٰی مَكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَذْبَحْ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ۔)) (متفق عليه) (البخاری

سیدنا جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں قربانی کے دن عید الاضحیٰ کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا تو نہیں کیا آپ نے نماز پڑھنے اور نماز سے فارغ ہونے اور سلام پھیرنے کے علاوہ کوئی اور کام، پس اچانک آپ نے قربانیوں کا گوشت دیکھا جو ذبح کی گئی تھیں نماز کے فارغ ہونے سے پہلے، آپ نے فرمایا: ''جس شخص نے ذبح کیا نماز عید سے پہلے یا اس سے پہلے کہ ہم نماز پڑھیں تو اسے اس کی بجائے اور قربانی کرنی چاہیے'' اور ایک روایت میں ہے: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی قربانی کے دن پھر آپ نے خطبہ

حدیث رقم ۹۸۵ ومسلم حدیث رقم ۱/ ۱۹۶۰) والترمذی حدیث رقم ۱۵۰۸ والنسائی حدیث رقم ۴۳۶۸ وابن ماجه حدیث رقم ۳۱۵۲ واحمد فی المسند ۳/ ۱۱۳)

دیا پھر آپ نے جانور ذبح کیا اور فرمایا: ''جس شخص نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا یا اس سے پہلے کہ ہم نماز پڑھیں تو اسے اس کی بجائے اور قربانی کرنی چاہیے اور جس نے اب تک جانوروں کو ذبح نہیں کیا' اسے اب اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کرنا چاہیے۔'' (بخاری' مسلم)

۱۴۷۳ (۲۱) وَعَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ الْاَضْحٰى يَوْمَانِ بَعْدَ يَوْمِ الْاَضْحٰى (رَوَاهُ مَالِكٌ) (الموطا حديث رقم ۱۲ من كتاب الضحايا)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا عیدالاضحیٰ کے بعد قربانی دو ❶ دن ہے (مالک)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دو دن ہے الخ قربانی کا ابتدائی وقت عید کی نماز پڑھنے کے بعد ہے اور (عید نماز کے بعد) اس (وقت) سے پہلے جائز ہے اور اس کے آخری وقت میں اختلاف ہے' بعض ائمہ عید کے بعد دو دن قربانی سمجھتے ہیں یعنی دس' گیارہ' بارہ' امام ابوحنیفہ' امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے اور اکثر اہل علم صحابہ کرام اور تابعین اسی طرف گئے ہیں کہ قربانی کے چار دن ہیں یعنی دس' گیارہ' بارہ اور تیرہ' امام شافعی اور اہل حدیث کا بھی یہی مذہب ہے' دلائل کے اعتبار سے چار دن والا مذہب قوی ہے کیونکہ ابن عباس' علی رضی اللہ عنہم' امام شافعی' عمر بن عبدالعزیز' امام ابوحنیفہ' علامہ عینی حنفی' امام ابن القیم' امام نووی' امام مالک رحمہ اللہ' یہ تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ایام تشریق تیرہ تاریخ تک ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے' ایام تشریق پورے کے پورے قربانی کے دن ہیں منتقی' ابن حبان اور دار قطنی وغیرہ میں یہ حدیث بسند صحیح موجود ہے۔

۱۴۷۴ (۲۲) وَقَالَ بَلَغَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مِثْلَهٗ۔ (راجع التخريج السابق)

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

حکم الحدیث: منقطع ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۱۴۷۵ (۲۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ۔ (رواه الترمذى) (الترمذى حديث رقم ۱۵۰۷ واحمد فى المسند ۲/ ۳۸)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال تک رہے اور آپ ہر سال ❶ قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند میں تدلیس ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہر سال قربانی الخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ نبوی میں ہجرت فرمائی' ہجرت کے بعد تقریباً دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرمایا' اس اثنا میں آپ ہمیشہ قربانی فرماتے رہے' اپنی طرف سے کبھی ایک دنبہ' کبھی دو کبھی گائے قربانی کرتے رہے' اور اس کی تاکید بھی فرمائی اور فرمایا کہ جو شخص استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کرتا تو وہ ہمارے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہونے کی کوشش نہ کرے' ظاہر ہے کہ استطاعت کے ہوتے یہ صدقہ خون ہی کی صورت میں ادا ہوگا' یہاں اس بنیا پن کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ قوم کا کتنا روپیہ صرف ہوا' نہ

کبھی اس طرح سوچا گیا کہ یہ روپیہ برباد ہوا' یہ روپیہ برباد نہیں بلکہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اور اس کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے کہ قربانی کے جسم کے بالوں کے برابر اس کو نیکیاں ملیں گی نیز اس کا کھانا پینا' بول' براز' چمڑا وغیرہ سب اس کی نیکیوں میں وزن کیے جائیں گے۔

١٤٧٦ (٢٤) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِي قَالَ ((سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ)) قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ)) قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ۔)) (رواه احمد و ابن ماجة) (ابن ماجه حديث رقم ٣١٢٧ واحمد في المسند ٤/ ٣٦٨)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا' اے اللہ کے رسول! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! ہمیں اس سے کیا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: ''ہر بال کے بدلے ایک نیکی'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' پشم کا کیا حال (حکم) ہے؟ آپ نے فرمایا: ''پشم کے ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملے گی۔'' (احمد' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند کمزور ہے۔

باب العتيرة

عتیرہ کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٤٧٧ (١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ((لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ)) قَالَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ نِتَاجٍ كَانَ يُنْتَجُ لَهُمْ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهُ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ (متفق عليه) (البخارى حديث رقم ٥٤٧٤ ومسلم حديث رقم (٣٨۔ ١٩٧٦) وابوداود حديث رقم ٢٨٣١ والترمذى حديث رقم ١٥١٢ والنسائى حديث رقم ٤٢٢٢ وابن ماجه حديث رقم ٣١٦٨ والدارمى حديث رقم ١٩٦٤ واحمد فى المسند ٢/ ٢٣٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(اسلام میں) فرع ہے نہ عتیرہ'' ❶ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا فرع' جانور کا وہ بچہ جو سب سے پہلے پیدا ہوا سے کفار اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے اور عتیرہ وہ جانور ہے جس کو کفار رجب کے پہلے عشرہ میں ذبح کرتے تھے۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ عتیرہ الخ جاہلیت میں لوگ ذی الحجہ کی قربانی کے علاوہ بھی کئی قسم کی قربانیاں کرتے تھے بعض عادۃ اور بعض مشرکانہ رسوم کے تحت' فرع' عتیرہ اور رجبیہ بھی اسی قسم کی قربانیاں تھیں' ان میں فرع بالکل مشرکانہ تھی' یعنی جانور کا پہلا بچہ بتوں کے نام پر دے دیتے تھے' اس سے بالکل روک دیا گیا' عتیرہ اور رجبیہ خاص وقت میں کی جاتی تھیں۔ ان کی صحت میں بعض روایات آئی ہیں لیکن صحیح یہ

ہے کہ یہ بھی درست نہیں ہیں' جن احادیث سے اجازت ظاہر ہوتی ہے وہ یا تو قربانی مشروع ہونے کی بنا پر منسوخ ہیں یا بعض ضعیف ہیں' قربانی کے سوا کوئی اور قربانی کسی وقت میں معین نہیں کیونکہ کسی وقت میں مقرر کرنے کا حق شارع علیہ السلام کو ہے' امت کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی دن یا وقت کا تعین کریں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِی

١٤٧٨ (٢) عَنْ مِخْنَفِ بْنِ سُلَيْمٍ قَالَ كُنَّا وَقُوْفًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِعَرَفَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ((يَآيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلَى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَةً وَعَتِيْرَةً هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْعَتِيْرَةُ هِيَ الَّتِي تُسَمُّوْنَهَا الرَّجَبِيَّةَ)) (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَ النَّسَائِيُّ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ ضَعِيْفُ الْاِسْنَادِ وَقَالَ اَبُوْدَاوُدَ وَ الْعَتِيْرَةُ مَنْسُوْخَةٌ۔ (ابوداود حديث رقم ٢٧٨٨ والترمذى حديث رقم ١٥١٨ والنسائى حديث رقم ٤٢٢٤ وابن ماجه حديث رقم ٣١٢٥ واحمد فى المسند ٤/ ٢١٥)

سیدنا مخنف بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ٹھہرے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میدان عرفات میں' تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ''اے لوگو! بیشک ہر گھر والوں پر ہر سال ایک قربانی اور عتیرہ کرنا واجب ہے؟ آپ نے کہا تم جانتے ہو کہ عتیرہ کیا ہے؟'' (پھر فرمایا) عتیرہ وہی ہے جسے تم رجبیہ کہتے ہو (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ) اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ عتیرہ منسوخ ہے۔

حکم الحدیث: یہ حدیث ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٤٧٩ (٣) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ)) قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ ((لَا وَلٰكِنْ خُذْ مِنْ شَعْرِكَ وَاَظْفَارِكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذَالِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللهِ))۔ (رواه ابوداوٗد و النسائى) (ابوداود حديث رقم ٢٧٨٩ والنسائى حديث رقم ٤٣٦٥ واحمد فى المسند ٢/ ١٦٩)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں قربانی کے دن کو عید مقرر کروں' اللہ تعالیٰ نے اس دن کو اس امت کے لیے عید بنایا ہے۔'' ایک شخص نے کہا' اے اللہ کے رسول! بتلایئے اگر میں دودھ دینے والے جانور کے علاوہ کوئی اور جانور نہ پاؤں تو کیا میں اسے قربانی کروں؟'' آپ نے فرمایا: ''نہیں لیکن' تو اپنے بال منڈوا' ناخن کٹوا اور لبوں کو ترشوالے اور زیر ناف بالوں کو مونڈ' پس یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری پوری ❶ قربانی ہوگی۔'' (ابوداؤد' نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پوری قربانی الخ یعنی قربانی کا سارا ثواب ملے گا' اس سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس قربانی کی طاقت نہ ہو اس کو تکلیف اٹھا کر قربانی کرنا ضروری نہیں لیکن (اگر کوئی ایسا کرے گا تو) اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اجر دے گا۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ

گرہن ❶ لگنے کی نماز

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٤٨٠ (١) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَكَعْتُ رُكُوْعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُّ سُجُوْدًا قَطُّ كَانَ اَطْوَلَ مِنْهُ. (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ١٠٥١ و مسلم حدیث رقم (٢٠ ـ ٩١٠) و ابو داود حدیث رقم ١١٩٠)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا' تو آپ نے ایک منادی بھیجا جو ان الفاظ سے اعلان کرتا تھا کہ "نماز قائم ہونے والی ہے" آپ آگے بڑھے' پس آپ نے دو رکعات میں چار رکوع اور چار سجود کیے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا' نہیں کیا میں نے کوئی رکوع اور نہ ہی کوئی سجدہ کبھی اتنا لمبا' ❷ جتنا کہ اس نماز میں کیا۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ گرہن لگنے کی نماز الخ نبی ﷺ داعی الی اللہ تھے' کسی وقت بھی اس معاملہ میں غفلت نہیں ہوتی تھی' نبی ﷺ کے اذکار و ادعیہ پر غور کیا جائے' تو کوئی موقع ایسا معلوم نہیں ہوتا' جہاں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا امکان ہو اور آپ نے کوئی کمی کی ہو' فرائض اور واجبات تو ایک ذمہ داری تھی' وقتی حوادث میں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کا ہمیشہ خیال رہتا' تیز و تند ہوا کے وقت نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے' بارش نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے میدان میں نماز ادا فرماتے' اسی قسم کا مقام چاند یا سورج کا گرہن بھی ہے' عرب میں مشہور تھا کہ کسی بڑے آدمی کی موت یا زندگی پر گرہن ہوتا ہے' نبی ﷺ نے یہ غلطی رفع فرمائی اور فرمایا' یہ فقط اللہ تعالیٰ کا ایک نشان ہے' اور اس کی قدرت کا مظہر' اس کو کسی کی موت یا زندگی سے کوئی تعلق نہیں۔ ❷ اتنا لمبا الخ اس نماز کے لیے احادیث میں مختلف طریقے آئے ہیں' احناف کا خیال ہے کہ روزمرہ کی طرح دو رکعت نماز ادا کر لی جائے' اور کوئی اور طریقہ اختیار نہ کیا جائے شوافع اور باقی ائمہ دین کا مذہب یہ ہے کہ اس میں مسنون طریقہ اختیار کیا جائے' احناف احادیث میں اختلاف کی وجہ سے گھبرا گئے اور انہوں نے متعارض سمجھ کر احادیث کو ساقط العمل کرنے کی کوشش کی ہے اور احادیث کے بارہ میں یہ کوئی مستحن طریقہ نہیں ہے' بعض علماء نے اس کو مختلف واقعات پر محمول کیا ہے' چاند کو عموماً ہر سال گرہن لگتا رہتا ہے' سورج کو نسبتاً بہت کم لگتا ہے' اس صورت میں تعدد کا وقوع یقینی ہے' لیکن مشکل یہ ہے کہ سورج کے گرہن کا واقعہ بظاہر نبی ﷺ کی زندگی میں ایک دفعہ ہوا ہے' جبکہ آپ کے آخری بیٹے جناب ابراہیم کی موت کا واقعہ تو متعدد دفعہ نہیں ہو سکتا اور جو احادیث اس میں وارد ہوئی ہیں' بعض میں دو رکوع کا ذکر ہے' بعض میں تین اور چار کا اور بعض میں پانچ کا تو ان میں سے اکثر صحیح ہیں' بخاری و مسلم کی متفق روایات میں دو رکوع کا ذکر ہے' اس صورت میں محدثین کے اصول کے مطابق تطبیق کی بجائے ترجیح دی جا سکتی ہے' اس لیے کہ صحت کے اعتبار سے وہ روایات زیادہ صحیح ہیں جن پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے' ان میں صرف دو رکوع کا ذکر ہے' اس لیے ائمہ حدیث نے اسی کو ترجیح دی ہے اور یہی صحیح ہے' باقی مرجوع ہیں' تفصیل کے لیے نیل الاوطار' فتح الباری اور مرعاۃ (المفاتیح ص ۳۷۲ ج ۲) کی طرف رجوع کریں۔

۱۴۸۱ (۲) وَعَنْهَا قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ ﷺ فِي صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَآءَتِهٖ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۶۵ وابوداود حدیث رقم ۱۱۸۸ والترمذی حدیث رقم ۵۶۳ والنسائی حدیث رقم ۱۴۹۴)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے چاند گرہن کی نماز میں بلند آواز ❶ سے قراءت کی۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بلند آواز الخ اس سے ثابت ہوا کہ گرہن کی نماز میں با آواز بلند قراءت کرنی چاہیے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے منتقی میں نماز کسوف میں قراءت پکار کر پڑھنے کا باب باندھا ہے۔

۱۴۸۲ (۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَآءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَّهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ ((اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِّنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ)) فَقَالُوْا بِمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيْلَ يَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ ((يَكْفُرْنَ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج گرہن ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے بہت لمبا قیام کیا قریباً سورہ بقرہ کی قراءت کے برابر، پھر آپ نے لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا اور یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا، پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا، پھر قیام کیا اور لمبا قیام کیا اور یہ پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا اور یہ قیام پہلے قیام سے کم تھا پھر لمبا رکوع کیا اور یہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا، پھر سجدہ کیا پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج روشن ہو چکا تھا، آپ نے فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان کو کسی کی موت سے گرہن ہوتا ہے نہ کسی کے پیدا ہونے سے، پس جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ کو دیکھا، آپ اپنی جگہ کھڑے کوئی چیز پکڑنا چاہتے تھے پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹ رہے تھے آپ نے فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا تو میں نے اس کے درخت سے انگور کا ایک خوشہ توڑنا چاہا، اگر میں اسے لے لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے اور میں نے آگ دیکھی، پس میں نے آج کی طرح اتنا ہیبت ناک منظر کبھی نہیں

الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۵۲ ومسلم حدیث رقم (۱۷ ـ ۹۰۷) وابوداود حدیث رقم ۱۱۸۹ والنسائی حدیث رقم ۱۴۸۲ وابن ماجه حدیث رقم ۱۲۶۵ والموطا حدیث رقم ۲ من کتاب صلاۃ الکسوف واحمد فی المسند ۱/ ۲۹۸).

دیکھا اور میں نے اس میں عورتوں کو زیادہ دیکھا'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا: ''یہ کفر کرتی ہیں'' انہوں نے کہا' کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں بلکہ خاوند کے احسان کا انکار کرتی ہیں اور ان کی نافرمانی کرتی ہیں' اگر تو ان کے ساتھ عمر بھر احسان کرتا رہے پھر وہ تیری طرف سے اپنی مرضی کے خلاف کوئی بات دیکھے تو فوراً کہے گی کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں ❶ دیکھی۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہیں دیکھی الخ اس حدیث میں متعدد فوائد ہیں (۱) گرہن کی نماز' بہتر یہ ہے کہ باجماعت ادا کی جائے' اگر جماعت نہ ملے تو اکیلے پڑھ لینی چاہیے (۲) اس نماز میں قراءت جہر سے کی جائے (۳) مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلا قیام اور رکوع بہت زیادہ لمبا ہو مثلاً سو آیت کے برابر' دوسرا قیام اور رکوع اس سے کم اور حتی الامکان قیام اور نماز کو اتنا لمبا کیا جائے کہ سورج اور چاند کا گرہن ختم ہو جائے (۴) نماز خشوع سے پڑھی جائے اور نہایت عاجزی سے دعا کی جائے۔

۱۴۸۳ (۴) وَعَنْ عَآئِشَةَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَتْ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِانْجَلَتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْاوَتَصَدَّقُوْا)) ثُمَّ قَالَ ((يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْ تَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَّاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا.)) (متفق عليه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۴۴ ومسلم حدیث رقم (۱ ۰ ۹۰۱) والنسائی حدیث رقم ۱۴۷۴ والموطا حدیث رقم ۱ / کتاب صلاۃ الکسوف واحمد فی المسند ۳/ ۳۷۴)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث کی طرح مروی ہے' آپ فرماتی ہیں پھر آپ نے سجدہ کیا اور بہت لمبا سجدہ کیا' پھر آپ نماز سے فارغ ہوئے اور اس عرصہ میں سورج روشن ہو چکا تھا' پھر آپ نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی' پھر آپ نے فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں' ان کو کسی موت ❶ سے گرہن ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کی پیدائش سے' پس جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تکبیر کہو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو'' پھر آپ نے فرمایا: ''اے امت محمد (ﷺ)! اللہ تعالیٰ کی قسم! اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی غیرت مند نہیں کہ اس کا کوئی بندہ زنا کرے یا اس کی کوئی لونڈی زنا کرے' اے امت محمد (ﷺ)! اللہ کی قسم! اگر تم کو معلوم ہو جائے جو میرے علم میں ہے تو تم کم ہنسو اور بہت زیادہ روؤ۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ کسی کی موت سے الخ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جاہلیت کے دور میں یہ عقیدہ چلا آ رہا تھا کہ بہت بڑا

حادثہ یا واقعہ یا کسی بڑے نامور آدمی کی موت یا پیدائش پر گرہن لگتا ہے' ۱۰ھ میں جب آپ کے صاحبزادہ ابراہیم انتقال فرما گئے تو اس دن سورج کو بھی گرہن لگا' صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا جناب ابراہیم کی وفات کی بنا پر سورج کو گرہن لگا ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلط عقیدہ کی تردید فرمائی اور فرمایا کہ سورج اور چاند کو کسی کی زندگی یا موت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو' نماز پڑھو اور صدقہ' خیرات کرو۔

١٤٨٤ (٥) وَعَنْ اَبِي مُوسٰى قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَزِعًا يَّخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ، فَصَلّٰى بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَّ رُكُوْعٍ وَّ سُجُوْدٍ، مَا رَاَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ ((هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِهٖ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ)) (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ١٠٥٩ ومسلم حديث رقم (٢٤ ـ ٩١٢) وابو داود حديث رقم ١١٧٧ والنسائی حديث رقم ١٥٠٣ وابن ماجه حديث رقم ١٢٦٣)

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج گرہن ہوا' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا کر کھڑے ہوئے اس ڈر سے کہ قیامت قائم ہو گئی' آپ مسجد میں آئے اور نماز پڑھی جس کا قیام' رکوع اور سجدہ اتنا لمبا تھا کہ میں نے اتنا لمبا کرتے ہوئے آپ کو کبھی نہیں دیکھا' اور آپ نے فرمایا: ''یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ بھیجتا اور دکھاتا ہے یہ نہ تو کسی کی موت سے ہوتی ہیں اور نہ ہی کسی کی پیدائش سے' لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے' پس جب تم اس قسم کا کوئی نشان دیکھو تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ کرو اور اس سے دعا مانگو اور بخشش ❶ چاہو۔'' (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ بخشش چاہو الخ اس سے معلوم ہوا کہ کسوف کے وقت دعا' ذکر اور استغفار بہت زیادہ کرنا چاہیے کیونکہ ان چیزوں سے آفات دور ہو جاتی ہیں۔

١٤٨٥ (٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرٰهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم (١٠/ ٩٠٤)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ نے وفات پائی' تو آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جس میں چھ رکوع ❶ اور چار سجود کیے۔ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ چھ رکوع الخ یعنی ہر رکعت میں تین' تین رکوع کیے۔

١٤٨٦ (٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِيْ اَرْبَعِ سَجَدَاتٍ۔ (مسلم حديث رقم (١٨ ـ ٩٠٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی جبکہ سورج گرہن ہوا' اس میں آٹھ رکوع ❶ اور چار سجود کیے۔

فوائد الحدیث: ❶ آٹھ رکوع یعنی ہر رکعت میں چار' چار رکوع کیے۔

١٤٨٧ (٨) وَعَنْ عَلِيٍّ مِّثْلُ ذَالِكَ۔(رواہ مسلم)
(راجع تخریج الحدیث السابق)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔(مسلم)

١٤٨٨ (٩) وَعَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنْتُ أَرْتَمِي بِأَسْهُمٍ لِيْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرَنَّ إِلَى مَا حَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِي الصَّلٰوةِ رَافِعٌ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يُسَبِّحُ وَيُهَلِّلُ وَيُكَبِّرُ وَيُحَمِّدُ وَيَدْعُوْحَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَءَ سُوْرَتَيْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ) وَ كَذَا فِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَفِي نسخ المصابيح عَنْ جَابِرِ بْنِ سمرة۔ (مسلم حديث رقم (٢٦۔ ٩١٣)

سیدنا عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینہ منورہ سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تیراندازی کر رہا تھا کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا تو میں نے تیر پھینک دیئے اور میں نے کہا' اللہ کی قسم میں ضرور دیکھوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کی طرف جو سورج گرہن میں رونما ❶ ہوا' پس میں آیا اور میں نے دیکھا کہ آپ نماز میں کھڑے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے' پھر آپ کہنے لگے: ''سبحان اللہ' لا الہ الا اللہ' اللہ اکبر' الحمد للہ اور دعا ❷ مانگتے تھے'' یہاں تک کہ سورج سے گرہن جاتا رہا' پھر جب سورج سے گرہن جاتا رہا تو آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز پڑھی' روایت کیا اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے' اور اسی طرح ہے شرح السنہ میں عبدالرحمٰن سے' اور مصابیح میں جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ رونما الخ یعنی آپ اس وقت کیا کرتے ہیں۔ ❷ دعا الخ۔ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قراءت سے پہلے ثنا اتنی لمبی کی کہ جب سورج صاف روشن ہو گیا تو اس کے بعد قرأت شروع کی اور دو رکعات کو پورا کیا (مرعاۃ ص ۳۸۴ ج ۲)

١٤٨٩ (١٠) وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ لَقَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعَتَاقَةِفِي كُسُوْفِ الشَّمْسِ(رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ١٠٥٤ واحمد فی المسند ٦/ ٣٤٥)

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گرہن میں غلام آزاد ❶ کرنے کا حکم کیا۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ آزاد الخ اس سے معلوم ہوا کہ کسوف کے وقت ذکر الٰہی' استغفار' صدقہ' خیرات اور غلام آزاد کرنا چاہیے کیونکہ نیکیوں سے مصائب دور ہو جاتے ہیں۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ

١٤٩٠ (١١) عَنْ سَمُرَةَ بْنُ جُنْدُبٍ قَالَ صَلّٰى بِنَارَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ كُسُوْفٍ لَا نَسْمَعُ لَهٗ صَوْتًا۔

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن ہونے کے وقت نماز پڑھائی

(رواه الترمذی و ابوداؤدو النسائی و ابن ماجة)

(ابوداود حديث رقم ١١٨٤ والترمذی حديث رقم ٥٦٢ والنسائی حديث رقم ١٤٨٤ وابن ماجه حديث رقم ١٢٦٤ واحمد فی المسند ٥/ ١٦)

نہیں ❶ سنتے تھے ہم آپ کی آواز۔ (ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ نہیں سنتے الخ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث سے دلیل لی ہے کہ نماز کسوف میں قراءت آہستہ ہو لیکن اس حدیث سے زیادہ صحیح حدیث میں بلند آواز سے پڑھنے کے بارہ میں منقول ہے علاوہ ازیں نہ سننے سے یہ نہیں لازم آتا کہ آپ نے بلند آواز قراءت نہیں کی کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ سمرہ رضی اللہ عنہ دور ہونے کی وجہ سے نہ سن سکے ہوں' اور سمرہ رضی اللہ عنہ کی لمبی حدیث میں ہے کہ ''ہم آئے اور مسجد بھر چکی تھی'' (منتقی)

١٤٩١ (١٢) وَعَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَاتَتْ فُلَانَةُ بَعْضُ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فَخَرَّ سَاجِدًا فَقِيْلَ لَهُ تَسْجُدُ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا رَاَيْتُمْ اٰيَةً فَاسْجُدُوْا)) وَاَيُّ اٰيَةٍ اَعْظَمُ مِنْ ذِهَابِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ (رواه ابوداؤد و الترمذی) (ابوداود حديث رقم ١١٩٧ والترمذی حديث رقم ٣٨٩١)

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی نے بتایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ وفات پا گئی ہیں' پس وہ سجدہ میں گر گئے' انہیں کہا گیا: آپ سجدہ کرتے ہیں اس وقت ❶؟ انہوں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کوئی نشانی دیکھو تو سجدہ کرو اور کون سی نشانی زیادہ بڑی ہو سکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے فوت ہو جانے سے۔'' (ابوداؤد' ترمذی)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اس وقت الخ یعنی لوگوں نے پوچھا کہ آپ بلا سبب اس وقت کیوں سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ کی وفات سے ایک بہت بڑی برکت دنیا سے اٹھ گئی' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس چیز کو بڑا حادثہ سمجھ کر سجدہ میں گر پڑے کہ یا الٰہی ان کے جانے کے بعد ہمیں بے برکتی اور اپنے عذاب سے بچانا۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٤٩٢ (١٣) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فَقَرَاَ بِسُوْرَةٍ مِنَ الطُّوَلِ وَرَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ اِلَى الثَّانِيَةِ فَقَرَاَ بِسُوْرَةٍ مِنَ الطُّوَلِ ثُمَّ رَكَعَ خَمْسَ رَكَعَاتٍ وَ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ كَمَا هُوَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ يَدْعُوْ حَتّٰى انْجَلٰى

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی اور لمبی سورتوں میں سے ایک لمبی سورت اس میں پڑھی' پھر پانچ رکوع اور دو سجود کیے' پھر کھڑے ہوئے دوسری رکعت میں' پس لمبی سورتوں میں سے ایک لمبی سورت پڑھی' پھر پانچ رکوع اور دو سجود کیے' پھر بیٹھ گئے قبلہ رخ ہو کر' دعا

كُسُوْفُهَا۔ (رواه ابوداوٗد) (ابو داود حديث رقم ١١٨٢ وابن ماجه حديث رقم ١٢٦٢ واحمد في المسند ٥/ ١٣٤)

کرتے رہے یہاں تک کہ سورج کا گرہن دور ہو گیا۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

١٤٩٣ (١٤) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كُسِفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَجَعَلَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيَسْأَلُ عَنْهَا حَتَّى انْجَلَتِ الشَّمْسُ (رَوَاهُ أَبُوْدَاوٗدَ) وَفِي رِوَايَةِ النَّسَائِيِّ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى حِيْنَ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ مِثْلَ صَلَاتِنَا يَرْكَعُ وَ يَسْجُدُ وَلَهٗ فِي أُخْرٰى أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا مُسْتَعْجِلًا إِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدْ انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَصَلّٰى حَتّٰى انْجَلَتْ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ مِّنْ عُظَمَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا خَلِيْقَتَانِ مِنْ خَلْقِهٖ يُحْدِثُ اللهُ فِي خَلْقِهٖ مَاشَاءَ فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَتْ فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ أَوْ يُحْدِثُ اللهُ أَمْرًا))۔ (ابو داود حديث رقم ١١٩٣ والنسائي حديث رقم ١٤٨٧)

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں سورج بے نور ہوا تو آپ نے دو رکعات نماز کی پڑھنا شروع کیں اور سورج کے متعلق پوچھتے تھے یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا۔ (ابوداؤد) اور نسائی کی روایت میں ہے کہ جب سورج گرہن ہوا تو نبی ﷺ نے ہماری نماز کی طرح نماز پڑھی یعنی رکوع اور سجود کرتے تھے اور نسائی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک دن جلدی کرتے ہوئے مسجد کی طرف نکلے اور سورج بے نور ہو چکا تھا تو آپ نے نماز پڑھی یہاں تک سورج روشن ہو گیا' پھر آپ نے فرمایا: ''اہل جاہلیت کہتے تھے کہ سورج اور چاند صرف دنیا کے سرداروں میں سے کسی بڑے سردار کی موت سے گرہن ہوتے ہیں حالانکہ سورج اور چاند کسی کی موت اور کسی کی پیدائش سے گرہن نہیں ہوتے لیکن وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے مخلوق ہیں ظاہر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے تو ان دونوں میں جو بھی گرہن ہو پس تم نماز پڑھو یہاں تک کہ سورج روشن ہو جائے یا پیدا کرے اللہ تعالیٰ اپنا کوئی اور امر''

حکم الحدیث: اس کی سند میں انقطاع ہے۔

بَابُ فِيْ سُجُوْدِ الشُّكْرِ

سجدۂ شکر کا بیان ❶

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلُ الْأَوَّلِ وَ الثَّالِثِ۔

اور اس باب میں پہلی فصل اور تیسری فصل نہیں ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

١٤٩٤ (١) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا جَآءَہٗ اَمْرٌ سُرُوْرًا اَوْ یُسَرُّ بِہٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِلّٰہِ تَعَالٰی (رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ) وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ۔ (ابوداود حدیث رقم ٢٧٧٤ والترمذی حدیث رقم ١٥٧٨ وابن ماجه حدیث رقم ١٣٩٤)

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب کوئی خوشی کا ❶ امر آتا جس سے خوش ہوتے تو آپ اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کے لیے سجدہ میں گر پڑتے۔ (ابوداوٗد' ترمذی' اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن غریب ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ شکر الخ نعمت کے اعتراف و اظہار کو شکر کہتے ہیں اور اس کی ضد کفر ہے' کفر کے معنے ڈھانپنے اور چھپانے کے ہیں' شکر کبھی دل سے' کبھی زبان سے اور کبھی اعضاء سے ہوتا ہے' شکر کے معنی قدردانی کے ہیں' اس میں تینوں صورتیں آ جاتی ہیں' انسان کی شکرگزاری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدردانی دل' زبان اور جن اعضاء سے ممکن ہو' کرے' نعمت کی صحیح قدر کافی مشکل ہے' اس لیے صرف انبیاء علیہم السلام کا ذکر اس وصف سے فرمایا "شَاکِرًا لِّاَنْعُمِہٖ" یعنی ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے پوری طرح قدردان تھے اسی طرح نوح علیہ السلام کے متعلق بھی قرآن مجید میں ارشاد موجود ہیں کہ "نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قدردان تھے" اے داوٗد (علیہ السلام)! کی آل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کرو' میرے بندوں سے شکرگزار تھوڑے ہیں۔ ❷ خوشی کا امر آتا الخ۔ اسلام نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کے نام کو بلند فرمایا' اللہ تعالیٰ کے ماسوا کو کوئی اہمیت نہیں دی' بلکہ حقیر سمجھا' اس لیے ہر موقع پر جس طرح ہو سکا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار فرمایا' اس لیے آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی اچھی خبر سنتے تو سجدہ فرماتے' مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہو' سجدہ اظہار نعمت کا سب سے بہتر ذریعہ ہے' اس لیے اللہ تعالیٰ کے سوا سجدہ کسی کیلئے جائز نہیں ہے' اسلام نے غیر کے لیے سجدہ بالکل حرام کر دیا ہے' ارشاد ہوتا ہے "لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَھُنَّ" یعنی نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو کرو جس نے ان اجرام کو پیدا کیا ہے۔ نبی ﷺ نے غیر کے سامنے دست بستہ ہو کر کھڑے ہونے اور جھکنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (کتب حدیث)

١٤٩٥ (٢) وَعَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ رَاٰی رَجُلًا مِنَ النُّغَاشِیْنَ فَخَرَّ سَاجِدًا (رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِی) مُرْسَلًا وَفِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ لَفْظُ الْمَصَابِیْحِ۔ (الدارقطنی حدیث رقم ١ من باب السنة فی سجود الشکر)

ابوجعفر سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بونوں میں سے ایک بونا شخص دیکھا تو آپ سجدہ میں گر ❶ پڑے روایت کیا اس کو دارقطنی نے مرسلاً اور شرح سنہ میں مصابیح کے الفاظ ہیں۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ سجدہ میں گر پڑے الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی متغیر الخلق یا کسی بیمار یا کسی کو بلا میں مبتلا دیکھے تو سجدہ کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح الخلقت اور عافیت دے رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ یہ عافیت ہمیشہ قائم رکھے۔

١٤٩٦ (٣) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ خَرَجْنَا

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول

مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّكَّةَ نُرِيْدُ الْمَدِيْنَةَ فَلَمَّا كُنَّا قَرِيْبًا مِّنْ عَزْوَزَآءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّسَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّسَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيْلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا قَالَ ((اِنِّي سَأَلْتُ رَبِّيْ وَ شَفَعْتُ لِأُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِيْ فَاَعْطَانِيْ ثُلُثَ اُمَّتِيْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِيْ فَسَأَلْتُ رَبِّيْ لِأُمَّتِيْ فَاَعْطَانِي الثُّلُثَ الْاٰخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِّرَبِّيْ شُكْرًا۔)) (رواه احمد و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ٢٧٧٥)

اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے پس ہم جب مقام عزوزاء ❶ کے قریب پہنچے تو آپ اترے اور ہاتھ ❷ اٹھا کر تھوڑی سی دیر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے' پھر سجدہ میں گر پڑے' پس ٹھہرے رہے سجدہ میں دیر تک' پھر کھڑے ہوئے اور اٹھائے اپنے دونوں ہاتھ تھوڑی سی دیر' پھر گر پڑے سجدہ میں' پس ٹھہرے رہے دیر تک' پھر کھڑے ہو کر تھوڑی سی دیر ہاتھ اٹھائے' پھر سجدہ میں گر پڑے' (پھر سجدہ سے اٹھنے کے بعد) فرمایا: ''میں نے اپنے رب سے دعا کی اور اپنی امت کے لیے شفاعت کی' پس دی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تہائی میری امت' پھر میں سجدہ میں گر پڑا اپنے رب کی شکرگزاری کے لئے' پھر اٹھایا میں نے اپنے سر کو' پس میں نے اپنی امت کے لیے اپنے رب سے دعا مانگی' تو دی مجھے اللہ تعالیٰ نے تہائی میری امت' پھر میں سجدہ میں گر پڑا اپنے رب کی شکرگزاری کے لئے' پھر اٹھایا میں نے اپنے سر کو' تو میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لیے دعا مانگی' پس دی مجھے تہائی ❸ آخری' پس میں اپنے رب کی شکرگزاری کے لیے سجدہ میں گر پڑا۔'' (احمد' ابوداوٗد)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عزوزاء ایک جگہ کا نام ہے' مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان (مجمع ج ۲ ص ۳۸۴)

❷ ہاتھ اٹھا کر الخ اس سے معلوم ہوا کہ دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہیں۔

❸ تہائی آخری الخ نبی ﷺ نے اپنی امت کے لئے دعا فرمائی' اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا' قیامت کے روز آپ کی شفاعت ہوگی' اور آپ کی امت میں سے ہمیشہ کے لیے کوئی بھی جہنم میں نہیں رہے گا' بشرطیکہ اس کا خاتمہ شرک و بدعت پر نہ ہوا ہو۔

بَابُ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَآءِ

نماز استسقاء کا بیان ❶

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

١٤٩٧ (١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰهِ ﷺ بِالنَّاسِ اِلَی الْمُصَلّٰی يَسْتَسْقِيْ فَصَلّٰی بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآءَةِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ۱۰۲٤ ومسلم حديث رقم (۱۔ ۸۹٤) وابوداود حديث رقم ۱۱٦٦ والترمذی حديث رقم ٥٥٦ والنسائی حديث رقم ۱٥۰۹ والدارمی حديث رقم ۱٥۳۳ والموطا حديث رقم ۱ من كتاب الاستسقاء)

بارش کی دعا کے لیے لوگوں کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے' آپ نے ان کو دو رکعت نماز پڑھائی' ان میں جہری قراءت کی اور متوجہ ہوئے قبلہ کی طرف' دعا کرتے تھے' اور اٹھائے اپنے دونوں ہاتھ اور قبلہ کی طرف جب متوجہ ہوئے تو اپنی چادر کو اٹھایا۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نماز استسقاء الخ مسلمان لوگ مشکلات اور تکالیف میں اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتے ہیں' جب بارش نہ ہوتی تو نبی ﷺ جنگل میں جاتے معمولی' پھٹے' پرانے اور روزمرہ استعمال کے کپڑوں میں نماز ادا فرماتے اور عاجزی سے دعا کرتے' دو رکعات نماز ادا فرماتے' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دیگر کوئی سورت بآواز بلند پڑھتے' آخری رکعت میں تشہد کے بعد نماز ختم فرماتے' پھر خطبہ ارشاد فرماتے' چادر کو اس طرح بدلتے کہ اوپر کے کونے نیچے آ جاتے اور نیچے کے اوپر اور بائیں جانب دائیں طرف چلی جاتی اور دعا الٹے ہاتھوں سے مانگتے' یہ صورت حال کی تبدیلی کے لیے حسی اشارہ ہے' یہ تمام چیزیں نماز استسقاء میں مسنون ہیں' جب تک بارش نہ ہو یہ عمل جاری رکھنا چاہیے' اگر پہلے دن دعا قبول ہو جائے تو پھر دوسرے دن جانے کی ضرورت نہیں۔

۱٤۹۸ (۲) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَآءِ فَاِنَّهٗ يَرْفَعُ حَتّٰی يُرٰی بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ (متفق عليه) (البخاری حديث رقم ۱۰۳۱ ومسلم حديث رقم (۷۔ ۸۹٥) وابوداود حديث رقم ۱۱۷۰ والنسائی حديث رقم ۱٥۱۳ والدارمی حديث رقم ۱٥۳٥ واحمد فی المسند ۲/ ۲۳٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نہیں اٹھاتے تھے اپنے دونوں ہاتھ اپنی کسی دعا میں' مگر دعا استسقاء میں' پس تحقیق اس میں اس قدر ہاتھ اٹھاتے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ❶ دیکھی جاتی تھی۔ (بخاری' مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ سفیدی الخ اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کی دعا میں ہاتھ سر کے برابر اٹھانا چاہئیں تاکہ بغلوں کی سفیدی نظر آئے۔

۱٤۹۹ (۳) وَعَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقٰی فَاَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ اِلَی السَّمَآءِ۔ (رواه مسلم) (مسلم حديث رقم ٦/ ۸۹٦)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے بارش کی دعا فرمائی اور اشارہ کیا اپنے ہاتھوں کی پیٹھ سے آسمان کی طرف۔ (مسلم)

۱٥۰۰ (٤) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا رَاَی الْمَطَرَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش دیکھتے تو فرماتے: ''یا الٰہی! نفع ❶ دینے والی

(رواہ البخاری) (البخاری حدیث رقم ۱۰۳۲ والنسائی حدیث رقم ۱۵۲۳ وابن ماجہ حدیث رقم ۳۸۹۰ واحمد فی المسند ٦/ ۱)

بارش خوب برسا۔" (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ نفع دینے والی الخ اس سے معلوم ہوا کہ بارش کے آثار دیکھنے کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

۱۵۰۱ (۵) وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اَصَابَنَا مَطَرٌ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ثَوْبَہٗ حَتّٰی اَصَابَہٗ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَ صَنَعْتَ ھٰذَا قَالَ ((لِاَنَّہٗ حَدِیْثُ عَھْدٍ بِرَبِّہٖ۔)) (رواہ مسلم) (مسلم حدیث رقم (۱۳۔ ۸۹۸) وابوداود حدیث رقم ۵۱۰۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پہنچی ہم کو بارش اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے پس اتارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے کو تا کہ پہنچے آپ کو بارش' ہم نے کہا' اے اللہ کے رسول! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: "کیونکہ وہ نئی آئی ہے ❶ اپنے رب کے پاس سے۔" (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ آئی ہے الخ قرآن پاک میں ہے "وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَکًا" "ہم نے آسمان سے بابرکت پانی اتارا۔" اس کی برکت کو حاصل کرنے کے لیے آپ بارش میں غسل فرماتے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۵۰۲ (٦) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِلَی الْمُصَلّٰی فَاسْتَسْقٰی وَحَوَّلَ رِدَآءَہٗ حِیْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ فَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْمَنَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْسَرِ وَجَعَلَ عِطَافَہُ الْاَیْسَرَ عَلٰی عَاتِقِہِ الْاَیْمَنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰہَ۔ (رواہ ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱٦۳)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لائے تو بارش کی دعا فرمائی اور جب قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے تو گھمایا ❶ اپنی چادر کو اور کیا آپ نے اس کے دائیں کنارہ کو اپنے بائیں کندھے پر اور اس کے بائیں کنارہ کو اپنے دائیں کندھے پر' پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ (ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ پھیرا الخ نماز استقاء میں یہ فعل مسنون ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چادر الٹاتے تھے کہ قحط الٹ جائے۔

۱۵۰۳ (۷) وَعَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اسْتَسْقٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَعَلَیْہِ خَمِیْصَۃٌ لَہٗ سَوْدَآءُ فَاَرَادَ اَنْ یَّاْخُذَ اَسْفَلَھَا فَیَجْعَلَہٗ اَعْلَاھَا فَلَمَّا ثَقُلَتْ قَلَبَھَا عَلٰی عَاتِقَیْہِ۔ (رواہ احمد و ابوداوٗد) (ابوداود حدیث رقم ۱۱٦٤ والنسائی حدیث رقم ۱۵۰۷ واحمد فی المسند ٤/ ٤۲)

سیدنا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کے لیے دعا مانگی اور آپ پر ایک سیاہ رنگ کی چادر تھی' پس آپ نے اس کی نچلی جانب کو پکڑنا چاہا تا کہ اسے اوپر کی جانب کریں اور جب وہ بھاری معلوم ہوئی تو آپ نے اسے الٹا کر اپنے دونوں کندھوں پر رکھ لیا۔ (احمد ابوداود)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٥٠٤ (٨) وَعَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى آبِي اللَّحْمِ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ يَسْتَسْقِي عِنْدَ اَحْجَارِ الزَّيْتِ قَرِيبًا مِّنَ الزَّوْرَآءِ قَائِمًا يَدْعُو يَسْتَسْقِي رَافِعًا يَدَيْهِ قِبَلَ وَجْهِهِ لَا يُجَاوِزُ بِهِمَا رَأْسَهُ (رواه ابوداوٗد وروى الترمذى والنسائى نحوه۔) (ابوداود حديث رقم ١١٦٨ والترمذى حديث رقم ٥٥٧ والنسائى حديث رقم ١٥١٤ واحمد فى المسند ٥/ ٢٢٣)

سیدنا ابواللحم رضی اللہ عنہ کے آزادکردہ غلام سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ مقام احجارالزیت ❶ میں زوراء ❷ مقام کے قریب دعا استقا مانگ رہے تھے، آپ کھڑے ہوکر بارش کے لیے دعا مانگتے تھے اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے مبارک ❸ کے سامنے اٹھا کر، نہیں اونچا کرتے تھے ان کو اپنے سر سے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ احجارالزیت الخ مدینہ منورہ میں ایک جگہ کا نام ہے، اس کا یہ نام اس لیے ہے کہ اس میں سیاہ رنگ کے پتھر چمکنے سے معلوم ہوتے ہیں۔ (مجمع ص ٢٣٨ ج١) ❷ زوراء یہ بھی ایک جگہ کا نام ہے، مدینہ منورہ کے بازار میں واقع ہے (مجمع ص ٣٧ ج ٢) ❸ چہرہ مبارک کے سامنے الخ دعاء استقا کے کئی طریقے منقول ہیں کبھی معمول کے مطابق ہاتھ اٹھائے اور کبھی الٹا کر کے۔

١٥٠٥ (٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْنِي فِي الْاِسْتِسْقَآءِ مُتَبَذِّلًا مُّتَوَاضِعًا مُّتَخَشِّعًا مُّتَضَرِّعًا۔ (رواه الترمذى و ابوداوٗد و النسائى و ابن ماجة) (ابوداود حديث رقم ١١٦٥ والترمذى حديث رقم ٥٥٨ والنسائى حديث رقم ١٥٠٨ وابن ماجه حديث رقم ١٢٦٦ واحمد فى المسند ١/ ٣٥٥)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استقاء کے لیے اس حالت میں باہر نکلے کہ آپ زینت ترک کیے ہوئے، تواضع کیے ہوئے، عاجزی ❶ اور زاری کرنے والے تھے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ عاجزی الخ جہاں تک ہو سکے امام اور رعایا دونوں کو دربار الٰہی میں گڑگڑا کر، رو رو کر دعا مانگنا چاہیے اور سب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں، کیونکہ پانی گناہوں کی نحوست سے رک جاتا ہے۔

١٥٠٦ (١٠) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اسْتَسْقٰى قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيْمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ۔)) (رواه مالك و ابوداوٗد) (ابوداود حديث رقم ١١٧٦ والموطا حديث رقم ٢ من كتاب الاستسقاء)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا (رضی اللہ عنہ) سے ❶ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب استقاء کی دعا کرتے تو کہتے: ''یاالٰہی! پانی پلا اپنے بندوں کو اور اپنے جانوروں کو اور پھیلا اپنی رحمت اور آباد کر اپنے بے آباد شہروں کو۔'' (مالک وابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ دادا سے الخ یعنی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے۔

١٥٠٧ (١١) وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُوَاكِيءُ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا مُّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ)) قَالَ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ۔ (رواہ ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ١١٦٩ وابن ماجه حديث رقم ١٢٧٠ واحمد في المسند ٤/ ٢٣٥)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (بارش کی دعا میں) ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھا' پس آپ کہتے تھے: یاالٰہی! عطا کر ہم کو بارش فریادرسی کرنے والی' اچھے انجام والی' خوشحال کرنے والی' نفع بخش' نہ نقصان دینے والی' جلدی آنے والی' نہ دیر لگانے والی' جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پس ان پر بادل چھا گیا۔ (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٥٠٨ (١٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ شَكَى النَّاسُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُحُوْطَ الْمَطَرِ فَاَمَرَ بِمِنْبَرٍ فَوُضِعَ لَهٗ فِي الْمُصَلّٰى وَوَعَدَ النَّاسَ يَوْمًا يَّخْرُجُوْنَ فِيْهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَكَبَّرَ وَ حَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ ((اِنَّكُمْ شَكَوْتُمْ جَدْبَ دِيَارِكُمْ وَاسْتِئْخَارَ الْمَطَرِ عَنْ اِبَّانِ زَمَانِهٖ عَنْكُمْ وَقَدْ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَدْعُوْهُ وَوَعَدَكُمْ اَنْ يَّسْتَجِيْبَ لَكُمْ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ فُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا اِلٰى حِيْنٍ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمْ يَتْرُكِ الرَّفْعَ حَتّٰى بَدَا بَيَاضُ اِبْطَيْهِ ثُمَّ حَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَهٗ وَقَلَّبَ اَوْحَوَّلَ رِدَآءَهٗ وَهُوَرَافِعٌ يَدَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَنَزَلَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَنْشَاَ اللّٰهُ سَحَابَةً فَرَعَدَتْ وَبَرَقَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَمْ يَاْتِ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے منبر رکھنے کا حکم کیا' وہ آپ کے لیے عیدگاہ میں رکھا گیا اور وعدہ کیا لوگوں سے ایک دن کا کہ اس میں نکلیں' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے جبکہ ظاہر ہوا کنارہ سورج کا' اور بیٹھے منبر پر' ❶ پس تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر فرمایا: ''تم نے اپنے شہروں میں قحط سالی اور ضرورت کے وقت پر بارش نہ ہونے کی شکایت کی ہے اور تم کو اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ دعا مانگو اس سے اور اس نے تم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا' پھر آپ نے فرمایا ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے جو تمام جہان کو پالنے والا ہے' جو بہت مہربان نہایت شفقت کرنے والا ہے' مالک ہے قیامت کے دن کا' نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے' کرتا ہے جو چاہتا ہے' اے اللہ! تو ہی معبود ہے' نہیں کوئی معبود سوا تیرے' تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں' نازل فرما ہم پر بارش اور بنا اس چیز کو جو تو نے ہماری طرف اتاری ہے روزی اور مدت دراز تک

مَسْجِدَهٗ حَتّٰی سَالَتِ السُّيُوْلُ فَلَمَّا رَاٰی سُرْعَتَهُمْ اِلَی الْكِنِّ ضَحِكَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ فَقَالَ ((اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَ اَنِّیْ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ)) (رواه ابوداؤد) (ابوداود حديث رقم ۱۱۷۳)

پہنچنے کا ذریعہ' پھر اٹھائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ' پس نہیں چھوڑا آپ نے اپنے ہاتھوں کا اٹھانا یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہوگئی' پھر آپ نے لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ پھیری اور اپنی چادر کو الٹایا اور اٹھائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھ' پھر متوجہ ہوئے لوگوں کی طرف اور منبر سے اتر پڑے اور دو رکعات نماز پڑھائی' پس پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے بادل' وہ گرجا اور چمکی بجلی' پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش ہوئی' تو نہ آئے آپ اپنی مسجد میں یہاں تک کہ نالے پانی سے بہہ پڑے اور جب آپ نے لوگوں کو سائے کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا تو خوب ہنسے یہاں تک کہ آپ کے سارے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور تحقیق میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔'' (ابوداؤد)

حکم الحدیث: اس کی سند حسن ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ اور بیٹھے منبر پر الخ نماز استسقاء میں مختلف احادیث آئی ہیں' بعض میں قراءت جہری کا ذکر نہیں' بعض میں خطبہ کا بیان نہیں اور بعض میں یہ ہے کہ آپ نے پہلے خطبہ دیا' پھر نماز پڑھی' علاوہ ازیں بعض میں صرف دعا کا ذکر ہے اور بعض میں آیا ہے کہ آپ نے خطبہ جمعہ کے دوران دعا استسقاء فرمائی ہے' غالباً احناف ان احادیث میں اختلاف کی وجہ سے گھبرا گئے اور متعارض سمجھ کر نماز استسقاء سے انکار کر دیا کہ آپ نے پہلے دعا مانگی' بعد از اں دو رکعات نماز پڑھی' پھر خطبہ دیا' دوران خطبہ بھی دعا فرمائی اور چادر بھی بدلی کہ یاالٰہی جس طرح یہ چادر پھیری ہے' اسی طرح حالات پھیر دے' جہاں پہلے خشک سالی ہے وہاں اب بارش کر کے خوش حالی فرما' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بموقع بیان کسی نے مختصر' کسی نے مفصل' بعض نے کوئی چیز اور بعض نے کچھ اور روایت کر دیا۔ اس طرح کے بیان سے احادیث باہم متعارض نہیں ہوا کرتیں' غرض استسقاء کے لیے مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ باہر نکل کر معمولی' پھٹے پرانے کپڑوں میں نماز پڑھی جائے' انتہائی عاجزی سے دعا مانگی جائے' خطبہ دیا جائے اور چادر بدلی جائے اور یہی صورت سب سے بہتر ہے' ویسے حسب موقع جس طرح بھی دعا استسقاء مانگی جائے مثلاً فرض نماز کے بعد یا دوران خطبہ جمعہ یا اس کے علاوہ کسی اور مجلس میں تو جائز ہے واللہ اعلم۔

۱۵۰۹ (۱۳) وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ اِذَا قُحِطُوْا اسْتَسْقٰی بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ فَيُسْقَوْنَ۔ (رواه البخاری) (البخاری حديث رقم ۱۰۱۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں جب قحط پڑتا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب سے بارش کی دعا کرواتے پس کہتے ''یاالٰہی! ہم دعا کیا کرتے تھے آپ کی جناب میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اور تو ہم پر بارش نازل کر دیتا تھا' اب ہم دعا کر رہے ہیں آپ کی جناب میں

اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ❶ کے چچا کے ذریعہ سے پس بارش بھیج ہم پر"
انس رضی اللہ عنہ نے کہا پس ان پر بارش ہو جاتی تھی۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے ذریعہ الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندہ اہل خیر اور نیک بزرگوں سے دعا کرانا مستحب ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ سے دعا کروایا کرتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد جو اہل بیت اور صاحب فضیلت ان میں زندہ ہوتے تو ان سے دعا کرواتے' جیسا کہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے دعا کروائی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے' یزید بن اسود جرشی رضی اللہ عنہ سے بارش کی دعا کروائی تو بارش ہوگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام' سلف صالحین اور ائمہ اسلام میں قبروں پر جا کر دعا کرانے کا رواج نہیں تھا' اگر قبروں والوں سے دعا کرانا یا قبرستان میں جا کر دعا مانگنا اچھا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنی مشکلات کے وقت اور بارش کے لیے گروہ در گروہ اور جوق در جوق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر پر آتے اور کہتے اے اللہ کے رسول! ہمارے لیے بارش کی دعا فرمائیں! اس لیے کہ آپ سے ان کی عقیدت ومحبت اور آپ سے دعا کرانے کا شوق بے حد تھا' علاوہ ازیں جو مصائب والام ان پر گذرے ہیں وہ ہماری تکالیف سے کئی درجہ زیادہ ہیں' خصوصاً اہل بیت پر جو سخت واقعات اور مصائب آئے ہیں وہ تو نہایت روح فرسا اور لرزہ براندام ہیں' ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنی حل مشکل اور رفع تکلیف کے لیے آپ کی قبر مبارک پر جا کر نہ دعا مانگی اور نہ منگوائی' پس ثابت ہوا کہ قبروں پر جا کر دعا مانگنا یا قبروں والوں سے دعا کرانا اور اپنی حاجات اور مصائب کو دور کرانے کی درخواست کرنا ناجائز اور حرام بلکہ کفر اور شرک ہے۔ مزید تفصیل کے لیے شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی معروف کتاب "صراط مستقیم" کا مطالعہ کیجیے۔

١٥١٠ (١٤) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((خَرَجَ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَآءِ بِالنَّاسِ يَسْتَسْقِیْ فَاِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ بَعْضَ قَوَائِمِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ ارْجِعُوْا فَقَدِ اسْتُجِيْبَ لَكُمْ مِنْ اَجْلِ هٰذِهِ النَّمْلَةِ)) (رواه الدار قطنی) (الدارقطنی حدیث رقم ١ کتاب الاستقاء)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے سابقہ انبیاء علیہم السلام میں ایک نبی علیہ السلام لوگوں کے ساتھ نماز استقاء کے لیے نکلے' تو انہوں نے اچانک ایک چیونٹی کو دیکھا کہ وہ اپنے پاؤں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھی' اللہ کے اس نبی نے لوگوں کو کہا کہ واپس چلو کیونکہ تمہاری دعا اس چیونٹی کے ذریعہ قبول کی گئی ❶ ہے۔" (دارقطنی)

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ قبول کی گئی الخ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب مخلوق کیلئے ہے اور وہی سب کا کارساز ہے اور وہی حاجات پوری کرنے والا ہے' نیز معلوم ہوا کہ حیوانات میں بھی یہ ادراک ہے کہ وہ اپنی حاجات صرف اللہ تعالیٰ سے مانگنا چاہئیں' وہ لوگ کتنے بدنصیب ہیں جو غیر اللہ کی چوکھٹ پر جھک مارتے ہیں۔ دربار الٰہی میں دعا کی قبولیت کیلئے چار شرائط ہیں (۱) دعا گناہ اور قطع رحمی کی نہ ہو (۲) دیر ہو جائے تو رحمت الٰہی سے مایوس نہ ہو (۳) اللہ تعالیٰ کا پورا فرمانبردار ہو (۴) خوراک' لباس حلال ہو نیز زبان میں سچائی ہو۔

بَابٌ فِي الرِّيَاحِ

ہواؤں کا بیان

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

۱۵۱۱ (۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ۱۰۳۵ ومسلم حدیث رقم (۱۷۔ ۹۰۰ واحمد فی المسند ۱/ ۲۲۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھے بادِ صبا سے مدد دی گئی ہے اور عادی لوگ پچھم کی ہوا سے ہلاک کیے گئے۔" (بخاری، مسلم)

۱۵۱۲ (۲) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ فَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ۔ (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم ٤٨٢٨ ومسلم حدیث رقم (١٥۔ ٨٩٩)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پورے (کھل کھلا کر) ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں آپ کے کن کوے (ٹانسہ) کو دیکھوں، آپ صرف تبسم فرمایا کرتے تھے، تو جب آپ کسی بادل یا ہوا کو دیکھتے تو آپ کے چہرہ میں تغیر معلوم ❶ کیا جاتا تھا۔ (بخاری، مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ تغیر معلوم الخ اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو کسی حال میں بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف نہیں ہونا چاہیے، خصوصاً جبکہ موسمی تغیرات کا زور و شور ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا سوال کرنا چاہیے اور دل میں عاجزی اور تواضع اختیار کر لینی چاہیے۔

۱۵۱۳ (۳) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَ خَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ)) وَاِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَآءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذَالِكَ عَائِشَةُ فَسَاَلَتْهُ فَقَالَ ((لَعَلَّهٗ يَا عَائِشَةُ)) كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ ((فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا)) وَفِيْ رِوَايَةٍ يَقُوْلُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ ((رَحْمَةً۔)) (متفق علیه) (البخاری حدیث رقم

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سخت ہوا چلتی تو نبی ﷺ فرماتے تھے "یا الٰہی! میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس کی اور بھلائی اس چیز کی جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کے لیے یہ ہوا بھیجی گئی ہے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیرے ذریعہ اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لیے یہ (ہوا) بھیجی گئی ہے" اور جب آسمان پر بادل ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور کبھی نکلتے اور کبھی اندر آتے اور کبھی باہر جاتے اور جب بارش ہو جاتی تو خوف جاتا رہتا، پس جانا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: "اے

۳۲۰۵ ومسلم حدیث رقم (۱۵ ـ ۸۹۹)

عائشہ! شاید کہ یہ ایسا ہی ہو جیسا کہ قوم عاد نے کہا تھا'' پس جب آپ نے اس بادل کو سامنے آنے والا اور ان کی نالیوں کی طرف متوجہ ہونے والا دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بادل ہم پر سے برسنے والا ہے'' اور ایک روایت ہے کہ جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے ''یا الٰہی بنا اس کو رحمت'' (بخاری' مسلم)

۱۵۱۴ (٤) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَفَاتِيْحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ اَلْاٰيَةَ.)) (رواه البخاری) (البخاری حدیث رقم ٤٦٢٧ واحمد فی المسند ٢/ ٢٤)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''غیب کے خزانے پانچ ہیں' ❶ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''تحقیق اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور وہی اتارتا ہے بارش'' آخر آیت تک پڑھا۔ (بخاری)

فوائد الحدیث: ❶ پانچ ہیں الخ یعنی ان پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا یہ غیب کے خزانے ہیں اور جو ان کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا (اور مشرک) ہے' وہ یہ ہیں (۱) قیامت کا علم کوئی نہیں جانتا کہ کس سال' کس ماہ' کس جگہ اور کس حال میں آئے گی۔ (۲) کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی' کتنی ہوگی' کس جگہ ہوگی' مفید یا غیر مفید' یہ سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے (۳) کوئی نہیں جانتا کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی' زندہ پیدا ہوگا یا مردہ اور پیدا ہونے کے بعد کیا کرے گا وغیرہ (۴) کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا (۵) کوئی نہیں جانتا کہ کوئی کہاں فوت ہوگا۔

۱۵۱۵ (٥) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيْسَتِ السَّنَةُ بِاَنْ لَّا تُمْطَرُوْا وَلٰكِنِ السَّنَةُ اَنْ تُمْطَرُوْا وَتُمْطَرُوْا وَلَا تُنْبِتُ الْاَرْضُ شَيْئًا.)) (رواه مسلم) (مسلم حدیث رقم (٤٤ ـ ٢٩٠) واحمد فی المسند ٢/ ٣٤٢)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قحط سالی یہ نہیں ہے کہ تم پر بارش نہ ہو' بلکہ قحط سالی یہ ہے کہ تم پر پے در پے بارش ہو اور زمین کچھ نہ اگائے۔'' ❶ (مسلم)

فوائد الحدیث: ❶ نہ اگائے زمین کچھ الخ یعنی رزق اور برکت بارش میں نہ سمجھو بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھو' بعض اوقات بارشیں ہوتی ہیں لیکن بے اثر' اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا قحط دراصل یہ ہے کہ بارش ہونے کے بعد بھی کچھ نہ اگے' آرام کے اسباب ہوتے ہوئے بھی اگر آرام نہ ملے تو یہ انتہائی بدنصیبی کی بات ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ

۱۵۱٦ (٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ((الرِّيْحُ مِنْ رَوْحِ اللّٰهِ تَاْتِیْ بِالرَّحْمَةِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''ریح (ہوا) اللہ تعالیٰ کی رحمت

وَبِالْعَذَابِ فَلَا تَسُبُّوْهَا وَسَلُوا اللّٰهَ مِنْ خَيْرِهَا وَعُوْذُوْا بِهِ مِنْ شَرِّهَا۔)) (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔) (ابوداود حديث رقم ٥٠٩٧ وابن ماجه حديث رقم ٣٧٢٧ واحمد في المسند ٢/ ٢٥٠)

سے ہے جو لاتی ہے اللہ کی رحمت اور عذاب کو' پس اسے برا نہ کہو اور سوال کرو تم اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی سے اور پناہ مانگو تم اس کی برائی سے۔'' (شافعی' ابوداؤد' ابن ماجہ' بیہقی دعوات کبیر)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٥١٧ (٧) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيْحَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ ((لَا تَلْعَنُوْا الرِّيْحَ فَاِنَّهَا مَاْمُوْرَةٌ وَاِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ)) رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔ (ابوداود حديث رقم ٤٩٠٨ والترمذي حديث رقم ١٩٧٨)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس ہوا کو لعنت کی' آپ نے فرمایا کہ ''تم ہوا کو لعنت نہ کرو اس لیے کہ وہ حکم کی گئی ہے اور جو شخص کسی چیز کو لعنت کرتا ہے جو اس کے قابل نہیں ہے تو وہ لعنت اسی پر ہی لوٹ آتی ہے۔'' (ترمذی اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے)

حکم الحدیث: اس کی سند صحیح ہے۔

١٥١٨ (٨) وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَا تَسُبُّوْا الرِّيْحَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مَا تَكْرَهُوْنَ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَ خَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُمِرَتْ بِهِ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَشَرِّمَا فِيْهَا وَشَرِّمَا اُمِرَتْ بِهِ۔)) (رواه الترمذي) (الترمذي حديث رقم ٢٢٥٢ واحمد في المسند ٥/ ١٢٣)

سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہوا کو برا نہ کہو پس جب تم ناپسند دیکھو تو کہو'' یا الٰہی ہم سوال کرتے ہیں تجھ سے اس ہوا کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور اس چیز کی بھلائی جس کا اسے حکم ملا ہے' ہم پناہ مانگتے ہیں تیرے ذریعہ اس ہوا کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کا اسے حکم ملا ہے۔'' (ترمذی)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

١٥١٩ (٩) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا هَبَّتْ رِيْحٌ قَطُّ اِلَّا جَثَا النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا)) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ((اِنَّا اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا وَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں چلی ہوا کبھی مگر نبی ﷺ دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے تھے اور فرماتے ''یا الٰہی! بنا اس کو رحمت اور نہ بنا اس کو عذاب' یا الٰہی بنا اس کو ریاح اور نہ بنا اس کو ریح'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا' اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے: ''بے شک بھیجی ہم نے ان پر باد صرصر اور بھیجی ہم نے

اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ)) وَاَنْ يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ)) (رَوَاهُ الشَّافِعِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعْوَاتِ الْكَبِيْرِ۔) (الشافعی فی مسنده ص ١٨١)

ان پر باد عقیم اور بھیجیں ہم نے پھل لانے والی ہوائیں اور وہ بھیجتا ہے ہوائیں ❶ خوشخبری دینے والی۔" (شافعی، دعوات کبیر بیہقی)

حکم الحدیث: اس کی سند سخت ضعیف ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ ہوائیں الخ "ریح" کا معنی ہوا اور "رِیَاح" اس کی جمع ہے اس کے معنی ہیں "ہوائیں" جہاں کہیں لفظ "ریح" واحد آیا ہے وہاں اکثر عذاب کے لیے ہے اور رِیَاح کا لفظ رحمت اور بارش کے لیے آیا ہے ویسے قرآن مجید میں خوشگوار ہوا کے لیے بھی لفظ "ریح" واحد استعمال ہوا ہے جیسے "وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ" امام خطابی فرماتے ہیں کہ جب ہوائیں بہت چلیں تو بادلوں میں پانی خوب بھرتا ہے بارش برستی ہے اور کھیتیاں بڑھتی ہیں اور اگر ایک ہی ہوا چلے تو بارش کم ہوتی ہے اس لیے نبی ﷺ نے دعا فرماتے ہوئے کہا "اے اللہ بہت ہوائیں بھیج نہ کہ ایک ہوا۔

١٥٢٠ (١٠) وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا بَصَرْنَا شَيْئًا مِّنَ السَّمَاءِ تَعْنِي السَّحَابَ تَرَكَ عَمَلَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ)) فَاِنْ كَشَفَهُ اللّٰهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَاِنْ مَطَرَتْ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ سَقْيًا نَّافِعًا)) (رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّفْظُ لَهٗ۔) (ابوداود حديث رقم ٥٠٩٩ والنسائی حديث رقم ١٥٢٣ وابن ماجه حديث رقم ٣٨٨٩ واحمد فی المسند ٦/ ١٩٠)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب آسمان پر بادل دیکھتے تو اپنا کام چھوڑ دیتے ❶ اور اس کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ دعا پڑھتے "اے اللہ! میں اس (بادل) کی برائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں" پس اگر اللہ تعالیٰ اسے کھول دیتا' تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور اگر برسنا شروع ہو جاتا تو فرماتے: "اے اللہ! اسے مفید بنا۔" (ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' شافعی اور الفاظ امام شافعی کے ہیں)

حکم الحدیث: یہ حدیث صحیح ہے۔

فوائد الحدیث: ❶ کام چھوڑ دیتے الخ یعنی عام کاروبار یا کوئی اور مباح کام مراد ہے۔ طبیعت اس لیے پریشان ہوتی کہ شاید اس میں عذاب نہ ہو' اسی لیے یہ دعا پڑھتے تھے' اس سے معلوم ہوا کہ خوفناک بادل کے وقت یہ دعا پڑھنا چاہیے۔

١٥٢١ (١١) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ)) (رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ۔) (الترمذی حديث رقم ٣٤٥٠ واحمد فی المسند ٢/ ١٠٠)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب بادل گرجنے کی آواز سنتے یا معلوم کرتے بجلی تو یہ دعا پڑھتے "اے اللہ! نہ مار ہم کو اپنے غضب سے اور نہ ہلاک کر اپنے عذاب سے اور اس سے پہلے ہمیں عافیت عطا فرما"۔ (احمد' ترمذی) اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حکم الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے۔

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ

١٥٢٢ (١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا سَمِعَ الرَّعْدَ تَرَكَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ سُبْحَانَكَ الَّذِیْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ۔ (رواه موطا) (الموطا حديث رقم ٢٦ من كتاب الكلام)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب بادل گرجنے کی آواز سنتے تو باتوں کو چھوڑ دیتے اور یہ دعا پڑھتے ''اللہ تعالیٰ پاک ہے جس کی رعد تسبیح بیان کرتا ہے اور جس کے خوف سے فرشتے ❶ ڈرتے ہیں۔'' (مالک)

فوائد الحدیث: ❶ فرشتے ڈرتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آواز بندوں کے لیے سخت وعید ہے (موطا امام مالک)

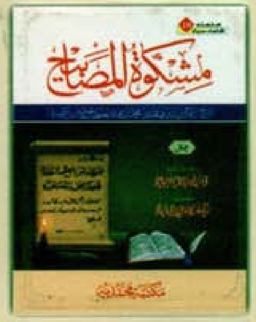
قَدْتَمَّ الْجِلْدُ الْاَوَّلُ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ عَوْنِهٖ

ترجمہ وفوائد الحد…

مولانا سید محمد عبد الاوّل الغ…

حکم الحدیث

الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ…



اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ!

"رسول اللہ ﷺ جو کچھ تم کو دیں اسکو پکڑ لو۔ یعنی اپنا لو اور جس چیز سے تمھیں روک دیں اُس سے رُک جاؤ"۔ (القرآن)

اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کریم کے ساتھ انسان کا تعلق اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک قرآن کریم کی تشریح وتفسیر رسول اکرم ﷺ کی سنت، یعنی آپ کے طریقہ کے مطابق نہ ہو، اور آپ کے طریقہ کے ساتھ وابستہ ہونا اس وقت تک ناممکن ہے جب تک اس علم پر عمل نہ کیا جائے جو رسول اللہ ﷺ کے مشکوٰۃ نبوت سے ظاہر ہوا ہو۔

تقریباً سات صدی قبل عربی زبان میں ترتیب دیا جانے والا احادیثِ نبوی ﷺ کا ایک اہم نسخہ (مشکوٰۃ المصابیح) کے نام سے جانا جاتا ہے، جس میں دینِ اسلام کے تقریباً ہر قسم کے مسائل درج ہیں جن کو آجکل کے دور میں سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ جس کی وجہ سے یہ نسخہ ہر مسلمان گھرانے کی اہم ضرورت ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر اس مجموعہ کو بیشتر مکاتبِ فکر کے دینی مدارس نے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے۔ اور مختلف زبانوں میں تراجم کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہوتی رہی ہے۔

اُردو زبان میں مشکوٰۃ المصابیح کا پیشِ نظر اعلیٰ ایڈیشن مکتبہ محمدیہ نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق اس میں اپنا حصہ ڈالنے کی سعی کی ہے تاکہ رب کریم، رسول اکرم ﷺ کے فدائین میں ہمارا نام بھی شامل فرمادے۔

زیرِ نظر ایڈیشن درج ذیل امتیازی خصوصیات سے مزین ہے۔

- ترجمہ وحواشی کے جو الفاظ پرانی اُردو میں تھے ان کو جدید اُردو کے الفاظ میں تبدیل کر کے نہایت آسان اور عام فہم کر دیا گیا ہے۔
- تفہیم حدیث کے لیے ہر حدیث کے ساتھ فوائد الحدیث کے نام سے حواشی لگائے گئے ہیں۔
- احادیث کی تخریج کے ساتھ ساتھ الشیخ علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی طرف سے حکم الحدیث کے عنوان سے صحت وضعف کا حکم لگا کر حدیث کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔

عصرِ حاضر میں امام ولی الدین ابی عبداللہ تبریزی رحمہ اللہ کی یہ گراں قدر تصنیف علمائے کرام اور طالب علموں کی سہولت کے ساتھ ساتھ عام پڑھے لکھے افراد کے لیے بھی مینارۂ نور ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں مقبول اور مسلمانوں کے علم وعمل کے لئے نافع بنائے۔ (آمین)

عبد الرحمٰن عابد

مدیر (مکتبہ محمدیہ) لاہور

مکتبہ محمدیہ

قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اُردو بازار لاہور
0300-4826023
E-mail:maktabah_muhammadia@yahoo.com & maktabah_m@hotmail.com